

اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ

طبقات ابن سعد

اُردو

اخبار النبی
صلی اللہ علیہ وسلم

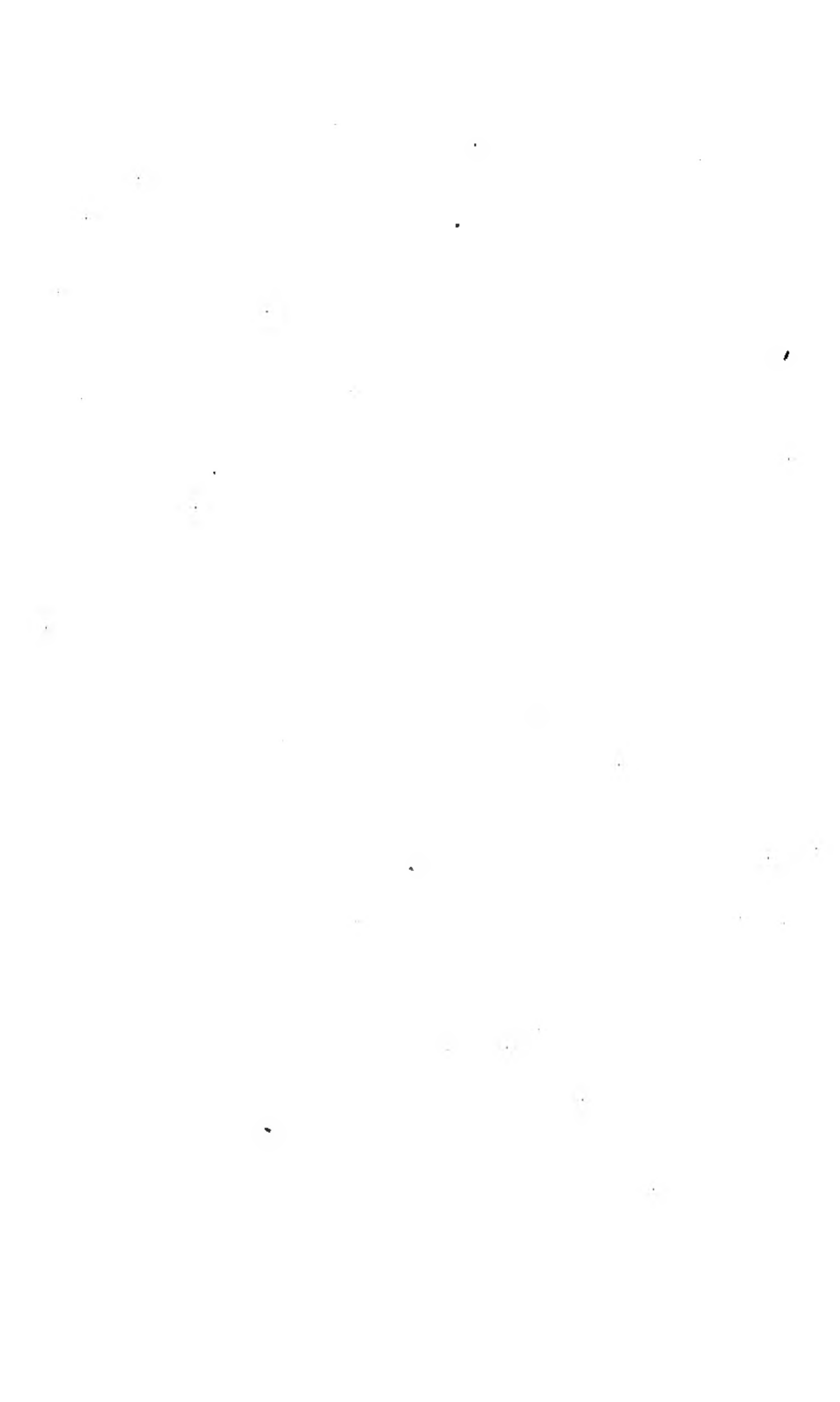


علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری

اردو بازار ایم ایس جیل روڈ
کراچی 021-2213768

دارالاشاعت

طبقات ابن سينا



اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ

طبقات ابن سعد

سیرت خلفائے راشدین
صحابہ کرام، مہاجرین انصار

جلد دوم

حصہ سوم و چہارم

خلفائے راشدین، اصحاب بدر یحییٰ اور صحابہ کرام کے احوال مع انساب اور ان کے دینی کارنامے درج ہیں

صحابہ کرام اور تابعین عظام کے احوال مع انساب کا مستند اور معتبر معلومات کا مجموعہ

ترجمہ

علامہ عبداللہ العماوی مرحوم

مصنف

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری

(الترقی ۲۳۰ھ)

تہذیب، اضافہ عنوانات و حواشی

مولانا محمد اصغر مغل (داخل جامعات علوم اسلامیہ)

آؤفویازار ایم ایس جیل روڈ
کراچی پاکستان 2213768

دارالاشاعت

تسہیل، عنوانات، تشریحات کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : ۲۰۰۳ء حسان پرنٹنگ پریس فون 6642832
صفحات : ۱۹۲ صفحات

..... ملنے کے پتے.....

ادارۃ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارۃ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ فی فی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک اسٹور خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 ویب روڈ السبیلہ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
بیت العلوم 20 نا بھر روڈ لاہور

کتب خانہ رشیدیہ - مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی



فہرست مضامین

طبقات ابن سعد حصہ سوم و چہارم

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
.	ارحم امتی ابو بکرؓ	.	بسم اللہ الرحمن الرحیم
.	ابو بکرؓ کا خواب اور اس کی تعبیر	۵	فہرست مضامین
۴۳	رسول اللہ ﷺ کا ابو بکرؓ کو سب سے پہلے حج پر عامل بنانا	۳۷	بنی تیم بن مرہ بن کعب
.	نبی کریم ﷺ کا خواب	.	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
.	قیاس حجت شرعی ہے	.	ابو بکرؓ کی اولاد
.	نبی ﷺ کے بعد ابو بکرؓ کی خلافت منجانب اللہ تھی	۳۸	ابو بکرؓ کے نام "تقیق" کی وجہ تسمیہ
۴۴	آنحضرت نے مرض الموت میں حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا	.	سب سے پہلے ابو بکرؓ نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی
.	انصار و مہاجرین کا ابو بکرؓ سے آگے ہونے سے پناہ مانگنا	۳۹	ابو بکرؓ کی صفات
.	ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں	.	سب سے پہلے قبول اسلام
.	حضرت حفصہؓ کی سفارش اور آپ ﷺ کا جواب	۴۰	خیر میں سب سے آگے بڑھنے والا
.	نماز کی اہمیت	.	غار اور ہجرت مدینہ
۴۵	ابو بکرؓ نے حضور ﷺ کی زندگی میں سترہ نمازیں پڑھائیں	.	ہجرت کا حکم اور اس کی تیاری
.	ابو بکرؓ کی خلافت برحق ہے	۴۱	عبداللہ بن اریقط الدیلی
.	عمرؓ کی خلافت بھی برحق ہے	.	کفار کا تعاقب اور ابو بکرؓ کا خوف
۴۶	ابو بکرؓ کی بیعت	.	ابو بکرؓ کی مدح میں حسان بن ثابتؓ کے اشعار
.	ثالث ثلاثہ کی تشریح	.	رسول اللہ ﷺ کا شیخین کے درمیان عقد مواخاتہ
.	واقعی ابو بکرؓ خلیفہ بلا فصل ہیں	۴۲	ابو بکرؓ و عمرؓ اہل جنت کے سردار ہیں ابو بکرؓ ہر لمحہ آپ ﷺ کے ہمراہ رہے
.			اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا

۴۷	ایک بڑھیا کا واقعہ	۵۵	حضرت ابو بکرؓ کی سلمان کو نصیحت
.	حضرت ابو بکرؓ کا تاریخی خطبہ	.	مال خمس کی وصیت
.	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وصیت	۵۶	حضرت ابو بکرؓ کا حضرت عائشہ سے زمین کا مطالبہ
۴۸	میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں	.	ابو بکرؓ نے اپنے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا
.	مکہ میں زلزلہ	۵۷	حضرت ابو بکرؓ کا شعر میں جواب
.	خلافت کے باوجود ابو بکرؓ کا کسب معاش کے لئے بازار جانا	.	حضرت عمرؓ کی اشکباری
.	امن و دیانت ایسی تھی کہ فیصلے کے لئے مہینوں کوئی نہیں آتا تھا	۵۸	حضرت ابو بکرؓ کے مال کی واپسی پر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا اعتراض
.	رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کو اتنا حصہ دو جو انہیں غنی کر دے	.	حضرت ابو بکرؓ کی کفن کے متعلق وصیت
.	مجھے میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو	۴۹	المزنی کی روایت
.	ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت	۵۸	کاش کہ میں سبزہ ہوتا اور کیڑے مجھے کھا جاتے
.	بیعت کے بعد کے معمولات	.	زہر خورانی کی روایت
.	ابو بکرؓ کا قبیلے کے ایک گھر کی اونٹنیاں دوہنا	.	حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے
.	ابو بکرؓ کا آخرت کا خوف اور دنیا سے بے رغبتی	۵۰	حضرت عثمانؓ کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے
.	رسول اللہ ﷺ کے ذکر کے وقت حضرت ابو بکرؓ کا رونا	.	حضرت عمرؓ کی نامزدگی کے متعلق مہاجرین اور انصار سے مشورہ
.	حضرت ابو بکرؓ کا حلیہ مبارک	۵۱	حضرت عمرؓ کی سخت مزاجی کے خلاف شکایت
.	مہندی کا خضاب لگانا جائز ہے	.	حضرت عمرؓ کی نامزدگی کا فرمان
.	ابو بکرؓ کی داڑھی عرج کی چنگاری کی طرح سرخ تھی	۶۰	نامزدگی کا اعلان
.	آپ ﷺ کو معمولی سا بڑھاپا آیا	.	حضرت عمرؓ سے تنہائی میں ملاقات
.	حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وصیت	۵۲	حضرت ابو بکرؓ کی دعا
.	حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ملکیت	.	وفات کا دن
.	ابا شہ صدیقیؓ، خلیفہ دوم کو پہچانے کی ہدایت	۵۳	زندہ بہ نسبت مردہ کے زیادہ مستحق ہے
.	بیت المال کے مال کی واپسی	.	یعنی حلہ کے استعمال پر ممانعت
.	اونٹنی اور ایک پیالا	.	حضرت ابو بکرؓ کی شدید علالت
.	مال غنیمت کی تقسیم	۵۴	حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات
.		.	مدت خلافت
.		.	حضرت ابو بکرؓ کی عمر

۶۹	عہد صدیق کا بیت المال	۶۳	غسل میت کے لئے وصیت
.	مال کی تقسیم میں مساوات	.	محمد بن ابوبکر کے غسل دینے میں اختلاف
.	بیواؤں میں چادروں کی تقسیم	.	حضرت اسماء بنت عمیس کو ترک غسل کی اجازت
.	بیت المال میں ایک درہم	.	غسل میت پر غسل واجب ہے
.	بنی عدی بن کعب بن لؤی	.	حضرت ابوبکرؓ کا کفن
.	حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ	.	پُرانی چادر کا کفن
.	حضرت عمرؓ کا شجرہ نسب	.	کفن کی چادروں کی تعداد
۷۱	حضرت عمرؓ کی اولاد	.	حضرت ابوبکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا
.	رسول اللہ ﷺ کی دعا	.	حضرت ابوبکرؓ کی نماز جنازہ اور تعداد
.	قبول اسلام	.	تکبیرات نماز جنازہ
.	حضرت عمرؓ کا استفسار	۶۵	حضرت ابوبکرؓ کی تدفین کا وقت
.	حضرت عمرؓ کا حملہ	.	نوحہ زاری کی ممانعت
۷۲	حضرت عمرؓ کی مایوسی	.	حضرت عمرؓ کا نوحہ کر نیوالوں کو منتشر کرنے کا حکم
.	رسول اللہ ﷺ کی دعا عمر بن الخطابؓ کے حق میں قبول ہوئی	.	رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کرنے کی وصیت
.	حضرت عمرؓ کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانگی	۶۶	حضرت عائشہؓ سے مزارات دیکھنے کی درخواست
.	حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے پہلے مسلمانوں کی تعداد	.	حضرت علیؓ کی حضرت ابوبکرؓ و عثمانؓ کے متعلق رائے
۷۳	عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد ہی اسلام مکے میں ظاہر ہوا	.	مدہ میں خوف ناک آواز ابن ابی قحافہ کی وفات
.	حضرت عمرؓ کا سن ولادت	.	حضرت ابوبکرؓ کا ورثہ
.	بیت اللہ میں اعلانیہ عبادت	۶۷	ابو قحافہ کی وفات
.	فاروق کا لقب	.	حضرت ابوبکرؓ کی انگوٹھی
۷۴	ہجرت اور عقد مواخاۃ	.	حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے مراتب
.	ہجرت کا منصوبہ	.	حضرت ابوبکرؓ کے خضاب کے متعلق روایت
.	عیاش بن ابی ربیعہ	۶۸	حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خطبہ
۷۵	حضرت عمرؓ کا عقد مواخاۃ	.	انصار کا مطالبہ خلافت
.	حضرت عمرؓ کی غزوات میں شرکت	.	حضرت ابوبکر صدیقؓ کی انصار کو نصیحت
.	حضرت عمرؓ کی امارت میں سریہ	.	
.	حضرت عمرؓ کو عمرے کی اجازت	.	

۸۵	حضرت عمرؓ کا الجابیہ میں قیام عمواس کا طاعون فرائض حج کی ادائیگی قوم کی اصلاح	۷۶	سب سے زیادہ صاحب فراست کون خلافت حضرت عمرؓ کا پہلا خطبہ تین کلمات
۸۶	حضرت خالد بن الولیدؓ اور ثنیٰ کی معزولی کا ارادہ بحری سفر سے اجتناب حضرت عمرؓ اور نصر بن حجاج ابو ذب سب سے زیادہ گورے تھے	۷۷	حضرت ابو بکرؓ کی تدفین کے بعد مسلمانوں سے خطاب حضرت عمرؓ کی ضروریات زندگی اللہ کے مال میں حضرت عمرؓ کا حصہ اللہ کے مال میں بمنزلہ یتیم
۸۷	جمعہ کو تازیانوں کی سزا نماز میں بھٹولنے کی عادت احادیث لکھنے کے لئے استخارہ حضرت عمرؓ کا حجام	۷۸	بیت المال سے قرض عاصم بن عمرؓ کا نفقہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی دختر کی نفقہ سے محرومی
۸۸	حضرت عمرؓ سے نرم روی کی درخواست حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عباسؓ کو مال تقسیم کرنے کا حکم ذمہ داری کا احساس	۷۹	رسول اللہ ﷺ کی پیروی حضرت حفصہؓ کی حضرت عمرؓ سے درخواست حضرت عمرؓ کا جواب بیت المال سے قرض لینے سے انکار
۸۹	مسلمانوں کی دعوت دو چند عذاب کا فرمان فریقین کے مابین حضرت عمرؓ کی حالت قیس بن ابی حازم سے مروی	۸۰	حج میں صرف پندرہ دینار کا خرچہ حضرت عمرؓ کی خوراک حکام کا تنخواہ کا مطالبہ مطالبہ تنخواہ کی منظوری
۹۰	چند جوانوں کی روانگی پوچھنے سے اجتناب عورتوں کے مشابہ نہ تھے پہاڑ سے چرواہے کی آواز	۸۱	آرام و آئش سے اجتناب امیر المومنین کے فرائض رعایا سے حسن سلوک امیر المومنین کا لقب
۹۱	خوف الہی امام کے فرائض احساب نفس عمرو بن العاص کے خلاف شکایت	۸۲	حضرت عمرؓ کی اولیات فتوحات حاصل کرنے والے پہلے شخص قبائل کے علیحدہ خطے عامل کی تقرری کے وقت احتیاطی تدابیر
۹۲	اپنی ذات سے قصاص لینا حضرت عمرؓ اور صحابہؓ کی مسجد میں ایک نشست	۸۳	کشمش اور ضرورت کی چیزیں رکھتے تھے مسجد نبویؐ میں اضافہ
۹۳		۸۴	

۱۰۳	خلیفہ اور بادشاہ کا فرق	-	حضرت عمرؓ بن الخطاب کا قتل
.	عمال کی فہرست اور اموال کی طلبی	.	مردم شماری
.	حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ کو مشورہ	۹۴	مردم شماری میں درجہ بندی
.	بیت المال میں حضرت عمرؓ کا حصہ	.	رسول اللہ ﷺ و ابو بکرؓ کے طریقے
۱۰۴	حضرت عمرؓ کی کفایت شعاری	.	دیوان کی ترتیب میں بنو ہاشم سے آغاز
.	ابوموسیٰ اشعریؓ کے تحفہ کی واپسی	۹۵	اہل دیوان کے حصص
.	حضرت عمرؓ کی حضرت زبیرؓ سے خفگی	.	بدری صحابہؓ
۱۰۵	حضرت عمرؓ اور ذکر الہی	.	ازواج مطہرات کو بدری صحابہ پر ترجیح
.	عام الرمادہ	.	حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی شکایت
.	حضرت عمرؓ کا عمر بن العاص کو آمیز فرمان	۹۶	اہل یمن، شام و عراق کے لیے عطا
۱۰۶	مصر سے غلہ کی فراہمی	.	نسائے مہاجرات کا حصہ
.	کشادگی کا حکم	.	نوزائیدہ بچوں کے لیے عطیہ
.	شام و عراق سے غلہ کی فراہمی	.	حضرات عمرؓ کے حسن کی تعریف
۱۰۷	عمرؓ بن العاص نے خشکی کے راستے سے غلہ	۹۷	حضرت عمرؓ کی اپنی مدح کی ممانعت
.	روانہ کیا	.	حضرت خدیجہؓ کو عطائیں تقسیم کرنے کا حکم
.	عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ کی غذا	.	مال غنیمت کی صحیح تقسیم
.	زمانہ قحط میں حضرت عمرؓ کی پریشانی	۹۸	مال غنیمت کی افراط پر حضرت عمرؓ کا اظہار
.	زمانہ قحط میں حضرت عمرؓ کا عہد	.	تعجب
۱۰۸	زمانہ قحط میں حضرت عمرؓ کا گوشت سے	.	ام المؤمنین حضرت زینبؓ کی سخاوت
.	اجتناب	۹۹	شیر خوار بچوں کے لئے عطا کا اعلان
.	قبیلہ محارب کی جماعت سے حسن سلوک	.	بچے کے رونے کی آواز
۱۰۹	حضرت عمرؓ کا سیر ہونا	.	پیدا ہونے والے ہر بچے کی عطا مقرر
.	حضرت عمرؓ بن الخطاب کے رنگ میں تغیر	۱۰۰	حق اور مساوات کا احساس
.	زمانہ قحط میں عمال کی امداد	.	معمولی حصص کی تقسیم کا اہتمام
۱۱۰	نواحی قبائلیوں کی مدینہ میں آمد	.	حضرت عمرؓ کا ابوموسیٰ کے نام خط
۱۱۱	قحط زدہ افراد کے لیے غذا کی فراہمی	۱۰۱	کثرت دولت پر حضرت عمرؓ کی گریہ و زاری
.	قحط کی وجہ سے اموات	.	سالم ابی عبداللہ سے مروی
.	مریضوں کی دیکھ بھال	.	ازواج مطہرات میں حضرت عائشہؓ کو ترجیح
.	عمرؓ کے ہاتھوں مریضوں کی امداد	۱۰۲	دو جریب غلہ کی تعداد
.	حضرت عمرؓ کی نڈیاں کھانے خواہش	.	حضرت عمرؓ کا احساس ذمہ داری
۱۱۲	حضرت عمرؓ کی مرغوب غذا	.	مسافروں کی آسائش

۱۲۳	جہاں عرف کا واقعہ	۱۱۳	زمانہ نقطہ سالی میں حضرت عمرؓ کا لباس
.	حضرت عمرؓ کا آخری حج	.	وہائے استغفار کی ہدایت
.	فتنہ گمراہی سے بچنے کی تلقین	.	نماز استسقا
۱۲۴	حضرت عمرؓ کی زندگی سے بیزار	۱۱۴	عید گاہ پہنچ کر خطبہ سنایا
.	حضرت عمرؓ کا خواب	.	حضرت عباسؓ کا واسطہ
۱۲۴	حضرت عمرؓ کا خطبہ جمعہ	.	عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ کا خطبہ
۱۲۵	حضرت عمرؓ سے وصیت کی درخواست	۱۱۵	بارہاں رحمت
.	مہاجرین کی قدردانی	.	اعراب کی واپسی
.	انصار کی عزت	.	صدقہ و زکوٰۃ میں رعایت
.	بے لیے نصیحت	.	حکم بن العسل سے مروی
.	اہل ذمہ کے لیے وصیت	۱۱۶	مصنوعی ہجرت کی مخالفت
۱۲۶	حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ	.	حضرت عمرؓ کے رنگ میں تغیر کی وجہ
.	حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی امامت نماز	.	حضرت عمرؓ کا حلیہ
۱۲۷	حضرت عمرؓ کی حضرت عائشہؓ سے درخواست	.	شر میں وسعت کر دینا
.	حضرت عمرؓ کو پہلے رسول میں دفن ہونے	۱۱۷	چلنے میں پاؤں پھیلا کے چلتے تھے
.	کی اجازت	.	جلال فاروقی
.	انتخابی مجلس	.	حضرت عمرؓ کی ران پر سیاہ نشان
۱۲۸	حضرت زبیرؓ و طلحہؓ اور سعدؓ کی حق سے	.	مہندی کا خضاب
.	دستبرداری	۱۱۸	حضرت عمرؓ کے لباس پر پیوند
.	حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی حق خلافت	.	ایک اور روایت
.	سے دستبرداری	۱۱۹	رسول اللہ ﷺ کی حضرت عمرؓ کو نیا لباس پہننے
.	مہاجرین کے احترام کی وصیت	.	کی نصیحت
.	انصار سے حسن سلوک کی نصیحت	.	حضرت عمرؓ کا سنبلانی کڑتہ
.	اعراب کے لیے وصیت	.	حضرت عمرؓ کی کڑتہ دھونے کی فرمائش
۱۲۹	اللہ اور رسول اللہ کی ذمہ داریاں پوری کرنے	۱۲۰	اون اور لشیم سے ملے ہوئے کپڑے
.	کی تلقین	.	حضرت عمرؓ کی شہادت کی تمنا
.	کعب بن احبار کی یاد دہانی	.	حضرت عمرؓ کی تین نصیحتیں
.	حضرت صہیبؓ کو نماز پڑھانے کا حکم	۱۲۱	عوف بن مالک کا خواب
.	حضرت عمرؓ کے قاتل کو گرفتار کرنے کا حکم	.	حضرت عمرؓ اور کعب بن احبار کی گفتگو
۱۳۰	طیب کی طلبی	.	ابوموسیٰ اشعری کا خواب
.	میراث کے متعلق فیصلے کی تنبیہ	۱۲۲	حضرت حذیفہؓ کی فتنہ کے متعلق پیشگوئی

۱۳۹	نماز کی تلقین	۱۳۱	حضرت عمرؓ کی حضرت عثمانؓ سے گفتگو
.	احساس ذمہ داری	.	حضرت صہیبؓ کو حکم
.	حضرت ام کلثومؓ کی گریہ وزاری	.	خلیفہ نامزد سے اجتناب
.	حضرت ابن عباسؓ کا خراج تحسین	.	عدم اتفاق پر گردن زدنی کا حکم
.	طیب کی رائے	.	کلالہ کے مسئلہ پر سکوت
.	کسی قدر افاقہ ہوا تو فرمایا:	.	عبداللہ بن عمرؓ کو خلیفہ بنانے سے گریز
۱۴۰	حضرت عمرؓ کی اپنے فیصلوں کے متعلق وصیت	۱۳۲	نامزدگی کے متعلق بن عمرؓ کی حضرت عمرؓ سے گفتگو
.	حضرت عمرؓ کی حضرت ابن عباسؓ سے وصیت	.	حضرت عمرؓ کا خلیفہ نامزد کرنے کا اختیار
.	صحبت کے بارے میں بیان فرمایا:	.	حضرت عمرؓ کی غیر جانبداری
۱۴۱	حضرت ابن عباسؓ کی تعریف پر اظہار	.	حضرت عبدالرحمنؓ و عثمانؓ و علیؓ کو غیر جانب
.	پسندیدگی	۱۳۳	داری کی تلقین
۱۴۲	بد ضاد و غبت	.	اراکین کمیٹی کو مشورہ کرنے کا حکم
.	خوف خلافت	.	غیر مسلموں پر مدنیہ آنے کی پابندی
.	خنجر کی شناخت	۱۳۴	غلام کی حضرت عمرؓ سے شکایت
۱۴۳	ہرمزان کے قتل کا واقعہ	.	غلام کا گستاخانہ رویہ
.	ہضیہ اور دختر ابولولہ کا قتل	.	حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ
.	عبید اللہ بن عمرؓ اور عمرؓ بن العاصؓ میں جھگڑا	.	حضرت عمرؓ کی ادائیگی نماز
.	عبید اللہ بن عمرؓ اور حضرت عثمانؓ میں ہاتھ پائی	.	حضرت عمرؓ کا قاتل کے متعلق استفسار
۱۴۴	عبید اللہ کی غضبناکی	.	طیب کی جلی
.	حضرت عمرؓ کی حضرت حصہؓ کو وصیت	۱۳۵	نوحہ وزاری کی ممانعت
.	حضرت عمرؓ کا وقف نامہ	.	حکمی بنانے کا حکم
.	حضرت عمرؓ کے قرض کی ادائیگی	.	قاتل عمرؓ کی خودکشی
۱۴۵	حضرت عمرؓ کی تجبیز و تکفین کے متعلق وصیت	.	حضرت عمرؓ کا بدری صحابہ سے استفسار
.	حضرت عمرؓ کی حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کو وصیت	۱۳۶	صف سیدھی کرنے کی ہدایت
۱۴۶	امارات کے غلاموں کو آزادی	.	وکان امر اللہ قدر امقدورا
.	عمال فاروقی کے متعلق وصیت	.	حضرت عمرؓ کے علاوہ مسلم زخمیوں کی تعداد
.	حضرت سعد بن وقاصؓ وصیت	۱۳۷	حضرت عمرؓ کے زخم کی حالت
.	حضرت عمرؓ کی انکساری	.	حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا چھری کے
.	حضرت عمرؓ کے آخری کلمات	.	متعلق بیان
۱۴۷	حضرت حصہؓ کو خوبیاں بیان کرنے کی	.	زخمی حالت میں نماز کی ادائیگی
.	ممانعت	۱۳۸	

۱۵۶	حضرت عمرؓ کی حضرت عباسؓ سے خواب میں ملاقات	۱۳۸	گریہ و زاری سے میت پر عذاب مصیبت پہنچائی گئی
۱۵۷	حضرت ابن عباسؓ کا حضرت عمرؓ کو خواب میں دیکھنا	۱۳۹	حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عائشہؓ کی اجازت
۱۵۸	عبد شمس بن مناف بن قصی کی اولاد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آل عثمان قبول اسلام		قبر کا مرحلہ
۱۵۹	قبول اسلام پر حضرت عثمانؓ پر جبر و تشدد حضرت عثمانؓ کی ہجرت حبشہ	۱۵۰	حضرت عمرؓ کی مدت خلافت
۱۶۰	حضرت عثمانؓ کا حضرت ابن عوفؓ سے مقدمہ مواخاۃ بدری مسیحی بدی درجہ	۱۵۱	حضرت عمرؓ کی عمر کے متعلق مختلف روایات
۱۶۱	حضرت ام کلثومؓ سے نکاح مدینہ میں نیابت رسول اللہ		حضرت عمرؓ کی میت کا غسل
۱۶۲	حضرت عثمانؓ کا لباس شانوں کے درمیان فاصلہ	۱۵۲	مشک استعمال کرنے کی ممانعت
۱۶۳	قبر میں شے اور محبت پر چکی تھی		حضرت صہیبؓ کی امامت نماز کے متعلق روایات
۱۶۴	حضرت عثمانؓ کی کچھ عادات عادل سے مراد		حضرت عمرؓ کی نماز جنازہ
۱۶۵	مجلس شوریٰ، انتخاب خلیفہ کے لئے مجلس کا کام	۱۵۳	صالح بن یزید مولائے اسود سے کی روایت
۱۶۶	عبدالرحمن بن عوف کی صنف کو اختیار کرو		ابی عبیدہ بن
۱۶۷	عمر بن الخطابؓ نے ابوطالبؓ سے خطاب عثمان بن عفان رحمہ اللہ کی بیعت		حضرت عمرؓ کی شہادت پر آراء
۱۶۸	حضرت عثمانؓ کا خطبہ بیعت کی ہدایت	۱۵۴	حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے
۱۶۹	عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے لوگوں کو حج قرابت داروں کی تعلیم		حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ کیلئے دعائے رحمت
۱۷۰	عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ مصریوں کے گروہ	۱۵۵	نامہ اعمال کے ساتھ
			حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کا قول
			عبداللہ ابن مسعودؓ کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے
			سعید بن زید کا خراج عقیدت
			حضرت عمرؓ ابوسیدہؓ بن الجرح کی نظر میں
			حضرت حسنؓ کی رائے
			حضرت حذیفہؓ کا حضرت عمرؓ کو خراج عقیدت
			انس بن مالک کی روایت

۱۷۴	عثمان کا ترکہ، مدت حیات اور مدفن	۱۶۵	سعد کے نام ایک فرمان
.	حضرت عثمان کا دفن	.	علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی
.	معاویہ کی تصدیق	.	مکالمہ عزل عثمانؓ
۱۷۵	باغیوں کا خوف	۱۶۶	عثمانؓ کے کرتے کا ذکر
.	عثمانؓ اور ایام تشریق	.	رسول اللہ ﷺ کی خاموشی
.	رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے (قتل عثمانؓ کے بعد) جو کچھ کہا اس کا ذکر	.	یعنی مکان کے اندر عثمانؓ کے محاصرے کا
۱۷۶	عثمانؓ کا خون	.	دن
.	ابو ہریرہ اور زید بن ثابت کا ردنا	۱۶۷	تین صورتوں میں مسلمان کا خون حلال نہیں
۱۷۷	عبداللہ بن سلام کی لوگوں کو نصیحت	.	بدامنت و نفاق کی وجہ سے مدینے میں اس
.	عثمانؓ کا قتل اور ان کا ذبح کرنا	.	بدعنامی
.	فاسق ابن ابی بکر کی گرفتاری	.	مہاجرین و انصار کے درمیان عقد مواخاۃ
۱۷۸	نبی کے قتل کے بدلے میں ستر ہزار آدمیوں کا قتل	۱۶۸	علیؓ کے سر پر ایک سیاہ عمامہ تھا
.	لوگوں کی گمراہی	.	مسلمان کا خون اور ایمان کے بعد کفر
.	ابن عفان کی بیعت	۱۶۹	اللہ تعالیٰ سے مغفرت
.	عثمانؓ کے قاتل جملہ کی موت	.	یوم الدار اور خون ریزی
۱۷۹	حضرت علیؓ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	.	عبداللہ بن زبیر کی فرماں برداری کرے
.	حضرت علیؓ کی اولاد	.	عثمانؓ کی بفرمانی
.	قبول اسلام و نماز	۱۷۰	عبداللہ بن ابی بنیو سے فتنے میں مبتلا ہونا
۱۸۰	ہجرت مدینہ	.	عثمانؓ کی مدد نہ کرنے کا اصل سبب
.	مہاجرین و انصار میں عقد مواخاۃ	.	حضرت عثمان بن عفان اللہ عنہ کی شہادت
۱۸۱	علیؓ بن ابی طالب سے رسول اللہ (ﷺ) کا ارشاد	۱۷۱	قصاص میں کوئی اعتراض نہ ہوتا
.	غزوہ تبوک	.	خطوط و فرمان آپ کے کام نہ آئے
۱۸۲	سعد بن مالک کا بیان	۱۷۲	محمد بن ابی بکر کا عثمانؓ کو قتل کرنا
.	مدینے میں قیام	.	زبیر بن عبداللہ نے اپنی دادی سے روایت کی
۸۳	حضرت علیؓ بن ابی طالب کا خلیہ	.	بد معاش آپ کے گھر میں گھس گئے
۱۸۴	حضرت علیؓ کے اوصاف	۱۷۳	رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر و عمر کو خواب میں
.	حضرت علیؓ کا خطبہ سناتا	.	دیکھا
.	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لباس	.	حضرت عثمانؓ اور ایک رکعت میں پورا
.		.	قرآن
.		.	ایک رکعت میں ساری رات گزار دینا لوگوں
.		.	نے کہا کہ عثمانؓ ہیں۔

	حضرت علی کا کرنا		ابن ملجم کے لئے حضرت علیؑ کی ہدایت	
	حضرت علی کا گشت کرنا	۱۸۵	حضرت ام کلثوم کی ابن ملجم کو سرزنش	
۱۹۲	سیاہ عمامہ	.	حضرت علیؑ کی شہادت	
.	مہر و کلاہ جناب علویؑ	.	حضرت علیؑ کی نماز جنازہ	
.	عثمان بن عفان کی شہادت اور علیؑ بن ابی طالب کی بیعت	۱۸۶	حضرت علیؑ کی مدت حیات	
.	جنگ صفین	.	حضرت امام حسنؑ کا خطبہ	
۱۹۳	عمرو بن العاص کا معاویہ کو جنگ کا مشورہ دینا	.	حضرت امام حسنؑ کی ایک غلط عقیدہ کی تردید	
۱۹۴	عبدالرحمن بن ملجم المرادی اور علیؑ کی بیعت اور آپ کا اُس کو روڈ کرنا	.	عبدالرحمن بن ملجم کا انجام	
.	ارشاد جناب علویؑ: لتخضبن هذه من هذه	۱۸۷	ابن ملجم کا حیلہ	
.	"اس سر سے یہ ڈاڑھی ضرور خون میں رنگیں ہوگی"	.	حضرت عائشہؓ کا اظہار افسوس	
.	حضرت علیؑ علیہ السلام کا قتل.....!	.	صحابہ رسول ﷺ بحملہ انصار و مہاجرین اور ان کے اخلاف و تبعین	
۱۹۵	عبداللہ بن جعفر، حسینؑ بن علیؑ اور محمد بن الحنفیہ کا ابن ملجم کو قتل کرنا	.	اہل علم، وفقہ و روایت	
.	ابن ملجم کی بیعت لینے سے انکار	.	اسماء و صفات، نسب، و کنیت تا بعد علم تذکرہ طبقہ اولیٰ	
.	حضرت علیؑ کو قتل کی سازش کی اطلاع	.	جو غزوات نبویؐ سے پہلے ایمان لائے اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے	
.	حضرت علیؑ کی لوگوں سے بیزاری	.	محمد رسول اللہ ﷺ	
۱۹۶	بد بخت ترین قاتل	۱۸۸	حضور ﷺ کی اولاد	
.	قاتل حضرت علیؑ کے متعلق ابن الحنفیہ کی روایت	.	حمزہ بن عبدالمطلب	
.	تین خارجیوں میں عہد و پیمان	.	ابو جہل کا غوصے میں مسجد حرام میں داخل ہونا	
۱۹۷	قظام بنت شجنہ کا مہر	۱۸۹	جنگ بدر میں حضرت حمزہؑ کی شہادت	
.	ابن ملجم اور اشعث بن قیس الکندی	.	حمزہ بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جحش کی تدفین	۱۹۷
.	حضرت علیؑ کی خواب میں رسول اللہ نے ملاقات	.	بنی عبدالاشہل میں مقتولین پر آہ و بکا	۱۹۸
.	حضرت علیؑ پر حملہ	۱۹۰	دختر حمزہؑ کا نکاح	
.	قتل کی گرفتاری کا حکم	.	حمزہ بن عبدالمطلب کی درخواست	۱۹۹
.		.	حمزہ بن عبدالمطلب کا رسول اللہ ﷺ کے آگے دو تلواروں سے جنگ کرنا	
۲۰۰		.	نبی کریم ﷺ کا حضرت حمزہؑ کے قتل کے بدلے ستر آدمیوں کے قتل کا حلف	
.		۱۹۱	جبریل السلام کا سورہ نحل کی آخری آیتیں لے	

	کر اترنا		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ انس	
	آپ کا تکبیر کہنا		ابو کبشہ	
۲۰۱	مقتولین کی زیادتی	۲۰۱	صالح شقران	۲۱۱
	حضرت حمزہؓ کے کفن کا مسئلہ		عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصی کی اولاد	
	شہداء کا غسل		اسلام لائے۔	
۲۰۲	حضرت حمزہؓ پر آپ ﷺ نے ستر مرتبہ نماز	۲۰۲	عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی صعدہ کی روایت	
	جنازہ پڑھی		یونس بن محمد الظفری کی اپنے والد سے	۲۱۲
	آیت کا مفہوم		روایت	
	عورتوں کا اپنے شہداء کے لئے رونا		حصین بن الحارث	
			مسطح بن اثاثہ	
۲۰۳	رونے پر شدت سے ممانعت	۲۰۳	سالم مولائے ابی حذیفہ	۲۱۳
	زید الحبثہ	۲۰۴	سہیل بن عمرو	
	حارث بن شراحیل کا اشعار کہنا		مولیٰ سالم	۲۱۴
	جبل اور یزید سے انکی مراد	۲۰۵	سہل بنت سہیل	
	آنحضرتؐ کا زید بن حارثہ کو اختیار دینا	۲۰۶	یوم الیماہ میں مسلمانوں کی شکست	
	آپ ﷺ کا زید بن حارثہ کو منہ بولا بیٹا بنانا		بنی غنم کہ حرب بن اُمیہ اور ابی سفیان بن	۲۱۵
	منافقین کے محمدؐ پر اعتراض اور طعن		حرب کے حلفا تھے	۲۱۶
	عبد اللہ بن عمرؓ سے زید بن حارثہ کے بارے	۲۰۷	مہاجر ہونے کا بیان	
	میں مروی		حضورؐ کے حکم پر چلنا	
	زید بن حارثہ کی اپنے والد سے روایت		اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا	
	عاصم بن عمرو بن قتادہ کا بیان		ام سلمہ کا سب کو پانی پلانا	۲۱۷
	ام کلثوم کو پیام نکاح	۲۰۸	عبد اللہ بن جحش اور حمزہ بن عبدالمطلب ایک	
	نبی کریم ﷺ کا قافلے کو پانچ حصوں میں تقسیم کرنا		ہی قبر میں دفن ہوئے	
	سلمہ بن الاکوع کے جہاد		یزید بن رقیش	
	غزوہ موتہ میں مسلمانوں اور مشرکوں کا	۲۰۹	عکاشہ بن محصن کی نوبت نہیں آئی۔	
	مقابلہ		ابی واقد الیشی کی روایت	۲۱۸
	رسول اللہ ﷺ کو زید بن حارثہ اور جعفر اور		ابوستان بن حصن	
	ابن رواحہ کے قتل کی خبر		ستان بن ابی سنان	
	رسول اللہ ﷺ کا امراء لشکر کو روانہ کرنا		شجاع بن وہب	
	ابی مرثد الغنوی	۲۱۰	ان کے بھائی عقبہ	۲۱۹
	مرثد بن ابی مرثد الغنوی		ربیعہ بن اسلم	

۲۲۸	امانت قرض کے طور پر	۲۲۰	محرر بن نصیب
۲۲۹	میراث میں حصے تقسیم کیے		خواب کی تعبیر
	زبیرؓ کی چار بیویوں کے حصے		اربد بن حمیرہ
	زبیرؓ کا قتل		حلفائے بنی عبد شمس جو بنی سلیم ابن منصور
	کس نے قتل کیا، قبر کہاں اور وہ کتنے دن زندہ		میں سے تھے
	رہے ہیں۔		مالک بن عمرو
	حضرت عائشہؓ کے میں آنا		مداح بن عمرو
	زبیرؓ کے قتل کے بارے میں اس شخص کا کہنا	۲۲۱	ثقف بن عمرو
	دو گھوڑے سوار		حلفائے بنی نوفل بن عبد مناف ابن قصی
۲۳۰	خالد بن بکیر نے ایک حدیث میں بہ		عتبہ بن نہوان
	زبیرؓ کا اللہ کے حکم چلنا		حبابہ مولائے عتبہ
	زبیرؓ کو دفنانا	۲۲۲	بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی
۲۳۱	محمد بن عمر سے مروی		زبیر بن العوام
۲۳۲	طلحہ اور زبیر قیامت کے دن نیک لوگوں میں		طلحہ بن عبد اللہ کے لڑکوں کے نام
	سے ہوں گے		زبیرؓ کا بچپن
	حلفائے بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی		زبیرؓ کے سے مدینے کی طرف ہجرت
	زبیرؓ بن العوام کے حلیف تھے		مدینے کی ہجرت سے پہچان
	حاطب بن ابی بلتعہ	۲۲۳	ریشمی لباس
	حاطب بدر و احد و خندق میں حضورؐ کے ہمراہ		اسامہ بنت ابی بکرؓ سے مروی
	سعد، حاطب کے مولیٰ		حضور ﷺ نے حصے مقرر کیے
۲۳۳	بنی عبد الدار بن قصی میں سے مصعب الخیر	۲۲۵	ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
	مصعب بن عمیرؓ جوانی میں		کہ ”ہر نبی کے حواری ہوتے، میرے حواری
۲۳۴	رسول اللہ ﷺ کا مصعب بن عمیرؓ کی صفات بیان		زبیر بن العوام ہیں“
	کرنا		غزوہ خندق
	مصعب بن عمیرؓ کا خفیہ اسلام اور قوم کا رد عمل		حواری کا بیٹا
	غربت کی حالت میں	۲۲۶	یوم احزاب
	مصعب بن عمیرؓ خلق الناس تھے		حاعون کی بیماری
۲۳۵	رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینے بھیجا کہ وہ		اصحان کا مال
	انصار کو دین کی تعلیم دیں		زبیرؓ کی وصیت اداے قرض اور ان کے تمام
	مصعب بن عمیرؓ کے ذریعہ انصار میں اسلام کی		متروکات
	تبلیغ	۲۲۷	قرض کی ادائیگی

۲۳۱	عبدالرحمن بن عوف عبدالرحمن بن عوف زمانہ جاہلیت کا نام سیاہ چادر والا کون ہے؟ عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ عبدالرحمن بن عوف کی خودداری عبدالرحمن بن عوف بحالت غنی عبدالرحمن بن عوف کی شہادت درست ہے آپ ﷺ کی عبدالرحمن بن عوف کے لئے وصیت عبدالرحمن بن عوف کی بیویاں اور اولاد عبدالرحمن بن عوف نبی ﷺ کی ہمراہی میں نبی ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں عبدالرحمن بن عوف نے نبی ﷺ کو نماز پڑھائی نکسی نبی کی اس وقت تک وفات نہیں ہوتی جب تک کہ وہ امت کے مرد صالح کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے نبی ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف کو ریشمی لباس کی اجازت دی ریشمی لباس کی اجازت عذر کی بناء پر تھی زبیر بن العوام نے بھی ریشمی لباس پہنا آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف کے عمامہ باندھا اللہ کو قرض دو کیا چیز اللہ کو قرض دوں؟ حضرت عائشہ کی روایت آپ ﷺ کی عبدالرحمن بن عوف کے لئے دعا عبدالرحمن بن عوف کی سخاوت عبدالرحمن بن عوف کا خلیہ مبارک	۲۳۶	مصعب بن عمیر کی والدہ اس وقت تک کافر تھیں لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق مصعب بن عمیر مکہ میں نبی ﷺ کے ہمراہ مصعب بن عمیر اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ مصعب نے رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا اٹھایا جھنڈا کب گرا؟ آیت کا نزول فرشتہ مصعب بن عمیر کی شکل میں مصعب بن عمیر نے اپنا عہد سچ کر دکھایا شہداء سلام کا جواب دیتے ہیں مصعب بن عمیر کا کفن صرف ایک چادر میں عجیب حالت تھی کفن کے وقت مصعب بن عمیر کی صفات قبر میں کون اترے؟ سویہ بن سعد سویہ بن سعد اور عاتز بن باعص الزرقی کے درمیان عقد مواخاۃ عبدالبن قصی بن کلاب کی اولاد طلیب بن عمیر شجرہ نسب طلیب بن عمیر کا اسلام اور والدہ سے مکالمہ ان کی والدہ نبی ﷺ کی مددگار ہو گئیں وفات کے وقت تلیب بن عمیر کی عمر اولاد زہرہ بن کلاب بن مرہ
-----	--	-----	--

۲۴۷	عبدالرحمن مجلس شوریٰ اور حج کے متولی بنائے گئے	یحییٰ بن الحسین کی روایت	۲۵۲
۲۴۸	عبدالرحمن بن عوف اہل آسمان میں بھی ہیں اور اہل زمین میں بھی	سعد رحمہ اللہ کی وصیت	۲۵۳
۲۴۹	حضرت عمر کے دور میں عبدالرحمن کی امارت	آپ ﷺ کی سعدؓ کو نصیحت کرنا	۲۵۴
۲۵۰	عبدالرحمن بن عوف پیدائشی سعادت مند تھے	گھر والوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے	۲۵۵
۲۵۱	عبدالرحمن کی وفات اور ان کا جنازہ، وفات کے بعد کیا کہا گیا؟	آپ ﷺ کا سعدؓ کی شفاء کے لئے تین مرتبہ دعا کرنا	۲۵۶
۲۵۲	حلی ابن طالبؓ نے عبدالرحمن بن عوفؓ کی وفات کے وقت کہا	گھر والوں کا بھی خیال کرنا چاہیے	۲۵۷
۲۵۳	عبدالرحمن بن عوفؓ کی وصیت اور ان کا ترکہ اور اس کی تقسیم	سعدؓ کی مدینے میں مدفون ہونے کی خواہش	۲۵۸
۲۵۴	سعد بن ابی وقاصؓ جو اس کے سوا کہے تو اللہ کی اس پر لعنت ہے	سعد بن ابی وقاصؓ کے لئے نبی ﷺ کا حلیہ	۲۵۹
۲۵۵	آدمی کا مربی اس کے ماموں کو ہونا چاہئے	کیونکہ اللہ مجھے کبھی عذاب نہ دے گا	۲۶۰
۲۵۶	سعد بن ابی وقاصؓ کی اولاد قبول اسلام	میں اہل جنت میں سے ہوں	۲۶۱
۲۵۷	جب میں مسلمان ہوا تو ستر سال کا تھا	وفات اور تدفین	۲۶۲
۲۵۸	سعد بن ابی وقاصؓ اور مصعب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ	سعدؓ کی نماز جنازہ اور کس طرح ان کا جنازہ اٹھایا گیا	۲۶۳
۲۵۹	اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جس نے تیر چلایا	واللہ! رسول اللہ ﷺ نے تھیل بن العیص پر مسجد ہی میں نماز پڑھی	۲۶۴
۲۶۰	آنحضرتؐ کا سعدؓ کے لئے 'لہد اک ابی وامی' فرماتا	ازواج مطہرات نے سعدؓ کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی	۲۶۵
۲۶۱	عائشہ بنت سعد کے اپنے والد کے لئے کچھ اشعار	بوقت وفات حضرت سعدؓ کی عمر	۲۶۶
۲۶۲	اے اللہ جب وہ دعا کریں تو ان کی دعا	سعد بن ابی وقاصؓ کا ترکہ	۲۶۷
۲۶۳	سعد بن ابی وقاصؓ نبی ﷺ کے ہمراہ	عمیر بن ابی وقاصؓ	۲۶۸
۲۶۴	سعدؓ سیاہ خضاب لگاتے تھے	طفولیت جہاد میں شرکت کی شدید خواہش	۲۶۹
۲۶۵	سعدؓ کا حلیہ مبارک	سولہ برس کی عمر میں شہادت	۲۷۰
۲۶۶		قبائل عرب میں سے حلفائے بنی زہرہ ابن کلاب	۲۷۱
۲۶۷		عبداللہ بن مسعود	۲۷۲
۲۶۸		آپ ﷺ کا معجزہ	۲۷۳
۲۶۹		سب سے پہلے جس شخص نے مکہ میں قرآن کو ظاہر کیا	۲۷۴
۲۷۰		عبداللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل کے درمیان عقد مواخاۃ	۲۷۵

۲۶۶	تم لوگ جہاد کو جاؤ، بلکے ہو یا بھاری ہو	۲۶۰	عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ایک آیت کی تفسیر
۲۶۷	زبیرؓ کے اشعار مقداد کی ثناء میں	۲۶۱	عبداللہ بن مسعودؓ نبی ﷺ کے رازدار
۲۶۸	خبا ب کی کنیت	۲۶۲	عبداللہ بن مسعودؓ کا رسول اللہ ﷺ کو تعین پہناتا
۲۶۹	آیت کا شان نزول	۲۶۳	اگر کسی کو امیر بنانا تو
۲۷۰	خبا ب کچھ کمزور دل کے تھے	۲۶۴	عبداللہ بن مسعودؓ کا آپ ﷺ کی میانہ روی اور طریقے سے قریب ہونا
۲۷۱	ایک واقعہ	۲۶۵	اسلام لانے کے بعد کے معمولات
۲۷۲	خبا ب بن الارت اور جبر بن عتیک کے درمیان عقد مواخاۃ	۲۶۶	قیامت کے دن عبداللہ کا قدم میزان احد سے زیادہ وزنی ہوگا
۲۷۳	موت کی تمنا کی ممانعت	۲۶۷	یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا
۲۷۴	بوقت وفات خبا ب کی عمر	۲۶۸	عبداللہ بن مسعودؓ کی کچھ صفات
۲۷۵	کوفی کی اونچی زمین میں سب سے پہلے مدفون	۲۶۹	دین کا فقیہ اور سنت کا عالم
۲۷۶	ذوالیدین یا ذوالشمالین	۲۷۰	رات بھر نماز میں کھڑے رہنا اور نماز میں کیفیت
۲۷۷	مسعود بن الربیع	۲۷۱	عبداللہ بن مسعودؓ علم کے پہاڑ
۲۷۸	مسعود بن ربیع کی وفات	۲۷۲	عبداللہ بن مسعودؓ کا وظیفہ
۲۷۹	طلحہ بن عبید اللہ	۲۷۳	عبداللہ بن مسعودؓ کا حلیہ مبارک
۲۸۰	طلحہ کی اولاد	۲۷۴	ابن مسعودؓ کی مہر
۲۸۱	اسلام لانے کا ایک واقعہ	۲۷۵	عبید اللہ بن مسعودؓ کی وصیت
۲۸۲	ابوبکرؓ و طلحہؓ قرینین	۲۷۶	عبداللہ بن مسعودؓ کی وفات
۲۸۳	طلحہ و سعیدؓ کے لئے آپ ﷺ کا ثواب مقرر کرنا	۲۷۷	بوقت وفات عبداللہ بن مسعودؓ کی عمر
۲۸۴	طلحہؓ کا نبی ﷺ کا دفاع کرنا	۲۷۸	عبداللہ بن مسعودؓ کا ترکہ
۲۸۵	طلحہؓ کے سر میں تیر لگنا	۲۷۹	بیت المال سے وظیفہ کی تقرری
۲۸۶	یوم احد میں چوبیس زخم لگے	۲۸۰	مقداد بن عمرو
۲۸۷	ایک روایت کے مطابق چھتر یا پینتیس زخم لگے	۲۸۱	مقداد بن عمرو اور جبار بن صخر کے درمیان عقد مواخاۃ
۲۸۸	طلحہؓ کیلئے نبی ﷺ کا بشارت دینا	۲۸۲	اللہ کی راہ میں سب سے پہلے گھوڑا دوڑانے والا
۲۸۹	طلحہ بن عبید اللہؓ کا حلیہ مبارک	۲۸۳	ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں
۲۹۰	لوگوں کو شبہ میں نہ ڈالو		
۲۹۱	طلحہؓ کی شہادت		
۲۹۲	اللہ کی راہ میں خرچ		

۲۸۷	بلال کا جہاد کیلئے اجازت طلب کرنا پیام نکاح	۲۸۷	کم سے کم عیب انسان کے گھر میں بیٹھنے پر ہوتا ہے
۲۸۷	شعیب بن طلحہ کے مطابق حضرت بلالؓ اور حضرت ابو بکرؓ ہم عمر تھے	۲۸۷	طلحہ بن عبید اللہ کی آمدنی
۲۸۸	محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے شعیب حضرت بلالؓ کا حلیہ مبارک	۲۸۷	طلحہ کا ترکہ
۲۸۸	بنی مخزوم بن یقطہ بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب	۲۸۸	طلحہ بن عبید اللہ بہت سخی تھے
۲۸۸	ابو سلمہ بن عبد الاسد	۲۸۸	مردان بن الحکم نے طلحہؓ کو تیر مارا
۲۸۸	ایک روایت کے مطابق ابو سلمہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں تھے	۲۸۸	بوقت وفات طلحہؓ بن عبید اللہ کی عمر
۲۸۸	کے سے مدینہ کی ہجرت میں سب سے پہلا شخص	۲۸۸	آیت کریمہ کے مصداق
۲۸۸	ابی میمونہ کی روایت سلمہ سے متعلق	۲۸۸	صہیب بن سنان
۲۸۸	موسیٰ بن محمد کی روایت	۲۸۸	نسب نامہ
۲۸۹	آپ ﷺ کا مدینے میں مکانوں کے لئے زمینیں دینا	۲۸۸	صہیب کی پرورش
۲۸۹	احد میں اسامہؓ حبشی کا حضرت سلمہؓ کو زخمی کرنا	۲۸۸	صہیب کا حلیہ مبارک
۲۸۹	بنی امیہ از بن زید کا کنواں جس کے پانی سے حضرت سلمہؓ کو غسل دیا گیا	۲۸۸	صہیب کی کنیت
۲۸۹	آپ ﷺ کا عورتوں کو وصیت کرنا	۲۸۸	صہیبؓ ان مومنین میں سے تھے کہ جنہیں اسلام کی وجہ سے عذاب دیا گیا
۲۸۹	قبیصہ بن ذویب کی پہلی روایت	۲۸۸	قریش کے ایک گروہ سے مذہب پھیرا اور آیت کریمہ کا نزول
۲۸۹	قبیصہ بن ذویب کی دوسری روایت	۲۸۸	حضرت عمرؓ کی شوری کو وصیت
۲۸۹	قبیصہ بن ذویب کی تیسری روایت	۲۸۸	عامر بن فہرہ
۲۸۹	رسول اللہ ﷺ کا ابو سلمہؓ کی عیادت کے لئے جانا	۲۸۸	قبول اسلام
۲۸۹	ارقم بن ابی الارقم	۲۸۸	بوقت قتل عام کی عمر
۲۸۹	ارقم بن ابی الارقم کے خاندان کا ذکر	۲۸۸	بلالؓ بن رہاح
۲۸۹	ارقم کی اولاد	۲۸۸	حضرت بلالؓ کا عذاب کے وقت بھی توحید بیان کرنا
۲۸۹	وہ مکان جس میں آپ ﷺ نے لوگوں کو	۲۸۸	آیت کی تفسیر
۲۸۹		۲۸۸	سب سے پہلے اسلام ظاہر کرنے والے
۲۸۹		۲۸۸	سب سے پہلے بلالؓ نے اذان کہی
۲۸۹		۲۸۸	انس بن مالکؓ کے بلالؓ کیلئے اشعار
۲۸۹		۲۸۸	مومن کا سب سے افضل عمل اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔
۲۸۹		۲۸۸	اذان کا معاملہ

	اسلام کی دعوت دی	وعدے کا مقام جنت	
	ارقم کے مکان کا وقف نامہ	عمار کا رونا	۲۹۷
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	زوری زبان کھلوانا	
	شہاب کا قید خانہ میں جانا	عذاب کے بارے میں مذکورہ آیت کا نزول	
	ستر ہزار دینار کا بیع نامہ لکھنا	عمار بن یاسر کے حق میں آیت کا نزول	۲۹۲
	ارقم بن ارقم کا وقت وفات سے پہلے وصیت کرنا	سب سے پہلے گھر میں مسجد بنا کر نماز پڑھنے والا	
	شمال بن عثمان	دوسری مرتبہ ہجرت	۲۹۸
	شمال کے نام کی تبدیلی اور نیا لقب	عمار بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان کے درمیان عقد مواخاۃ	۲۹۳
	شمال بن عثمان کی ہجرت	عمار بن یاسر کا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اس وجہ سے قتال	
	شمال بن عثمان برابر عبدالمنذر کے پاس مقیم رہے	عمار کا ایک رجز	
	شمال بن عثمان کا رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنا	خندق کھودنے کے دوران حضرت محمد ﷺ کا سینہ غبار آلود ہو گیا	۲۹۹
	شمال بن عثمان کا انتقال ام سلمہ کے ہاں	مسجد کی تعمیر سے متعلق ایک روایت	
	شمال بن عثمان کی تدفین	ابو سعید الخدری کی روایت	۲۹۴
	خلفائے بنی مخزوم	معادیہ کی ناراضگی	
	شمال بن عثمان کی تدفین	دو آدمیوں کا عمار کے قتل سے متعلق جھگڑا	۳۰۰
	عمار بن عامر اور ان کے دو بھائی حارث اور مالک کا اپنے ایک بھائی کی تلاش میں نکلنا	عمار بن یاسر جنگ صفین میں	
	عمار کے بعد ارزق سمیہ کے شوہر	عمار بن یاسر کا کان کٹنا	
	سلمہ و عمر و عقبہ ولد الارزق کا ایک دعویٰ	بنی تمیم کے ایک شخص کا عمار کو کن کٹا کہہ کر پکارنا	۲۹۵
	ارزق کے لڑکوں کے ابتدائی حال	عمار بن یاسر کو گالی دینا	
	انھل کا عبداللہ بن سعید کی مدح میں ایک قصیدہ	عمار بن الخطاب کا فرمان	
	عمار و صہیب کا اسلام قبول کرنا	عمار اور ابن مسعود کی خوراک ایک بکری روزانہ	۳۰۱
	قریش کا مستضعفین جماعت کو سخت گرمی میں سزا دینا	عمار بن یاسر کا ایک درہم کا گھاس خریدنا	۲۹۶
	حضرت یاسر کی برہنہ حالت	لومڑی کی کھال کی چادر	
	یاسر کی مغفرت کی دعا	عمار بن یاسر کی چغلی	
	وعدے کا مقام جنت	عمار کی ایک روایت	

۳۰۳	معتب کی مدینہ ہجرت زید بن الخطاب زید کا نسب زید بن الخطاب اور معن ابن عدی نے ورمیان عقد مواخاۃ	ابونوفل کی روایت کے مطابق عمار بن یاسرؓ سب سے کم کلام کرنے والے تھے عمار بن یاسر کا حلیہ عمار بن یاسر کی مصیحت سلمہ بن کھیل کی روایت
۳۰۴	رسول اللہ ﷺ کا حجۃ الوداع میں ایک فرمان حضرت زید کی شہادت ابو حذیفہ کا جھنڈے کو تھامنا مقتولین کی تعداد زید کے لئے دعائے رحمت عمر کی روایت کے مطابق زید جنگ مسیلہ میں شہید ہوئے سعید بن زید زید کا اسلام لانا زید کا کعبہ کا طواف کرنا سالم بن عبد اللہ کی ایک روایت زید کے کھانے سے متعلق زید قیامت میں تنہا امت بن کر اٹھیں گے زید بن عمرو بن بن نفیل کی وفات زید کی والدہ ام رملہ عمر اصغر موسیٰ الحسن کی والدہ امامہ بنت الدجیح حذمہ بنت قیس ام الاسود صحیح بنت اصغ بنی قریہ ام خالد ام نعمان بشیر بنت ابی مسعود زید کی مدینہ ہجرت سعد بن زید اور رافع ابن مالک زرقی کے ورمیان عقد مواخاۃ	عمار بن یاسرؓ کا آخری شربت پینا عمار بن یاسرؓ ساحل فرات پر عمار بن یاسرؓ کا ایک قول جنت تلواریں کے سائے تلے ہے عمار بن یاسرؓ کی ایک آزاد کردہ لونڈی کی روایت عمارہ بن خدیجہ کی شہادت عمار بن یاسرؓ کی شہادت عمار بن یاسرؓ کا قاتل ابو غادیہ حزنی ابوعون کی روایت کے مطابق عمارؓ (۹۱) سال کی عمر میں شہید کیے گئے ایک روایت کے مطابق عمار کا قاتل عقبہ بن عامر ہے ابو غادیہ کا حلیہ کھلی گمراہی والا ایک شخص ابی غادیہ کی عمارؓ قتل کی دھمکی ابو عمارؓ کا جنگ کے لئے ندادینا عامر بن ضمیرہ کی روایت کے مطابق عمارؓ پر غلٹی نے نماز پڑھائی ابو عبد اللہ کی قتل سے متعلق رائے عمارؓ کی آپ ﷺ سے محبت عمر و بن شریمل کا خواب ابو میسرہ کا ایک خواب عمارؓ کا حلیہ مبارک معتب بن عوف معتب کا نسب

رسول اللہ ﷺ کا طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے روانہ کرنا	۳۱۶	دار ارقم میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کرنے والے
قریش کے دس آدمی جنت میں سعید بن زید بن عمرو بن نفیل پر ماتم عمر کا سعید بن زید کو حنوط لگانا	۳۱۷	عادل بن ابی البکر اور زید بن الدہنہ کے درمیان عقد مواخاۃ
ابن عمر کا سعید بن زید کے پاس مشک لانا عمر کی روایت کے مطابق سعید بن زید پر جمعہ کے روز ماتم کیا گیا	۳۱۸	خالد بن ابی البکر
سعید بن زید پر موت کی وجہ سے آہ و بکا نافع کی روایت کے مطابق سعید بن زید کا انتقال العقیق میں ہوا	۳۱۹	خالد بن ابی البکر اور زید بن الدہنہ کے درمیان عقد مواخاۃ
سعید بن زید کو سپرد خاک کرنا عمرو بن سراقہ	۳۲۰	ایاس بن ابی البکر
نسب نامہ عمرو بن عبد اللہ کی مدینے ہجرت عمرو بن سراقہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ	۳۲۱	ایاس بن ابی البکر اور حارث بن خذیمہ کے درمیان عقد مواخاۃ
خلفائے بنی عدی بن کعب اور ان کے موالی عامر بن ربیعہ بن مالک	۳۲۲	عامر بن ابی البکر
نسب نامہ عامر کا صحیح نسب عامر بن ربیعہ کا قدیم اسلام	۳۲۳	نسب نامہ
سب سے پہلے عامر بن ربیعہ نے مدینے کی ہجرت کی	۳۲۴	عامر بن ابی البکر اور ثابت بن قیس بن شمس کے درمیان عقد مواخاۃ
سب سے پہلے مدینے سفر کرنے والی عامر بن ربیعہ اور یزید بن المہذہ بن سرح کے درمیان عقد مواخاۃ	۳۲۵	واقہ بن عبد اللہ
عامر بن ربیعہ کا خواب	۳۲۶	نسب نامہ
عادل بن ابی البکر	۳۲۷	واقہ بن عبد اللہ کی مدینے ہجرت
نسب نامہ	۳۲۸	واقہ بن عبد اللہ اور بشر بن براء بن معرور کے درمیان عقد مواخاۃ
	۳۲۹	خولجی بن ابی خولی
	۳۳۰	مجمع بن صالح مولائے عمر بن الخطاب
	۳۳۱	بنی سہم بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لوی
	۳۳۲	حنیس بن حذافہ
	۳۳۳	بنی جمح بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لوی
	۳۳۴	عثمان بن مطعون
	۳۳۵	اسلام کی دعوت
	۳۳۶	عثمان بن مطعون کی شراب سے توبہ
	۳۳۷	عثمان بن مطعون کا عورتوں سے شرمانا
	۳۳۸	عثمان بن مطعون کی بیوی
	۳۳۹	عثمان بن مطعون کی ایک کوٹھڑی
	۳۴۰	عثمان بن مطعون اور معمر بن حارث کی

۳۳۰	عبداللہ بن عمر	۳۲۵	عبد اللہ بن عمر
.	عبداللہ بن عمر اور فروہ بن عمرو کے درمیان	.	عثمان بن مظعون اور ابی الہیثم کے درمیان
.	عقد مواخاۃ	.	عقد مواخاۃ
۳۳۱	حاطب بن عمرو	.	عثمان بن مظعون کو مردہ حالت میں بوسہ
.	نسب نامہ	.	عثمان بن مظعون کی نماز جنازہ
.	حاطب کی اولاد	.	اصحاب کے لئے قبرستان کی تلاش
.	عبداللہ بن سہیل بن عمرو	۳۲۶	سب سے پہلے بقیع میں دفن ہونے والے
۳۳۲	عبداللہ بن سعید کی شہادت	.	ام علاء کی بیعت
.	وہب بن سعد بن ابی سہر	.	ابن عباس کی ایک روایت عثمان بن مظعون
.	نسب نامہ	.	کی وفات سے متعلق
.	وہب بن سعد اور سوید بن عمرو کے درمیان	.	زید بن اسلم کی روایت عثمان بن مظعون کی
.	عقد مواخات	.	وفات سے متعلق
۳۳۳	بنی عامر بن لوی کے خلفائے اہل یمن	۳۲۷	عثمان بن مظعون کا حلیہ مبارک
.	سعد بن خولہ کی وفات اور رسول اللہ ﷺ کا	.	عبداللہ بن مظعون
.	ان کی عیادت کے لئے جانا	.	نسب نامہ
.	بنی فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ	.	عبداللہ اور قد امہ کا اسلام لانا
.	درج ذیل نام بطون قریش کے آخوٹن ہیں	.	عبداللہ بن مظعون اور سہیل بن عبید اللہ
.	ابو عبیدہ بن الجراح	.	المعنی انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ
.	ابو عبیدہ کی اولاد	۳۲۸	قد امہ بن مظعون
۳۳۴	ابی عبیدہ بن الجراح اور سالم مولائے ابی	.	قد امہ کی اولاد
.	حذیفہ کے درمیان عقد مواخاۃ	.	رملہ کی والدہ
.	احد میں رسول اللہ ﷺ کا زخمی ہونا	.	قد امہ بن مظعون کی وفات
۳۳۵	سہیل بن بیضا	.	سائب بن عثمان
۳۳۷	صفوان بن بیضا	.	سائب بن عثمان اور حارثہ بن سراقہ کے
.	نسب نامہ	.	درمیان عقد مواخاۃ
.	صفوان بن بیضا اور رافع بن المعنی کے در	۳۲۹	معمر بن حارث بن معمر
.	میان عقد مواخاۃ	.	نسب نامہ
.	معمر بن ابی سرح	.	معمر بن حارث اور معاذ بن عفرہ کے درمیان
۳۳۸	عیاض بن زہیر	.	عقد مواخاۃ
.	نسب نامہ	.	بنی عامر بن لوی
.	عمرو بن ابی عمرو	.	ابو سہرہ کی اولاد

۳۵۲	سعدؓ کیلئے اللہ تعالیٰ کا ہنسنا اور عرش کا اہل جانا	۳۴۱	طبقات انصارِ اولیٰ
۳۵۳	جنت میں سعدؓ کیلئے نعمتیں	۳۴۲	سعد بن معاذ
۳۵۴	عمر و بن معاذ	۳۴۳	سعد کے اسلام لانے کے بعد
۳۵۵	حارث بن اوس	۳۴۴	سعد ابن معاذ اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقدِ مواخاۃ
۳۵۶	حارث بن انس	۳۴۵	حضرت سعدؓ کا رجز پڑھنا
۳۵۷	سعد بن زید	۳۴۶	ابن العرقہ کا سعدؓ کو تیر مارنا
۳۵۸	سلمہ بن سلامہ	۳۴۷	سعد بن معاذؓ کی امارت
۳۵۹	عباد بن بشر	۳۴۸	حضرت سعدؓ کی دعا
۳۶۰	سلمہ بن ثابت	۳۴۹	مجھے موت کا خوف نہیں ہے
۳۶۱	رافع بن زید	۳۵۰	تم اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کو پہنچ گئے
۳۶۲	بنی عبدالاشہل بن جشم کے حلفاء		شہادت کی تمنا
	محمد بن مسلمہ بن سلمہ		نبی کریم ﷺ کی گود میں جامِ شہادت
	اولاد:		آپ ﷺ کی سعدؓ کیلئے دعا کرنا
۳۶۳	مدینے پر نبی ﷺ کے جانشین		سعدؓ کے جنازے کو کس نے ہلکا کر دیا؟
۳۶۴	محمد بن مسلمہ کا حلیہ		سوائے ام سعد کے تمام رونے والیاں جھوٹی ہیں
۳۶۵	فتنہ محمد بن مسلمہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا		سعدؓ کو عذابِ قبر
۳۶۶	آپ ﷺ کی محمد بن مسلمہ کو نصیحت		آپ ﷺ سعد بن معاذؓ کے جنازے کے آگے آگے تھے
۳۶۷	سلمہ بن اسلم		سعد بن معاذؓ کی قبر کی مٹی سے مشک کی خوشبو
۳۶۸	عبداللہ بن سہل		سعدؓ کی قبر مبارک میں کون لوگ اترے؟
۳۶۹	حارث بن خزیمہ		سعد بن معاذؓ کو کس نے غسل دیا؟
۳۷۰	ابوالہیثم بن التہیان		نبی ﷺ کا ام سعدؓ کو قبر دیکھنے سے روکنا
۳۷۱	ابوالہیثم کی وفات		سعد بن معاذؓ کی جدائی کا اثر
۳۷۲	عبید بن التہیان		سعدؓ کا حلیہ اور وفات
۳۷۳	ابوالعبس بن جبر		
۳۷۴	ابوالعبس کی وفات		
۳۷۵	مسعود بن عبدسعد		
۳۷۶	حلفائے بنی حارث		
۳۷۷	قنادہ بن نعمان		
۳۷۸	عبید بن اوس		
۳۷۹	نصر بن حارث		
۳۸۰	حلفائے بنی ظفر		

۰	حلفائے بنی معاویہ بن مالک	۰	عبداللہ بن طارق
۰	مالک بن نمیلہ	۳۶۳	معتب بن عبید
۰	بنی حنشل بن عوف بن عمرو بن عوف کہ اہل	۰	مبشر بن عبدالمعز
۰	مسجد قباء تھے	۳۶۴	رفاعہ بن عبدالمعز
۰	سہل بن حنیف	۰	ابولہبہ بن عبدالمعز
۳۷۲	بنی نجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف	۰	سعد بن عبید
۰	بنی انیف بن حشم بن عائذ اللہ کہ ملی میں سے	۳۶۵	عویم بن ساعدہ
۰	حلفائے بنی نجبا بن کلفہ تھے	۳۶۶	ثعلبہ بن حاطب
۰	ابوعقیل	۰	حارث بن حاطب
۳۷۳	بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف	۰	رافع بن عنجدہ
۳۷۵	صحابہ کی ایک اجتہادی غلطی	۳۶۷	عبید بن ابی عبید
۰	خالد بن ولید کی عقابی نظر	۰	عاصم بن ثابت
۳۷۶	خوات بن جبیر	۳۶۸	معتب بن قشیر
۰	خوات کی کنیت	۰	ابوملیل بن الازعر
۰	حارث بن نعمان	۰	عمیر بن معبد
۰	ابوضیاح	۰	بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو
۳۷۷	نعمان بن ابی خذمہ	۰	بن عوف
۰	ابوحذہ	۰	انیس بن قنادہ
۰	سالم بن عمیر	۰	بنی العجلان بن حارث کہ ملی قضاہ میں سے
۳۷۸	عاصم بن قیس	۰	تھے اور سب کے سب بنی زید بن مالک بن
۰	بنی غنم بن المسلم بن امری القیس	۰	عوف کے حلفا تھے۔
۳۷۹	سعد بن خیشمہ	۳۶۹	معن بن عدی الجعد
۰	منذر بن قدامہ	۰	عاصم بن عدی
۰	مالک بن قدامہ	۰	ثابت بن اقرم
۰	حارث بن عرفجہ	۳۷۰	زید بن المسلم
۰	تحیم مولائے بنی غنم بن المسلم	۰	عبداللہ بن سلمہ
۰	خزرج اور بنی نجار میں سے جو لوگ بدر میں	۰	ربیع بن رافع
۰	شریک ہوئے	۰	بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن
۳۸۰	بنی نجار، بنی مالک بن نجار اور بنی غنم مالک	۰	عوف
۰	بنی نجار میں سے جو لوگ بدر میں شریک	۰	جبر بن حنیک
۰	ہوئے۔	۳۷۱	حارث بن قیس

صفحت	ابواب
۳۸۹	ثابت بن خالد
۳۹۰	عمارة بن حزم
۳۹۱	سراقہ بن کعب
۳۹۲	حارثہ بن نعمان
۳۹۳	سلیم بن قیس
۳۹۴	سہل بن رافع
۳۹۵	مسعود بن اوس
۳۹۶	ابو خزیمہ بن اوس
۳۹۷	رافع بن حارث
۳۹۸	معاذ بن حارث
۳۹۹	معوذ بن الحارث
۴۰۰	عوف بن حارث
۴۰۱	نعمان بن عمرو
۴۰۲	عامر بن مظلہ
۴۰۳	عبد اللہ بن قیس
۴۰۴	عمرو بن قیس
۴۰۵	قیس بن عمرو
۴۰۶	ثابت بن عمرو
۴۰۷	حلفائے بنی غنم بن مالک بن النجار
۴۰۸	عدی بن ابی الزغباء
۴۰۹	ودیعہ بن عمرو
۴۱۰	عصیمہا
۴۱۱	ابو الحمراء
۴۱۲	بنی عمرو بن مالک بن النجار اور بنی معاویہ بن عمرو فرزند ان خریلہ
۴۱۳	حدیلہ ان کی والدہ تھیں
۴۱۴	ابی بن کعب
۴۱۵	امت کے سب سے بڑے قاری
۴۱۶	ابی بن کعب کا حلیہ
۴۱۷	سید المسلمین کی وفات اوت ان کی عجیب
۴۱۸	
۴۱۹	
۴۲۰	
۴۲۱	
۴۲۲	
۴۲۳	
۴۲۴	
۴۲۵	
۴۲۶	
۴۲۷	
۴۲۸	
۴۲۹	
۴۳۰	
۴۳۱	
۴۳۲	
۴۳۳	
۴۳۴	
۴۳۵	
۴۳۶	
۴۳۷	
۴۳۸	
۴۳۹	
۴۴۰	
۴۴۱	
۴۴۲	
۴۴۳	
۴۴۴	
۴۴۵	
۴۴۶	
۴۴۷	
۴۴۸	
۴۴۹	
۴۵۰	
۴۵۱	
۴۵۲	
۴۵۳	
۴۵۴	
۴۵۵	
۴۵۶	
۴۵۷	
۴۵۸	
۴۵۹	
۴۶۰	
۴۶۱	
۴۶۲	
۴۶۳	
۴۶۴	
۴۶۵	
۴۶۶	
۴۶۷	
۴۶۸	
۴۶۹	
۴۷۰	
۴۷۱	
۴۷۲	
۴۷۳	
۴۷۴	
۴۷۵	
۴۷۶	
۴۷۷	
۴۷۸	
۴۷۹	
۴۸۰	
۴۸۱	
۴۸۲	
۴۸۳	
۴۸۴	
۴۸۵	
۴۸۶	
۴۸۷	
۴۸۸	
۴۸۹	
۴۹۰	
۴۹۱	
۴۹۲	
۴۹۳	
۴۹۴	
۴۹۵	
۴۹۶	
۴۹۷	
۴۹۸	
۴۹۹	
۵۰۰	

	عبداللہ بن کعب		میں ان دونوں کی ولایت ایک ہی تھی یہ اس
	ابوداؤد		مسجد کے لوگ تھے جو اس میں تھے، خصوصیت
	سراقہ بن عمرو		کے ساتھ وہی اصحاب اس تھے۔
	قیس بن مخمل	۳۹۹	خضیب بن یاف
۳۰۸	حلفائے بنی مازن بن النجار		سفیان بن نسر
	عصیمہ		عبداللہ بن زید
۳۰۹	بنی دینار بن النجار		حریث بن زید
	نعمان بن عبد عمرو		بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج
	نحاک بن عبد عمرو		تمیم بن یعار
۳۱۰	جابر بن خالد		یزید بن الحزین
	سلیم بن حارث	۳۰۰	عبداللہ بن عمیر
	سعید بن سہیل		لابجر خدر بن عوف بن الحارث بن الخزرج
	حلفائے بنی دینار بن النجار		عبداللہ بن الربیع
	بحیر بن ابی بحیر ملی کے		حلفائے بنی الحارث بن الخزرج:
	بنی حارث بن الخزرج اور بنی کعب بن		عبداللہ بن عیس
	حارث بن الخزرج		عبداللہ بن عرفطہ
۳۱۱	سعد بن الربیع		بنی عوف بن الخزرج اور بنی الحبلی جو سالم بن
	عبد بن الربیع کو بارہ نیزے لگے تھے	۳۰۱	غنم بن عوف بن الخزرج تھے انکا پیٹ بڑا
	آیت میراث کا نزول		ہونے کی وجہ سے نام الحبلی (حامد) ہوا۔
	خارجہ بن زید	۳۰۲	عبداللہ بن عبداللہ
	عبداللہ بن رواحہ		اوس بن خولی
	میری امت کے شہداء کون ہیں؟	۳۰۳	زید بن ودیعہ
۳۱۲	آپ ﷺ کی دعا	۳۰۵	رفاعہ بن عمرو
	خلاد بن سوید		مجد بن عبادہ
	بشیر بن سعد	۳۰۶	حلفائے بنی سالم الحبلی بن غنم
	ساک بن سعد		عقبہ بن وہب
	سبیح بن قیس	۳۰۷	عامر بن سلمہ
۳۱۳	عبادہ بن قیس		عاصم بن العکیر
	یزید بن الحارث		قواقلہ جو بنو غنم و بنو سالم فرزند ان عوف بن
	بنی جشم وزید فرزند ان حارث بن الخزرج۔		عمرو بن عوف بن الخزرج تھے
	جنھیں توام (جوڑواں) کہا جاتا تھا، دیوان		عبادہ بن الصامت

۴۱۵	کعب بن جہاز	اوس بن الصامت
۴۱۶	بنی جشم م بن الخزرج کہ بنی سلمہ بن سعد بن علی	نعمان بن مالک
۴۱۷	بن اسد بن سارودہ بن زید بن جشم تھے	مالک بن الدخشم
۴۱۸	بعد بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ	نوفل بن عبد اللہ
۴۱۹	عبد اللہ بن عمرو بن حرام	عتبان بن مالک
۴۲۰	خراش بن الصمہ	ملیل بن ویرہ
۴۲۱	عمیر بن حرام	عصمہ بن الحصین
۴۲۲	عمیر بن الحمام	ثابت بن ہزال
۴۲۳	معاذ بن عمرو	ربیع بن ایاس
۴۲۴	معوذ بن عمرو	وذفہ بن ایاس
۴۲۵	خلاد بن عمرو	انقولہ کے وہ حلفا جو بنی غصینہ میں سے
۴۲۶	حباب بن المندہ	تھے کہ بنی عمرو بن عمرو تھے، غصینہ ان کی
۴۲۷	عقبہ بن عامر	والدہ تھیں جن کی طرف وہ منسوب ہوئے وہ
۴۲۸	ثابت بن ثعلبہ	ملی میں سے تھیں
۴۲۹	عمیر بن الحارث	مہذر بن زیاد
۴۳۰	حرام بن کعب کے موالی	عبدہ بن الحساس
۴۳۱	تمیم مولائے خرش	بحات بن ثعلبہ
۴۳۲	حبیب بن الاسود	عبد اللہ بن ثعلبہ
۴۳۳	بنی عبید بن عمار بن غنم بن کعب بن سلمہ جو	عقبہ بن ربیعہ
۴۳۴	(دیوان میں) علیحدہ پکارے جاتے تھے	عمرو بن ایاس
۴۳۵	بشر بن البراء	بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث
۴۳۶	عبد اللہ بن الحجۃ	بن الخزرج:
۴۳۷	شان بن صفی	المندر بن عمرو
۴۳۸	عقبہ بن عبد اللہ	ابود جاشہ
۴۳۹	طفیل بن مالک	ابو اسید الساعدی
۴۴۰	طفیل بن مالک	مالک بن مسعود
۴۴۱	عبد اللہ بن عبد مناف	عبد رب بن حق
۴۴۲	جابر بن عبد اللہ	حلفائے بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج
۴۴۳	خلید بن قیس	زیاد بن کعب
۴۴۴	یزید بن المندر	ضمیرہ بن عمرو
۴۴۵	معقل بن المندر	بسبس بن عمرو

عبداللہ بن العثمان	۴۳۱	حارث بن مالک بن غضب بن جسم بن	۴۳۱
جبار بن صخر	۴۳۲	الخزرج	۴۳۲
ضحاک بن حارث	۴۳۳	قیس بن مھسن	۴۳۳
سواد بن رزن	۴۳۴	حارث بن قیس	۴۳۴
حلفائے بنی عبید بن عدی اور ان کے موالی	۴۳۵	جبیر بن ایاس	۴۳۵
حمزہ بن الحکمیر	۴۳۶	ابو عبادہ	۴۳۶
عبداللہ بن الحمیر	۴۳۷	عقبہ بن عثمان	۴۳۷
نعمان بن سنان	۴۳۸	ذکوان بن عبد قیس	۴۳۸
بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ	۴۳۹	مسعود بن غلدہ	۴۳۹
قطبہ بن عامر	۴۴۰	عبادہ قیس	۴۴۰
یزید بن عامر	۴۴۱	اسعد بن یزید	۴۴۱
قطبہ بن عامر کی والدہ بھی تھیں۔	۴۴۲	فاکہ بن نسر	۴۴۲
سلیم بن عمرو	۴۴۳	معاذ بن معص	۴۴۳
ثعلبہ بن عثمہ	۴۴۴	عائذ بن معص	۴۴۴
عس بن عامر	۴۴۵	مسعود بن سعد	۴۴۵
ابوالیسر جن کا نام کعب بن عمرو تھا	۴۴۶	رفاعہ بن رافع	۴۴۶
اسہل بن قیس	۴۴۷	علاء بن رافع	۴۴۷
بنی سواد بن غنم کے موالی	۴۴۸	عبید بن زید	۴۴۸
عنترہ مولائے سلیم	۴۴۹	بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارث بن	۴۴۹
بقیہ بنی سلمہ	۴۵۰	مالک بن غضب بن جسم بن الخزرج:	۴۵۰
معبد بن قیس	۴۵۱	خلفہ بن عدی	۴۵۱
عبداللہ بن قیس	۴۵۲	فروہ بن عمرو	۴۵۲
عمرو بن طلق	۴۵۳	خالد بن قیس	۴۵۳
معاذ بن جبل	۴۵۴	زخیلہ بن ثعلبہ	۴۵۴
معاذ بن جبل کی اولاد	۴۵۵	بنی حبیب بن عبد حارث بن مالک بن غضب	۴۵۵
غزوہ بدر میں معاذ کی عمر	۴۵۶	بن جسم بن الخزرج	۴۵۶
معاذ بن جبل سے رسول اللہ ﷺ کا امتحان	۴۵۷	رافع بن معطل	۴۵۷
بہترین صاحب علم و دین	۴۵۸	ہلال بن المعطلی	۴۵۸
حنیہ و کچھ صفات مبارکہ	۴۵۹	انصار کے وہ بارہ نقیب جنہیں رسول اللہ ﷺ	۴۵۹
کچھ مشابہت	۴۶۰	نے منی میں شب عقبہ منتخب فرمایا	۴۶۰
بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد بن	۴۶۱	نقباء کا نام و نسب اور ان کے صفات و وفات	۴۶۱

۴۶۰	مالک بن عمرو النجاری	۴۴۹	اسید بن الحفیر
۴۶۱	خلاد بن قیس	۴۵۰	ابو الہیثم بن التیمیہ
۴۶۲	عبداللہ بن خثیمہ	۴۵۱	بنی غنم بن الیسلم بن امری القیس بن مالک
۴۶۳	حبیبہ کو ہجرت کرنے والے اور احد و مشحد	۴۵۲	بن الاوس میں سے حسب ذیل ایک صحابی
۴۶۴	مابعد میں شریک ہونے والے	۴۵۳	تھے
۴۶۵	بنی ہاشم بن عبد مناف کے مہاجرین	۴۵۴	سعد بن خثیمہ
۴۶۶	عباس بن عبد المطلب	۴۵۵	خزرج کے نو قیب تھے جن میں بنی النجار کے
۴۶۷	عباس بن عبد المطلب کی اولاد	۴۵۶	حسب ذیل ایک تھے
۴۶۸	سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر	۴۵۷	بنی الحارث بن الخزرج کے حسب ذیل دو
۴۶۹	بیعت کرنے والے	۴۵۸	نقیب تھے
۴۷۰	ہمیں یہ تو بتائیں کہ ہمیں ملے گا کیا؟	۴۵۹	سعد بن الربیع
۴۷۱	سب سے مختصر اور بلند خطبہ	۴۶۰	عبداللہ بن رواحہ لکھ دیا ہے۔
۴۷۲	فرشتے کی مدد	۴۶۱	بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے حسب
۴۷۳	محمد کے سوا ہر چیز باطل ہے	۴۶۲	ذیل دو آدمی تھے
۴۷۴	عباس کی آہ جگاری ہے	۴۶۳	منذر بن عمرو
۴۷۵	عباس بن عبد المطلب کا فدیہ دینا	۴۶۴	بنی سہمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارودہ بن
۴۷۶	ابن عباس سے ایک آیت کی تفسیر	۴۶۵	تزید بن جشم بن الخزرج کے حسب ذیل دو نقیب
۴۷۷	اتنا لے جاؤ جتنی تمہاری طاقت ہے	۴۶۶	تھے
۴۷۸	اے بول کے درخت والو!	۴۶۷	براء بن معرور
۴۷۹	تم میری پیٹھ پر چڑھو	۴۶۸	عبداللہ بن عمرو
۴۸۰	تین باتوں میں سے ایک بات کا اختیار	۴۶۹	قواقلہ کے نقیب
۴۸۱	جعفر بن ابی طالب	۴۷۰	عبادہ بن الصامت
۴۸۲	عقیل بن ابی طالب	۴۷۱	بنی رزیق بن عامر بن رزیق بن عبد حارث بن
۴۸۳	سب سے پہلے مدینہ کے محمد قضاہ کے والی	۴۷۲	مالک بن غضب ابن جشم بن الخزرج کے
۴۸۴	اپنی جان کا فدیہ دو	۴۷۳	نقیب
۴۸۵	نوفل بن الحارث کی وفات	۴۷۴	رافع بن مالک
۴۸۶	ربیعہ بن الحارث	۴۷۵	کلثوم بن حدم العمری اور وہ لوگ جن کے متعلق
۴۸۷	عبداللہ بن الحارث	۴۷۶	غیر مصدق روایت ہے کہ بدر میں حاضر تھے
۴۸۸	ابوسفیان بن الحارث	۴۷۷	کلثوم بن الہدیم
۴۸۹	ابوسفیان اسلام لانے سے قبل	۴۷۸	حارث بن قیس
۴۹۰	آپ ﷺ کی ناگواری	۴۷۹	سعد بن مالک

	سائب بن العوام		ابوسفیان کے اسلام لانے کے بعد اشعار
۵۳۵	خالد بن حزام	۴۹۲	رسول اللہ ابوسفیان سے راضی ہو گئے
	اسود بن نوفل		ابوسفیان کی وفات
	عمرو بن امیہ	۴۹۳	فضل بن عباس
	یزید بن زمعہ		نبی ﷺ کے ہم نشین کا لقب
۴۳۶	ابن عبدالدار بن قصی	۴۹۴	جعفر بن ابی سفیان
	ابوالروم بن عمیر بن ہاشم		حارث بن نوفل
	فراس بن الحضرمی	۴۹۶	صدقہ محمد و آل محمد کے لئے مناسب نہیں
	جہم بن قیس		عتبہ بن ابی اہب
۵۳۷	حلقائے بنی عبدالدار	۴۹۷	معتب بن ابی اہب
	ابو فکیہ		اسامہ الحب بن زید
	بنی زہرہ بن کلاب	۴۹۸	اسامہ کا خون اور حضرت عائشہؓ کی
	عامر بن ابی وقاص		کراہت
	مطلب بن ازہر		باپ بیٹے پر صرف ایک چادر
۵۳۸	طلیب بن ازہر	۴۹۹	”اسی سبب سے اہل یمن نے کفر کیا“ سے مراد؟
	عبدالاصغر	۵۰۳	ابورافع مولائے رسول اللہ ﷺ
	عبداللہ بن شہاب	۵۰۶	سلمان فارسیؓ
	حلقائے بنی زہرہ بن کلاب	۵۱۹	بنی عبد شمس بن عبد مناف
	عتبہ بن مسعود		خالد بن سعید بن العاص
۵۳۹	شرحبیل بن حسنہ	۵۲۳	عمرو بن سعید
	بنی تیم بن مرہ	۵۲۵	(کتاب الطبقات کی اصل کا حصہ دھم)
	حارث بن خالد		صفائے بنی عبد شمس بن عبد مناف
۵۴۰	عمرو بن عثمان بن مخزوم بن یقطہ بن مرہ	۵۲۶	عبدالرحمن بن رقیش
	عیاش بن ابی ربیعہ		عمرو بن محسن
	سلمہ بن ہشام		قیس بن عبداللہ
۵۴۱	ولید بن الولید بن المغیرہ		صفوان بن عمرو
۵۴۳	ہاشم بن ابی حذیفہ	۵۲۷	ابوموسیٰ اشعریؓ
۵۵۴	ہبار بن سفیان	۵۳۳	معقیب بن ابی فاطمہ الدوسی
	عبداللہ بن سفیان		صبح مولائے ابی احمہ سعید بن العاص بن
	حلقائے بنی مخزوم اور ان کے موالی -	۵۳۴	امیہ بن عبد شمس
	یاسر بن مالک بن مالک		بنی اسد بنی عبد العزیٰ بن قصی

۵۳۵	بنی عامر لوی:	حکم بن کيسان
.	نسیہ بن عثمان	بنی عدی بن کعب:
.	بنی عامر بن لوی:	نعمان بن الحارث بن عبد اللہ بن اسید
۵۳۶	سکرا بن عمرو	معمر بن عبد اللہ
.	مالک بن زمعہ	عدی بن نضہا
۵۳۷	ابن ام مکتوم	عروۃ بن ابی اثاثہ
۵۸۷	بنی فہر بن مالک:	مسعود بن سوید
.	عمرو بن الحارث بن زبیر	عبد اللہ بن سراقہ
.	عثمان بن عبد غنم بن زبیر	عبد اللہ بن عمر بن الخطاب
۵۸۸	سعید بن عبد قیس	خارجہ بن خزافہ
.	بقیہ عرب	نسیہ بن عمرو بن حصص بن کعب
۵۹۱	ابوزر	عبد اللہ بن حذافہ
۵۹۸	سات باتوں کی وصیت	قیس بن حذافہ
۶۰۳	طفیل بن عمرو	ہشام بن العاص
۶۰۶	نہاوالا زدی	ابو قیس بن الحارث
۶۰۷	بریدہ بن العصب	عبد اللہ بن الحارث
۶۰۸	مالک و نعمان	سائب بن الحارث
.	فرزندان خلف	حجاج بن الحارث
.	ابو رہم الغفاری	خمیم یا نمیر بن الحارث
۶۰۹	عبد اللہ و عبد الرحمن	سعید بن الحارث
.	فرزندان بیت	معد بن الحارث
.	بحال بن سراقہ الضمری	سعید بن عمرو النخعی
۶۱۰	وہب بن قابوس المزنی	عمیر بن رباب
۶۱۱	عمرو بن امیہ	حلفائے بنی سعد
۶۱۲	وحیدہ بن خلیفہ	محمد بن جزء
۶۱۳	نسیہ بن عثمان	نافع بن بدیل بن ورقہ بن جمیع بن عمرو بن
.	نسیہ بن عثمان	حصص بن کعب:
۶۱۴	نسیہ بن عثمان	عمیر بن وہب بن خلف
.	عمرو بن العاص	حاطب بن الحارث
.	ایک عہد نامہ	خطاب بن الحارث
۵۸۰	بسم اللہ الرحمن الرحیم	سفیان بن معمر
۵۸۱	عبد اللہ بن عمرو بن العاص	
۶۲۰		

۶۲۸	اکثم بن ابی الجون	۶۲۴	بنی نوح بن عمرو
.	سلیمان بن صرد بن الجون	.	سعید بن عامر بن حزم
۶۲۹	خالد الاشعر بن خلیقا	۶۲۵	حجاج بن علاط
.	عمرو بن سالم بن حفیرہ	۶۲۶	عباس بن مرداس
.	بدیل بن ورقاء بن عبد العزیز	۶۲۸	جاہمہ بن العباس بن مرداس
۶۳۰	ابو شریح الکعبی	.	یزید بن الاخنس بن حبیب
.	تمیم بن اسد بن عبد العزیز	.	ضحاک بن سفیان الحارث
.	علقہ بن القعو ابن عبیدہ	.	عقبہ بن فرقہ
.	عمرو بن القعواء	.	خفاف بن عمیر بن الحارث
۶۳۱	عبد اللہ بن اقرم الخزاعی	۶۲۹	ابی العوجاء السلمی
.	ابولاس الخزاعی	.	ورد بن خالد بن حدیفہ
.	اسلم بن اقصی بن حادثہ ابن عمرو بن عامر	.	ہوڑہ بن الحارث بن عجرہ
.	جرہد بن رزاح	.	عرباض بن ساریہ السلمی
.	ابو ہرزہ الاسلمی	.	ابو حصین السلمی
۶۳۳	عبد اللہ بن ابی اوفی	۶۳۰	بنی الشجع بن ریث بن غطفان بن سعد بن
۶۳۴	الاکوع	.	قیس عیلان بن مضر
.	عامر بن الاکوع شاعر تھے۔	.	نعیم بن مسعود بن عامر
۶۳۵	سلمہ بن الاکوع	۶۳۱	مسعود بن زحیلہ بن عاکذا
۶۳۷	ابیان بن الاکوع	.	حسین بن نوریۃ الاشجعی
۶۳۸	عبد اللہ بن ابی حدرد	.	عبد اللہ بن نعیم الاشجعی
.	ابو تمیم الاسلمی	۶۳۲	عوف بن مالک الاشجعی
.	مسعود بن بنیدہ	.	جاریہ بن حمیل بن نشہ
.	مولائے اوس بن حجر ابی تمیم الاسلمی	.	عامر بن اما ضبط الاشجعی
.	سود مولائے الاسلمین	.	معقل بن شان بن مظہر
۶۵۰	راعیہ بن کعب الاسلمی	۶۳۳	ابو ثعلبہ الاشجعی
.	ناجیہ بن جندب الاسلمی	۶۳۴	ابو مالک الاشجعی
۶۵۱	ناجیہ بن لا عجم الاسلمی	.	ثقیف کی شاخ قسی بن منہ بن کرا بن
.	جززہ بن عمرو الاسلمی	.	سوزان بن نکرہ بن نصفہ بن قیس ابن
.	عبد الرحمن بن الاشیم الاسلمی	.	اعلان بن مضر
.	مجن بن الادرع الاسلمی	.	مغیرہ بن شعبہ بن ابی عامر
.	عبد اللہ بن وہب الاسلمی	۶۳۵	عمران بن الحصین

۶۶۵	ایک وصیت	۰	حرملہ بن عمرو الاسلمی
۶۶۶	وفات	۶۵۲	ستان بن سہ الاسلمی
۰	سعد بن ابی ذباب الدوسی	۰	عمرو بن حمزہ بن ستان الاسلمی
۶۶۷	عبداللہ بن تحسینہ	۰	حجاج بن عمرو الاسلمی
۰	جبیر بن مالک	۶۵۳	عمرو بن نہم الاسلمی
۰	حارث بن عمیر الازدی	۰	زہرا بن الاسود بن مخلع
۰	قضاء بن مالک بن عمرو بن مرہ بن زید بن	۰	ہانی بن اوس الاسلمی
۰	حمیر کی شاخ جہینہ بن زید بن لیث بن سود	۰	ابومروان الاسلمی
۰	اسلم بن الحاف بن قضاء عقبہ بن عامر بن	۰	بشیر الاسلمی
۰	عیسٰی الجہنی	۶۵۳	یثیم بن نصر بن دہر الاسلمی
۶۶۸	زید بن خالد الجہنی	۰	حارث بن حبال
۰	نعیم بن ربیعہ بن عوفی	۰	مالک بن جبیر بن حبال
۰	رافع بن ملکیت بن عمرو	۰	بسم اللہ الرحمن الرحیم
۶۶۹	جندب بن ملکیت بن عمرو	۰	اسماء بن حارثہ
۰	عبداللہ بن بدر بن زید	۶۵۵	ہند بن حارثہ الاسلمی
۰	عمرو بن مرہ بن عیسٰی	۰	ذویب بن حبیب الاسلمی
۶۷۰	سبرہ بن معبد الجہنی	۰	ہزال الاسلمی
۰	معبد بن خالد	۶۵۶	ماعر بن مالک الاسلمی
۰	ابو ضعیف الجہنی	۰	ابو ہریرہؓ
۰	کلب الجہنی	۶۵۷	میں یتیمی کی حالت میں پیدا ہوا
۰	سوید بن ضحرا الجہنی	۰	شاید ابو ہریرہؓ کو جنون ہے
۶۷۱	ستان بن وبرا الجہنی	۶۵۸	حضرت ابو ہریرہؓ نے چار سال نبی ﷺ کی
۰	خالد بن عدی الجہنی	۰	رفت میں گزارے
۰	ابو عبدالرحمن الجہنی	۰	ام ابی ہریرہؓ کا قبول اسام
۰	عبداللہ بن ضعیف الجہنی	۶۵۹	ابو ہریرہؓ کی کنیت کی وجہ
۶۷۲	حارث بن عبداللہ الجہنی	۶۶۰	ایک آیت کی تفسیر
۰	عویجہ بن حرملہ بن جذیمہ	۰	کون اپنی چادر پھیلاتا ہے؟
۶۷۳	نبیہ الجہنی	۶۶۱	علم کے چھپنے پر ایک تری وعید
۰	ابن حدیدہ الجہنی	۰	ابو ہریرہؓ کا لباس
۰	رفاعہ بن اعراۃ الجہنی	۶۶۲	حضرت ابو ہریرہؓ کا حلیہ مبارک
۰	بہی بن عمرو بن الحاف بن قضاء	۰	ابو ہریرہؓ بحیثیت خلیفہ

	عامر بن ثابت	•	روثع بن ثابت البلیوی
	عبدالرحمن بن شبل	•	ابوالشموس البلیوی
۶۸۶	عمیر بن سعد	•	طلحہ بن البراء بن عمیر
	عمیر بن سعید	•	ابوالمہ بن ثعلبہ البلیوی
۶۸۷	جدی بن مرہ	•	عبداللہ بن صفی ویرہ
	اوس بن حبیب	۶۷۴	نبی عذرہ بن سعد بن زید بن لیث ابن سود
	انیف بن وائل	•	بن اسلم بن الحاف بن قضاہ
	عروہ بن اسماء بن الصلت السلمی	•	خادم بن عرفہ
	جز بن عباس	•	حمزہ بن النعمان بن ہوذہ
	بنی خطمہ بن جشم بن مالک بن الاوس	•	ابوخزائمۃ العذری
	خزیمہ بن ثابت	•	ابو بردہ بن قیس
۶۸۸	خزیمہ کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے	•	ابوعامر الاشعری
	قائم مقام	۶۷۵	عمر بن ابی عامر
۶۸۹	عمیر بن حبیب	•	ابو مالک الاشعری
	عمارۃ بن اوس	•	حارث الاشعری
۶۹۰	بنی اسلم بن اہری القیس بن مالک بن اوس	•	علاء بن الحضرمی
	عبداللہ بن سعد	۶۷۸	شرح الحضرمی
	جائے وفات	•	عمرو بن عوف
۶۹۱	ابو قیس	•	سید بن عقبہ
۶۹۲	اسلام کس قدر اچھا اور عمدہ ہے	•	حاجب بن بریدہ
	ختم شد طبقات ابن سعد	۶۷۹	بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو
	حصہ سوم و چہارم	۶۸۰	تحویل قبلہ کے لئے آیت کا نزول:
		۶۸۲	عبید بن عزیب
		•	اسید بن ضہیر
		•	عراہ بن اوس
		۶۸۳	علیہ بن یزید الحارثی
		•	مالک و خنیان فرزند ان ثابت
		•	بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس
		•	یزید بن حارثہ
		۶۸۴	مجمع بن حارثہ
		۶۸۵	ثابت بن ودیعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنی تیم بن مرہ بن کعب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نام عبد اللہ ابی قحافہ تھا، ابی قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھا ان کی والدہ ام الخیر تھی، جن کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھا۔

ابوبکرؓ کی اولاد

ابوبکرؓ کی اولاد میں عبد اللہ اور اسماء ذات الخطائق تھیں۔ اور ان دونوں کی والدہ قتیلہ بنت عبد العزیٰ بن سعد بن مالک بن نضر بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

عبد الرحمن اور عائشہؓ ان دونوں کی والدہ ام رومان بنت عامر عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سمیع بن دہان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں اور کہا جاتا تھا کہ ام رومان بنت عامر بن عمیرہ بن ذہل بن دہان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں۔

محمد بن ابی بکرؓ ان کی ماں اسماء بنت عمیس بن معد بن تیم بن الحارث ابن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن مالک بن نسر بن وہب اللہ ابن شہران بن عفرس بن حلب بن اقل غنم تھے

ام کلثوم بنت ابی بکر، ماں حبیبہ بنت خازنہ بن زید بن ابی زہیر بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں، ان کی ولادت میں تاخیر ہوئی، ابوبکرؓ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔

ابوبکرؓ کے نام ”عتیق“ کی وجہ تسمیہ

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ کا نام عتیق (آزاد) کیوں رکھا گیا؟ انھوں نے کہا کہ

رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ آگ سے (دوزخ سے) اللہ کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ ابو جعفر کا نام عقیق تھا، ان کے سوا کسی نے یہ نہیں کہا۔

مغیرہ بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے ابی ملیکہ سے ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں پوچھا کہ ان کا کیا نام تھا؟ وہ ان کے پاس آگئے، اور دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ بن عثمان تھا، عقیق صرف لقب کے طور پر ہوئے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ ابو بکر کا نام عقیق بن عثمان تھا۔

عائشہ ام المؤمنین سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے مکان میں تھی آپ ﷺ سے اسباب ہر کے میدان میں تھے۔ میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا، ابو بکرؓ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جسے آتش دوزخ سے آزاد کی طرف دیکھنے سے مسرت ہو وہ ان کی طرف دیکھے"، ان کا وہ نام جو ان کے گھر والوں نے رکھا عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو تھا۔ لیکن اس پر عقیق غالب آ گیا۔

سب سے پہلے ابو بکرؓ نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی

ابو وہب مولائے ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب امری (شب معراج) میں جبریل امین سے کہا کہ میری قوم تصدیق نہیں کرے گی تو انھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ آپ کی تصدیق کریں گے، وہ صدیق ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ تم لوگوں نے ابو بکرؓ کا نام صدیق رکھا اور صحیح رکھا۔ مسلم بن الحطین سے مروی ہے:

انا نعتاب لا ابا لک عصبة علقوا الفری وبراوا من الصدیق

اے پدرمراہ، ہم اس جماعت کو ملامت کرتے ہیں۔ جنہوں نے کذب و افترا کو دل میں جگہ دی اور تصدیق سے بیزار ہو گئے۔

وبردا سفاها من وزیر نیہم تبألمن یبرا من الفاروق

نادانی سے اپنے نبی کے وزیر سے بری ہو گئے، اس شخص کی تباہی سے جو فاروق سے بیزار ہوا۔

انی علی رغم العداۃ لقائل وانا بلدین الصادق المصدق

میں دشمنوں کے برخلاف ہوں، اور میرا دین صادق و مصدق ﷺ کا دین ہے

ابراہیم بن النخعی سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کا نام ان کی حمدی و نرمی کی وجہ سے آواہ (درومند) رکھ دیا گیا تھا۔

ابو بکرؓ کی صفات

ابی سرحہ سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو منبر پر کتبے سنا کہ خیر و ارا ابو بکرؓ آواہ (درومند رحمہ) اور قلب و

خدا کی طرف پھرنے والے تھے، خیر دار عمرؓ نے اللہ سے اخلاص کیا تو اللہ نے ان سے خالص محبت کی۔

سب سے پہلے قبول اسلام

ابی اروی الدوسی (اور متعدد طریق سے) مروی ہے کہ سب سے پہلے جو شخص اسلام لایا وہ ابو بکرؓ ہیں۔
ابراہیم سے مروی ہے کہ جس نے نماز پڑھی وہ ابو بکرؓ ہیں۔

اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ سب مسلمانوں سے پہلے میرے والد اسلام لائے۔ والد میں اپنے والد کو اتنا سمجھتی تھی کہ وہ دین کے ایک پیرو ہیں۔

عائشہ سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کو اس کہ نہ سمجھتی تھی کہ وہ دونوں ایک دین کے پیرو ہیں، ہم پر کبھی کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ رسول اللہ ﷺ صبح و شام ہمارے پاس نہ آئے ہوں (یہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے جب حضرت عائشہ چند سال کی تھی)

خیر میں سب سے آگے بڑھنے والا

عامر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بلال سے پوچھا کہ کون آگے بڑھ گیا؟ انھوں نے کہا کہ محمد ﷺ۔ اس نے کہا کہ کس شخص نے پہلے نماز پڑھی؟ بلال نے کہا کہ ابو بکرؓ نے۔ اس شخص نے کہا کہ میری مراد "الشکر میں" تھی۔ بلال نے کہا کہ میری مراد صرف "خیر میں" تھی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ ابو بکرؓ جس روز اسلام لائے ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔

اسامہ بن زید اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ تجارت میں مشہور تھے۔ نبی ﷺ اس حالت میں مبعوث ہوئے کہ ابو بکرؓ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ چنانچہ وہ انہی سے (مسلم) غلام آزاد کرتے اور مسلمانوں کو قوت پہنچاتے، یہاں تک کہ وہ پانچ ہزار درہم مدینہ لائے۔ پھر ان میں وہی کرتے رہے جو مکہ میں کرتے تھے۔

غار اور ہجرت مدینہ

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا کہ مجھے روایتی یعنی ہجرت کا حکم ہو گیا ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! صحبت کو (نہ بھولے گا) فرمایا تمہارے لیے (ہجرت میں بھی) صحبت ہے دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ ثور میں آئے اور اس میں پوشیدہ ہو گئے۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ رات کو ان دونوں کے پاس اہل مکہ کی خبر لاتے اور صبح انھیں مکے کے لوگوں میں کرتے۔ گویا وہ رات کو مکہ میں رہے۔ عامر بن فہیرہ ابو بکرؓ کی بکریاں چراتے اور انھیں دونوں کے پاس رات بھر رکھتے جس سے دونوں دودھ پیتے تھے۔

اسماء بنت ابی بکرؓ رات کو ان دونوں کے پاس کھانا تیار کرتی تھیں اور پھر ان کے پاس بھیج دیتی تھیں۔ کھانا کسی دسترخوان میں باندھ دیتی تھیں۔ ایک روز انھیں کوئی چیز باندھنے کو نہ ملی تو انھوں نے اپنا دوپٹہ کاٹ کر باندھ

دیا، ان کا نام ذات النطاقین (دو دوپٹے والی) ہو گیا۔

ہجرت کا حکم اور اس کی تیاری

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا۔ ابو بکرؓ کا ایک اونٹ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسرا اونٹ خریدا۔ ایک اونٹ پر آنحضرت ﷺ سوار ہوئے اور دوسرے پر ابو بکرؓ۔ ایک اور اونٹ پر، جیسا کہ حماد کو معلوم بن فہرہ سوار ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ اس اونٹ سے گراں ہو جاتے تو ابو بکرؓ سے بدل لیتے۔ ابو بکرؓ عامر بن فہرہ کے اونٹ سے بدل لیتے، اور عامر بن فہرہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹ سے بدل لیتے۔ ابو بکرؓ کے اونٹ پر جب رسول اللہ ﷺ سوار ہوتے تو وہ بھی گراں بار ہو جاتا۔

پھر ان دونوں کے پاس شام سے ہدیہ آیا جو طلحہ بن عبید اللہ کی طرف سے ابو بکرؓ کے نام تھا اس میں شمی سفید کپڑے تھے، دونوں نے وہ پہن لیے اور انہیں کپڑوں میں مدینہ میں داخل ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبید اللہ بن ابی بکرؓ ہی تھے جو نبی ﷺ اور ابو بکرؓ کے پاس جب وہ دونوں غار میں تھے تو کھانا لے جاتے۔

عبداللہ بن اریقط الدیلی

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ ہجرت کے لیے مدینہ کی جانب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوئے، ان دونوں کے ہمراہ عامر بن فہرہ تھے، ایک رہبر بھی تھا جس کا نام عبداللہ بن اریقط الدیلی تھا، وہ اس زمانے میں کفر پر تھا، مگر یہ دونوں اس سے مطمئن تھے۔

کفار کا تعاقب اور ابو بکرؓ کا خوف

انسؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے ان سے بیان کیا جب ہم غار میں تھے تو میں نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف نظر کرے تو ضرور ہمیں دیکھ لے۔ فرمایا: اے ابو بکرؓ! ان دونوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔

ابو بکرؓ کی مدح میں حسان بن ثابتؓ کے اشعار

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ تم نے ابو بکرؓ کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں فرمایا کہو میں سنوں گا انھوں نے کہا:

وثنائی اثنین فی العنیف وقد طاف العدو به اذ صعده الجلا

وہ (صدیق) غار میں دو میں سے دوسرے تھے، حالانکہ وہ جب غار میں اترے تو دشمن ان کے ارد گرد پھرتے رہے (مگر ان کو) نہ دیکھ سکے۔

وكان حب رسول الله قد علموا من البرية لم يعدل بدر جلا
وہ رسول اللہ ﷺ کے ایسے محبت محبوب تھے، کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ مخلوق میں کوئی شخص ان کے برابر
نہیں ہو سکتا۔

رسول اللہ ﷺ بنے جس سے دندان مبارک نظر آنے لگے اور فرمایا: اے حسان! تم نے سچ کہا، وہ ایسے
ہی ہیں جیسا تم نے کہا ہے۔

اسمعیل بن عبد اللہ بن عطیہ بن عبد اللہ بن انیس نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابو بکرؓ نے مکے سے
مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حبیب بن یساف کے پاس اترے۔

ایوب بن خالد سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس اترے۔
محمد بن جعفر بن زہیر سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس اترے۔ ان کی بیٹی سے
نکاح کیا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات تک بمقام السخ بنی الحارث بن الخزرج میں رہے۔

رسول اللہ ﷺ کا شخینہ کے درمیان عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ و عمرؓ کے درمیان عقد
مواخاۃ کیا۔

عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب
اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے ابو بکرؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

ابو بکرؓ و عمرؓ اہل جنت کے سردار ہیں

ایک اہل بصرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ و عمرؓ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد
مواخاۃ کیا۔ دونوں کو اس طرح سامنے آتے دیکھا تو فرمایا: کہ یہ دونوں سوائے انبیاء و مرسلین کے باقی تمام اولین
و آخرین کے ادھیڑ اہل جنت کے سردار ہیں۔

فحییٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ و عمرؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ دونوں اس طرح سامنے
آئے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ سوائے انبیاء و مرسلین
کے تمام اولین و آخرین کے ادھیڑ اہل جنت کے سرداروں کو دیکھے تو وہ ان دونوں سامنے آنے والوں کو دیکھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں مکانوں کے کیلئے زمین عطا
فرمائی تو ابو بکرؓ کے لئے ان کے مکان کی جگہ مسجد کے پاس رکھی، یہ وہی مکان ہے جو آلِ معمر کے پاس گیا۔

ابو بکرؓ ہر لمحہ آپ ﷺ کے ہمراہ رہے

لوگوں نے بیان کیا کہ ابو بکرؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ یوم
تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے اپنا سب سے بڑا جھنڈا جو سیاہ تھا، ابو بکرؓ کو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں خیبر کے

غلے میں سے سوو سو سالانہ دئے۔ یوم احد میں جب لوگ بھاگے تو ان میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ کو نجد بھیجا، انھیں ہم لوگوں پر امیر بنایا۔ ہم نے ہوازن کے کچھ لوگوں پر شب خون مارا۔ میں اپنے ہاتھ سے سنات غروالوں کو قتل کیا۔ ہمارا شعار اُمت اُمت تھا۔

علی رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ مجھ سے اور ابو بکرؓ سے یوم بدر میں کہا گیا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل، اسرافیل بہت بڑے فرشتے ہیں، یا یہ کہ صف میں موجود رہتے ہیں۔

اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا

عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ میں ہر خلیل (دلی دوست) کی غلت سے بری ہوں، بجز اس کے کہ اللہ نے تمہارے صاحب کو خلیل بنالیا۔ (آپ کی مراد صاحب سے) اپنی ذات تھی، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابو بکرؓ کو خلیل بناتا۔

عبداللہ نے نبی ﷺ سے روایت کی اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابو بکرؓ کو بناتا۔ جندب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابو بکرؓ کو خلیل بناتا۔

ارحم امتی ابو بکرؓ

انس بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابو بکرؓ ہیں۔

عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ میں نے کہا میری مراد صرف مردوں سے ہے، تو آپ نے فرمایا ان کے والد۔ محمد سے مروی ہے کہ اس امت کے نبی کے بعد امت کے سب سے زیادہ غیرت دار ابو بکرؓ تھے۔

ابو بکرؓ کا خواب اور اس کی تعبیر

حسنؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں برابر خواب میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا پاخانہ روندتا ہوں۔ فرمایا تم لوگوں سے سبیل میں ہو گے (یعنی ان کی سرداری کے اہل ہو گے اور کرو گے) انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے سینے میں دو باغ دیکھے فرمایا (اس سے مراد) دو سال ہیں (یعنی تم دو سال تک سرداری کرو گے) انھوں نے کہا میں نے دیکھا کہ میرے جسم پر ایک یمنی جوڑا ہے۔ فرمایا (اس سے مراد) لڑکا ہے جس سے تم خوش ہو گے۔

عطا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عام الفتح میں حج نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ابو بکرؓ کو امیر حج بنا دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ابو بکرؓ کو سب سے پہلے حج پر عامل بنانا

ابن عمر سے مروی ہے کہ اسلام میں جو سب سے پہلا حج ہوا اس میں نبی ﷺ نے ابو بکرؓ کو حج پر عامل بنایا، رسول اللہ ﷺ نے سال آئند حج کیا۔ جب نبی ﷺ اٹھالیے گئے تو انھوں نے عمر بن الخطاب کو حج پر عامل بنایا۔ سال آئندہ ابو بکرؓ نے حج کیا۔ جب ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تو عمرؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے عبدالرحمان بن عوف کو حج پر عامل بنایا۔ عمرؓ ہر سال برابر حج کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔ عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے بھی عبدالرحمان بن عوف کو حج پر (پہلے سال) عامل حج بنایا، پھر ان کی شہادت ہو گئی)

نبی کریم ﷺ کا خواب

ابن شہاب سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے ایک خواب میں دیکھا، اسے ابو بکرؓ سے بیان کیا اور فرمایا: اے ابو بکرؓ! میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر بڑھے، میں تم سے اڑھائی سیر می آگے بڑھ گیا۔ انھوں نے کہا خیر ہے یا رسول اللہ ﷺ! اللہ آپ کو اس وقت باقی رکھے کہ آپ اپنی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ لیں جو آپ کو مسرور کرے اور آپ کی آنکھ کو ٹھنڈا کرے۔ آپ نے اُن کے سامنے اسی طرح تین مرتبہ دہرایا، تیسری مرتبہ فرمایا: اے ابو بکرؓ! میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر بڑھے، میں تم سے اڑھائی سیر می آگے بڑھ گیا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ آپ کو اپنی رحمت و مغفرت کی طرف اٹھالے گا اور میں آپ کے بعد اڑھائی سال زندہ رہوں گا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے بعد ابو بکرؓ سے زیادہ اس چیز میں کوئی ڈرنے والا نہ تھا جو اسے معلوم نہیں ہے۔ ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ سے زیادہ اس چیز میں کوئی ڈرنے والا نہ تھا جو اسے معلوم نہیں۔

قیاس حجت شرعی ہے

ابو بکرؓ کے پاس کوئی ایسا قضیہ آتا جس کے متعلق ہم نہ کتاب اللہ میں کوئی اصل پاتے اور نہ سنت میں کوئی اثر، تو وہ کہتے کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں، اگر ثواب ہو تو اللہ کی طرف سے ہے، اگر خطا ہوئی تو میری طرف سے ہے، اور میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

نبی ﷺ کے بعد ابو بکرؓ کی خلافت منجانب اللہ تھی

ابن جبر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ سوال کرنے آئی۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ میرے پاس پلٹ کے آنا، اُس نے کہا اگر میں پلٹ کر آئی اور یا رسول اللہ ﷺ آپ کو نہ پایا (اس کا اشارہ موت کی طرف تھا) فرمایا: اگر تو پلٹ کے آئے اور مجھے نہ پائے تو ابو بکرؓ سے ملنا۔ محمد بن جبر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک عورت کسی کام سے نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس سے فرمایا کہ میرے پاس پلٹ کے آنا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آپ کو نہ

دیکھوں (اس کی مراد موت تھی) تو پھر کس کے پاس؟ فرمایا ابو بکرؓ کے پاس (کیونکہ آپ کو منجانب اللہ معلوم تھا کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہوں گے)

آنحضرت نے مرض الموت میں حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا

ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے، درد شدید ہو گیا تو فرمایا: ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! ابو بکرؓ نرم دل ہیں، وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (اپنی رقت قلب کی وجہ سے) شاید لوگوں کو قرآن نہ سنائیں۔ آپ نے فرمایا: ابو بکرؓ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم لوگ یوسف کے ساتھ والیاں ہوں (کہ جس طرح انہوں نے یوسف کو زلیخا کی محبت سے بری کیا تھا، اس طرح تم ابو بکرؓ لوگوں کی امامت سے بری کرنا چاہتی ہو)۔

انصار و مہاجرین کا ابو بکرؓ کے آگے ہونے سے پناہ مانگنا

عبداللہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اٹھالے گئے تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے۔ عمرؓ ان لوگوں کے پاس آئے اور کہا: اے گروہ انصار! کیا تمہیں معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ ان لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تم میں سے کس کا دل خوش ہوگا کہ وہ ابو بکرؓ کے آگے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابو بکرؓ کے آگے ہوں۔

ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مرض شدید ہو گیا بلالؓ نماز کی اطلاع دینے آئے، فرمایا: ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ابو بکرؓ غلگین آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرآن نہ سنائیں گے آپ عمرؓ کو حکم دے دیں (تو مناسب ہوگا) فرمایا کہ ابو بکرؓ ہی کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔

حضرت حفصہؓ کی سفارش اور آپ ﷺ کا جواب

میں نے حفصہ سے کہا کہ تم آپ ﷺ سے کہو کہ ابو بکرؓ غلگین آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں تو لوگوں کو قرآن نہ سنائیں گے اس لئے آپ اگر آپ عمرؓ کو حکم تو بہتر ہوگا۔ حفصہؓ نے عرض کیا تو فرمایا: بیشک تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو، ابو بکرؓ ہی کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

نماز کی اہمیت

ابو بکرؓ نے نماز شروع کر دی تو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف میں تخفیف محسوس ہوئی، آپ کھڑے ہو گئے، دو آدمیوں کے سہارے اس طرح روانہ ہوئے کہ دونوں پاؤں زمین پر رگڑ رہے تھے اس طرح مسجد میں داخل ہوئے

ابو بکرؓ نے آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کیا کہ تم لوگ جس طرح تھے اسی طرح کھڑے رہو رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور ابو بکرؓ کی باتیں جانب بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ بیٹھ کے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ ابو بکرؓ آنحضرت ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابو بکرؓ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے کہا: یا رسول اللہ! ابو بکرؓ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے قرآن نہ سنا سکیں گے، آپ عمرؓ کو حکم دیجیے کہ نماز پڑھائیں، فرمایا: ابو بکرؓ ہی کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ میں نے حصہ سے کہا کہ تم آپ ﷺ سے عرض کرو کہ ابو بکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے اس لئے عمرؓ کو حکم دیجیے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حصہ نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ تم لوگ بیشک یوسف کی ساتھ والیاں ہو، ابو بکرؓ ہی کو حکم دو کہ وہ سوئوں کو نماز پڑھائیں۔ حصہ نے عائشہؓ سے کہا کہ میں ایسی نہیں ہوں کہ مجھے تم سے کوئی خیر پہنچے۔

ابو بکرؓ نے حضور ﷺ کی زندگی میں سترہ نمازیں پڑھائیں

فضیل بن عمرو القیمی سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے نبی اکرم ﷺ کی حیات میں تین مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھائی (جس میں آپ نے خود ان کی اقتدا کی، ورنہ یوں تو انہوں نے سترہ مرتبہ نماز پڑھائی) عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے والد اور بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ابو بکرؓ کو ایک فرمان لکھ دوں، مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی کہنے والا (خلافت کے لئے) کہے اور تمنا کرے، حالانکہ اللہ بھی اور مومنین بھی سوائے ابو بکرؓ کے (سب کی خلافت سے) انکار کریں گے (اور انہیں پر اتفاق کریں گے۔ ایسا ہی ہوا)

ابو بکرؓ کی خلافت برحق ہے

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عارضے میں شدت ہوئی تو آپ نے عبدالرحمان بن ابی بکرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ ”میرے پاس (کتب) کاغذ لاؤ تاکہ میں ابو بکرؓ کے لئے فرمان لکھ دوں کہ (ان کی خلافت میں) ان پر اختلاف نہ کیا جائے۔“ عبدالرحمان نے ارادہ کیا کہ کھڑے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھو (کاغذ لانے کی اور لکھنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ) اللہ کو اور مومنین کو اس سے انکار ہے کہ ابو بکرؓ پر اختلاف کیا جائے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب بیمار ہوئے تو عائشہؓ سے فرمایا مجھے عبدالرحمان بن ابی بکرؓ کو بلا دو، میں ابو بکرؓ کے لئے ایک فرمان لکھ دوں تاکہ میرے بعد کوئی ان پر اختلاف نہ کرے (بروایت عفان) تاکہ مسلمان ان کے بارے میں اختلاف نہ کریں۔ پھر عائشہؓ سے (فرمایا کہ) انہیں چھوڑ دو، معاذ اللہ کہ مومنین ابو بکرؓ کی خلافت میں اختلاف کریں۔

عمرؓ کی خلافت بھی برحق ہے

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ اس حالت میں عائشہؓ سے سنا کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اے ام المومنین! رسول اللہ ﷺ اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بتاتے؟ انہوں نے کہا ابو بکرؓ۔ پوچھا گیا کہ ابو بکرؓ کے بعد؟ تو انہوں نے

نے کہا، مگر وہ، اُن سے کہا گیا کہ عمر کے بعد؟ تو انہوں نے کہا کہ ابو عبیدہ بن الجراح کو وہ یہیں تک پہنچیں (کہ سوال ختم ہو گیا)۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ روز مریض رہے جب آپ تخفیف پاتے تو مسجد میں نماز پڑھاتے، اور مرض کی شدت ہوتی تو ابو بکرؓ (مسجد میں امام بن کر) نماز پڑھاتے تھے۔

ابو بکرؓ کی بیعت

ابراہیم البیہقی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اٹھائے گئے تو عمرؓ، ابو عبیدہ بن الجراحؓ کے پاس آئے اور کہا اپنا ہاتھ پھیلائیے کہ میں آپ سے بیعت کروں، آپ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی بنا پر اس امت کے امین ہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ جب سے تم اسلام لائے میں نے تمہارے لئے اس سے قبل ایسی غفلت کبھی نہیں دیکھی۔ کیا تم مجھ سے بیعت کرتے ہو؟ حالانکہ تم میں صدیق اور ثانی اثنین (غار ثور میں دو میں کے دوسرے) موجود ہیں؟ محمد سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگ ابو عبیدہ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کیا تم لوگ (بیعت خلافت کے لئے) میرے پاس آتے ہو، حالانکہ تم میں (ثالث ثلاثہ) تین میں کے تیسرے (اللہ و رسول ﷺ و ابو بکرؓ غار ثور میں تھے) موجود ہیں۔

ثالث ثلاثہ کی تشریح

ابو عون نے کہا کہ میں نے محمد سے کہا کہ ثالث ثلاثہ (تین میں کے تیسرے) کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ تم یہ آیت نہیں دیکھتے کہ "اذ همانى العار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا،" (جب وہ دونوں یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ صدیق) غار میں تھے جب کہ وہ (رسول اللہ ﷺ) اپنے صاحب (ساتھی، صدیق) سے کہتے تھے کہ تم غمگین نہ ہو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اور صدیق کے ساتھ اللہ تھا تو گویا غار میں تین تھے اور تین میں سے تیسرے صدیق تھے۔

عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت عمر بن الخطابؓ سے سنا جب انہوں نے بیعت ابی بکرؓ کا ذکر کیا کہ تم میں ابو بکرؓ کی مثل کوئی نہیں، جس کی طرف (سفر کرنے کے لئے) اونٹوں کی گردنیں کالی جائیں۔

واقعی ابو بکرؓ خلیفہ بلا فصل ہیں

الجریری سے مروی ہے کہ لوگوں نے ابو بکرؓ (کی بیعت) سے دیر کی تو انہوں نے کہا کہ اس امر (خلافت) کا مجھ سے زیادہ کون مستحق ہے۔ کیا وہ میں نہیں ہوں جس نے سب سے پہلے نماز پڑھی کیا میں ایسا نہیں ہوں، انہوں نے پسند واقعات بیان کئے جو نبی ﷺ کے ساتھ پیش آئے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد انصار سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہوئے۔ ابو بکرؓ نے عمرؓ (ابو عبیدہ بن الجراحؓ وہاں گئے حباب بن امند رہتے ہوئے، بدری تھے یعنی غزوہ بدر میں شریک تھے۔ انہوں نے کہا، ایک امیر ہم سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے۔ ہم لوگ واللہ! جماعت مہاجرین انصار پر

حسد نہیں کرتے، لیکن ہمیں اندیشہ ہے کہ اس خلافت پر ایسی قومیں نہ غالب ہو جائیں جن کے باپ اور بھائیوں کو ہم نے قتل کیا۔ اُن سے عمرؓ نے کہا جب ایسا ہو کہ ہمیں اپنے دشمنوں کے (غالب ہونے کا اندیشہ ہو تو) تم سے ہو سکے تو تم مرجاؤ، ابو بکرؓ نے گفتگو کی اور کہا کہ ہم لوگ امیر ہوں اور تم لوگ وزیر، یہ امر (خلافت) ہمارے اور تمہارے درمیان آدھا آدھا ہو، جیسا کہ کھجور کا پتہ کاٹا جاتا ہے۔ سب سے پہلے اُن سے بشیر بن سعد ابوالنعمان نے بیعت کی۔

ایک بڑھیا کا واقعہ

لوگ ابو بکرؓ کے پاس جمع ہوئے، انہوں نے کچھ حصہ تقسیم کیا۔ زید بن ثابت کے ہمراہ بنی عدی بن النجار کی ایک بڑھیا کو اس کا حصہ بھیجا تو اس نے پوچھا کیا ہے، انہوں نے کہا یہ حصہ ہے جو ابو بکرؓ نے عورتوں کو دیا ہے۔ اس نے کہا ”کیا میرے دین پر میری مدد کرتے ہو؟“ انہوں نے کہا: نہیں۔ پوچھا کیا تمہیں اندیشہ ہے کہ اس دین کو ترک کر دوں گی جس پر میں ہوں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا: واللہ میں ان سے کبھی کچھ نہ لوں گی۔ زید ابو بکرؓ کے پاس آئے انھیں اس کی خبر دی جو اس بڑھیا نے کہا تھا۔ ابو بکرؓ نے کہا: واللہ میں بھی اس چیز میں سے کچھ نہ لوں گا جو میں نے دیدی۔

حضرت ابو بکرؓ کا تاریخی خطبہ

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابو بکرؓ والی ہوئے تو انھوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا، اللہ کی حمد و ثناء کی پھر کہا ”اما بعد، لوگو! میں تمہارے امر (خلافت) کا والی تو ہو گیا، لیکن میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ قرآن نازل ہوا اور نبی اکرم ﷺ نے طریقے مقرر کر دیئے، آپ ﷺ نے ہمیں سکھایا اور ہم سیکھ گئے، خوب جان لو! کہ تمام عقلوں سے بڑھ کر عقل مندی تقویٰ ہے اور تمام حماقتوں سے بڑھ کر حماقت بدکاری ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں جو کمزور ہیں، میرے نزدیک وہی بڑے زبردست ہیں، یہاں تک کہ ان کا حق میں دلا دوں، اور تم میں جو زبردست ہے میرے نزدیک بڑا کمزور ہے، یہاں تک کہ حق کو اس سے واپس لے کے مستحق کے سپرد کر دوں۔ لوگو! میں پیروی کرنے والا ہوں، ایجاد کرنے والا نہیں ہوں۔ اگر میں اچھا کروں تو میری مدد کرو اور اگر نیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کرو۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وصیت

طلحہ بن مصرف سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے کس طرح لوگوں پر وصیت فرمائی اور انھیں اس کا حکم دیا؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت تحریر فرمائی۔ بذیل نے کہا کیا ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی پر زبردستی حکومت کرتے تھے (ہرگز نہیں) ابو بکرؓ کو ضرور پسند تھا اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے کوئی بار (موتیوں کی لڑی) پاتے تو اپنی ناک میں سوراخ کر کے پہن لیتے (یعنی اگر آنحضرت ﷺ کی وصیت ہوتی تو ابو بکرؓ ضرور اس پر عمل کرتے)۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ علیؓ نے کہا کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو ہم نے امر (خلافت) میں نظر کی۔ ہم نے نبی ﷺ کو اس حالت میں پایا کہ آپؐ نے ابو بکر کو نماز میں آگے کر دیا۔ لہذا ہم اپنی دنیا کے لئے اس شخص سے راضی ہو گئے جس سے رسول اللہ اپنے دین کے لئے راضی ہوئے، ہم نے ابو بکرؓ کو آگے کر دیا (اور انہیں باہم اتفاق خلیفہ بنایا)

میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ اپنی بیماری میں ابو بکرؓ کے پاس اس حالت میں آئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو آپؐ نے وہیں سے قراءت شروع کی جہاں تک ابو بکر پہنچے تھے۔ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابو بکرؓ سے کہا: اے خلیفہ اللہ! (اللہ کے خلیفہ) تو انہوں نے کہا کہ میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں، میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں، اور میں اسی سے خوش ہوں۔

مکہ میں زلزلہ

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو مکہ ہل گیا (زلزلہ آ گیا) ابو قحافہ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔ ابو قحافہ نے کہا کہ ان کے بعد کون والی ہوا۔ تو لوگوں نے کہا: کہ آپؐ کا بیٹا ابو بکرؓ انہوں نے کہا، بنو عبد شمس اور بنی مغیرہ اس سے راضی ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ جو اللہ دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو اللہ روکے اُس کا کوئی دینے والا نہیں راوی نے کہا کہ اس کے بعد مکہ ہل گیا (زلزلہ آیا) جو پہلی جنبش سے کم تھا۔ ابو قحافہ نے کہا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ آپؐ کے بیٹے ابو بکرؓ مر گئے ابو قحافہ نے کہا کہ یہ بہت بڑی خبر ہے۔

خلافت کے باوجود ابو بکرؓ کا کسب معاش کے لئے بازار جانا

عطاء بن اسباب سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو ایک روز وہ بازار کی طرف جا رہے تھے ان کے کندھے پر وہ کپڑے تھے جن کی وہ تجارت کرتے تھے۔ انہیں عمر بن الخطابؓ اور ابو عبیدہؓ بن الجراح دونوں نے کہا: خلیفہ رسول اللہ! (اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ) آپؐ کہاں کا ارادہ کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ بازار کا۔ دونوں نے کہا کہ آپؐ بازار جا رہے ہیں! جبکہ آپؐ تو مسلمانوں کے امور کے والی ہیں؟ انہوں نے کہا: پھر میں اپنے عیال کو کہاں سے کھلاؤں؟ دونوں نے ان سے کہا کہ آپؐ چلے ہم آپؐ کا کچھ حصہ مقرر کرتے ہیں وہ ان کے ہمراہ گئے۔ ان لوگوں نے روزانہ نصف بکری اور پہننے کو کپڑے بیت المال سے مقرر کئے۔

امن و دیانت ایسی تھی کہ فیصلے کے لئے مہینوں کوئی نہیں آتا تھا

پھر عمرؓ نے کہا محکمہ قضا میرے سپرد ہے۔ اور ابو عبیدہؓ نے کہا کہ محکمہ فنی (مال غنیمت) میرے سپرد ہے، عمرؓ نے کہا کہ مہینہ گزر جاتا مگر دو آدمی بھی فیصلہ کرانے کے لئے میرے پاس نہیں آتے۔

عمر بن اسحاق سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابو بکر صدیقؓ کی گردن پر ایک عبا پڑی ہوئی دیکھی تو اس نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ مجھے دیجئے کہ میں اس کی کفایت کروں (یعنی میں اٹھا کر پہنچا دوں) انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے الگ رہو تم اور ابن الخطاب مجھے میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو۔

رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کو اتنا حصہ دو جو انہیں غنی کر دے

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ والی ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے کہا کہ رسول اللہ کے خلیفہ کو اتنا حصہ دو جو انہیں غنی (بے نیاز) کر دے لوگوں نے کہا، ہاں جب ان کی دونوں چادریں پرانی ہو جائیں تو انہیں رکھ لو اور ویسی ہی دو اور لے لو، سفر کریں تو دو خرچہ جو خلیفہ ہونے سے پہلے کیا کرتے تھے لے لیں اور بکریاں نے کہا میں راضی ہوں۔

مجھے میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ جب خلیفہ بنائے گئے تو اپنی چادریں اٹھا کر (بغرض تجارت) بازار کے طرف گئے اور کہا کہ مجھے تم لوگ میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ والی ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تھا کہ مجھے میرے اہل عیال سے عاجز کر دیتا، اب میں امر مسلمین میں مشغول ہوں۔ مسلمانوں کے مال میں اُنکے لئے خدمت کر دوں گا اور آل ابی بکر اس مال سے عائد ہوں گے۔

عمر بن مسمون نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو مسلمانوں نے ان کے لئے سالانہ دو ہزار درہم مقرر کر دیئے۔ انہوں نے کہا مجھے بڑھاد دو کیونکہ میرے عیال ہیں اور تم نے مجھے تجارت سے روک دیا ہے پھر انہوں نے پانچ سو اور بڑھاد دیئے۔ راوی نے کہا کہ یا تو دو ہزار تھے اور پانچ اور بڑھاد دیئے یا ڈھائی ہزار تھے پھر پانچ سو اور بڑھاد دیئے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت

ابی وغیرہ ہم سے (پانچ طرق کے علاوہ اور بھی رواۃ سے) مروی ہے کہ دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو رسول اللہ ﷺ کی وفات تو اسی روز ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کی گئی۔ اُن کا مکان اسخ میں اپنی زورجہ حبیبہ بنت خارجہ زید بن ابی زہیر کے پاس تھا، وہ بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔ انہوں نے اپنے لئے بالوں کا ایک حجرہ بنایا تھا۔ مدینے کے مکان میں منتقل ہونے تک اُس پر کچھ اضافہ نہ کیا۔

بیعت کے بعد کے معمولات

بیعت کے بعد بھی چھ مہینے تک وہیں اسخ میں مقیم رہے۔ صبح کو پیادہ مدینے آتے اور اکثر گھوڑے پر سوار ہو کر آتے جسم پر تہبند اور چادر ہوتی جو گیر (لال منی) میں رنگی ہوتی، وہ مدینے پہنچ جاتے، سب نمازیں لوگوں کو

پڑھاتے۔ جب پڑھا کر فارغ ہو جاتے تو اپنے اہل کے پاس اسٹخ واپس ہو جاتے، جب وہ موجود ہوتے تو لوگوں کو نماز پڑھاتے اور جب نہ ہوتے تو عمرؓ بن الخطاب نماز پڑھاتے۔

جمعے کے روز دن نکلنے تک اسٹخ میں مقیم رہ کر اپنی سر اور داڑھی کو مہندی کے (خضاب میں) رنگتے، نماز جمعہ کے اندازے سے چلتے اور لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھاتے تا جراتھے، اس لئے ہر روز بازار جا کر خرید و فروخت کرتے۔ اُن کا بکری کا ایک گلہ تھا جو ان کے پاس آتا اکثر وہ خود اُن بکریوں کے پاس جاتے اور اکٹھا ان بکریوں میں اُن کی کفایت (خدمت و سربراہی) کی جاتی اور اُن کے لئے انہیں چار ادا یا جاتا تھا وہ محلے والوں کو استعمال کیلئے بکریوں کا دودھ دیا کرتے۔

ابو بکرؓ کا قبیلے کے ایک گھر کی اونٹنیاں دوہنا

بیعت خلافت کے بعد محلے (یا قبیلہ کی ایک لڑکی نے کہا) اب ہمارے گھر کی اونٹنیاں نہیں دوہی جائیں گی۔ ابو بکرؓ نے سنا تو کہا: کیوں نہیں، اپنی جان کی قسم میں تمہارے لئے ضرور دوہوں گا اور مجھے اُمید ہے جس چیز کو میں اختیار کیا وہ مجھے اس عادت سے نہ روکے گی جس پر میں تھا، اکثر وہ اس قبیلہ کی لڑکی سے کہتے کہ لڑکی کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میں تیرے لئے دودھ میں بھین اٹھا دوں یا اُسے بغیر بھین کے رہنے دوں۔ جو وہ کہتی آپ وہی کر دیتے۔ اسی حالت میں وہ اسٹخ میں چھ تک مہینے رہے، پھر مدینے آ گئے اور وہیں مقیم ہو گئے اپنے کام پر نظر کی تو کہا، واللہ لوگوں کے امر (خلافت) میں تجارت کی گنجائش نہیں سوائے اس کے اُن کے لئے کچھ مناسب نہیں کہ فارغ رہیں اور اُن کے حال پر نظر رکھیں۔ میرے خیال کے لئے بھی بغیر اس چیز کے چارہ نہیں جو اُن کے لئے مناسب ہو (یعنی نفقہ) انہوں نے تجارت چھوڑ دی اور روز کار روز مسلمانوں کے مال (یعنی بیت المال) میں سے اتنا نفقہ لے لیتے جو اُن کے اور اُن کے خیال کے لئے کافی ہوتا۔ وہ حج کرتے اور عمرہ کرتے، جو مقدار اُن لوگوں اُن کے لئے مقرر کی تھی وہ چھ ہزار درہم سالانہ تھی۔

ابو بکرؓ کا آخرت کا خوف اور دنیا سے بے رغبتی

وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس مسلمانوں کا جو مال ہے اسے واپس کر دو میں اس مال میں سے کچھ لینا نہیں چاہتا۔ میری وہ زمین جو فلاں فلاں مقام پر ہے مسلمانوں کے لئے اُن اموال کے عوض ہے جو میں نے (بطور نفقہ) بیت المال سے لیا ہے۔ یہ زمین، اونٹنی، تلواریں پر صیقل کرنے والا غلام اور چادر جو پانچ درہم کی تھی، سب عمرہ دے دیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ۱۱ھ میں ابو بکرؓ نے عمرؓ کو حج پر عامل بنایا، جب ۱۲ھ میں ابو بکرؓ نے عمرہ کیا۔ چاشت کے وقت مکہ میں داخل ہوئے اور اپنی منزل میں آئے ابو قحافہ (ابو بکرؓ کے والد) گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن کے ساتھ چند نوجوان بھی تھے جن سے وہ باتیں کر رہے تھے، اُن سے کہا گیا کہ یہ تمہارے بیٹے ہیں۔ وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ابو بکرؓ نے اپنی اونٹنی کو جلدی سے بٹھایا وہ کھڑی ہی تھی کہ اتر گئے اور کہنے لگے: پیارے اب جان! کھڑے

نہ ہوئے۔ وہ اُن سے ملے اور لپٹ گئے۔ باپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ ابو قحافہ اُن کے آنے کی خوشی میں رونے لگے

رسول اللہ ﷺ کے ذکر کے وقت حضرت ابو بکرؓ کا رونا

عتاب بن اُسید، سہیل بن عمرو مکرّمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام بھی مکے میں آئے۔ اُن لوگوں نے انہیں اسی طرح سلام کیا "سلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ" اور سب نے مصافحہ کیا جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کا ذکر کر رہے تھے تو ابو بکرؓ رونے لگے۔

عُمر بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے یہ موسیٰ بن عمران بن عبد اللہ ابن عبد الرحمن بن ابی بکرؓ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے عامر بن عبید اللہ بن عامر کو بالکل یہی حلیہ بیان کرتے سنا۔

حضرت ابو بکرؓ کا حلیہ مبارک

عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حنا اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔ ہمارہ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ میں اس زمانہ میں ابو بکرؓ کے پاس سے گزر رہا تھا وہ خلیفہ تھے اور اُن کی داڑھی خوب سرخ تھی۔ ابی عون بنی اسد کے ایک شیخ سے روایت کی کہ میں نے غزوہ ذات السلاسل میں ابو بکرؓ کو دیکھا، وہ گندی مانتے پر تھے۔ داڑھی ایسی تھی جیسے مرغ (گھاس) کی سفیدی، وہ بوڑھے، دبے اور گورے تھے۔

ابو جعفر انصاری سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکر صدیقؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کا سر اور داڑھی ایسی (سرخ) تھی جیسے بول کی چنگاری۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ عبد الرحمن بن اسد بن عبد یغوث جو ان لوگوں کے ہم نشین تھے، سفید سر اور داڑھی والے تھے۔ وہ ایک روز صبح کو ان لوگوں کے پاس اس حالت میں گئے کہ داڑھی کو سرخ رنگ لیا تھا۔ قوم نے ان سے کہا کہ یہ زیادہ اچھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کل شام کو میری ماں عائشہؓ نے اپنی جاریہ نخلیہ کو میرے پاس بھیجا اور مجھے قسم دی کہ میں ضرور ضرور رنگوں، انہوں نے مجھے بتایا کہ ابو بکرؓ بھی رنگا کرتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ مہندی اور کسم سے رنگتے تھے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت عائشہؓ سے سنا جب ان کے پاس ایک شخص کا ذکر ہو رہا تھا کہ وہ مہندی کا خضاب کرتا ہے تو کہا اس کے قبل ابو بکرؓ بھی مہندی کا خضاب کر چکے ہیں۔

قاسم نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تو میں رسول اللہ ﷺ سے (خضاب کا ذکر) شروع کرتا۔ پھر ان سے بیان کرتا۔

مہندی کا خضاب لگانا جائز ہے

حمید سے مروی ہے کہ انس بن مالک سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب کیا؟ انہوں نے کہا، آپ کا بڑھا پا ظاہر ہی نہیں ہوا۔ البتہ ابو بکرؓ و عمرؓ نے مہندی کا خضاب لگایا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے مہندی اور کسم کا خضاب لگایا۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ ابو بکرؓ کس چیز کا خضاب لگاتے تھے؟ تو انھوں نے کہا کہ مہندی اور کسم کا۔ میں نے پوچھا اور عمرؓ نے؟ انھوں نے کہا کہ مہندی کا۔ پھر پوچھا نبی کریم ﷺ نے؟ تو انھوں نے کہا کہ آپ نے یہ چیز ہی نہیں پائی (یعنی بڑھاپا)

انس بن مالک سے (تین طرق سے) مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے مہندی اور کسم کا خضاب لگایا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ مہندی اور کسم کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ تاکہ انہیں خشم کے ایک شخص سے روایت کی کہ میں نے ابو بکرؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنے سر اور داڑھی میں مہندی لگائے ہوئے تھے معاویہ بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ ابو بکرؓ خضاب لگایا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا ”وہ متغیر ہو رہے تھے“ (یعنی بالوں کا رنگ بدل رہا تھا)

عبدالذہبی سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں انصار کے بوزھوں کے پاس بیٹھا تھا ان سے سعد بن ابی الجہد نے پوچھا کہ کیا عمرؓ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں فلاں نے خبر دی کہ ابو بکرؓ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔

ابو بکرؓ کی داڑھی عربی کی چنگاری کی طرح سرخ تھی

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ ان لوگوں کے پاس جایا کرتے تھے ان کی داڑھی مہندی اور کسم کی سرخی سے عربی کی چنگاری کی طرح تھی۔

انس سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ مہندی اور کسم کا خضاب کرتے تھے۔ زیاد بن علاقہ نے اپنی قوم کے کسی شخص سے روایت کی کہ ابو بکرؓ نے مہندی اور کسم کا خضاب کیا۔

انس خادم نبی ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کے اصحاب میں سوائے ابی بکرؓ کے کوئی کھجڑی بال والا نہ تھا ابو بکرؓ نے ان پر مہندی کا خضاب لگایا۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (چاہو تو بالوں کا رنگ) بدل دو اور یہود کی مشابہت نہ کرو (کہ ان کی طرح سیاہ خضاب لگانے لگو) پھر ابو بکرؓ نے مہندی اور کسم سے رنگا، عمرؓ نے بھی رنگا۔ ان کا رنگ تیز تھا۔ عثمان بن عفان نے زرد رنگا۔

آپ ﷺ کو معمولی سا بڑھاپا آیا

راوی نے کہا کہ نافع بن جبیر سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ نے کیسا رنگا؟ انھوں نے کہا کہ آپ کو بہت ہی معمولی سا بڑھاپا آیا تھا۔

عطا خراسانی نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سب سے اچھی چیز جس سے تم جمال حاصل کرتے ہو مہندی اور کسم ہے۔

عاصم بن سلیمان سے مروی ہے کہ ابن سیرین نے انس بن مالک سے پوچھا۔ کیا اصحاب رسول اللہ ﷺ

میں سے کوئی خضاب کرتا تھا؟ تو انھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ بن سیرین نے کہا کہ سند کے لئے مجھے یہ کافی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وصیت

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انھوں نے کہا کہ میرے مال میں نظر کرنا کہ جب میں امارات میں داخل ہوا کیا بڑھ گیا، اسے میرے بعد واسے خلیفہ کے پاس بھیج دینا کیونکہ میں نے اس مال کو اپنے اشقت سے حلال یا درست بنالیا تھا اور مجھے اس طرح چکنا گوشت ملتا جس طرح تجارت میں ملتا تھا۔ ان کی وفات ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ ایک حبشی غلام تھا جو ان کے بچوں کو کھلاتا، اور ایک پانی کھینچنے والا اونٹ تھا جو انھیں پانی بھر دیتا۔ یا (یہ روایت عبداللہ بن نمیر نے کی) جو ان کے باغ کو میراب کرتا۔ ہم نے دونوں کو عمرؓ کے پاس بھیج دیا، مجھے میرے دادایا نانا نے خبر دی کہ عمرؓ نے لگے اور کہا کہ ابو بکرؓ پر اللہ کی رحمت ہو وہ اپنے بعد والے کو سخت مشقت میں ڈالے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ملکیت

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ کے وفات کا وقت آیا تو انھوں نے کہا کہ میں اپنے پاس سوائے اس اونٹنی اور اس صقیل کرنے والے غلام کہ جو مسلمانوں کی تلواریں بناتا تھا اور ہماری خدمت کرتا تھا اس بیت المال میں سے اور کچھ نہیں جانتا، جب میں مروں تو اسے عمرؓ کو دیدیتا۔ جب میں نے وہ عمرؓ کو دیا تو انھوں نے کہا کہ اللہ ابو بکرؓ پر رحمت کرے انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

اثاثہ صدیقیؓ، خلیفہ دوم کو پہنچانے کی ہدایت

انسؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ابو بکرؓ کی اس بیماری میں جس میں ان کی وفات ہوئی ان کی کھڑکی کے قریب گئے، ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ نے صبح کیوں کر کی اور شام کیوں کر کی، وہ خود ہمارے سامنے نکل آئے اور کہا کہ جو کچھ میں کرتا ہوں کیا تم لوگ اس سے راضی نہیں؟ ہم نے کہا کہ بیشک ہم لوگ راضی ہیں، عائشہؓ ہی ان کی تیمارداری کر رہی تھیں۔ انھوں نے کہا کہ میں اس امر پر کس قدر حریص تھا کہ مسلمانوں کے لئے ان کے مال غنیمت کو بڑھادوں، باوجود یہ کہ مجھے گوشت اور دودھ ملتا تھا۔ تم لوگ نظر کرو، جب میرے پاس سے پلٹتا تو دیکھنا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہو اس کو عمرؓ کے پاس پہنچا دیتا۔

یہی بات تھی جس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ انھوں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا، ان کے پاس نہ کوئی دینار تھا نہ درہم تھا، صرف ایک خادم، ایک دودھ والی اونٹنی اور ایک دودھ دو بنے کا برتن تھا۔ عمرؓ نے اسے اپنے پاس لاتے دیکھا تو کہا اللہ ابو بکرؓ پر رحمت کرے انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

بیت المال کے مال کی واپسی

محمدؐ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تو ان پر چھ ہزار درہم تھے جو انھوں نے نفقہ بیت المال سے لئے۔ وفات کے وقت کے وقت انھوں نے کہا کہ عمرؓ نے مجھے نہ چھوڑا، میں نے بیت المال سے چھ ہزار درہم لے

لیے۔ میری وہ دیوار، جو فلاں فلاں مقام پر ہے انہیں درہموں کے عوض ہے۔ ابو بکرؓ کی وفات کے بعد عمرؓ سے بیان کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ابو بکرؓ پر اللہ رحمت کرے۔ انھوں نے یہ چاہا کہ اپنے بعد کسی کو نفل کا موقع نہ دیں۔ میں ان کے بعد والی امر ہوں حالانکہ میں نے اُسے تمہارے سامنے رد کیا ہے۔

اونٹنی اور ایک پیالا

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے اُن سے کہا: اے عائشہؓ میرے پاس مال میں اونٹنی اور پیالہ کے کچھ نہیں جب میں مروں تو ان دونوں کو عمرؓ کے پاس لے جانا۔ وفات کے بعد لوگ اُن دونوں کو عمرؓ کے پاس لے گئے۔ انھوں نے کہا، اللہ ابو بکرؓ پر رحمت کرے، وہ اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال گئے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ اللہ ابو بکرؓ پر رحمت کرے، وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے دو دھیں جمع کیں

مال غنیمت کی تقسیم

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے والد نے اپنی خلافت کے پہلے سال غنیمت تقسیم کیا۔ انھوں نے آزاد کو بھی دس درہم دیئے، غلام کو بھی دس درہم دیئے، عورت کو بھی دس درہم دیئے اور باندی کو بھی دس درہم دیئے۔ دوسرے سال غنیمت تقسیم کی تو بیس بیس درہم دیئے۔

حضرت ابو بکرؓ کی سلمان کو نصیحت

اسید سے مروی ہے کہ سلمان نے کہا کہ، میں ابو بکر صدیق کی علالت میں اُن کے پاس گیا اور کہا اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ وصیت کیجیے، میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھے اس دن کے بعد وصیت نہ کر سکیں گے انھوں نے کہا: بے شک اے سلمان! عنقریب وہ فتوح ہوں گی جنہیں میں نہیں جانتا اس میں تمہارا وہ حصہ ہوگا جو تم نے اپنے پیٹ میں کر لیا۔ یا اپنی پیٹھ پر ڈال لیا (یعنی پہن لیا) خوب سمجھ لو کہ جو شخص پانچوں نمازیں پڑھتا ہے وہ صبح کرتا ہے تو اللہ کے ذمہ کرتا ہے اور شام کرتا ہے تو اللہ ذمہ کرتا ہے تم کسی ایسے شخص کو ہرگز قتل مت کرنا جو اللہ کے ذمہ والوں میں سے ہو، کیوں کہ اللہ تم سے اپنے ذمے کا مطالبہ کرے گا اور تم کو منہ کے بل دوزخ میں ڈال دے گا۔

مال خمس کی وصیت

خلد بن ابی غزہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے اپنے مال کے چانچویں حصے کی وصیت کی، یہ کیا کہ میں اپنے مال میں سے وہ لے لوں گا جو اللہ مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے لیا۔

قنادہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا: میرے لئے غنیمت کا وہ مال ہے جس سے میرا پروردگار راضی ہو، پھر انہوں نے خمس (پانچویں حصے) کی وصیت کی۔

الفتح بن سوید سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے خمس کی وصیت کی۔

حضرت ابو بکرؓ کا حضرت عائشہؓ سے زمین کا مطالبہ

عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیقؓ کا وقت قریب آیا تو وہ بیٹھے، خطبہ و تشہد پڑھا، پھر کہا کہ اے بعد! پیاری بیٹی (عائشہؓ)! مجھے اپنے بعد سب سے زیادہ تمہاری بے فکری، بے نیازی محبوب ہے اور اپنے بعد تمہاری مفلسی چھتا جی مجھے سب سے زیادہ گراں ہے، میں نے اپنے مال کا میں و سق غلہ تمہیں بخش دیا، واللہ میں چاہتا تھا کہ تم اس پر قبضہ کرتیں، اور اسے لے لیتیں، لیکن وہ اب تو صرف وارثوں کا مال ہے اور وہ تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔

عائشہؓ نے کہا یہ تو میرے دونوں بھائی ہیں، بہنیں کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میری زوجہ بنت خراجہ کہ پیٹ والی، کیونکہ میں اسے اپنی لڑکی سمجھتا ہوں۔

محمد بن الاشعث سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کے جب مرض کی شدت ہوئی، عائشہؓ سے کہا کہ میرے اہل میں مجھے تم سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔ میں نے تمہیں بحرین میں ایک زمین بطور جاگیر دی تھی، میں نہیں سمجھتا کہ تم نے اس سے کچھ حاصل کیا ہو۔ انھوں نے کہا بیشک ابو بکرؓ نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو تم اس باندی کو جو ان کے لڑکے کو جو دودھ پلاتی ہے اور ان دونوں دودھ دینے والی اونٹنیوں کو اور ان کے دو بچے والے غلاموں کو عمرؓ کے پاس بھیج دینا، ابو بکرؓ اپنے ہم نشینوں کو ان اونٹنیوں کا دودھ پلایا کرتے تھے ان کے پاس مال بھی کچھ نہ تھا۔

ابو بکرؓ نے اپنے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا

ابو بکر صدیقؓ کا انتقال ہوا تو عائشہؓ نے غلام اور باندی اور دونوں اونٹنیوں کو عمرؓ کے پاس بھیج دیا۔ عمرؓ نے کہا کہ اللہ ابو بکر صدیقؓ پر رحمت کرے انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔ انھوں نے غلام اور اونٹنیوں کو قبول کر لیا اور انھیں کو واپس کر دی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے عائشہؓ کو بلایا اور کہا کہ اپنے بعد غن اور بے فکری اپنے اہل میں تم سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں لیکن مجھے تم سے زیادہ حقیر و محتاج ہونا گراں ہے میں نے تمہیں العالیہ کی زمین کا میں و سق غلہ بخش دیا تھا اگر تم اس میں سے کسی سال ایک کھجور حاصل کر لیتیں جو تمہارے لئے جمع ہوتی تو مجھے اطمینان ہوتا اب تو وہ وارث ہی کا مال ہے کہ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں میں نے کہا کہ وہ تو اسماء ہے جو ایک ہی بہن ہے دو بہنیں کہاں ہیں انہوں نے کہا کہ بنت خراجہ کے پیٹ والی میرے قلب میں ڈالا گیا ہے کہ وہ لڑکی ہے میں اس کے لئے خیر کی وصیت کرتا ہوں چنانچہ امہ کلثوم پیدا ہوئیں افلا بن حمید نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ مال جو ابو بکرؓ نے عائشہؓ کو العالیہ میں دیا اموال بنی النفیر میں سے بیر حجر تھا کہ نبی ﷺ نے ان کو عطا فرمایا تھا ابو بکرؓ نے اس کی اصلاح کی اس میں کھجور کے درخت لگائیں۔

عامر سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے عائشہؓ سے کہا پیاری بیٹی! تمہیں معلوم ہے کہ تم سب سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور سب سے زیادہ عزیز ہو میں نے تمہیں وہ زمین دی تھی جو تم جانتی ہو کہ فلاں فلاں مقام میں ہے میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے واپس کر دو کہ کتاب اللہ کے موافق میری اولاد پر تقسیم ہو کیونکہ میرے

رب نے مجھے خبر دی تھی یعنی دل میں ڈال دیا تھا کہ میں وہ زمین تمہیں دے دوں حالانکہ میں نے اپنی ایک اولاد کو دوسری اولاد و اولادیت نہیں دی عائشہؓ سے مروی ہے ابو بکرؓ نے نہ وہ دینا چھوڑا اور نہ درہم جس پر اللہ نے اپنا سکہ ڈالا تھا۔

لعمرک ما یغنی الشراء عن الفتی اذا حشر جت یوما وضاق بها الصدر
تیری جان کی قسم تو انگری بندے کو موت سے بچا نہیں سکتی جب کسی دن سانس اکٹھا جائے اور دم سینے میں آئے۔

حضرت ابو بکرؓ کا شعر میں جواب

انہوں نے فرمایا کہ بیٹی اس طرح نہ کہو بلکہ یہ کہو:

”وجاءت مسکرة الموت بالحق ذالک ما کنت منه تعجید“ (موت کی سختی آئی مگر، یہ وہ چیز ہے جس سے تو بھڑکتا تھا) تم لوگ میری ان دونوں چادرؤں کو محفوظ رکھنا، جب میں مرجاؤں تو ان دونوں کو دھو ڈالنا اور مجھے ان کا کفن دینا، کیونکہ نئے کپڑے کا زندہ بہ نسبت مردے کے زیادہ محتاج ہے۔

ابی بکر بن حفص بن عمر سے مروی ہے کہ عائشہؓ ابو بکرؓ کے پاس اس وقت آئیں جب ان کی وہی کیفیت تھی جو مرنے والے کی ہوتی ہے۔ جان سینے میں تھی تو انہوں نے بطور مثال یہ شعر پڑھا:

لعمرک ما یغنی الشراء عن الفتی اذا حشر جت یوما وضاق بها الصدر

(ترجمہ: پہلے گزر گیا) انہوں نے ناراض ہونے والے کی طرح ان کی طرف دیکھا اور کہا: اُم المؤمنین! اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کہ ”وجاءت مسکرة الموت بالحق ذالک ما کنت منه تعجید“ (ترجمہ اوپر گزر گیا)

(عائشہؓ) میں نے تمہیں ایک دیوار (احاطہ) دیا تھا۔ اب اس کے متعلق میرے دل میں ایک بات آئی (کہ مجھے اپنی اولاد کے درمیان بے انصافی نہیں کرنی چاہیے، بلکہ ان میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے، تم میراث میں واپس کر دو۔ انہوں نے کہا بہت اچھا، میں نے اسے واپس کر دیا۔ پھر فرمایا کہ دیکھو جب سے ہم امر مسلمین کے والی ہوئے ہے ہم نے ان کا کوئی دینا رکھا یا نہ درہم، البتہ ہم نے ان کے موٹے غلہ کا آنا اپنے شکموں میں بھر لیا اور ان کے موٹے جھوٹے کپڑے اپنے پیٹھ پر پہن لیے، ہمارے پاس مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے کچھ نہیں ہے، نہ تھوڑا بہت، سوائے اس جھٹی غلام اور پانی کھینچنے والے اونٹ اور پرانی چادر کے۔ جب میں مرجاؤں تو تم انہیں عمر کے پاس بھیج دینا اور بری ہو جانا۔

حضرت عمرؓ کی اشکباری

عائشہؓ نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب قاصد یہ اشیاء لے کر عمرؓ کے پاس آیا تو وہ اتار روئے کہ آنسو زمین پر بہنے لگے، کہنے لگے کہ: اللہ ابو بکرؓ پر رحمت کرے، انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔ اے غلام انہیں اٹھا لے۔

حضرت ابو بکرؓ کے مال کی واپسی پر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا اعتراض

عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ سبحان اللہ، آپ ابو بکرؓ کے عیال سے ایک حبشی غلام، ایک پانی کھینچنے والا اونٹ اور ایک پانچ درم کی پرانی چادر چھینتے ہیں، فرمایا: اچھا تم کہا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ان چیزوں کو ان کے عیال کو واپس کر دیجئے، فرمایا: نہیں، نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ یا جس طرح قسم کھائی ہو، یہ میری ولایت میں کبھی نہ ہوگا اور یہ نہ ہوگا کہ ابو بکرؓ موت کے وقت جن چیزوں سے سبکدوش ہوئے میں ان کے عیال کو واپس کر دوں (ایسا کرنے سے) موت زیادہ قریب ہے (یعنی اس سے مرنا اچھا مگر واپس کرنا نہیں اچھا)۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ بیمار ہوئے تو انھوں نے کہا (شعر) :

من لا يزال دمه مقلعاً نانه لا بد من مرقه فوق

جس شخص کے آنسو ہمیشہ اس حالت میں جاری رہیں کہ وہ چادر میں اپنا سر چھپائے ہو تو وہ لامحالہ ایک روز مر جائے گا۔ ابو بکرؓ نے کہا بیٹی ایسا نہیں ہے، بلکہ ”وجاءت سكرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد“ (ترجمہ اوپر گزر گیا ہے)

حضرت ابو بکرؓ کی کفن کے متعلق وصیت

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ اپنی جان، جان آفرین کو دے رہے تھے تو ان کے پاس عائشہؓ آئیں۔ انھوں نے کہا کہ ہائے والد۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا حاتم نے کہا: اذا حشر جت يوماً وضاق بها الصدر (جب کسی دن سانس اکٹھ جائے اور دم سینے میں اٹکے) تو انہوں نے کہا: بیٹی اللہ کا قول زیادہ سچا ہے: ”جاءت سكرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد“ (ترجمہ اوپر گزر گیا ہے) میں مروں تو میرے پورے کپڑے دھوٹا اور انہیں کو میرا کفن بنانا۔ عائشہؓ نے کہا: والد، ہم آپ کو نئے کپڑے کا کفن دیں گے۔ فرمایا زندہ مردے سے زیادہ محتاج ہے جو اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے اور اسے ڈھانکتا ہے، کفن تو صرف پیپ، خون اور کہنگی کا ہو جاتا ہے۔

الہمزنی کی روایت

بکر بن عبداللہ الہمزنی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ جب ابو بکر صدیقؓ علیہ السلام ہوئے اور ان کی بیماری شدید ہو گئی تو عائشہؓ نے ان سرہانے بیٹھ کر یہ شعر کہا:

كل ذي اهل مودتها وكل ذي سلب مملوك

ہر اونٹ والے کے انٹوں کا کوئی وارث ہوگا اور ہر غنیمت والے سے چھین لیا جائے گا (یعنی موت کے بعد) فرمایا: بیٹی جیسا تم نے کہا ایسا نہیں ہے، البتہ ایسا ہے جیسا اللہ نے فرمایا: وجاءت سكرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد (موت کی سختی آئی گئی، حالانکہ اسی سے تو بیزار تھا)

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ تقاضا کر رہے تھے تو میں نے یہ شعر بطور مثال پڑھا:

و ابيض يستقي انعام بو جهه ربيع اليتامى عصمة للأرا مل
وہ ایسا گورے آدمی ہیں جن کے چہرے سے ابر بھی سیرابی حاصل کرتا ہے، وہ یتیموں کی بہار اور بیواؤں کی
پناہ ہیں۔ ابو بکرؓ نے فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کی شان ہے۔
سمیہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے یہ شعر پڑھا :

من لا يزال دمه مقنعا فانہ لا بد مرقد فوق
(ترجمہ اوپر گزر گیا ہے) تو ابو بکرؓ نے کہا کہ 'وجاءت سكوت الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد'
(ترجمہ اوپر گزر چکا ہے)

ثابت سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ اس شعر کو بطور مثال پڑھا کرتے تھے :
لا تزال تنعى حبيباً حتى تكونه وقد ير جو الفتى الوجا يموت رونه
(تو اپنے دوست کی خبر مرگ سنایا کرتا تھا حتیٰ کہ تو بھی وہی ہو گیا، بندہ ایسی چیزوں کی آرزو کرتا ہے وہ اس
کے ادھر ہی مرجاتا ہے)۔

کاش کہ میں سبزہ ہوتا اور کیڑے مجھے کھا جاتے

ابی اسر سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ بیمار ہوئے تو لوگوں نے کہا : کیا ہم طبیب کو نہ بلا دیں؟ انھوں نے
کہا کہ اس نے مجھے دیکھ لیا ہے، اور کہا کہ میں وہی کرتا ہوں جو چاہتا ہوں۔
نقادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا : مجھے پسند تھا کہ میں سبزہ ہوتا اور کیڑے
کھا جاتے۔

زہر خورانی کی روایت

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ اور حارث بن کلدہ اس بھنے ہوئے گوشت میں سے کھا رہے تھے جو
ابو بکرؓ کو بطور ہدیہ دیا گیا تھا۔ حارث نے ابو بکرؓ سے کہا اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ، اپنا ہاتھ اٹھا لیجئے، واللہ اس میں سال
بھر میں ہلاک کرنے والا زہر ہے۔ میں اور آپ ایک ہی دن مریں گے، انھوں نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ دونوں برابر بیمار
رہے اور دونوں سال گزرنے پر ایک ہی دن انتقال کر گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ نے کہا : مجھے خمس کی وصیت کرنا ربح کی وصیت سے
زیادہ پسند ہے اور مجھے ربح کی وصیت کرنا ثلث کی وصیت کرنے سے زیادہ پسند ہے، جس نے ثلث کی وصیت کی اس
نے (دارث کے لیے) کچھ نہیں چھوڑا۔

حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے

عبداللہ البیہی (اور قین فرق) سے مروی ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے مرض میں شدت ہوئی تو انھوں نے

عبدالرحمنؓ بن عوف کو بلایا اور کہا مجھے عمر بن الخطابؓ کا حال بتاؤ۔ عبدالرحمنؓ نے کہا کہ آپ مجھ سے وہ بات پوچھتے ہیں جو یقیناً آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اگرچہ میں زیادہ جانتا ہوں مگر تم بھی بیان کرو۔ عبدالرحمنؓ نے کہا: واللہ ان کے بارے میں جو میری رائے ہے وہ اس سے افضل ہیں۔

حضرت عثمانؓ کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے

انھوں نے عثمانؓ بن عفان کو بلایا اور کہا کہ مجھے عمرؓ کا حال بتاؤ۔ انھوں نے کہا کہ آپ ہم سب سے زیادہ ان سے آگاہ ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ، اس پر بھی جو تمہیں معلوم ہو وہ بیان کرو۔ عثمانؓ نے کہا کہ اللہ جانتا ہے میرا علم ان کے متعلق یہ ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے ان کے مثل ہم میں کوئی نہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا، خدا تم پر رحمت کرے۔ واللہ اگر تم یہ ذکر ترک کر دیتے تو میں تمہیں بغیر بیان کیے جانے نہ دیتا۔

حضرت عمرؓ کی نامزدگی کے متعلق مہاجرین اور انصار سے مشورہ

انھوں نے ان دونوں کے ہمراہ سعید بن زید ابوالاعور اور اسید بن الحخیر سے اور ان کے سوا دوسرے مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا۔ اسید نے کہا، اے اللہ مجھے حق کی توفیق دے، آپ کے بعد انھیں سب سے زیادہ جانتا ہوں، جو رضائے الہی سے راضی ہیں اور ناراضی سے ناراض، ان کا باطن ظاہر سے بہتر ہے اور اس امر پر کوئی والی نہیں جو ان سے زیادہ قوی ہو۔

حضرت عمرؓ کی سخت مزاجی کے خلاف شکایت

بعض اصحاب نبی ﷺ نے عبدالرحمنؓ و عثمانؓ کا ابوبکرؓ کے پاس جانا اور ان سے خلوت کرنا تو وہ لوگ ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ ان میں کسی کہنے والے نے ان سے کہا کہ آپ اپنے پروردگار سے کیا کہیں گے، جب وہ آپ سے عمرؓ کو ہم پر خلیفہ بنانے پر پوچھے گا؟ حالانکہ آپ ان کی سختی دیکھتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ مجھے بٹھا دو، پھر ان لوگوں سے کہا: کیا تم لوگ مجھے اللہ کا خوف دلاتے ہو؟ تمہاری امارت سے جس نے ظلم سے توشہ حاصل کیا وہ ہر بار ہو گیا، اگر اللہ مجھ سے سوال کرے گا تو میں کہوں گا کہ اے اللہ! تیرے خالص بندوں میں جو سب سے بہتر تھا میں نے اسے خلیفہ بنایا، اے شخص میں نے جو تم سے کہا ان لوگوں کو بھی پہنچا دینا، جو تمہارے پیچھے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی نامزدگی کا فرمان

ابوبکرؓ لیٹ گئے، انھوں نے عثمانؓ بن عفان کو بلایا اور کہا کہ کہو:

: بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ مضمون ہے جس کی ابوبکرؓ بن ابی قافہ نے اپنی دنیا کے آخر میں اُس سے نکلنے وقت اور آخرت کے ابتدائی زمانے، اُس میں داخل ہوتے وقت (اور آخرت وہ جگہ ہے، جہاں کافر بھی ایمان لاتا ہے، منکر بھی یقین کر لیتا ہے اور جھوٹا بھی سچ بولنے لگتا ہے)، وصیت کی کہ میں نے اپنے بعد تم پر عمرؓ بن الخطاب کو خلیفہ بنا دیا۔ لہذا اُن کی بات سُننا اور اُن کی اطاعت کرنا

میں نے اللہ، اُس کے رسول ﷺ اُس کے دین، اپنے نفس اور تم لوگوں کی خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی۔ عمر اگر عدل کریں تو ان کے ساتھ میرا یہی گمان ہے اور ان کے بارے میں یہی میرا علم ہے اگر وہ عدل تو بدل دیں تو ہر شخص کو اُس کے حاصل کئے ہوئے گناہ کی سزا ملے گی، میں نے تو خیر کا ارادہ کیا۔ میں غیب کی بات نہیں جانتا، قلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس مقام پر پہنچتے ہیں والسلام علیکم ورحمة اللہ۔

انہوں نے اس کے لکھنے کا حکم دیا اور مہر لگائی۔

بعض راویوں نے بیان کیا کہ ابو بکرؓ نے اس فرمان کا عنوان لکھوایا، جس میں عمر کا ذکر رہ گیا، قبل اس کے کہ وہ کسی کو نامزد کریں، پھر آپ بے ہوش ہو گئے، عثمانؓ نے لکھ دیا کہ میں نے تم پر عمر بن الخطاب کو خلیفہ بنایا۔ جب (افاقہ ہوا تو فرمایا کہ تم نے جو کچھ لکھا وہ میرے سامنے پڑھو، انہوں نے عمر کا ذکر پڑھا تو ابو بکرؓ نے تکبیر کہی اور کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ تمہیں اندیشہ ہو گا کہ اگر اس غش میں میرا دم نکل گیا تو لوٹ اختلاف کریں گے، اللہ تمہیں اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر دے، واللہ تمہیں اس لکھنے کے اہل تھے۔

نامزدگی کا اعلان

ابو بکرؓ کے حکم سے وہ مہر کیا ہوا فرمان لے کے نکلے، ہمراہ عمر بن الخطاب اور اسید بن سعید القرظی بھی تھے۔ عثمانؓ نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم اس شخص سے بیعت کرتے ہو جو اس فرمان میں ہے؟ سب نے کہا ”جی ہاں“ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس شخص کو جان لیا ہے جس کا ذکر اس فرمان میں ہے۔

حضرت عمرؓ سے تنہائی میں ملاقات

ابی سعد نے کہا کہ میں ایسے شخص سے بھی آگاہ ہوں جو یہ کہتا ہے کہ (ان میں سے بعض لوگوں نے کہا ہم اس شخص کو جانتے ہیں کہ) وہ عمرؓ ہیں۔ سب نے اس کا اقرار کیا ان سے راضی ہو گئے اور بیعت کر لی۔ ابو بکرؓ نے تنہائی میں ان کو بلایا اور وصیت کی (جس کو اللہ ہی جانتا ہے یا وہ دونوں) پھر وہ ان کے پاس سے روانہ ہو گئے۔

حضرت ابو بکرؓ کی دعا

ابو بکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کے پھیلائے اور کہا: ”اے اللہ میری نیت میں اس (فرمان) سے صرف ان لوگوں کی نیکی ہے میں نے فتنے کا اندیشہ کیا، اس لئے ان لوگوں کے معاملے میں وہ عمل کیا جس کو خوب جانتا ہے، ان کے لئے میں نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا۔ میں نے ان پر ان کے سب سے بہتر کو سب سے قوی تر کو اور سب سے زیادہ راہ راست پر چلانے کے خواہش مند کو ولی بنایا، میرے پاس تیرا جو حکم آیا وہ آیا (یعنی موت کا حکم) بس تو ہی ان لوگوں پر میرا خلیفہ ہے، کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور ان کی پیشانیاں تیرے قبضے میں ہیں (کہ تو جدھر چاہے پھیر دے) اے اللہ ان کے لئے ان کے والی کی اصلاح کر، اے اپنے خلفاء راشدین میں سے بنا، جو تیرے نبی ﷺ کی رحمت ہدایت اور ان کے بعد صالحین کی ہدایت کی پیروی کریں اور اس کی رعیت کی بھی اصلاح کر۔“

وفات کا دن

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ کے عارضے میں شدت ہوئی تو انہوں نے پوچھا یہ کون سا دن ہے؟ عرض کیا پیر کا دن ہے۔ پوچھا رسول اللہ ﷺ کی وفات کس روز ہوئی؟ عرض کی کہ آپ کی وفات پیر کو ہوئی فرمایا پھر تو میں امید کرتا ہوں کہ میرے اور رات کے درمیان موت ہے۔

زندہ بنسبت مردہ کے زیادہ مستحب ہے

ان کے جسم پر ایک چادر تھی جس میں گيرو (سرخ مٹی) کا اثر تھا۔ انہوں نے کہا جب میں مروں تو اس چادر کو دھوؤ الناس کے ساتھ دونی چادریں شامل کر لینا۔ مجھے تین کپڑوں میں کفن دینا۔ ہم لوگوں نے کہا: کیا ہم سب کفن نیای نہ کر لیں؟ فرمایا نہیں وہ تو صرف پیپ اور خون کیلئے ہے، زندہ بنسبت مردے کے نئے کا زیادہ مستحق ہے پھر وہ شب سہ شنبہ کو (اپنے ارشاد کے مطابق) انتقال فرما گئے، رحمہ اللہ۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے ان سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی وفات کس روز ہوئی؟ دو شنبے کو۔ انہوں نے کہا: ”ما شاء اللہ میں امید کرتا ہوں کہ میرے اور آپ کے درمیان موت ہے۔ پوچھا: تم نے آپ ﷺ کو کس چیز کا کفن دیا تھا؟ میں نے کہا تین سفید سوتی یمنی چادروں کا جن میں کرتا تھا نہ عمامہ۔ فرمایا۔ میری یہ چادریں دیکھو جس میں گيرو یا زعفران کا اثر ہے اسے دھوؤ الناس کے ساتھ دو چادریں اور شامل کر لینا۔ میں نے کہا کہ وہ تو پرانی ہے فرمایا: زندہ بنسبت مردے کا زیادہ مستحق ہے یہ تو صرف پیپ اور خون کے لئے ہے۔

یمنی حلقہ کے استعمال پر ممانعت

عبداللہ بن ابی بکرؓ نے (رسول اللہ ﷺ کے کفن کے لئے) ایک یمنی حلقہ دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس میں کفن دیا، وہ پھر حلقہ نکال لیا اور آپ کو تین سفید چادروں میں کفن دیا گیا۔ عبداللہ نے حلقہ لے لیا کہ وہی کپڑا میرا کفن ہو جس نے رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کو مس کیا تھا مگر بعد میں رائے بدل دی کہ مجھے اس کپڑے کا کفن نہ دیا جائے جس میں اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو کفن دیئے جانے سے روک دیا۔ ابو بکرؓ کی وفات سہ شنبہ کو ہوئی اور رات ہی کو دفن کیے گئے۔ عائشہؓ کا انتقال بھی رات ہی کو ہوا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے انہیں رات ہی کو دفن کیا۔

حضرت ابو بکرؓ کی شدید علالت

عائشہؓ سے تین طریقوں سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کے مرض کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ انہوں نے ۷ جمادی الآخر ۳ھ یوم دو شنبہ کو غسل کیا۔ جو ٹھنڈا دن تھا، پندرہ روز تک بخار رہا جس سے وہ نماز و بھی نہ نکل سکے اور عمر بن الخطاب کو حکم دے دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں شدت مرض کی حالت میں لوگ روزانہ عیادت کرتے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات

اس زمانے میں وہ اپنے اُس مکان میں اترے ہوئے تھے جو نبی کریم ﷺ نے عثمان بن عفان کے مکان

کے رو برو دیا تھا۔ عثمانؓ نے ان لوگوں کو آپ کی تیمارداری کے لئے آپ کے ساتھ کر دیا تھا۔ شب سہ شنبہ کی ابتدائی گھڑیوں میں ۲۲ جمادی الآخر ۳۱ھ کو ابوبکرؓ کی وفات ہوئی (رحمہ اللہ)۔

مدت خلافت

اُن کی خلافت دو سال چھ مہینے اور دس دن رہی۔ ابوشعر نے کہا کہ دو سال اور چار ماہ۔ تمام روایات میں اتفاق کیا گیا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی عمر پائی۔ ابوبکرؓ کی ولادت عام الفیل کے تین سال بعد ہوئی۔

حضرت ابوبکرؓ کی عمر

جریر سے مروی ہے کہ انھوں نے معاویہؓ کو کہتے سنا کہ ابوبکرؓ وفات کے وقت تریسٹھ سال کے تھے۔ ابو اسحق سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ وفات ہوئی اور وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنی خلافت میں رسول اللہ ﷺ کی عمر پوری کر لی، جب ان کی وفات ہوئی تو وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سب سے زیادہ بن والے ابوبکرؓ اور سمیل بن بیضا تھے۔

غسل میت کے لئے وصیت

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے وصیت کی کہ انہیں ان کی زوجہ اسماءؓ غسل دیں۔ قتادہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ گوان کی زوجہ اسماء بنت عمیس نے غسل دیا۔ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے وصیت کی کہ انہیں اُن کی زوجہ اسماءؓ غسل دیں۔ حسن سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے وصیت کی کہ انہیں اسماءؓ غسل دیں۔ ابراہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ گوان کی زوجہ اسماءؓ نے غسل دیا۔ ابی بکر بن حفص سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے اسماء بنت عمیس کو وصیت کی کہ جب میں مردوں تو تمہیں مجھے غسل دو، اور انہیں تسلی دی کہ افطار کر لینا تب غسل دینا کیونکہ یہ تمہارے لئے زیادہ قوت کا باعث ہوگا (ورنہ نہلانے میں ضعف محسوس ہوگا) انہوں نے دن کے آخر میں اُن کی قسم کا ذکر کیا، پانی منگا کر پی لیا اور کہا واللہ آج میں ان کے بعد قسم شکنی نہ کروں گی۔

محمد بن ابوبکرؓ کے غسل دینے میں اختلاف

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے وصیت کی کہ ان کی زوجہ اسماءؓ غسل دیں، اگر وہ عاجز ہوں تو ان کے فرزند محمدؓ ان کی اعانت کریں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ (راوی کا) وہم ہے اور محمد بن سعد نے کہا کہ یہ خطا ہے۔ عطا سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے وصیت کی کہ ان کی زوجہ اسماء بنت عمیسؓ غسل دیں، اور اگر وہ (تنہا) نہ دیں سکیں تو عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے مدد لیں۔ ابن عمر نے کہا کہ یہی ثابت ہے، اُن کے بیٹے محمدؓ ان کی کس طرح مدد کر سکتے تھے، وہ تو اھ میں حجۃ الوداع کے زمانے میں ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے اور ابوبکرؓ کی وفات کے وقت وہ تین سال کے قریب قریب تھے۔

حضرت اسماء بنت عمیس کو ترک غسل کی اجازت

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو اسماء بنت عمیس نے غسل دیا۔ عبداللہ بن ابو بکرؓ سے مروی ہے کہ اسماء بنت عمیس زوجہ ابو بکر صدیقؓ نے جب آپ وفات کی ہوئی تو غسل دیا، پھر جو مہاجرین موجود تھے اُن سے دریافت کیا کہ میں رزہ دار ہوں اور آج کا دن سخت سردی کا ہے، کیا مجھ پر غسل واجب ہے؟ ان لوگوں نے کہا: کہ نہیں۔ عطا سے مروی ہے کہ اسماء نے ابو بکرؓ کو سردی والی صبح میں غسل دیا۔ انہوں نے عثمانؓ سے پوچھا، کیا اُن پر غسل واجب ہے؟ انہوں نے کہا ”نہیں۔“ عمرؓ بھی سن رہے تھے مگر انکار نہیں کیا۔

غسال میت پر غسل واجب ہے

مگر حضرت اسماء کو سردی کا عذر تھا اس لئے انہیں ترک غسل کی اجازت دے دی گئی۔

حضرت ابو بکرؓ کا کفن

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ جن میں سے ایک سفید تھی اور ایک چادر گیرورنگی ہوئی (سرخ) تھی۔ انہوں نے کہا کہ زندہ لباس کا میت سے زیادہ محتاج ہے، وہ تو صرف اس آلائش کے لئے ہے جو میت کی ناک اور منہ سے نکلتی ہے۔

بکر بن عبداللہ المونی سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ عبدالرحمن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا جن میں سے ایک گیرورنگی ہوئی تھی۔

پُرانی چادر کا کفن

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیقؓ جب بیمار تھے تو عائشہؓ نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کتنی چادروں میں کفن دیا گیا؟ انہوں نے کہا کہ تین سو تین چادروں میں۔ ابو بکرؓ نے اس چادر کے متعلق جو ان کے جسم پر تھی، کہا کہ اس کو لے لینا گیر و یا زعفران جو لگ گیا ہے اسے دھو ڈالنا اور مجھے اسی میں دو اور چادروں کے ساتھ کفن دے دینا۔ اور عائشہؓ نے کہا، یہ کیا ہے کہ آپ پرانی چادر کفن میں شامل کراتے ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ محتاج ہے اور وہ تو صرف پیپ خون کے لئے ہے۔

کفن کی چادروں کی تعداد

عطا سے مروی ہے کہ دو دھلی ہوئی چادروں میں کفن دیا گیا۔ عبدالرحمن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا۔ شعبہ سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمن بن قاسم سے دریافت کیا کہ ابو بکرؓ کو کتنی چادروں میں کفن دیا گیا؟ تو انہوں نے کہا کہ تین چادروں میں، میں نے کہا کہ تم سے کس نے بیان کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن علی سے سنا۔

حضرت ابو بکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا

ابو احق سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔

سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ شریک نے کہا کہ سرہ لگا دی گئی تھی۔
سعید بن غفلہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو انہیں جمع کیے ہوئے کپڑوں میں سے دو چادروں میں کفن دیا گیا۔
مطلب بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ان کی پرانی چادروں کو دھو کر انہیں میں کفن دیں۔ راوی نے کہا کہ وہ رات کو دفن کیے گئے۔

سیف بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا کہ جب ابو بکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے میری انہی دونوں چادروں میں سے کفن دینا جن میں میں نماز پڑھتا تھا انہیں دھو ڈالنا کیونکہ یہ دونوں پیپ، خون اور مٹی کے لئے ہیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا کہ میرا یہی کپڑا دھو ڈالنا اور اسی میں کفن دے دینا کیونکہ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ محتاج ہے۔

عطاء اللہ الرحمن بن قاسم سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ صدیقؓ کو یمن کی دو سوتی دھلی ہوئی چادروں میں کفن دیا گیا۔ ابو بکرؓ نے کہا زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ مستحق ہے۔ کفن تو صرف پیپ اور خون کے لئے ہے۔
سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا جن میں سے ایک دھلی ہوئی تھی۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے وصیت کی کہ ان کو انہی دو چادروں میں کفن دیا جائے جو جسم پر ہیں اور جنہیں وہ پہنا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے انہی میں کفن دینا کیونکہ زندہ مردے سے زیادہ نئے کا محتاج ہے۔
عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ جن میں سے ایک دھولی ہوئی تھی۔

حضرت ابو بکرؓ کی نماز جنازہ اور تعداد تکبیرات نماز جنازہ

صالح بن ابی حسان سے مروی ہے کہ علی بن حسین نے سعید بن المسیب پوچھا کہ ابو بکرؓ کی نماز جنازہ کہاں پڑھی گئی؟ انہوں نے کہا۔ قبر (رسول اللہ ﷺ) اور منبر (رسول اللہ ﷺ) کے درمیان پوچھا، کس نے نماز جنازہ پڑھائی؟ انہوں نے کہا، عمرؓ نے، پوچھا: انہوں نے کتنی تکبیریں کہیں، فرمایا: چار ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابو بکرؓ کی نماز پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔

مطلب بن عبد اللہ بن حطب سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ دونوں پر مسجد کے اندر منبر کے رو برو نماز پڑھائی گئی۔ ابن نمیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ کی نماز مسجد میں پڑھی گئی۔
صحیح بن یزید مولائے اسود سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب کے پاس تھا کہ علی بن حسین ان کے پاس سے گزرے، انہوں نے سعید سے کہا کہ ابو بکرؓ کی کہاں نماز پڑھی گئی؟ فرمایا: قبر و منبر کے درمیان۔
ابی عبیدہ بن محمد بن عمار نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے ابو بکرؓ پر چار تکبیریں کہیں ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ کی مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

محمد بن فلاں بن سعد سے مروی ہے کہ عمرؓ نے مسجد میں جب ابو بکرؓ کی نماز پڑھی تو انہوں نے اَللّٰهُمَّ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہا۔

مطلب بن عبد اللہ بن خطاب سے مروی ہے کہ جس نے ابو بکرؓ کی نماز پڑھائی وہ عمرؓ تھے اور صہیبؓ نے عمرؓ کی نماز پڑھائی۔ عبد اللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ کی عمرؓ نے نماز پڑھائی۔

حضرت ابو بکرؓ کی تدفین کا وقت

ہشام بن عمرو نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ رات کو دفن کئے گئے۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کی وفات رات کو ہوئی، ہم نے انہیں صبح ہونے سے پہلے دفن کر دیا۔

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ دریافت کیا گیا کہ کیا میت رات کو دفن ہو سکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابو بکرؓ رات ہی کو دفن کئے گئے۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابو بکرؓ کو رات کو دفن کیا، پھر وہ مسجد میں گئے۔ اور تین رکعت نماز وتر پڑھائی۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ رات کو دفن کئے گئے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ رات کو دفن کئے گئے۔

مطلب بن عبد اللہ بن خطاب سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیقؓ رات کو دفن کئے گئے ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ رات کو دفن کئے گئے اور عمرؓ الخطابؓ نے دفن کیا۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابو بکرؓ کو رات کو دفن کیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں ابو بکرؓ کی تدفین میں موجود تھا ان کی قبر میں حمزہ بن الخطابؓ، عثمان بن عفانؓ، طلحہ بن عبید اللہ اور عبد الرحمن بن ابی بکرؓ اترے۔ میں نے بھی اترنے کا ارادہ کیا تو عمرؓ نے کہا کہ کافی ہے (تمہاری ضرورت نہیں)۔

نوحہ زاری کی ممانعت

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تو عائشہؓ نے ان پر نوحہ قائم کیا۔ عمرؓ کو معلوم ہوا تو وہ آئے اور ان عورتوں کو ابو بکرؓ پر نوحہ کرنے سے منع کیا۔ عورتوں نے باز رہنے انکار کیا۔ انہوں نے ہشام بن الولید سے کہا کہ میرے پاس ابی قحافہ کی بیٹی (ابو بکرؓ کی بہن) کو لے آؤں، انہوں نے اُن کو درے سے چند ضربیں لگائیں۔ نوحہ کرنے والیوں نے یہ سنا تو متفرق ہو گئیں۔

عمرؓ نے کہا کہ تم لوگ یہ چاہتی ہو کہ تمہارے رونے کی وجہ سے ابو بکرؓ کو عذاب کیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میت پر اس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا نوحہ کر نیوالوں کو منتشر کرنے کا حکم

عائشہؓ سے مروی ہے کہ مغرب عشاء کے درمیان ابو بکرؓ کی وفات ہوئی، صبح ہوئی تو مہاجرین و انصار کی

عورتیں جمع ہوئیں اور لوگوں نے نوحہ قائم کیا، حالانکہ ابو بکرؓ غسل اور کفن دیا جا رہا تھا۔ عمرؓ بن الخطاب نے نوحہ کرنے والیوں کو حکم دیا تو وہ منتشر کر دی گئیں، واللہ وہ عورتیں اسی بات پر تھیں تو وہ متفرق کر دی گئیں۔

رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کرنے کی وصیت

عمر بن عبد اللہ بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ اور قاسم بن محمد کو کہتے سنا کہ ابو بکرؓ نے عائشہؓ کو وصیت کی کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے ان کی وفات پر قبر کھودی گئی۔ سر رسول اللہ ﷺ کے شانوں کے پاس کیا گیا اور محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر سے ملا دی گئی، وہ وہیں دفن کیے گئے۔

عامر بن عبد اللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کا سر رسول اللہ ﷺ کے شانوں کے پاس ہے اور منہ کا سر ابو بکرؓ کے لوگوں کے پاس۔

مطاب بن عبد اللہ بن حسب سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کی قبر بھی رسول اللہ ﷺ کی قبر کی صورت میں بنائی گئی اور اس پر پانی چھڑکا گیا۔

حضرت عائشہؓ سے مزارات دیکھنے کی درخواست

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں عائشہؓ سے یاں یا ان سے ہوا۔ اسے ماں ابی بنیہ اور آپ نے دونوں صاحبوں کی قبریں میرے لئے کھول دیں، انہوں نے یہ کہنے لگیں کہ میں نے جو وہ بند تھیں نہ زمین سے پیوست، سر کنگریلی زمین کی سنگریاں ان پر پڑیں تھیں۔ میں نے نبی ﷺ کی قبر دیکھا کہ وہ آگے تھی، ابو بکرؓ کی قبر آپ کے سر کے پاس تھی اور نہ نہ نبی ﷺ سے پاؤں سے پاؤں تھا۔ نہ وہ ان میں سے کہا کہ قسم نے ان حضرات کا حیدہ بیان کیا۔

عبد اللہ بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمرؓ کی قبر پر سزا دیکھا وہ نبی ﷺ پر دور و پڑھ رہے تھے اور ابو بکرؓ و عمرؓ کے لئے دعا کر رہے تھے۔

حضرت علیؓ کی حضرت ابو بکرؓ و عثمانؓ کے متعلق رائے

ابو عقیل نے ایک شخص سے روایت کی کہ علیؓ سے ابو بکرؓ و عمرؓ کو یہ فتنہ کیا آیا تو انہوں نے کہا کہ وہ دونوں ہدایت کے امام، راستہ پانے والے، راستہ بتانے والے، اصلاح کرنے والے، کامیابی حاصل کرنے والے تھے جو دنیا اس طرح گئے کہ شکم سیر نہ تھے۔

مکہ میں خوف ناک آواز ابن ابی قحافہ کی وفات

ابن امیہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کے والد ابو قحافہ نے مکہ میں ایک خوف ناک آواز سنی تو کہا گیا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ تمہارے بیٹے کی وفات ہو گئی، انہوں نے کہا کہ بہت بڑی مصیبت ہے، ان کے بعد امارت کو کس نے قائم کیا؟ لوگوں نے کہا، عمرؓ نے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ان کے صاحب (ساتھی دوست) ہیں۔

نے کہا کہ صدیق نے کہا؟ انہوں نے کہا کہ اسی قبلے یا کعبے کے رب کی قسم وہ صدیق تھے (جنہوں نے سرخ خضاب لگایا)۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا خطبہ

وہب بن جریر نے کہا کہ میرے والد نے حسن سے سنا کہ جب ابو بکرؓ سے بیعت کی گئی تو وہ خطبے نے کھڑے ہوئے واندان کا سا خطبہ اب تک کسی نے نہیں سنایا۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر کھڑے ہو کر کہا: بعد، مجھے اس امارت کا والی بنادیا گیا، حالانکہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں واللہ میں چاہتا ہوں تم سے مجھے کوئی کافی ہو جائے (یعنی اس امارت کو لے لے) سوائے اس کے کہ اگر تم لو مجھے مجبور کرو گے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرح عمل کروں تو میں اسے قائم نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے وحی سے نوازا انہیں اس کے ذریعہ سے معصوم کر دیا تھا، آگاہ ہو کہ میں تو صرف ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی ایک سے بھی بہتر نہیں، لہذا میری رعایت کرو، جب مجھے دیکھو کہ راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو اور اگر دیکھو کہ میں کج ہو گیا تو سیدھا کرو۔

آگاہ ہو کر میرے لئے بھی شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ جب مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں تمہارے بالوں میں اور تمہاری کھالوں میں کوئی اثر نہیں کر سکتا۔

انصار کا مطالبہ خلافت

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو انصار کے خطباء (مقررین) کھڑے ہوئے اُن میں سے ایک شخص کہنے لگا: اے گروہ مہاجرین! رسول اللہ تم میں سے کسی کو عامل بناتے تو اس کے ساتھ ہم میں سے بھی ایک آدمی کو شامل کر دیتے۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ اس امر (خلافت) کے دو آدمی والی ہوں ایک تم میں سے دوسرا ہم میں سے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی انصار کو نصیحت

ابو سعید نے کہا کہ خطبائے انصار یکے بعد دیگرے اسی طرح تقریر کرتے رہے۔ پھر زید بن ثابت کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین میں سے تھے امام بھی مہاجرین میں سے ہو گا ہم لوگ اس کے انصار (مددگار) ہوں گے جیسا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے انصار تھے ابو بکر صدیق کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے گروہ انصار! تمہیں جزا دے جو نیکی کے ساتھ زندگی بسر کرے اور تمہارے قابل (بات کہنے والے) کو ثابت قدم رکھے واللہ اگر تم اس کے سوا کرتے تو ہم تم سے ہرگز صلح نہ کرتے۔

عہد صدیق کا بیت المال

محمد بن ہلال کے والد اور (تین طرق سے) مروی ہے کہ ابو بکر صدیق کا بیت المال السخ میں مشہور تھا جس کا کوئی محافظ نہ تھا ان سے کہا گیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! آپ بیت المال پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتے جو اس

کی حفاظت کرے، انہوں نے کہا کہ اس پر کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا اس پر قفل ہے۔
راوی نے کہا اس میں جو کچھ ہوتا دے دیا کرتے اور کچھ باقی نہ رکھتے۔ ابو بکرؓ مدینے میں منتقل ہوئے تو اس کو بھی انہوں نے مدینے منتقل کیا۔ انہوں نے اپنا بیت المال اسی میں کیا جس میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا۔
اُن کے پاس معدنِ قبیلہ سے اور معاونِ جہدیہ سے بہت سامان آیا۔ ابو بکرؓ کی خلافت میں معدنِ بنی سلیم بھی فتح ہو گیا۔ وہاں سے بھی صدقے کا مال اُن کے پاس لایا گیا۔ یہ سب بیت المال میں رکھا جاتا۔

مال کی تقسیم میں مساوات

ابو بکرؓ اسے نوٹوں میں نام بنام تقسیم کرتے۔ ہر سوانسوں کو اتنا اتنا پہنچتا، لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں آزاد اور غلام مرد اور عورت، خورد اور کلاں (چھوٹے اور بڑے) میں برابری کرتے۔ وہ اُوتھ اور گھوڑے اور ہتھیار خریدتے۔ اللہ کی راہ میں لوگوں کو جہاد کے لئے سوار کرتے۔

بیواؤں میں چادروں کی تقسیم

ایک سال انہوں نے وہ چادریں خریدیں جو بادیہ سے لائی گئی تھیں۔ جائزے میں وہ سب مدینے کی بیوہ عورتوں میں تقسیم کر دیں۔

بیت المال میں ایک درہم

ابو بکرؓ کی وفات ہو گئی اور دفن کر دیے گئے تو عمر بن الخطابؓ نے امینوں کو بلا یا اور ابو بکرؓ کے بیت المال میں لے گئے، ہمراہ عبدالرحمن بن عوف اور عثمان بن عفان وغیرہ بھی تھے ان لوگوں نے بیت المال کو کھولا تو اس میں کوئی درہم پایا نہ دینار، مال رکھنے کی ایک تھیلی تھی، کھولی گئی تو اس میں ایک درہم نکلا۔ اُن لوگوں نے ابو بکرؓ کے لئے دُعا کی۔
مدینے میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک وِزان (تولنے والا) تھا۔ ابو بکرؓ کے پاس جو مال ہوتا اُسے وہ تولتا۔ اُس وِزان سے دریافت کیا گیا کہ دو مال کس مقدار کو پہنچا جو ابو بکرؓ کے پاس آیا۔ اُس نے کہا دو لاکھ (درہم) کو۔

بنی عدی بن کعب بن لؤی

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

حضرت عمرؓ کا شجرہ نسب

ابن نفیل بن العزئی بن رباح بن عبد اللہ بن قُوط بن رزاح ابن عدی بن کعب، کنیت ابو حفص تھی، اُن کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم ابن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

حضرت عمرؓ کی اولاد

عمرؓ کی اولاد میں سے عبد اللہ و عبد الرحمن اور حفصہ تھے۔ اُن کی والدہ زینب بنت مظعون حبیب بن وہب

بن حزام بن ابی قحطیبہ سے تھے۔

زید ابیہر بن کا کوئی پس ماندہ نہیں اور رقیہ، ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت علی ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔ ام کلثوم کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں زید اصغر و عبید اللہ جو جنگ یمین میں معویہ سے ہمارے مقتول ہوئے، ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت جروہ بن مالک ابن المسیب بن ربیعہ بن اصرم بن فہس بن حرام بن حبشیہ بن سہل ابن کعب بن عمرو خزاعہ میں سے تھیں۔ اسلام نے عمر ام کلثوم بنت جروہ کے درمیان تفریق کر دی تھی۔ (کیونکہ وہ عمر کے ساتھ اسلام نہیں لائیں اس لیے دونوں کا نکاح جائز رہا۔)

عاصم ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاحقح کا نام قیس بن عصمہ بن مالک بن امہ بن ضبیعہ بن زید تھا۔ جو قبیلہ اوس کے انصار میں سے تھے۔

عبدالرحمن اوسط جو ابوالکحمر تھے، ان کی والدہ لببہ ام ولد تھیں۔ عبدالرحمن اصغر، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ فاطمہ، ان کی والدہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ ابن عبداللہ بن مخزوم تھیں۔ زینب جو عمر کی اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں، ان کی ماں فکیہ تھیں جو ام ولد تھیں۔ عیاض بن عمر، ان کی والدہ خاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل تھیں۔ نافع سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عاصم بن عمر کی والدہ کا نام بدل دیا، ان کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا، آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ جمیلہ۔

جیل عمر..... محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے ابوبکر بن محمد بن ابی مرہ مکی سے جو امور مکہ کے عالم تھے عمر بن الخطابؓ کا کہے میں وہ مکان دریافت کیا جس میں وہ جاہلیت میں رہتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایک پہاڑی جزیرے میں رہتے تھے جس کا نام آج جبل عمر ہے جاہلیت میں اس کا نام جبل عاقر تھا۔ اس کے بعد وہ عمر کی طرف منسوب ہو گیا اور اسی جگہ بنی عدی بن کعب کے مکانات تھے۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ فحنان کے پاس سے گزرے تو کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اس جگہ اُس وقت دیکھا ہے جب میں خطاب کی بکریاں چراتا تھا اُن کا یہ حال تھا کہ اللہ میں نے ایسا بد خو درشت کلام نہیں جانا۔ میں نے امت محمدیہؓ کی امارت میں صبح کی۔ انہوں نے بطور مثال یہ شعر پڑھا :

لا شئ فیما تری الا بشاشۃ یقی الالہ ویودی المال والولد

تو جو کچھ دیکھتا ہے اُس میں سوائے دل بہلانے کے (یعنی بشاشت کے) کچھ نہیں ہے اللہ باقی رہے گا اور مال و اولاد فنا ہو جائے گی۔

پھر انہوں نے اپنے اونٹ سے کہا حوب حوب (یعنی اسے چلنے کے لئے کہا)۔

یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ سفر مکہ سے واپسی میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب شعاب صحنان میں تھے تو لوگ ٹھہر گئے۔ وہ بہت گھنے درختوں کی جگہ تھی، عمرؓ نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو وہاں اُس وقت دیکھا ہے کہ خطاب کے اونٹ چراتا تھا۔ وہ بد خو اور درشت کلام تھے، کبھی میں اونٹوں پر لکڑیاں ڈھونڈتا تھا اور کبھی اُن کو مارتا تھا، آج میں نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگ میرے دور دراز مقامات میں سفر کرتے ہیں کہ مجھ پر کوئی حاکم نہیں پھر انہوں نے اس شعر سے تمثیل دی :

لا شئ فیما تری الا بشارتہ یقی الا لہ ویؤدی المال والولد

رسول اللہ ﷺ کی دُعا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے دعا مانگی کہ اے اللہ! ان دونوں میں سے کسی سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو، اسلام کو عزت دے، عمر بن الخطاب یا ابی جہل بن ہشام۔ ان دونوں میں اس کے نزدیک محبوب تر عمر بن الخطاب تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمر بن الخطاب یا ابی جہل بن ہشام کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے اللہ! ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اُس سے اپنے دین کو قوت دے۔ اُس نے عمر بن الخطاب سے اپنے دین کو قوت دی۔ حسن سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے اللہ عمر بن الخطاب سے دین کو عزت دے۔

قبول اسلام

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ کو ارٹکائے ہوئے نکلے۔ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا تو اُس نے کہا کہ اے عمرؓ کہاں کا قصد ہے؟ انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ کے قتل کرنے کا ارادہ ہے۔ اُس نے کہا کہ محمد ﷺ کو قتل کر کے بنی ہاشم و بنی زہرہ میں تمہیں کیسے امن ملے گا۔ عمرؓ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم بھی پھر گئے اور اپنا وہ دین چھوڑ دیا جس پر تم تھے۔ اُس شخص نے کہا اے عمرؓ میں تمہیں ایک تعجب خیز بات نہ بتاؤں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن بھی برگشتہ ہو گئے اور انہوں نے وہ دین ترک کر دیا جس پر تم ہو۔

حضرت عمرؓ کا استفسار

عمرؓ ان لوگوں کو ملامت کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور ان دونوں کے پاس آئے۔ اُن کے پاس مہاجرین میں سے ایک شخص تھے جن کا نام خباب تھا۔ خباب نے عمرؓ کی آہٹ سنی تو کوٹھری میں چھپ گئے، عمرؓ ان دونوں کے پاس آئے اور کہا کہ یہ گنگناہٹ کیا تھی؟ جو میں نے تمہارے پاس سنی۔ اُس وقت وہ لوگ سورہ طہ پڑھ رہے تھے۔ دونوں نے کہا کہ سوائے ایک بات کے جو ہم لوگ آپس میں بیان کر رہے تھے اور کچھ نہ تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ شاید تم دونوں دین (شرک) سے برگشتہ ہو گئے۔ ان کے بہنوئی نے کہا کہ اے عمرؓ! تم نے کبھی غور کیا کہ حق تمہارے دین میں نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ کا حملہ

عمرؓ نے اپنے بہنوئی پر حملہ کر دیا اور سختی سے روند ڈالا۔ بہن آئیں اور انہوں نے اُن کو شوہر سے علیحدہ کیا۔ عمرؓ نے اُن کو ہاتھ سے ایسا دھکیلا کہ چہرے سے خون نکل آیا۔ انہوں نے غضب ناک ہو کے کہا اے عمرؓ! حق تمہارے دین میں نہیں ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ.

حضرت عمرؓ کی مایوسی

جب عمرؓ مایوس ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ کتاب جو تمہارے پاس ہے مجھے دو کہ میں اسے پڑھوں۔ عمرؓ کتاب پڑھنے لگے تو ان کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اسے سوائے پاک لوگوں کے کوئی نہیں چھوتا اُٹھو غسل یا وضو کرو عمرؓ نے اُٹھ کے وضو کیا اور سورہ طہ سے ”انسی انا اللہ لا الہ الا انا فا عبد می واقم الصلوٰۃ لذکری“ (میں ہی اللہ ہوں کہ سوائے میرے کوئی معبود نہیں، میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو) پڑھا، عمرؓ نے کہا کہ مجھے محمد ﷺ کا راستہ بتاؤ۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا عمر بن الخطابؓ کے حق میں قبول ہوئی

یہ سن کر خباب کو ٹھہری سے نکل آئے اور کہا کہ عمرؓ تمہیں خوشخبری ہو، میں اُمید کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی شب بچ شبہ کی دعا تمہارے ہی لیے قبول ہوئی ”اللہم اعن الاسلام بعمر بن الخطاب ابو عمرو بن ہشام“ (اے اللہ اسلام کو عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام سے عزت دے)

حضرت عمرؓ کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانگی

رسول اللہ ﷺ اُس مکان میں تھے جو کوہ صفا کے دامن میں تھا، عمرؓ اُس مکان میں آئے۔ دروازے پر حمزہؓ و طلحہؓ اور چند اصحاب رسول اللہ ﷺ تھے، جب حمزہؓ نے دیکھا تو یہ قوم (مسلمین) عمرؓ سے ڈر گئی۔ حمزہؓ نے کہا، اچھا یہ عمر ہیں۔ اگر اللہ کو عمرؓ کے ساتھ خیر منظور ہوگئی تو وہ اسلام لائیں گے، اور نبی ﷺ کی پیروی کریں گے اور اگر وہ اس کے سوا کوئی اور ارادہ کریں گے تو ہمیں اُن کا قتل کر دینا آسان ہوگا۔

نبی ﷺ اندر اس حالت میں تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی پھر باہر عمرؓ کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اچھی طرح اُن کی چادر اور تلوار کی پٹی کو پکڑ لیا اور فرمایا: اے عمرؓ کیا تم اس وقت تک باز نہ آؤ گے جب تک کہ اللہ تمہارے لیے رسوائی اور عذاب نازل نہ کریں؟ جیسا کہ اُس نے ولید بن مغیرہ کے لیے نازل کیا اے اللہ یہ عمرؓ بن الخطاب ہے، اے اللہ دین کو عمرؓ بن الخطاب سے عزت دے۔ عمرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ اسلام لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ باہر نکلے۔

حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے پہلے مسلمانوں کی تعداد

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دارالارقم میں داخل نہ ہوئے اور چالیس یا چالیس سے کچھ اوپر مردوں اور عورتوں کے بعد اسلام لا چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہشام کو کہا تھا کہ اے اللہ دونوں آدمیوں عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اُس سے اسلام کو عزت دے جب عمرؓ اسلام لے آئے تو جبریل نازل ہوئے اور کہا یا محمد ﷺ عمرؓ کے اسلام سے آسمان واے بھی خوش ہوئے۔

عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد ہی اسلام مکے میں ظاہر ہوا

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ چالیس مرد اور دس عورتوں کے بعد عمرؓ اسلام لائے۔ عمرؓ کے اسلام لانے ہی سے اسلام مکے میں ظاہر ہوا۔

صہیب بن سنان سے مروی ہے کہ جب عمرؓ اسلام لائے تو اسلام ظاہر ہوا اور علانیہ اس کی دعوت دی جانے لگی۔ ہم لوگ حلقہ کر کے بیت اللہ کے گرد بیٹھے، ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا، جس نے ہم پر سختی کی اس سے ہم نے بدلا لے لیا اور ایذا رسانیوں کا جواب دیا۔

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے مروی ہے کہ عمرؓ پینتالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے۔

حضرت عمرؓ کا سن ولادت

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطابؓ کو کہتے سنا کہ میری ولادت دوسرے فجار اعظم سے چار سال قبل ہوئی (فجار)، وہ دن کہلاتے ہیں جس میں قریش اور قیس بن غیلان میں جنگ ہوئی تھی، اور وہ نبوت کے چھٹے سال ذی الحجہ میں ہجر چھبیس سال اسلام لائے۔ عبداللہؓ کہا کرتے تھے کہ عمرؓ جب اسلام لائے تو میں چھ سال کا تھا۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ جب سے عمرؓ اسلام لائے ہم لوگ برابر بلکہ غالب ہو گئے۔

بیت اللہ میں اعلانیہ عبادت

محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں کہا کہ ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا تھا کہ عمرؓ کے اسلام لانے تک بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت نہ تھی، جب عمرؓ اسلام لائے تو انھوں نے ان لوگوں سے جنگ کی، یہاں تک کہ انھوں نے ہمیں نماز کے لیے چھوڑ دیا۔

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ عمرؓ کا اسلام، اسلام کی فتح تھی اور ان کی خلافت رحمت تھی، ہم نے اپنی وہ حالت دیکھی ہے کہ عمرؓ کے اسلام لانے تک ہم لوگ بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ جب عمرؓ اسلام لائے تو انہوں نے لوگوں سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے بیت اللہ میں نماز پڑھی۔

فاروق کا لقب

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ ابن شہاب نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اہل کتاب ہی سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے عمرؓ کو فاروق کہا۔ مسلمانوں نے یہ لقب انہیں (اہل کتاب) کے قول سے اختیار کیا تھا ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا کچھ ذکر کیا ہو۔ نہ ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ابن عمرؓ نے یہ کہا ہو، بس یہ فاروق لقب عمرؓ کے مناقب صالح میں ذکر کیا جاتا اور ان کی مدح و ثنا کی جاتی تھی۔

راوی نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ عمرؓ

بن الخطاب سے اپنے دین کی تائید کر۔ ایوب بن موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے حق کو عمرؓ کے قنب و زبان پر جاری کیا ہے اور فاروق ہیں کہ اللہ نے اُن کے ذریعے سے حق و باطل میں فرق کر دیا ہے۔

ابی عمر بن ذکوان سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا کہ عمرؓ کا نام فاروق کس نے رکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نبی ﷺ نے۔

ہجرت اور عقد مواخاۃ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مدینے کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی تو مسلمان گروہ درگروہ ہو کر نکلتے گئے۔ مرد ایک دوسرے کو ساتھ لے لیتے اور روانہ ہو جاتے عمر اور عبداللہ (راویوں) نے کہا کہ ہم نے نافع (راوی) سے پوچھا کہ (وہ لوگ) پیادہ تھے یا سوار، انہوں نے کہا دونوں (یعنی پیادہ بھی سوار بھی) اہل استطاعت سوار تھے، جو باری باری بیٹھتے اور جنہیں سواری نہ ملی وہ پیادہ جا رہے تھے۔

ہجرت کا منصوبہ

عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں نے اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل نے امناۃ بنی غفار کی جھاڑیوں میں ملنے کا وعدہ کیا۔ ہم لوگ پوشیدہ نکلتے تھے، ہم نے کہا کہ اگر کوئی شخص وعدے کے مقام سے ہٹ جائے تو انہیں تلقین تھی کہ دوسرے جو امناۃ بنی غفار کے پاس صبح کریں چلے جائیں۔ میں اور عیاش بن ابی ربیعہ روانہ ہو گئے، ہشام بن العاص روک لیے گئے اور ان لوگوں کے فتنے میں پڑ گئے جب ہم العقیق میں پہنچے تو وہاں سے العصبہ کی طرف پلٹ کے قبا میں آئے اور رفاعہ بن عبدالمندر کے پاس اترے۔

عیاش بن ابی ربیعہ

عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس اُن کے دونوں اخیانی بھائی ابو جہل اور حارث فرزند ان ہشام بن مغیرہ آئے۔ اُن کی ماں اسماء بنت مخزوم بنی تمیم میں سے تھی۔ نبی ﷺ اب تک مکہ ہی میں تھے، آپ روانہ نہیں ہوئے تھے۔ ابو جہل اور حارث بہت تیز چل کے قبا میں ہمارے ساتھ پہنچے عیاش سے کہا کہ تمہاری ماں نے نذرمانی ہے کہ ”جب تک تمہیں دیکھ نہ لیں گی کہیں سائے میں نہ بیٹھیں گی، نہ سر میں تیل لگائیں گی۔“ عمرؓ نے کہا کہ ”واللہ یہ لوگ تمہیں یہاں سے واپس نہیں کر رہے ہیں بلکہ تمہارے دین سے تمہیں پھیر رہے ہیں، لہذا اپنے دین کا خیال کرو اور اس کا خوف کرو۔“

عیاش نے کہا کہ مکہ میں میرا مال ہے شاید میں اسے لے سکوں تو اس سے ہمارے لیے قوت ہو جائے گی، اور میں اپنی ماں کی قسم پوری کر دوں گا۔ وہ ان دونوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے، صحنان میں پہنچ کے یہ اپنی سواری سے اتر پڑے اور اُنکے ساتھ وہ دونوں بھی اتر پڑے۔ رسی سے باندھ کے دونوں اُن کو مکہ میں لائے اور کہا کہ اے اہل مکہ اپنے بے وقوفوں کے ساتھ ایسا ہی کرو، اہل مکہ نے انہیں قید کر دیا۔

حضرت عمرؓ کا عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ اور عمرؓ بن الخطاب کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بن الخطاب اور عوفیم بن ساعدہ کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔ عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بن الخطاب اور عقبان بن مالک درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ عمرؓ اور معاذ بن عفراء کے درمیان بھی عقد مواخاۃ ہوا تھا، عبید اللہ بن عبد اللہ عتبہ سے مروی ہے کہ مدینے میں عمرؓ بن الخطاب کا مکان رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ زمین پر تھا۔

حضرت عمرؓ کی غزوات میں شرکت

لوگوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے، متعدد سرایا میں بھی شریک ہوئے، جن میں بعض کے وہ امیر بھی تھے۔

حضرت عمرؓ کی امارت میں سریرہ

ابی بکر بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ شعبان ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بن الخطاب کو تین آدمیوں کے ہمراہ تربہ میں قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ کی جانب بطور سریرہ روانہ کیا۔ بریدہ الاسلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اہل خیبر کے میدان میں اترے تو آپ نے جھنڈا عمرؓ بن الخطاب کو دیا۔

حضرت عمرؓ کو عمرے کی اجازت

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے نبی ﷺ سے عمرے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا، اے برادر من، ہمیں بھی دعائے صالح میں شریک کر لینا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے عمرے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے اجازت دی، پھر فرمایا، اے برادر من، ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا، سلیمان نے اپنی حدیث میں کہا کہ عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے آپ ﷺ نے یہ ایک ایسا کلمہ فرمایا کہ اگر اس کے عوض مجھے ساری دنیا بھی ملے تو مسرت نہ ہو، سلیمان نے کہا کہ شعبہ اس کے بعد مدینے میں عاصم سے ملے اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا: اے میرے بھائی، ہمیں دعا میں شریک کر لینا، ابو الولید نے کہا کہ اس طرح کی میری کتاب میں بھی ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ ولید بن ابی ہشام سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے نبی ﷺ سے عمرے کی اجازت چاہی اور کہا کہ میں جانا چاہتا ہوں!

آپ ﷺ نے انہیں اجازت دی۔ جب عمرؓ آپ ﷺ سے اجازت لے کر پھرے تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ اے میرے بھائی کسی قدر ہمیں بھی اپنی دعا میں شامل کر لینا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔

سب سے زیادہ صاحب فراست کون؟

ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ سب سے زیادہ صاحب فراست تین آدمی ہیں، ابو بکرؓ کے بارے میں (جو انہیں خلافت کے لئے نامزد کر گئے) موسیٰ کی بیوی جس وقت انہوں نے (اپنے والد حضرت شعیب سے) کہا کہ اُن کو ملازم رکھ لیجئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بیوی (زلیخا کہ بحالت غلامی ہی انہوں نے آثار سعادت پہچان لئے)

خلافت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب میرے والد کی علالت میں شدت ہوئی تو ان کے پاس فلاں شخص آئے اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ جب آپ اپنے رب سے ملیں گے تو اس کا کیا جواب دیں گے کہ آپ نے ہم پر ابن الخطاب کو خلیفہ بنایا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے بٹھا دو، جب بیٹھ گئے تو فرمایا: کیا تم لوگ اللہ سے ڈرتے ہو؟ میں کہوں گا کہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو ان سب سے بہتر تھا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا، اُن کے پاس علیؓ اور طلحہؓ آئے اور دریافت کیا کہ آپ نے کس کو خلیفہ بنایا۔ انہوں نے کہا عمرؓ کو۔ دونوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے کہا کیا تم دونوں مجھے اللہ سے ڈراتے ہو، اس لئے کہ میں تم دونوں سے زیادہ اللہ کو اور عمرؓ کو جانتا ہوں۔ میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے اُن پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو تیرے اہل میں سب سے زیادہ بہتر تھا۔ محمد بن حمزہ بن عمرو نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ کی وفات ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ بروز سہ شنبہ شام ہوئی عمرؓ نے ابو بکرؓ کی وفات کے روز سہ شنبے کی صبح کو خلافت قبول کی۔

حضرت عمرؓ کا پہلا خطبہ

حسن سے مروی ہے کہ ہمارا خیال ہے کہ عمرؓ نے سب سے پہلے جو خطبہ ارشاد فرمایا یہ تھا کہ انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کی، پھر کہا کہ ابا بعد

میں تمہارے کام میں شامل کر دیا گیا۔ میں اپنے دونوں صاحبوں کے بعد تم پر خلیفہ ہو گیا، جو شخص ہمارے سامنے ہوگا ہم خود ہی اس کا کام کریں گے (یعنی اُس کے معاملات و مقدمات کی سماعت خود ہی کریں گے) اور جب ہم سے ذور ہوگا تو ہم اہل قوت و امانت کو والی بنائیں گے جو اچھائی کرے گا ہم اس کے ساتھ زیادہ اچھائی کریں گے اور جو بُرائی کرے گا ہم اُسے سزا دیں گے اور اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے۔

تین کلمات

جامع بن شداد نے اپنے کسی قرابت دار سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ تین کلمات ہیں کہ جب میں انہیں کہوں تو تم لوگ ان پر آمین کہو، اے اللہ میں ضعیف ہوں لہذا مجھے قوی کر دے، اے اللہ میں سخت ہوں مجھے نرم کر دے، اور اے اللہ میں بخیل ہوں مجھے بخشنے کر دے۔

حضرت ابو بکرؓ کی تدفین کے بعد مسلمانوں سے خطاب

حمید بن ہلال نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے جو ابو بکر صدیقؓ کی وفات میں موجود تھے خبر دی کہ جب عمرؓ ان کی تدفین سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ان کی قبر کی مٹی سے اپنا ہاتھ جھاڑا، پھر اپنی جگہ پر خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے تم لوگوں کو میرے ساتھ شامل کیا اور مجھے تمہارے ساتھ شامل کیا۔ اس نے مجھے میرے دونوں صاحبوں کے بعد باقی رکھا، واللہ تمہارے جو معاملے میرے سامنے آ گئے تو اتمیں کوئی شخص بغیر میرے حکم کے والی نہ ہوگا اور جو معاملہ میری نظروں سے باہر ہوگا تو میں اس میں امانت و کفایت کے ساتھ اپنی کوشش صرف کروں گا، اگر لوگ احسان کریں گے تو میں بھی ضرور ان کے ساتھ احسان کروں گا، اور اگر بدی کریں گے تو میں ضرور ضرور سزا دوں گا۔ راوی نے کہا کہ واللہ انہوں نے اس پر کچھ زیادہ نہ کیا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑ گئے (یعنی جو کہہ دی کیا) قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اس شخص کو معلوم ہونا چاہئے جو میرے بعد اس امر خلافت کا والی ہوگا کہ قریب و بعید کے لوگ اس کی خواہش کریں گے۔ میں اپنی طرف سے (اپنے لئے) لوگوں سے لڑوں گا، اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس امر کے لئے مجھ سے زیادہ قوی کے ہوتے ہوئے میں مقدم کر دیا گیا ہوں تو مجھے اس کا والی بنانے سے اپنی گردن کا مار دینا زیادہ پسند ہوتا۔

حضرت عمرؓ کی ضروریات زندگی

احنف سے اور دوسرے طرق سے بھی مروی ہے کہ ہم لوگ عمرؓ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جاریہ (نوٹدی) گزری لوگوں نے کہا کیا امیر المؤمنین کے سر یہ (باندی و حرم) ہے تو اس (باندی) نے کہا کہ امیر المؤمنین کی کوئی سر یہ نہیں ہے اور وہ نہ ان کے لئے حلال ہے، کیونکہ وہ اللہ کا مال ہے۔ ہم لوگوں نے کہا کہ پھر اللہ کے مال میں سے کونسا مال ان کے لئے حلال ہے، اس جاریہ کے پہنچنے کی دیر تھی کہ ہمارے پاس عمرؓ کا قصداً آیا اور ہمیں بلایا ہم اس کے پاس آئے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں نے کیا کہا تھا ہم نے کہا کہ ہم لوگوں نے کوئی بُری بات نہیں کہی، ایک جاریہ گزری تو ہم نے کہا کہ یہ امیر المؤمنین کی سر یہ ہے وہ بولی کہ وہ امیر المؤمنین کی سر یہ نہیں ہے اور نہ وہ امیر المؤمنین کے لئے حلال ہے وہ اللہ کا مال ہے ہم نے کہا کہ پھر ان کے لئے اللہ کے مال میں سے کیا حلال ہے؟ (عمرؓ نے) فرمایا میں جو چیز حلال سمجھتا ہوں تمہیں بتاتا ہوں۔ میرے لئے سال میں دو جوڑے حلال ہیں (ایک جوڑا، ایک چادر اور ایک تہم کا ہوتا ہے، ایک جوڑا سردی میں اور ایک جوڑا گرمی میں اور وہ سواری جس پر میں حج و عمرہ کروں۔ میری اور میرے عیال کی خوراک جیسی قریش کے آدمی کی ہوتی ہے، جو نہ تو ان کے امیروں کی ہو اور نہ تو ان کے فقیروں کی ہو۔ پھر اس کے بعد میں بھی مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں جو سب کو پہنچے گا وہ مجھے بھی پہنچے گا۔

اللہ کے مال میں حضرت عمرؓ کا حصہ

حارث بن مسرب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے مال میں اپنے آپ کو بمنزلہ یتیم رکھا ہے کہ اگر میں غنی ہوں تو (اس مال سے) بچوں اور اگر فقیر ہوں تو (اس میں سے) اصول کے مطابق کھاؤں (قرآن مجید میں یتیم کا یہی حکم ہے) وکیع نے اپنی حدیث میں (اتنا اور) کہا کہ پھر اگر مال دار ہو جاؤں تو ادا کروں۔

اللہ کے مال میں بمنزلہ یتیم

عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا: میں نے اپنی طرف سے اللہ کے مال کو بمنزلہ مال یتیم رکھا ہے اگر میں غنی ہو جاؤں تو اس مال سے بچوں اور اگر فقیر ہوں تو اصول کے مطابق اُس میں سے کھاؤں۔ ابی وائل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ میں نے اللہ کے مال کو بمنزلہ مال یتیم قرار دیا ہے جو غنی ہو وہ پرہیز کرے اور جو فقیر ہو وہ اصول کے مطابق کھالے۔

عموہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اس مال میں سے میرے لئے صرف اتنا ہی حلال ہے جتنا میں اپنے ذاتی مال میں سے کھاتا ہوں۔

بیت المال سے قرض

عمرؓ ان سے مروی ہے کہ عمرؓ کو جب ضرورت ہوتی تو وہ محافظ بیت المال کے پاس آتے اور اس سے قرض لے لیتے اکثر تنگی ہوتی، محافظ بیت المال اُن کے پاس آ کر تقاضا کرتا اور اُن کے ساتھ ہو لیتا تو وہ اس سے حیلہ کرتے (غلاں وقت دوں گا) اور اکثر ان کی تنخواہ نکلتی تو وہ اُسے ادا کر دیتے تھے۔

براہین معرور کے کسی فرزند سے مروی ہے کہ ایک روز عمرؓ کل کر منبر کے پاس آئے، وہ کچھ بیمار تھے، اُن سے شہد کی تعریف کی گئی (کہ اس مرض میں مفید ہے) اور بیت المال میں ایک غلہ (وزن شہد) ہے انہوں نے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے اجازت دو (تو خیر) ورنہ وہ مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے انہیں اُس کی اجازت دی۔

عاصم بن عمرؓ کا نفقہ

عاصم بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے میرے پاس یرفا کو بھیجا میں اُن کے پاس آیا تو وہ فجر یا ظہر کی نماز کے لئے جانماز پر تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس مال کو اس کا والی بننے کے قابل بھی بغیر حق کے نہیں سمجھتا تھا اور جب اُس کا والی بنا ہوا ہوں بالکل اُسے اپنے اوپر حرام بھی نہیں سمجھتا ہوں، میری امانت عود کر آئی۔ میں نے تمہیں اللہ کے مال میں سے ایک مہینے تک نفقہ دیا ہے اور میں تمہیں زیادہ دینے والا نہیں ہوں لیکن میں تمہاری مدد اپنے الغابہ کے (باغ کے) پھل سے کر دوں گا، اسے کاٹ لو اور بیج ڈالو، تم اپنی قوم کے تاجروں میں سے کسی کے پاس کھڑے ہو جاؤ، جب وہ کوئی چیز بغیر کسی تجارت کے خریدے تو تم بھی اُس کے شریک ہو جاؤ، اور نفع اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی دختر کی نفقہ سے محرومی

حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک دہلی لڑکی کو دیکھا کہ کوروتی جا رہی ہے۔ پوچھا یہ لڑکی کس کی ہے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ یہ آپ کی لڑکیوں میں سے ایک کی ہے پوچھا یہ میری کون لڑکی ہے؟ عبداللہ نے کہا کہ میری بیٹی ہے۔ فرمایا اُس کا حال کیوں کر ہوا۔ عرض کی آپ کے عمل سے کہ آپ اسے نفقہ نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ میں تمہارے بچوں کی وجہ سے یہ امید نہ دلاؤں گا کہ میں تمہارے بچوں پر وسعت کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ کی پیروی

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ حفصہ بنت عمرؓ نے اپنے والد سے کہا (بروایت یزید) یا امیر المؤمنین (اور بروایت ابواسامہ) اے والد! اللہ نے آپ کو خوب رزق دیا اور زمین کو آپ پر فتح کر دیا، اگر آپ اپنے کھانے میں باریک اناج کھائیں اور لباس میں باریک کپڑا پہنیں (تو بہتر ہو) فرمایا کہ میں تمہارا فیصلہ تمہیں سے کرتا ہوں۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کیسی مصیبت کی زندگی گزارتے تھے، وہ برابر انہیں یاد دلاتے رہے یہاں تک کہ رو دیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے تم سے کہا کہ والد اگر مجھ سے ہو سکے گا تو میں ضرور ضرور ان دونوں (حضرات یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ) کی مصیبت کی زندگی میں شرکت کروں گا کہ شاید میں ان دونوں کی راحت کی زندگی میں (جو آخرت میں ہے) شریک ہو جاؤں۔

حضرت حفصہؓ کی حضرت عمرؓ سے درخواست

حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے شدت اور اپنے نفس پر تنگی کو لازم کر لیا اللہ وسعت لایا تو مسلمان حفصہؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ عمرؓ نے سوائے شدت اور اپنے نفس پر تنگی کے سب چیز سے انکار کر دیا حالانکہ اللہ نے رزق میں کشادگی دے دی ہے۔ انہیں چاہیے کہ اسی مال غنیمت میں سے جو چاہیں اپنے لیے کشادگی کر لیں انہیں جماعت مسلمین کی طرف سے پوری اجازت ہے۔ حفصہؓ ان لوگوں کی خواہش سے متفق ہو گئیں۔

حضرت عمرؓ کا جواب

جب لوگ واپس ہوئے تو عمرؓ ان کے پاس آئے۔ حفصہؓ نے انہیں ان باتوں سے آگاہ کیا جو قوم نے کہی تھیں۔ عمرؓ نے ان سے کہا اے حفصہؓ اے دختر عمرؓ! تم نے اپنی قوم کی تو خیر خواہی کی مگر اپنے باپ کے ساتھ بے وفائی کی، میرے خاندان والوں کا صرف میری جان و مال میں حق ہے، لیکن میرے دین و امانت میں کسی کا حق نہیں۔ حسن سے مروی ہے کہ لوگوں نے حفصہؓ سے کہا کہ وہ اپنے والد سے کہیں کہ وہ اپنی زندگی میں کچھ تو راحت کریں، انہوں نے کہا اے باپ، یا امیر المؤمنین! آپ کی قوم نے مجھ سے گفتگو کی ہے کہ آپ اپنی زندگی میں نرمی کر دیں (یعنی راحت اٹھائیں) انہوں نے جواب دیا کہ تم نے اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور اپنے باپ سے بے وفائی۔

بیت المال سے قرض لینے سے انکار

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب تجارت کرتے تھے حالانکہ وہ خلیفہ تھے (بروایت یحییٰ) نبیوں نے شام کے لیے ایک تجارتی قافلہ تیار کیا اور اسے عبدالرحمن بن عوف کے پاس (اور بروایت فضل) نبی ﷺ کے کسی صحابہ کے پاس (بروایت یحییٰ و فضل) چار ہزار درم قرض مانگنے کو بھیجا، انہوں نے قاصد سے کہا کہ ان کے جواب کی خبر دی تو یہ انہیں ناگوار ہوا، پھر ان سے عمرؓ ملے اور کہا کہ تم کہتے ہو بیت المال سے لے لیں، اگر میں اس (مال) کے آنے سے پہلے مر جاؤں تو تم لوگ کہو گے کہ اسے امیر المؤمنین نے لیا ہے، وہ رقم انہیں کو چھوڑ دو، اور قیامت میں مجھ سے اس کا مواخذہ نہیں (میں اس سے باز آیا) میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے جیسے حریص اور لالچی سے لوں کہ اگر میں مر جاؤں

تو وہ اس مال کو (بروایت صحیح) میری میراث سے (بروایت فضل) میرے مال سے لے لے۔

حج میں صرف پندرہ دینار کا خرچہ

یہ ابن نمیر سے مروی ہے کہ مجھ سے عمرؓ نے پوچھا کہ ہم نے اپنے اس حج میں کتنی خرچ کیا تو میں نے کہا پندرہ دینار۔

یحییٰ بن سعید نے اپنے شیخ سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب مکہ روانہ ہوئے، انہوں نے واپسی تک کوئی خیمہ نصب نہیں کیا، واپس آگئے، چمڑے کے فرش سے سایہ کر لیتے تھے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں حج میں مدینے سے مکہ تک عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ رہا۔ پھر ہم واپس آگئے، انہوں نے کوئی خیمہ نصب نہیں کیا اور نہ ان کے لیے عمارت تھی جس کا وہ سایہ کر لیتے ہوں، صرف چمڑے کا فرش یا چادرہ درخت پر ڈال دیا جاتا تھا اور وہ اُس کے سائے میں آرام فرماتے۔

حضرت عمرؓ کی خوراک

حسنؓ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اہل بصرہ کے ایک وفد کے ساتھ عمرؓ کے پاس آئے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ روزانہ عمرؓ کے پاس جاتے تھے کہ اُن کے لیے تین روٹیاں ہوتی تھیں۔ کبھی تو ہم نے بطور سالن روغن زیتون پایا، کبھی، گھی پایا، کبھی دودھ، کبھی خشک کیا ہوا گوشت باریک کر کے اُبال لیا جاتا تھا۔ کبھی تازہ گوشت اور یہ کم ہوتا تھا۔ انہوں نے ایک روز ہم سے فرمایا کہ اے قوم، میں اپنے کھانے کے متعلق تم لوگوں کی ناگواری و نا پسندیدگی محسوس کرتا ہوں، اگر میں چاہوں تو تم سب سے اچھا کھانے والا، تم سب سے اچھی زندگی بسر کرنے والا ہو جاؤں، میں بھی سینے اور کوہان کے سالن سے اور باریک روٹیوں کے مزے سے ناواقف نہیں ہوں۔ لیکن میں نے جن و ثناء کا ارشاد سن، جس میں ایک قوم کو اُن کے کسی کام پر جو اُن لوگوں نے کیا عار دلائی ہے، اُس نے فرمایا: ”اذہبتم طیباً تکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بہا“ (تم لوگ اپنی پاکیزہ چیزیں، اپنی حیات دنیا میں لے جا چکے اور تم اُن سے فائدہ اٹھا چکے، اس لیے حیاتِ آخر میں تمہارا حصہ باقی نہیں رہا)

حکام کا تنخواہ کا مطالبہ

ابو موسیٰ نے ہم سے گفتگو کی کہ تم لوگ امیر المومنین سے کہو کہ بیت المال سے ہمارے لیے تنخواہ مقرر فرما دیں، ہم لوگ برابر اُن سے کہتے رہے، انہوں نے فرمایا کہ اے گروہ حکام، کیا تم لوگ اس چیز پر راضی نہیں ہو، جس پر میں راضی ہوں، اُن لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! مدینہ ایسی زمین ہے جہاں کی سخت (اور تکلیف کی) ہے ہم لوگ آپ کے کھانے کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ سیر شبعی کر سکے اور اُسے کھائے جائے، ہم لوگ اسی زمین میں ہیں جو سبز و شاداب ہے ہمارا امیر رات کا کھانا کھلاتا ہے اور اُس کا کھانا کھانے کے قابل ہوتا ہے۔

مطالبہ تنخواہ کی منظوری

عمرؓ نے قحوظی دیر کے لیے سر جھکالیا (اور غور کرنے لگے) پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ ہاں میں نے

تمہارے لیے بیت المال سے روزانہ دو بکریاں اور دو جریب (ایک پیانہ) مقرر کیا۔ صبح کے کھانے کا وقت ہو تو ایک بکری ایک جریب کے ساتھ کام میں لاؤ۔ اور تم اور تمہارے ساتھی کھاؤ۔ پھر پانی منگا کر پیو اور وہ پانی اپنے داہنی طرف والے کو پیلاؤ جو اُسکے ساتھ متصل ہو پھر اپنے کام کے لئے اُنٹھ کھڑے ہوئے۔ شام کے کھانے کا وقت ہو تو بقیہ بکری جریب کے ساتھ تم اور تمہارے ساتھی کھاؤ، پانی منگا کر پیو، دیکھو، خبردار، لوگوں کا اُن کے گھروں میں پیٹ بھرو، اُن کے عیال کو کھلاؤ، کیونکہ لوگوں کو تمہارا دوشی اناج دے دینا نہ اچھے اخلاق پیدا کرتا ہے اور اُن کے بھوکے کو سیر کرتا ہے، واللہ اس پر بھی میں خیال کرتا ہوں کہ جس اراضی سے روزانہ دو بکریاں اور دو جریب لی جائیں گی تو یہ تیزی سیاس کو بربادی کی طرف لے جائیں گی۔

آرام و آئش سے اجتناب

نمید بن ہلال سے مروی ہے کہ حفص بن ابی العاص، عمرؓ کے کھانے میں موجود ہوتے تھے مگر کھاتے نہ تھے۔ اُن سے معترض نے کہا کہ تمہیں ہمارے کھانے سے کیا چیز مانع ہے، انہوں نے کہا کہ آپ کا کھانا خراب اور سخت ہے اور میرے عمدہ کھانا تیار ہے میں اُس میں سے لوں گا فرمایا: کیا تم مجھے اس سے عاجز سمجھتے ہو کہ میں بکری کے متعلق حکم دوں کہ اُس کے بال دور کر دیے جائیں (یعنی صاف کر کے پکادی جائے) آنے کے متعلق حکم دوں کہ وہ کپڑے میں چھان ڈالا جائے اور اُس کی باریک روئی پکائی جائے، میں ایک صلیح (۱۲-۳) کشمش کا حکم دوں کہ ڈول میں رکھ کے اُس میں پانی ڈالیں کہ صبح کے وقت اُس کی یہ رنگت نظر آئے جیسے ہرن کا خون۔

حفص بن ابی العاص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ آرام کی زندگی بسر کرنا جانتے ہیں۔ فرمایا، بیشک، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر مجھے اپنی حسنت کا سلسلہ ٹوٹ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہاری راحت کی زندگی میں ضرور شرکت کرتا۔

ربیع بن زیاد حارثی سے مروی ہے کہ وہ عمرؓ بن الخطاب کے قاصد کے پاس آیا نہیں ان کی ہیئت و طریقہ عجیب معلوم ہوا اور عمرؓ سے سخت و خراب کھانے کی جو انہوں نے کہا یا تھا شکایت کی اور کی: یا امیر المومنین آپ عمدہ کھانے، عمدہ سواری اور عمدہ لباس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

امیر المومنین کے فرائض

عمرؓ نے کاغذ (مثل) اُٹھایا جو اُن کے پاس تھا اُس کو اپنے سر پر مارا اور کہا دیکھو، واللہ میں تمہیں یہ نہیں سمجھتا کہ تم نے اس سے اللہ کے راضی کرنے کا ارادہ کیا ہو، تم نے اس بات سے صرف میرا تقرب حاصل کرنا چاہا ہے، خدا تمہارا بھلا کرے، میں نہیں سمجھتا کہ تم میں کوئی خیر ہے، کہا تم نہیں جانتے ہو کہ میری اور اُن (رعایا) کی کیا مثال ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی اور اُن کی کیا مثال ہے (بیان فرمائیے) فرمایا: اس کی مثال ایک جماعت کی سی ہے جس نے سفر کیا اور اپنے اخراجات اپنی ہی قوم کے کسی شخص کے سپرد کر دیے اور اس سے کہ دیا کہ ہم پر خرچ کرنا، کیا اس کیلئے یہ حلال ہے کہ وہ اس مال میں سے اپنی لیے کر لے۔

انہوں نے کہا کہ امیر المومنین نہیں۔ فرمایا کہ میری اور ان (رعایا) کی اسی مثال ہے، میں نے تمہارے عمال کو اس لیے تم پر عامل نہیں بنایا کہ وہ تمہارے منہ پر ماریں یہ تمہاری آبرو اور تمہارا مال لے لیں، میں نے انہیں اس لیے تم پر عامل نہیں بنایا کہ وہ تمہیں تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت سکھائیں، اگر کسی شخص پر اُس کا عامل کسی طرح کا ظلم بھی کرے تو اُسے اجازت ہے کہ وہ اُس ظلم کی میرے پاس شکایت کرے کہ میں اُس کا بدلا اُس سے لے لوں

رعایا سے حسن سلوک

عمر بن العاص نے کہا کہ اے امیر المومنین، کیا آپ نے غور فرمایا کہ اگر کوئی امیر اپنی رعیت کے کسی شخص کو تعلیم کے غور پر کارے تو آپ اُس سے بھی قصاص لیں گے؟ عمرؓ نے کہا کہ کوئی وجہ نہیں کہ میں اُس سے قصاص نہ لوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی ذات سے قصاص لیتے تھے۔ عمرؓ نے امرائے لشکر کو لکھا کہ مسلمانوں کو مار لڑ لیل نہ کرنا اور انہیں محروم کر کے نافرمان بنانا، انہیں محتاج بنا کے قتلے میں نہ ڈالنا اور نہ انہیں جہاز یوں میں اتار کر ضائع کرنا۔

امیر المومنین کا لقب

لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو انہیں خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا۔ ابو بکر رحمہ اللہ کی وفات کے بعد عمرؓ بن الخطاب خلیفہ بنائے گئے تو انہیں خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہا گیا مسلمانوں نے کہا کہ عمرؓ کے بعد جو شخص آئے گا اُسے خلیفہ رسول علیہ السلام کہا جائے گا تو یہ طویل ہو جائے گا۔

تم لوگ کسی ایسے نام پر اتفاق کر لو جس سے اپنے خلیفہ کو پکارو اور جس سے بعد کے خلیفہ بھی پکارے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے کہا کہ ہم مومن ہیں عمرؓ ہمارے امیر ہیں۔ لہذا عمرؓ امیر المومنین پکارے گئے وہ پہلے شخص ہیں جن کا نام یہ رکھا گیا۔

حضرت عمرؓ کی اولیات

وہ پہلے شخص ہیں کہ ربیعِ اول ۱۲ھ اللہ تبارخ مقرر کی، انہوں نے نبی ﷺ کی مکے سے مدینے کی طرف آغازِ سہ ہجری قرار دیا۔ وہ پہلے شخص ہیں کہ قرآن کو مصاحف میں جمع کیا، وہ پہلے شخص رمضان کی تراویح کا طریقہ ڈالا۔ لوگوں کو اس پر جمع کیا اور شہروں میں اس کے متعلق فرمان لکھے۔ یہ واقعہ رمضان ۳۱ھ کا ہے۔ انہوں نے مدینے میں دو قاری مقرر کیے، ایک جو مردوں کو نماز تراویح پڑھائے اور دوسرا جو عورتوں کو پڑھائے۔

وہ پہلے شخص ہیں جو شراب پینے پر اتنی تازیانے مارے اور لوگوں پر تہمت لگانے والوں اور ان کی نیکی پر شک کرنے والوں پر سختی کی۔ انہیں نے رویشہ ثقفی کا گھر جلا دیا جو ایک شراب کی دوکان تھی۔ انہوں نے ربیع بن امیہ بن خلف (منافق) کو خیبر کی طرف جلا وطن کیا، وہ ایک شراب والا تھا ملک روم میں جا کر مرتد ہو گیا۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ لوگوں کی حفاظت و نگرانی کے لئے مدینے میں اپنے حلقے میں رات کے وقت گشت کیا

ردزہ لیا اور اس سے لوگوں تادیب کی۔ اُن کے بعد کہا جاتا تھا کہ عمر کا ردزہ تم لوگ کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔

توحات حاصل کرنے والے پہلے شخص

وہ پہلے شخص ہیں کہ بہت سی فتوح حاصل کیں جو بہت سے شہروں اور زمینوں پر مشتمل تھیں کہ ان کا خراج در مال غنیمت تھا۔ انہوں نے پورے عراق، کواس کی بستیوں اور پہاڑوں، آذربائیجان، شہر بصرہ اور اس کی زمین، لاہواز، فارس اور اجنادین کے سوا پورا شام فتح کیا۔

اجنادین ابو بکرؓ کی خلافت میں فتح ہو گیا تھا۔ عمرؓ نے الجزیرہ کی بستیاں، موصل، مصر، اور اسکندریہ فتح کیا۔ وہ اُس وقت قتل کر دیے گئے کہ ان کا لشکر ”رے“ پت تھا اور اُس کا اکثر حصہ فتح کر چکے تھے۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ اسود اور ارض الجبل کی پیمائش کی، جو شہر انہوں نے فتح کئے اُن کی زمینوں پر خراج اور بل ذمہ پر (یعنی وہ غیر مسلم جو اُن کی رعایا تھے) جزیہ (اُن کی جان و مال کی حفاظت و ذمہ داری کا محصول، مقرر کیا، دولت مندوں پر سالانہ بارہ روپے یا اڑتالیس درم، متوسط پر سالانہ چھ روپے یا چوبیس درم، اور غریب پر سالانہ تین روپے یا بارہ درم مقرر کیے، اور فرمایا ایک درم (چار آنے) ماہوار ان میں سے کسی کو بھی گراں نہیں گزرے گا۔

عہد عمرؓ میں اسود اور الجبل کے خراج کی مقدار دو کروڑ دس لاکھ دانی تک پہنچ گئی۔ ایک دانی ایک درم اور ڈھائی دانگ کے مساوی تھا (ایک دانگ ۲ درم کے)۔

قبائل کے علیحدہ خطے

وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کوفہ اور بصرہ اور الجزیرہ اور شام اور مصر اور موصل کو شہر بنایا، وہاں عربوں کو آباد کیا، انہوں نے کوفہ اور بصرہ میں قبائل کے لیے علیحدہ علیحدہ خطے مقرر کیں۔

وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے شہروں میں قاضی (حاکم فوجداری و دیوانی) مقرر کیے دفتر مرتب کیا (یعنی رجسٹر بنایا) اس میں لوگوں کے نام بہ ترتیب قبائل درج کیے، اُن کے لیے مال غنیمت میں سے عطائیں مقرر کیں۔ لوگوں کو حصے تقسیم کیے۔ اہل بدر کا حصہ مقرر کیا انہیں غیر اہل بدر پر فضیلت دی۔ مسلمانوں کے حصے ان کی قدر اور اسلام میں تقدم کے لحاظ سے مقرر کیا۔

عامل کی تقرری کے وقت احتیاطی تدابیر

وہ پہلے شخص ہیں کہ مصر سے غلہ کشتیوں بھر کر سمندر کے راستے سے الجار اور وہاں سے مدینہ منورہ منگایا۔ عمرؓ جب اپنی کسی عامل کو شہر پر مقرر بھیجتے تھے تو اس کے مال کی فہرست لکھ لیتے تھے۔

انہوں نے ایک سو سے زائد لوگوں کا مال جب انہیں معزول کیا تو تقسیم کرا لیا (یعنی جو فہرست ابتدائی سے بڑھا وہ لے لیا اگرچہ وہ تنخواہ ہی سے بڑھا، کیونکہ عامل کے لیے نفقہ ہے اور جو اُس سے بڑھے وہ اسے واپس کرنا چاہیے) جن کا مال تقسیم کرا لیا اُن میں سے سعد بن ابی وقاص اور ابی ہریرہؓ بھی تھے۔

عامل اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی شخص کو بناتے تھے، جیسے عمرو بن العاص، معاویہ بن ابی سفیان اور

مغیرہ بن شعبہ، جو ان سے افضل تھے انہیں چھوڑ دیتے تھے، جیسے عثمانؓ و علیؓ و طلحہ و زبیرؓ اور عبدالرحمن بن عوف اور ان کے مساوی لوگ اس لیے کہ ان لوگوں میں عامل بننے کی صلاحیت تھی، اور عمرؓ کی نگرانی اور ہیبت اثر انداز تھی۔

ان سے کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اکابر اصحاب کو والی نہیں بناتے، فرمایا: مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں انہیں عمل میں آلودہ کروں۔

کشمش اور ضرورت کی چیزیں رکھتے تھے

عمرؓ نے (بروایت بعض) دار الرقیق (غلام خانہ) اور (بروایت بعض) دار الدقیق (توشہ خانہ) بنایا تھا۔ اس میں انہوں نے آٹا، ستو، کھجور، کشمش اور حاجت کی چیزیں رکھیں جن سے وہ مسافروں اور مہمانوں کی مدد کرتے تھے۔ عمرؓ نے مکے اور مدینے کے درمیان راستوں پر بھی وہ اشیاء مہیا کیں جو بے توشہ مسافر کو مفید ہوں اور اُسے منزل سے دوسری منزل تک پہنچا دیں۔

مسجد نبویؐ میں اضافہ

عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد مہندم کی اور اس میں اضافہ کیا، اضافے میں عباس بن عبدالمطلب کا مکان بھی لے لیا اور اسے وسیع کر کے بنادیا، یہ اس وقت کیا جب مدینے میں لوگ زیادہ ہو گئے۔ انہی نے یہود کو حجاز سے نکال دیا اور جزیرۃ العرب سے ملک شام میں جلاوطن کر دیا۔ نجران کے نصاریٰ کو نکال کر نواح کوفہ میں آباد کیا۔

حضرت عمرؓ کا الجابیہ میں قیام

عمرؓ صفر ۱۶ھ میں الجابیہ گئے، وہاں جس شب قیام کیا۔ نماز میں قصر کرتے رہے (اس لیے کہ نیت پندرہ دن سے کم ٹھرنے کی تھی مگر اتفاق سے روانگی میں تاخیر ہو گئی اس لیے نماز میں قصر کرنا پڑا۔ ورنہ اگر پہلے ہی جس دن یا پندرہ دن کے قیام کی نیت ہوتی تو قصر نہ کرتے) فتح بیت المقدس میں بھی موجود تھے، انہوں نے الجابیہ میں غنائم تقسیم کیں۔

عمواس کا طاعون

جمادی الاولیٰ ۱۷ھ میں ملک شام کے ارادے سے روانہ ہوئے، سرعشک پہنچے تھے کہ معلوم ہوا شام میں طاعون بہت زور سے پھیل گیا ہے وہاں سے واپس ہوئے، ابو عبیدہ بن الجراح نے اعتراض کیا۔ ”کیا آپ تقدیر الہی سے بھاگتے ہیں؟“ جواب دیا: ”ہاں“ تقدیر الہی کی طرف۔“ ان کی خلافت میں ۱۸ھ میں عمواس کا طاعون ہوا۔ اسی سال تباہی کی ابتداء ہوئی، جس میں لوگوں کو قحط و خشک سالی اور بھوک کی تکلیف انیس مہینے تک رہی۔

فرائض حج کی ادائیگی

عمرؓ نے اپنی خلافت کے پہلے سال ۱۳ھ میں لوگوں کو حج کراانے پر عبدالرحمن بن عوف کو مقرر فرمایا۔ اسی سال انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس کے بعد اپنی خلافت کے پورے زمانے میں عمرؓ بن الخطاب ہی لوگوں کو کراتے

رہے، انہوں نے پہ درپے دس سال تک لوگوں کو حج کرایا۔ ۳۲ھ میں جو آخری حج لوگوں کو کرایا اس میں ازواج نبی علیہ السلام بھی تھیں۔

عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں تین عمرے کیے ایک عمرہ رجب ۱۷ھ میں، ایک رجب ۱۸ھ میں اور ایک رجب ۲۲ھ میں، انہوں نے مقام ابراہیمؑ کو اپنے مقام پر ہٹا دیا جو اس زمانے میں بیت اللہ سے ملا ہوا تھا۔ حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا: عمر بن الخطاب نے مدینے اور بصرے اور کوفے اور بحرین اور مصر اور شام اور الجزائرے کو شہر بنا دیا۔

قوم کی اصلاح

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا: ایک شے آسان ہے جس سے میں قوم کی اصلاح کر سکتا ہوں۔ وہ یہ کہ اُنکے ایک امیر کی جگہ بدل دوں۔

عبداللہ بن ابراہیمؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جس نے (گردو غبار بجانے کے لیے) کنکریاں ڈالیں وہ عمر بن الخطاب تھے، لوگ جب جدے سے سر اٹھاتے تو اپنے ہاتھ جھاڑتے۔ عمرؓ نے کنکریوں کا حکم دیا تو وہ العقیق سے لائی گئیں اور مسجد نبی ﷺ میں بچائیں گئیں۔

حضرت خالد بن الولیدؓ اور ثنیٰ کی معزولی کا ارادہ

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ میں خالد بن الولیدؓ اور ثنیٰ بن شیبانؓ کو ضرر و ضرر معزول کر دوں گا تاکہ ان دونوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے بندوں کی مدد کرتا تھا اور محض ان دونوں کی مدد نہیں کرتا تھا۔

عبدالرحمن بن عجلان سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب ایک قوم پر گزرے جو باہم (بطور مشق) تیر اندازی کر رہے تھے انہیں سے ایک نے (کسی سے) کہا کہ تم نے بُرا کیا (یعنی غلط چلایا) عمرؓ نے فرمایا کہ بات کی برائی تیر اندازی کی برائی سے زیادہ بُری ہے۔

بحری سفر سے اجتناب

نافع سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا: اللہ مجھ سے مسلمانوں کے دریائی سفر (نہ کرانا) کو کبھی نہیں پوچھے گا۔ زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے عمرو بن العاص سے دریائی سفر کے بارے میں لکھ کر دریافت کیا تو عمرو بن العاص نے جواب دیا کہ لکڑی پر کیڑا ہے، اگر لکڑی ٹوٹ جائے تو کیڑا ہلاک ہو جائے، پھر عمرؓ نے لوگوں کو دریا بھیجنے کو پسند نہ کیا (بروایت سعید ابی حلال) عمرؓ دریائی سفر سے رُک گئے۔

حضرت عمرؓ اور نصر بن حجاج

عبداللہ بن بریدہ بن اسلمی سے مروی ہے کہ اس وقت جب کہ عمر بن الخطاب رات کے وقت گشت کر رہے تھے، اتفاق سے ایک عورت یہ شعر کہہ رہی تھی:

هل من مبيد الى خمر فاشربها ام هل مبيد الى نصر بن حجاج
(کیا شراب تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے کہ میں اُسے پی سکوں، یا نصر بن حجاج سے ملنے کی بھی کوئی راہ ہے)
صبح ہوئی تو انہوں نے نصر بن حجاج کو دریافت کیا، اتفاق سے وہ بنی سلیم میں سے تھا انہوں نے اس بلا بھیجا، وہ سب
سے زیادہ خوب صورت بال والا تھا، اور اُس کا چہرہ سب سے زیادہ گورا تھا۔
عمرؓ نے اُسے بال کتروانے کا حکم دیا، اُس نے کتر وادیے تو اُس کی پیشانی نکل آئی، اور خُسن اور بڑھ گیا۔
پھر عمرؓ نے اس سے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس زمین پر تم میرے ساتھ نہ
رہنے پاؤ گے جہاں میں ہوں، انہوں نے اس کے لیے اُن چیزوں کے مہیا کرنے کا حکم دیا جن سفر کے لیے مناسب
تھیں، اور اسے بھرے روانہ کر دیا۔

ابو ذب سب سے زیادہ گورے تھے

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ ایک رات عمرؓ ابن الخطاب گشت کر رہے تھے، اتفاقاً وہ چند عورتوں کے
پاس سے گزرے جو باتیں کر رہی تھیں، وہ کہہ رہی تھیں کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ گورا کون ہے، ایک عورت
نے کہا کہ ابو ذب، صبح ہوئی تو انہوں نے اس کو دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی بنی سلیم میں سے ہے، جب اسے عمرؓ
نے دیکھا تو وہ سب سے زیادہ خوبصورت نکلا۔

عمرؓ نے اس سے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ واللہ تو عورتوں کا بھیڑیا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں
میری جان ہے، تو اس زمین پر میرے ہاتھ رہنے نہ پائے گا جس میں ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر آپ لامحالہ مجھے روانہ
کرنے والے ہی ہیں تو وہیں بھیج دیجیے جہاں آپ نے میرے چچا نصر بن حجاج السلمی کو بھیجا۔ عمرؓ نے اس کے لیے
مناسب سامان کا حکم دیا اور اسے بھی بھرے روانہ کر دیا۔

جعدہ کوتا زیا نوں کی سزا

عمرؓ سے مروی ہے کہ نہ یہ عمرؓ کے پاس آیا تو اس کا ترکش بکھر گیا اور اُس میں سے ایک کاغذ نکلا۔ انہوں
نے اُسے لے کر پڑھا تو اُس میں یہ اشعار لکھے تھے

فدى لك من اخي ثقه ازاوى

الا ابلغ ابا حفص رسولا

(کوئی قاصد ہوتا کہ ابو حفص کو یہ خبر پہنچا دیتا، اے میرے قابل اعتماد بھائی تیرے لئے میرا سامان فدا ہے)

شغلنا عنكم زمن الحصار

فلا نضا هداك الله انا

(اللہ راہ راست دیکھائے۔ ہماری سوریوں نے محصرے کے وقت ہمیں تمہاری طرف متوجہ نہ ہونے دیا)

فقا سلع مختلف ابحار

فما قلص وجدف معقات

(مقام سلع کے پیچھے، جہاں یکے بعد دیگرے دریاؤں کی گزرگاہ ہے وہیں سواریاں بندھی تھیں جو نہ ملیں)

واسلوا وجهينته او غفار

فلا يص من بنى سعد بن بكر

(یہ سواریاں قبیلہ سعد بن بکر کی تھیں، قبیلہ اسلم کی تھیں، جہینہ کی تھیں، غفار کی تھیں)

مَعْبِدٌ ابْتِغَى مَقَطَ الْعَذَارِ

يَعْقِلُهُنَّ جَعْدَةً مِنْ سُلَيْمٍ

(قبیلہ سلیم آدمی "جعدہ" نے اس کو باندھ رکھا ہے، بار بار آتا ہے اور بے حیائی طالب ہوتا ہے)

انہوں نے فرمایا قبیلہ سلیم کے جعدہ کو میرے پاس بلاؤ۔ لوگ اُسے لائے، رشتی میں باندھ کر اس کو سوتا زیا نے اُس کو مارے گئے۔ اُن عورتوں کے پاس جانے سے اُسے روک دیا جن کے شوہر موجود نہ ہوں۔ سعید بن المسیب کہتے تھے کہ عمر بن الخطاب وسط شب میں نماز پسند کرتے تھے۔

نماز میں بھٹو لئے کی عادت

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب کو نماز میں نسیان پیش آ جاتا تھا، کسی کو اپنے پیچھے کھڑا کر لیتے تھے، کہ وہ انہیں بتا دے، جب وہ شخص انہیں اشارہ کرتا تھا کہ سجدہ کریں یا کھڑے ہو جائیں تو کرتے تھے۔ سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب اونٹ کے زخم میں ہاتھ ڈال کر دیکھ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں اس ڈرتا ہوں کہ مجھ سے تیری کو پوچھنا نہ جائے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے اُس سال جس سال انہیں خنجر مارا گیا فرمایا: اے لوگو! میں تم سے کلام کرتا ہوں، جو شخص یاد رکھے وہ اُسے اُس مقام پر بیان کرے جہاں اُس کی سواری اُس پہچائے اور جو یاد نہ رکھے تو میں خدا کے لئے اُس پر تنگی کرتا ہوں کہ مجھ پر اُس چیز کا بہتان نہ لگائے جو میں نے نہیں کہا۔

احادیث لکھنے کے لئے استخارہ

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے احادیث لکھنے کا ارادہ فرمایا، ایک صبیحہ تک اللہ سے استخارہ کیا۔ پھر اس حالت میں صبح کی کہ انہیں یقینی بات سے آگاہ کر دیا گیا تھا، انہوں نے کہا کہ مجھے ایک جماعت یاد آئی، جس نے (احادیث کی) کتاب لکھی تھی، وہ اُسی پر متوجہ ہو گئے، اور کتاب اللہ کو ترک کر دیا۔

راشد بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب کے پاس مال لایا گیا تو وہ اسے لوگوں میں تقسیم کرنے لگے، ان کے پاس لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔

سعید بن ابی وقاص دھکیلتے ہوئے آگے آئے اور اُن کے پاس پہنچ گئے۔ عمر نے انہیں دڑے سے مارا اور کہا کہ تم اس طرح آگے کہ زمین کے سلطان الہی سے نہیں ڈرتے تو میں چاہتا ہوں کہ تمہیں بتا دوں کہ سلطان الہی بھی تم سے نہیں ڈرتا۔

حضرت عمرؓ کا حجام

عکرمہ سے مروی ہے کہ ایک حجام جو عمر بن الخطاب کے بال کاٹتا تھا بیت ناک آدمی تھا عمر نے کھنکھار دیا تو حجام کا پاخانہ خطا ہو گیا عمر نے اُس کو چالیس درہم دلائے، وہ حجام سعید ابن الہیلم تھا۔

عمر بن الخطاب سے خلافت کے بارے میں مروی ہے کہ میرے بعد جو اس امر کا والی ہوگا اُسے جاننا چاہیے کہ قریب و بعید اس امر کی خواہش کرے گا، بخدا (اگر میرے زمانے میں کوئی خلافت کی خواہش کرے) تو اپنی طرف سے ضرور اُس سے ضرور جنگ کروں۔

حضرت عمرؓ سے نرم روی کی درخواست

محمد بن زید سے مروی ہے کہ علیؓ اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور عبداللہ الرحمنؓ بن عوفؓ اور سعدؓ سب مل کے جمع ہوئے، اُن میں سب سے زیادہ بے باک (بے تکلف) عبدالرحمنؓ بن عوفؓ تھے، سب نے عبدالرحمنؓ بن عوفؓ سے کہا کہ آپ امیر المومنینؓ سے لوگوں کے لئے گفتگو کرتے (تو بہتر ہوتا) کیونکہ انسان طالب حاجت بن کر آتا ہے اسے آپ کی ہیبت اپنی حاجت بیان کرنے سے روکتی ہے اور وہ بغیر اپنی حاجت بیان کئے واپس چلا جاتا ہے۔ عبدالرحمنؓ اُن کے پاس گئے اور کہا اے امیر المومنینؓ، لوگوں پر نرمی کیجئے کیونکہ آنے والا آتا ہے، اُسے آپ کی ہیبت اپنی حاجت بیان کرنے سے روک دیتی ہے اور وہ واپس چلا جاتا ہے، آپ سے گفتگو نہیں کرتا۔ فرمایا: اے عبدالرحمنؓ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں سچ بتاؤ، کیا علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ و سعدؓ نے تمہیں اس بات کا مشورہ دیا؟ اُنہوں نے کہا جی ہاں، فرمایا اے عبدالرحمنؓ، واللہ میں لوگوں کے لئے نرم ہو گئے مگر نرمی میں بھی اللہ سے ڈرا، پھر میں نے ان پر سختی کی یہاں تک کہ سختی میں بھی اللہ سے ڈرا پھر رہا ہی کی کون سی صورت ہے۔ عبدالرحمنؓ اپنی چادر کو ہاتھ سے کھینچتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ آپ کے بعد لوگوں کے لئے افسوس ہے، آپ کے بعد لوگوں کے لئے افسوس ہے،

حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عباسؓ کو مال تقسیم کرنے کا حکم

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطابؓ جب نماز پڑھ چکے تو لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے۔ کوئی اپنی حاجت پیش کرتا تو اُس پر غور کرتے، اُنہوں نے کچھ نمازیں پڑھیں جن کے بعد نہیں بیٹھے، میں دروازے پر آیا اور پکارا اے یرقا، یرقا آیا تو میں نے پوچھا، کہا امیر المومنینؓ کو کوئی بیماری ہے اُس نے کہا نہیں، ہم اسی گفتگو میں تھے کہ عثمانؓ آ گئے، یرقا اندر چلا گیا، پھر وہ ہمارے پاس آیا اور کہا کہ اے ابن عفانؓ کھڑے ہو اور اے ابن عباسؓ کھڑے ہو۔ ہم دونوں عمرؓ کے پاس گئے اُن کے آگے مال کا ذخیرہ لگا ہوا تھا ہر ذخیرہ پر گوشت کا ایک دست تھا فرمایا کہ میں نے گور کیا تو مدینے میں تم دونوں سے زیادہ خاندان ولا کسی کو نہیں دیکھا، تم دونوں اس مال کو لوگوں میں تقسیم کر دو، اگر کچھ بڑھے تو اُسے واپس کر دینا۔

عثمانؓ نے تو ہاتھ جھاڑ دیے (یعنی انکار کر دیا) میں اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا اور کہا اگر (تقسیم کرنے میں یہ مال بجائے بڑھنے کہ) کم ہو تو آپ ہمیں واپس کر دیں گے۔ فرمایا پہاڑ کا پتھر (واپس کر دیں گے) کیا یہ مال اُس وقت اللہ کے پاس نہ تھا جب محمد ﷺ اور اُن کے اصحاب محدود مقدار میں کھاتے تھے۔ میں نے کہا کیوں نہیں، تھا، اور اگر آنحضرت ﷺ کو فتح ہوتی تو ضرور آپ کے عمل کے خلاف کرتے۔ پوچھا، آنحضرت ﷺ کیا کرتے، میں نے کہا، اُس وقت آپ خود بھی کھاتے اور ہمیں بھی کھلاتے۔

ذمہ داری کا احساس

میں نے دیکھا کہ وہ رونے لگے یہاں تک کہ بچکیوں سے اُنکی پسلیاں ہلنے لگیں، اور فرمایا، میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سب کو کافی ہو کہ میں بری ہو جاؤں، کہ نہ میرے ذمے کچھ رہے اور نہ میرے لیے کچھ بچے۔

مسلمانوں کی دعوت

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مال میں سے ایل اونٹ ملا، (بروایت بحیثیت میں سے اونٹ ملا) عمرؓ نے اُسے ذبح کیا، ازواجِ نبویہؓ کو بھیجا، جو بچا اُسے تیار کر لیا بعض مسلمانوں کی دعوت کی۔ جن میں سے اس روز عباس بن عبدالمطلب بھی تھے۔ عباس نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ روزانہ ہمارے لیے ایسا ہی کریں تو ہم لوگ آپ کے پاس کھائیں اور باتیں کریں۔

عمرؓ نے کہا کہ میں ایسا دوبارہ نہ کروں گا۔ میرے دونوں صاحب یعنی نبی ﷺ اور ابوبکرؓ ایک عمل کر کے اور ایک راستہ چل کے گزر گئے۔ اگر میں اُن عمل کے خلاف کروں گا تو راہِ راستہ سے بھٹک جاؤں گا۔ زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب منبر پر بیٹھے۔ لوگ اٹھ اٹھ کے اُن کے پاس آئے، اہلِ عالیہ (بیرونِ مدینہ کے دیہات کے لوگوں) نے سنا تو وہ بھی آئے۔

دو چند عذاب کا فرمان

عمرؓ نے انہیں تعلیم دی، اور کوئی صورت ایسی نہ رہی جو بتا نہ دی ہو، عمرؓ اپنے گھر والوں کے پاس آئے اور فرمایا، میں نے جن باتوں سے منع کیا ہے تم لوگوں نے بھی سُن لیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی میری منع کی ہوئی باتیں کرے گا اُسے دو چند عذاب کروں گا، یا جیسا کہا ہو۔

سالم بن عبد اللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ جب لوگوں کو کسی چیز سے روکنا چاہتے تو پہلے غریبوں کے پاس جاتے اور کہتے کہ میں کسی کو (تم میں سے) ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ اس چیز میں مبتلا ہو جس سے میں نے منع کیا ہے، سوائے اس کے کہ میں اُسے دو چند سزا دوں گا۔

فریقین کے مابین حضرت عمرؓ کی حالت

عروہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کے پاس دو فریق آتے تو وہ اپنے زانو کے بل جھک جاتے اور کہتے اے اللہ ان دونوں پر میری مدد کر، کیونکہ ان میں سے ہر شخص مجھے دین سے ہٹانا چاہتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ مجھے جاہلیت کوئی بات باقی نہیں رہی سوائے اس کے کہ میں پروا نہیں کرتا کہ میں نے کن لوگوں سے نکاح کر لیا اور کن لوگوں سے نکاح کر دیا۔

حکم بن ابی العاصؓ السہمی سے مروی ہے کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کیا۔ عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے اور اہلِ نجران کے درمیان کوئی قرابت ہے؟ اُس نے کہا نہیں؟ واللہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اس کی گفتگو سے مسلمانوں کا ہر شخص جانتا ہے کہ اُس کے اور اہلِ نجران کے درمیان قرابت ہے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین اُس کے اور اہلِ نجران کے درمیان فلاں کے قبل قرابت تھی۔ عمرؓ نے اُس سے کہا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں خود نشانوں پر چل لوں گا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی

زیاد بن حدیر سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو سب سے زیادہ روزہ اور سب سے زیادہ مسواک کرنے والا دیکھا، قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اگر مجھے خلافت کے ساتھ طاقت ہوتی تو میں ضرور اذان کہا کرتا۔

سکینہ بن ابی جعدہ سے مروی ہے، عمرؓ بن الخطاب نے کہا: اگر مجھے اللہ کی راہ پر چلنا ہوتا یا اپنی پیشانی اللہ کے لیے زمین پر رکھنا ہوتی، یا اُس جماعت کی ہم نشینی نہ ہوتے جو عمدہ کلام منتخب کر لیتے ہیں، جس طرح عمدہ پھل پھن لیا جاتا ہے تو میں اللہ سے مل جانا پسند کرتا (یعنی موت کو ترجیح دیتا)

چند نو جوانوں کی روانگی

عمر بن سلیمان بن ابی حمزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ شفاعت عبد اللہ نے چند نو جوانوں کو روانگی کا قصد کرتے اور آہستہ باتیں کرتے دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے؟ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم حجاج ہیں۔ انہوں نے کہا واللہ مرثا باتیں کرتے تو اتنے زور سے کہ دوسرے بخوبی سُن لیتے، جب چلتے تو جلد جلد، اور مارتے تو بدن دیکھا دیتے تھے، اور وہی سچے حاجی تھے۔

مسور بن مخزومہ سے مروی ہے کہ ہم وہی لوگ عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ لگے رہتے تھے کہ ان سے تقویٰ سیکھیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اگر دو فریق میرے پاس فیصلے کے کیے آتے ہیں تو میں پروا نہیں کرتا کہ ان میں سے حق کس کے لیے ہے۔

انسؓ بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اللہ کے معاملے میں میری اُمت میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں۔

چونہ سے اجتناب

علاء بن ابی عائشہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے حجام کو بلایا اُس نے اُسترے سے اُن کے بدن کو بال مونڈے، لوگوں نے اُس کی طرف نظر اٹھائی تو فرمایا: اے لوگو! یہ سنت نہیں ہے، لیکن چونہ نرم و نازک چیزوں میں سے ہے اس لیے میں نے اُسے ناپسند کیا۔

قنادہ سے مروی ہے کہ خلفاء یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ ازالہ مو کے لئے چونہ استعمال نہیں کرتے تھے۔
عمر بن عبد العزیزؓ سے مروی ہے کہ قبل خلافت میں نے نبی ﷺ کو اس طرح خواب میں دیکھا کہ ابو بکرؓ آپ کی داہنی جانب تھے اور عمرؓ بائیں جانب، آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمرؓ اگر تم لوگوں کی حکومت کے وکیل ہونا تو ان دونوں کی سیرت اختیار کرنا۔

عورتوں کے مشابہ نہ تھے

سالم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب و عبد اللہ بن عمرؓ میں معلوم نہ ہوتا تھا کہ نیکی ہے تا وقت یہ کہ وہ دونوں کہیں نہ یا کریں نہ۔ راوی نے کہا کہ اے ابو بکرؓ اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ دونوں (بناؤ سنگھار میں) عورتوں کے مشابہ نہ تھے، اور نہ وہ سُست و کاہل تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ عمرؓ اور اُن کے فرزند میں نیکی نہیں معلوم ہوتی تھی تا وقت یہ کہ وہ لوگ بات نہ کرتے یا کوئی کام نہ کرتے۔

پہاڑ سے چرواہے کی آواز

معن نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کے کسی راستے پر چل رہے تھے اور قطن بن ذہب کے چچا سے مروی ہے کہ وہ کسی سفر میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ تھے الرواح کے قریب (بروایت معن و عبد اللہ بن مسلمہ) انہوں نے پہاڑ سے چرواہے کی کہ آواز سنی، اُس طرف پلٹ گئے قریب پہنچ کر زور سے پکارا کہ ادبکریاں چرانے والے۔ اُس چرواہے نے انہیں جواب دیا تو فرمایا کہ اے اُن کے چرانے والے، میں ایسے مقام سے گزرا ہوں جو تیرے مقام سے زیادہ سرسبز ہے ہر چرواہے (راعی) سے اُس کی رعیت کے بارے میں (قیامت کے روز) باز پرس کی جائی گی، پھر وائٹوں کے آنے کے راستے پر پلٹ گئے۔ ابن الحوئلکیہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے کچھ دریافت کیا گیا تو فرمایا: اگر میں حدیث میں گھٹانے بڑھانے کو نہ پسند نہ کرتا تو تم سے بیان کر دیتا۔

خوف الہی

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز میں عمرؓ بن الخطاب ہمراہ نکلا یہاں تک کہ وہ ایک احاطے میں داخل ہو گئے، میرے اور ان کے درمیان دیوارِ حائل تھی اور وہ احاطے کے اندر تھے۔ میں نے انہیں کہتے سنا کہ عمرؓ بن الخطاب امیر المؤمنین ہیں، خوشی کی بات ہے واللہ اے فرزند خطاب تجھے ضرور اللہ سے ڈرنا ہوگا، ورنہ اللہ تجھے پر عذاب کرے گا۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ لوگ اس وقت برابر درست رہیں گے جب تک اُن کے پیشوا درست رہیں گے۔

امام کے فرائض

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: رعایا امام کے حقوق ادا کرتی رہتی ہے، جب تک امام اللہ کے حقوق ادا کرتا رہتا ہے امام عیش کرنے لگتا ہے تو وہ بھی عیش کرنے لگتے ہیں

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد اسلم نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا اے اسلم مجھے عمرؓ کا حال بتاؤ۔ اسلم نے کہا کہ میں نے انہیں عمرؓ کے بعض حلات بتائے تو عبد اللہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو اتنا زیادہ کوشش کرنے والا اور اتنا زیادہ سختی ہو کہ عمرؓ سے بڑھ جائے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے ابو عثمان الہندی کو کہتے سنا کہ قسم ہے اُس ذات کی جو اگر میرے نیزے کو گویا کرنا چاہے تو وہ گویا ہو جائے کہ اگر عمر بن الخطاب میزان (ترازو) ہوتے تو اُن میں بال بھر کا فرق بھی نہیں ہوتا۔

احتساب نفس

ابو عمیر حارث بن عمیر نے ایک شخص سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب منبر پر چڑھے اور لوگوں کو جمع کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ اے لوگوں! میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میرے لئے پھل نہ تھے کہ لوگ کھاتے سوائے اس کے بنی مخزوم میں میری چند خالہ تھیں جنہیں میں بیٹھا پانی پلایا کرتا تھا۔ تو وہ میرے لئے چند مٹھیاں کشمش کی جمع کر لیتی تھیں، پھر وہ منبر سے اتر آئے۔ پوچھا گیا یا امیر المومنین اس سے آپ کا کیا مقصد ہے؟ فرمایا: میں نے اپنے دل میں کچھ محسوس کیا تو چاہا کہ اُس سے کچھ کم کروں۔ سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ وہ پسند ہے جو میرے عیب میرے سامنے بیان کر دے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہر حران نے عمر بن الخطاب کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں کروٹ کے بل لیٹے دیکھا تو کہا کہ واللہ یہ مبارک بادشاہ ہیں۔ زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا کہ گھوڑے کا ایک کان پکڑتے اور دوسرے ہاتھ سے دوسرا اُس کا (دوسرا) کان پکڑتے اور اچک کر اُس کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔

عمر بن العاص کے خلاف شکایت

عطا سے موسیٰ ہے کہ عمر بن الخطاب اپنے عالموں کو حج کے وقت اپنے پاس پہنچنے کا حکم دیا کرتے، لوگ جمع ہوتے تو فرماتے، اے لوگو! میں نے اپنے عالموں کو تم پر مقرر کر کے اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے جان و مال کو تکلیف پہنچائیں۔ میں نے صرف اس لیے انہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں اور تمہاری غنیمت کو تم پر تقسیم کریں، جس کے ساتھ اس کے سوا کچھ کیا گیا ہو وہ کھڑا ہو جائے اور شکایت پیش کرے۔

اپنی ذات سے قصاص لینا

ایک شخص کے سوا کوئی کھڑا نہیں ہو وہ کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر المومنین مجھے آپ کے فلاں عامل نے سوتا زبانیے کارے ہیں آپ نے عامل سے فرمایا کہ تم نے کس بارے میں اُسے مارا؟ (اے فریادی شخص) اُٹھ اور اس سے بدل لے۔ عمرو بن العاص کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا امیر المومنین اگر آپ یہ کریں گے تو آپ پر شکایت کا سلسلہ بہت ہو جائے گا اور یہ فعل سنت ہو جائے گا جیسے آپ کے بعد کے لوگ اختیار کریں گے۔ فرمایا کیا میں قصاص نہ لوں، حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات سے قصاص لیتے دیکھا ہے۔

عمرو بن العاص نے کہا کہ اچھا ہمیں مہلت دیجیے کہ ہم اُسے راضی کر لیں۔ فرمایا اچھا تمہیں مہلت ہے اُسے راضی کر لو۔ اُس عامل کی طرف سے فدیہ دیا گیا ہر تازیانے کے عوض دو دینار۔

حضرت عمرؓ اور صحابہؓ کی مسجد میں ایک نشست

ابی سعید مولائے ابی اسیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب عشاء کے بعد مسجد میں گشت کیا کرتے تھے جس کسی کو دیکھتے نکال دیتے سوائے اُس شخص کے جو کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہو۔ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے جن میں ابی ابن کعب بھی تھے۔ پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ ابی نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین آپ کے عزیزوں کی ایک جماعت ہے۔ پوچھا کہ نماز کے بعد تمہیں کس چیز نے چھوڑا، انہوں نے کہا کہ ہم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

وہ بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گئے، جو شخص اُن کے زیادہ قریب تھا اُس سے کہا شروع کرو انہوں نے دعا کی چنانچہ انہوں نے اُن میں سے ہر ایک آدمی کو جو دعا کر رہے تھے پڑھوایا یہاں تک کہ میری باری آئی، میں اُن پہلو ہی میں تھا۔ فرمایا پڑھو میری آواز بند ہو گئی اور خوف سے کرنے لگا۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب کا قتل

انہوں نے بھی محسوس کیا اور فرمایا: اگر تم کہتے کہ اے اللہ میری مغفرت کر، اے ہم پر رحمت کر (تو بہتر ہوتا) راوی نے کہا کہ پھر عمرؓ بن الخطاب نے شروع کیا، اُس جماعت میں اُن سے زیادہ آنسو بہانے والا، اُن سے زیادہ رونے والا کوئی نہ تھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب واپس جاؤ، سب لوگ منتشر ہو گئے۔ زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب پالقی مار کے بیٹھے، چت لیٹتے اور اپنا ایک پاؤں اٹھا کر دوسرے پر رکھ لیتے۔ زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کی مسجد میں طویل نشست ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنا پہلو نکالے (یعنی لیٹا رہے) کیونکہ وہ اس کا مستحق ہے کہ نشست اُسے بیزار نہ کرے۔ محمد بن سیریں سے مروی ہے کہ قرآن جمع کرنے سے پہلے حضرت عمرؓ بن الخطاب شہید کر دیے گئے۔

مردم شماری

جبیر بن الحویرث بن نفیع سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیوان مرتب کرنے میں مسلمانوں سے مشورہ لیا۔ علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ جو مال آپ کے پاس جمع ہو اُسے ہر سال تقسیم کر دیا کیجیے اور اس میں سے کچھ نہ رکھیے۔

عثمان بن عفان نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ کثیر مال لوگوں کو گنجائش دے دے گا (کہ ایک آدمی دو مرتبہ لے لے اور ایک کو ایک مرتبہ بھی نہ ملے) اگر ان کا شمار نہ کیا گیا، تاوقت یہ کہ آپ لینے والے اور نہ لینے والے کو نہ پہنچائیں (اور اس کی یہی صورت ہے کہ دیوان میں سب کے نام درج کیے جائیں) مجھے خوف ہے کہ حکومت میں انتشار پیدا ہو جائے گا، ولید بن ہشام ابن مغیرہ نے کہا کہ اے امیر المومنین میں شام سے آیا ہوں، میں نے وہاں کے بادشاہوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے دفتر مرتب کیے اور لشکر بنائے آپ بھی دفتر مرتب کیجیے اور لشکر بنائیں۔ عمرؓ نے اُن کا قول اختیار کیا۔

وعقیل بن ابی طالب اور عمرہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم کو بلایا، جو قریش کے نسب جاننے والوں میں

تھے ان سے فرمایا کہ لوگوں کے نام ان کے مرتبے کے مطابق لکھو۔ انہوں نے لکھا تو بنی ہاشم سے شروع کیا۔ ان کے بعد ابو بکرؓ اور ان کی قوم کو لکھا، پھر عمرؓ اور ان کی قوم کو با ترتیب خلافت لکھا۔ عمرؓ نے دیکھا تو فرمایا کہ واللہ مجھے اسی طرح پسند ہے، مگر پہلے نبی ﷺ کی قرابت سے شروع کرو، جو سب سے قریب ہو (اس تحریر میں بھی) سب سے قریب ہو، عمرؓ کو بھی اس مقام پر رکھو جہاں ان کو اللہ نے رکھا ہے۔

مردم شماری میں درجہ بندی

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطابؓ کو اس وقت دیکھا جب ان کے سامنے ناموں کی فہرست پیش کی گئی۔ اُس میں اس طرح درج تھا کہ بنو ہاشم کے بعد بنو تیم اور بنو تیم کے بعد عدی، میں نے انہیں فرماتے سنا کہ عمرؓ کو اس کے مقام پر رکھو (یعنی اسے بڑھاؤ نہیں) شروع اُن سے کرو جو رسول اللہ ﷺ سے قریب تر ہوں۔

رسول اللہ ﷺ و ابو بکرؓ کے طریقے

بنو عدی عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے، بہتر ہوتا کہ اُس مقام پر رکھتے جہاں اس جماعت نے رکھا تھا۔ فرمایا: خوب، خوب، اے بنی عدی تم نے میرے نام سے بلندی چاہی کہ میں حسنا سے تمہارے باعث محروم ہو جاؤں، نہیں، اور تاہم برگ نہیں، چاہے دفتر پر بندی کیوں نہ ہو جاوے، یعنی اگرچہ تم لوگ سب سے آخر میں لکھے جاؤ۔

میرے دونوں صاحب (یعنی رسول اللہ ﷺ و ابو بکرؓ) ایک طریقے پر چلے، اگر میں اُن کی مخالفت کروں گا تو میرے ساتھ بھی مخالفت کی جائے گی۔ واللہ ہم نے دنیا میں جو فضیلت پائی اور آخرت میں اپنے اعمال کی بدولت ہم جو کچھ اللہ کے ثواب کی امید رکھتے ہیں وہ صرف محمد ﷺ کے سبب سے ہے۔ آپ ہمارے شرف ہیں، آپ کی قوم سارے عرب سے اشرف ہے، جو آپ سے زیادہ قریب ہے وہی شرف میں بھی زیادہ نزدیک ہے۔ عرب کو رسول اللہ ﷺ کی بدولت شرافت حاصل ہوئی۔

اگرچہ ہم میں بھی سے بعض کا نسب آپ کے اجداد سے مل جاتا ہے۔ ہمارے اور آپ کے نسب ملنے میں کوئی حائل نہیں ہے۔ ہم آدم تک آپ سے (نسب میں) جدا نہیں ہوتے، سوائے چند باپ دادا کے، تاہم، واللہ اگر مجھے بارگاہ ایزدی میں اعمال نیک لائیں اور بغیر عمل کے آئیں، لہذا کوئی شخص قرابت کو نہ دیکھے اور جو نعمت اللہ کے پاس ہے اُس کے لیے عمل کرے، کیونکہ جس کے عمل نے اُس کے ساتھ کمی کی اسے اُس کا نسب پورا نہیں کر سکے گا۔

دیوان کی ترتیب میں بنو ہاشم سے آغاز

زہری (اور طرق متعدد) سے مروی ہے کہ جب محرم ۲۰ھ میں عمرؓ بن الخطاب نے دیوان مرتب کرنے پر اتفاق کر لیا تو بلحاظ مرتبہ بنی ہاشم سے شروع کیا، رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قریب تھے، اگر کوئی قوم رسول اللہ ﷺ کی قرابت میں مساوی ہوتی تو وہ سابقین کو (جنہوں نے نیکیوں میں سبقت کی ہے اُن کو، حقوق کرتے، اس طرح انصار تک پہنچے تو فرمایا کہ سعد بن معاذؓ شہلی کی قوم سے شروع کرو، پھر جو سعد بن معاذؓ سے قریب تر ہو۔

اہل دیوان کے حصص

عمرؓ نے اہل دیوان کا حصہ مقرر کیا۔ انھوں نے اہل سوابق شواہد کو (جو لوگ نیکوں میں اور اسلام لانے میں مقدم تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب جہاد ہوئے تھے) حصہ دینے میں ترجیح و فضیلت دی، حالانکہ ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں مساوت اختیار کی تھی، جب اعتراض کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ میں اُن لوگوں کو جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ کیا اُن کے برابر نہیں کر سکتا جو آپ کے ہمرکاب دشمنوں سے لڑے۔

بدری صحابہؓ

عمرؓ نے، جو مہاجرین و انصار بدر میں موجود تھے، اُن سے شروع کیا، اور اُن میں سے ہر شخص کے لیے پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر کیا۔ جس میں اُن کے حلیف اور اُن مہاجرین جثہ میں سے تھے اور اُحد میں حاضر ہوئے تھے۔ اُن میں سے ہر ایک کے لیے چار ہزار درہم سالانہ مقرر کیے۔ حسن و حسین کے کہ رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے اُن کو علی کے ساتھ رکھا اور اُن میں سے ہر ایک کے پانچ ہزار درہم مقرر کیے۔ عباسؓ بن عبدالمطلب کے بھی بوجہ قرابت رسول اللہ ﷺ پانچ ہزار درہم مقرر کیے۔

زواج مطہرات کو بدری صحابہ پر ترجیح

ابن سعد نے کہا کہ بعضوں نے روایت کی کہ عباسؓ کے لیے سات ہزار درہم مقرر کیے باقی سب راویوں نے کہا کہ انہوں نے سوائے ازواجِ نبی ﷺ کے اور کسی کو اہل بدر پر ترجیح نہیں دی۔ اُن میں سے ہر بیوی کے لیے بارہ ہزار درہم مقرر کیے جن میں جویریہ بنت حارث اور صفیہ بنت حبیب بھی تھیں۔ یہ متفق علیہ ہے۔ اور جنہوں نے قبل فتح مکہ ہجرت کی اُن میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درہم مقرر کیے۔ فتح مکہ میں اسلام لانے والوں میں سے ہر شخص کے لیے دو ہزار مقرر کیے۔ اولادِ مہاجرین و انصار کے نو ولود بچوں کے لیے مسلمین فتح مکہ کے برابر حصہ مقرر کیا۔

عمر بن ابی سلمہ کے لیے چار ہزار درہم مقرر کیے تو محمد بن عبد اللہ بن جحش نے کہا کہ آپ عمر کو ہم پر کیوں ترجیح دیتے ہیں۔ جب کہ ہمارے آباؤ نے بھی ہجرت کی اور شہید ہوئے۔ عمرؓ نے فرمایا میں انھیں نبی ﷺ سے تعلق کی بہ ترجیح دیتا ہوں، جو شخص روئے دہاں سلمہ کے مثل مال لائے تو میں اُسے مناؤں گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی شکایت

اُسامہ بن زید کے لیے بھی چار ہزار درہم مقرر کیے تو عبد اللہ بن عمرؓ نے عرض کی کہ آپ نے میرے لیے تو نہ ہزار مقرر کیے اور اُسامہ بن زید کے لیے چار ہزار، حالانکہ میں اُن مقامات میں حاضر ہوا جہاں اُسامہ بھی ضرر نہیں ہوئے، فرمایا: میں نے انھیں اس لیے زیادہ دیا ہے کہ وہ تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے اور اُن کے مدد بھی تمہارے والد سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے۔

اسکے بعد انھوں نے لوگوں کے قرأت قرآن اور جہاد کے اعتبار سے حصے مقرر کیے۔ پھر بقیہ لوگوں کے

لیے ایک باب کیا۔

جو مسلمان اُن کے پاس مدینے میں آئے انھیں بھی انہیں میں شامل کیا۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے پچیس ہزار دینار مقرر کیے۔ انہی کے ساتھ آزاد کردہ غلاموں کا بھی حصہ مقرر کیا۔

اہل یمن، شام و عراق کے لیے عطا

اہل یمن کے لیے بھی عطا مقرر فرمائی، شام اور عراق میں ہر شخص کو دو ہزار سے ایک ہزار، نو سو، پانچ سو اور تین تک عطا کیا۔ انھوں نے کسی کا تین سو سے کم نہیں کیا، اور فرمایا کہ اگر مال زیادہ ہوگا۔ تو میں ہر شخص کے لیے چار ہزار درہم ضرور مقرر کر دوں گا۔ ایک ہزار اُس کے سفر کے لیے، ایک ہزار درہم اُس کے ہتھیاروں کے لیے، ایک ہزار اُس کے گھروالوں کے لیے اور ایک ہزار اس کے گھوڑے یا خیر کے لیے۔

نسائے مہاجرات کا حصہ

انھوں نے نسائے مہاجرات (ہجرت کرنے والی عورتوں) کا بھی حصہ مقرر کیا۔ صفیہ بنت عبدالمطلب کے لیے چھ ہزار درہم اسماء بنت عمیس کے لیے ایک ہزار درہم، ام کلثوم بنت عقبہ کے لیے ایک ہزار درہم اور عبداللہ بن مسعودؓ کی والدہ کے لیے ایک ہزار درہم مقرر کیے اور یہ بھی روایت ہے کہ نسائے مہاجرات میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درہم مقرر کیے۔ عمرؓ کے حکم سے اہل عوالی (بیرون مدینے کے باشندوں) کی فہرست مرتب کی گئی۔ انھوں نے اُن کی خوراک جاری کر دی۔ عثمان ہوئے تو خوراک کے علاوہ پوشاک بھی عطا فرمائی۔

نوزائیدہ بچوں کے لیے عطیہ

عمرؓ پیدا ہونے والے سو درہم مقرر کرتے۔ جب وہ بڑا ہوتا تو اُسے دو سو تک پہنچاتے، اور جب بالغ ہوتا تو اور زیادہ کر دیتے تھے۔ اگر ان کے پاس لاوارث بچہ لایا جاتا تو اُس کے لیے بھی سو درہم اور مناسب تنخواہ مقرر فرماتے، جسے اس کا سرپرست و محافظ ہر مہینے لے لیتا۔ پھر اُسے ایک سال سے دوسرے منتقل کرتے اور انہیں نیکی کی وصیت کرتے، اُن کی رضاع (شیر خواری و نفقہ بیت المال سے مقرر فرماتے)۔

حزام بن ہشام الکعبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو وہ خزانہ کا دفتر (رجسٹر) لیے ہوئے قید آتے تھے۔ قید میں ہر عورت اُن کے پاس اس طرح آتی تھی کہ کوئی عورت خواہ وہ باکرہ ہو یا شہبہ اُن سے چھپتی نہ تھی کہ وہ خود اُن کے ہاتھ میں نہ دیتے ہوں، پھر وہ جاتے تھے اور غسغان میں ٹھہرتے تھے۔ وہاں بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کی وفات ہو گئی۔

محمد بن زید سے مروی ہے کہ عمرؓ کے زمانے میں حمیر کا دفتر علیحدہ تھا۔

حضرات عمرؓ کے خُسن کی تعریف

جہم بن ابی سے مروی ہے کہ خالد بن عرفطہ غزوہ خیبر کے پاس آئے، آپ نے لوگوں کا حال دریافت فرمایا، یا امیر المومنین میں نے اپنے پیچھے والوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ اللہ سے دعا کر رہے تھے کہ وہ اُن لوگوں کو

کی عمروں میں سے کچھ آپ کی عمر میں بڑھادے۔

جس کسی نے قادیسیہ کو روندنا (یعنی وہاں جہاد کیا) اسکی عطا (تنخواہ) دو ہزار یا پندرہ سو ہے۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے اُسے سودرم اور ہر مہینہ دو جریب (پیمائش) دیے جاتے ہیں، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ ہمارا کوئی لڑکا جب بالغ ہوتا ہے تو اُسے پانچ سو یا چھ سو دالوں کے ساتھ شامل کر دیا جاتا ہے۔

پھر جب یہ نکلا کہ اُن میں سے کسی گھروالے کے لیے ایسا بچہ ہے جو کھانا کھاتا اور اُن میں وہ بھی ہے جو کھانا نہیں کھاتا تو اس کے متعلق آپ کا خیال ہے کہ وہ اُسے جہاں مناسب ہے اور جہاں مناسب ہے خرچ کرے۔

حضرت عمرؓ کی اپنی مدح کی ممانعت

لے رہا یا فاللہ المستعان (اللہ ہی مدد کی درخواست ہے) جو انہیں دے دیا گیا وہ انہیں کا حق ہے اور میں انہیں اُس کے ادا کرنے کے لیے مستعد ہوں۔ جن میں وہ بھی ہے جو اُسے لے لیتا ہے اس پر میری مدح نہ کرو۔ کیونکہ جو تم کو دیا گیا ہے وہ اگر خطاب کا مال ہوتا (تو میں مدح کا مستحق ہوتا کیونکہ وہ میرے باپ کا مال ہوتا اور اب تو اللہ کا مال ہے اور تم لوگ بھی اس کے حق دار ہو) لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس میں کچھ زیادہ ہے اور یہ مناسب نہیں کہ میں اُسے اُن سے روکوں، اگر ان چھوٹے عربوں میں سے کسی کی عطا نکلے تو وہ اس سے بکری خریدے اور اسے اپنے دیہات میں کر دے، جب دوسری عطا نکلے تو اس سے بھی جانور خریدے اور اُسے بھی اسی میں کر دے۔ (تو بہتر ہو) کیونکہ خدا تمہارا بھلا کرے۔

اے خالد بن عرقطہ، مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد تم پر ایسے والی ہوں گے کہ ان کے زمانے میں عطا مال شمار نہ ہوگئی، اگر ان میں سے کوئی باقی رہا یا اُن کے لیے اولاد میں سے کوئی رہا تو اُن کے لیے ایک ایسی شے ہوگئی جس کا وہ اعتقاد کریں گے اور اس پر بھروسہ کریں گے۔

میری نصیحت کی طرح ہے جو اسلامی سرحدوں میں دروازہ مقامات پر ہیں۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ نے انکی حکومت کا طوق میری گردن میں ڈالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی رعیت کی خیانت کرے گا مرے گا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا۔

حضرت خدیفہ کو عطا میں تقسیم کرنے کا حکم

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے خدیفہ کو لکھا کہ لوگوں کو اُن کی عطا میں تنخواہیں دے دو، انہوں نے لکھا کہ ہم نے یہ کر دیا بہت کچھ بچ گیا ہے۔ انہیں عمرؓ نے لکھا کہ وہ غنیمت جو اللہ نے عطا فرمائی، نہ عمرؓ کی ہے نہ آل عمرؓ کی، اسے بھی اُنہی میں تقسیم کر دو۔

مال غنیمت کی صحیح تقسیم

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو تین مرتبہ کہتے سنا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ لوگوں میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کا اس مال میں حق نہ ہو کہ وہ اُسے دے دیا گیا یا اُسے روک دیا گیا، ان میں سوائے غلام مملوک کے کوئی شخص ایسا نہیں جو کسی سے زیادہ حق داہو (یعنی غلام مملوک سے سب لوگ

زیادہ حق دار ہیں، اور میں بھی اس معاملے ایسا ہی ہوں جیسے ان میں کا کوئی ایک شخص، لیکن ہم لوگ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے تعلق کے مطابق اپنے مراتب و اقسام پر ہیں۔

ایک شخص اور اس کی اسلام میں معیبت، ایک شخص اور اس کی اسلام میں قدامت، ایک شخص اور اس کی اسلام میں بے نیازی اور ایک شخص اور اس کی اسلام میں محتاجی (یعنی یہ مسلمانوں کی مختلف اقسام) ہیں اگر میں زندہ رہا تو کوہ صفا کے چرواہے کے پاس اسی مال میں سے اس کا حصہ ضرور آئے گا، حالانکہ وہ اپنے مقام پر ہوگا۔

مالک بن اوس بن حدثان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو کہتے سنا کہ روئے زمین پر ہر ایسا مسلمان جس کی گردن کا کوما لک نہ ہو (یعنی وہ غلام نہ ہو) اس کا اس مال غنیمت میں حق ہے، وہ دیا جائے یا اس سے روکا جائے، اگر میں زندہ رہا تو یمن کے چرواہے کے پاس اس کا حق آ جائے گا قبل اس کے کہ اس کی تلاش میں اس کا چہرہ سرخ ہو۔

مال غنیمت کی افراط پر حضرت عمرؓ کا اظہار تعجب

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میں بحرین سے عمرؓ کے پاس آیا، اُن سے ایسے ملا کہ وہ (دن کی) آخری نماز عشاء میں تھے، میں نے سلام کیا تو مجھ سے لوگوں کا حال پوچھا اور فرمایا کہ تم کیا لائے ہو؟ میں نے کہا پانچ لاکھ درہم۔ ارشاد کیا کہ تم جانتے ہو کہ تم کیا کہتے ہو، عرض کیا کہ ”ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ“ اس طرح میں نے پانچ مرتبہ شمار کر دیا، فرمایا کہ تم نیند میں ہو، اپنے گھر والوں کے پاس جا کر سو رہو، صبح ہوتا میرے پاس آنا۔ میں صبح کے اُتار اُن کے پاس گیا تو فرمایا تم کیا لائے؟ عرض کیا پانچ لاکھ درہم۔ عمرؓ نے کہا کیا وہ حلال ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، میں اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا (یعنی انہیں حلال ہی جانتا ہوں، انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے پاس بہت سامان آیا ہے، اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمہارے لئے شمار کر دوں، اور اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمہارے لئے چمانے میں تاپ دوں، ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین، میں نے عجیبوں کو دیکھا ہے کہ وہ دفتر مرتب کر لیتے ہیں کہ اسی سے لوگوں کو دیتے ہیں، پھر انہوں نے بھی دیوان مرتب کیا اور مہاجرین اولین کے لیے پانچ پانچ ہزار اور انصار کے لئے چار چار ہزار اور اذواج نبی ﷺ کے لئے بارہ بارہ ہزار مقرر کیے۔

ام المومنین حضرت زینبؓ کی سخاوت

برزہ بنت رافع سے مروی ہے کہ جب عطائلی تو عمرؓ نے (ام المومنین) زینبؓ بنت جحش کو وہ حصہ بھیج دیا جو اُن کا تھا، جب وہ اُن کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ عمرؓ کی مغفرت کرے۔ میری دوسری بہنیں اس تقسیم پر مجھ سے زیادہ طاقت رکھتی ہیں۔

لوگوں نے کہا کہ یہ سب آپ کا حصہ ہے تو انہوں نے سبحان اللہ کہا اور اس سے ایک چادر کی آڑ میں چھپ گئیں اور کہا کہ انہیں ذال دو اور ان پر کپڑا ڈھا تک دو، مجھ سے فرمایا کہ اپنا ہاتھ اندر ڈالو اور اس میں سے ایک منھی لے لو۔ اُسے فلاں اور فلاں کی اولاد کے پاس لے جاؤ، جو اُن کے قرابتدار اور متیم تھے۔

اُن کو انہوں نے تقسیم کیا، کپڑے کے نیچے کچھ بیج گئے تو برزہ بنت رافع نے کہا کہ یا امیر المومنین، اللہ آپ

کی مغفرت کرے واللہ اس میں ہمارا بھی تو حق ہے، فرمایا کہ اچھا جو چادر کے نیچے ہے وہ تم لوگوں کے لئے ہے، برزہ نے کہا کہ ہم نے کپڑا کھولا تو پچاسی درہم پائے، پھر انہوں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا کہ اے اللہ اس سال کے بعد مجھے عمر کی کوئی عطا نہ ملے، ایسا ہی ہوا کہ اُن کی وفات ہو گئی۔

شیر خوار بچوں کے لئے عطا کا اعلان

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ چند ہم سفر تجارت آئے اور عید گاہ میں اترے، عمرؓ نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ تمہاری رائے ہے کہ ہم ان لوگوں کی چوری سے رات بھر حفاظت کریں دونوں رات بھر حفاظت کرتے رہے اور نمازیں پڑھتے رہے جو اللہ نے ان کے لئے فرض کیں تھیں۔

بچے کے رونے کی آواز

عمرؓ نے بچے کی رونے کی آواز سنی تو اُس طرف روانہ ہوئے۔ اُس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈرا اور بچے کے ساتھ بھلائی کر (یہ کہہ کر اپنے مقام پر لوٹ آئے دوبارہ اُس کے رونے کی آواز سنی تو اُس کی ماں کے پاس گئے اور سے اسی طرح کہا اور اپنے مقام پر آ گئے، جب آخر شب ہوئی تو پھر اس کے رونے کی آواز سنی، اُس کی ماں کے پاس آئے اور تیرا بھلا ہو، میں تجھے بہت بری ماں سمجھتا ہوں، کیا بات ہے کہ میں تیرے لڑکے کو دیکھتے ہوں کہ اسے قرار نہیں۔

اُس نے کہا کہ، اے بندہ خدا (وہ عورت آپ کو پہچانتی نہ تھی) تم مجھے رات سے پریشان کر رہے ہو، میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں تو وہ انکار کرتا ہے، فرمایا، کیوں دودھ چھڑانا چاہتی ہوں، اُس نے کہا کہ عمرؓ صرف چھوڑنے والے بچوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں پوچھا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اُس نے کہا کہ اسے تین مہینے، خدا تیرا بھلا کرے، اس کے ساتھ جلدی نہ کر، انہوں نے فجر کی نماز اس حالت میں پڑھی کہ شدت گریہ سے لوگ ان کی قرائت کو نہ سمجھ سکتے تھے۔

پیدا ہونے والے ہر بچے کی عطا مقرر

جب سلام پھیرا تو کہا کہ عمرؓ کی خرابی ہے اُس نے مسلمانوں کے کتنے بچے قتل کر دیے۔ پھر انہوں نے منادی کو حکم دیا اُس نے منادی کہ دیکھو، خبردار اپنے بچوں کے ساتھ دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو۔ ہم اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کی عطا مقرر کرتے ہیں۔ اس کے متعلق انہوں نے سب طرف فرمان بھیجے کہ ہم اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کی عطا مقرر کرتے ہیں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے عطا کے بارے میں مشورہ کیا کہ کس سے شروع کریں، لوگوں نے کہا کہ خود اپنے سے شروع کیجیے، مگر انہوں نے اپنی قوم سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے اقارب سے شروع کیا۔

حق اور مساوات کا احساس

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں فی عمر بن الخطاب کو کہتے سنا کہ والد اُس میں سال آئند تک زندہ رہا تو آخری آدمی کو پہلے آدمی سے ملا دوں گا (یعنی سب سے کم عطا دلا لے شخص کو سب سے زیادہ عطا دلا لے کے برابر عطا دی جائے گی) اور میں سب کو مثل ایک آدمی کے کر دوں گا۔

زید بن اسلم کے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب کو انہوں نے کہتے سنا کہ اگر میں سال بھر تک زندہ رہا تو میں سب سے کم مرتبے والے شخص کو سب سے اعلیٰ مرتبے والے سے ملا دوں گا (یعنی عطا میں)۔

مرثیہ سے مروی ہے کہ اگر میں مال کے بہت ہونے تک زندہ رہا تو مسلمانوں کی عطا تین ہزاروں کر دوں گا، ایک ہزار اُس کے خرچ کے لئے اور ایک ہزار اُس کی سواری کے جانور اور اسلحہ کے لئے ایک ہزار اُس کے گھروالوں کے لئے۔

حسن سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا: اگر مجھے اس امر (خلافت) میں اپنا حصہ معلوم ہو جاتا تو سردات حمیرہ میں ایک حصہ کے پاس اُس کا حصہ اس طرح آ جاتا کہ اس کی پیشانی پر سینہ بھی نہ آنے پاتا۔
مرثیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن الخطاب نے اہل مکہ میں دس دس درہم تقسیم کئے انہوں نے ایک شخص دیا تو کہا گیا یا امیر المؤمنین یہ تو غلام ہے، فرمایا اُسے واپس کرو، پھر فرمایا اُسے جانے دو۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ میں لوگوں کے لئے مال صاع (پیانہ) سے ناپوں گا

معمولی حصص کی تقسیم کا اہتمام

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں پر سوار کیا کرتے تھے ایک آدمی کو شام تک ایک اونٹ پر سوار کرتے اور دو آدمیوں کو عراق تک ایک اونٹ پر سوار کیا کرتے۔ پھر اُن کے پاس اہل عراق میں سے ایک شخص آیا اور کہا مجھے اور تحیم (سیاہ) کو سواری دے دیجیے۔ مرثیہ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تحیم مشک ہے اُس نے کہا جی ہاں۔

عائشہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب ہمارے چھوٹے چھوٹے حصے تک ہمارے پاس بھیج دیا کرتے تھے حتیٰ کہ جانور اور چوپا ہے بھی۔

عبداللہ بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ میں لوگوں کو زیادہ دوں گا جتنا زیادہ مال ہوگا، میں اُسے اُن کے لئے شمار کروں گا اور اگر اس نے مجھے تھکا دیا تو اُسے ان کے لئے پیانے سے ناپ دوں گا، پھر اگر اس نے بھی تھکا دیا تو لپ پھر کر بغیر حساب کے دوں گا۔

حضرت عمرؓ کا ابو موسیٰ کے نام خط

حسن سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ: ابابعد میں سال کا وہ دن جانتا ہوں کہ بیت المال میں ایک درہم بھی باقی نہ رہے گا کہ عطا کیا جائے اللہ کو علم ہے کہ میں نے ہر حق دار کو اُس کا حق ادا کر دیا۔ حسن

نے کہا کہ انہوں نے اُس کا صاف لے لیا اور میلا چھوڑ دیا، یہاں تک کہ اللہ نے انہیں اُن کے دونوں صاحبوں سے ملا دیا۔

کثرتِ دولت پر حضرت عمرؓ کی گریہ و زاری

ابن عباس سے مروی ہے کہ مجھے عمرؓ بن الخطاب نے بلایا، میں آیا تو ان کے سامنے چمڑے کے فرش پر سونا پھیلا ہوا تھا۔ فرمایا کہ آؤ اور اسے اپنی قوم میں تقسیم کر دو، اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ اُس نے اُسے اپنے نبی ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ سے کیونکہ علیحدہ رکھا اور مجھے دیا، معلوم نہیں کہ خیر کی وجہ سے یا شر کی وجہ سے۔

ابن عباس نے کہا کہ میں جھک کے اُسے تقسیم کرنے لگا اور ہٹانے لگا کہ رو نہ کی آواز آئی، دیکھا کہ عمرؓ رورہیں ہیں اور کہہ رہے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس نے اس مال کو اپنی نبی ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اُن کے ساتھ شر کا زادہ کرنے سے نہیں روکا اور عمرؓ اس کے ساتھ خیر کے ارادے سے نہیں دیا۔

سالم ابی عبد اللہ سے مروی

محمد بن سیریں سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے ایک داماد اُن کے پاس آئے اور درخواست کی کہ وہ انہیں بیت المال سے کچھ دیں عمرؓ نے انہیں جھڑک دیا اور کہا کہ تم یہ جانتے ہو کہ میں اللہ سے خائن بادشاہ بن کے ملول۔ جب یہ وقت گزر گیا تو انہوں نے اُن کو اپنے ذاتی مال سے دس درہم دے دیے۔

سالم ابی عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سب لوگوں کے لئے عطا مقرر فرمائی لسی شخص کو بھی بغیر اُس کا حصہ لگائے نہیں چھوڑا، چند ایسے لوگ باقی رہ گئے کہ جن کے نہ قبائل تھے نہ موالی، اُن کے لئے بھی ڈھائی سو سے تین سو تک عطا مقرر کی۔

سعد بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے مہاجرین اہل بدر کے لئے جو قریش اور عرب اور موایل میں سے تھے پانچ ہزار درہم مقرر کیے اور انصار اور اُن کے موالی کے لئے چار چار ہزار۔

ازواجِ مطہرات میں حضرت عائشہؓ کو ترجیح

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ عمرؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عطائیں مقرر کیں، اہل بدر مہاجرین و انصار کے لئے چھ چھ ہزار مقرر کیے، ازواجِ نبی ﷺ کی بھی عطائیں مقرر فرمائیں اُن میں حضرت عائشہؓ کو ترجیح دی۔ جن کے لئے انہوں نے بارہ ہزار اور بقیہ کے لئے دس دس ہزار مقرر کیے۔ سوائے جو یہی اوصیہ کے اُن کے لئے چھ چھ ہزار مقرر کیے، اور پہلی کرنے والی عورتوں میں اسماء بنت ابی بکرؓ اور ام عبد اللہ عبد اللہ بن مسعود کے لئے ایک ایک ہزار مقرر کیے۔

حارث بن مضرب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو عطائے مسلمین کو تین ہزار کروں گا۔ اسود بن قیس نے اُن لوگوں کے ایک شیخ سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو ادنیٰ لوگوں کی عطا دو ہزار کر دوں گا۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: واللہ جس قدر مال زیادہ ہوگا میں لوگوں کو زیادہ دوں گا، اُنکے لئے شمار کیا کروں گا۔ پھر اگر اس کثرت نے مجھے تھکا دیا تو میں انہیں سب بھر بھر کر بغیر حساب دوں گا کہ وہ اُن کا مال ہوگا جسے وہ لیں گے۔

دوجریب غلہ کی تعداد

حارث بن مضرب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے غلہ کا جریب (پیمانہ) تیار کرنے کا حکم دیا۔ آٹا گوندھا گیا اُس کی روٹی پکی اور شریذ بنائی گئی، پھر انہوں نے تمیں آدمیوں کی دعوت کی، عشاء کے وقت بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا کہ ہر آدمی کو ہر مہینے دو جریب غلہ کافی ہے انہوں نے لوگوں کو ماہوار دو جریب غلہ خراک میں دیا، عورت، مرد غلام سب کو دو جریب ماہوار۔

حضرت عمرؓ کا احساس ذمہ داری

عمرؓ سے مروی ہے کہ میرے جس عامل نے کسی پر ظلم کیا اور اُس کی شکایت مجھے پہنچ گئی، مگر میں نے اصلاح نہ کی تو گویا میں نے اس پر ظلم کیا۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں کسی کو اس حالت میں عامل بنا کے گناہ کروں گا جب کہ میں اُس سے زیادہ قوی پاؤں۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ اگر کوئی اونٹ ساحل فرات پر ضائع ہو کہ مر جائے تو مجھے اندیشہ ہے اللہ مجھ سے اس کی بزرگس کرے گا۔

ابی وجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے نفع کو محفوظ کر رکھا تھا، تربذہ اور اشرف صدقے کے اونٹوں کے لئے مخصوص تھا، آپ سالانہ تیس ہزار اونٹ سواری کے لئے اللہ کی راہ میں دتے تھے۔

یزید بن شریک الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو سالانہ تیس ہزار اونٹوں اور تین سو گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں سوار کراتے پایا۔ اور گھوڑے نفع میں چرتے تھے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے پاس گھوڑے دیکھے جن کی رانوں پر حبس فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں روکا گیا ہے لکھا ہوا تھا۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو ہر سال دیکھا کہ اُن اونٹوں کا سامان، جھولیں اور کجادے درست کرتے تھے جن پر اللہ کی راہ میں سوار کراتے، اور جب کسی کو اونٹ پر سوار کراتے تو اُس کے ساتھ اُس کا سامان بھی کر دیتے تھے۔

مسافروں کی آسائش

کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے مکے اور مدینے کے درمیانی راستے والوں نے عمارات بنانے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ مسافر پانی اور سائے کا زیادہ مستحق ہے۔

عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ وہ شادی شدہ کے بجائے غیر شادی شدہ کو جہاد کے لئے بھیجتے تھے اور قاعدے کے بدلے (یعنی جو مجبوری سے بیٹھ گیا ہو) سوار کو جہاد کے لئے ترجیح دیتے تھے عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ وہ مجاہدین کی باریمقرر کرتے اور بچوں اور عورتوں کے سرحدوں پر لے جانے کو منع کرتے۔

خلیفہ اور بادشاہ کا فرق

سلمانؓ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے ان سے پوچھا، میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ عرض کی: اگر آپ نے مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم یا اس سے کم ویش حاصل کر کے خلاف حق خرچ کر دیا تو آپ بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں، عمرؓ کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے۔

سفیان بن ابی العوجا سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا: واللہ مجھے معلوم نہیں کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ، اگر میں بادشاہ ہوں تو یہ امر عظیم ہے۔ کسی نے کہا یا امیر المؤمنین بادشاہ اور خلیفہ دونوں میں فرق ہے، فرمایا وہ کیا؟ اُس نے کہا کہ خلیفہ تو بغیر حق کے کچھ نہیں لیتا، اور خلاف حق اُسے کرچ بھی نہیں کرتا، واپ تو الحمد للہ ایسے ہی ہیں بادشاہ تو زبردستی وصول کرتا ہے، وہ اس سے لیتا ہے اور اُس کو دیتا ہے۔ عمر بن الخطاب خاموش ہو گئے۔

عمال کی فہرست اور اموال کی طلبی

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عمال کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے اموال کی فہرست لکھ بیچی، ان میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ عمرؓ نے ان کے اموال نصف نصف تقسیم کر دیے نصف انہوں نے لے لیا اور نصف لوگوں کو دے دیا۔ شعی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب جب کسی کو عامل بناتے تھے تو اُس کا مال لکھ لیتے تھے۔

حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ کو مشورہ

ایوب بن ابی امامہ بن بہل حنیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ ایک زمانے تک اس طرح رہے کہ بیت المال سے کچھ نہیں کھاتے تھے، یہاں تک کہ فقر کی نوبت آگئی، انہوں نے اصحاب رسول ﷺ کو بلوایا اور ان سے مشورہ طلب کیا کہ میں نے اپنے آپ کو اس امر خلافت میں مشغول کیا ہے، مگر وہ میرے لئے کافی نہیں ہے۔

عثمانؓ ابن عفان نے کہا کہ کھائیے۔ یہی سعد بن زید بن عمرو بن نفیل نے کہا۔ آپ نے علیؓ سے پوچھا کہ اس معاملے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ صبح اور شام کا کھانا کھائیے عمرؓ نے اسی کو اختیار کیا۔

سعد بن المسیب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے اصحاب نبی ﷺ سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ واللہ میں کیوتر کے طوق گردن کی طرح تم لوگوں کے گلے میں بھی اُس کا طوق ڈالوں گا بتاؤ کہ بیت المال سے میرے لئے کیا مناسب ہے۔ علیؓ نے فرمایا کہ صبح اور شام کا کھانا، فرمایا تم سچ کہتے ہو۔

بیت المال میں حضرت عمرؓ کا حصہ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی اور اپنے گھر کی خوراک اور گرمی میں ایک حلہ (چادر و تہہ بند) پہننے کو لیتے تھے، اکثر تہہ بند پھٹ جاتی تو اُس میں پیوند لگاتے تھے مگر اس کی جگہ دوسری نہیں بدلتے تھے، تاوقت یہ کہ اس کا

وقت نہ آئے کوئی سال ایسا نہ تھا کہ مال کی کثرت نہ ہوتی ہو، مگر میں دیکھتا تھا کہ اُن کا لباس سال گزشتہ سے کم درجے کا ہو جاتا تھا۔ اس معاملے میں اُن سے حصہ نے گفتگو کی تو فرمایا کہ میں تو مسلمانوں ہی کے مال سے کپڑا پہنتا ہوں اور یہ مجھے پہنچا دے گا۔

حضرت عمرؓ کی کفایت شعاری

موسیٰ بن محمد ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب اپنے اور اپنے عیال کے خرچ کے لیے دو درہم روزانہ لیا کرتے تھے اور انہوں نے اپنے ایک حج کے لئے ایک سو اسی درہم خرچ کیے۔
ابن الزبیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک سو اسی درہم خرچ کئے اور فرمایا کہ ہم نے اس مال میں اسراف کیا ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے حج میں سولہ دینار خرچ کیا اور فرمایا: اے عبد اللہ بن عمرؓ ہم نے اس مال میں اسراف کیا ہے۔ راوی نے کہا کہ ایک دینار کو بارہ درہم میں بدل دینے پر یہ روایت بھی مثل پہلی ہی روایت کے ہے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ والی ہوئے تو انہوں نے اور کے اہل و عیال نے بیت المال سے خرچ لیا۔ انہوں نے پیشہ اور تجارت ذاتی اپنے مال سے کی۔

ابو موسیٰ اشعریؓ کے تحفہ کی واپسی

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے زوجہ عمرؓ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل کو ایک فرش بطور ہدیہ بھیجا۔ جسے میں سمجھتا ہوں کہ ایک گز اور ایک بالشت کا ہوگا۔ عمرؓ اُن کے پاس آئے تق اُسے دیکھا۔ پوچھا تمہارے لئے کہاں سے آیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے بطور ہدیہ دیا ہے۔

عمرؓ نے اُسے لے کر اُن کے سر پر مارا جس سے اُن کا سر ٹل گیا، پھر فرمایا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ کو میرے پاس بلالو اور انہیں پیادہ چلا کے تھکا دو۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ وہ اس طرح آئے گئے کہ تھک گئے تھے اور کہہ رہے تھے یا امیر المومنین مجھ پر غلٹ نہ کیجئے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ تمہیں کیا چیز برا بیگنہ کرتی ہے کہ تم میری ازواج کو ہدیہ دو۔ عمرؓ نے اُس فرش کو اُن کے سر پر مارا اور فرمایا، اُسے لے جاؤ ہمیں اس کی حاجت نہیں۔

حضرت عمرؓ کی حضرت زبیرؓ سے خفگی

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے عمرؓ نے فرمایا: اے اسلم دروازہ بند کر دو اور کسی کو بھی اندر نہ آنے دو، پھر ایک روز انہوں نے میرے جسم پر نئی چادر دیکھی تو پوچھا کہ یہ تمہارے پاس کہا سے آئی؟ عرض کی یہ مجھے عبید اللہ بن عمرؓ نے اڑھائی ہے، فرمایا کہ عبید اللہ سے لے لو، مگر اور کسی سے ہرگز کچھ نہ لو۔

پھر زبیرؓ آئے، میں دروازے ہی پر تھا، انہوں نے مجھ سے اندر جانے کو کہا، میں نے کہا کہ امیر المومنین تھوڑی دیر کے لئے مشغول ہیں، انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھا کر میرے کان کے نیچے گدی پر ایک زوردار چپت ماری کہ میں چیخ دیا۔

عمرؓ کے پاس گیا تو انہوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے زیرؓ نے مارا اور کل واقعہ بیان کیا عمرؓ کہنے لگے زیرؓ نے؟ واللہ میں دیکھتا ہوں۔ حکم دیا کہ انہیں اندر لاؤ میں نے انہیں عمرؓ کے پاس پہنچے۔

عمرؓ نے پوچھا کہ تم نے اس لڑکے کو کیوں مارا؟ زیرؓ نے کہا مجھے یہ گمان ہوا کہ یہ مجھے آپ کے پاس آنے سے روکتا ہے۔ پوچھا کہ اس نے کبھی تمہیں میرے دروازے سے واپس کیا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا: اگر اس نے تم سے کہا کہ تھوڑی دیر آپ صبر کیجئے کیونکہ امیر المومنین مشغول ہیں تو تم نے اس کا عذر کیوں نہ مانا، واللہ درندہ ہی درندوں کے لئے کون نکالتا ہے اور اُسے کھالیتا ہے۔

حضرت عمرؓ اور ذکر الہی

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلال نے عمرؓ کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا وہ سوتے ہیں۔ انہوں نے کہا اے اسلم تم عمرؓ کو کیسا پاتے ہو۔ میں نے کہا وہ سب سے اچھے ہیں۔ سوائے اس کے کہ جب غضب میں ہوتے ہیں تو امر عظیم ہوتے ہیں۔

بلال نے کہا کہ اگر میں اُس وقت اُن کے پاس ہوتے تو اُن کے سامنے قرآن اتنا پڑھتا کہ اُن کا غضب چلا جاتا۔

عبداللہ بن عون بن مالک الدار نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ مجھے ایک روز عمرؓ نے ڈانٹا اور دڑے سے مارا، عرض کی کہ آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں، عمرؓ نے دڑہ ڈال دیا اور کہا کہ تم نے بہت بڑے کو یاد دلادیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ عمرؓ غضب میں ہوں اور اُن کے اللہ کا ذکر کیا جائے یا خوف دلا یا جائے یا کوئی شخص قرآن کی آیت پڑھ دے تو ارادے سے باز نہ آجائیں۔

عام الرمادہ

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۸۱ھ میں لوگ حج سے واپس ہوئے تو سخت تکلیف پہنچی، شہر خشک ہو گئے۔ مواشی ہلاک ہو گئے اور لوگ بھوک کے مارے مرنے لگے، یہاں تک کہ لوگ بوسیدہ ہڈیوں کا سفوف کرتے تھے، صحرائی اور شہری چوہوں کے سوارخ کھودتے تھے اور جو کچھ ان میں ہوتا اُسے نکال لیتے۔

عوف بن حارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال کا نام عام الرمادہ (راکھ کا سال) رکھا گیا۔ اس لیے کہ ساری (زمین خشکی کی وجہ سے) سیاہ ہو کر راکھ کے مشابہ ہو گئی تھی اور یہ کیفیت نو مہینے رہی۔

حضرت عمرؓ کا عمر بن العاص کو آمیز فرمان

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے عام الرمادہ میں عمرو بن العاص کو لکھا بسمہ اللہ الرحمن الرحیم، بندہ خدا، عمرؓ امیر المومنین کی جانب سے العاصی بن العاصی (گناہ ہمارے فرزند گناہگار) کو اسلام علیک، اعا بعد، کیا تم مجھے اور میرے پاس والوں کو مرتاد دیکھنا چاہتے ہو، جب کہ تم اور تمہارے پاس والے عیش میں ہیں؟ ہائے فریاد رس، تین مرتبہ۔

مصر سے غلہ کی فراہمی

عمرو بن العاص نے انھیں لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبد اللہ عمرؓ امیر المومنین کو عمرو بن العاص کی طرف سے سلام علیک میں آپ کے سامنے اُس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اما بعد، آپ کے پاس فریاد آئی تھمیرے، میں ضرور آپ کے پاس قافلہ بھیجوں گا، جس کا ایک سر آپ کے پاس ہوگا اور دوسرا میرے پاس۔ جب غلہ آیا تو عمرؓ بن الخطاب نے زبیر بن العوام سے گفتگو کی کہ تم قافلے کو روک کر اہل بادیہ کی طرف پھیر دو اور اُن لوگوں میں تقسیم کرو، واللہ شاید رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے بعد اس سے افضل کوئی شے تمہیں حاصل نہ ہوئی ہوگی، مگر زبیرؓ نے انکار کیا اور انکا کاسبب بھی بیان کیا۔

نبی ﷺ کے ایک اور صحابی آئے تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ انکار نہ کریں گے اور ان سے گفتگو کی تو انہوں نے منظور کیا اور روانہ ہو گئے۔ عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ تمہیں جو غلہ ملے اُسے اہل بادیہ کی طرف پھیر دو، اُس کے پورے سے ان کے لحاف بنا دو جسے وہ لوگ اوزحیں، اونٹوں کو ذبح کر دینا کہ وہ لوگ گوشت کھائیں اور چربی اٹھالے جائیں۔

کشادگی کا حکم

تم انتظار نہ کرنا، اگر وہ کہیں کہ ہم لوگ ان چیزوں میں بارش کا انتظار کریں گے، آٹا پکائیں اور جمع کریں، شاید اس وقت تک اللہ اُن کے لئے کشادگی کا حکم لائے عمرؓ کھانا تیار کراتے، اُن کا منادی ندا (آواز) دیتا تھا کہ جو کوئی شخص آ کے کھانا چاہیوہ ایسا کرے اور جو کوئی اتالیق چاہے جو اُس کے اور اُس کے گھردالوں کے لئے کافی ہو آئے اور لے جائے

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عمرو بن العاص کو لکھا کہ ہمارے پاس اونٹوں پر غلہ بھیجو اور دریا کے راستے سے بھی بھیجو اور۔ عمرؓ نے اونٹوں پر بھیجوادیا۔

میں شام کے راستوں کے سروں پر اونٹوں سے ملا جن کو امیر المومنین کے قاصدوں نے دائیں اور بائیں جانب پھیر دیا کہ اونٹوں کو ذبح کریں آٹا کھائیں اور تباہ نہ کریں۔ ایک شخص کو الجاز بھیج کر وہ غلہ منگوایا جس کو عمرؓ نے مصر سے بذریعہ دریا بھیجا تھا، اور اہل تباہ کو بھیجوادیا کہ وہ انہیں دیا جائے۔

شام و عراق سے غلہ کی فراہمی

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کے قاصدوں کو دیکھا کہ وہ مکے اور مدینے کے درمیان الجار کا غلہ تقسیم کر رہے تھے، یزید بن ابی سفیان نے بھی شام سے غلہ بھیجا (ابن سعد نے لکھا کہ یہ غلط ہے، کیونکہ یزید بن ابی سفیان اُس زمانے میں مرچکے تھے اور عمرؓ نے معاویہؓ کو لکھا تھا کہ وہ غلہ بھیجیں) عمرؓ نے لوگوں کو بھیجا کہ اُسے شام کے راستوں پر لے لیں اور اس کے ساتھ وہی کریں جو عمرؓ کے قاصد کرتے ہیں، لوگوں کو آٹا دے دیں، اونٹ اُن کے لئے ذبح کر دیں اور انہیں عبا پہنائیں۔

سعد بن ابی وقاص نے عراق سے اسی طرح غلہ بھیجا، انہوں نے اس کی جانب بھی ایک شخص بھیجا کہ اُسے

عراق کے راستوں پر لے لے۔ وہ لوگ اونٹ ذبح کرنے لگے، آٹا تقسیم کرنے لگے اور عبا پہنانے لگے یہاں تک کہ اللہ نے قحط کو مسلمانوں سے اٹھالیا۔

عمر بن العاص نے خشکی کے راستے سے غلہ روانہ کیا

عبداللہ بن عون الماکلی نے اپنے والد اور دادا سے روایت کی کہ عمر بن العاص کو ایک خط میں غلہ بھیجنے کا حکم دیا۔ عمر بن العاص نے خشکی اور تری دونوں راستوں سے غلہ روانہ کیا انہوں نے معاویہ کو خط لکھا کہ جس وقت تمہیں یہ خط ملے فوراً ہمارے پاس اتنا غلہ بھیجو جو سب کو کافی ہو کیونکہ وہ ہلاک ہو گئے فوراً سوائے اس کے کہ اللہ اُن پر رحم کر دے۔

پھر سعد کو کہلا بھیجا کہ وہ بھی غلہ بھیجیں، انہوں نے بھی ان کے پاس بھیجا۔ عمر لوگوں کو شدید کہلاتے تھے۔ یہ روٹی ہوتی تھی جس کے ساتھ زیتون کا سالن ہوتا، جو فوراً دیگوں میں پکایا جاتا تھا، وہ اونٹ ذبح کرتے تھے اور شدید پندہ کر دیتے تھے، عمر بھی ساری قوم کے ساتھ کھاتے تھے جس طرح وہ لوگ کھاتے تھے۔

عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ کی غذا

عبداللہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمر ہمیشہ روزہ رکھتے تھے قحط کا زمانہ ہوا تو شام کو ان کے پاس روٹی لائی گئی، جس میں زیتون ملا دیا گیا تھا۔ انہی دنوں میں سے کسی دن لوگوں نے اونٹ ذبح کیے اور لوگوں کو کھلائے عمر کے لیے عمدہ حصہ رکھ لیا، وہ اُن کے پاس لایا گیا تو اتفاق سے کوہانور کبھی کے کشرے تھے۔ پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے۔

خادم نے کہا، یا امیر منینؓ یہ ان اونٹوں کا ہے جو ہم نے آج ذبح کیے ہیں۔ فرمایا، خوف۔ خوف۔ میں بہت بڑا دالی ہوں۔ اگر اُن کا اچھا حصہ میں کھاؤں۔ اور ردی لوگوں کو کھلاؤں۔ یہ پیالہ اٹھاؤ اور ہمارے لیے اس کے سوا کوئی اور کھانا لاؤ۔ پھر روٹی اور زیتون لایا گیا۔

وہ اپنے ہاتھ سے توڑنے لگے اور اس روٹی کو زیتون لگانے اور فرمایا۔ اے یرقا، تم پر افسوس ہے۔ یہ پیالہ شمع میں میرے گھر والوں کے پاس لے جاؤ میں نے انہیں تین دن سے کچھ نہیں دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ بے آب و دانہ ہیں اسے اُن کے سامنے رکھو۔

زمانہ قحط میں حضرت عمرؓ کی پریشانی

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے قحط کے زمانے میں ایک نیا کام کیا جسے وہ کرتے نہ تھے، لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کہ اپنے گھر میں داخل ہوتے اور آخر شب تک برابر نماز پڑھتے رہتے، پھر نکلتے اور پہاڑی راستوں پر گھومتے ایک رات کو پچھلی شب میں اُن کو یہ کہتے سن رہا تھا کہ اے اللہ! مست محمدؐ یہ ہلاکت میرے ہاتھوں پر نہ کر۔

سائب بن یزید کہتے تھے کہ زمانہ قحط سالی میں عمر بن الخطاب ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اُس نے لید کی جو نکلے۔ عمر انہیں دیکھا تو فرمایا کہ مسلمان بھوکے مرتے ہیں اور یہ گھوڑا جو کھاتا۔ واللہ میں اس گھوڑے پر سوار نہ ہوں گا

تا وقت یہ کہ لوگ زندہ نہ ہوں (یعنی قحط رفع نہ ہو)

زمانہ قحط میں حضرت عمرؓ کا عہد

محمد بن یحییٰ بن حبان سے (دوطرق) سے مروی ہے کہ قحط کے سال عمر بن الخطاب کے پاس گھی کی چڑی ہوئی روٹی لائی گئی انہوں نے ایک بدوی (دیہاتی) کو بلایا تو وہ اُن کے ساتھ کھانے لگا۔ بدو والے کے ساتھ پیالے کے کنارے سے گھی لینے لگا، اُس سے عمرؓ نے کہا کہ تم تو ایسے ہو جیسے کسی کو گھی میر نہ ہو۔

اُس نے کہا بیشک میں نے اتنے اتنے دن سے آج تک گھی نہ کھایا نہ زیتون اور نہ کسی کو یہ کھاتے دیکھا۔ عمرؓ نے قسم کھائی کہ وہ نہ گھی چکھیں گے نہ گوشت تا وقت یہ کہ لوگ پہلے کی طرح سرسبز نہ ہو جائیں۔

ابن طاووس نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب نے تا وقتیکہ لوگ سرسبز نہ ہو گئے نہ گھی کھایا نہ گھی کی کوئی چیز۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب کے پیٹ میں قراقر ہوا۔ انہوں نے قحط سالی میں گھی اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور زیتون کھاتے تھے۔ اپنی انگلیوں سے پیٹ بجا کر کہا کہ تو قراقر پیدا کر۔ ہمارے پاس تیرے لیے سوائے اس کے کچھ نہیں ہے تا وقت یہ کہ قحط رفع نہ ہو۔

عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگوں پر قحط کی مصیبت آئی، گھی بھی گراں ہو گیا، حالانکہ عمر بن الخطاب اسے کھاتے تھے، جب گھی کم ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ میں اسے نہ کھاؤں گا، تا وقت یہ کہ سب لوگ اسے نہ کھا سکیں، وہ زیتون کھاتے تھے انہوں نے فرمایا کہ: اے اسلم، آگ کے ذریعے سے اس کی گراہ توڑ دو، میں زیتون اُن کے لئے پکا دیتا، اُسے وہ کھاتے، پیٹ میں قرار ہوتا تو فرماتے کہ تو قرار پیدا کر، مگر واللہ گھی نہ پائے گا تا وقت ہے کہ لوگ نہ کھائیں۔

زمانہ قحط میں حضرت عمرؓ کا گوشت سے اجتناب

زید بن اسلم نے اپنے باہ سے روایت کی کہ عام الرمادہ (قحط کے سال) میں عمر بن الخطاب نے اپنے اوپر گوشت حرام کر لیا تا وقت یہ کہ لوگ نہ کھائیں عبید اللہ بن عمرؓ کا ایک بکری کا بچہ تھا، وہ زبح کر کے تنور میں بھوننے کے لئے رکھ دیا گیا، اُس کی خوشبو عمرؓ کے پاس گئی تو فرمایا کہ میرا یہ گمان نہیں ہے کہ گھر والوں میں سے کسی نے اس کی جرات کی ہے وہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ تھے، اسلم نے فرمایا کہ جاؤ دیکھو۔

انہوں نے اُسے تنور میں پایا، عبید اللہ نے کہا کہ مجھے چھپاؤ خدا تمہیں بچھپائے (یعنی تم میری خطا کو بچھپاؤ خدا تمہاری خطائے بچھپائے) اسلم نے کہا کہ جس وقت انہوں نے مجھے بھیجا انہیں معلوم تھا کہ میں ہرگز جھوٹ نہ بولوں گا، اسلم نے اُسے نکال لیا اور لے کے اُن کے پاس آئے، اُن کے آگے رکھ کے عذر کیا کہ انہیں معلوم ہو جائے گا، عبید اللہ نے کہا کہ وہ میں نے اپنے بیٹے کے لئے خریدا تھا، پھر گوشت کو میرا دل چاہا۔

قبیلہ محارب کی جماعت سے حسن سلوک

نافع مولائے زبیرؓ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ کو کہتے سنا کہ اللہ ابن حنظلہ پر رحمت کرے، میں نے عام الرمادہ

میں انہیں اس حلت میں دیکھا ہے کہ پشت پر دو تھیلے اور ہاتھ میں زیتوں کا کپادہ وہ اور اسلم باری باریا اٹھاتے تھے، جب مجھے دیکھا تو پوچھا ابو ہریرہ تم کہا سے آتے ہو میں نے کہا کہ نزدیک سے، میں بھی اُسے باری باریا اٹھانے لگا، یہاں تک کہ ہم صراحت تک پہنچ گئے، وہاں قبیلہ، محرب کی ایک جماعت تھی جو تقریباً بیس گھر کے لوگ تھے۔

حضرت عمرؓ کا سیر ہونا

عمرؓ نے کہا کہ تمہیں کیا چیز لائی؟ تو اُن لوگوں نے کہا کہ مصیبت، پھر ہمارے لئے مردار کی بھنی کھال نکالی جو وہ لوگ کھاتے تھے اور پسی ہوئی بوسیدہ ہڈیاں جن پر بغیر سیر ہوئے اکتفا کرتے تھے، میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ نے اپنی چادر اتار دی اور تہبند باندھ کے اُن لوگوں کے لئے کھانا پکاتے رہے یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے، اسلم کو مدینے بھیجا، وہ اونٹ لے آئے، اُن لوگوں کو سوار کر کے الجبانہ میں اتارا اور کپڑے دیے، حضرت عمرؓ نے اُن لوگوں کے اور دوسروں کے پاس آمد و رفت کرتے رہے اور یہاں تک کہ اللہ نے اُن لوگوں پر سے خطر رفع کر دیا۔

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے خط کے سال عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کے پاس پہنچے جو آٹا گوند رہی تھی، فرمایا کہ اس طرح نہیں، جس طرح تو گوند متی ہے، خود بیلن لیا اور کہا کہ اس طرح، پھر اسے دکھایا۔

ہشام بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا ہے کہ تم عورتوں میں سے ہرگز کوئی (حریر کے لئے آٹا نہ ڈالے تا وقت یہ کہ پانی گرم نہ ہو جائے، پھر اُسے تھوڑا تھوڑا ڈالے اور ڈوئی کے ساتھ چلائے، یہ طریقہ اُسے زیادہ بڑھانے والا (پھیلانے والا) ہے اور ایسا ہے کہ اس میں گھٹلیاں نہ پڑیں۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب کے رنگ میں تغیر

عیاض بن سنیہ سے مروی ہے کہ میں نے خط کے سال عمرؓ کو دیکھا کہ سپاہ رنگ کے ہو گئے تھے، حلائک پہلے گورے تھے ہم لوگ پوچھتے کہ یہ کا ہے سے ہو تو فرماتے کہ ایک عربی آدمی تھا جو کھجور اور دودھ کھاتا تھا، لوگوں پر خط کی مصیبت آئی تو اُس نے یہ چیزیں اپنے اوپر اُس وقت تک حرام کر لیں، جب تک کہ لوگ سرسبز نہ ہو جائیں، اُس نے زیتون کھایا تو اُس کا رنگ بدل گیا، اور بھوکا رہا تو اور زیادہ تغیر ہو گیا۔

اسامہ بن زید نے اپنے والد اور دادا سے روایت کی کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ نے خطر رفع نہ کیا تو عمرؓ بن الخطاب مسلمانوں کی فکر میں مرجائیں گے۔

صفیہ بن ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ مجھ سے عمرؓ کی کسی حرم نے بیان کیا کہ زمانہ خط میں عمرؓ فجر کی وضو سے کسی بیوی کے قریب نہ جاتے تھے، یہاں تک کہ لوگ خوش حال ہو گئے۔

یزید بن فراس الدیلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب ہر روز دسترخوان میں اونٹ ذبح کرتے جو عمرو بن العاصؓ سے بھیجے تھے

زمانہ خط میں عمال کی امداد

عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک الدار نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ جب عمرؓ نے عمرو بن العاصؓ کو خشکی

شب شمار کیا تو سات ہزار پایا، فرمایا کہ ان کی عورتوں اور متعلقین کا بھی شمار کرو جو نہیں آتے اور مریضوں اور بچوں کا بھی، انہوں نے شمار کیا تو چالیس ہزار پایا۔
ہم لوگوں کو جنہوں نے ان کے پاس شام کا کھانا کھایا دس ہزار پایا اور دوسروں کو پچاس ہزار پایا۔

قحط کی وجہ سے اموات

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارش نازل کرنے تک برابر رہے جب بارش ہو گئی تو میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے نودار د میں سے ہر قوم پر لوگ مقرر کیے جو ان کو ان کی بستی کی طرف روانہ کریں اور زادراہ کے لیے سواری اور غلہ دیں اور میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ بذات خود ان لوگوں کو روانہ کرتے تھے ان لوگوں میں موت بھی واقع ہوئی، میں سمجھتا ہوں کہ دو ٹکٹ مر گئے اور ایک ٹکٹ باقی رہے۔

مریضوں کی دیکھ بھال

عمرؓ کی دیکھ بھال کے پاس عمال بچھلی ہی شب میں آ جاتے تھے، جو دوز دراز مقامات کے عامل تھے، صبح ہوتی تو مریضوں کو کھلاتے اور حریرہ تیار کرتے، زیتون کے متعلق حکم تھا کہ بڑی بڑی دیکھ بھال میں آگ پر کھول جائے تاکہ اس کی گرمی اور حرارت نکل جائے پھر روٹی توڑی جاتی اور زیتون کے ساتھ لگانے کے کھائی جاتی، عربوں کو زیتون سے بخار آنے لگا۔

عمرؓ نے زمانہ قحط میں لڑکوں یا بیویوں میں سے کسی کے گھر نہیں چکھا، صرف رات کو لوگوں کے ساتھ حالیتے یہاں تک کہ اللہ نے لوگوں کو سبزر کر دیا، جس طرح وہ پہلے سرسبز تھے۔

عمرؓ کے ہاتھوں مریضوں کی امداد

مالک بن الحذافہ سے، جو بنی نصر میں سے مروی ہے کہ جب قحط کا سال ہوا تو میری قوم نے موحر کے لوگ عمرؓ کے پاس آئے اور البجانبہ میں اترے، عمرؓ ان لوگوں کو کھانا کھلاتے جو ان کے پاس آتے اور جو ان کے پاس نہ آتے ان کے گھر آنا اور کھجور اور گیہوں بھیج دیتے، ماہ بھاد میری قوم کو بھی اتنا بھیج دیتے تھے جو انھیں کافی ہوتا تھا۔
مریضوں کی تیمارداری اور ان کے مرنے والوں کے کفن کا انتظام بھی فرماتے تھے میں نے دیکھا کہ جب ان لوگوں نے اناج کھایا تو موت واقع ہونے لگی، عمرؓ خود آتے اور نماز جنازہ پڑھتے میں دیکھا ہے کہ انہوں نے دس دس پر ایک دم سے نماز پڑھی۔

جب وہ سرسبز ہو گئے تو ان سے فرمایا کہ اس گاؤں (البجانبہ) سے تم لوگ جہاں رہتے تھے وہاں روانہ ہو جاؤ۔ ان کے کمزوروں کو آپ سوار کراتے یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی بستیوں میں پہنچ گئے۔

حضرت عمرؓ کی ٹڈیاں کھانے خواہش

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے منہ سے راس بہہ رہی تھی عرض کی آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: میں بھی ہو نیم ٹڈیاں چاہتا ہوں۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ سے ابو بکرؓ

کی نڈیاں کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ میرے پاس اس کی ایک یادوٹو کریاں ہوتیں کہ ہم انہیں لیتے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس زمانے میں دیکھا وہ امیر المومنین تھے کہ ان کے لیے ایک صاع (پیمانہ) کھجوریں ڈال دی جاتی تھیں، وہ انہیں کھاتے تھے کہ ان میں کی خراب اور ردی بھی کھا لیتے تھے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ ایک صاع کھجور جس میں ردی و خراب بھی تھیں کھالی۔ ابن عمرؓ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔ عاصم بن عبید اللہ بن عاصم سے مروی ہے کہ عمرؓ اپنے جوتے میں ہاتھ پوچھتے تھے اور کہتے تھے کہ آل عمرؓ کے رومال ان کے جوتے ہیں۔

سائب بن یزید سے ہے کہ میں نے رات کا کھانا بہت مرتبہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس کھایا، وہ گوشت ردی کھا کر اپنا ہاتھ قدم سے پوچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ عمرؓ آل عمرؓ کا رومال ہے۔

حضرت عمرؓ کی مرغوب غذا

انسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو کھانوں میں سب سے زیادہ مرغوب اناج تھا اور پانی میں سب سے زیادہ مرغوب نبیذ یعنی کھجور کا آبشورہ تھا۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے مقتول ہونے تک سوائے گھی یا چربی یا جوش دیے ہوئے زیتون کے اور کسی چیز کا تیل استعمال نہیں کیا۔

احوص بن حکیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ کے پاس پکا ہوا گوشت لایا جس میں گھی بھی تھا۔ انہوں نے اس کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک سالن ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اپنی صاحبزادی حفصہؓ کے پاس گئے، انہوں نے ٹھنڈا شوربا اور روٹی ان کے آگے رکھی اور شوربے میں زیتون پکا دیا، فرمایا کہ میں ایک برتن میں دو سالن نہ کھاؤں گا، یہاں تک کہ اللہ سے ملوں۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ ایک شخص کے پاس گئے، پیاس لگی تھی، اس سے پانی مانگا تو وہ شہد لے آیا، یہ کیا ہے، اس نے کہا شہد ہے فرمایا: واللہ، یہ ان چیزوں میں نہیں ہوگا جن کا مجھ سے قیامت میں حساب لیا جائے گا۔

یسار بن نمیر سے مروی ہے کہ واللہ میں نے عمرؓ کا آٹا کبھی بغیر ان کی نافرمانی کیے ہوئے نہیں چھانا (یعنی انہوں نے چھاننے کو منع کر دیا تھا مگر یہ چھانتے تھے۔

سائب بن یزید نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے زمانہ قحط میں عمرؓ بن الخطاب کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آدھی رات کو نماز پڑھتے دیکھا، وہ کہتے تھے کہ اے اللہ ہمیں قحط سے ہلاک نہ کر اور ہم سے مصیبت کو دور کر دے، اس کلمے کو وہ دہراتے تھے۔ یسار بن نمیر سے (دوسرے طریق) مروی کہ میں نے عمرؓ کی نافرمانی کے بغیر کبھی ان کا آٹا نہیں چھانا۔

زمانہ قحط سالی میں حضرت عمرؓ کا لباس

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے بدن پر زمانہ قحط سالی میں ایک تہ بند دیکھی جس میں سولہ سو پیوند تھے۔ اور ان کی چادر چھ بالشت کی تھی، وہ کہتے تھے کہ اے اللہ اُمّت محمد ﷺ کی ہلاکت میرے قدموں پر نہ کر۔

دعائے استغفار کی ہدایت

عبداللہ بن ساعدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ جب مغرب کی نماز پڑھتے تو نداء دیتے کہ اے لوگو! اپنے رب سے استغفار کرو، اس کی طرف رجوع کرو، اس کا فضل مانگو اور اس سے بارانِ رحمت طلب کرو، جو بارانِ عزاب نہ ہو، وہ برابر ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اس کو کھول دیا۔

عبداللہ بن یزید سے مروی ہے کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جو زمانہ قحط سالی میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس حاضر تھے اے لوگو! اللہ سے دعا کرو کہ وہ قحط کو دور کرے، اور اپنے کندھے پر روزہ رکھ کر گھومتے تھے۔

نمازِ استسقا

فصیحؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نمازِ استسقا کے کیے نکلے، منبر پر کھڑے ہو کے یہ آیات پڑھیں استغفرو ربکم انہ کان غفار اللہ سے مغفرت مانگو، وہ بڑا مغفرت کرنے والا ہے اور کہتے تھے۔ استغفرو ربکم ثم ہو الیہ اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو اور اس کی طرف رجوع کرو اس کے بعد منبر سے اتر آئے تو کہا گیا یا امیر المومنین! آپ کو نمازِ استسقا سے کس نے روکا؟ فرمایا۔ میں نے آسمان کے بارش والے ان ستاروں سے جن سے بارش نازل ہوتی ہے بارش طلب کی۔

ابی وجزہ السعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ ہمیں عید گاہ کو نمازِ استسقا کے لیے لے گئے، ان کی دعا کا اکثر حصہ استغفار تھا، یہاں تک کہ میں نے کہا کہ وہ اس پر زیادہ نہ کریں گے، پھر انہوں نے نماز پڑھی، دعا مانگی اور کہا اے اللہ! ہمیں سیراب کر۔

عید گاہ پہنچ کر خطبہ سنایا

عبداللہ بن نیا را سلمیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ نے اس پر اتفاق کر لیا کہ نمازِ استسقا پڑھیں اور لوگوں کو (نماز کے لیے) لے جائیں تو انہوں نے اپنے عمال کو لکھا کہ وہ فلاں فلاں دن نکلیں، اپنے رب کے آگے زاری کریں اور اس سے درخواست کریں کہ وہ اس قحط کو لوگوں سے اٹھالے، اس روز وہ اس طرح نکلے کہ جسم پر رسول اللہ ﷺ کی چادر تھی، عید گاہ پہنچ کے لوگوں کو خطبہ سنایا اور گریہ وزاری کی، لوگ بھی گریہ وزاری کرنے لگے ان کی دعا کا اکثر حصہ صرف استغفار تھا، جب واپسی کے قریب ہوئے تو اپنے ہاتھ اٹھا کر پھیلائے اور دعا میں تضرع وزاری کرنے لگے، عمرؓ اتنی دیر تک روئے کہ ڈاڑھی تر ہو گئی۔

یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے عام الرمادہ میں خطبے سے پہلے

لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اس میں پانچ اور سات تکبیریں کہیں۔

حضرت عباسؓ کا واسطہ

ابن ابی عون سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے عباسؓ ابن عبدالمطلب سے کہا اے ابو فضل ستاروں کے (طلوع ہونے کو) کتنے روز باقی رہ گئے (بروایت القوا) انہوں نے کہا کتنے دن رہ گئے، عرض کی تھو دن، فرمایا قریب ہے کہ اللہ خیر کرے گا اور عمرؓ نے عباسؓ سے کہا کہ انشاء اللہ صبح کو آنا۔

عمرؓ دعا میں خوب زاری کی تو عباسؓ کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ! ہم تیرے آگے تیرے نبی ﷺ کے چچا کو شفیع بناتے ہیں کہ ہم سے قحط کو دور کر دے اور ہمیں بارش سے سیراب کر دے، لوگ بٹنے نہ پائے تھے کہ بارش سے سیراب کر دیے گئے اور آسمان چند روز تک ان پر برساتا رہا، جب انہیں بارش دے دی گئی، اور وہ لوگ کسی قدر سرسبز ہو گئے تو انہوں نے عرب کو مدینے سے روانہ کر دیا اور کہا کہ اپنی بستیوں میں چسے جاؤ۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ قحط میں ایک روز صبح کو میں نے عمر بن الخطابؓ کو عجزی و گریہ و زاری میں دیکھا، جسم پر ایک چادر تھی جو گھٹنوں تک نہیں پہنچتی تھی آپ استغفار میں اپنی آواز بلند کر رہے تھے، آنکھیں رخساروں پر آنسو بہ رہی تھیں، وہ اپنی جانب عباسؓ بن عبدالمطلب تھے، اس روز اس طرح دعا کی کہ وہ قبہ تھے، اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھ کے بلند آواز سے اپنے رب کو پکارا، دعا کی، ان کے ساتھ لوگوں بھی دعا کی۔

پھر آپؓ نے عباسؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا، اے اللہ ہم لوگ تیرے رسول ﷺ کے چچا کو تیرے سامنے شفیع بناتے ہیں، عباسؓ بھی بڑی دیر تک برابر ان کے پہلو میں کھڑے ہوئے، دعا کر رہے تھے اور ان کی آنکھیں برس رہی تھیں۔

یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے عباسؓ اک ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے اللہ ہم تیرے سامنے تیرے رسولؐ کے چچا کو شفیع بناتے ہیں۔

عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ کا خطبہ

سیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمر بن الخطابؓ نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو، اپنے معاملات میں بھی اور ان امور میں بھی جو لوگوں سے پوشیدہ ہیں، کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہتلا کر دیا گیا ہوں اور تم میرے ساتھ ہتلا کر دیئے گئے ہو۔

میں نہیں جانتا کہ ناراضی مجھ پر تمہارے بدلے ہے، یا تم پر میرے بدلے ہے، یا مجھے اور تمہیں دونوں کو شامل ہے۔ آؤ، کہ ہم اللہ سے دعا کریں، وہمارے قلوب کی اصلاح کرے، ہم پر رحمت کرے اور ہم سے قحط کو رفع کرے، راوی نے کہا کہ عمرؓ ایک روز اس حالت میں دیکھے گئے کہ اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا مانگ رہے تھے اور لوگوں نے بھی دعا کی وہ روئے اور لوگ بھی بڑی دیر تک روئے، پھر منبر سے اتر آئے۔

یزید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو کہتے سنا ہے: اے لوگوں مجھے خوف ہے کہ ناراضی ہم سب کو شامل ہو، لہذا اپنے رب کو مناد اور ہاتھ پھیلاؤ اور اس کی طرف رجوع کرو اور نیکی کرو۔

بارال رحمت

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ قحط کے زمانے میں ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ہمیں ذرا سی بھی ابر نظر نہ آتا تھا جب عمر بن الخطاب نے نماز استسقاء پڑھائی تو ہم لوگ کچھ دن غنظر رہے، پھر ابر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دیکھنے لگے عمر جب اندر جاتے اور باہر آتے تو زور سے تکبیر کہتے، یہاں تک کہ ہمیں کالی گھٹائیں نظر آئیں جو سمندر سے انھیں، شام کا رخ اختیار کیا، پھر اللہ کے حکم سے بارش ہو گئی۔

ابی وجزہ السعدی نے اپنے والد روایت کی کہ عرب کو وہ دن معلوم تھا، جس دن عمر نے نماز استسقاء پڑھی، ان میں سے کچھ لوگ باقی رہ گئے تھے تو وہ نماز استسقاء کے لیے اس طرح چلے کہ گویہ دبلے گدھے ہیں جو آشیانوں سے نکل رہے ہیں، یہ لوگ اللہ کے گریہ و زاری کر رہے تھے۔

اعراب کی واپسی

سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عام الرمادہ میں جب بارش ہو گئی تو میں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ اعراب کو روانہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ نکلو، نکلو، اپنے شہروں کو جاؤ۔

صدقہ و زکوٰۃ میں رعایت

یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمر نے صدقہ موخر کر دیا، سعاۃ (صدقہ وصول کرنے والوں) کو نہیں بھیجا، جب آئندہ سال ہوا اور اللہ نے اس خشک سالی کو رفع کر دیا تو ان کو حکم دیا کہ روانہ ہو، انہوں نے دو سال کی زکوٰۃ کے اونٹ اور بکریاں لیں، پھر انہیں حکم دیا کہ ایک سال تقسیم کر دیں اور ایک سال کی زکوٰۃ ان کے پاس لے آئیں۔

حوشب بن بشیر انصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ عام الرمادہ میں ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ قحط نے ہمارا مال کم کر دیا، جس کے پاس عدد کثیر تھا، اس کے پاس اتنا باقی رہ گیا کہ وہ ذکر کے قابل نہ تھا، عمر نے اس سال صدقہ وصول کرنے والوں کو نہیں بھیجا۔

جنہوں نے دو سال کی زکوٰۃ وصول کی، ایک سال کی زکوٰۃ تقسیم کر دی، اور ایک سال کی زکوٰۃ ان کے پاس لے آئے، بنی فزارہ سے صرف ساٹھ حصے ملے، جس تقسیم کر دیے گئے اور میں ان کے پاس لائے گئے۔

حکم بن الصلت سے مروی

عمر بن الخطاب صدقہ کرنے والوں کو یہ حکم دیتے تھے کہ وہ لوگوں کے پاس وہیں جائیں جہاں وہ ہوں۔
کردم سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمر نے صدقہ وصول کرنے والے کو بھیجا اور فرمایا کہ قحط نے جس کی ایک بکری اور ایک چرواہا باقی رہا ہے اسے دینا، اور جس کی پاس دو بکریاں اور دو چرواہے بچے ہوں نہ دینا۔

حکم بن الصلت سے مروی ہے کہ میں نے یزید بن شریک انصاری کو کہتے سنا کہ میں عمر بن الخطاب کے زمانے میں مویشی چراتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ صدقہ وصول کرنے کے لئے تمہارے پاس کون بھیجا جاتا تھا تو انہوں

نے کہا کہ مسلمہ بن مخلد وہ ہمارے امیروں سے صدقے لیتے تھے اور ہمارے فقیروں کو دے دیتے تھے۔

مصنوعی ہجرت کی مخالفت

زرّیں جیش سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو مدینے کے راستے پر دیکھا، وہ گندم گوں لائے اور ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے والے تھے، چند یا پر بال نہ تھے قطری چادر کو ہار کی طرح گلے میں ڈالے رہتے تھے، برہنہ پالو گوں کو دیکھتے ہوئے چلتے تھے، کہ معلوم ہوتا گھوڑے پر سوار ہیں وہ کہتے تھے کہ اے اللہ کہ بندو، ہجرت کرو اور بناوٹ کی ہجرت نہ کرو، اس سے بچو کہ تم میں سے کوئی شخص خرگوش کو لاشی مارے یا پتھر مارے اور اس کے کھانے کو کھے یہ ضروری ہے کہ تمہارے لیے دھار، نیزہ اسے ذبح کر دے۔

عاصم سے دریافت کیا گیا کہ (ہجرت کرو اور بناوٹ کی ہجرت نہ کرو)

کا مطلب ہے تو انہوں نے کہا کہ سچے مہاجرین بنو اور مہاجرین کے مشابہ نہ بنو کہ جیسے تم ان میں سے ہو۔

حضرت عمرؓ کے رنگ میں تغیر کی وجہ

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ حدیث مشہور نہیں ہے کہ عمر گندم گوں تھے البتہ عام الرمادہ میں جب انہوں نے زیتون کھایا تو ان کا رنگ بدل گیا۔

عیاض بن خلیفہ سے مروی ہے کہ میں نے عام الرمادہ میں عمرؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ سیاہ رنگ کے تھے حالانکہ وہ سفید رنگ کے گورے تھے، کہا جاتا ہے کہ یہ کاہے سے ہوا تو فرماتے کہ ایک عربی آدمی تھا، لوگوں پر قحط آیا اس نے دونوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا، اُس نے زیتون کھایا جس سے اُس کا رنگ بدل گیا اور بھوکا رہا تو اور زیادہ ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کا حلیہ

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ بڑے گورے آدمی تھے، جن پر سُرخ غالب تھی، لائے تھے، چند یا پر بال نہ تھے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے میں نے ابن عمرؓ کو عمرؓ کا حلیہ بیان کرتے سنا کہ وہ گورے آدمی تھے، جن پر سُرخ غالب تھی، لائے قد کے تھے، چند یا پر بال نہ تھے، سفید بال والے تھے۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو کہتے سنا کہ ہم میں سیاہی صرف ہمارے ماموں اور عبداللہ بن عمرؓ کی والدہ نہ نب بن مظعون بن حبیب بن وہب بن خذافہ بن جع کی طرف سے آئی، ماموں سب سے زیادہ اپنی طرف کھینچنے والا ہے اور میرے پاس نکاح ہمارے کی طرف سے آیا، یہ دونوں خصلتیں میرے والد رحمہ اللہ میں نہ تھیں، میرے والد گورے تھے، عورتوں سے نکاح شہوت کی وجہ سے نہیں کرتے تھے، محض اولاد کی طلب کے لیے کرتے تھے۔

شر میں وسعت کر دینا

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو بغیر اس کے کسی قوم کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا

کہ وہ اُن لوگوں سے اونچے تھے۔

عبید بن عمیر سوئے مروی ہے کہ عمرؓ درازی قد میں سب پر فوقیت رکھتے تھے۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ اپنے ہاتھ سے سب کام کرتے تھے ابو ہلال سے مروی ہے کہ میں نے ابوالتیاح کو حسن کی مجلس میں بیان کرتے سنا کہ وہ ایک چرواہے سے ملے اور اُس سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ یہ شخص جو اپنے ہاتھ سے ہر کام کرنے والا ہے اسلام لے ملے آیا یعنی عمرؓ، اُس نے کہا کہ وہ شخص جو بازار شخص عکاظ میں کشتی لڑا کرتا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں، اُس نے کہا کہ دیکھو خبردار، یہ تو وہ اُن لوگوں کی خیر میں وسعت کر دے گا، یا اُن کے شر میں وسعت کر دے گا۔

چلنے میں پاؤں پھیلا کے چلتے تھے

مسلمہ بن حنفیہ یا بشر بن حنفیہ سے مروی ہے کہ میں عمرؓ کو دیکھا کہ وہ مونے آدمی تھے۔

ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ایسے جسیم (خوبصورت جسم کے) تھے کہ بنی سددوس کے معلوم ہوتے تھے۔

ہلال بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ اپنے چلنے میں تیز چلتے تھے، اور وہ گندم گوں آدمی تھے جو بنی سددوس کے لوگوں میں ہوتے تھے، اُن کے دونوں پاؤں کے درمیان کشادگی تھی (یعنی چلنے میں پاؤں پھیلا کے چلتے تھے) نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ عمرؓ کی چند یا کے بال جاتے رہے، پھر اُن کے بالوں کا جانا بہت بڑھ گیا۔

جلال فاروقی

اسلم سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ جب وہ غضب ناک ہونے لگے تو اپنی مونچھ پکڑ کے اپنے منہ کی طرف پھیر لیتے تھے اور اس میں پھونکتے تھے۔

عامر بن عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اہل بادیہ میں سے ایک شخص (دیہاتی) عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین ہمارے شہر وہ ہیں جن پر زمانہ جاہلیت میں ہم جنگ کی اور زمانہ اسلام لائے، اس کے بعد ہم پر غصہ کیا جاتا ہے، عمرؓ پھونکنے لگے اور اپنی مونچھ بٹنے لگے۔

حضرت عمرؓ کی ران پر سیاہ نشان

عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے، کپڑا اُن کی ران سے ہٹ گیا تو نجران کے کوہم اپنی کتابوں میں کہ وہ ہمیں ہماری زمین سے نکالے گا ابی مسعود انصاری سے مروی ہے کہ ہم لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص گھوڑے پر سوار سامنے آیا اُسے ایڑا مارتا ہوا قہقہہ مارتا تھا، قریب تھا کہ چل دے، ہم اُس سے ڈر کے کھڑے ہو گئے، دیکھا تو وہ عمرؓ بن الخطاب تھے، ہم نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ کے بعد کون ہے، فرمایا تمہیں نئی بات کیا معلوم ہوئی، مجھے طبیعت میں فرحت معلوم ہوئی تو میں نے گھوڑا لیا اور اس پر سوار ہوا۔

مہندی کا خضاب

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ نے مہندی کا خضاب کیا، انس بن مالک سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ عمرؓ مہندی سے بالوں کو مضبوط کرتے تھے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ مہندی سے اپنی ڈاڑھی کو زرد کرتے اور اپنے سر کو قوت دیتے تھے۔

حضرت عمرؓ کے لباس پر پیوند

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس زمانے میں دیکھا جب وہ امیر المومنین تھے کہ اپنے (کرتے میں) شانوں میں تین پیوند لگائے ہوئے تھے، جن میں ایک دوسرے سے بڑا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس حالت میں حجرۂ عقبہ کی رمی کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک تہ بند تھی جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے، حالانکہ وہ اس زمانے میں والی تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے شانوں کے درمیان تین پیوند تھے۔ انس سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کے شانوں کے درمیان ان کے کرتے میں چار پیوند دیکھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمرؓ کے پاس تھے، وہ ایسا کرتے پہنتے تھے، جس کی پیٹھ میں چار پیوند تھے، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی فا کہتہ و اباء، اور فرمایا الا اب کیا چیز ہے، فرمایا کہ یہ محض تکلیف کو کہتے ہیں پھر پر کیا غفلت ہے کہ نہیں جانتے کہ الکت کیا چیز ہے۔

ایک اور روایت

ابی عثمان سے مروی ہے کہ مجھے ایسے شخص نے خبر دی جس نے عمرؓ کو جہم کی رمی کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک قطری تہ بند تھی جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔

ابی الحسن الطائی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے جسم پر وہ نماز پڑھ رہے تھے ایک تہ بند دیکھی گئی، جس میں پیوند تھے، ان میں سے بعض چمڑے کے تھے، حالانکہ وہ امیر المومنین تھے۔

ابی عثمان الہندی سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو تہ بند دیکھی جس میں انہوں نے چمڑیکا پیوند لگایا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کا کرتہ دیکھا جس میں شانے قریب کئی پیوند تھے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس حالت میں بیت المقد کا طواف کرتے دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک تہ بند تھی جس میں بارہ پیوند تھے اور ان میں سے ایک نمڑا چمڑیکا تھا۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں عمرؓ بن الخطاب کو رمی جہار کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک تہ بند تھی جس میں ان کے پنجھی نے کے مقام پر پیوند لگا ہوا تھا۔ حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کی تہ

بند میں بارہ بیوند تھے جن میں بعض چمڑے کے تھے، حالانکہ وہ امیر المومنین تھے۔
عمر و میمون سے مروی ہے کہ جس دن عمر بن الخطابؓ پر حملہ کیا گیا میں نے ان کے بدن پر زرد تہ بند دیکھی۔

رسول اللہ ﷺ کی حضرت عمرؓ کو نیا لباس پہننے کی نصیحت

ابی اراشہب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بدن پر ایک کڑتہ دیکھا تو فرمایا کہ تمہارا کڑتہ نیا ہے پہنا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، بلکہ پہنا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا کہ نیا پہنو، اچھی زندگی بسر کرو۔ اور شہادت کی وفات پاؤ، اللہ تمہیں دنیا و آخرت کی آنکھ کی ٹھنڈک عطا کرے۔

ابی اراشہب نے مزینہ کے ایک شخص سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ کے جسم پر ایک کپڑا دیکھا تو پوچھا کہ تمہارا یہ کپڑا نیا ہے یہ دھلا ہوا، انہوں عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ“ دھلا ہوا ہے۔
فرمایا: عمرؓ نیا پہنو، اچھی طرح زندگی بسر کرو، شہادت کی وفات پاؤ، اور اللہ تمہیں دنیا و آخرت میں آنکھ کی ٹھنڈک عطا کرے۔

عمر بن میمون سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطابؓ موٹا کپڑا پہن کر ہماری امامت کی، عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کھنجر مارا گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کے جسم پر زرد چادر تھی۔ جسے انہوں نے اپنے زخم پر ڈھانک لیا تھا اور کہتے تھے ”کان امر اللہ قد را مقدورا“ (اللہ کا حکم اندازہ کیا ہوا ہے)

حضرت عمرؓ کا سنبلانی کڑتہ

عبد العزیز بن ابی جمیلہ انصاری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطابؓ نے جمعے کی نماز میں آنے میں دیر کی، جب نکلے اور منبر پر چڑھے تو لوگوں سے معذرت کی، فرمایا صرف مجھے میرے اس کڑتے نے روکا، میرے پاس سائے اس کے دوسرے کڑتہ تھا جو سیاہ تھا اُن کا سنبلانی کڑتہ تھا جس کی آستین پہنچے سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔
بدیل بن میسرہ سے مروی ہے کہ ایک روز عمرؓ بن الخطابؓ جمعے کے لیے نکلے، بدن پر ایک سنبلانی کڑتہ تھا، دووں سے تاخیر کی معذرت کرنے لگے کہ مجھے میرے اس کڑتے نے روکا، وہ اپنی آستین کو کھینچنے لگے، وہ اُسے جب چھوڑتے تھے تو اُن کی انگلیوں کے کناروں کی طرف پلٹ جاتی تھی۔

حضرت عمرؓ کی کڑتہ دھونے کی فرمائش

یناف بن سمان سے، جو فلاں دیہات کے کاشت کار تھے، مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطابؓ میرے پاس سے گزرے، اپنا کڑتہ میرے پاس ڈال دیا اور فرمایا اسے اِشان (گھاس) سے دھو ڈالو، میں نے دو قطری کپڑوں کا قصد کیا اور اُن دونوں سے کڑتے بنا کے اُن کے پاس لایا، میں نے کہا کہ یہ پہنے کیونکہ یہ زیادہ نرم ہے، پوچھا کہ یہ تمہارا مال کا ہے۔ فرمایا اس میں کوئی اور ذمہ داری بھی شامل ہے (یعنی سلائی وغیرہ کی) میں نے کہا نہیں۔
میں نے اس کی سلائی کے، فرمایا کہ جاؤ میرے پاس میرا قمیص لاؤ۔

پچھلے دنوں نے پہن لیا جو اِشان (گھاس) سے زیادہ سبز تھا۔

اون اور لشیم سے ملے ہوئے کپڑے

اسامہ بن زید نے اپنے باپ دادا سے روایت کی، میں نے عمرؓ کے بدن پر جب وہ خلیفہ تھے ایک تہ بند دیکھی جس میں چار جگہ پیوند لگا ہوئے تھا کہ ایک دوسرے سے بڑا تھا، مجھے اس کے سوا اُن کی کوئی اور تہ بند معلوم نہ تھی انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کے بدن پر تہ بند دیکھی جس میں چودہ پیوند تھے بعض چمڑے کے تھے۔ اُن کے بدن پر نہ کوئی کڑ تہ تھا اور نہ کسی چادر کا عمامہ بندھا ہوا تھا اُن کے پاس درہ تھا، مدینے کے بازار میں گھوم رہے تھے۔

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ناف پر تہ باندھتے تھے۔ عامر بن عبیدہ الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے انسؓ سے حق (اون اور لشیم سے ملے ہوئے کپڑے) کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں تو یہ چاہتا تھا کہ اللہ اُسے پیدا ہی نہ کرتا، سوائے عمرؓ و ابن عمرؓ کے اصحاب نبی ﷺ میں کوئی ایسا نہیں جس نے اسے نہ پہنا ہو۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے بائیں ہاتھ میں انگلی پھنی۔ عمر و ظہن میمون نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ جو دعائیں کرتے تھے اُس میں کہتے تھے کہ "اللہم تو فتی مع الابرار ولا تخلفنی فی الاشرار و فنی عذاب النار و الحفنی بالاخیار"۔ (اے اللہ مجھے نیکوں کے ساتھ وفات دے اور مجھے بدوں میں نہ چھوڑ اور مجھے عذاب دوزخ سے بچا اور نیکو میں ملا)

حضرت عمرؓ کی شہادت کی تمنا

حصہ زوجہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا، اے اللہ، مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا کر، اور اپنے بنی کے شہر میں وفات عطا کر، عرض کی کہ یہ کہاں سے ہوگا (شہادت بھی ہو انی کا شہر بھی ہو) بھلا کس کی مجال ہے کہ وہ بنی کے شہر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے (فرمایا، اللہ اپنا حکم جہاں چاہے لاسکتا ہے۔ زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری راہ میں شہادت اور تیرے بنی ﷺ کے شہر میں وفات مانگتا ہوں۔

حضرت عمرؓ کی تین خصلتیں

ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عوف بن مالک نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک ہی جگہ جمع کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک شخص اور لوگوں سے تین گز بلند ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو کہا عمرؓ بن الخطاب، پوچھا کہ وہ کس سبب سے ان لوگوں سے بلند ہیں، اُس نے کہا کہ اُن میں سے تین خصلتیں ہیں، کہ وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرتے، وہ شہید بنائے ہوئے شہید ہیں اور خلیفہ بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔

عوف بن مالک کا خواب

عوف ابو بکرؓ کے پاس آئے اور اُن سے بیان کیا تو انھوں نے عمرؓ کو بلا بھیجا انھیں خوشخبری دی اور عوف سے کہا کہ اپنا خواب بیان کرو، جب انہوں نے کہا کہ وہ خلیفہ بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو عمرؓ نے انہیں جھڑک کر خاموش کر دیا۔

عمرؓ والی ہو کر ملک شام گئے، جس وقت خطبہ سنارہے تھے اُن کی نگاہ عوف بن مالک پر پڑی۔ انہیں بلا کے اپنے پاس منبر پر چڑھا لیا اور فرمایا کہ اپنے خواب بیان کرو۔

انھوں نے اُسے بیان کیا، فرمایا: یہ امر کہ میں اللہ کے ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا، تو میں اللہ سے آرزو کرتا ہوں کہ وہ مجھے اُن لوگوں میں کر دے لیکن خلیفہ بنایا ہوا، خلیفہ تو میں خلیفہ بنایا گیا ہوں، میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اُس نے جو چیز میرے سپرد کر دی ہے اُس پر میری مدد کرے، اور شہید بنایا ہوا شہید، تو مجھے کہاں سے شہادت مل سکتی ہے، میں جزیرہ العرب میں ہوں، جہاد نہیں کرتا اور لوگ میرے ارد گرد ہیں، مجھے افسوس ہے، مجھے افسوس ہے، اگر اللہ چاہے تو اُسے لے آئے گا۔

حضرت عمرؓ اور کعب بن احبار کی گفتگو

سعد الجاری مولائے عمرؓ بن الخطاب نے اُم کلثوم بنت علیؓ بن ابی طالب کو جو اُن کی بیوی تھیں بلایا، انھیں روتا ہوا پایا تو پوچھا کہ چیز زلاتی ہے۔ انھوں نے کہا یا امیر المومنین یہ یہودی یعنی کعب احبار جو کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہیں۔

عمرؓ نے کہا کہ ماشاء اللہ، واللہ مجھے اُمید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کیا ہے۔ پھر انہوں نے کعب کے پاس کسی کو بھیج کر بلا یا جب کعب اُن کے پاس آئے تو کہا یا امیر المومنین مجھ پر جلدی نہ کیجیے، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تادقت یہ کہ آپ جنت میں داخل نہ ہوں ذی الحجہ ختم نہ ہوگا، عمرؓ نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے کہ ایک مرتبہ جنت میں ایک مرتبہ دوزخ میں، انہوں نے کہا۔

یا امیر المومنین قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ہم آپ کو کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ آپ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر (کھڑے ہو کر) لوگوں کو اُس میں گرنے سے روکتے ہیں، جب آپ مرجائیں گے تو وہ لوگ قیامت تک برابر زبردستی اُس میں داخل ہوتے رہیں گے۔

ابو موسیٰ اشعریؓ کا خواب

ابی موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ خواب میں دیکھا کہ میں نے بہت سے راستے اختیار کیے سب مٹ گئے، ایک راستہ رہ گیا جس پر میں چل کے میں ایک پہاڑ تک پہنچا، اتفاق سے رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما تھے اور عمرؓ کی طرف ارشاد فرما رہے تھے کہ آؤ، میں نے کہا "إِنَّا إِلَيْهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" واللہ امیر المومنین مرجائیں گے۔ راوی نے کہا کہ آپ یہ عمرؓ کو لکھ کیوں نہیں دیتے؟ جواب دیا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ خود انہی کو لکھوں۔

حضرت حذیفہؓ کی فتنہ کے متعلق پیشگوئی

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطابؓ کہ ہمراہ وقوف عرفات کیا تھا۔ امیر اونٹ ان کے اونٹ کے پہلو میں تھا اور میرا گھنا ان کے ان گھسنے سے لگ رہا تھا، ہم لوگ منتظر تھے کہ آفتاب غروب ہوا تو لوٹیں۔

انہوں نے لوگوں کی تکبیر اور دعا اور جو کچھ کر رہے تھے اسے دیکھا تو پسند کیا اور فرمایا اے حذیفہؓ تمہاری رائے میں یہ طریقہ لوگوں کے لیے کب تکل باقی رہے گا، عرض کی کہ فتنے پر ایک دروازہ لگا ہوا ہے، جب وہ توڑ ڈال جائے گا، یا کھول دیا جائے گا، تو وہ نکلے گا، عمرؓ گھبرا گئے اور فرمایا کہ وہ فرمایا کہ وہ کونسا دروازہ ہے اور اس کا نوٹیا کھولنا کیا ہے، عرض کی کہ ایک شخص مرے گا یا قتل ہو جائے گا۔

فرمایا: اے حذیفہؓ تمہاری رائے میں قوم میرے بعد کس کو امیر بنائے گی، عرض کی رائے میں لوگ عثمانؓ بن عفان کا سہارا لیں گے۔

جبال عرفہ کا واقعہ

جبیر بن معطمؓ سے مروی ہے جس وقت عمرؓ جبال عرفہ پر کھڑے تھے۔ ایک شخص کو چلاتے سن، یہ خیفہؓ، اُسے ایک اور آدمی نے سنا، حالانکہ لوگ سفر کی تیاری کر رہے تھے۔

اُس نے کہا کہ تجھے کیا ہوا، خدا تیرا سلق بند کرے، میں اُس شخص کی طرف متوجہ ہوا چلائے کہا کہ اُس کو گولی نہ دو، میں کل مڑے ساتھ عقدہ پر کھڑا ہوا تھا جس کی رومی کر رہے تھے کہ یکا یک ایک نامعلوم کنکری آئی جو عمرؓ کے سر میں لگی، اور اُس نے اُن کا سر پھوڑ دیا، میں نے کسی شخص کو پہاڑ پر سے کہتے سنا کہ قسم ہے رب کے کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس سال کے بعد اس موقف میں عمرؓ بھی کھڑے نہ ہوں گے۔

جبیر بن معطمؓ نے کہا کہ اتفاق سے وہ شخص وہی تھا جو کل ہم لوگوں میں چلایا تھا اور وہ مجھ پر بہت سخت نزارا۔

حضرت عمرؓ کا آخری حج

عائشہؓ سے مروی ہے کہ آخری حج میں جو عمرؓ نے امہات المؤمنینؓ و رایا ہم لوگ عرفے سے پٹے، میں انھیں (مینو) لکے کے درمیانی مقام سے زری تو زری تو ایک شخص اپنی مواری پر کہتے سنا کہ امیہ المؤمنینؓ مڑ رہے تھے۔ میں نے دوسرے آدمی کو جواب دیتے سنا کہ امیر المؤمنینؓ یہاں تھے، پھر اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور گائے کی آواز بلند کر کے کہا

علیک سلام من امام و بارکت ۱۔ ید اللہ فی ذاک الادیمہ الممزق

(اے امہات پر سلام ہو اور اللہ کا ہاتھ اس پھیلی ہوئی کشادہ زمین میں بکت کرے)

فمن یسع او برکت جناحی بعامہ ۲۔ لید رک ما قدمت بالامن یسلو

(پھر جو دوزے گایا شہر کے بازوؤں پر سے اربو کا تہمت جو کچھ کل بھیجا اُسے آگے جاتا ہوا پائے گا۔)

قصیت امیر ائمه عادت بعدھا ۳۔ بواق فی اکھامہا لمہ تعق

(تم نے تمام امور پورے کر دیے، اس کے بعد تم نے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ وہ وہیاں ہیں جو اس طرح اپنے مناف میں ہیں کہ چسپی نہیں ہیں)

اس سوار نے وہاں سے جنبش بھی نہ کی اور نہ معلوم ہوا کہ وہ کون ہے، ہم لوگ بیان کیا کرتے تھے کہ وہ جنوں میں سے تھا، عمرؓ اس حج سے آئے اور انھیں خبر مارا گیا اور وہ انتقال کر گئے۔

محمد بن جبیر بن معطم نے اپنے والد سے اسی حدیث کے مثل روایت کی ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ وہ شخص جس نے عرفات میں کہا کہ اے خلیفہ خدا تمہیں موت دے، اس سال کے بعد عمرؓ اس موقف میں کبھی نہ کھڑے نہ ہوں گئے اور جس شخص نے جمرے پر کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ واللہ میں سوائے اس کے نہیں دیکھتا کہ امیر المومنین عنقریب قتل کیے جائیں گے وہ شخص قبیلہ لہب کا تھے جو الازو کے لطن سے ہے اور وہ گھوم رہا تھا۔

موسے بن عقبہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ سے پوچھا کہ یہ اشعار کہتے والا کون ہے؟ جزی اللہ حیرا من اہام باریک الخ (علیک سلام من امام و باریکت) تو لوگوں نے کہا کہ مژر رضرا عائشہؓ نے کہا کہ میں اس کے بعد مرزہ سے ملی تو انھوں نے خدا کی قسم کھائی کہ وہ اس سال کی موسم حج میں موجود نہ تھے۔

فتنہ گمراہی سے بچنے کی تلقین

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ جب منی سے واپس ہوئے تو انھوں نے الا بطح میں اونٹ بٹھا یا سگر بڑے جمع کر کے اُن کا ایک چہرہ اور اُس پر اپنی چادر کا کنارہ ڈال دیا اور اُس پر چت لیٹ گئے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا کہ اللہ میرا سن زیادہ ہو گیا، قوت کم ہو گئی ہے، رعیت پھیل گئی لہذا تو مجھے بغیر اس کے کہ میں کچھ ضائع کر دوں یا کچھ گھٹا دوں اپنے پاس اٹھالے۔ جب مدینے پہنچے تو خطبہ سنا کہ اے لوگو! تمہارے لیے فرائض فرض کر دیے گئے۔ اور طسنتی مسنون کر دی گئیں، تم لوگ کھلے ہوئے راستے پر چھوڑ دیے گئے۔ پھر داہنا ہاتھ بائیں پر مارا اور فرمایا سوائے اس کے کہ تم لوگوں کو داہنے اور بائیں گمراہ کرو، اس سے بچنا، آیت رجم کو ترک کر کے ہلاک نہ ہونا کہ کوئی کہنے والا کہے کہ کتاب اللہ میں ہم دو حدیں (سزائیں) نہیں مقرر کی گئیں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نے رجم فرمایا اور ہم نے بھی رجم کیا (یعنی زانی کو سنگسار کیا) واللہ، اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں نئی بات بڑھادی تو میں اس کو قرآن میں لکھ دیتا، کیونکہ ہم نے اس (قرآن) میں پڑھا ہے۔

کہ "الشیخ والشیختہ اذا زیبا فار جموا ہما" (بڑھا اور بوڑھیا جب زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کر دو) سعید نے کہا کہ ذی الحجہ ختم نہ ہوا تھا کہ انہیں خبر مار دیا گیا۔

حضرت عمرؓ کی زندگی سے بیزاری

حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا، اے اللہ میرا سن بڑھ گیا، ہڈیاں پتلی ہوئیں، مجھے اپنی رعیت کے انتشار کا اندیشہ ہے، بغیر عاجز ہوئے اور بغیر نشانہ ملاست بنے مجھے اپنے پاس اٹھالے۔

حضرت عمرؓ کا خواب

سعید بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جمعے کے دن لوگوں کو خطبہ سنایا، انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی جس کے لائق ہے پھر فرمایا، مابعد، یا لوگو! میں نے خواب دیکھا ہے جو بغیر اجل کی نزوی کی کے مجھے نہیں دکھایا گیا

حضرت عمرؓ سے وصیت کی درخواست

ابی حزمہ نے کہا کہ میں نے بنی تمیم کے ایک شخص سے جن کا نام جویریہ بن قدامہ تھا۔ سنا کہ میں نے اُس سال حج کیا جس سال عمرؓ کی وفات ہوئی۔ وہ مدینے آئے، لوگوں کو خطبہ سنایا کہ میں نے خواب میں ایک مرغ دیکھا جس نے مجھے چونچ ماری، وہ اس جمعے کے سوا دوسرے جمعے تک زندہ نہ رہے کہ خنجر مار دیا گیا۔

فرمایا عیادت کے لیے اصحاب رسول ﷺ، اہل مدنیہ، اہل شام، پھر اہل عراق آئے، جب کوئی قوم داخل ہوتی ہے تو روتے تھے۔ اور ان کی مدح کرتے تھے۔ میں بھی ان لوگوں میں میں تھا جو داخل ہوئے، اتفاق سے وہ اپنے زخم پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ ہم نے ان سے وصیت کی درخواست کی اور ہمارے سوا کسی نے وصیت کی درخواست نہیں کی۔

فرمایا کہ میں تمہیں کتاب اللہ (پر عمل کرنے) کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ تم لوگ جب تک اس کی پیروی کرو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گئے۔

مہاجرین کی قدردانی

میں تمہیں مہاجرین کی قدردانی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ آدمی تو بہت بھی ہوں گے اور تھوڑے بھی ہوں گے (مگر مہاجرین جو ہیں وہی رہیں گے اور یہ بھی روز بروز اٹھتے جائیں گے)

انصار کی عزت

میں تمہیں انصار کی قدردانی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ اسلام کی وہ گھائی ہیں جس کی طرف اسلام نے پناہ لی۔

اعراب کے لیے نصیحت

میں تمہیں اعراب کے مت متعلق بھی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہی تمہاری اصل و مادہ ہیں۔ شعبہ نے کہا کہ راوی نے ہم سب سے دوبارہ یہ حدیث بیان کی تو اس میں اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ تمہاری اصل و مادہ ہیں اور وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دشمن کے دشمن ہیں

اہل ذمہ کے لیے وصیت

میں تمہیں اہل ذمہ کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں (اہل ذمہ: غیر مسلم رعایا) کیونکہ وہ تمہارے نبی ﷺ کی ذمہ داری میں ہیں اور تمہارے اہل و عیال کا رزق ہیں۔

بس اب میرے پاس اٹھ جاؤ۔

عمر بن میمون سے مروی ہے کہ میں آیا تو اتفاق سے عمرؓ، حذیفہؓ اور عثمان بن حنیفؓ کے پاس کھڑے ہوئے فرما رہے تھے کہ تم دونوں کو اندیشہ ہے کہ تم نے زمین پر اتنا بوجھ (یعنی محصول) لا دیا جس کی اسے طاقت نہیں،

عثمانؓ نے کہا اگر آپ چاہے تو میں اپنی زمین دو چند کر دوں، حذیفہؓ نے کہا کہ میں نے پراقتا لادیا ہے جس کی اسے طاقت ہے اور اس میں کوئی بڑی زیادت نہیں، فرمانے لگے کہ جو (زمین) تم دونوں کے پاس ہے، اسے دیکھو، اگر تم نے زمین پراقتا (محصول) لادیا ہو جس کی اسے طاقت نہ ہو، پھر فرمایا، واللہ اگر اللہ نے مجھے سلامت تو میں ضرور اہل عراق کی بیوہ عورتوں اس حالت چھوڑوں گا کہ میرے بعد کبھی کسی کی محتاج نہ ہوں۔

حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ

راوی نے کہا کہ چار دن ہی گزرے تھے کہ ان پر حملہ کر دیا گیا، جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو دو صفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ برابر کھڑے ہو جاؤ، لوگ برابر ہوئے تو آگے بڑھے اور تکبیر کہی، جب تکبیر کہی تو انھیں نے خنجر مارا گیا۔

راوی نے کہا کہ میں نے انھیں فرماتے سنا مجھے کتے نے قتل کر دیا یا کتے نے کھا لیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کیا فرمایا، وہ کافر (قاتل) جس کے ہاتھ میں چھری تھی دونوں طرف اڑا جو داہنے ہاتھ میں کسی آدمی کے پس سے بغیر اسے زخمی کیے گزرتا تھا، اس نے تیرہ آدمی کو زخمی کیا اور نو مر گئے، جب ایک مسلمان نے دیکھا تو انھوں نے اپنے بھائی کے نیچے کی لمبی ٹوپی اس پر ڈال دی کہ اسے گرفتار کر لیں، جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ گرفتار ہو جائے گا تو اپنے بھی چھری بھونک لی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی امامت نماز

عمرؓ کو زخمی کیا گیا تو میرے اور ان کے درمیان سوائے ابن عباسؓ کے اور کوئی نہ تھا، انھوں نے عبدالرحمن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا، اس روز لوگوں نے نماز فجر مختصر ادا کی، مسجد کے اطراف لوگوں کا معوم نہ تھا۔ کہ کیا واقعہ ہے، اہل بیت جب انھوں نے عمرؓ کی آواز نہ سنی تو سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے۔

لوگ واپس ہوئے تو سب سے پہلے جو صاحب منبر کے پاس گئے وہ ابن عباسؓ تھے۔ انھوں نے (ابن عباسؓ سے) فرمایا دیکھو تو مجھے کس نے قتل کیا۔

ابن عباسؓ روانہ ہوئے، تھوڑی دیر تک گھومتے رہے، پھر ان کے پاس آئے اور کہا کہ مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام نے جو بیٹھتی تھا۔ آپ کو قتل کیا ہے، فرمایا خدا اس غارت کرے، اس کی کوئی شکایت نہ تھی، سوائے اس کے کہ میں نے اس کے متعلق ایک اچھی بات کا حکم دیا تھا۔

حضرت عمرؓ کا اظہار تشکر

پھر فرمایا سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے میری موت ایسے شخص سے ہاتھ سے نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ ابن عباسؓ سے فرمایا کہ تم اور تمہارے والد چاہا کرتے تھے کہ مدینے میں کفار کی کثرت ہو۔

ابن عباسؓ نے کہا اگر آپ چاہیں تو ہم کریں، فرمایا کہ آیا اس کے بعد کہ تم اپنی گفتگو کر چکے ہو، اپنی نماز پڑھ چکے، اپنے حج کر چکے، لوگوں کی عرض کی کہ آپ پر کوئی تنگی نہیں ہے، انھوں نے نبیذ (نہال تمر) منگائے پی، وہ نے زخم سے نکل گئی، پھر انھوں نے دو دھ منگاکے پیا، تو وہ بھی زخم سے نکل گیا۔

جب انھیں یقین ہو گیا کہ موت ہے تو فرمایا اے عبد اللہ بن عمرؓ مجھ پر کتنا قرض ہے، انھوں نے حساب کیا تو چھیا سی ہزار درم نکلے، فرمایا اے عبد اللہ، اگر آل عمر کا مال اس کے لیے کافی ہو تو ان کے مال سے ادا اگر ان کا مال کافی نہ ہو تو بنی عدی بن کعب سے مانگنا، اگر وہ بھی کافی نہ ہو تو قریش سے مانگنا، اور ان کے علاوہ کسی اور سے نہ کہنا۔

حضرت عمرؓ کی حضرت عائشہؓ سے درخواست

پھر فرمایا، اے عبد اللہ، ام المومنین عائشہؓ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ عمرؓ آپ کو سلام عرض کرتا ہے (عمرؓ ہی کہنا) امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ میں آج ان کا امیر المومنین ہوں (بعد سلام کہنا کہ وہ) کہتا ہے کہ آپ اسے اجازت دیتی ہیں وہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جائے؟ ابن عمرؓ ان کے پاس آئے تو انھیں اس حالت میں پایا کہ وہ بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں سلام کیا اور کہا کہ عمر بن الخطاب اس امر کی اجازت چاہتے ہیں کہ انھیں ان کے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ عائشہؓ نے کہا کہ واللہ میں اس قبر کی جگہ کو اپنے لیے چاہتی تھی لیکن آج میں انہیں اپنے اوپر ضرورت ترجیح دوں گا۔

حضرت عمرؓ کو پہلے رسولؐ میں دفن ہونے کی اجازت

جب (ابن عمرؓ) آئے تو عمرؓ کو خبر کی گئی کہ یہ عبد اللہ بن عمرؓ ہیں، فرمایا مجھے اٹھائے، انھیں ایک آدمی نے اپنے سینے سے لگا کے بٹھادیا، فرمایا تمہارے پاس کیا (جواب) ہے۔

انھوں نے کہا کہ عائشہؓ نے آپ کی اجازت دے دی، عمرؓ نے کہا کہ اس خواب گاہ سے زیادہ اہم میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی۔ اے عبد اللہ ابن عمرؓ دیکھو جب میں مرجاؤں تو مجھے تابوت پر اٹھانا، دروازے پر کھڑا کرنا اور کہنا کہ عمر بن الخطاب چاہتا ہے۔

اگر عائشہؓ اجازت دیں تو مجھے اندر لے جانا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے قبرستان میں دفن کر دینا۔ جب انھیں اٹھالیا گیا تو یہ حالت تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں پر سوائے آج کے کوئی مصیبت ہی نہیں آئی۔ عائشہؓ نے ان کے لیے اجازت دی، وہ (رحمہ اللہ) اس مقام پر دفن کیے گئے جہاں اللہ نے نبی ﷺ اور ابو بکرؓ کے ساتھ ان کا اکرام کیا۔

انتخابی مجلس

موت کا وقت آیا تو لوگوں نے کہا کہ اپنا خلیفہ بنا دیجیے، فرمایا کہ میں ان چھ آدمیوں سے زیادہ کسی کو اس کا امر کا اہل نہیں پاتا جن سے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک راضی رہے، ان میں سے جو خلیفہ بنا لیا جائے وہی میرے بعد خلیفہ ہے۔

انھوں نے علیؓ، طلحہؓ، عبد الرحمنؓ اور سعدؓ کا نام لیا، اگر سعدؓ کو (خلافت) ملے تو خیر، ورنہ ان لوگوں میں سے مدد ملی جائے کیونکہ میں نے انھیں (عراق کی گورنری سے) کسی کمزروی یا خیانت کی وجہ سے معزول کیا ہے۔

انھوں نے عبد اللہ کو ان کے ساتھ کر دیا کہ لوگ ان سے مشورہ کریں، مگر ان کے لیے خلافت میں کوئی حصہ نہ تھا۔

حضرت زبیرؓ و طلحہؓ اور سعدؓ کی حق سے دستبرداری

لوگ جمع ہوئے تو عبدالرحمنؓ نے کہا کہ تم لوگ اپنا معاملہ اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دو، زبیرؓ نے علیؓ کے سپرد کر دیا۔ طلحہؓ نے عثمانؓ کے اور سعدؓ نے عبدالرحمنؓ کے تفویض کیا، جب معاملہ ان تینوں کے سپرد کر دیا گیا۔ تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔

عبدالرحمنؓ نے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو میرے حق میں اپنے دعوے سے بری ہوتا ہے، اللہ نے مجھ پر لازم کیا ہے۔ کہ تم سے افضل اور مسلمان کے لیے بہتر کے انتخاب سے کوتاہی نہ کروں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف کی حق خلافت سے دستبرداری

شیخین یعنی علیؓ و عثمانؓ نے سکوت کیا۔ عبدالرحمنؓ نے کہا کہ تم دونوں اس صورت میں اس کو میرے سپرد کرتا ہو کہ میں اس سے دست بردار ہوتا ہوں، واللہ میں تم سے افضل اور مسلمانوں کے لیے بہتر انتخاب سے کوتاہی نہ کروں گا، سب نے کہا ہاں، انھوں نے علیؓ سے تنہائی میں گفتگو کی کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ سے قرابت اور قدامت حاصل ہے واللہ تم پر لازم ہے کہ اگر تم خلیفہ بنائے جاؤ تو عدل کرو، اور اگر عثمانؓ خلیفہ بنائے جائیں تو (اُن کی بات) سنو اور اطاعت کرو۔

علیؓ نے کہا، ہاں۔ عبدالرحمنؓ نے عثمانؓ سے بھی تنہائی میں گفتگو کی اور اس طرح اُن سے بھی کہا کہ ہاں۔ انھوں نے کہا کہ اے عثمانؓ اپنا ہاتھ پھیلاؤ، انھوں نے اپنا ہاتھ پھیلا یا تو علیؓ نے اور سب لوگوں نے اُن سے بیعت کر لی۔

مہاجرین کے احترام کی وصیت

عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنی بعد والے خلیفہ کو اللہ سے تقوے کی اور مہاجرین اولین کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حق کی حفاظت کرے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے۔

اُسے دوسرے شہر والوں کے ساتھ بھی خیر کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ وہ اسلام کے مددگار دشمن کو غیظ دلانے والے اور مال کے جمع کرنے والے ہیں، اُن سے کوئی اچھی چیز بغیر اُن کی مرضی کے نہ لی جائے۔

انصار سے حسن سلوک کی نصیحت

میں اُن انصار کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں جنہوں نے دارالاسلام اور ایمان کو پناہ دی کہ اُن کے محسن کو قبول کیا جائے اور ان کے برے سے درگزر کیا جائے۔

اعراب کے لیے وصیت

میں اُسے اعراب کے متعلق کرتا ہوں، کیونکہ وہ عرب کی اصل اور اسلام کا مادہ ہیں اور یہ اُن کے کنارے کے مالوں میں سے لیا جائے جو اُن کے فقر کو دے دیا جائے۔

اللہ اور رسول اللہ کی ذمہ داریاں پوری کرنے کی تلقین

میں اُسے اللہ کی ذمہ داری اور رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری پوری کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ لوگوں کے عہد پورے کرے۔ اُن کی طاقت سے زائد تکلیف نہ دی جائے اور جو اُن کے پیچھے ہوں اُن سے قتل کرے۔

عمر و بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمر کو خنجر مارا گیا میں موجود تھا، وہ مصغس برابر کر رہے تھے کہ ابو لؤلؤ آیا، اُس نے انہیں زخمی کیا اور اُن کے ساتھ اور بنی بارہ آدمیوں کو زخمی کیا میں نے عمر کو اس حالت میں دیکھا اپنا ہاتھ پھیلائے کہتا تھے کہ کُتے کو پکڑ لو جس نے مجھے قتل کیا ہے، لوگ ٹوٹ پڑے، ایک اور شخص اس کے پیچھے ہوں اُن سے آیا اور اُسے گرفتار کر لیا، ان میں سے ساتھ یا چھ آدمی مر گئے۔

عمر کو اٹھا کر اُن کے گھر پہنچایا گیا، طبیب آیا اور پوچھا کہ آپ کو کونسا شربت زیادہ مرغوب ہے؟ فرمایا نبید (زالال تمر) نبید منگائی گئی، انھوں نے پی تو ایک زخم سے نکل گئی، لوگوں نے کہا کہ یہ پیپ تو صرف خون کی پیپ ہے، پھر دوڑھ منگایا اس میں سے پیا تو وہ بھی نکلا۔ طبیب نے کہا کہ آپ کو جو وصیت کرنا ہو کیجیے، کیونکہ واللہ میں تو آپ کو اس حالت میں بھی نہیں دیکھتا کہ آپ شام کر سکیں۔

کعب بن احبار کی یاد دہانی

اُن کے پاس کعب آئے اور کہا کہ میں نے نہیں تھا کہ آپ بغیر شہید ہوئے نہیں ہوئے مر گئے، اور آپ کہتے تھے کہ کہاں سے شہید ہوں گا، میں تو جزیرہ العرب میں ہوں (جو ہر طرح دشمن سے محفوظ ہے) پھر ایک شخص نے کہا کہ اللہ کے بندو، نماز پڑھ لو، آفتاب طلوع ہونے کو ہے لوگ واپس ہوئے، عبدالرحمن بن عوف کو آگے کیا، انھوں نے قرآن کی سب سے چھوٹی دونوں سورتیں والعصر اور انا عطيٰك الكونثر پڑھیں۔

عمرؓ نے فرمایا کہ اے عبداللہ میرے پاس وہ کاغذ لاؤ جس میں کلکے واقعہ کا صحیح حال لکھ دو اگر اللہ چاہے کہ اس امر کو پورا کرے گا۔

عبداللہ نے کہا کہ امیر المؤمنین خلافت کے معلوم میں ہم آپ کے لیے کافی ہیں فرمایا نہیں، اور کاغذ اُن کے ہاتھ سے لے کے اُسے اپنے ہاتھ سے منادیا۔ پھر انہوں نے چھ آدمیوں کو بلا یا، عثمانؓ، علیؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، طلحہؓ بن عبید اللہ اور زبیرؓ بن العوام۔

حضرت صہیبؓ کو نماز پڑھانے کا حکم

سب سے پہلے عثمانؓ کو بلا یا اور فرمایا، اے عثمانؓ، اگر تمہارے ساتھی تمہارے سن کا لحاظ کریں (اور تمہیں خلیفہ بنائیں) تو تم اللہ سے ڈرنا اور لوگوں کی گردن پر بنی ابی معیط کو نہ سوار کر دینا، علیؓ اور انھیں بھی وصیت کی، پھر صہیبؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عمرؓ کے قاتل کو گرفتار کرنے کا حکم

عمر و بن میمون مروی ہے کہ جب عمرؓ زخمی کیے گئے میں موجود تھا، مجھے صف اول میں ہونے کے سوائے اُن

کی ہیبت کے اور کوئی امر مانع نہ تھا، وہ ہیبت ناک آدمی تھے، میں اُس صف اول کے متصل ہوتی تھی۔ عمرؓ اُس وقت تکبیر نہ کہتے تھے جب تک کہ صف اول کی طرف اپنا منہ نہ کر لیں اگر کسی کو صف سے آگے بڑھا ہوا یا پیچھے ہٹا ہوا دیکھتے تھے تو اُسے درے سے مارتے تھے، یہی بات تھی جس نے مجھے اس سے روکا، عمرؓ سامنے آئے، مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام ابولولونے انھیں روکا، پھر بغیر دوڑ ہوئے اُن کے کان میں کچھ کہا اور تین مرتبہ فجر مارے، میں نے عمرؓ کو سنا کہ اس طرح اپنے ہاتھ پھیلانے ہوئے کہہ رہے تھے کہ کو پکڑو جس نے مجھے قتل کر دیا ہے لوگ اُمند پڑے، اُس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا، پھر پیچھے سے ایک شخص نے حملہ کیا اور دبوچ لیا۔ عمرؓ اٹھالیے گئے۔

طیب کی طبلی

لوگ آپس میں دھکم دھکا کرنے لگے، یہاں تک کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ اے اللہ کے بندو نماز تو پڑھ لو ورنہ نکل آیا ہے۔ لوگوں عبدالرحمن بن عوفؓ کو زبردستی آگے کیا۔ انھوں نے ہمیں قرآن کی سب سے مختصر دو سورتوں یعنی ”اذ جاء نصر الله والفتح“ اور ”انا اعطیناک الکوثر“ سے نماز پڑھی عمرؓ کو اٹھالیے گئے، اُن کے پاس گئے فرمایا، اے عبداللہ بن عباسؓ تم جاؤ اور لوگوں کو ندادو کہ امیر المؤمنین پوچھتے ہیں۔

کیا یہ واقعہ تم لوگ کہ مشورے سے ہوا؟ لوگوں نے کہا کہ معاذ اللہ، نہ میں علم ہے، نہ ہمیں اطلاع ہے۔ فرمایا میرے لیے طیب بلاؤ، طیب بلا یا گیا، اُس نے پوچھا کہ کونسا شربت زیادہ مرغوب ہے؟ فرمایا غنیمہ، غنیمہ پلائی گئی تو وہ زخم سے نکل گئی لوگوں نے کہا کہ یہ پیپ ہے، انھیں دوڑھ پلاؤ، دوڑھ پلا یا گیا تو وہ نکل گیا۔ طیب نے کہا کہ مجھے تو آپ شام کرتے نہیں نظر آتے جو کرنا ہو کر لیجیے۔

میراث کے متعلق فیصلے کی تسخیر

فرمایا اے عبداللہ بن عمرؓ مجھے کاغذ دو (کہ میں لکھ دوں) اگر اللہ چاہے گا کی جو کچھ اس کاغذ میں لکھا جارہی کرے تو اُسے جاری کر دے گا۔ ابن عمرؓ نے (جب انھیں تحریر منظور نہ ہوئی تو) کہا کہ اُس کے مٹانے میں آپ کے لیے کافی ہوں۔ فرمایا نہیں، واللہ اُسے میرے سوا کوئی نہیں مٹائے گا، عمرؓ نے اُسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا، اُس میں دادا کا حصہ تھا (یعنی دادا کو کیا میراث ملنا چاہیے)

حضرت عمرؓ کی حضرت عثمانؓ و علیؓ سے گفتگو

پھر فرمایا کہ علیؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعدؓ کو میرے پاس بلاؤ، اُن لوگوں میں سے سوائے علیؓ و عثمانؓ کے اور کسی بات نہیں فرمایا اُسے علیؓ شاید یہ نوگ رسول اللہ ﷺ سے تمہاری قرابت اور وامادی کو اور جو کچھ اللہ نے تمہیں علم و افتہ عطا کیا ہے اُس کا لحاظ کریں اگر تم اس امر کے والی ہونا تو اللہ سے ڈرنا، پھر عثمانؓ کو بلایا اور فرمایا اے عثمانؓ، شاید یہ قوم تمہاری رسول اللہ ﷺ و وامادی اور تمہارے سن و شرف کا لحاظ کریں، اگر تم اس امر کے والی ہونا تو اللہ سے ڈرنا اور بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر ہرگز سوار نہ کرنا۔

حضرت صہیبؓ کو حکم

پھر فرمایا کہ صہیبؓ کو بلاؤ، وہ بلائے گئے تو تین مرتبہ فرمایا کہ تم لوگوں کو نماز پڑھانا، اس جماعت کو ایک رے میں خلوت میں بات کرنا چاہئے جب یہ لوگ کسی پر اتفاق کر لیں تو ان کے مخالف کی گردن مار دینا، لوگ عمرؓ کے پاس سے سب چلے گئے تو فرمایا کہ اگر یہ لوگ اجماع کو (یعنی جن کی پیشانی میں بال گرے ہوئے ہیں) بھی اس کا لی بنالیں تو وہ انہیں راستے پر چلائے گا۔

لیفہ نامزد سے اجتناب

ابن عمرؓ نے عرض کی، یا امیر المؤمنین، انہیں نامزد کرنے سے آپ دونوں امر مانع ہے، فرمایا کہ میں اسے پسند کرتا ہوں کہ زندگی میں بھی اس پر لدوں اور مرنے کے بعد بھی۔ کعب آئے اور انہوں نے کہا کہ ”(حق آپ کے رب کی طرف سے ہے، لہذا شک کرنے والوں میں نہ ہوئے) میں نے آپ کو خبر دی تھی کہ آپ شہید ہوں گے تو آپ نے فرمایا کہ میرے لیے شہادت کہاں سے ہوگی، میں تو جزیرۃ العرب میں ہوں۔“

دم اتفاق پر گردن زدنی کا حکم

ساک سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بنا دوں تو بھی نت ہے اور اگر خلیفہ نہ بناؤں تو بھی سنت ہے، رسول اللہ ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا، اور ابو بکرؓ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے (مجھے) خلیفہ بنایا۔ علیؓ نے کہا کہ میں سمجھ گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے عدول نہ کریں گے، یہی ہوا جس وقت عمرؓ نے س معاہلے کو عثمانؓ بن عفان، علیؓ بن ابی طالب، زبیرؓ، طلحہؓ، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کے سپرد کر دیا تو حصار سے فرمایا کہ تم ان لوگوں کو تین دن ایک کوٹھری میں داخل کرو، اگر یہ لوگ درستہ جائیں تو خیر ورنہ پھر ان کی گردن مار دو۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ یہ معاملہ (خلافت) اہل بدر میں رہے گا، جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے گا، ہر اہل احد میں ہوگا جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے گا، اور فلاں فلاں میں، یہ معاملہ غلام آزاد کردہ کی اولاد کے لیے نہیں ہے اور نہ فتح مکہ کے مسلمین کے لیے کچھ ہے۔

کلالہ کے مسئلہ پر سکوت

ابو رافع سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب، ابن عباس سے سہارا لگائے ہوئے تھے، ان کے پاس بن عمرؓ اور سعید بن زید بھی تھے، فرمایا کہ میں نے کلالہ (یعنی وہ میت جس کے ورثاء میں نہ اولاد ہونہ والدین) کے بارے میں کچھ نہیں کہا اور نہ میں نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ بنایا، عرب کے قیدیوں میں سے جو میری وفات پائے وہ اللہ کے مال سے آزاد ہے، سعید بن زید بن عمرؓ نے کہا کہ اگر آپ مسلمانوں میں سے کسی شخص پر اشارہ کر دیتے تو لوگ آپ کو امین سمجھتے۔

عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے بعض ساتھیوں میں بڑی حرص دیکھی ہے۔ میں اس معاملے کو ان چھ آدمیوں سے سپرد کرنے والا ہوں جن سے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک راضی رہے، پھر فرمایا مجھے ان دو آدمیوں میں سے ایک پالے تو میں یہ معاملہ اس کے سپرد کروں، ضرور مجھے اس پر بھروسہ ہے، ایک سالم موالائے ابی حذیفہ اور دوسرے ابی عبیدہ بن الجراح۔

عبداللہ بن عمرؓ کو خلیفہ بنانے سے گریز

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جس کو میں خلیفہ بنانا دوں ابو عبیدہ بن الجراح ہوتے ایک شخص۔ کہا: یا امیر المومنین آپ عبداللہ بن عمرؓ سے کیوں گریز کرتے ہیں، فرمایا، خدا تجھے غارت کرے، واللہ میں اس سے خدا کی مرضی کو نہ چاہوں گا کہ ایسے شخص کو کیوں خلیفہ بناؤں جو اپنی عورت کو اچھی طرح طلاق بھی نہ دے سکتا ہو۔

نامزدگی کے متعلق بن عمرؓ کی حضرت عمرؓ سے گفتگو

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ اگر آپ خلیفہ بنا دیتے (مناسب ہوتا) فرمایا کس کوشش کرتے ہو، کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر اپنی زمین کے نگران کو بلا بھیجتے ہو تو تم چاہتے ہو کہ لوٹنے تک وہ کسی کو اپنا نائب بنا دے۔

انھوں نے کہا کہ کیوں نہیں، فرمایا کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر اپنی بکری کے چرواہے کو بلا بھیجتے ہو تو یہ چاہتے ہو کہ وہ واپسی تک کے لیے کسی کو اپنا نائب بنا دے۔

حضرت عمرؓ کا خلیفہ نامزد کرنے کا اختیار

حماد نے کہا کہ میں نے ایوب کو ایک شخص سے بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بناؤں تو (بنا سکتے ہوں کیونکہ) جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے خلیفہ بنایا ہے (یعنی ابو بکرؓ نے) اور اگر ترک کروں تو (جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے ترک کیا ہے) (یعنی آنحضرت ﷺ نے) جب انہوں نے نہ یہ بات پیش کی تو مجھے یقین بنانے والے نہیں ہیں۔

عبداللہ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ آپ ہمیں وصیت نہیں فرماتے، ہم پر کسی کو امیر نہیں بناتے؟ فرمایا، میں جس کسی کو اختیار کروں گا میرے لیے ظاہر ہو چکا ہے۔

جبیر بن محمد بن معطم بن جبیر بن معطم سے مروی ہے کہ مجھے خبر ملی کہ عمرؓ نے علیؓ سے فرمایا اگر مسلمانوں کے والی تم ہونا اولاد عبدالمطلب کو لوگوں کی گراں پر ہرگز نہ سوار کر دینا، اور عثمانؓ سے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کا معاملہ تمہارے سپرد ہو تو اولاد ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔

حضرت عمرؓ کی غیر جانبداری

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ عمرؓ کی وفات سے کچھ ہی پہلے ان لوگوں کی جماعت ان کے پاس آئی، عبدالرحمن بن عوف، عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ اور سعدؓ، آپ نے ان لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا

کہ میں نے لوگوں کے معاملہ میں غور کیا، تمہارے خلاف اُن میں کوئی جذبہ نہیں پایا، البتہ خود تم میں اختلاف ہو سکتا ہے، اگر ناگوری ہوگی تو وہ تمہیں میں ہوگی، معاملہ ان چھ کے سپرد ہے۔ عبدالرحمنؓ، عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ اور سعدؓ، اس ست طلحہ اپنے اموال (کے انتظام) میں السراقہ گئے ہوئے تھے۔

حضرت عبدالرحمنؓ و عثمانؓ و علیؓ کو غیر جانب داری کی تلقین

آپ نے عبدالرحمنؓ عثمانؓ و علیؓ سے خطاب کر کے فرمایا کہ تمہاری قوم صرف تمہیں میں سے کسی کو امیر بنائے گی۔ اے عبدالرحمنؓ اگر لوگوں کا معاملہ تمہارے تفویض ہو تو اپنے قرابت داروں کو لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا۔ اے عثمانؓ اگر لوگوں کا معاملہ تمہارے سپرد ہو تو تم اولادابی معیطہ کو لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا۔

راکین کمیٹی کو مشورہ کرنے کا حکم

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اٹھو اور آپس میں مشورہ کر کے اپنے میں سے ایک کو امیر بنالو۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ لوگ کھڑے ہو کہ مشورہ کرنے لگے۔

عثمانؓ نے ایک یا دو مرتبہ مجھے بلایا کہ مشورے میں داخل کریں، واللہ اس علم کی وجہ سے کہ اُن کے معاملے میں وہی ہوگا جس کو میرے والد نے فرما دیا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ امر حق نہ ہو۔

جب عثمانؓ نے بلانے میں کثرت کر دی تو میں نے کہا کہ تم لوگوں کو عقل نہیں ہے کہ امیر بنا رہے ہو، مالانکہ امیر المومنین زندہ ہیں۔ واللہ، جیسے میں نے عمرؓ کو مرتد سے جگادیا۔

فرمایا تم لوگ مہلت دو، اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو تین شب تک تمہیں صہیبؓ نماز پڑھائیں۔ پھر اپنے معاملے پر تم لوگ اتفاق کر لو، تو پھر تم میں سے بغیر تمہارے مشورے کے جو امیر بنے اُس کی گردن مار دینا۔ ابن شہابؓ بے سالم سے روایت کی کہ میں نے عبداللہؓ سے پوچھا، کیا عمرؓ نے علیؓ سے پہلے عبدالرحمنؓ سے شروع کیا، انھوں نے کہا کہ ہاں، واللہ۔

ابن معشرؓ سے مروی ہے کہ ہمارے مشائخ نے بیان کیا کہ عمرؓ نے فرمایا، اس معاملے میں اصلاح نہیں ہو سکتی، بغیر اس شدت کے جس میں جبر نہ ہوا، اور بغیر اس نرمی کے جس میں سستی نہ ہو۔

غیر مسلموں پر مدینہ آنے کی پابندی

ابن شہابؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ قیدیوں میں جو بالغ ہو جائے اُسے مدینہ آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے بغیرہ بن شعبہؓ نے جو کوفے کے عامل تھے انہیں ایک خط لکھ کر اپنے پاس کے ایک کارگیر غلام کا ذکر کیا اور مدینے میں داخل کرنے کی اجازت یہ کہہ کر چاہی کہ وہ لوگوں کے قائد کے بہت سے کام جانتا ہے، وہ لوہار ہے، بڑھی ہے، قاش ہے۔ عمرؓ نے اجازت دے دی۔

غلام کی حضرت عمرؓ سے شکایت

بغیرہؓ نے اس پر سودرم ماہوار (خراج) مقرر کر دیا۔ غلام عمرؓ کے پاس خراج کی شدت کی شکایت کرنے آیا

تو عمرؓ نے کہا، تو اچھی طرح کیا کیا کام جانتا ہے، اس نے ہوسب کام بیان کیے جو اچھی طرح جانتا تھا، فرمایا کہ تیرا عمل کی حقیقت میں (نظر کر کے تو) تیرا کراج بہت نہیں ہے، وہ ناراض ہو کر بڑا تاتا ہوا واپس ہوا۔

غلام کا گستاخانہ رویہ

عمرؓ نے چند راتیں گزاریں اس کے بعد پھر وہ غلام ان کے پاس سے گزرا تو انھوں نے اس کو بلایا اور فرمایا، مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ تو کہتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایسی چکی بنا دوں جو ہوا سے چلے، غلام ناراض اور ترش زہ کے عمرؓ کی طرف متوجہ ہوا۔

عمرؓ کے ساتھ ایک جماعت تھی، اس نے کہا کہ میں آپ کے لیے ضرور ایسی چکی بناؤں گا جس کو لوگ بیا کیا کریں گے۔ غلام نے پشت پھیری تو عمرؓ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے جو ان کے ہمراہ تھی اور فرمایا کہ غلام نے ابھی مجھے قتل کی دھمکی دی۔

حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ

چند راتیں گزاریں، ابو لؤلؤ نے ایک خنجر اپنے ساتھ لے لیا جس کے دوسرے تھے۔ اور دھار بیچ میں تھا صبح کی تاریکی میں مسجد کے کسی گوشے میں چھپ کے بیٹھ گیا، اور برابر وہیں رہا یہاں تک کہ نماز فجر کے لیے عمرؓ کو گواہ کو بننے لگے، عمرؓ ایسا کیا کرتے تھے۔

جب عمرؓ قریب ہوئے تو اس نے حملہ کیا اور تین خنجر مارے، ان میں سے ایک زیر ناف لگا، جس کی پیٹ اندرونی کھال کو کاٹ دیا اور اسی نے انہیں قتل کر دیا، پھر وہ اہل مسجد پر ٹوٹ پڑا، عمرؓ کے علاوہ گیارہ آدمیوں کو زخمی کیا پھر اپنا خنجر اپنے بھونک لیا۔

حضرت عمرؓ کی ادائیگی نماز

جس وقت عمرؓ کے خون جاری ہو گیا اور لوگ بے در پے ان کے پاس آ گئے تو فرمایا کہ عبدالرحمن بن عوف سے کہو کہ لوگوں نماز پڑھائیں، عمرؓ پر سیلان کا غلبہ ہو گیا، جس سے غشی طاری ہو گئی،

ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے ایک جماعت کے ساتھ عمرؓ کو اٹھا کے ان کے مکان پر پہنچایا، عبدالرحمن۔ لوگوں کو نماز پڑھائی تو ان کی آواز اجنبی معلوم ہوئی۔ میں برابر ہی عمرؓ کے پاس رہا اور وہ بھی برابر غش میں رہے یہاں تک صبح کی روشنی پھیل گئی جب روشنی ہو گئی تو انھیں آفاقہ ہوا۔

ہمارے چہروں پر نظر کی اور فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی، میں نے کہا جی ہاں، پھر فرمایا کہ اس کا اسلا نہیں جس نے نماز ترک کر دی، وضو کا پانی منکایا اور وضو کیا، نماز پڑھی اور فرمایا کہ اے عبداللہ ابن عباسؓ جاؤ اور دریافت کرو کہ مجھے کس نے قتل کیا۔

حضرت عمرؓ کا قاتل کے متعلق استفسار

میں نکلا، مکان کا دروازہ کھولا تو لوگ جمع تھے جو عمرؓ کے حال سے تاواقف تھے، میں نے دریافت کیا کہ

امیر المومنین کو کس نے قتل کیا، تو لوگوں نے کہا کہ انھیں اللہ کے دشمن ابولولوہ، مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے خنجر مارا ہے۔ میں اندر گیا تو عمرؓ مجھ پر نظر جمائے ہوئے خبر دریافت کرنے لگے، جس کے لیے مجھے بھیجا تھا، عرض کی مجھے امیر المومنین نے اس لیے بھیجا تھا کہ قاتل کو دریافت کروں، میں نے لوگوں سے گفتگو کی تو ان کا دعویٰ ہے کہ اللہ کے دشمن ابولولوہ، مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے خنجر مارا، اس نے آپ کے ساتھ ایک جماعت کو بھی خنجر مارا، پھر خودکشی کر لی۔ فرمایا، سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے میرا قاتل ایسے شخص کو نہیں بنایا جو اللہ کے سامنے اس جہدے کی بنا پر مجھ سے حجت کرے، جو کبھی اس نے کیا ہو، عرب ایسے نہیں جو قتل کرتے۔

طیب کی طلبی

سالم نے کہا کہ پھر میں نے عبد اللہ بن عمرؓ کو کہتے سنا کہ عمرؓ نے فرمایا: میرے پاس طیب بلا بھیجو میرے اس زخم کو دیکھو، لوگوں نے عرب کے طیب کو بلا بھیجا، اس نے عمرؓ کو نبیذ پلائی،، نبیذ جس وقت زیر ناف کے زخم سے نکلی تو خون کے مشابہ ہو گئی۔ میں نے انصار میں سے ایک دوسرے طیب کو بلایا، پھر بنی معادیہ میں سے (ایک طیب کو) بلایا، اس نے دودھ پلایا تو وہ زخم اس طرح نکلا کہ سفیدی جھلک رہی تھی۔ طیب نے کہا کہ یا امیر المومنین، وصیت کیجیے، عمرؓ نے فرمایا کہ بنی معادیہ کے بھائی نے مجھ سے سچ کہا اگر تم مجھ سے اس کے سوا کہتے تو میں تمہاری تکذیب کرتا۔

نوحہ وزاری کی ممانعت

جس وقت قوم نے سنا تو لوگ رونے لگے، عمرؓ نے فرمایا کہ مجھ پر نہ روؤ، جو روئے وہ چلا جائے، کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میت پر آپس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے عبد اللہ بن عمرؓ اپنی اولاد وغیرہ کی میت پر اپنے پاس کسی رونے والے کو نہیں ٹھہرنے دیتے تھے۔ عائشہؓ، زوجہ نبی ﷺ اپنے عزہ کی میت پر نوحہ قائم کرتی تھیں، ان سے عمرؓ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی گئی تو فرمایا کہ اللہ عمرؓ پر رحمت کرے، واللہ ان دونوں نے غلط نہیں کہا، لیکن عمرؓ بھول گئے، واقعہ صرف یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نوحہ کرنے والوں پر گزرے جو اپنے میت پر رو رہے تھے، تو فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں، حالانکہ ان کے ساتھی (یعنی میت) پر عذاب کیا جا رہا ہے، وہ شخص (میت) گناہگار تھا۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ جب مغیرہ بن شعبہ کا غلام آیا تو انہوں نے ایک سوئس درم ماہوار یا چار درم روزانہ مقرر کیے، وہ خبیث تھا، جب چھوٹے قیدیوں کو دیکھتا تو ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتا اور رو کے کہتا کہ عرب نے میرا جگر کھا لیا۔

چکنی بنانے کا حکم

جب عمرؓ مکہ سے آئے تو ابولولوہ ان کے ارادے سے نکلا، اس نے انہیں اس حالت میں پایا کہ صبح کے وقت بازار کی طرف جا رہے تھے، عبد اللہ بن زبیرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، اس نے کہا: یا امیر المومنین، میرے آقا مغیرہ نے مجھے جزیہ کی اتنی تکلیف دی ہے جس کی مجھے طاقت نہیں، فرمایا انہوں نے تجھے کیا تکلیف دی ہے، اس

نے کہا چار درم روزانہ، فرمایا کہ تو کیا بتاتا ہے اس نے کہا کہ چکیاں، اور اور اپنے باقی کاموں سے خاموش رہا، پھر پوچھا کہ تو چکی کتنے میں بتاتا ہے اس نے بتایا فرمایا کہ اور کتنے میں تو اسے بیچتا ہے، اس نے انہیں بتایا، تو فرمایا کہ انہوں نے تجھے کیا تکلیف دی۔ جا اپنے مولیٰ کو دعویٰ دیا کہ جو انہوں نے تجھ سے مانگا ہے۔

جب وہ پلٹا تو عمرؓ نے کہا کہ تو ہمارے لیے ایک چکی نہیں بنا دیتا۔ اس نے کہا کیوں نہیں، میں آپ کے لیے ایسی چکی بناؤں گا کہ بہت سے شہر والے اس کی باتیں کریں گے۔

عمرؓ اس کے کلام سے پریشان ہو گئے، علیؓ بھی ہمراہ تھے، ان سے فرمایا کہ تمہاری رائے میں اس نے کیا سوچا؟ انہوں نے کہا یا امیر المومنین، اس نے آپ کو دھمکی دی۔

عمرؓ نے فرمایا کہ اس سے ہمیں اللہ کافی ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ اپنے کام سے اس کی مراد غور ہے۔ (یعنی خوب غور سے چکی بنائے گا)۔

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ ابولولونہاوند کے قیدیوں میں سے تھا۔

قاتل عمرؓ کی خودکشی

ابو بکر اسماعیل بن محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ کے خنجر مار دیا گیا تو ابولولوہ بھاگا، عمرؓ پکارنے لگے، آتا، کتا، اس نے ایک جماعت کو زخمی کر دیا، قریش کی ایک جماعت نے اسے گرفتار کر لیا، جس میں عبداللہ بن عوف الزہری، ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور بنی سہم کے ایک شخص تھے، عبداللہ بن عوف نے اس پر اپنی چادر ڈال دی، جب وہ پکڑ لیا گیا تو اپنے بھی خنجر بھونک لیا۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ اسی نے اپنے آپ کو خنجر سے زخمی کیا یہاں تک کہ اپنے آپ کو قتل کر لیا عبداللہ بن عوف الزہری نے اس کا سر کاٹ لیا۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو کہتے سنا کہ مجھے ابولولوہ نے خنجر مارا اور میں صرف اسے ٹٹا ہی سمجھتا رہا، یہاں تک کہ اس نے مجھے تیسری مرتبہ خنجر مارا۔

حضرت عمرؓ کا بدری صحابہ سے استفسار

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ بن الخطاب کے خنجر مارا گیا تو بدر کے مہاجرین و انصار ان کے پاس جمع ہو گئے، ابن عباسؓ سے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ اور دریافت کرو کہ کیا تم لوگوں کے مشورہ و ایما سے یہ ہوا ہے جس سے مجھے تکلیف پہنچی؟ ابن عباسؓ نکلے اور لوگوں سے دریافت کیا تو قوم نے کہا کہ واللہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ ہماری عمروں سے آپ کی عمر میں اضافہ کر دے۔

صف سیدھی کرنے کی ہدایت

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو میں نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ جسم پر زردت بند تھی، ان کی ہیبت سے میں صفِ اول چھوڑ دیتا تھا، اس روز میں صفِ ثانی میں تھا، وہ آئے اور فرمایا کہ اللہ کے بند و نماز پڑھو، صف سیدھی کر لو، پھر انہوں نے بکیر کہی، اتنے میں دو یا تین خنجر مارے گئے، ان کے بدن پر زردت

بند تھی، جس کو انہوں نے سینے تک اٹھا کے پھر چھوڑ دیا اور کہتے تھے ”وکان امراللہ قدراً مقدوراً“ (اور اللہ کا حکم اندازہ مقرر ہے) (ابو لؤلؤہ) لوگوں پر ٹوٹ پڑا، اس نے قتل کیا اور دس سے زائد آدمیوں کو زخمی کیا، لوگ اس کی طرف سے ٹوٹ پڑے اس نے خنجر کو مضبوط پکڑ لیا اور خودکشی کر لی۔

وکان امراللہ قدراً مقدوراً

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے ”وکان امراللہ قدراً مقدوراً“ لوگوں نے قاتل کی جستجو کی، جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا۔

اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا جس کی دودھاریں تھیں، جو شخص قریب گیا اسے وہ خنجر مارنے لگا، اس نے تیرہ آدمی زخمی کیے جن میں چار بچے اور نو مر گئے، یا نو بچ گئے اور چار مر گئے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس سال عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی، انہوں نے فجر کی نماز میں ”لا افسہم بهذا البلد“ اور ”والثین والزیتون“ کی سورتیں پڑھیں۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ بن الخطابؓ کو خنجر مارا گیا تو وہ یہ کہہ رہے تھے ”وکان امراللہ قدراً مقدوراً“ ابن عمرؓ نے عمرؓ سے روایت کی کہ وہ امرائے لشکر کو لکھا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کافر کو تھسیٹ کرنے لاف، اس کے مطابق عمل ہوتا تھا، جب انہیں اب لؤلؤہ نے خنجر مارا تو پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام۔ فرمایا، کیا میں نے تم لوگوں سے کہا نہیں تھا کہ ہمارے پاس کسی کافر کو تھسیٹ کرنے لانا، مگر تم لوگ مجھ پر غالب آ گئے۔

حضرت عمرؓ کے علاوہ مسلم زخمیوں کی تعداد

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ کو خنجر مارا گیا، میں موجود تھا، اور جس نے انہیں خنجر مارا اُس نے تیرہ یا انیس آدمیوں کو زخمی کیا۔ عبدالرحمن بن عوف نے ہماری امامت کی انہوں نے فجر میں قرآن کی سب سے چھوٹی سورتیں ”والعصر“ اور ”اذا جاء نصر اللہ“ پڑھیں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جس نے حضرت عمرؓ کو خنجر مارا، اس نے مع عمرؓ کے بارہ آدمیوں اسی خنجر سے زخمی کیا، اس میں سے مع حضرت عمرؓ کے چھ مر گئے اور چھ ابھی جھمے ہو گئے۔

حضرت عمرؓ کے زخم کی حالت

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو وہ اٹھا لیے گئے، ان پر کشی طاری ہو گئی، ہوش آیا تو ہم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عمرؓ نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے نیچے بٹھایا اور مجھ سے سہارا لیا ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا میں اپنی یہ بیچ کی انگلی رکھتا مگر سوراخ بند نہ ہوتا، انہوں نے وضو کیا اور صبح کی نماز پڑھی، پہلی رکعت میں ”والعصر“ اور دوسری میں ”قل یا ایہا الکافرون“ پڑھی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف کا چھری کے متعلق بیان

نافع سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے وہ چھری دیکھی جس سے عمرؓ قتل کیے گئے، انہوں نے کہا کہ کل میں نے ہرمزان اور جعینہ کے پاس دیکھی تھی، میں نے پوچھا کہ تم دونوں اس چھری سے کیا کرو گے، تو انہوں نے کہا کہ ہم اس سے گوشت کاٹیں گے کیونکہ ہم گوشت کو چھوتے نہیں، عبید اللہ بن عمرؓ نے پوچھا کیا تم نے وہ چھری ان دونوں کے پاس دیکھی تھی۔

انہوں نے کہا کہ ہاں، عبید اللہ نے اپنی تلوار لی، ان دونوں کے پاس آئے اور قتل کر دیا۔ عثمانؓ نے انہیں بلا بھیجا ہوان کے پاس آئے فرمایا کہ تمہیں ان دونوں آدمیوں کے قتل پر کس نے برا ہیختہ کیا، وہ تو ہماری پناہ (ذمے) میں تھے، عبید اللہ نے عثمانؓ کو پکڑ کر پچھاڑ دیا، لوگ اٹھ کر ان کے پاس آئے اور انہیں ان سے چھڑایا۔ جس وقت عثمانؓ نے انہیں بلا بھیجا تو انہوں نے تلوار لٹکانی، مگر عبدالرحمنؓ نے قسم دلائی، تو انہوں نے وہ رکھ دی۔ اسلم سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو انہوں نے پوچھا کہ کس نے مجھے مصیبت پہنچائی لوگوں نے کہا کہ ابولولونے، اُس کا نام فیروز ہے، اور مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے۔ فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو کافروں میں سے کسی کو ہمارے پاس گھسیٹ لانے سے منع کیا تھا مگر تم نے میری نافرمانی کی۔

زخمی حالت میں نماز کی ادائیگی

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ کے زخمی ہونے کے بعد ابن عباسؓ ان کے پاس آئے اور عرض کی نماز (پڑھ دیجیے) فرمایا اچھا، اُس آدمی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز کو ضائع کر دیا انہوں نے نماز پڑھی حالانکہ زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو جب زخمی کیا گیا تو ان پر بے ہوشی طاری ہونے لگی، کہا گیا کہ نماز جیسی چیز سے تم لوگ ہرگز پریشان نہ کرو گے (یعنی ان سے نماز پڑھنے کو کہو گے تو وہ ہرگز پریشان نہ ہو گے) بشرطیکہ ان میں جاں ہو، کہا گیا نماز یا امیر المومنین، نماز پڑھ لی گئی ہے، وہ ہوشیار ہو گئے، فرمایا نماز، اے اللہ تب تو لے لے، جس نے نماز ترک کر دی اُس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، انہوں نے نماز پڑھی حالانکہ ان کا زخم خون بہا رہا تھا۔

نماز کی تلقین

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو میں اور ابن عباسؓ ان کے پاس گئے، نماز کی ذمہ داری گئی تھی، کہا گیا امیر المومنین نماز، انہوں نے اپنا سر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ نماز، جس نے ترک کر دی اُس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، انہوں نے نماز پڑھی حالانکہ زخم خون بہا رہا تھا، طیب کو بلایا گیا۔

اُس نے انہیں نبیذ پلائی تو وہ خون کے ہم شکل ہو کر نکل گئی، پھر اُس انہیں دوڑھ پلایا تو وہ سفید نکلا، تب اس نے کہا، یا امیر المومنین، اپنی وصیت کر دیجیے۔ انہوں نے اصحاب شوری کو طلب کیا، اُس کا یہی سبب تھا۔

احساس ذمہ داری

ساک سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو اُن کے پاس گیا اور تعریف کرنے لگا، فرمایا تم کس چیز مجھے اس سے بچا کے نکال دیا جاتا کہ نہ تو ثواب نہ عذاب۔ ساک اٹھلی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کو کہتے سنا کہ میں نے عمرؓ سے کہا کہ اللہ نے آپؓ کا ذریعے سے شہروں کو بنایا اور آپؓ کے ذریعے بہت سی فتوح دیں، آپؓ کو ذریعے سے فلاں کام کیا اور فلاں کام کیا۔

فرمایا کہ مجھے یہ پسند تھا کہ اُن سے اس طرح نجات پا جاتا کہ ثواب ہوتا نہ عذاب۔ زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ بن الخطابؓ کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ تم لوگ امارت میں مجھ پر شک کرتے تھے، واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں کسی بھی نجات پا جاؤں، نہ کچھ مجھ پر ہونہ میرے لیے ہو۔ سلیمان بن یسار نے ولید بن عبد الملک سے یہ روایت بیان کی تو مالک نے کہا تم نے جھوٹ کہا، سلیمان نے کہا، یا مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ جب زخمی کیے گئے تو اس کی شب کو وہ اور عباسؓ ان کے پاس گئے، صبح ہوئی تو لوگوں نے انھیں گھبرا دیا اور کہا کہ نماز، وہ گھبرا گئے اور فرمایا کہ ہاں، اسلام میں اُس کا کوئی حصہ نہیں ہے جس نے نماز ترک کر دی، پھر انھوں نے نماز پڑھی، حالانکہ زخم خون بہا رہے تھے،

حضرت اُم کلثومؓ کی گریہ و زاری

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں علیؓ کے ساتھ تھا کہ شور سنا علیؓ کھڑے ہو گئے اور میں بھی اُن کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ ہم اُن کے ساتھ اُن کے مکان میں گئے جس میں وہ تھے علیؓ نے پوچھا کہ یہ آواز کیا ہے۔ کسی عورت نے کہا کہ عمرؓ کو طبیب نے نبیذ پلائی اور دودھ پلایا، تو وہ بھی نکل گیا۔

اُس طبیب نے کہا کہ مجھے آپؓ شام کرتے نہیں دکھائی دیتے، لہذا آپؓ جو کرنا چاہیں کر لیجئے۔ اُم کلثومؓ نے کہا، ہائے عمرؓ اُن کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ بھی رونے لگیں اور سارا گھر گونج اٹھا۔ عمرؓ نے فرمایا کہ واللہ اگر میرے لیے تمام رُوئے زمین کی چیزیں ہوتیں تو آخرت کے متعلق جو اطلاع کر دی گئی ہے اُس کے ہول سے میں اُسے فدیے دے دیتا۔

حضرت ابن عباسؓ کا خراج تحسین

ابن عباسؓ نے کہا کہ واللہ مجھے اُمید ہے کہ آپؓ اُس ہول کو سوائے اس مقدار کے نہ دیکھیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”وان منکم الا وادہ“ جہاں ہم جانتے ہیں آپؓ امیر المؤمنین اور سید المؤمنین ہیں، کتاب اللہ سے فیصلہ کرتے ہیں اور برابر سے تقسیم کرتے ہیں۔

انہیں میرا قول پسند آیا تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، فرمایا یا ابن عباسؓ کیا تم اُس کی میرے لیے گواہی دو گے؟ میں رُکا تو انھوں نے میرے شانے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابن عباسؓ میرے لیے اُس کی گواہی دنیا میں نے کہا جی ہاں، میں گواہی دوں گا۔

طیب کی رائے

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب عمرؓ زخمی کئے گئے تو لوگ اُن کے پاس آنے لگے، ایک شخص نے فرمایا، میرا زخم دیکھو، اُس نے ہاتھ اندر ڈال کے دیکھا فرمتم نے کیا محسوس کیا۔

اُس سے کہا کہ میں اُسے اس حالت میں پاتا ہوں کہ آپ کی صرف وہی رگ باقی رہ گئی ہے جس سے آپ قضائے حاجت کرتے ہیں، فرمایا کہ تم سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ اچھے ہو، پھر اُس شخص نے کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ آپ کی جلد کو آگ کبھی مس نہ کرے گی، انھوں نے اُس کی طرف دیکھا، ہم لوگ اُن کی خوبیاں بیان کر کے رونے لگے یا اُن کے لیے ہمارے دل بھر آئے (اُس شخص سے) فرمایا اے فلاں اس کے متعلق تمہارا علم بہت کم ہے، اگر میرے لیے زمین کی تمام چیزیں ہوتیں تو میں خبردار وہ امور کے ہول سے اُن کو فدایہ میں دے دیتا۔

کسی قدر افاقہ ہوا تو فرمایا:

محمد سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ جب عمرؓ کے سانچے کی صبح ہوئی تو میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ان کو اٹھایا، ہم نے اُن کو گھر میں پہنچا دیا، کسی قدر افاقہ ہوا تو فرمایا کہ مجھے کس نے مصیبت پہنچائی۔

میں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لولونے، فرمایا، یہ تمہارے ساتھیوں کا عمل ہے، میں چاہتا تھا کہ مدینہ النبیؐ میں قیدیوں میں سے کوئی کافر داخل نہ ہو، مگر تم لوگ مجھ پر اتنا غالب آ گئے کہ میرا عقل مغلوب ہو گئی، میری طرف سے دو باتیں یاد رکھو کہ میں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور نہ میں نے کلالہ (وہ ہیت جس کے ورثے میں نہ اولاد ہوتی والدین) کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا، محمد کے علاوہ دوسروں نے یہ روایت کی کہ انھوں نے فرمایا، میں نے دادا اور بھائی کی میراث کا کچھ فیصلہ نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ کی اپنے فیصلوں کے متعلق وصیت

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو میں ان کے پاس گیا اور کہا یا امیر المومنین آپ کو صرف اس شخص نے مصیبت پہنچائی جس کا نام ابو لولہ ہے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تین باتوں میں کوئی فیصلہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں کہ میں نے غلام میں ایک غلام اور باندی کے لڑکے دو غلام کیے۔

حضرت عمرؓ کی حضرت ابن عباسؓ سے وصیت

ابن عباسؓ نے بصرے میں بیان کیا کہ جس وقت عمرؓ بن الخطاب کو خنجر مارا گیا تو میں ان لوگوں میں پہلا شخص تھا جو ان کے پاس آئے، عمرؓ نے فرمایا کہ مجھ سے تین باتیں یاد رکھو، چونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ مجھے نہ پائیں گے، میں نے کلالہ کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا، میں نے لوگوں پر کسی کو خلیفہ نہیں بنایا، اور میرا ہر غلام آزاد ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ خلیفہ بنا دیجیے، فرمایا اس میں سے میں جو کچھ کروں تو اس کو انہوں نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے، اگر میں لوگوں کے امر کو ان کے لیے چھوڑ دوں تو اسے نبیؐ نے بھی چھوڑا ہے، اور اگر میں خلیفہ

بنادوں تو ابو بکرؓ نے بھی جو مجھ سے بہتر تھے خلیفہ بنایا ہے۔

صحبت کے بارے میں بیان فرمایا:

میں نے اُن سے کہا کہ آپ کو جنت کی خوش خبری ہو کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی اور طویل صحبت اٹھائی آپ امر مسلمین کے والی ہوئے تو اُسے قوی کر دیا، فرمایا تمہارا مجھے جنت کی خوشخبری دینا، تو قسم ہے اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ میرے لیے دنیا و مافیہا ہو تو قبل اُس کے کہ مجھے کا علم ہو جو میرے سامنے ہے اُس کے ہول سے یہ سب فدیے میں دے دوں، تمہارا مسلمانوں کی حکومت کے بارے میں کہا تو اللہ مجھے یہ پسند ہے کہ یہ کفاف (برابر برابر) ہو کہ نہ کچھ میرے لیے ہو نہ کچھ میرے اوپر لیکن ہو لیکن تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے بارے میں بیان کیا، تو یہ تو ہے۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ کو خبر مارا گیا تو میں اُنہیں میں سے نواں شخص تھا چنانچہ ہم نے انہیں اندر پہنچایا تو ہم سے اُمید اور درد کی شکایت کی۔ کعب سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بادشاہ تھا کہ جب ہم اُس کا ذکر کرتے تو عمرؓ کا ذکر کرتے تو اُس کا ذکر کرتے، اُس کے پہلو میں ایک بنی تھے جن پر وحی کی جاتی تھی، اللہ نے اُن بنی علیہ السلام پر وحی کی کہ وہ اُس سے کہہ دیں کہ تمہیں جو عہد کرنا ہو کر لو اور مجھے اپنی وصیت لکھ کر دے دو، کیونکہ تم تین دن تک مر جاؤ گے، اُن بنی علیہ السلام نے اُسے اس کی خبر دی، جب تسیر ادن ہوا تو وہ بادشاہ تخت اور دیوار کے درمیان پڑ گیا۔

اللہ کی طرف گڑ گڑایا اور کہا کہ اے اللہ اگر تجھے معلوم ہے کہ میں حکم کرنے میں عدل کرتا تھا اور جب امور مختلف ہوتے تو میں تیری محبت کی پیروی کرتا تھا اور میں چناں تھا اور جنس تھا تو میری عمر میں اتنا اضافہ کر دے کہ میرے بچے بڑے ہو جائیں اور عیت بڑھ جائے اللہ نے اپنے بنی کو وحی کی کہ اُس بادشاہ نے یہ کہا اور اُس نے سچ کہا، میں نے اُس کی عمر میں پندرہ سال کا اضافہ کر دیا۔

اس زمانے میں اُس کے لڑکے بھی بڑے ہو جائیں گے اور عیت بھی بڑھ جائے گی۔ عمرؓ کو خبر مارا گیا تو کعب نے کہا کہ اگر عمرؓ بھی اپنے پروردگار سے دُعا کریں تو انہیں ضرور باقی رکھے گا، عمرؓ کو اس خبر دی گئی تو فرمایا کہ اے اللہ تو مجھے عاجز ہونے اور نشانہ ملامت بننے سے پہلے اٹھالے۔

حضرت ابن عباسؓ کی تعریف پر اظہار پسندیدگی

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب کو خبر مارا گیا تو لوگوں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین اگر آپ کوئی شربت پیتے تو (اچھا ہوتا) فرمایا مجھے خبث پلاؤ وہ انہیں سب شربتوں سے زیادہ مرغوب تھی، خبث ان کے زخم سے خون کے ساتھ مل کر نکلی تو لوگوں کو اچھی طرح نہ معلوم ہوا کہ یہ وہی شربت ہے جو انہوں نے پیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اگر آپ دودھ پیتے (تو خوب ہوتا) دودھ لایا گیا، جب انہوں نے پیا تو وہ بھی زخم سے نکلا، سفیدی دیکھی تو رونے لگے اور اپنے گرد بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو بھی زلایا، پھر فرمایا کہ یہ وقت وفات ہے، اُتر میرے لیے وہ تمام ہوتا جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے، تو میں ہول مطلع سے (قیامت کے وہ دہشت ناک حالات جن

کی قرآن وحدیث میں اطلاع دی گئی ہے) اسے فدیے میں دے دیتا۔

بہ رضا اور غبت

لوگوں نے پوچھا کہ بس آپ کو اسی چیز نے رلایا۔ فرمایا بے شک مجھے اس کے سوا اور کسی چیز نے نہیں رلایا۔ ابن عباسؓ نے کہا، یا امیر المؤمنین، واللہ آپ کا سلام تھا تو نصرت تھی، امامت تھی تو فتح تھی، واللہ آپ کی امارت نے روئے زمین کو عدل سے بھر دیا ہے، کوئی دو فریق آپس میں جھگڑا کرتے ہیں تو دونوں آپ کے فیصلے پر (بہ رضا اور غبت) اپنا جھگڑا ختم کر دیتے ہیں، فرمایا کہ مجھے بشا دو، جب بیٹھ گئے تو ابن عباسؓ سے فرمایا کہ اپنی گفتگو کا میرے سامنے اعادہ کرو، انہوں نے اعادہ کیا تو فرمایا، کیا تم قیامت میں جب اللہ سے ملو گے تو اس کے آگے میرے لیے اس کی شہادت دو گے، ابن عباسؓ نے کہا جی ہاں عمر اس سے خوش ہوئے، اور انہوں نے اس کو پسند کیا۔

خوف خلافت

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ بن الخطاب زخمی کیے گئے تو لوگ ان کی تعریف کرنے اور انہیں رخصت کرنے آئے، عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ امارت کی وجہ سے میری پاکی وصفائی بیان کرتے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو مجھ سے اس حالت میں اٹھالیا کہ وہ مجھ سے راضی تھے پھر میں نے ابو بکرؓ کی وفات بھی اس حالت میں ہوئی کہ میں مطہج و فرماں بردار تھا، مجھے کبھی اپنے اوپر کسی کا امر خوف نہیں ہوا، سوائے تمہاری امارت کے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو لوگ ان کے پاس آنے لگے، فرمایا کہ اگر میرے لیے روئے زمین کی تمام اشیاء ہوتی تو میں انہیں ہول مطلع (قیامت) سے فدیے میں دے دیتا۔

شعبی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے زخمی ہونے کے بعد دودھ مانگا، پیا تو زخم نکلا، فرمایا اللہ اکبر، ان کے ہمنشین اس پر ان کی تعریف کرنے لگے تو فرمایا کہ وہ شخص جسے اس کی عمر نے دھوکا دیا وہ ضرور دھوکے میں ہے واللہ مجھے یہ پسند ہے میں اس سے اسی طرح نکل جاؤں جس طرح میں اس میں داخل ہوا تھا، واللہ اگر میرے لیے وہ تمام ہوتا جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے تو میں ہول مطلع (قیامت) سے اسے فدیے میں دے دیتا۔

خنجر کی شناخت

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ صدیق نے کہا کہ جس وقت عمرؓ کا قتل کیا گیا تو میں ابولولو کے پاس سے گزرا اس کے ہمراہ ہضیہ اور ہرمزان بھی تھے، تینوں سرگوشی کر رہے تھے، جب میں دفعۃً ان کے پاس پہنچ گیا تو وہ بھاگے، ان کے درمیان میں سے ایک خنجر گر پڑا جس کے دوسرے تھے اور اس دھار پنج میں تھی تم لوگ دیکھو کے جس سے عمرؓ قتل کیے گئے وہ کون سا خنجر ہے، انہوں نے وہی خنجر پایا۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے جس کی صفت بیان کی تھی۔

ہرمزان کے قتل کا واقعہ

عبید اللہ بن عمرؓ نے یہ بات عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے سنی تو وہ گئے اور ان کی تلوار بھی پاس تھی، انہوں نے ہرمزان کو پکارا، جب وہ نکل کر ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ چل کہ ہم اپنے ایک گھوڑے کو دیکھیں یہ اس سے پیچھے ہٹ گئے، جب وہ ان کے آگے سے گزرا تو انہوں نے اسے تلوار مار دی۔ عبید اللہ نے کہا جب اس نے تلوار کی حرارت محسوس کی تو کہا: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“۔

ہفینہ اور دختر ابولولہ کا قتل

عبید اللہ نے کہا کہ میں نے ہفینہ کو بلایا جو الحیرہ انصاری میں اسے سعد بن ابی وقاصؓ کا رضاعی بھائی تھا، وہ اس سے رضاعت کی وجہ سے مدینے میں لائے جو ان کے اس کے درمیان تھی، اور مدینے میں لکھنے کی تعلیم دیتا تھا، جب میں نے اسے تلوار مار دی تو اس دونوں آنکھوں کے درمیان صلیب کا اشارہ کیا، عبید اللہ روانہ ہوئے اور انہوں نے ابولولہ کی چھوٹی لڑکی کو بھی جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھی، قتل کر دیا۔

عبید اللہ بن عمرؓ اور عمرو بن العاصؓ میں جھگڑا

عبید اللہ نے ارادہ کیا کہ اس روز مدینے میں کسی قیدی کو بغیر قتل کئے نہ چھوڑے گئے، مہاجرین اولین ان کے پاس جمع ہو گئے، انہوں نے منع کیا اور دھمکایا تو انہوں نے کہا واللہ میں ان کو اور دوسروں کو ضرور قتل کر دوں گا، انہوں نے بعض مہاجرین پر بھی تعریض کی، عمرو بن العاصؓ برابر ان کے ساتھ رہے اور انہیں تلوار دے دی، جب انہوں نے تلوار دے دی تو ان کے پاس سعد بن ابی وقاصؓ آئے، ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کا سر پکڑا اور باہم لڑنے لگے یہاں تک کہ ان کے درمیان پڑ کے انہیں روکا گیا۔

عبید اللہ بن عمرؓ اور حضرت عثمانؓ میں ہاتھ پائی

قبل اس کے کہ ان راتوں میں عثمانؓ سے بیعت کی جائے، عثمانؓ آئے، انہوں نے عبید اللہ پر حملہ کیا اور دونوں باہم دستوگر یہاں ہوئے۔

جس روز عبید اللہ نے ہفینہ اور ہرمزان اور ابولولہ کی لڑکی کو قتل کیا لوگوں پر زمین تاریک ہو گئی، ان کے اور عثمانؓ کے درمیان بیچ بچاؤ کیا گیا۔ جب عثمانؓ خلیفہ بنادے گئے تو انہوں نے مہاجرین و انصار کو بٹایا اور کہا مجھے اس شخص کے قتل کے بارے میں مشورہ دو جس نے دین میں وہ رخنہ پیدا کیا، جو پیدا کیا، مہاجرین نے ایک بات پر اتفاق کر لیا اور عثمانؓ کو ان کے قتل پر دالی بنادیا، لوگوں کی اکثریت عبید اللہ کے ساتھ تھی جو ہفینہ و ہرمزان کے لیے کہتے تھے کہ خدا ان دونوں کو دور کر دے۔

شاید تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ عمرؓ کے پیچھے ان کے بیٹے کو کر دو۔ اس معاملے میں شور و غل اور اختلاف بہت ہو گیا۔ عمرو بن العاصؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ یا امیر المؤمنین یہ واقعہ تو آپ کی خلافت کے آغاز سے پہلے ہوا لہذا آپ ان درگزر کیجیے۔

عمرؓ کی تقریر سے لوگ منتشر ہو گئے، عثمانؓ بھی باز آ گئے اور دونوں آدمیوں اور لڑکی کا خون بہا دے دیا گیا۔
عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ حصہؓ پر رحمت کرے، وہ ان لوگوں میں سے تھیں جنہوں نے عبید اللہ کو ان لوگوں کی قرات پر بہا دینا دیا۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ اُس روز عثمانؓ عبید اللہ بن عمرؓ سے کہاں تھا پائی کر بنے لگے، میں نے عبید اللہ کی پیشانی کے بال عثمانؓ کے ہاتھ میں دیکھے اُس روز زمین لوگوں پر تاریک ہو گئی تھی۔
ابی وجزہ نے والد سے روایت کی کہ میں نے اُس روز عبید اللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ عثمانؓ سے ہاتھ پائی کر رہے تھے، عثمانؓ کہہ رہے تھے کہ خدا تجھے غارت کرے، تو نے ایسے شخص کو قتل کر دیا جو نماز پڑھتا تھا اور چھوٹی بچی کو اور ایک دوسرے شخص کو جو رسول اللہ ﷺ کے ذمے (عثمان و امان) میں تھا، تیرا چھوڑ دینا حق نہیں ہے، پھر تعجب ہے کہ جس وقت وہ والی ہوئے انہوں نے اُسے کیونکہ چھوڑ دیا، لیکن مجھے معلوم ہوا کہ عمرو بن العاصؓ نے اس میں داخل دیا انہوں نے اُس کو اُن کی رائے پر چھوڑ دیا۔

عبید اللہ کی غضبناکی

عمرو بن لبید سے مروی ہے کہ اس روز عبید اللہ ایک جنگلی درندے کی شکل میں تھے، وہ عجیبوں کو تلوار سے روکنے لگے، یہاں تک کہ قید خانے میں کر دیے گئے، میں خیال کرتا تھا کہ اگر عثمانؓ والی ہوں گے تو انھیں قتل کر دیں گے اس لیے کہ جو کچھ انہوں نے ان کے ساتھ کیا میں نے دیکھا تھا، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں وہ اور سعدؓ سب سے زیادہ اُن پر سخت تھے۔

حضرت عمرؓ کی حضرت حصہؓ کو وصیت

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے حصہؓ کو وصیت کی، جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے آل عمرؓ کے اکابر کو وصیت کی۔
قنادہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے چہارم (متروکے) کی وصیت کی۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنی وصیت میں کسی کو گواہ نہیں بنایا۔

حضرت عمرؓ کا وقف نامہ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو خیبر میں ایک زمین (حصے میں) ملی تھی، وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ سے مشورہ طلب کیا اور کہا کہ مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی کہ کبھی کوئی مال نہ ملا جو اس زیادہ نفیس ہوتا، آپ اس کے متعلق کیا حکم دتے ہیں، فرمایا اگر تم چاہو تو اس کی اصل روک لو اور اسے تصدیق کر دو (یعنی زمین وقف کر دو اور اس کی پیداوار خیرات کر دو) عمرؓ نے اسے تصدیق کر دیا۔

کہا کہ اس کی اصل نہ بیچی جائے گی، نہ بیہ کی جائے گی اور نہ میراث میں دی جائے گی، اور انہوں نے اس کو فقرا اور قرابت داروں اور غلاموں کی قرض داروں کی آزادی اور جہاد اور مسافر اور مہمان کے کیسے اس طرح وقف کیا کہ جو اس کا متولی ہو حد شرعی کے اندر رہ کر اسے کھالے تو کوئی گناہ نہیں اور اس میں سے غیر متمول دوست کو بھی

کھالائے۔

بروایت ابن سیرین بجائے غیر متمول کے ”غیر متاثر مالاً“ ہے یعنی جس کے پاس مال۔۔۔ نہ ہو۔
ابن عوف نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے (یہ وقف نامہ) کسی چڑے کے کٹڑے یا سرخ رقعے میں پڑھا کہ ”غیر متاثر مالاً“۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اسلام میں جو سب سے وقف کیا گیا وہ تمغ (نام زمین) ہے جو عمر بن الخطاب کا وقف تھا۔

حضرت عمرؓ کے قرض کی ادائیگی

عثمان بن عروہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب بیت المال سے اسی ہزار درم قرض لیے تھے عبداللہ بن عمرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ اس قرض میں عمرؓ کے اموال بیچ ڈالو، پورے ہو جائے تو خیر ورنہ بنی عدی سے مانگو اس کے بعد تکمیل نہ ہو تو قریش سے مانگو اور ان کے آگے نہ بڑھاؤ۔

عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ آپ عمال سے کیوں نہیں قرض لے لیتے کہ اسے ادا کر دیں، فرمایا معاذ اللہ، تم اور تمہارے میرے بعد کہو کہ ہم نے تو اپنا حصہ عمرؓ کے لیے چھوڑ دیا، تم تو مجھے اس سے تسلی دے دو، مگر اس کا غمناک ہونا میرے پیچھے ہو اور میں ایسے عمر میں پڑھ جاؤں کہ بغیر اس میں رہائی کے نجات نہ ملے۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ تم اس کے ذمہ دار ہو جاؤ، عمرؓ اس وقت تک دفن نہیں کیے گئے جب تک کہ ابن عمرؓ نے اس کے متعلق اہل شوریٰ اور متعدد انصار کو اپنے اوپر گواہ نہ بنالیا، تدفین کو ایک جمعہ بھی گزرا کہ ابن عمرؓ عثمان بن عفان کے پاس مال لے آتے اور انہوں نے ادائے مال کی سبکدوشی پر گواہوں کو حاضر کیا۔

حضرت عمرؓ کی تجیز و تکفین کے متعلق وصیت

یحییٰ بن ابی راشد انصاری سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب میری وفات ہو تو مجھے جھکا کے اپنے دونوں گھٹنے میری پشت میں لگا دینا اپنا داہنا ہاتھ میری پیشانی پر اور بائیں ٹھڈی پر رکھنا، روح قبض کر لی جائے تو میری آنکھیں بند کر دینا کفن اوسط درجے کا دینا، اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہوگی تو وہ مجھے اس سے اچھا (لباس) بدل دے گا اور اگر میں اس کے سوا ہوں گا تو وہ مجھ سے چھین لے گا، اور چھیننے میں تیزی کرے گا۔

قبر معمولی ہو، اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہے تو وہ اس بقدر میری نظر پھیلنے کی وسعت کر دے گا اور اگر میں اس کے سوا ہوں تو وہ اسے مجھ پر اتنا تنگ کر دے گا کہ میری پسلیاں اُدھر سے اُدھر ہو جائیں گی، میرے ساتھ ہرگز کسی عورت کو نہ لے جانا، نہ میری ایسی تعریف بیان کرنا جو مجھ میں نہیں ہے کیونکہ اللہ مجھے زیادہ جانتا ہے، مجھے لے چلنے میں جلدی کرنا، اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہے تو تم مجھے اس چیز کی طرف بھیجے ہو جو میرے لیے زیادہ بہتر ہے، اور اگر اس کے سوا ہو تو اپنی گردن اس اس شر کو ڈال دو گے جو تم اٹھائے ہوئے ہو۔

حضرت عمرؓ کی حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کو وصیت

لیث نے مدینہ النبیؐ کے ایک شخص سے روایت کی کہ کہ موت کے وقت عمر بن الخطاب نے اپنے

فرزند عبد اللہ کو وصیت کی کہ پیارے بیٹے، ایمان کی خصلتوں کو لازم پکڑنا عرض کی ارشاد ہو وہ کیا ہیں۔ فرمایا اگر ماکہ شدت میں روزہ رکھنا، تلواریں سے دشمنوں کا قتل کرنا، مصیبت پر صبر، سردی کے دن اچھی طرح وضو کرنا، ابر کے دن نماز میں تعجل کرنا اور شراب خوری کو ترک کرنا۔

امارات کے غلاموں کو آزادی

ابی رافع سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے سعید ابن زید عبد اللہ بن عمرؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ سے فرمایا کہ تم لوگ جان لو کہ میں نے خلیفہ نہیں بنایا اور عرب کے قیدی جو اللہ کے مال میں ہیں ان میں سے جو میرے بعد زندہ رہے وہ آزاد ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے موت کے وقت یہ وصیت کی کہ امارات کے غلاموں میں سے جو نماز پڑھتا ہے وہ، آزاد کر دیا جائے، اور اگر میرے بعد والی یہ چاہے کہ تم لوگ اس کے دو سال تک خدمت کرو تو یہ اس کا حق ہے۔

عمال فاروقی کے متعلق وصیت

ربیعہ بن عثمانؓ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے وصیت کی کہ اُن کے عمال ایک سال برقرار رکھے جائیں، عثمانؓ نے، انہیں ایک سال برقرار رکھا۔

حضرت سعد بن وقاص وصیت

عامر بن سعد سے مروی ہے کہ عمر الخطاب نے فرمایا اگر تم لوگ سعد کو والی بناؤ تو یہی مقصود ہے ورنہ والی انہیں اپنا مشیر بنالے، میں نے انہیں ناراضی کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے

حضرت عمرؓ کی انکساری

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عبد اللہ بن عمرؓ سے جب کہ اُن کا سران کے آغوش میں تھا، فرمایا، میرا خسارہ زمین پر رکھ دو، عرض کی، آپ کو اس سے کیا کہ وہ زمین پر ہو یا میرے آغوش میں، فرمایا، زمین پر رکھ دو پھر تین مرتبہ فرمایا کہ اگر اللہ نے میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا کہ انھوں نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا، کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں نہ پیدا کیا جاتا، کاش میری ماں مجھے نہ جنتی، کاش میں کوئی چیز نہ ہوتا، کاش میں نسیا منسیا ہوتا (یعنی بالکل مٹ جاتا)

حضرت عمرؓ کے آخری کلمات

عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ عمرؓ سے میری ملاقات کا وقت سب کے آخری میں ہے، میں اس حالت میں اُن کے پاس گیا کہ سران کے فرزند عبد اللہ بن عمرؓ کے آغوش میں تھا۔ اُن سے فرمایا کہ میرا خسارہ زمین پر رکھ دو

انہوں نے کہا کہ میری ران اور زمین زمین تو بالکل یکساں ہیں، فرمایا۔

میرا خسارہ زمین پر رکھ دو، دوسری یا تیسری مرتبہ (یہ بھی فرمایا کہ) تمہاری ماں نہ رہے، پھر اپنے دونوں وں ملائے میں نے انہیں کہتے سنا کہ میری اور میری ماں کی یہ خرابی ہے اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی، یہاں تک کہ اُن کی روح پرواز کر گئی۔

عثمانؓ سے مروی ہے کہ آخری کلمہ جو عمرؓ نے فرمایا، یہاں تک کہ قضا کر گئے یہ تھا کہ ”اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔“

سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کاش میں ہرگز کچھ نہ ہوتا، کاش میں نسیاً مسیاً ہوتا ہوں نے..... یا لکڑی کے مثل کوئی چیز اپنی چادر میں سے لی اور فرمایا کہ کاش میں اس کے مثل ہوتا۔

ابن ابی بکر میکہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے عمرؓ بن الخطاب کا سراپے آغوش میں رکھ لیا تو فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھ دو۔

اگر میری مغفرت نہ ہوئی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے، ابن میکہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو کعب روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے دروازے پر آئے کہ واللہ اگر امیر المومنین اللہ پر رحم کھالیں کہ وہ انہیں ہلت دے دے تو ضرور انہیں مہلت دے دے گا۔

ابن عباس ان کے پاس آئے اور کہا یا امیر المومنین یہ کعب ہیں جو یہ کہتے ہی اللہ، فرمایا تب تو واللہ میں اس سے نہیں مانگوں گا، پھر فرمایا اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

حضرت حصہؓ کو خوبیاں بیان کرنے کی ممانعت

مقدام بن معدی کرب سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو ان کے پاس حصہؓ آئیں، اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی، رسول اللہ ﷺ کے خسر اور امیر المومنین کہہ کے پکارا تو آپ نے ابن عمرؓ سے فرمایا کہ عبد اللہ مجھے بخادو، میں جو سنتا ہوں اس پر مجھے صبر نہیں ہے، عبد اللہ نے آپ کو اپنے سینے سے لگالیا۔

آپ نے حصہؓ سے فرمایا میں اپنے اس حق کہ وجہ سے جو تم پر ہے تمہیں آج کے بعد رورو کے میری خوبیاں بیان کرنے سے منع کرتا ہوں تمہاری آنکھ پر مجھے قابو نہیں ہے جس میت کی وہ خوبیاں بیان کی جاتی ہیں جو اس میں نہیں ہیں تو ملائکہ اسے لکھ لیتے ہیں۔

گریہ وزاری سے میت پر عذاب

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو جب خنجر مارا گیا تو حصہؓ بلند آواز سے روئیں۔ فرمایا اے حصہؓ کیا تم نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔ صہیبؓ ہی بلند آواز سے روئے تو عمرؓ نے فرمایا اے صہیبؓ تمہیں معلوم نہیں کہ جس پر آواز سے رویا جاتا اُس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

مصیبت پہنچائی گئی

محمد سے مروی ہے کہ جب عمر گو مصیبت پہنچائی گئی تو انھیں اٹھا کر اندر لے گئے، مصیب نے کہا کہ ہا۔۔۔
برادر، فرمایا، تم پر افسوس ہے، اے مصیب تمہیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب کو خنجر مارا گیا تو ان کے پاس شربت لا گیا جو (پیتے ہی) زخم نکل آیا۔ مصیب نے کہا، ہائے عمر، ہائے برادر، آپ کے بعد ہمارا کون ہے، عمر نے کہا غزو، برادر تمہیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی جب عمر گو خنجر مارا گیا تو مصیب بلند آواز سے روتے سامنے آئے، عمر نے فرمایا کہ کیا، (مجھ پر روتے ہو) انھوں نے کہا ہاں فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا جس پر رو جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ یہ (کفار) وہ ہیں جن مزدوں پر ان کے زندوں کے رونے سے منع کیا۔
ابن عمر سے مروی ہے کہ عمر نے اپنے عزیزوں اور گھر والوں کو اپنے اوپر رونے سے منع کیا۔
مطلب بن عبد اللہ بن خطاب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے تین دن تک انہی کپڑوں میں نماز پڑھی جن میں وہ زخمی کیے گئے تھے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عائشہ کی اجازت

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب نے عائشہ سے کہا بھیجا اجازت دیجیے کہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں، انھوں نے کہا، واللہ، ہاں راوی نے کہا کہ (عمر کے بعد) جب صحابہ میں سے کوئی شخص ان سے پوچھتا تھا تو وہ کہتی تھیں نہیں، واللہ میں کبھی کسی کا کہنا نہ مانوں گی۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے اپنی زندگی ہی میں عائشہ سے اجازت چاہی انھوں نے ان کے لیے اپنی کوٹھری میں دفن ہونے کی اجازت دے دی، وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو ان سے پھر اجازت لے لینا، اگر وہ اجازت چاہی دے دیں (تو خیر) ورنہ انھیں چھوڑ دینا (یعنی اصرار نہ کرنا) کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں انہوں نے میرے غلبے کی وجہ سے اجازت نہ دے دی ہو۔ ان کا انتقال ہو گیا تو عائشہ نے ان لوگوں کو اجازت دی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ عمر نے فرمایا، اے لڑکے ام المومنین کے پاس جاؤ، کہو کہ عمر آپ سے درخواست کرتا ہے کہ اجازت ہو تو اپنے دونوں بھائیوں کے پاس دفن کیا جائے، پھر میرے پاس آؤ اور خبر دو کہ ام المومنین نے کیا فرمایا۔

ام المومنین نے کہا بھیجا ہاں میں نے آپ کو اجازت دے دی، ابن عمر گو بلایا اور فرمایا پیارے بیٹے، میرے عائشہ کے پاس بھیج کر ان سے اجازت مانگی تھی کہ اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں، انہوں نے اجازت دے دی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں غلبے کی وجہ سے ایسا نہ ہوا ہو، اس لیے جب مرجاؤں تو مجھے جس دنیا، کفر

دینا، کفن دینا اور لے جا کے عائشہ کے دروازے پر کھڑا کرنا۔

قبر کا مرحلہ

کہنا کہ یہ عمر ہیں جو اجازت چاہتے ہیں، اگر وہ اجازت دیں تو مجھے میرے صاحبوں کے ساتھ دفن کرنا، ورنہ بقیع میں کر دینا، جب میرے والد کا انتقال ہو گیا تو ہم نے انہیں اٹھایا عائشہ کے دروازے پر ٹھرایا، اجازت طلب کی تو انہوں نے فرمایا کہ سلامتی کے ساتھ اندر آؤ۔

مطلب بن عبد اللہ خطاب سے مروی ہے کہ جب عمر عائشہ کے پاس بھیج کر اس امر کی اجازت چاہی کہ انہیں نبی ﷺ اور ابو بکرؓ کے پاس دفن کیا جائے تو انہوں نے اجازت دے دی۔ عمر نے کہا کہ کوٹھری تنگ ہے لاشی لاؤ، وہ لائی گئی تو انہوں نے اُس کے طول کا اندازہ کیا اور فرمایا اس مقدار کے مطابق قبر کھودو۔

حضرت عائشہ کا حضرت عمرؓ کے لیے احترام

عائشہ سے مروی ہے کہ ہمیشہ اپنا دوپٹہ اتار دیتی تھی اور گھر میں شب خوابی کے معمولی کپڑوں میں رہتی تھی، جب سے عمر بن الخطاب دفن کے گئے میں برابر اپنے کپڑوں میں (بے پردگی سے) پرہیز کرتی رہی، پھر میرے اور قبور کے درمیان دیوار بنا دی گئی، بعد میں کو میں معمولی کپڑوں میں رہنے لگی۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے ہم سے نبی ﷺ اور ابو بکرؓ عمرؓ کی قبر کی شکل بیان کی، یہ قبریں عائشہ کے گھر میں ایک کوٹھری میں ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے اپنی وفات سے ایک گھنٹے قبل ابو طلحہ انصاری کو بلا بھیجا اور فرمایا، ابو طلحہ، تم اپنی قوم کے پچاس انصار کے ہمراہ اصحاب شوریٰ کی اس جماعت کے ساتھ ہو جاؤ، میں خیال کرتا ہوں وہ اپنے میں سے کسی ایک کے گھر میں جمع ہوں گے، تم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس دروازے پر کھڑا ہو جانا اور کسی کو اُن کے پاس نہ جانے دینا، تم انہیں بھی نہ چھوڑنا تا آنکہ تسیر ادن گزر جائے اور وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالیں، اے اللہ تو ہی اُن پر میرا خلیفہ ہے۔

حضرت ابو طلحہ کا حضرت ابن عوف کے گھر کا پہرہ

اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ ابو طلحہ مع اپنے ساتھیوں کے عمر کے دفن کے وقت پہنچے پھر وہ اصحاب شوریٰ کے ساتھ ہو گئے۔ جب ان لوگوں نے اپنا معاملہ ابن عوف کے سپرد کر دیا وہ انہی میں سے کسی منتخب کر لیں، تو ابو طلحہ مع اپنا ساتھیوں کے ابن عوف کے دروازے پر رہنے لگے، یہاں تک کہ انہوں نے عثمان بن عفان سے بیعت کر لی۔

قنادہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب چار رطلے کوزخمی کیے گئے اور رطلے کو اُن کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ

حضرت عمرؓ کی مدتِ خلافت

ابو بکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب کو ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ یوم چار شنبہ کو خنجر مارا گیا اور یکم محرم ۲۴ھ کی صبح کو ایک رطلے کے دن دفن کیے گئے، ان کی ولادت دس سال پانچ مہینے اور

اکیس روز رہی۔

ہجرت سے عمر کی وفات تک بائیس سال نو مہینے اور تیرہ دن کا زمانہ گزرا۔ ۳ محرم یوم دوشنبہ کو عثمان بن عفان سے بیعت کی گئی، میں نے یہ روایت عثمان ابن محمد اخیسی سے بیان کی تو انہوں نے کہا سوائے اس کے میں نہیں سمجھتا کہ تم سے غفلت ہوئی، عمر کی وفات ۲۶ ذی الحجہ کو ہوئی اور عثمان سے ۲۹ ذی الحجہ یوم دوشنبہ کو بیعت کی گئی۔ انہوں نے اپنی خلافت محرم ۲۳ھ سے شروع کی۔

حضرت عمرؓ کی عمر کے متعلق مختلف روایات

حریر سے مروی ہے کہ انہوں نے معاویہؓ کو کہتے سنا کہ عمر کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ ترسٹھ سال کے تھے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمر کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ ترسٹھ سال کے تھے محمد بن عمرو نے کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک مدینے میں مشہور نہیں ہے۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر کی وفات ہوئی تو وہ ساٹھ سال کے تھے، محمد بن عمرو نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ تمام اقوال سے زیادہ ثابت ہے، حالانکہ کے سوا بھی روایت کی گئی ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمر کی وفات ہوئی تو وہ پچاس سال سے زائد کت تھے۔ زہری سے مروی ہے کہ عمر کی وفات ہوئی تو ہو چھپن سال کے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے ثابت بن عبد اللہ سے بھی اسی مثل روایت معلوم ہوئی ہے۔

حضرت عمرؓ کی میت کا غسل

عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ کو غسل دیا گیا اور کفن دیا گیا اور ان پر نماز پڑھی گئی حالانکہ وہ شہید تھے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو غسل دکن دیا گیا، جنوط لگایا گیا اور نماز پڑھی گئی، حالانکہ وہ شہید تھے۔ عبد اللہ بن معقل سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے وصیت کی کہ انہیں مشک سے غسل نہ دیں یا مشک ان کے قریب نہ کریں۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو پانی اور بیری سے تین مرتبہ غسل دیا گیا، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا، وکیع نے کہا کہ چادریں حولی (سوتی) تھیں، اور محمد بن عبد اللہ الاسدی نے کہا کہ دو چادریں صحری تھیں اور ایک کرتہ تھا جس کو وہ پہنتے تھے۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو ایک کرتے اور ایک حلقے (چادروں سے بند) میں کفن دیا گیا۔

مشک استعمال کرنے کی ممانعت

عبد اللہ بن معقل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا، میرے جنوط (عطر میت) میں مشک نہ ہو۔ فضیل بن عمرو سے مروی ہے کہ عمرؓ نے وصیت کی کہ ان کے ساتھ آگ نہ لے جائی جائے نہ کوئی عورت

ہوا اور نہ مشک کا حنوط لگایا جائے۔

ابن عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ جب عمرؓ گور کھدیا گیا کہ ان پر نماز پڑھی جائے تو علیؓ و عثمانؓ دونوں اس طرح آئے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔

عبدالرحمن بن عوف نے کہا اے اولادِ عبد مناف تم دونوں قریب آ ہی گئے، دونوں نے اسے سن لیا۔ ان میں سے ہر ایک صہیب سے کہا کہ اے ابویحییٰ اٹھو اور ان پر نماز پڑھو۔ صہیب نے ان پر نماز پڑھی۔

حضرت صہیبؓ کی امامتِ نماز کے متعلق روایات

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کی وفات ہوئی تو مسلمانوں نے غور کیا، صہیبؓ عمرؓ کے حکم سے انہیں فرض نمازیں پڑھاتے تھے لوگوں نے صہیبؓ کو آگے کیا۔ انہوں نے عمرؓ پر نماز پڑھی۔

ابی الجویرث سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اپنے وصایا میں فرمایا کہ اگر میں اٹھالیا جاؤں تو تین دن تک صہیبؓ نماز پڑھائیں، تم لوگ اپنے معاملے پر اتفاق کر لو اور اپنے میں سے کسی ایک سے بیعت کر لو، جب عمرؓ کی وفات ہو گئی تو جنازہ رکھا گیا کہ ان پر نماز پڑھی جائے۔ علیؓ و عثمانؓ آئے کہ دونوں میں سے کوئی ان پر نماز پڑھے۔

عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ یہ صرف امامت کی حرم ہے، تم دونوں کو معلوم ہے کہ یہ تمہارے سپرد نہیں ہے اور اس کے متعلق تمہارے سوا کسی اور کو حکم دیا گیا ہے، صہیبؓ آگے بڑھو اور نماز پڑھو، صہیبؓ آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ پر رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھی۔

ابن عمرؓ سے (دوسرے طریق سے) مروی ہے کہ عمرؓ پر رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

حضرت عمرؓ کی نماز جنازہ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

علیؓ بن حسینؓ نے سعید بن المسیب سے دریافت کی کہ عمرؓ پر کس نے نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا صہیبؓ نے پوچھا انہوں نے کتنی تکبیریں کہیں؟ انہوں نے کہا چار۔

صالح بن یزید مولائے اسود سے روایت

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار نے اپنے والد سے روایت کی کہ صہیبؓ نے عمرؓ پر چار تکبیریں کہیں۔

صالح بن یزید مولائے اسود سے مروی ہے کہ میں سعید ابن المسیب کے پاس تھا کہ علی بن حسینؓ گزرے، انہوں نے کہا عمرؓ پر کہاں نماز پڑھی گئی، جواب دیا قبر و منبر کے درمیان۔

مطلب بن عبد اللہ بن حطب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ پر نماز پڑھی اور صہیبؓ نے عمرؓ پر نماز پڑھی۔

جابر سے مروی ہے کہ عمرؓ کی قبر میں عثمان بن عفان اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور صہیب بن سنان اور عبد اللہ بن عمرؓ اترے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمرؓ کو نبی ﷺ کے مکان میں دفن کیا گیا، ابوبکرؓ کا سر نبی ﷺ کے شانوں

کے پاس کیا گیا اور عمرؓ کا نبی ﷺ کے کولوں کے پاس۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ولید بن عبد الملک کے زمانے میں جب دیوار ان حضرات سے گر گئی تو اس کی تعمیر شروع کی گئی، ایک قدم ظاہر ہوا، جس سے لوگ گھبرا گئے، گمان ہوا کہ یہ نبی ﷺ کا قدم ہے، کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو اسے جانتا یہاں تک کہ عروہ نے کہا کہ واللہ یہ نبی ﷺ کا قدم نہیں ہے، یہ عمرؓ کا قدم ہے۔
طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ جس روز عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو ام ایمن نے کہا کہ آج اسلام کمزور ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کی شہادت پر آراء

طارق بن شہاب نے کہا کہ عمرؓ کی رائے کسی اور کے یقین کے مثل تھی، عبدالرحمن بن غنم سے مروی ہے کہ جس روز عمرؓ کی وفات ہوئی اسلام پشت پھیرنے لگا، جیسے کوئی آدمی زمین بے آب و دانہ میں ہو، اس کے پاس کوئی آنے والا آئے اور کہے کہ آج اسلام سے نہایت تیز بھاگنے کی احتیاط اختیار کر۔

سالم مرادی سے مروی ہے کہ عمرؓ پر نماز پڑھ لینے کے بعد عبد اللہ بن سلام آئے اور کہا واللہ اگر تم لوگ ان پر نماز پڑھنے میں بڑھ گئے، تو ان پر ثنا (مدح) کرنے میں تم لوگ مجھ سے آگے نہ بڑھو گے، تخت کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یہ کیسے اچھے اسلام کے بھائی ہیں۔ اے عمرؓ حق میں غی تھے اور باطل میں بخیل، خوشی کے وقت خوش ہوتے، غضب کے وقت ناک تم پاک نظر تھے عالی ظرف تھے، نہ مدح کرنے والے تھے نہ نغیبت کرنے والے۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔

حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے

جابر سے مروی ہے کہ علیؓ حضرت کے پاس آئے چادر سے ڈھکے ہوئے تھے انہوں نے اُن کے لیے اچھی بات کہی، پھر فرمایا کہ زوئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں کہ مجھے اللہ سے اُس کے نامہ اعمال کے ساتھ ملنا اس سے زیادہ پسند ہو جتنا تمہارے درمیان چادر سے ڈھکے ہوئے انسان کے نامہ اعمال کے ساتھ (یعنی ان کا نامہ اعمال کے ساتھ خدا سے ملنا پسند کرتا ہوں اور کسی کے نامہ اعمال پسند نہیں کرتا)

حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ کیلئے دعائے رحمت

جابر عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب علیؓ حضرت کے پاس پہنچے تو فرمایا، آپ پر اللہ رحمت بھیجے، کوئی شخص مجھے تمہارے درمیان اسے ڈھکے ہوئے آدمی سے زیادہ پسند نہیں کہ میں اس کے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔
جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب کو جب غسل و کفن دے دیا گیا اور تابوت میں رکھ دیا گیا تو علیؓ نے اُن کے پاس کھڑے ہو کر ثنا کی اور کہا، واللہ مجھے اس چادر سے ڈھکے ہوئے انسان سے زیادہ زوئے زمین پر مجھے اس چادر سے ڈھکے ہوئے شخص سے زیادہ کوئی پسند نہیں کہ میں اس کے نامہ اعمال کے ساتھ خدا سے ملوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے عمرؓ کی طرف دیکھا جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، اور فرمایا کہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ زوئے زمین پر کوئی شخص محبوب نہیں کہ میں اس کے مثل نامہ اعمال کے ساتھ

خدا سے ملوں۔ ابی جعفر نے علیؑ سے اسی کے مثل روایت کی۔

نامہ اعمال کے ساتھ

ابو جعفر سے مروی ہے کہ علیؑ عمر کے پاس، جن کی وفات ہو چکی تھی آئے، وہ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، فرمایا اللہ آپ پر رحمت کرے۔ واللہ زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھے آپ کے نامہ اعمال سے زیادہ اُس کے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملنا پسند ہوں۔

جعفر محمد سے روایت کی کہ جب عمر کو غسل کفن دے دیا گیا اور انھیں تابوت پر رکھ دیا گیا تو اُن کے پاس علیؑ کھڑے ہوئے اور فرمایا، واللہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ زوئے زمین پر کوئی پسند نہیں کہ میں اس کے نامہ اعمال کے ساتھ خدا سے ملوں۔

عون بن ابی حمزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں عمر کے پاس تھا، اُن پر چادر ڈھا تک دی گئی تھی، علیؑ اندر آئے، انھوں نے اُن کے چہرے سے چادر ہٹائی اور فرمایا: اے ابو حفص اللہ آپ پر رحمت کرے۔ مجھے نبی ﷺ کے بعد آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کہ میں اس کے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؑ کا قول

بسام البصر فی سے مروی ہے کہ میں نے زید بن علیؑ کو کہتے سنا کہ علیؑ نے فرمایا، مجھے سوائے اس چادر سے ڈھکے ہوئے یعنی عمر کے کوئی شخص زیادہ محبوب نہیں کہ میں اُس کے مثل نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کی وفات ہو گئی تو اُن کے پاس علیؑ آئے، انہوں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحمت کرے، مجھے اس چادر پوش سے زیادہ زوئے زمین پر کوئی شخص محبوب نہیں کہ جو کچھ اُس کے اعمال نامے میں ہے میں اس کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ میرے والد (علیؑ) عمر کے پاس آئے جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، پھر انھوں نے فرمایا کہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کہ میں اس کے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

عبداللہ ابن مسعودؓ کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے

زید بن وہب سے مروی ہے کہ ہم لوگ ابن مسعودؓ کے پاس آئے وہ عمرؓ کا ذکر کر کے اتار دئے کہ اُن کے آنسوؤں سے سگریزے تر ہو گئے اور کہا کہ عمرؓ اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعہ تھے کہ لوگ اس میں داخل ہوتے اور اس سے نکلنے نہ تھے، پھر جب عمرؓ کی وفات ہو گئی تو قلعے میں روز پڑ گئی، لوگ اسلام سے نکل رہے ہیں۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں ابن مسعودؓ کے پاس قرآن کی ایک آیت کی قرأت پوچھنے آیا انھوں نے مجھے اُس کی قرأت اس طرح بتائی تھی، وہ رونے لگے یہاں تک کہ میں نے اُن کے آنسو سگریزوں کے درمیان دیکھے، پھر فرمایا کہ اسی طرح پڑھو جس طرح تمہیں عمرؓ نے اُس کی قرأت بتائی، واللہ یہ اسکی حسین کے راستے سے بھی زیادہ واضح ہے کہ عمرؓ اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعہ تھے، اسلام اُس میں داخل ہوتا تھا۔ اور اس سے نکلنا نہ تھا، جب عمرؓ قتل کر دیے گئے تو قلعے میں درند پڑ گئی، اب اسلام اس سے نکلتا ہے اور داخل نہیں ہوتا۔

ابی دائل سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عبداللہ بن مسعودؓ آئے کی خبر مرگ سُنائی میں نے کوئی دن ایسا نہ دیکھا کہ کوئی ان سے زیادہ رونے والا اور غمگین ہو، پھر فرمایا واللہ اگر میں جان لیتا کہ عمرؓ کسی گتے سے محبت کرتا، واللہ میں ایک خاردار درخت کو بھی اس حالت میں سمجھتا ہوں کہ اُس نے عمرؓ کے فراق کو محسوس کیا۔

سعید بن زید کا خراج عقیدت

سلمہ بن سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب کی وفات ہوئی تو سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رونے لگے، کہا گیا کہ تمہیں کیا چیز زلاتی ہے، انہوں نے کہا کہ حق اور اہل حق دور نہ ہوں، آج امر اسلام سُست ہے۔

عبدالملک بن زید سے روایت کی کہ سعید بن زید روئے تو کسی نے کہا کہ اے ابوالاعور تمہیں کیا چیز زلاتی ہے، انہوں نے کہا کہ اسلام پر روتا ہوں کہ عمرؓ کی موت نے اسلام میں ایسا رخنہ ڈال دیا جو قیامت تک جو نہیں سکتا۔

حضرت عمرؓ ابو عبیدہؓ بن الجراح کی نظر میں

عیسیٰ بن ابی عطاء نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو عبیدہؓ بن الجراح ایک دن عمرؓ کا ذکر کر رہے تھے کہ اگر عمرؓ مر جائیں گے تو اسلام کمزور ہو جائے گا، مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے لیے وہ سب ہو جس پر آفتاب طلوع و غروب ہوتا ہے اور یہ کہ عمرؓ کے بعد زندہ رہوں، کسی کہنے والے نے کہا کہ کیوں، انہوں نے کہا کہ جو میں کہتا ہوں اگر تم لوگ باقی رہے تو عنقریب دیکھو گے، عمرؓ کے بعد اگر کوئی والی ہوگا اور وہ لوگوں سے وہی لے گا جو عمرؓ لیا کرتے تھے تو لوگ اس میں بھی اس کی اطاعت نہ کریں گے اور اسے برداشت نہ کریں گے اور اگر وہ والی ان سے کمزور ہوگا تو اسے قتل کر دیں گے۔

حضرت حسنؓ کی رائے

حسنؓ سے مروی ہے کہ کون سے گھر والے ہیں جنہوں نے عمرؓ..... فراق محسوس نہ کیا ہو (اگر ایسے کوئی ہوں) تو وہ برے گھر والے ہیں۔

عمرو بن مرہ سے مروی ہے کہ حذیفہؓ نے کہا کہ تم سے بلا کو میلوں سوائے ان کی موت کے کسی نے دور نہیں روکا جو ایک شخص کی گردن میں ہے جس پر اللہ نے لکھ دیا کہ وہ مر جائے یعنی عمرؓ۔

حضرت حذیفہؓ کا حضرت عمرؓ کو خراج عقیدت

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ جس دن عمرؓ کی وفات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آج مسلمانوں نے اسلام کا کنارہ ترک کر دیا۔ ذہم نے کہا کہ ان کے بعد لوگ کتنے ہی راستوں پر چلے، اس جماعت نے حق ترک کر دیا ہے یہاں تک کہ ان کے اور حق کے درمیان سخت راہ حائل ہے اگر وہ لوگ اپنے دین کو لوٹنا بھی چاہیں تو لوٹنا نہ سکیں گے۔

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ اسلام عمرؓ کے زمانے میں آئے والے آدمی کے تھے جو نزدیک سے بڑھتا جاتا تھا، عمر رحمہ اللہ قتل کر دیے گئے تو وہ مثل جانے والے شخص کے ہو گیا، کہ جیسے جیسے قاصد بڑھتا ہے ہو گھٹتا جاتا ہے۔

ابی دائل سے مروی ہے کہ حذیفہ نے کہا کہ عمرؓ کے زمانے میں اسلام کی مثال آنے والے آدمی کی بھی جو برابر میں آنے میں مشغول ہوا۔ جب وہ قتل کر دیے گئے تو اس نے پشت پھیر لی اور وہ برابر پشت پھیرنے میں مشغول ہے۔

عبداللہ بن ابی البذلہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب قتل کر دیے گئے تو حذیفہ نے کہا کہ آج لوگوں نے اسلام کا کنارہ ترک کر دیا۔ بخدا یہ قوم راہ مستقیم سے ہٹ گئی، اس کے ادھر سخت راستہ حائل ہو گیا کہ وہ نہ راہ مستقیم دیکھتے ہیں اور نہ اس راستہ پاتے ہیں۔ عبداللہ بن ابی ہذیل نے کہا کہ اس کے بعد وہ کتنے لوگ ہی راستوں پر چلے۔ حمید الطویل سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب کو مصیبت پہنچائی گئی تو انس بن مالک نے کہا کہ ابو طلحہ نے کہا کہ اہل عرب کا کوئی گھر خواہ وہ شہر میں یا دیہات میں ایسا نہیں جس میں عمرؓ کے قتل سے نقص نہ داخل ہو گیا ہو۔

انس بن مالک کی روایت

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اصحاب شوریٰ جمع ہوئے جب ابو طلحہ نے ان کو اور ان کے عمل کو دیکھا تو کہا کہ واللہ تم لوگوں کا اس (خلافت) میں باہم مدافعت کرنا میرے لیے زیادہ خوفناک تھا بہ نسبت اس کے کہ تم لوگوں اس میں باہم رشک کرو، واللہ مسلمانوں کا کوئی گھر والا نہیں جس کے دین اور دنیا میں عمرؓ کی وفات سے نقص نہ آ گیا ہو، یزید نے کہا کہ یہ بات میرے علم میں بھی ہے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک شب کو (انس سے) سنا جسے میں انسان نہیں سمجھتی جس نے عمرؓ کی خبر مرگ سنائی، وہ کہتا تھا۔

جزی اللہ خیر امن امیر و بارکت ۱۔ ید اللہ فی ذاک الادیم المعزق

(خدا امیر کو جزائے اور برکت کرے، اللہ کا ہاتھ اس کشادہ زمین میں)

نمن یمش او برک جناحی لعامة . لیدرک ما قدمت ہالا مس لمسبق

(جو شخص اس لیے چلے یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو کہ تم نے جو کچھ کل بھیجا ہے اُسے پالے تو وہ پیچھے رہ جائے گا تمہاری چیز اس کے آگے ہی رہے گی)۔

تفتت امور اثم غادرت بعد ہوائی فی اکما مہالم تفتق

(تم نے تمام امور پورے کر دیے اس کے بعد انہیں تم نے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ گویا وہ کلیاں ہیں جو اپنے ان پردوں میں ہیں جواب تک چٹکی نہیں ہیں)۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ جن نے عمرؓ پر نوحہ کیا:

علیک سلام من امیر بارکت ۱ ید اللہ فی ذاک الادیم المعزق

(اے امیر تم پر سلام ہو اور برکت کرے، اللہ کا ہاتھ اس کشادہ زمین میں)

قضیلت امور اثم غادرت بعد ہا ہوائی فی اکما مہالم تفتق

(تم نے تمام امور پورے کیے اس کے بعد انہیں تم نے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ گویا وہ کلیاں ہیں جو اپنے پردوں میں ہیں اور چٹکی نہیں ہیں)

ہر روایت ایوب بجائے بوائق کے کے بوانج ہے جس کے معنی حوادث و مصائب ہیں۔

فمن يسع اويو كج جناحي نعامه ليدرك ما قدمت بالا مس يسبق
(جو شخص اس لیے دوڑے یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو، کہ کل جو تم نے آگے بھیجا ہے اسے پالے تو وہ پیچھے رہ جائے گا)

ابعد قتيل بالمدينة اظلمت له الارض تهتد العصاه باسوق
(کیا مقتول مدینہ کے بعد بھی جس کے لیے روئے زمین تاریک ہے، درخت اپنے تنوں پر جھومتے رہیں گے)
عاصم الاسدی نے کہا:

فما كنت اخشى ان تكون وفاته بكفى سبتي اذرق العين مطرق
مجھے یہ اندیشہ نہ تھا کہ ان کی وفات، نیلی آنکھ والے شب روچیتے کے ہاتھوں سے ہوگی)
عمرہ بنت عبدالرحمن سے مروی ہے کہ جب عمر کی وفات ہوئی تو ان پر رویا گیا۔

حضرت عمرؓ کی حضرت عباسؓ سے خواب میں ملاقات

عبداللہ بن عبید اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ عباسؓ عمرؓ کے دلی دوست تھے، جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو وہ اللہ سے دعا کرنے لگے کہ وہ انہیں عمرؓ کو خواب میں دکھائے، انہوں نے ان کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا کہ پیشانی سے پسینہ پوچھ رہے تھے پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو؟ فرمایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ میں فارغ ہو گیا، قریب تھا کہ میرا تخت توڑ دیا جاتا اگر میں اس سے اس کی رنجی و کرب کی حالت میں نہ ملا ہوتا۔

عبداللہ بن عبید اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ عباسؓ نے کہا کہ عمرؓ میرے خلیل (حبیب صادق) تھے۔
تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو میں ایک سال تک اللہ سے دعا کرتا رہا کہ کو مجھے خواب میں دکھا دے، میں نے انہیں ختم سال پر اس حالت میں دیکھا کہ پیشانی سے پسینہ پوچھ رہے تھے میں نے کہا یا امیر المومنین، آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا یہ وہ وقت ہے کہ میں فارغ ہو گیا، قریب تھا کہ میرا تخت توڑ دیا جائے اگر میں اپنے رب سے روف و رحیم ہونے کی حالت میں نہ ملتا۔

حضرت ابن عباسؓ کا حضرت عمرؓ کو خواب میں دیکھنا

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمرؓ کو خواب میں دکھا دے، میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ قریب تھا کہ میرا تخت گر پڑے، اگر میں اپنے رب کو رحیم نہ پاتا۔
ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمرؓ بن الخطابؓ کو خواب میں دکھا دے، خواب میں دیکھا تو میں نے کہا کہ آپ کیوں کر ملے، فرمایا میں روف و رحیم سے ملا اور اگر اس کی رحمت نہ ہوتی تو میرا تخت گر پڑتا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمرؓ کو خواب میں دکھائے، میں نے انہیں ایک سال کے بعد اس حالت میں بعالم خواب دیکھا کہ وہ اپنے چہرے سے پسینہ پوچھ رہے تھے اور فرماتے

کہ اب میں دوڑیا دوڑ کے شہر سے نکل آگیا۔

سہالم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں نے انصار میں سے ایک شخص کو کہتے سنا کہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمر کو خواب میں دکھائے، میں نے انھیں دس سال کے بعد اس حالت میں دیکھا کہ اپنی پیشانی سے پسینہ پوچھ رہے تھے، میں نے کہا یا امیر المومنین آپ نے کیا کیا۔ فرمایا کہ اب تو میں فارغ ہو گیا اگر میرے رب کی رحمت نہ ہوتی تو ہلاک ہو جاتا۔

ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں حج سے واپسی میں السعیا میں سویا، جب بیدار ہوا تو بیان کیا کہ واللہ میں نے ابھی عمر کو دیکھا ہے جو آپ جانب سورعی تھیں یہاں تک کہ انہوں نے ام کلثوم بنت عقبہ کے ایک ٹھوکری جو میری ایک جانب سورعی تھیں انہیں بیدار کر دیا، پھر وہ پلٹ کر چلے گئے، لوگ ان کی تلاش میں گئے، میں نے اپنے کپڑے مانگے ان کو پہنا اور میں نے بھی لوگوں کے ساتھ انہیں ڈھونڈا، میں پہلا شخص تھا جس نے انہیں پایا۔

واللہ میں نے اس وقت تک انھیں دپایا جب تک کہ تھک نہ گیا، عرض کی کہ واللہ یا امیر المومنین آپ نے لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے، واللہ کوئی شخص آپ کو پا نہیں سکتا تا وقتیکہ تھک نہ جائے، واللہ میں نے بھی آپ کو نہیں پایا تا وقتیکہ تھک نہ گیا۔ فرمایا میں تو سمجھتا کہ میں نے تیزی کی ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں عبد الرحمن کی جان ہے کہ بے شک یہ ان کا عمل تھا۔

عبد شمس بن مناف بن قصی کی اولاد

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نام عثمان بن عفان ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف بن قصی تھا، ان کی والدہ اروئی بنت کریم بن ربیعہ ابن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں، اروئی کی والدہ ام حکم تھیں جن کا نام ابیہا بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ابن قصی تھا۔

زمانہ جاہلیت میں عثمان کی کنیت ابو عمرو تھی، جب اسلام کا ظہور ہوا تو رقیۃ بنت رسول اللہ ﷺ سے ان کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انھوں نے عبد اللہ رکھا اور اسی نام سے اپنی کنیت رکھ لی، مسلمانوں نے انھیں ابو عبید اللہ کی کنیت سے پکارا۔ عبد اللہ چھ سال کے ہوئے تو مرغ نے ان کی آنکھوں میں چونچ مار دی جس سے وہ بیمار ہوئے اور جمادی الاولیٰ ۳۷ھ میں انتقال کر گئے رسول اللہ ﷺ نے اُن پر نماز پڑھی اور ان کی قبر میں عثمان بن عفان اُترے۔

ال عثمان

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سوائے عبد اللہ بن رقیۃ کے، عبد اللہ اصغر تھے، جو لا ولد مر گئے، اُن کی

والدہ فاختہ بنت غزوٰان ابن جابر بن نسیب بن وہیب بن زید بن مالک بن عبدعوف ابن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن تھفہ بن قیس بن عیلان تھیں

پانچ بچے عمرو، خالد، ابان عمرو مریم تھے، ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حمزہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ ابن لوئی بن عامر بن غنم بن وہمان بن منہب بن دوس قبیلہ ازوم میں سے تھیں، ولید بن عثمان، سعید اور ام سعید کی والدہ بنت الولید ابن عبد شمس مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم تھیں۔

عبد الملک بن عثمان لا ولد مر گئے، اُن کی والدہ ام البنین بنت عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزادی تھیں، عائشہ بنت عثمان، ام ابان، ام عمرو کی والدہ رملہ بنت شیبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ مریم بنت عثمان کی والدہ ناکلہ بنت الفرغصہ بن الاحوص ابن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن مضمم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب میں سے تھیں۔

ام البنین بنت عثمان کی والدہ ام ولد تھیں، یہ وہی تھیں جو عبد اللہ ابن یزید بن ابی سفیان کے پاس تھیں۔

قبول اسلام

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبید اللہ زبیر بن العوام کے نشان قدم پر نکلے، دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، آپ نے دونوں پر اسلام پیش کیا، انھیں قرآن پڑھ کر سنایا، حقوق اسلام سے آگاہ کیا اور اللہ کی جانب سے بزرگی کا وعدہ کیا تو دونوں ایمان لے آئے اور تھیلی کی۔

عثمان نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ میں حال ہی میں شام سے آیا ہوں، ہم لوگ معان اور الزرقاء کے درمیان قریب قریب سو رہے تھے کہ ایک منادی ہمیں پکارنے لگا کہ اے سونے والو جلدی ہوا کی طرح چلو، کیونکہ احمد کے میں آ گئے، یہاں آئے تو ہم نے آپ کو سنا۔

عثمان کا اسلام قدیم تھا، رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل ہونے سے پہلے آپ مسلمان ہوئے۔

قبول اسلام پر حضرت عثمانؓ پر جبر و تشدد

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمانؓ بن عفان اسلام لائے تو انھیں ان کے چچا حکم بن ابی العاص بن امیہ نے گرفتار کر لیا۔ انھیں رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ کیا تم اپنے باپ دادا کے دین سے نئے دین کی طرف پھرتے ہو، واللہ میں تمہیں کبھی نہ کھولوں گا، تاوقتیکہ تم اس دین کو ترک نہ کر دو، جس پر ہو عثمان نے کہا واللہ میں اسے کبھی ترک نہ کروں گا اور نہ اس سے ہٹوں گا، جب الحکم نے اپنے دین میں اُن کی سختی دیکھی تو انھیں چھوڑ دیا۔

حضرت عثمانؓ کی ہجرت حبشہ

لوگوں نے بیان کیا کہ عثمانؓ ان لوگوں میں سے تھے، جنہوں نے مکے سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت اولیٰ اور ہجرت ثانیہ کی، ان دونوں میں ان کے ہمراہ اُن کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ یہ دونوں لوط کے بعد سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی طرف ہجرت کی، محمد بن جعفر بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو وہ نبی التجار میں اوس بن ثابتؓ بر اور حسان بن ثابتؓ کے پاس اترے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں مکانات عطا کیے تو اُس دن عثمانؓ بن عفان کے مکان کا خط کھینچ دیا، کہا جاتا ہے کہ وہ کھڑکی جو اس روز عثمانؓ کے مکان میں تھی نبی ﷺ کے دروازے کے سامنے تھی وہ وہی تھی کہ نبی ﷺ جب عثمانؓ کے مکان میں جاتے تھے تو اس سے نکلا کرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کا حضرت ابن عوفؓ سے عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیمؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ بن عفان اور عبد الرحمن بن عوفؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، کہتے ہیں کہ عثمانؓ اور اوس ابن ثابتؓ ابی شداد بن اوسؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، اور کہا جاتا ہے کہ عثمانؓ اور ابی عبادہ سعد بن عثمانؓ الرزقیؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

بدری صحابہ کا درجہ

عبد اللہ بن مکلف بن حارثہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے تو آپؐ نے عثمانؓ کو اپنی بیٹی رقیہؓ کی تیمارداری کے لئے چھوڑ دیا جو مریضہ تھیں۔ رقیہ رضی اللہ عنہا اسی روز انتقال کر گئیں جس روز زید ابن حارثہؓ مدینہ میں اس فتح کی خوشخبری لائے جو اللہ نے رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ کا حصہ اور ثواب بدر میں لگایا، وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو وہاں حاضر تھے۔

حضرت ام کلثومؓ سے نکاح

سوائے ابن ابی سبرہؓ کے کسی اور سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رقیہ کے بعد عثمانؓ بن عفان سے ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ کا نکاح کر دیا، وہ بھی ان کے پاس انتقال کر گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمانؓ سے کر دیتا۔

مدینہ میں نیابت رسول اللہ

ابی الحویرثؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ ذات الرقاع میں مدینہ پر عثمانؓ بن عفان کو خلیفہ بنایا نیز رسول اللہ ﷺ نے غزوہ عطفان میں جو نجد کے مقام ذی امر میں ہوا تھا انھیں مدینہ پر خلیفہ بنایا تھا۔ یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطبؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کسی شخص کو ایسا نہیں دیکھا کہ جب وہ حدیث بیان کرے تو اُسے عثمانؓ بن عفان سے زیادہ پورا کرے اور اچھی طرح بیان کرے، البتہ وہ ایسے شخص تھے جو حدیث بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کا لباس

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان کو ایک خچر پر اس حالت میں سوار دیکھا کہ ان سے جسم پر دوزر چادریں تھیں اور ان کے دو کاگل تھے۔

عبدالرحمن بن سعد مولائے اسود بن سفیان سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو جب وہ چاہ زور اٹھا رہے تھے سفید خچر پر اس حالت میں سوار دیکھا کہ ان کی داڑھی مٹی ہوئی تھی۔

حکم بن الصلت سے مروی ہے کہ میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ ان سے جسم پر ایک چوکور چادر تھی جو مہندی میں رنگی ہوئی تھی۔

طہیین کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عثمانؓ کے جسم پر منبر پر ایک قوی کرتہ دیکھا۔
احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کے جسم پر زرو چادر دیکھی۔ موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کے جسم پر دو گہرو کی رنگی ہوئی چادریں دیکھیں۔

سلیم ابی عامر سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کے جسم پر ایک یمنی چادر دیکھی جس کی قیمت سو درم تھی۔

محمد بن ربیعہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اپنی عورتوں پر اس لباس میں وسعت کرتے تھے جس سے حفاظت کی جاتی تھی اور جس سے زینت حاصل کی جاتی تھی۔

میں نے عثمانؓ کے جسم پر ایک سوت ریشم ملی ہوئی نقشین چادر دیکھی جس کی قیمت دو سو درم تھی۔
عثمانؓ نے کہا کہ یہ میری زوجہ نائلہ کی ہے کہ جو میں نے انھیں اڑھائی تھی، پھر میں اسے اوڑھ کر ان کو اس سے خوش کرتا ہوں۔

شانوں کے درمیان فاصلہ

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن عبداللہ بن غبہ اور عروہ بن خالد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے اور عبدالرحمن ابن ابی الزناد سے عثمانؓ کا علیہ دریافت کیا تو میں نے ان کے درمیان اختلاف نہیں دیکھا، انھوں نے کہا کہ وہ ایسے آدمی تھے کہ نہ پست قدم تھے، نہ بلند و بالا خوب صورت نرم کھال والے، بڑی اور گھنی داڑھی والے، گندم گوں دست میں بڑی کڑی والے دونوں شانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھنے والے، سر میں زیادہ بال والے تھے جو اپنی داڑھی کو بٹختے تھے۔

واقہ بن ابی یاسر سے مروی ہے کہ عثمانؓ اپنے دانت سونے سے باندھا کرتے تھے عبید اللہ بن والدہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ کو بطور مرض کے پیشاب جاری ہو گیا تھا، انھوں نے اُس کا علاج کیا، اس کے بعد وہ پھر جاری ہو گیا تو ہر نماز کے لئے وہ وضو کیا کرتے تھے۔

قلب میں شے اور محبت پڑ چکی تھی

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ مہر کی انگلی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ عمر بن سعید سے

روی ہے کہ عثمان بن عفان کے یہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو وہ اُسے منگاتے تھے جو کپڑے میں لپٹا ہوتا تھا سے سوٹھتے تھے، اُن سے کہا گیا کہ آپ یہ کیوں کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ اگر اُسے کوئی شے (تکلیف) پہنچے تو یہ وہ کہ میرے قلب میں اُس کے لئے کوئی شے یعنی محبت پڑ چکی ہو۔

اسحاق بن یحییٰ نے اپنے چچا موسیٰ بن طلحہ سے روئے کی کہ عثمانؓ کو جمعے کے دن اس طرح ٹھٹھتے دیکھا کہ اُن کے جسم پر دو زرو چار دریں ہوتیں، وہ منبر پر بیٹھتے، موذن اذان دیتا، وہ لوگوں سے باتیں کر کے اُن سے بازار کے رخ، آنے والے مہمان اور مریضوں کو دریافت کرتے، جب موذن خاموش ہو جاتا تو وہ اپنی ٹیڑھی مونہ کے عصا پر سہارا لگا کر کھڑے ہوتے، وہ اسی حالت میں خطبہ پڑھتے کہ عصا اُن کے ہاتھ ہوتا، پھر وہ بیٹھ جاتے اور لوگوں سے باتیں شروع کرتے، ان سے پہلی مرتبہ کی طرح سوالات کرتے، پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے اور منبر سے اتر آتے اور موذن اقامت کہتا تھا۔

حضرت عثمانؓ کی کچھ عادات

موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو اس حالت میں دیکھا کہ موذن اذان کہتا ہوتا تھا اور وہ لوگوں سے باتیں کر کے اُن سے پوچھتے اور اُن سے رخ اور حالات دریافت کرتے رہتے تھے۔
بنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ وضو کے بعد رومال سے منہ ہاتھ خشک کرتے تھے۔
بنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بارش میں نہایا کرتے تھے۔

بنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ جب غسل کرتے تھے تو میں اُن کے کپڑے اُن کے پاس لاتی تھی، وہ مجھ سے کہتے تھے کہ میری طرف مت دیکھوں، کیونکہ تمہارے لئے میری طرف دیکھنا حلال نہیں ہے، انھوں نے کہا کہ میں اُن کی بیوی کی باندی تھی۔

بنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ سفید اڑھی والے تھے۔

عبداللہ الروی سے مروی ہے کہ عثمانؓ رات کے وضو کے پانی کا خود انتظام کرتے تھے، ان سے کہا گیا کہ اگر آپ اپنے کسی خادم کو حکم دیں تو وہ آپ کو کفایت کریں، انھوں نے کہا ”نہیں، رات اُن کے لئے بھی ہے جس میں وہ آرام کرتے ہیں“

انس بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، میری امت میں سب سے زیادہ حیا دار عثمانؓ ہیں۔

عادل سے مراد

محمد سے مروی ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ مناسک (مسائل حج) کا علم رکھنے والے عثمانؓ تھے اور ان کے بعد ابن عمرؓ۔

ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول ”هل يستوى هوذا من يامر بالعدل وهو على صراط مستقيم“ (کیا وہ شخص جو ظلم کرتا ہے) اور وہ شخص جو عدل کے ساتھ حکم کرتا ہے برابر ہے؟ وہ (جو عادل ہے) راہ

راست پر ہے) میں مروی ہے کہ اس عادل سے مراد عثمان بن عفان ہیں۔

حسن سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ کو اس حالت میں مسجد میں ہوتے ہوئے دیکھا کہ وہ اپنی چادر کو تلیہ بنائے ہوئے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمان بن عفان نے اپنی وصیت میں کسی کو گواہ نہیں بنایا۔ عبید اللہ بن زرارہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ جاہلیت اور اسلام میں تاجر آدمی تھے، وہ اپنا مال شرکت (مضاربت) پر دے دیا کرتے تھے۔

علاء بن عبد الرحمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ اپنا مال انھیں نفع کی شرکت پر دے دیتے تھے۔

مجلس شوریٰ، انتخاب خلیفہ کے لئے

مجلس کا کام

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے، جب وہ تندرست تھے، یہ درخواست کی جاتی کہ وہ خلیفہ بنادیں، وہ انکار کرتے، ایک روز وہ منبر پر چڑھے اور چند باتیں کہیں کہ اگر میں مر جاؤں تو تمہاری حکومت ان چھ آدمیوں کے سپرد ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ ان سے راضی تھے۔

علیؓ بن ابی طالب، اور ان کے نظیر (ومثل) ریح بن الحوام، عبد الرحمن بن عوف اور ان کے نظیر (ومثل) عثمانؓ بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ اور ان کے نظیر (ومثل) سعد بن مالک۔ البتہ میں فیصلہ کرنے میں اللہ سے خوف رکھنے اور تقسیم و عطا میں عدل کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے اصحاب شوریٰ (مشیروں) سے کہا کہ اپنے معاملے میں مشورہ کرو اگر دو اور دو ہوں شوریٰ میں رجوع کرو، اور اگر چار اور دو ہوں تو صنف اکثر کو اختیار کرو۔

عبد الرحمن بن عوف کی صنف کو اختیار کرو

عمرؓ سے مروی ہے کہ اگر تین کی رائے متفق ہو جائے تو عبد الرحمن بن عوف کی صنف کو اختیار کرو اور ان کی بات سنو اور مانو۔

عبد الرحمن بن سعید بن ربیع سے مروی ہے کہ عمرؓ جب زخمی ہو گئے تو انھوں نے تین مرتبہ کہا کہ تم لوگوں کو صہیب نماز پڑھائیں اور اپنے معاملے میں مشورہ کرو اور حکومت ان چھ کے سپرد ہے، جو شخص تمہارے حکم میں ترد کرے یعنی تمہاری مخالفت کرے تو اس کی گردن مار دو۔

عمر بن الخطابؓ نے ابو طلحہؓ سے خطاب

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اپنی وفات سے ذرا دیر پہلے عمرؓ بن الخطاب نے ابو طلحہؓ کو بلا بھیجا اور کہا اے ابو طلحہ قوم انصار کے ان پچاس آدمیوں میں ہو جاؤ جو اصحاب شوریٰ کی اس جماعت کے ساتھ ہیں، تم انھیں اتنا نہ چھوڑنا کہ تیسرا دن گزر جائے (یعنی تین دن کے اندر تم ان کے ساتھ ضرور شریک ہو جانا) یہاں تک کہ وہ اپنے میں

سے کسی کو امیر بنالیں، اے اللہ اُن پر تو میرا خلیفہ ہے۔

عثمان بن عفان رحمہ اللہ کی بیعت

اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ ابو طلحہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عمر کے دفن کے وقت پہنچے، وہ برابر اصحاب شوریٰ کے ساتھ رہے، جب اُنھوں نے اپنی حکومت عبدالرحمن بن عوف کے سپرد کر دی کہ وہ اُن میں سے کسی کو انتخاب کریں تو ابو طلحہ مع اپنے ساتھیوں کے عبدالرحمن بن عوف کے دروازے پر پابندی سے رہے، یہاں تک کہ عبدالرحمن نے عثمان سے بیعت کر لی۔

سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس سے عثمان سے بیعت کی وہ عبدالرحمن ہیں، پھر علی ابن ابی طالب۔

حضرت عثمان کا خطبہ

عمر بن عبیدہ بن منی مولا نے عثمان بن الخطاب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے لوگوں میں سب سے پہلے علی کو دیکھا کہ انہوں نے عثمان سے بیعت کی، پھر پے در پے لوگ آئے اور انہوں نے بیعت کی۔ اسامیل بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عبد اللہ ابی ربیعہ انحر وی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمان سے بیعت کر لی گئی، تو وہ نکل کے لوگوں کے پاس آئے اور خطبہ سنایا، پہلے اللہ کی حمد و ثنائیاں کی پھر کہا، لوگو! سواری کا پہلا موقع سخت ہوتا ہے آج کے بعد اور دن ہوں گے، اگر میں زندہ رہا تو تمہارے سامنے خطبہ اپنی صورت پر آئے گا، ہم خطیب تو نہیں ہیں مگر اللہ ہمیں تعلیم دے گا۔

عبد اللہ بن شان الاسدی سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان خلیفہ بنائے گئے تو عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ ہم نے سب سے برتر صاحب نصیب سے، ابی نہیں کی۔

نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان خلیفہ بنائے گئے تو عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ ہم نے اسے خلیفہ بنایا جو زندہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے اور ہم نے اس سے کوتاہی نہیں کی۔

نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ میں اس مسجد میں عبد اللہ ابن مسعود کے پاس حاضر ہوا، انھوں نے کوئی خطبہ نہیں پڑھا جس میں یہ نہیں کہا کہ ہم نے اُس شخص کو امیر بنایا جو زندہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے، اور ہم نے خطاب نہیں کی۔

بیعت کی ہدایت

ابی وائل سے مروی ہے کہ جب عثمان بن عفان بنائے گئے تو آٹھ دن میں عبد اللہ بن مسعود مدینے سے کوٹے گئے، انھوں نے اللہ کی حمد و ثنائیاں کی اور کہا: اما بعد، امیر المومنین عمر بن الخطاب کی وفات ہو گئی، ہم نے اس دن سے زیادہ سے رونے کی آوازیں کسی دن نہیں سُنیں، ہم اصحاب محمدؐ نے اتفاق کر لیا۔

ہم نے اپنے سب سے بہتر اور ذی رتبہ شخص سے کوتاہی نہیں کی ہم لوگوں نے امیر المومنین عثمان سے بیعت کر لی، تم بھی ان سے بیعت کرو۔

یعقوب بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمان بن عفان سے ۲۹ ذی الحجہ ۲۳ھ یوم دوشنبہ کو بیعت کی گئی، وہ محرم ۲۳ھ کو اپنی خلافت کے لئے متوجہ ہونے۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے لوگوں کو حج

ابوبکر بن عبد اللہ بن ابی بھرہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ عثمانؓ نے اسی سال (۲۳ھ) حج پر عبدالرحمن بن عوف کو روانہ کیا۔ ۲۳ھ میں انہوں نے لوگوں کو حج کرایا، پھر اپنے پورے زمانہ خلافت میں عثمانؓ نے لوگوں کو پے در پے حج کرایا، سوائے اس سال کے کہ جس میں ان کا محاصرہ کیا گیا کہ انہوں نے نے عبداللہ بن عباس کو لوگوں کے حج پر روانہ کیا اور وہ ۳۵ھ تھا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُس سال کو عثمانؓ بن عفان قتل کیے گئے اور جو ۳۵ھ تھا، انہوں نے اُن کو حج پر عامل بنایا، وہ گئے اور انہوں نے عثمان کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔

قرابت داروں کی تعلیم

زہری سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ والی ہوئے تو بارہ سال بحالت امیری زندہ رہے۔ چھ سال اس طرح کام کرتے رہے کہ لوگوں نے اُن کی کوئی بات ناپسند نہ کی، وہ عمر بن الخطاب سے زیادہ قریش کے محبوب تھے، اس لئے کہ عمرؓ اُن پر بہت سخت تھے، جب عثمانؓ ان کے والی ہوئے تو انہوں نے اُن کے لئے نرمی کی، اور انھیں صد وانعام دیا، پھر انہوں نے اُن کے امور میں کوتاہی کی اور آخری چھ سال میں اپنے قرابت داروں اور گھروالوں کو عامل بنادیا۔ مروان کے لئے مصر کا خمس تحریر کر دیا۔ اپنے قرابت داروں کو مال دے دیا۔

اور اس صلے کے بارے میں انہوں نے تاویل یہ کی کہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے۔ انہوں نے اموال لے لئے، بیت المال سے قرض لے لیا اور کہا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا تھا جو اُن کے لئے تھیں، میں نے انھیں لے لیا اور اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دیا، لوگوں نے اس کو ناپسند کیا۔ ام بکر بنت المسور نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عثمانؓ کو کہتے سنا: لوگو! ابوبکرؓ و عمرؓ اس مال میں اپنی اور اپنے قرابت داروں کی حاجت کا اندازہ کرتے تھے، میں اُس میں اپنے صلہ رحم کا اندازہ کرتا ہوں۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ اہل مصر جب عثمانؓ کے ارادے سے آئے اور ذی حشب میں اترے تو عثمانؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلا یا اور کہا کہ تم اُن کے پاس جاؤ، انھیں میرے پاس سے واپس کر دو، اُن کی پسندیدہ بات کا وعدہ کر لو، آگاہ کر دو کہ مجھے اُن کے مطالبات منظور ہیں اور جن امور کی بابت انھیں اعتراض ہے میں فلاں سے واپس لینے والا ہوں۔

مصریوں کے گروہ

محمد بن مسلمہ سوار ہو کے اُن لوگوں کے پاس ذی حشب کو گئے، عثمانؓ نے اُن کے ہمراہ انصار میں سے

پچاس سوار روانہ کیے جن میں بھی تھا۔ مصریوں کے سرگروہ چار تھے۔ عبدالرحمن ابن عدیس البلوئی سودان بن حمدان، ابن البیاع اور عمرو ابن الحمق الخزاعی، عمرو کا نام اس قدر غالب تھا کہ لشکر اسی سے منسوب ہو گیا۔

محمد بن مسلمہ اُن لوگوں کے پاس آئے انہوں نے کہا کہ امیر المومنین یہ بات کہتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں انہیں اُن کے قول کی خبر دی اور برابر انھیں کے ساتھ رہے یہاں تک کہ وہ لوگ واپس چلے گئے۔

سعد کے نام ایک فرمان

جب وہ لوگ البویب میں تھے تو وہاں ایک اُونٹ دیکھا جس پر صدقے کی علامت تھی، انہوں نے اُسے پکڑ لیا، اس پر عثمان کا ایک غلام تھا، اُس کا سامان لے لیا، تفتیش کی تو اُس سامان میں سے ایک سیسے کا بانس ملا جو مشکیزے کے اندر پانی میں تھا۔ اُس میں عبداللہ بن سعد کے نام ایک فرمان تھا کہ جن لوگوں نے عثمانؓ کے بارے میں ابتدا کی اُن میں سے فلاں کے ساتھ یہ کرو اور فلاں کے ساتھ یہ کرو۔ وہ قوم دوبارہ واپس آگئی اور ذی حشب میں اتری، عثمانؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلا بھیجا اور کہا کہ جاؤ اور انھیں میرے پاس سے واپس کرو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا، میں نہ کروں گا، وہ لوگ آئے اور عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا۔

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی

سفیان بن ابی العوجا سے مروی ہے کہ عثمانؓ نے اس سے انکار کیا کہ انھوں نے کوئی فرمان لکھایا اُس قاصد کو روانہ کیا اور کہا کہ یہ بغیر میرے علم کے کیا گیا ہے۔

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ ذی حشب کے لشکر میں جو بھیجا گیا تھا، میں بھی تھا، لوگوں نے ہم سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو اور جن لوگوں سے پوچھو اُن سب کے آخر میں علیؓ ہوں (یعنی علیؓ سے سب کے بعد پوچھو) کہ آیا ہم لوگ مدینے میں محاصرے کے لئے آئیں؟

ہم نے اصحاب سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ سوائے علیؓ کے سب کے پاس جاؤ۔ جنہوں نے کہا کہ میں تم کو حکم نہیں دیتا پھر اگر تم نے انکار کیا انڈے ہیں جو بچے نکالیں گے (یعنی کامیابی یقینی ہے)

مکالمہ عَزَلِ عثمانؓ

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے اس حالت میں عثمانؓ نے کہا جب وہ مکان میں محصور تھے کہ مغیرہ بن الاضہ کے مشورے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے، عرض کی انہوں نے آپ کو کس بات کا مشورہ دیا، فرمایا، یہ قوم میری معزول چاہتی ہے، اگر میں مستعفی ہو گیا تو یہ مجھے چھوڑ دیں گے اور اگر میں مستعفی نہ ہوا تو مجھے قتل کر دیں گے۔

عرض کی، کیا آپ نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اگر آپ مستعفی ہو جائیں گے تو ہمیشہ کے لئے دنیا میں چھوڑ دیے جائیں گے، فرمایا نہیں، عبداللہ نے پوچھا، تو کیا وہ لوگ جنت و دوزخ کے مالک ہیں انہوں نے کہا نہیں، پھر پوچھا، آپ نے یہ بھی غور کیا کہ اگر آپ مستعفی نہ ہوں گے تو وہ لوگ آپ کے قتل سے زیادہ کچھ کر سکیں گے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

عرض کی، پھر تو میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ اسلام میں یہ سُقت رائج کر دیں کہ جب کوئی قوم اپنے امیر

سے ناراض ہو تو وہ اس کو معزول کر دے، آپ اس گرتے کو نہ اُتاریے جو آپ کو اللہ نے پہنایا۔

عثمانؓ کے کرتے کا ذکر

ام یوسف بن مالک نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ لوگ اس حالت میں عثمانؓ کے پاس جاتے تھے کہ وہ محصور تھے اور کہتے کہ لباس خلافت اُتار دیجئے، وہ کہتے کہ میں اس کرتے کو نہ اُتاروں گا جو مجھے اللہ نے پہنایا، البتہ اس چیز سے باز رہوں گا جسے تم لوگ ناپسند کرتے ہو۔

عبدالرحمن بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ سے فرمایا کہ اللہ تمہیں ایک روز ایک کرتہ پہنائے گا، اگر منافقین تم سے اُسے اُتروانا چاہیں تو تم اُسے کسی ظالم کے لئے نہ اُتارنا۔

رسول اللہ ﷺ کی خاموشی

ابوسہلہ مولائے عثمانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ بعض اصحاب میرے پاس ہوتے۔ عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا میں ابو بکرؓ کو بلا دوں، آپ خاموش ہو گئے، میں سمجھ گئی کہ آپ انہیں نہیں چاہتے، عرض کی کہ عمرؓ کو بلا دوں، آپ خاموش رہے، جس سے میں سمجھ گئی کہ آپ انہیں نہیں چاہتے، عرض کی کیا علیؓ کو بلا دوں، پھر آپ نے سکوت فرمایا، میں سمجھ گئی کہ آپ انہیں نہیں چاہتے۔ عرض کی، ابن عفانؓ کو بلا دوں فرمایا ہاں۔

جب عثمانؓ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ۔ عثمانؓ نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اُن سے کچھ فرما رہے تھے اور عثمانؓ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔

یعنی مکان کے اندر عثمانؓ کے محاصرے کا دن

قیس نے کہا کہ مجھے ابوسہلہ نے خبر دی کہ جب یوم الدار (یعنی مکان کے اندر عثمانؓ کے محاصرے کا دن) ہوا تو عثمانؓ سے کہا گیا کہ آپ جنگ کیوں نہیں کرتے، انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے، میں اسی پر صابر ہوں۔ ابوسہلہ نے کہا کہ پھر لوگوں کا خیال تھا کہ وہ یہی دن تھا (جس کا اُن سے عہد لیا گیا تھا)۔

ابی امامہ بن سہل سے مروی ہے کہ میں عثمانؓ کے ساتھ تھا جب وہ مکان میں محصور تھے، ہم لوگ ایسے مقام میں داخل ہوتے تھے کہ وہاں سے اُن لوگوں کا کلام، جو محل میں تھے بخوبی سنائی دیتا تھا ایک روز کسی ضرورت سے عثمانؓ وہاں داخل ہوئے، باہر آئے تو اُن کا رنگ بدلا ہوا تھا، فرمایا یہ لوگ اس وقت مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں۔

تین صورتوں میں مسلمان کا خون حلال نہیں

ہم نے کہا، امیر المومنین، اُن کے مقابلے میں اللہ آپ کو کافی ہے کہ۔ فرمایا وہ لوگ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں، میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ سوائے تین صورتوں کے کسی مسلمان کا خون حلال نہیں، وہ شخص جو ایمان کے بعد کفر کرے، یا احسان (شادی) کے بعد زنا کرے یا کسی جان کو بغیر جان کے عوض قتل کرے، واللہ نہ میں نے کبھی جاہلیت میں زنا کیا اور نہ اسلام میں، جب سے مجھے اللہ نے ہدایت دی میں نے یہ آرزو بھی نہیں کی کہ میرے

لئے ہے۔ دین کا بدلہ ہے، نہ میں نے کسی کو قتل کیا، پھر کس معاملے میں یہ لوگ مجھے قتل کرتے ہیں؟
مجاہدؓ سے مروی ہے کہ عثمانؓ اُن لوگوں کے سامنے آئے جنہوں نے اُن کا محاصرہ کیا تھا اور فرمایا اے قوم
مجھے قتل نہ کرو، کیونکہ میں والی ہوں، بھائی ہوں اور مسلمان ہوں، واللہ میں نے اپنے امکان بھر سوائے اصلاح کے
کچھ نہ چاہا، خواہ مجھ سے خطا ہوئی یا صواب تم لوگ اگر مجھے قتل کر دے تو نہ تم کبھی متفق ہو کے نماز پڑھو گے نہ کبھی متفق
ہو کے جہاد کرو گے، اور نہ تمہارا مال غنیمت تمہارے درمیان تقسیم ہوگا۔

مدامنت و نفاق کی وجہ سے مدینے میں اس بد عملی

جب اُن لوگوں نے انکار کیا تو آپؐ نے فرمایا، میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ بتاؤ، کیا تم لوگوں نے
امیر المومنین عمرؓ کی وفات کے وقت جس بات کی دُعا کی تھی (یہی خلافت عثمانؓ) وہ دُعا اس طرح نہیں کی تھی کہ تم سب
ایک حال میں متفق تھے۔

تم میں سے کوئی جُدا نہ تھا، تم سب امیر المومنین کے دین اور حق والے تھے؟ پھر کیا تم اب یہ کہتے ہو کہ اللہ نے
تمہاری دُعا قبول نہیں کی، یا یہ کہ دین اللہ کے نزدیک ذلیل ہوگا، یا یہ کہ اس خلافت کو میں نے تلوار اور غلبے سے لے لیا
اور اسے میں نے مسلمانوں کے مشورے سے نہیں لیا، یا یہ کہ اللہ شروع میں میری حالت کو نہ سمجھنا جواب سمجھ گیا۔
سب نے انکار کیا تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ اُن کے عدد کا شمار کرے، ان سب کو متفرق کر کے قتل کر دے
اور ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھ۔

اللہ نے اُن میں سے جن کو اس فتنے میں قتل کیا، کیا یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار کا لشکر بھیجا، جس
نے تین دن تک ان لوگوں مدامنت و نفاق کی وجہ سے مدینے میں اس طرح بد عملی کی کہ جو چاہتے تھے وہ کرتے تھے۔

مہاجرین و انصار کے درمیان عقد مواخاۃ

ابن لہیہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان جب محصور ہو گئے تو وہ تہ خانے کی ایک کوٹھری سے اُن لوگوں
کے سامنے آئے اور پوچھا کیا تم میں طلحہ ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں ہیں، فرمایا، طلحہ، میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ کیا
تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مہاجرین و انصار کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپؐ نے خود اپنے اور میرے
درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ طلحہ نے کہا کہ ”یا اللہ ہاں“ پھر طلحہ سے اس بارے میں اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ
انہوں نے مجھے قسم دی، اور یہ ایک ایسا امر تھا جس کو میں نے دیکھا تھا، تو کیا میں اس کی شہادت نہ دیتا۔

علیؓ کے سر پر ایک سیاہ عمامہ تھا

ابو جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ عثمانؓ جب مکان میں محصور تھے تو انہوں نے علیؓ کو بلوایا، انہوں نے اُن
کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو منافقین لپٹ گئے اور انہیں روکا۔ علیؓ نے سیاہ عمامہ جو سر پر تھا اُس کے چچ کھول ڈالے
اور کہا کہ اس سے، یا کہا کہ اے اللہ میں اُن کے قتل سے خوش نہیں ہوں، اور نہ میں اس کا حکم دیتا ہوں۔

ابو فزار العبسی سے مروی ہے کہ عثمانؓ نے جب وہ مکان میں محصور تھے، علیؓ سے کہلا بھیجا کہ میرے پاس آؤ
۔ علیؓ چلنے کے لئے کھڑے ہوئے کہ گھر کے کچھ لوگ بھی ہمراہ ہوئے اور روک کے عرض کی کہ سامنے کے انہو کو نہیں

دیکھتے، عثمان تک پہنچنا ممکن کیسے ہے۔ علیؓ کے سر پر ایک سیاہ عمامہ تھا جس کو سر سے اُتار کے عثمانؓ کے قاصد کی طرف پھینک دیا اور کہا کہ اُنھیں اس واقعے کی خبر دے دو جو تم نے دیکھا مسجد سے نکل کے علیؓ مدینے کے بازار میں اجارہ حریت تک پہنچے تھے کہ اُن کے پاس قتل عثمانؓ کی خبر آگئی، انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں اُن کے خون سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے اُنھیں قتل کیا ہو یا اُن کے قتل میں مدد دی ہو۔

مسلمان کا خون اور ایمان کے بعد کفر

میمون بن حیران سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن عفان کا مکان میں محاصرہ کر لیا گیا تو انہوں نے ایک آدمی کو بھیجا اور کہا کہ دریافت کرو اور دیکھو کہ لوگ کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے اُن میں سے بعض کو کہتے سنا کہ عثمانؓ کا خون حلال ہو گیا ہے، عثمانؓ نے جب یہ سنا تو کہا کس مسلمان کا خون حلال نہیں، سوائے اُس شخص کے جو اپنے ایمان کے بعد کفر کرے، یا احسان (شادی) کے بعد زنا کرے، یا کسی کا ناحق قتل کرے اور اُس کے بدلے قتل کیا جائے، راوی نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ کہا یا کسی اور نے کہا یا اُس کا خون حلال ہے جو زمین میں فساد کی سعی کرے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے قتل عثمانؓ کا ارادہ کیا تو وہ اُن کے سامنے آئے، اور کہا کہ تم لوگ مجھے کس بات پر قتل کرتے ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ کسی شخص کا قتل حلال نہیں سوائے تین میں سے ایک کے جو شخص اپنے اسلام کے بعد کفر کرے، تو وہ قتل کیا جائے گا، اور جو شخص احسان (شادی) کے بعد زنا کرے تو وہ سنگسار کیا جائے گا اور جو شخص کسی آدمی کو ناحق قتل کرے تو وہ قتل کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے مغفرت

علقمہ بن وقاص سے مروی ہے کہ عمرو بن العاصؓ نے عثمانؓ سے جو منبر پر تھے، کہا کہ اے عثمانؓ آپ نے اس اُمت کے ساتھ ہلاکت میں ڈالنے والے کام کیے۔ لہذا آپ بھی توبہ کیجئے اور وہ لوگ بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں۔ عثمانؓ نے اپنا منہ قبلے کی طرف پھیرا اور کہا کہ اے اللہ میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے۔

عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے عثمانؓ سے کہا کہ آپ نے ہمارے ساتھ ہلاکت میں ڈالنے والے کام کیے، اور وہی ہم نے آپ کے ساتھ کیا، لہذا آپ توبہ کیجئے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے۔ عثمانؓ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو کہتے سنا کہ اگر تم کتاب اللہ میں یہ پاؤ کہ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو تو ان میں ڈال دو۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ زید بن ثابتؓ عثمانؓ کے پاس آئے اور دو مرتبہ کہا کہ یہ انصار جو دروازے پر ہیں کہتے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو ہم لوگ اللہ کے لئے آپ کی مدد کریں، مگر عثمانؓ نے کہا کہ خوں ریزی نہیں۔

عبداللہ بن ربیعہ سے مروی ہے کہ یوم الدار میں عثمانؓ نے کہا کہ تم میں سب سے زیادہ مجھ سے بے نیاز وہ

گھنص ہے جس نے اپنا ہاتھ اور ہتھیار روک لیا۔

یوم الدار اور خون ریزی

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں یوم الدار میں عثمانؓ کے پاس گیا اور کہا یا امیر المومنین، نیکی یا تیغ زنی فرمایا، اے ابو ہریرہؓ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تم سب لوگوں کو اور مجھ کو قتل کر دو، انھوں نے کہا نہیں فرمایا، واللہ اگر تم نے ایک آدمی کو بھی قتل کیا تو گویا سب آدمی قتل کر دیے گئے۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں لوٹ گیا اور خون ریزی نہیں کی۔

عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے یوم الدار میں عثمانؓ سے کہا کہ آپ اُن سے جنگ کیجئے، کیونکہ اللہ نے آپ کے لئے اُن کا خون حلال کر دیا۔

عبداللہ بن زبیرؓ کی فرماں برداری کرے

انہوں نے کہا نہیں، واللہ میں اُن سے کبھی جنگ نہ کروں گا، پھر لوگ اُن کے پاس گھنص آئے، حالانکہ وہ روزے سے تھے۔ عثمانؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کو مکان پر امیر بنا دیا اور کہا کہ جس پر میری فرماں برداری واجب ہو وہ عبداللہ بن زبیرؓ کی فرماں برداری کرے۔

عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ سے کہا: یا امیر المومنین آپ کے ساتھ مکان میں ایسی جماعت ہے جس کی اللہ کی مدد سے تائید کی گئی ہے اور جو اُن لوگوں سے کم ہے۔ لہذا آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اُن سے جنگ کروں، فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی آدمی نے، یا فرمایا کہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں کہ کسی نے جو میرے بارے میں کسی کا خون بہایا ہو، یا فرمایا میرے بارے میں خون بہایا ہو۔

ابن سیرینؒ سے مروی ہے کہ اُس روز مکان میں عثمانؓ کے ہمراہ سات سو آدمی تھے، اگر آپ اجازت دیتے تو وہ ضرور اُن لوگوں کو مارتے اور وہاں سے نکال دیتے، اُن لوگوں میں سے جو مکان میں تھے ابن عمرؓ بن علیؓ اور عبداللہ بن الزبیرؓ بھی تھے۔

عثمانؓ کی نافرمانی

ابو لیلیٰ الکندیؓ سے مروی ہے کہ میں عثمانؓ کے پاس حاضر ہوا۔ جب کہ وہ محصور تھے، وہ ایک کھڑکی سے سر نکال کے کہہ رہے تھے کہ لوگو مجھے قتل نہ کرو اور مجھ سے معافی چاہو، واللہ اگر تم مجھے قتل کرو گے تو نہ کبھی سب مل کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب مل کے دشمن سے جہاد کرو گے، ضرور ضرور آپس میں اختلاف کرو گے اور اس طرح ہو جاؤ گے، انھوں نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کے بتایا کہ اس طرح ایک دوسرے سے مل کے خون ریزی کرو گے۔

پھر فرمایا، اے میری قوم میرا اختلاف تمہیں ارتکاب جرم پر آمادہ نہ کرے، ایسا نہ ہو کہ تم پر ایسی مصیبت آئے جیسی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر آئی اور قوم لوط کا زمانہ بھی کچھ تم سے دور نہیں ہے (یعنی تم ان سب کا اپنے فرماں روا اور ہادی کی نافرمانی کا نتیجہ اور عذاب دیکھ چکے ہو،

انہوں نے عبداللہ بن سلامؓ کو بلا بھیجا اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا، بس بس اتمام حجت کے لئے یہ بہت کافی ہے۔

عہد و پیمان باغیوں سے فتنے میں مبتلا ہونا

ابی جعفر القاری، مولائے ابن عباس مخزومی سے مروی ہے کہ وہ مصری لوگ جنہوں نے عثمانؓ کا محاصرہ کیا چھ سو تھے ان کے رئیس عبدالرحمن بن عدیس البلوئی، کنانہ بن بشر بن عتاب الکندی اور عمرو ابن الحمق الخزاعی تھے، کوفہ کے دو سوباغی مالک اشتر الحنسی کے ماتحت تھے، اور جو بھرے سے آئے وہ سو آدمی تھے، اُن کا سردار حکیم بن جبلة العبدی تھا، شرم میں وہ سب دست واحد تھے کمینہ لوگ اُن کی طرف مائل ہو گئے، اُن کے عہد و پیمان باغیوں کے ساتھ تھے اور فتنے میں مبتلا تھے۔

عثمانؓ کی مدد نہ کرنے کا اصل سبب

اصحاب نبی ﷺ نے اگر عثمانؓ کی مدد نہیں کی تو اُس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے فتنہ خونریزی نو پسند نہیں کیا اور یہ گمان کیا کہ معاملہ اُن کے قتل تک نہ پہنچے گا، پھر انہوں نے اُن کے معاملے میں جو کچھ کیا اُس پر نادم ہوئے، میری جان کی قسم، اگر صحابہ اُٹھتے یا اُن میں سے کوئی بھی اُٹھ کر باغیوں کے منہ میں صرف مٹی ہی جھونک دیتا تو وہ لوگ ضرور ذلت کے ساتھ واپس ہو جاتے۔

ابی عون مولائے مسور بن مخزوم سے مروی ہے کہ مصری اُس وقت تک آپ کے خون اور قتل سے رے رہے جب تک کہ کوفیوں، بصریوں اور شامیوں کی مدد عراق سے نہ آگئی، پھر جب وہ لوگ آئے اور ان کو معلوم ہوا کہ عراق سے ابن عامر اور مصر سے عبداللہ بن سعد کے پاس سے لشکر روانہ ہو گئے، تو یہ دلیر ہو گئے، انہوں نے کہا کہ امداد آنے سے پہلے عثمانؓ کے ساتھ غلٹ کریں گے۔

مالک بن ابی عامر سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص عثمانؓ کے پاس جو محصور تھے، آئے، واپس ہوئے تو عبدالرحمن بن عدیس، مالک اشتر اور حکیم بن جبلة کو دیکھا تو ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا کہنے لگے واللہ وہ امر جس کے یہ لوگ رؤسا ہوں بیشک بدترین امر ہے۔

حضرت عثمان بن عفان اللہ عنہ کی شہادت

حسنؓ سے مروی ہے کہ مجھے وہاب نے خبر دی جو اُن لوگوں میں تھے کہ امیر المومنین عمرؓ کا زمانہ قدیم پایا اور عثمانؓ کے سامنے بھی تھے، میں نے اُن کے حلق پر نیزے کے زخم کے دو نشان مثل دو آنتوں کے دیکھے جو لیوم الدار کو عثمانؓ کے مکان میں لگے تھے، انہوں نے بیان کیا مجھے عثمانؓ نے بھیجا کہ اشتر کو بلا لاؤ، میں اُس کو لے آیا۔ میں خیال کرتا ہوں، انہیں نے یہ کہا کہ میں نے ایک فرش امیر المومنین کے لیے بچھا دیا اور ایک اُسکے لیے۔

عثمانؓ نے کہا: اے اشتر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں، اُس نے کہا تین باتیں، جن میں سے ایک کے بغیر آپ کے لیے چارہ نہیں، فرمایا: وہ کیا ہے؟ اُس نے کہا وہ لوگ آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ یا آپ اُن کے حق میں حکومت سے دست بردار ہو جائیں اور کہہ دیں کہ یہ تمہاری حکومت ہے تم جسے چاہو امیر بناؤ، یا آپ اپنی جان سے اُن لوگوں کو قصاص لینے دیں، اگر آپ ان دونوں سے انکار ہے تو یہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے۔

قصاص میں کوئی اعتراض نہ ہوتا

فرمایا: کیا ان میں سے کسی ایک کے بغیر چارہ نہیں اُس نے کہا نہیں، ان میں سے بغیر ایک کے چارہ نہیں، آپ نے فرمایا: یہ ممکن نہیں کہ میں حکومت سے دست بردار ہو جاؤں، میں اُس گرتے کو اتارنے والا نہیں جو اللہ نے مجھے پہنایا ہے، واللہ اگر مجھے آگے کر کے گردن مار دی جائے تو یہ زیادہ پسند ہے، بہ نسبت اُس کے کہ اُمت محمد کو بعض کو چھوڑ دوں، محمد ثین نے کہا کہ یہ کلام عثمان سے زیادہ مشابہ ہے۔

یہ امر کہ میں اپنی جان سے قصاص لینے دوں تو واللہ مجھے معلوم ہے کہ میرے دونوں ساتھی ابو بکر و عمر جو میرے سامنے تھے سزا دیتے اور قصاص میں کوئی اعتراض نہ ہوتا، یہی بات کہ تم لوگ مجھے قتل کرو گے تو واللہ اگر ایسا کیا تو میرے بعد کبھی تم لوگ باہم محبت نہ کرو گے، نہ کبھی مل کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب ایک ہو کے دشمن سے جنگ کرو گے۔

خطوط و فرمان آپ کے کام نہ آئے

اشتر چلا گیا، ہم ٹھہر گئے کہ شاید لوگ مان جائیں، اتنے میں ایک آدمی آیا جو مثل بھیڑیے کے تھا وہ دروازے سے جھانک کر پلٹ گیا، پھر محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں کے ہمراہ آیا وہ عثمان کے پاس پہنچ گیا، آپ کی داڑھی پکڑ لی اور اُسے کھینچا جس سے داڑھی گرنے کی آواز سنی گئی۔

محمد بن ابی بکر نے کہا کہ معاویہ آ کے کام نہ آیا، ابن عامر آپ کے کام نہ آیا آپ خطوط و فرمان آپ کے کام نہ آئے، فرمایا: اے میرے بھتیجے میری داڑھی تو چھوڑ دے، اے میرے بھتیجے میری داڑھی تو چھوڑ دے۔

روای نے کہا کہ میں نے اُس قوم ایک شخص سے مدد طلب کرنا دیکھا جو اُس کی مدد کر رہا تھا وہ ایک بر بھی لے کر آپ کی طرف کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ اُس نے آپ کے سر میں مار دی ارادی نے کہا کہ جو وہیں ٹوٹ گیا، وہیں رُک گیا، ارادی نے کہا کہ پھر واللہ اُن لوگوں نے آپ پر ایک دوسرے کی مدد کی، یہاں تک کہ آپ کو قتل کر دیا (رحمۃ اللہ علیہ)

محمد بن ابی بکر کا عثمانؓ کو قتل کرنا

عبدالرحمن بن محمد بن عبد سے مروی ہے کہ محمد بن ابی بکر، عمرو بن حزم کے مکان کی دیوار پر چڑھ کے عثمانؓ کے پاس گیا، اُس کے ہمراہ کنانہ بن بشر بن عتاب، سودان بن حمران اور عمرو بن الحکم بھی تھا، انہوں نے عثمانؓ کو اپنی زوجہ نائلہ کے پاس پایا جو قرآن میں سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے۔ محمد بن ابی بکر اُن سب کے آگے بڑھا، عثمانؓ کے ڈاڑھی پکڑ لی اور کہا، ابو بکر اے احمق خدا تجھے رسوا کرے، عثمانؓ نے کہا، میں بوڑھا احمق (نعل) نہیں ہوں، میں اللہ کا بندہ اور امیر المؤمنین ہوں محمد نے کہا کہ فلاں فلاں اور معاویہ آپ کے کام نہ آئے۔

عثمانؓ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میری داڑھی تو چھوڑ دے، تیرے باپ تو ایسے نہ تھے کہ اُس چیز کو پکڑیں جو تو نے پکڑی۔ محمد نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ جو کرنا چاہتا ہوں وہ ڈاڑھی پکڑنے سے زیادہ سخت ہے۔ عثمانؓ نے کہا کہ میں تیرے مقابلے میں اللہ سے نصرت چاہتا ہوں اور اُسی سے مدد مانگتا ہوں۔

اس نے برچھی جو اس کے ہاتھ میں تھی آپ کی پیشانی میں مار دی، کنانہ بن بشر بن عتاب نے وہ برچھیاں اٹھائیں جو اُس کے ہاتھ میں تھیں اور عثمانؓ کے مکان کی جڑ میں بھونک دیں جو جاتے جاتے آپ کے احلق کے اندر پہنچ گئیں، پھر وہ تلوار لے کے آپ کے اوپر چڑھ گیا اور قتل کر دیا۔

زبیر بن عبد اللہ نے اپنی دادی سے روایت کی

عبد الرحمن بن عبد العزیز نے کہا کہ میں نے ابن ابی عمون کو کہتے سنا کہ کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی اور سر کے اگلے حصے پر ایک لوہے کی سلاخ ماری جس سے وہ کروٹ کے بل گر پڑے۔

پھر سودان بن حمران المرادی نے تلوار مار کے قتل کر دیا۔ عمرو بن الحمق کو کے عثمانؓ پر آیا، سینے پر بیٹھ گیا، حالانکہ آپ میں تھوڑی جان باقی تھی، اُس نے آپ کے نوزخم لگائے اور کہا کہ ان میں سے تین تو میں نے اللہ کے لیے لگائے ہیں اور چھ اُغصے کی وجہ سے جو میرے قلب میں ان پر ہے۔

زبیر بن عبد اللہ نے اپنی دادی سے روایت کی کہ جب عثمانؓ کو کنانہ نے برچھیوں سے مارا تو آپ نے فرمایا: بسم اللہ، میں اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں۔ خون اُکی ڈاڑھی پر بہہ کر ٹپک رہا تھا، قرآن سامنے تھا، انہوں نے اپنے ہاتھیں پہلو پر تکیہ لگا لیا۔ ”سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ“ کہہ رہے تھے اور اسی حالت میں قرآن پڑھ رہے تھے خون قرآن پر بہہ رہا تھا، یہاں کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے پاس آ کے رک گیا ”فَسِيكَفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ“ (بس عنقریب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے آپ کو بے نیاز کر دے گا اور وہی سننے اور جاننے والا ہے) اُنھوں نے قرآن بند کر دیا۔

سب لوگوں نے مل کے آپ کو ضرب مالی، اُن لوگوں نے اُنھیں مارا، حالانکہ اللہ میرے باپ اُن پر فدا ہوں، وہ ایک رکعت میں ساری رات کھڑے رہتے تھے، صلہ رحم کرتے تھے، مظلوم کو کھلاتے تھے اور مشقت برداشت کرتے تھے (فرحمہ اللہ)

بدمعاش آپ کے گھر میں گھس گئے

زہریؒ سے مروی ہے کہ عثمانؓ عصر کی نماز کے وقت کیے گئے، آپ کے ایک حبشی غلام نے کنانہ بن بشر پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا، سودان نے اُس غلام پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔

بدمعاش لوگ عثمانؓ کے گھر میں گھس گئے، اُن میں سے کسی نے چلا کے کہا کہ کیا عثمانؓ کا خون حلال ہے اور اُن کا مال حلال نہیں ہے؟ لوگوں نے اُن کا سامان بھی لوٹ لیا، نالکہ کھڑی ہو گئیں، انہوں نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم چور، اے اللہ کے دشمنو! تم نے جو عثمانؓ کا خون کیا یہ بہت بڑا گناہ ہے، دیکھو واللہ تم لوگوں نے اُنھیں قتل کر دیا، حالانکہ وہ بڑے روزہ دار، بڑے نمازی تھے، ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔ سب لوگ عثمانؓ کے گھر سے نکل گئے، اُن کا دروازہ اُن تین آدمیوں پر بند کر دیا گیا جو قتل ہونے لگے، یعنی عثمانؓ اُن کا حبشی غلام اور کنانہ بن بشر۔

نافع سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان جس روز قتل کیے گئے، اُس روز صبح کو اپنے ہمراہیوں سے وہ خواب بیان کیا جو انہوں نے دیکھا تھا، انہوں نے کہا کہ میں نے گزشتہ شب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے

مجھ سے فرمایا۔ اے عثمانؓ تم ہمارے پاس روزہ افطار کرنا ایسا ہی ہوا کہ آپ نے روزے کی حالت میں صبح کی اور اسی روز قتل کر دیے گئے (رحمہ اللہ)

رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر و عمرؓ کو خواب میں دیکھا

کثیر بن الصلت الکندی سے مروی ہے کہ عثمانؓ اُس روز سوئے جس روز وہ قتل کیے گئے اور وہ جمعے کا دن تھا، جب وہ بیدار ہوئے تو کہا کہ اگر لوگوں کے یہ کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ عثمانؓ نے آرزوئیں کیں (خیال پلاؤ پکایا) تو میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا، ہم نے کہا، اللہ آپ کو نیکی دے، آپ بیان کیجئے، ہم اور لوگوں کے قول پر نہیں ہیں۔ فرمایا میں نے عالم رویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، ارشاد ہوا کہ تم جمعے کو ہم لوگوں میں موجود ہو گے۔

زوجہ عثمانؓ سے، جو راوی کے خیال میں بنت الغرافہ تھیں، مروی ہے کہ عثمانؓ اس قدر سو گئے، بیدار ہوئے تو کہا کہ یہ قوم مجھے قتل کرے گی۔ میں نے کہا امیر المومنین ہرگز نہیں۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ و عمرؓ کو (خواب میں) دیکھا، اُن حضرات نے فرمایا کہ تم آج شب کو روزہ ہمارے پاس افطار کرنا، یا اُن حضرات نے یہ فرمایا کہ تم آج شب کو ہمارے پاس روزہ افطار کرو گے۔

حضرت عثمانؓ اور ایک رکعت میں پورا قرآن

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمانؓ شب بیداری کرتے اور ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔ عبدالرحمن بن عثمانؓ سے مروی ہے کہ میں مکے میں مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑا ہو گیا، چاہتا تھا کہ اس شب (عبادت میں) کوئی مجھ سے بڑھنے نہ پائے، ایک شخص نے میرے پہلو پر ہاتھ رکھا میں نے التفات نہیں کیا، اُس نے پھر ہاتھ رکھا، میں نے دیکھا کہ وہ عثمانؓ بن عفان ہیں، میں کنارے ہٹ گیا، وہ آگے بڑھے، ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھا اور چلے گئے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو اُن کی بیوی نے کہا کہ تم لوگوں نے انھیں قتل کر دیا حالانکہ وہ ساری رات بیدار رہے ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔

ایک رکعت میں ساری رات گزار دینا

ابی اسحاق نے ایک شخص سے جس کا انہوں نے نام لیا (مگر بعد کے راوی کو یاد نہیں رہا) روایت کی کہ میں نے ایک شخص کو جو پاکیزہ خوشبو والے اور صاف ستھرے کپڑے والے تھے، کعبے کی پشت پر کھڑا دیکھا، وہ نماز پڑھ رہا تھا، اُس کا غلام اُس کے پیچھے، جب وہ شخص رُکنا تو غلام اُسے بتا دیتا تھا میں نے کہا کہ یہ کون تو لوگوں نے کہا کہ عثمانؓ ہیں۔

عطا بن ابی رباح سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے لوگوں کو نماز پڑھائی، وہ مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہوئے انہوں نے کتاب اللہ کو ایک رعت میں جو تہا تھی جمع کر دیا۔ اُس کا نام تہیرا (کئی ہوئی نماز) رکھا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے عثمانؓ کو گھیر لیا اور اُن کے پاس کھس آئے کہ انھیں قتل کریں تو اُن کی بیوی نے کہا کہ تم لوگ انھیں قتل کرو، خواہ چھوڑو، وہ تو ایک رکعت میں ساری رات گزار دیتے، جس میں وہ پورا قرآن جمع کرتے تھے۔

عثمان کا ترکہ، مدت حیات اور مدفن

عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جس روز عثمان قتل کیے گئے اُس روز اُن کے خزانہ دار کے پاس پینتیس لاکھ درم اور ڈیڑھ لاکھ دینار تھے، وہ لوات لئے گئے اور چلے گئے، انہوں نے ربزہ میں ایک ہزار اونٹ چھوڑے اور برادریں، خیبر اور وادی القرئی میں دو لاکھ دینار کی قیمت کے صدقات چھوڑے جنہیں وہ تصدیق کیا کرتے تھے۔

ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگ آرزو کرتے کہ اُن کی مہمیں حش کو کب میں دفن کی جائیں۔ عثمان بن عفان کہا کرتے کہ عنقریب ایک مرد صالح وفات پائے گا، وہاں دفن کیا جائے گا اور لوگ اُس کی پیروی کریں گے۔

مالک بن ابی عامر نے کہا کہ عثمان بن عفان پہلے شخص تھے جو وہاں دفن کیے گئے۔

محمد بن سعد (مؤلف) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمرو (الواقدی) سے بیان کی تو انہوں نے معرفت ظاہر کی۔

عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان سے یکم محرم ۲۴ھ کو بیعت خلافت کی گئی ۱۸ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۱ھ کو عصر کے بعد قتل کر دیے گئے (خدا اُن پر رحمت کرے) اُس روز روزے سے تھے (شب شنبہ کو مغرب و عشاء کے درمیان البقیع کے حش کو کب (مخولوں کے باغ) میں جو آج بنی امیہ کا قبرستان ہے، دفن کیے گئے، اُن کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال رہی جب وہ قتل کیے گئے تو بیسی سال کے تھے۔ ابو معشر کہتے تھے کہ جب قتل کیے گئے تو پچھتر سال کے تھے۔

حضرت عثمان کا دفن

تفصیلات کب اور کہاں دفن ہوئے، کس نے کس چیز پر اٹھایا، نماز جنازہ کس نے پڑھی، کون قبر میں اُترا، جنازے کے ساتھ کون تھا؟ عبداللہ بن نیاہ الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب معاویہؓ نے حج کیا قبیلہ اسلم کے مکانوں کے رستے بازار کی طرف دیکھ کے حکم دیا کہ سامنے عمارت بنا کے ان کے گھر تار یک کر دو، اللہ ان قاتلین عثمان کی قبریں تار یک کرے۔

نیاہ مکرم نے کہا کہ میں نے معاویہؓ سے کہا کہ میرا گھر تار یک ہو گیا، میں اُن چار اشخاص میں سے ہوں جنہوں نے امیر المومنین کا جنازہ اٹھایا، دفن کیا اور اُن پر نماز پڑھی۔ معاویہؓ نے انہیں پہنچان لیا، اور کہا کہ تعمیر منقطع کر دو۔ اُن کے گھر کے آگے عمارت نہ بناؤ۔

معاویہ کی تصدیق

معاویہؓ نے مجھے تنہائی میں بلا کے کہا کہ کب تم نے انہیں اٹھایا، کب دفن کیا اور کس نے اُن پر نماز پڑھی؟ میں نے کہا کہ ہم نے انہیں (رحمہ اللہ) شب شنبہ کو مغرب و عشاء کے درمیان اٹھایا۔ میں تھا اور جبیر ابن مطعم تھے،

حکیم بن حزام اور ابو جہم بن حذیفہ العدوی تھے، جبیر بن مطعم آگے بڑھے، انہوں نے اُن پر نماز پڑھی (ہم نے اقتدا کی) معاویہؓ نے اُن کی تصدیق کی حقیقت میں یہی لوگ تھے جو قبر میں اترے تھے۔

محمد بن یوسف سے مروی ہے کہ ناکلہ بنت الفرافصہ اُسی شب میں نکلیں، آگے اور پیچھے سے اپنا گر بیان چاک کیے ہوئے تھیں، ہمراہ ایک چراغ تھا اور چلا رہی تھیں کہ "ہائے امیر المؤمنین" جبیر بن مطعم نے کہا کہ چراغ گل کر دو کہ ہم لوگ پہچان نہ لیے جائیں، کیونکہ میں نے اُن باغیوں کو دیکھا ہے جو دروازے پر تھے، اس پر انہوں نے چراغ گل کر دیا۔

وہ لوگ جنازہ لے کے بقیع پہنچے، جبیر بن مطعم نے نماز پڑھی، اُن کے پیچھے حکیم بن حزام، ابو جہم بن حذیفہ، نیار بن مکرم الاسلمی اور عثمان کی دو بیویاں ناکلہ بنت الفرافصہ اور ام البنین بنت عینیہ تھیں۔

قبر میں نیار بن مکرم، ابو جہم بن حذیفہ اور جبیر بن مطعم اترے، حکیم ابن حزام، ام البنین اور ناکلہ لوگوں کو قبر کا راستہ بتا رہی تھیں، انہوں نے لحد بنائی اور اُن کو داخل کر دیا، زیارت کے بعد سب متفرق ہو گئے۔

باغیوں کا خوف

عبداللہ البہمی سے مروی ہے کہ جبیر بن مطعم نے عثمانؓ پر سولہ آدمیوں کے ہمراہ نماز پڑھی جو مع جبیر کے سترہ تھے، ابن سعد (مؤلف) نے کہا کہ پہلی حدیث کہ اُن پر چار آدمیوں نے نماز پڑھی، زیادہ ثابت ہے ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت عثمانؓ بن عفان کی وفات ہوئی تو میں اُن کے اٹھانے والوں میں سے ایک تھا، ہم نے انھیں ایک دروازے پر اٹھایا، جدی لے چلنے کی وجہ سے اُن کا سر دروازے سے ٹکراتا۔ ہمیں باغیوں کا بڑا خوف لگا تھا، یہاں تک کہ ہم نے انھیں قبر میں جو حش کو کب میں تھی چھپا دیا۔

عثمانؓ اور ایام تشریق

عبدالرحمن بن ابی زناد سے مروی ہے کہ چار آدمیوں نے عثمانؓ بن عفان کو اٹھایا، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام، نیار بن مکرم الاسلمی اور ایل جوان عرب تھے، میں نے راوی سے پوچھا کہ وہ جوان مالک بن ابی عامر کے دادا تھے، تو انہوں نے کہا کہ مجھے نام نہیں بتایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اور عثمانی لوگ اس حرمت کی وجہ سے مجھ سے زیادہ مشہور ہیں اور اسی وجہ سے میں اُن کی رعایت کرتا ہوں۔

ابو عثمانؓ سے مروی ہے کہ عثمانؓ ایام تشریق (۹ ذی الحجۃ تا ۱۳ ذی الحجۃ) کے وسط میں قتل کیے گئے۔

سعید بن زید بن عمر بن نفیل سے مروی ہے کہ میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ عمرؓ اور اُن کی بہن اسلامؓ پر میرے بیڑیاں ڈالتے تھے، تم لوگوں نے جو کچھ ابن عفان کے ساتھ کیا اگر اس پر کوہ اُحد ٹوٹ پڑے تو بجا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے (قتل عثمانؓ کے بعد) جو کچھ کہا اس کا ذکر

عبداللہ بن حکیم سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے بعد میں کبھی کسی خلیفہ کے خون بہانے میں شریک نہ ہوں گا، کہا گیا، اے ابو معبد کیا تم اُن کے قتل میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں اُن کے عیوب کا تذکرہ بھی معاونت قتل سمجھتا

عثمان کا خون

ابن عباس سے مروی ہے کہ اگر سب لوگ قتل عثمان پر متفق ہو جاتے تو اُن پر اس طرح آسمان سے پتھر برسائے جاتے جس طرح قوم لوط پر برسائے گئے۔

زید الجری سے مروی ہے کہ ابن عباس نے خطبہ سنایا کہ اگر لوگوں نے خون عثمان کا مطالبہ نہ کیا تو ضرور اُن پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمان قتل کیے گئے تو حذیفہ نے کہا کہ ”اس طرح (اُنہوں نے اپنے ہاتھ کا حلقہ بنایا، یعنی دسوں انگلیاں کے سروں کو ملایا) اسلام میں شکاف کیے جائیں گے ایک شکاف ایسا ہوگا جسے پہاڑ بھی پُر نہ کر سکے گا۔“

ابو قلابہ سے مروی ہے کہ جب ثمانہ بن عدی کو، جو صنعا میں امیر تھے اور شرف مصابحت حاصل تھا اس سانچے کی خبر پہنچی تو وہ رونے اور بہت روئے، پھر کہا کہ یہ اُس وقت ہوا کہ ب خلافت نبوت اُمت محمد سے چھین لی گئی اور جبری سلطنت ہو گئی کہ جس نے کسی چیز پر قابو پایا وہی اس کو کھا گیا۔

ثمانہ بن عدی سے (ایک دوسرے سلسلے سے بھی) بالکل اسی کے مثل و مساوی مروی ہے۔ وہ قریش میں سے تھے۔

ابو ہریرہ اور زید بن ثابت کا رونا

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب عثمان قتل کیے گئے تو ابو حمید الساعدی نے (جو بدر میں حاضر ہونے والوں میں سے تھے کہا کہ اے اللہ تیرے ہی لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں ایسا نہ کروں اور میں ایسا نہ کروں اور نہ انہوں یہاں تک کہ موت کے بعد تجھ سے ملوں۔

ابو صالح سے مروی ہے کہ عثمان کے ساتھ جو کچھ کیا گیا، جب اُس کا ذکر کیا جاتا تھا، تو ابو ہریرہ رونا دیتے تھے گویا میں اُن کو ہائے ہائے کہتے سن رہا ہوں جب اُن کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں زید بن علیؓ سے مروی ہے کہ زید بن ثابت یوم الدار میں عثمان پر روتے تھے۔

اسحاق بن سوید نے کہا کہ مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے حسان بن ثابت کو یہ اشعار کہتے سنا

وَمَا كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ عَشِيَةً
بَلْ نَوْنُ نَحْوَهُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ

گویا اصحاب نبی عشاء کے وقت قربانی کے اونٹ ہیں جو مسجد کے دروازے کے پاس ذبح کیے جا رہے ہیں

اَبَا عَمْرٍو نَحْنُ بِلَالِهِ
اَمْسَى رَهِيْنَا فِی الْبَقِيعِ الْغَرْقَدِ

میں ابو عمر پر اُن کے خُسن امتحان کی وجہ سے روتا ہوں جس نے اس حالت میں شام کی کہ وہ بقیع الغرقہ مقیم

تھا، لک بن دینار سے مروی ہے کہ مجھے اُس شخص نے خبر دی جس نے قتل عثمان کے دن عبداللہ بن سلام کو کہتے سنا کہ آج عرب ہلاک ہو گئے۔

عبداللہ بن سلام کی لوگوں کو نصیحت

ابوصالح سے مروی ہے کہ جس روز عثمان قتل کیے گئے اُس روز میں نے عبداللہ بن سلام کو یہ کہتے سنا کہ اللہ تم لوگ ایک پیچھے بھر خون بھی بہاؤ گے تو ضرور اُس کی وجہ سے اللہ سے تمہیں اور زیادہ دور ہی ہو جائے گی۔

طاؤس سے مروی ہے کہ جب عثمان قتل کیے گئے تو عبداللہ بن سلام سے پوچھا گیا کہ اہل کتب اپنی کتب میں عثمان کا حال کس طور پر پاتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم قیامت کے دن قاتل اور تارک نصرت پر انہیں امیر پاتے ہیں۔

ابی قلذبہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عثمان بن عفان قیامت کے روز اپنے قاتلین میں حکیم بنائے جائیں گے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان قتل کیے گئے تو میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ نہ میں نے قتل کیا اور نہ میں نے حکم دیا، لیکن میں مغلوب ہو گیا، اس کو دو تین مرتبہ کہتے تھے۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے اجار الزیت کے پاس علیؓ کو اپنے دونوں ہاتھ اٹھ کے کہتے سنا کہ اے اللہ میں امر عثمانؓ سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں۔

عثمان کا قتل اور ان کا ذبح کرنا

خالد الربیع سے مروی ہے کہ اللہ کی کتاب مبارک میں ہے کہ عثمان بن عفان اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی طرف اٹھ کے کہتے ہیں کہ اے پروردگار مجھے تیرے مومن بندوں نے قتل کیا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان قتل کیے گئے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے انہیں میل پھیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کر دیا، پھر اُن کے قریب آ کے انہیں اس طرح ذبح کرنے لگے جس طرح مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے یہ اس کے پہلے کیوں نہ ہوا۔ مسروق نے اُن سے کہا کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے، آپ نے لوگوں کو لکھ کے اُن کی طرف خروج کرنے کا حکم دیا۔

عائشہؓ نے کہا کہ ”نہیں، قسم ہے اُس ذات کی جس پر مومنین ایمان لائے اور جس کے ساتھ کافرین نے کفر کیا کہ میں نے اپنی اس مجلس میں بیٹھنے تک لوگوں کو سفید کاغذ میں ایک سیاہ نقطہ بھی نہیں لکھا“ انہیں نے کہا کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ عائشہؓ کے فرمانے سے لکھا گیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ تم لوگوں نے انہیں برتن کی طرح مانجا پھر اُن کو قتل کر دیا، یعنی عثمانؓ کو۔

جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین کو کہتے سنا کہ جس وقت عثمان قتل کیے گئے تو عائشہؓ نے کہا کہ تم نے اس شخص کو برتن کی طرح مانجا، پھر اُسے قتل کر دیا۔

فاسق ابن ابی بکر کی گرفتاری

حسنؓ سے مروی ہے کہ جب وہ لوگ یعنی قاتلین عثمانؓ ابن عفانؓ مزار کے لئے رفقہ کیے گئے تو فاسق ابن ابی بکر کو بھی گرفتار کیا گیا۔ ابوالاشیب نے کہا کہ حسنؓ اُسے نام سے نہیں پکارتے تھے بلکہ فاسق کہتے تھے انہوں نے کہا

کہ وہ گرفتار کیا گیا اور گدھے کی کھال میں بھر کے جلادیا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے کہا کہ اے اللہ اگر قتل عثمان خیر ہے تو میرے لئے اس میں کوئی حصہ نہیں، اور اگر ان کا قتل شر ہے تو میں اس سے بڑی ہوں، واللہ اگر قتل عثمان خیر ہوگا تو لوگ ضرور ضرور اُس سے دودھ دوہیں گے، اور اگر شر ہوگا تو ضرور اُس سے خون چوسیں گے۔

نبی کے قتل کے بدلے میں ستر ہزار آدمیوں کا قتل

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ جب کوئی نبی قتل کیا جاتا ہے تو اُس کی امت سے ستر ہزار آدمی اس کے بدلے قتل کیے جاتے ہیں، اور جب کوئی خلیفہ قتل کیا جاتا ہے تو اُس کے بدلے پینتیس ہزار قتل کیے جاتے ہیں۔

لوگوں کی گمراہی

مطرف سے مروی ہے کہ وہ عمار بن یاسر کے پاس گئے، ان سے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے، اللہ نے ہدایت کی ہم لوگ اعراب (دیہاتی، وبقان) تھے ہجرت کی، ہم میں سے مقیم قیام کر کے قرآن سیکھنا اور غازی جہاد کرنا، جب غازی آتا تو وہ قیام کر کے قرآن سیکھتا اور مقیم جہاد کرتا، ہم دیکھتے تھے کہ تم ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہو جب تم ہمیں کسی کام کا حکم دیتے تو ہم اتباع کرتے تھے اور جب تم ہمیں کسی چیز سے منع کرتے تھے تو ہم اس سے باز رہتے تھے۔

ابن عفان کی بیعت

ہمارے امیر المؤمنین عمرؓ کے قتل کے متعلق تمہارا خط آیا، تم نے پلکھا کہ ہم نے ابن عفان سے بیعت کر لی، اپنے اور تمہارے لئے انہیں پسند کر لیا۔ تم نے بھی تمہاری بیعت کی جب سے ان سے بیعت کر لی، پھر تم نے انہیں کیوں قتل کر دیا۔ ایوب نے کہا کہ میں اس بات کا دن جواب نہ دلا۔

عثمان کے قاتل جبلہ کی موت

کنانہ مولائے صفیہ سے مروی ہے کہ میں نے مکان میں قاتل عثمانؓ کو دیکھا وہ ایک کالا مصری تھا اس کا نام جبلہ تھا۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلائے، یا راوی نے کہا کہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھا کہ بوزھے احمق کا قاتل میں ہوں۔

مسئب بن دارم سے مروی ہے کہ جس شخص نے عثمانؓ کو قتل کیا وہ دشمن کے قتال میں سترہ مرتبہ اس طرح کھڑا ہوا کہ اُس کے آس پاس کے لوگ شہید ہو جاتے اور اُسے ذرا سی تکلیف نہ پہنچتی، یہاں تک کہ وہ اپنے بستر پر مرا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ابو طالب کا نام عبد مناف بن عبد المطلب، عبد المطلب کا نام شیبہ بن ہاشم، ہاشم کا نام عمرو بن عبد مناف،

عبد مناف کا نام مغیرہ بن قصی اور اُن کا نام زید تھا، علیؑ کی کنیت ابوالحسن تھی، اُن کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اولاد میں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ تھے، بیٹیاں زینبؑ کبریٰ، اُم کلثومؑ کبریٰ تھیں، ان سب کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں۔

ایک بیٹے محمد اکبر بن علیؑ تھے جو ابن الحنفیہ تھے، ان کی والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن ربیع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن نجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں۔

حضرت علیؑ کی اولاد

ایک بیٹے عبداللہ بن علیؑ تھے جن کو مختار بن ابی عبید نے المذار میں قتل کر دیا۔ ایک بیٹے ابو بکر بن علیؑ تھے جو حسینؑ کے ساتھ شہید کر دیے گئے، ان دونوں کی کوئی اولاد نہ تھی، ان دونوں کی والدہ لیئہ بنت مسعود بن خالد بن ثابت بن ربیع بن سلمیٰ بن جندل ابن نبشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناة ابن تمیم تھیں۔

چار بیٹے عباسؑ اکبر بن علیؑ عثمانؑ، جعفر اکبر اور عبداللہ تھے، جو حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ قتل کر دیے گئے، اُن کا بھی کوئی پس ماندہ نہ رہا۔ ان چاروں کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد بن جعفر ابن ربیعہ بن الوحید بن حامر بن کعب بن کلاب تھیں۔

ایک بیٹے محمد اصغر بن علیؑ تھے جو حسینؑ کے ساتھ شہید کر دیے گئے، ان کی والدہ اُم ولد تھیں۔

دو بیٹے یحییٰ دعون فرزندان علیؑ تھے اور ان دونوں کی والدہ اسما بنت عمیس السعویہ تھیں۔

عمر اکبر بن علیؑ ارقیہ بنت علیؑ، ان دونوں کی والدہ صہبا تھیں جو ام حبیب بنت ربیعہ بن بکر بن عبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ ابن سعد زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلبہ ابن وائل تھیں، وہ قید کی تھیں جو خالد بن الولید کو اس وقت ملیں جب انہوں نے یمن کے نوات میں بنی تغلبہ پر حملہ کیا تھا۔

ایک بیٹے محمد اوسط بن علیؑ تھے، ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص ابن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں امامہ کی والدہ زینب رسول اللہ ﷺ تھیں اور زینب کی والدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں۔

دو بیٹیاں ام الحسنؑ بنت علیؑ اور رواکمہ کبریٰ تھیں اور ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عروہ بن مسعود بن معتب بن مالک السقفی تھیں۔

دوسری بیٹیاں اُم ہانی بنت علیؑ میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ، صغریٰ، ام کلثوم صغریٰ فاطمہ، امامہ، خدیجہ، ام الکرام، ام سلمہ، ام جعفر جمانہ اور نفیسہ تھیں، وہ سب متفرق امہات اولاد سے تھیں۔

علیؑ کی ایک بیٹی کا نام نہیں بتایا گیا، وہ ایسی لڑکی تھیں جو ظاہر نہیں ہوئیں، اُن کی والدہ محیاہ بنت امرئ القیس بن عدی بن اوس ابن جابر بن کعب بن علیم تھیں جو قبیلہ کلب سے تھیں۔

بچپن میں وہ مسجد جایا کرتی تھیں تو اُن سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارے ماموں کون ہیں؟ وہ کہتی تھیں ”وہ وہ“ اس سے ان کی مراد کلب (مکنا) تھی (جو ایک قبیلہ کا نام ہے)

علی بن ابی طالب کی تمام صلی اولاد میں جو وہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں، ان کے پانچ بیٹوں سے سب سے پہلے حسن و حسینؑ (فرزندانِ فاطمہؑ) محمد بن الحنفیہ، عباس بن اکلائیہ اور عمر ابن القلابیہ سے۔
محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہا کہ ان کے علاوہ ہمیں علیؑ کے اور بیٹے صحت کے ساتھ نہیں معلوم ہوئے۔

قبول اسلام و نماز

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ علیؑ ہیں۔
حنان بن مسلم نے کہا کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علیؑ ہیں۔
مجاہد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علیؑ ہیں حالانکہ وہ دس سال کے تھے محمد بن عبدالرحمن بن زرارہ سے مروی ہے کہ علیؑ اس حالت میں اسلام لائے کہ وہ نو سال کے تھے۔
حسن بن زید بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب کو نبی ﷺ نے جب مردم کی دعوت دی تو وہ نو سال کے تھے۔
حبہ اللہ بن علی سے مروی ہے کہ میں نے علیؑ کو کتبہ رُنا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے نماز پڑھی (زید نے کہا کہ) یا اسلام آیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ لوگوں میں خدیجہ کے بعد جو سب سے پہلے اسلام لائے وہ علیؑ ہیں۔
محمد بن عمرو نے کہا کہ سب سے پہلے اہل قبلہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت و قبول کیا وہ خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ ہمارے نزدیک تین آدمیوں کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ ان میں سے کون پہلا اسلام آیا، ابو بکر صلی وزید بن حارثہ، ہم کسی صحیح روایت میں علیؑ کا اسلام گیارہ سال کی عمر سے پہلے نہیں پاتے۔

ہجرت مدینہ

علیؑ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرمائے مدینہ روانہ ہوئے تو آپؐ نے مجھے قسم دیا کہ میں آپؐ کے بعد مکہ میں مقیم رہوں تاکہ لوگوں کی آن امانتوں کو ادا کروں جو آپؐ کے پاس تھیں، اسی لیے آپؐ میں کہلاتے تھے۔ میں تین دن خام رہا اور ایک دن بھی نہ چھپا، پھر میں نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے رواتے کی پیروی کرنے لگا، یہاں تک کہ میں اس وقت بنی عمرو بن حوف میں آیا کہ رسول اللہ ﷺ مقیم تھے۔ میں کلثوم بن ابیہ کے پاس اتر آیا وہیں رسول اللہ ﷺ کی منزل تھی۔

مہاجرین و انصار میں عقد موافقہ

محمد بن عمرو بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ علیؑ نصف ربیع الاول کو اس حالت میں پہنچے کہ رسول اللہ ﷺ حبشہ قہری میں تھے، اُس وقت تک آپؐ گئے نہ تھے۔
عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؑ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو آپؐ نے

مہاجرین میں بعض سے اور انصار و مہاجرین میں عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا) مواخاۃ جو کچھ تھی وہ بدر سے پہلے ہی تھی، آپؐ نے ان کے درمیان حق و غم خواری و ہمدردی پر عقد مواخاۃ کیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور علیؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے جس وقت اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپؐ نے علیؓ کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ کے فرمایا، تم میرے بھائی ہو، تم میرے وارث ہو، میں تمہارا وارث ہوں۔ جب آیت میراث نازل ہوئی تو اس نے اس مواخاۃ کی وراثت کو قطع کر دیا۔

عامر بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب اور سہل بن حنیف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم بدر میں علیؓ بن ابی طالب سفید اون بطور نشان جنگ لگانے ہوئے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب یوم بدر میں اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے علمبردار تھے۔

علیؓ بن ابی طالب سے رسول اللہ (ﷺ) کا ارشاد

”تم اس پر راضی نہیں کہ مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جو بارون کا موسیٰ سے تھا، البتہ میرے بعد کوئی، کسی قسم کا نبی نہیں“

محمد بن عمر نے کہا کہ یوم احد میں جب لوگ بھاگے تو علیؓ ان لوگوں میں سے تھے جو نبی ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے، انہوں نے آپؐ سے موت پر بیعت کی، انھیں رسول اللہ ﷺ نے سوا دمیوں کے ہمراہ سریہ بنا کے بنی سعد کی جانب فدک میں بھیجا، فتح مکہ کے دن ان کے ہمراہ مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھا، آپؐ نے انھیں الفلس (بٹ) کی طرف بنی طے میں سریہ بنا کے بھیجا، آپؐ نے انھیں یمن بھیجا، رسول اللہ ﷺ سے کسی غزوے میں جو آپؐ نے کیا خدا نہ ہوئے، سوائے غزوہ تبوک کے کہ آپؐ انھیں اپنی ازواج میں چھوڑ گئے تھے۔

غزوہ تبوک

ابوسعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کا قصد کیا تو علیؓ کو اپنی ازواج میں چھوڑا، بعض لوگوں نے کہا کہ انہیں آپؐ کے ہمراہ روانہ ہونے میں صرف یہ امر مانع رہا کہ انہوں نے آپؐ کی ہمراہی کو پسند نہ کیا، علیؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا، آپؐ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو بارون کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل ہوا۔“

عبداللہ بن شریک سے مروی ہے کہ ہم مدینے آئے تو سعد بن مالک سے ملے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک روانہ ہو گئے اور علیؓ کو چھوڑ گئے۔ انہوں نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ جاتے ہیں اور مجھے چھوڑتے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا: تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو بارون کو موسیٰ سے حاصل ہوا۔ البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن مالک سے کہا کہ میں آپؐ سے کوئی حدیث دریافت

کرنا چاہتا ہوں، حالانکہ میں آپ سے دریافت کرنے میں ڈرتا ہوں۔ انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے ایسا نہ کرو جب تمہیں معلوم ہے کہ میرے پاس کوئی علم ہے تو مجھ سے اس کو دریافت کرو، اور مجھ سے خوف نہ کرو، میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا علیؓ سے ارشاد جب آپ نے انہیں غزوہ تبوک میں مدینے میں چھوڑ دیا تھا بیان کیجئے۔

سعد بن مالک کا بیان

سعد بن مالک نے کہا کہ علیؓ نے عرض کی، آپ مجھے پیچھے رہنے والے بچوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جس میں ہارون موسیٰ سے تھے، علیؓ اس قدر تیزی سے پیچھے لوٹے کہ گویا میں اُن کے قدموں سے اڑنے والے غبار کو دیکھ رہا ہوں۔ حمامہ نے کہا کہ پھر علیؓ بہت تیز واپس آئے۔

مدینے میں قیام

براء بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب غزوہ تحش عسرت کا جو تبوک ہے وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا کہ یہ ضروری ہے کہ مدینے میں یا میں قیام کروں یا تم قیام کرو، آپ نے انہیں چھوڑ دیا۔

رسول اللہ ﷺ بقصد جہاد روانہ ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ علیؓ کو کس ایسی بات نے پیچھے چھوڑ دیا جو آپ کو اُن سے ناپسند آئی، علیؓ کو معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس گئے، آپ نے اُن سے فرمایا، اے علیؓ تمہیں کیا چیز لائی؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سوائے اس کے کوئی چیز نہیں لائی کہ میں نے لوگوں کو یہ دعویٰ کرتے سنا کہ آپ نے مجھے صرف اس لئے پیچھے چھوڑ دیا کہ آپ کو کوئی بات میری ناپسند آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اور فرمایا، اے علیؓ کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جس طرح ہارون موسیٰ سے (سوائے اس کے کہ تم نبی ہو۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ؟ فرمایا: تو وہ اسی طرح ہے کہ تم میرے پیچھے مدینے میں رہو۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے سعید ابن جبیر سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا علمبردار کون تھا انہوں نے کہا کہ تم ست عقل والے ہو، پھر مجھ سے معبد الجبلی نے کہا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چلنے کی حالت میں اے ابن عبس اٹھاتے تھے، جب جنگ ہوتی تھی تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لے لیتے تھے۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب کا حلیہ

شعبیؒ سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، وہ چوڑی داڑھی والے تھے جو اُن کے دونوں شانوں تک پھیلی ہوئی تھی، سر میں چند یہ پر بال نہ تھے، اُن کے سر پر چھوٹے چھوٹے بال تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، مجھ سے میرے والد نے کہا کہ اے عمرو کھڑے ہو اور امیر المؤمنین کو دیکھو، میں کھڑا ہو کر اُن کی طرف گیا تو انہیں داڑھی میں خضاب کرتے نہیں دیکھا، وہ بڑی داڑھی والے

تھے، ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا جو سفید داڑھی اور سفید سروا لے تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، اُن کی چند یہ پر بال نہ تھے، وہ سفید داڑھی والے تھے، مجھے میرے والد نے اُٹھایا تھا۔

عامر سے مروی ہے کہ علیؓ ہم لوگوں کو رستے سے ہٹا دیتے، ہم لوگ بچے تھے، وہ سفید سر اور سفید داڑھی والے تھے۔

ابواسحق سے مروی ہے کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو علیؓ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھی، میں نے دیکھا کہ وہ سفید داڑھی والے تھے، سر کے دونوں کنارے بالوں سے کھلے ہوئے تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو سفید سر اور سفید داڑھی والا دیکھا۔

عامر سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کوئی آدمی علیؓ سے زیادہ چوڑی داڑھی والا نہیں دیکھا جو اُن کے دونوں شانوں کے درمیان بھری ہوئی تھی اور سفید تھی۔

سواہ بن حظلہ القشیری سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ علیؓ کی داڑھی زرد تھی۔

محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ علیؓ نے مہندی کا خضاب لگایا پھر اُسے ترک کر دیا۔ ابورجاء نے کہا کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، اُن کی چند یہ پر سال نپ تھے، حالانکہ سر میں بہت بال تھے، یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا، انہوں نے بکر کی کھال پہن لی ہے۔

قدامہ بن عتاب سے مروی ہے کہ علیؓ کا شکم بڑا تھا، شانے کی ہڈی کا سرا بھی بڑا اور موٹا تھا، ہاتھ کی پھلی بھی موٹی تھی اور کلائی پتلی، پنڈلی کی پھلی موٹی تھی اور اُس کی ہڈی ٹخنے کے پاس سے پتلی تھی میں نے انہیں ایام سرما میں اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ وہ ایک سن کا کریمہ پہنے اور دو بیرونی چادریں اوڑھے اور باندھے، اس کتان (اسی کے درخت) کا عمامہ باندھے تھے جو تمہارے دیہات میں بُنا جاتا ہے۔

حضرت علیؓ کے اوصاف

رزام بن سعد الفہمی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو علیؓ کے اوصاف بیان کرتے سنا کہ وہ ایسے آدمی تھے جو متوسط قامت سے زائد تھے، چوڑے شانے والے (جیسی داڑھی والے تھے، اگر تم چاہو تو جب اُن کی طرف دیکھو تو کہو کہ وہ گورے ہیں، اور جب تم انھیں قریب سے اچھی طرح دیکھو تو کہو وہ گندم گوں ہیں جو گورے ہونے سے زیادہ قریب ہیں۔

اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فردہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علیؓ سے کہا کہ علیؓ کا خلیہ کیا تھا، انہوں نے کہا کہ وہ گندم گوں شخص تھے جن کی گندم گونی شدت سے تھی، بھاری اور بڑی آنکھوں والے، بڑے پیٹ والے تھے، چند یا پر بال نہ تھے، قریب قریب پست قد تھے۔

ابو سعید تاجر پارچہ ویر سے مروی ہے کہ علیؓ مختلف زمانوں میں بازار آتے تھے، تو انہیں سلام کیا جاتا تھا، لوگوں نے انہیں دیکھا تو کہا کہ (بوزا شکب اند) ان الفاظ کے معنی بیان کئے گئے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ بڑے پیٹ والے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ اس کے اوپر کے حصے میں علم ہے اور نیچے حصے میں کھانا۔

عامر سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کا سر اور ڈاڑھی ایسی سفید تھی گویا روئی، گالا، ابوالحجج کے پانے والے ایک شخص سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کی آنکھوں میں سرے کا تر دیکھا۔

حضرت علی کا خطبہ سنانا

ابوالرضی القیس سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو بہت مرتبہ اس حالت میں دیکھا کہ وہ ہمیں خطبہ سناتے تھے، وہ ایک عمامہ پہنڈوچہ درادڑھے لپیٹتے تھے، چادر کو سب طرف سے لپیٹے ہوئے نہ تھے اُن کے سینے اور پیٹ کے بال نظر آتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لباس

خالد ابی امیہ سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں علیؓ کو دیکھا ہے کہ اُن کی تہ بند گھنٹوں سے ملی ہوئی تھی۔

عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ریشم کا کرتہ پہنے دیکھا، جب وہ اُس کی آستین کھینچتے تھے تو ناخن تک پہنچ جاتی تھی، جب ڈھیلا کر دیتے تھے تو وہ (برادے لعلی) اُن کی نصف کلائی تک پہنچ جاتی تھی اور (بروایت عبداللہ بن نمیر) نصف ہاتھ تک پہنچ جاتی تھی۔

حضرت علی کا کرتا

عطاء ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو انھیں مونے کپڑوں کا بے ڈھلا کرتہ پہنے دیکھا۔
ابوالعلاء مولائے المسلمین سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ناف سے اوپر تہ بند باندھتے دیکھا۔
عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ علیؓ کو پیوند لگی ہوئی تہ بند باندھے دیکھا گیا تو اُن سے کہا گیا، انہوں نے کہا کہ وہ دل کو خاکسار بناتی ہے اور مومن اس کی پیروی کرتا ہے۔

حرب بن جرموز نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ محل سے نکل رہے تھے، اُن کے جسم پر دو قطری کپڑے تھے، ایک تہ بند جو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک تھی اور ایک چادر پنڈلی سے اُچی اسی تہ بند کے قریب تھی، اُن کے ہمراہ درہ (چرمی بنٹر) تھا جسے وہ بازاروں میں لے جاتے تھے اور لوگوں کو اللہ سے ڈرنے اور بیع میں خربلی کا حکم دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کیل (پیانہ) اور تر از کو پورا کرو، گوشت میں نہ پھونکو۔
علی بن ربیعہ سے مروی ہے کہ علیؓ کے جسم پر دو قطری چادریں دیکھیں۔

حمید بن عبداللہ الہصم سے مروی ہے کہ میں نے فروغ مولائے بنی الاشر سے سنا کہ میں نے علیؓ کو بنی دیوار میں اس حالت میں دیکھا کہ میں بچہ تھا، انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو میں نے کہا ہاں آپ امیر المومنین ہیں، ایک اور شخص آیا تو کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو، اُس نے کہا نہیں پھر اُس سے انہوں نے ایک زابلی ریشم خرید کر پہنا، کمرے کی آستین کھینچی تو وہ اتفاق سے پھٹ کر اُن کی انگلیوں کے ساتھ رہ گئی، انہوں نے اُس سے ہاکی دو، جب اُس نے سی دی تو کہا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے علیؓ بن ابی طالب کو کپڑا پہنایا۔

ایوب بن دینار ابوسلیمان المکتب سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ علیؓ بن ابی طالب کو

اُس حالت میں دیکھا کہ وہ بازار میں جا رہے تھے، جسم پر ایک تہ بندھی جو نصف ساق تک تھی ایک چادر پشت پر تھی، میں نے اُن کے جسم پر دو نجرانی چادریں دیکھیں۔

حضرت علی کا گشت کرنا

ام کثیرہ سے مروی ہے کہ مکہ علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کے ہمراہ درّہ تھا، جسم پر ایک سنبلانی چادر تھی، موٹے کپڑے کا کڑ تہ اور موٹے کپڑے کی تہ بندھی نصف ساق تک تہ بندھی اور کڑ تہ، جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی بن ابی طالب اپنے ہاتھ میں درّہ لے کر بازار میں گشت کر رہے تھے، اُن کے لئے ایک سنبلانی کڑ تہ لایا گیا، جسے انہوں نے پہن لیا، اُس کی آستین اُن کے ہاتھوں سے باہر نکل گئیں، حکم دیا تو وہ کاٹ دی گئیں یہاں تک کہ ہاتھوں کے برابر ہو گئیں، پھر انہوں نے اپنا درّہ لیا اور گشت کرنے کے لیے چلے گئے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے چادر دم میں ایک سنبلانی کڑ تہ خریدا، درزی آیا، کڑ تہ کی آستین کھینچی اور اتنے حصے کے کاٹنے کا حکم دیا جو اُن کی انگلیوں سے آگے تھا۔ ہرمز سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ایک سیاہ پٹی سر میں باندھے ہوئے دیکھا، معلوم نہیں اُس کا کونسا سر از یادہ لمبا تھا، وہ جو اُن کے سامنے تھا یادہ جو پیچھے، سیاہ پٹی سے اُن کی مراد عمامہ تھی۔

سیاہ عمامہ

جعفر کے مولا سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کے سر پر سیاہ عمامہ تھا جس کو وہ اپنے آگے اور پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔ ابی العنس عمرو بن مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

ابی جعفر انصاری سے مروی ہے کہ جس روز عثمان شہید ہوئے، میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا انہوں نے کہا کہ میں نے انھیں ظلت النساء میں بیٹھے دیکھا، اُس روز جس دن عثمان شہید ہوئے میں نے انہیں کہتے سنا کہ سارے زمانے میں تم لوگوں کی تباہی ہو۔

عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، وہ باب صغیر سے نکلے، جب آفتاب بلند ہو گیا تو انہوں نے دور کعتیں پڑھیں اُن کے جسم پر سکری کی طرح موٹے کپڑے کا کڑ تہ تھا جو ٹخنوں کے اوپر تھا، اُس کی آستینیں انگلیوں تک تھیں اور انگلیوں کی جڑ کھلی ہوئی نہ تھی۔

مہر و کلاہ جناب علویؓ

علیؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہاری تہ بند دراز ہو تو اُس کا پٹکا بنا لو اور جب وہ تنگ ہو تو اُسے تہ بند بنا لو۔

ابی حبان سے مروی ہے کہ علیؓ کی ٹوپی باریک تھی۔

یزید بن الحارث بن ہلال ہفزاری سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کے سر پر مصری سفید نوپی دیکھی۔
عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے اپنے بائیں ہاتھ میں مہر پہنی۔
ابو اسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ بن ابی طالب کی مہر کا نقش اہل شام کی صلح کے زمانے میں
پڑھا، وہ ”محمد رسول اللہ“ تھا۔

محمد بن علیؓ سے مروی ہے کہ علیؓ کی مہر کا نقش ”اللہ الملک“ تھا، ابی ظبیان سے مروی ہے کہ ایک روز علیؓ
ہمارے پاس نکل کر آئے جو زروتہ بند اور سیاہ کھیل میں تھے۔

عثمان بن عفان کی شہادت اور علیؓ بن ابی طالب کی بیعت، لوگوں نے بیان کیا کہ
جب ۸ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۵ھ کو عثمان بن عفان قتل کر دیے گئے اور قتل عثمانؓ کی صبح کو مدینے میں علیؓ سے بیعت
خلافت کر لی گئی تو ان سے طلحہؓ اور زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ، عمارؓ بن یاسرؓ، اسامہ بن زیدؓ،
سہل بن حنیفؓ، ابویوبؓ انصاریؓ، محمد بن مسلمہؓ، زید بن ثابتؓ، خزیمہ بن ثابتؓ اور ان تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ
وغیرہ ہم نے جو مدینے میں تھے بیعت کر لی۔

طلحہؓ و زبیرؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے جبراً بغیر رضامندی کے بیعت کی ہے، دونوں مکے روانہ ہو گئے اور
وہیں عائشہؓ تھیں، پھر وہ دونوں عائشہؓ کے ہمراہ خون عثمانؓ کے قصاص کے لئے مکے سے بصرے روانہ ہوئے، یہ واقعہ
علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ مدینے سے عراق گئے، مدینے پر سہل بن حنیف کو خلیفہ بنا گئے۔

علیؓ نے انھیں لکھا کہ ان کے پاس آ جائیں اور مدینے پر ابوالحسن المازنی کو والی بنا دیا۔
وہ ذاقاء میں اترے، عمارؓ بن یاسر اور حسنؓ بن علیؓ کو اہل کوفہ کے پاس بھیج کر ان سے اپنے ہمراہ چلنے کی مدد
چاہی، وہ لوگ علیؓ کے پاس آ گئے اور انھیں بصرے لے گئے۔

انہوں نے طلحہؓ و زبیرؓ اور عائشہؓ کا اور ان لوگوں کا جو اہل بصرہ وغیرہ ہم میں سے ان کے ہمراہ تھے، یوم النہل
ماہ جمادی الآخر ۳۵ھ میں مقابلہ کیا اور ان پر فتح مند ہوئے اُس روز طلحہؓ و زبیرؓ وغیرہ ہماقل کر دیے گئے، مقتولین کی
تعداد تیرہ ہزار تک پہنچ گئی، علیؓ بصرے میں چند روز شب قیام کرے کو فے واپس ہو گئے۔

جنگ صفین

علی رضی اللہ عنہ، معاویہؓ بن ابی سفیان اور جو شام میں ان کے ہمراہ تھے ان کے ارادے سے نکلے، معاویہؓ کو
معلوم ہوا تو وہ ان لوگوں کے ہمراہ جو اہل شام میں سے ان کے ساتھ تھے روانہ ہوئے، صفر ۳۵ھ میں بمقام صفین
ان لوگوں نے مقابلہ کیا۔

طرفین برابر چند روز تک قتال کرتے رہے، عمامہ بن یاسرؓ، خزیمہ بن ثابتؓ اور ابو عمرہ المازنی جو علیؓ کے
ہمراہ تھے قتل کر دیے گئے۔

عمرو بن العاص کا معاویہ کو جنگ کا مشورہ دینا

اہل شام قرآن اُٹھا کر جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف عمرو بن العاص کے مکر کی وجہ سے دعوت دینے لگے، عمرو بن العاص نے معاویہ کو اس جنگ کا مشورہ دیا تھا اور وہ انہی کے ہمراہ تھے۔

لوگوں نے جنگ کو ناپسند کیا اور باہم صلح کی دعوت دی، انہوں نے دو حکیم باہمی فیصلے کے لئے مقرر کیے، علیؓ نے اپنی طرف سے ابو موسیٰ اشعریؓ کو اور معاویہؓ نے عمرو بن العاص کو۔

ان لوگوں نے باہم ایک تحریر لکھی کہ وہ لوگ سال کے شروع میں مقام اذرح میں پہنچیں اور اس اُمت کے معاملے میں غور کریں، لوگ متفرق ہو گئے، معاویہ اہل شام کی اُلفت کے ساتھ لوٹے اور علیؓ اختلاف اور کہنے کے ساتھ گونے واپس آئے۔

علیؓ پر اُن کے اصحاب اور ہمراہیوں نے خروج کیا، انہوں نے کہا کہ سوائے اللہ کے کوئی حکم نہیں اور حرور امیں لشکر جمع کیا، اسی وجہ سے وہ الحورریہؓ کہلائے، علیؓ نے اُن کے پاس عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ کو بھیجا، انہوں نے اُن لوگوں سے بحث و حجت کی تو ایک بڑی جماعت نے رجوع کیا، مگر ایک جماعت اپنی رائے پر قائم رہی۔

وہ لوگ نہروان چلے گئے، انہوں نے راستہ روک دیا اور عبداللہ بن خباب بن الارت کو قتل کر دیا۔ علیؓ اُن کی جانب روانہ ہوئے، اُن کو انہوں نے نہروان میں قتل کر دیا، اُن میں سے زوالند یہ کون بھی انہوں نے قتل کر دیا۔ یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے۔

علیؓ گونے واپس ہوئے، اُس روزے اُن کی شہادت تک (رحمہ اللہ) لوگوں کو اُن پر خوارج کا خوف رہا۔ لوگ شعبان ۳۷ھ میں اذرح میں جمع ہوئے۔ وہاں سعد بن ابی وقاصؓ، ابن عمرؓ اور دوسرے اصحاب رسول اللہ ﷺ بھی آئے۔ عمرو بن العاصؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو آگے کیا۔ انہوں نے گفتگو کی اور علیؓ کو معزول کہہ دیا، عمرو بن العاصؓ نے گفتگو کی، انہوں نے معاویہؓ کو برقرار رکھا اور اُن سے بیعت کر لی، لوگ اسی قرار داد پر متفرق ہو گئے۔

عبدالرحمن بن بلحکم المرادیؓ اور علیؓ کی بیعت اور آپ کا اُس کو رد کرنا

ارشاد جناب علویؓ: لتخضبن هذه من هذه

”اس سر سے یہ ڈاڑھی ضرور خون میں رنگیں ہوگی“

حضرت علیؓ علیہ السلام کا قتل.....!

عبداللہ بن جعفر، حسینؓ بن علیؓ اور محمدؓ بن الحنفیہ کا ابن بلحکم کو قتل کرنا

ابن بلحکم کی بیعت لینے سے انکار

ابو الطفیل سے مروی ہے کہ علیؓ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو عبدالرحمن بن بلحکم المرادی آیا، اُس کو

انہوں نے دوسرے روکے گا، وہ ان کے پاس پھر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس اُمت کے بد بخت ترین شخص کو میرے قتل سے کوئی نہیں روکے گا۔ یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے ضرور ضرور خضاب کی جائے گی یا رنگی جائے گی۔ پھر انہوں نے یہ دو شعر بیان کیے۔

(اشدد) حیا زیمک للموت فان الموت آتیک

موت کے لئے اپنے سینے کو مضبوط کرے، یعنی صبر کرے۔ کیونکہ موت تیرے پاس آنے والی ہے

ولا تجزع من القتل اذا حل بوا دیک

اور قتل سے پریشان نہ ہو جب وہ تیری وادی میں اترے

(محمد بن سعد مؤلف) نے کہا کہ ابو نعیم کے علاوہ دوسرے راویوں میں اسی حدیث میں اور اسی سند سے علی

بن ابی طالب سے اتنا اور اضافہ کیا کہ ”واللہ یہ نبی امی ﷺ کی مجھے وصیت ہے“

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب نے المرادی سے یہ شعر کہا:

ارید حباء و یرید قتلی عذیرک من خلیک من مراد

(میں اُس کو عطا کرنا چاہتا ہوں اور وہ میرا قتل چاہتا ہے، تیری ضیافت تیرے مرادی دوست کی طرف سے ہوگی،

حضرت علیؑ کو قتل کی سازش کی اطلاع

ابی بکر سے مروی ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک آدمی علیؑ کے پاس آیا جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، اُس نے کہا کہ دربان مقرر کیجئے کیونکہ مراد کے لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اُس کی اُن چیزوں سے حفاظت کرتے ہیں جو مقدر نہیں ہیں جب شے مقدر آتی ہے تو وہ اُس شے کے درمیان راستہ چھوڑ دیتے ہیں، اور موت ایک محفوظ ڈھال ہے۔

حضرت علیؑ کی لوگوں سے بیزاری

عبیدہ سے مروی ہے کہ علیؑ نے کہا کہ تمہارے بد بخت ترین شخص کو آنے سے کوئی نہیں روکے گا، وہ مجھے قتل کرے گا۔ اے اللہ، میں لوگوں سے بیزار ہو گیا ہوں اور لوگ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں، اس لئے مجھے ان سے راحت دے اور انھیں مجھ سے راحت دے۔

عبداللہ بن سبع سے مروی ہے کہ میں نے علیؑ کو کہتے سنا کہ (آپ نے سر سے ڈاڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ضرور ضرور یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے رنگی جائے گی، پھر بد بخت ترین کا کیوں انتظار کیا جاتا ہے۔

لوگوں نے کہا یا امیر المؤمنین ہمیں اس کی خبر دیجیے تو ہم اُس کے خاندان کو ہلاک کر دیں، آپ نے فرمایا، اس وقت واللہ تم میری وجہ سے قاتل کے علاوہ اور کو قتل کر دو گے۔

اُن لوگوں نے کہا کہ پھر ہم پر کسی کو خلیفہ بنا دیجیے تو انہوں نے کہا، نہیں میں تمہیں اس چیز کی طرف چھوڑ دوں گا جس کی طرف تمہیں رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا ہے۔

ان لوگوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب سے کیا کہیں گے جب اُس کے پاس حاضر ہوں گے۔ انہوں نے

کہا کہ میں کہوں گا، اے اللہ میں نے کبھی کو ان لوگوں میں چھوڑ دیا۔ اگر تو چاہے تو انھیں درست کر دے اور چاہے تو انھیں تباہ کر دے۔

نبیل بنت بدر نے اپنے شوہر سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ ضرور ضرور یہ داڑھی اس سر سے رنگی جائے گی۔

بد بخت ترین قاتل

سید اللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے علیؓ سے فرمایا، اے علیؓ اگلوں اور پچھلوں میں بد بخت ترین کون ہے۔

انہوں نے کہا اللہ اور اُس کا رسول اللہ زیادہ جانتا ہے۔ فرمایا اگلوں کا سب سے زیادہ بد بخت صالحؓ مہیہ السلام کی اونٹنی کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والا تھا اور پچھلوں کا بد بخت ترین وہ ہوگا جو تمہارے نیزہ مارے گا، اور آپؐ نے اُس مقام پر اشارہ کیا جہاں وہ نیزہ مارے گا۔

اُم جعفر سر یہ علیؓ سے مروی ہے کہ میں علیؓ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی، یکا یک انہوں نے اپنا سر اٹھایا، پھر اپنی ڈاڑھی پکڑ کر اُسے ناک تک بلند کیا کہ ”تیرے لئے خوشی ہے کہ تو ضرور ضرور خون میں رنگی جائے گی“ پھر جمعے کے دن اُن پر حملہ کیا گیا۔

قاتل حضرت علیؓ کے متعلق ابن الحنفیہ کی روایت

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ حمام میں ہمارے پاس ابن بلعم آیا، میں اور حسن و حسینؓ حمام میں بیٹھے ہوئے تھے، جب وہ داخل ہوا تو گویا وہ دونوں (حسن و حسینؓ اُس سے کھٹک گئے اور پوچھا کہ تجھے کس نے اجازت دی کہ ہمارے پاس آئے، میں نے اُن دونوں سے کہا کہ تم اپنی جانب سے اسے چھوڑ دو، کیونکہ میری قسمت، وہ تمہارے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ اس سے زیادہ تکلیف دہ ہے جو اس نے کیا۔

جب وہ دن ہوا کہ اُسے گرفتار کر کے لایا گیا تو ابن الحنفیہ نے کہا کہ آج میں اس کو اُس دن سے زیادہ پیپی ننے والا نہیں ہوں، جس دن ہمارے پاس حمام میں داخل ہوا تھا (یعنی میں نے اُسی روز اسے پہچان لیا تھا کہ یہ حضرت علیؓ کو قتل کرے گا) علیؓ نے فرمایا کہ یہ اسیر ہے، اس لئے اس کی ضیافت اچھی طرح کرو اور اسے اچھا ٹھکانا دو، اگر میں بچ گیا تو قتل کروں یا معاف کروں گا۔ اگر میں مر گیا تو اُسے میرے قصاص میں قتل کر دو، اور حد سے آگے نہ بڑھو، کیونکہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

تین خارجیوں میں عہد و پیمان

قسم مولائے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ علیؓ نے میرے بڑے بیٹے کو اپنی وصیت میں لکھا کہ آپس ابن بلعم کے پیٹ اور شرمگاہ میں نیزہ مارنا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ خوارج میں سے تین آدمی نامزد کیے گئے، عبدالرحمن بن بلعم المرادی جو قبیلہ حمیر میں

سے تھا، اُس کا شمار قبیلہ مراد میں تھا جو کندہ کے بنی جیلہ کا حلیف تھا۔ البرک بن عبداللہ اسمیٰ اور عمرو بن بکیر اسمیٰ۔
یہ تینوں مکے میں جمع ہوئے، انہوں نے یہ عہد و پیمان کیا کہ ان تینوں آدمیوں کو ضرور ضرور قتل کر دیں گے،
علیؓ بن ابی طالب، معاویہؓ بن ابی سفیان، عمرو بن العاص اور بندگان خدا کو ان سے راحت دیں گے۔
عبدالرحمن بن ملجم نے کہا کہ میں علیؓ بن ابی طالب کے لئے تیار ہوں، البرک نے کہا کہ میں معاویہؓ کیلئے
تیار ہوں اور عمرو بن بکیر نے کہا کہ میں تم کو عمرو بن العاص سے کفایت کروں گا۔

انہوں نے اس پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ایک نے دوسرے کو بھروسہ دلا دیا کہ وہ اپنے نامزد ساتھی کے
کار خیر (قتل) سے باز نہ رہے گا اور اُس کے پاس روانہ ہو جائے گا، یہاں تک کہ وہ اُسے قتل کر دے گا یا اُس کے لئے
اپنی جان دے دے گا۔

انہوں نے باہم شب ہفتہ ہم رمضان میعاد مقرر کر لی اور ہر شخص اُس شہر کی طرف روانہ ہو گیا، جس میں
اُس کا ساتھی (یعنی وہ شخص جسے وہ قتل کرنا چاہتا تھا) موجود تھا۔

قطام بنت شجنہ کا مہر

عبدالرحمن بن ملجم کو نے آیا، وہ اپنے کار خیر دوستوں سے ملا، مگر ان سے اپنے قصد کو پوشیدہ رکھا، وہ انہیں
دیکھنے جاتا تھا اور وہ لوگ اپنے دیکھنے آتے تھے۔ اُس نے ایک روز تیم الرباب کی ایک جماعت دیکھی جس میں ایک
عورت قطام بنت شجنہ بن عدی بن عامر بن عوف بن ثعلبہ بن سعد بن ذہل بن تیم الرباب تھی۔ علیؓ نے جنگ نہروان
میں اُس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔

وہ عورت ابن ملجم کو پسند آئی تو اس نے اُسے پیام نکاح دیا، اُس نے کہا کہ میں اُس وقت تک تجھ سے نکاح
نہ کروں گی جب تک تو مجھ سے وعدہ نہ کرے۔ عبدالرحمن بن ملجم نے کہا کہ تو مجھ سے جو کچھ مانگے گی۔ میں وہی تجھے
دوں گا، اُس عورت نے کہا کہ تین ہزار درم اور علیؓ بن ابی طالب کا قتل۔

ابن ملجم نے کہا کہ واللہ مجھے اس شہر میں سوائے قتل علیؓ بن ابی طالب کے اور کوئی چیز نہیں ملے گی اور جو تو نے
مانگا میں تجھے دوں گا۔ وہ شیب بن بجرۃ الاحجعی سے ملا اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور اپنے ساتھ رہنے کی دعوت
دی۔ اُس نے اس کی یہ بات مان لی۔

ابن ملجم اور اشعت بن قیس الکندی

عبدالرحمن بن ملجم اُس شب کو جس کی صبح کو اُس نے علیؓ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا تھا۔ رات بھر اشعت بن قیس
الکندی سے اُس کی مسجد میں سرگوشی کرتا رہا۔ جب طلوع فجر کے قریب ہوا تو اس سے اشعت نے کہا، صبح نے تجھے ظاہر
کر دیا، بس کھڑا ہوا۔ عبدالرحمن بن ملجم اور شیب بن بجرۃ کھڑے ہو گئے، انہوں نے اپنی تلواریں لے لیں اور آ کے
اُس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے جس سے علیؓ نکلتے تھے۔

حضرت علیؓ کی خواب میں رسول اللہ سے ملاقات

حسن بن علیؓ نے کہا کہ میں صبح سویرے اُن کے (علیؓ کے) پاس آیا اور بیٹھ گیا، فرمایا: میں رات بھر اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا۔ پھر میری آنکھوں کی (نیند) نے مجھ پر قبضہ کر لیا، حالانکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ (خواب میں) میرے سامنے آئے، عرض کی: یا رسول اللہ مجھے آپ کی امت سے کس مذرتع و فساد حاصل ہوا۔ فرمایا: اللہ اُن کے لئے بددعا کرو۔ میں نے کہا اے اللہ مجھے اُن کے بدلے وہ دے جو اُن سے بہتر ہو اور اُن کو میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

حضرت علیؓ پر حملہ

اتنے میں ابن النباح مؤذن آئے، انھوں نے کہا کہ نماز (تیار ہے) میں نے اُن کا (علیؓ کا) ہاتھ پکڑا تو وہ کھڑے ہو کر اس طرح چلنے لگے کہ ابن النباح اُن کے آگے تھے اور میں پیچھے، جب دروازے سے باہر ہو گئے تو انھوں نے ندائی کہ اے لوگو! نماز نماز، اسی طرح وہ ہر روز کیا کرتے تھے، جب نکلتے تو ہمراہ اُن کا درہ ہوتا اور لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔

دو آدمیوں نے انھیں روکا، کسی ایسے شخص نے جو وہاں موجود تھا، کہا کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی، اور کسی کئے والے کو یہ کہتے سنا کہ اے علیؓ حکم اللہ ہی کے لئے نہ کہ تمہارے لئے میں نے دوسری تلوار دیکھی۔ پھر دونوں نے ل کر مارا۔ عبدالرحمن بن ملجم کی تلوار پیشانی سے سر تک لگ کر اُن کے بھیجے تک پہنچ گئی لیکن شیب کی تلوار وہ محراب میں پڑی۔

قاتل کی گرفتاری کا حکم

میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ یہ آدمی ہرگز تم سے چھوٹے نہ پائے، لوگ ہر طرف سے اُن دونوں پر ٹوٹ پڑے مگر شیب بچ کر نکل گیا، عبدالرحمن بن ملجم گرفتار کر لیا گیا اور اسے علیؓ کے پاس پہنچا دیا گیا۔

بن ملجم کے لئے حضرت علیؓ کی ہدایت

علیؓ نے کہا کہ اُسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر دو، اگر میں زندہ رہا تو اس کے خون کے معاف کرنے قصاص لینے کا زیادہ مستحق ہوں گا اور اگر میں مر گیا تو اسے بھی میرے ساتھ کر دو۔ میں رب العالمین کے پاس اُس سے جھگڑ لوں گا۔

حضرت اُم کلثوم کی ابن ملجم کو سرزنش

اُم کلثومؓ بنت علیؓ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے امیر المومنین کو قتل کر دیا۔ اُس نے کہا میں نے صرف ہمارے باپ کو قتل کیا۔ انہوں نے کہا واللہ مجھے اُمید ہے کہ امیر المومنین پر کوئی اندیشہ نہیں اُس نے کہا تو پھر تم کیوں دیتی ہو، پھر کہنے لگا: واللہ میں نے اپنی تلوار کو ایک مہینے تک زہراؓ کو دیا ہے، اگر وہ مجھ سے بے وفائی کرے تو اللہ اُسے نید و دور کر دے۔

اشعث بن قیس نے اپنے بیٹے قیس بن الاشعث کو اسی صبح کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ اے فرزند عزیز دیکھ کہ امیر المومنین نے کیوں کر صبح کی، وہ گیا اور اُس نے انہیں دیکھا واپس آیا اور کہا کہ میں نے اُن کی آنکھوں کو دیکھا کہ وہ اُن کے سر میں غس گئی ہیں۔ اشعث نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم، مجروح کی دونوں آنکھوں؟

حضرت علیؓ کی شہادت

علیؓ جمعے کے دن اور ہفتے کی شب کو زندہ رہے، شب یک شنبہ ۱۹ رمضان کو اُن کی وفات ہو گئی (رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ حسنہ) اور عبداللہ بن جعفر نے انہیں غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں کڑی نہ تھا۔

حضرت علیؓ کی نماز جنازہ

شعقی سے (متعدد سلسلوں سے) مروی ہے کہ حسن بن علیؓ نے علی بن ابی طالب پر نماز پڑھی، انہوں نے اُن پر چار تکبیریں کہیں علیؓ کو فے میں مسجد جامع کے نزدیک اس میدان میں جو ایوب کندہ کے متصل ہے لوگوں کے نماز فجر سے واپس ہونے سے پہلے دفن کر دیے گئے۔ حسن بن علیؓ اُن کے دفن سے واپس ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی، لوگوں نے اُن سے بیعت کر لی، علی رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال اور نو مہینے رہی۔

حضرت علیؓ کی مدت حیات

ابی اسحق سے مروی ہے کہ جس روز علیؓ کی وفات ہوئی وہ ترسٹھ برس کے تھے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ مہینے کے سال میں جب ۸۱ھ شروع ہو گیا تو میں نے محمد بن الحنفیہ کو کہتے سنا کہ میں اپنے والد کی عمر سے بڑھ گیا، میں نے کہا کہ اُن کا سن جس روز وہ قتل کیے گئے (یرحمہ اللہ) کتنا تھا، انہوں نے کہا کہ ترسٹھ برس۔ محمد بن عمر (ابوقدی) نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

طلق الاعلیٰ (ناہینا) نے اپنی دادی سے روایت کی کہ میں اور ام کلثوم بنت علیؓ رضی اللہ عنہ پر رو رہی تھیں۔

حضرت امام حسنؓ کا خطبہ

ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن علیؓ کو دیکھا کہ انہوں نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ اے وہ لوگو! ایسا شخص تم سے جدا ہو گیا کہ نہ اذین اُس سے آگے بڑھے نہ آخرین اُسے پائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اُسے میدان جنگ میں بھیجے تھے اور اُسے جھنڈا دیتے تھے، وہ اُس وقت تک واپس نہیں کیا جاتا تھا تا وقتیکہ نہ اسے فتح نہیں دیتا تھا، جبرئیل اُس کے داہنی طرف رہتے تھے، اور میکائیل اُس کی بائیں طرف اُس نے نہ چاندی چھوڑی نہ سونا، سوائے سات سو درم کے جو اُس کی سے بچ گئے، جن سے اُس کا ارادہ خد مخد نے کٹا۔

ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ جب علی بن ابی طالبؓ کی وفات ہوئی تو حسن بن علیؓ کھڑے ہوئے، منبر پر

پڑھے اور کہا کہ اے لوگو، رات وہ شخص اٹھایا گیا جس سے نہ اولین آگے بڑھے اور نہ آخرین اُسے پائیں گے جس کو رسول اللہ ﷺ میدان جنگ میں بھیجے تھے، اُس کی داہنی طرف سے جبرئیل اُسے پناہ میں لیتے تھے اور بائیں طرف سے میکائیل، وہ اُس وقت تک نہیں پلٹتا تھا، جب تک اللہ اُسے فتح نہ دے دیتا، اُس نے سوائے سات سو درم کے کچھ نہ چھوڑا، جس سے اُس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا، وہ اُس شب کو اٹھایا گیا جس میں عیسیٰ بن مریم کی روح کو معراج ہوئی یعنی رمضان کی سترھویں شب۔

حضرت امام حسنؑ کی ایک غلط عقیدہ کی تردید

عمر بن الاثم سے مروی ہے کہ حسن بن علیؑ سے کہا گیا کہ ابوالحسن علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علیؑ ولایۃ الارض تھے اور وہ قیامت کے قبل پھر بھیجے جائیں گے تو انھوں نے کہا کہ وہ جھوٹے ہیں، یہ لوگ اُن کے شیعہ نہیں ہیں، یہ لوگ اُن کے دشمن ہیں۔ اگر ہمیں دوبارہ بھیجے جانے کا علم ہوتا تو نہ ہم اُن کی میراث تقسیم کرتے اور نہ اُن کی بیویوں کا نکاح کرتے۔

ابن سعد نے کہا کہ اسی طرح عمرو بن الاثم سے بھی روایت ہے۔

عمر بن الاثم سے مروی ہے کہ میں حسن بن علیؑ کے پاس گیا جو عمرو بن حریث کے مکان میں تھے، اُن سے میں نے کہا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علیؑ قیامت سے پہلے واپس آئیں گے، وہ منسے اور کہا کہ سبحان اللہ اگر ہمیں اس کا علم ہوتا تو نہ ہم اُن کی عورتوں کا نکاح کرتے اور نہ باہم اُن کی میراث تقسیم کرتے۔

عبدالرحمن بن بلحکم کا انجام

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن بلحکم قید خانے میں رہا، جب علیؑ انتقال فرما گئے (رضوان اللہ علیہ و برکاتہ) اور دفن کر دیے گئے تو حسن بن علیؑ نے عبدالرحمن بن بلحکم کو بلا بھیجا، اُسے قید خانے سے نکالا کہ قتل کریں، لوگ جمع ہو گئے اور اُس کے پاس مٹی کا تیل، بورے اور آگ لائے، اُن لوگوں نے کہا کہ ہم اسے جلائیں گے تو عبداللہ بن جعفر، حسین بن علیؑ اور محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم اس سے اپنا دل ٹھنڈا کر لیں۔

عبداللہ بن جعفر نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے مگر اُس نے فریاد نہ کی اور نہ کچھ کلام کیا۔ اُس کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری مگر اُس نے فریاد نہ کی اور نہ کہنے لگا کہ تم اپنے بچپا کی آنکھوں میں ایسی تیز اور تکلیف دہ سلائی سے سرمہ لگاتے ہو، پھر اس نے سورۃ "اقراء باسم ربک الذی خلق الانسان من علق" آخر تک پڑھی، اُس کی دونوں آنکھیں بہ رہی تھیں۔

عبداللہ نے حکم دیا تو اُس کی زبان کھینچی گئی تاکہ اُسے کام میں، اُس نے فریاد کی۔ کہا گیا کہ ہم نے تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے اور تیری آنکھیں نکالیں، اے اللہ کے دشمن، مگر تو نے فریاد نہ کی، جب ہم تیری زبان کی طرف گئے تو تو نے فریاد کی۔ اُس نے کہا میری یہ فریاد صرف اس لئے ہے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ دنیا میں اس حالت میں بچکیاں لوں کہ اللہ کا ذکر نہ کر سکوں۔

انہوں نے اس کی زبان کاٹ ڈالی اور ایک کھجور کے پٹارے میں بند کر کے آگ میں جلادیا اُس زمانے میں عباس بن علیؑ اتنے چھوٹے تھے کہ اُن کے بلوغ کا زمانہ بھی نہ آیا تھا۔

ابن بلحکم کا حیلہ

عبدالرحمن بن بلحکم گندم گوں خوش رو تھا، دانتوں میں کھڑکیاں تھیں، اُس کے بال کان کی لوؤں تک تھے پیشانی میں سجدوں کا نشان تھا۔

حضرت عائشہؓ کا اظہار افسوس

لوگوں نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر سفیان ابن امیہ بن ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس حجازی گئے۔ عائشہؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا۔

فألفت همها واستقرت بها لنوى كما قرعنا بالآباب المسافر
اُس نے عصائے سفر رکھ دیا، جدائی کے دن ختم ہو گئے، وہی سرت حاصل ہوئی جیسے مسافر کی آنکھ اپنے گھر واپس آنے پر ٹھنڈی ہوتی ہے۔

صحابہ رسول ﷺ منجملہ انصار و مہاجرین اور ان کے اخلاف و تبعین

اہل علم، وفقہ و روایت

اسماء و صفات، ونسب، و کنیت تا بحمد علم

محمد بن سعد (مؤلف کتاب) کہتے ہیں، میں نے یہ حالات حسب ذیل راویوں کی سند سے لئے ہیں عروہ عکرمہ، عاصم بن عمرو بن قتادہ، یزید بن رومان، موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی عن ابیہ، عبد المجید بن عیس عن ابیہ، محمد بن جبیر ابن مطعم، سعید بن عبدالرحمن بن رقیس، ان کے علاوہ ایسے راویوں سے بھی نے روایت کی ہے جو علمائے مدینہ سے ملے تھے۔

علیؑ ہذا ابو مشرک المذنبی، محمد بن اسحاق (بہ دو سلسلہ) موسیٰ ابن عقبہ، زکریا بن زید بن سعد الاشہل، زکریا بن یحییٰ بن ابی الزوائد السہمی، ابو عبیدہ بن عبداللہ بن محمد بن عمار بن یاسر، ابراہیم بن نوح بن محمد النضر ی، علاوہ بریں اُن راویوں سے بھی روایت کی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں حاضر ہوئے اور نقیبوں کی تعداد نام، نیز اُن لوگوں کی تعداد و نام سے بھی یا خبر تھے جنہیں شرف صحبت نبویؐ حاصل ہوا تھا۔

”و کذا لک ابو نعیم فضل بن ذکین، معن بن عیسیٰ الاشجعی القزاز“

بشام بن محمد بن السائب بن بشر الطوسی عن ابیہ وغیرہ ہم من اهل العلم۔

ان سب صاحبوں نے مجھے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے متعلق، نیز طبقہ تابعین کے علماء و فقہاء و رواۃ محدثین کے متعلق جو کچھ بھی بتایا اُن سب کو میں نے یک جا کر لیا۔

جہاں تک اُن کے نام مجھے معلوم ہوئے حسب موقع و محل بیان کر دیے۔

تذکرہ طبقہ اولیٰ

جو غزوات نبویؐ سے پہلے ایمان لائے اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے

یہ تمام حضرات اُن مہاجرین اولین میں سے تھے جنہیں اپنے مقامات سے جدا ہونا پڑا، ہجرت کرنی پڑی، وطن ہونا پڑا، مال و منال چھین گیا اور دولت سے جدا کر دیے گئے۔

ان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے انصار بھی تھے جو دارالاسلام و دارالامان (مدینہ مبارکہ) میں مقیم تھے۔ مزید برآں، ان سب کے خلفاء و موالیٰ۔

اور وہ جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے حصہ اور اجر مقرر فرمایا۔

غزوہ بدر میں مہاجرین میں سے وہ لوگ حاضر ہوئے جو بنی ہاشم ابن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ، ناعکب بن لوی بن غالب بن فہر میں سے تھے۔ فہر تک قریش کا اجتماع ہے، ابن مالک بن النضر ابن کنانہ بن خزیمہ، نادر کہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان جو بنی اسماعیل بن ابراہیم علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے تھے۔

مدرسول اللہ ﷺ

الطیب المبارک سید المسلمین و امام المہتممین، رسول اللہ رب العالمین، ابن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہشام بن عبد مناف بن قصی، آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ابن کعب لوی بن لب بن فہر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں قاسم تھے جن کی وجہ سے آپ کی کنیت ابو القاسم ہوئی۔ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے، ایک فرزند عبد اللہ تھے، وہی طیب و طاہر تھے، اُن کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ اسلام میں (بعثت کے بعد) پیدا ہوئے، اور چار صاحبزادیاں زینبؓ، ام کلثومؓ رقیہؓ اور فاطمہؓ تھیں، ان سب صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی والدہ خدیجہؓ تھیں۔ خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں، وہ سب سے پہلی بیوی ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا۔

نصوص اللہ ﷺ کی اولاد

آپ کے ایک فرزند ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ تھے، اُن کی والدہ ماریہ قبطیہ تھیں جن کو بطور ہدیہ مقوقس شاہ سکندریہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ولدا کبر قاسم تھے، اُن کے بعد زینبؓ پھر عبد اللہ، ام کلثومؓ، طہؓ اور رقیہؓ قاسم کا انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے مکے میں سب سے پہلے میت آپ کی تھی، بعد کو عبد اللہ کا انتقال ہوا تو خاص بن وائل نے کہا کہ ان کی نسل منقطع ہو گئی، یہ باتر (بے نشان) ہو گئے۔ اس پر اللہ باریک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”ان شانک ہوا لا بتر“ (اے نبی ﷺ آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے)

ذی الحجہ ۸ھ میں آپ کے فرزند ابراہیم مدینہ منورہ میں ماریہ سے پیدا ہوئے اور صرف اٹھ رہ مہینے تھے کہ وفات پا گئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور کی ابتدا ۲۸ صفر چار شنبے کو مہمونہ زوجہ نبی ﷺ کے مکان ہوئی، آپ کی وفات (صنوت اللہ علیہ) ۱۲ ربیع الاول دو شنبے ۱۱ھ کو ہوئی۔ سہ شنبے کو آفتاب ڈھلنے کے بعد نہ ہوئے۔

ہجرت کے بعد مدینے میں آپ کا دس سال قیام رہا، اس سے قبل بعثت سے ہجرت تک مکہ مکرمہ میں قیام رہا، آپ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے، عام الفیل میں یعنی جس سال ابراہیم بیت اللہ کو منہدم کرنے کے ہاتھیوں کا لشکر لایا تھا، اسی سال ولادت ہوئی، ترسٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی (صلوٰۃ اللہ علیہ)

حمزہ بن عبدالمطلب

خطاب اسد اللہ واسد رسولہ تھا آنحضرت کے چچا تھے (رضی اللہ عنہ) سلسلہ نسب یہ تھا حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی، اُن کی والدہ ہالہ بنت اہیب بن عبد مناف ابن زبرہ بن کلاب بن مرہ ہیں۔ اُن کی کنیت ابوعمارہ تھی۔

اُن کے لڑکوں میں سے ایک یعلیٰ تھے، جن کی وجہ سے حمزہ کی کنیت ابوعلیٰ تھی۔ ایک فرزند مرثدہ جو لاوا مر گئے، ان دونوں، یعلیٰ و عامر کی والدہ و ختر الملتہ بن مالک عبادہ بن حجر بن فائد بن حارثہ بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں، جو قبیلہ اوس کے انصار میں سے تھے۔

ایک فرزند عمارہ بن حمزہ تھے جن کے نام سے اُن کی کنیت ابوعمارہ تھی، عمارہ کی والدہ خولہ بنت قیس بن فہم انصار یہ تھیں، جو ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی اولاد میں سے تھیں۔

امامہ بنت حمزہ آپ کی صاحبزادی تھیں، اُن کی والدہ سلئی بنت عمیس، اسماء بنت عمیس اشعمیہ کی بہن تھیں، یہ امامہ وہی ہیں جن کی پرورش کے بارے میں علیٰ اور جعفر اور زید بن حارثہ نے جھگڑا کیا تھا۔

اُن میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ اُس کے پاس رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے لئے جعفر کے حق میں فیصلہ کیا۔ اس لئے کہ ان کی خالہ اسماء بنت عمیس اُن کے پاس تھیں (یعنی اُن کی زوجہ تھیں)

امامہ کا نکاح رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن ابی سلمہ ابن عبد الاسد مخزومی سے کر دیا اور فرمایا کہ اے سلمہ! تم تمہارا حق مل گیا قبل اس کے کہ امامہ کو اپنے پاس رکھیں وفات پا گئے۔

عمارہ، فضل، زبیر عقیل اور محمد، یعلیٰ بن حمزہ کے لڑکے تھے جو لا ولد مر گئے، حمزہ بن عبدالمطلب کے بیٹے بنی رہے اور نہ چوتے۔

ابو جہل کا غوص میں مسجد حرام میں داخل ہونا

محمد بن حب القرظی سے مروی ہے کہ ایک روز نبی ﷺ کو ابو جہل، عدی بن الحمران اور ابن الاسود نے بڑھاپا آپ کو گایا۔ یہ اور ایذا پہنچائی، حمزہ بن عبدالمطلب کو معلوم ہوا تو غضبناک ہو کر مسجد حرام میں داخل ہوئے اور

وں نے ابو جہل کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا حمزہ اسلام لائے، اُن سے رسول اللہ ﷺ اور لمہانوں کو قوت ہو گئی۔ یہ واقعہ نبوت کے چھٹے سال ۵۶ھ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے کے بعد ہوا۔

عمران بن مناح سے مروی ہے کہ جب حمزہ بن عبدالمطلب نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن مذم کے پاس اُترے، محمد بن صالح اور عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ وہ سعد بن خثیمہ کے پاس اُترے۔

عبداللہ بن محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ میں عقد اخاۃ کر دیا، غزوہ اُحد میں جب شریک ہوئے تو زید کو وصیت کی۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینے آئے تو سب سے پہلے حمزہ بن عبدالمطلب ہی کے لئے جھنڈا باندھا اور تیس سواروں کے ہمراہ سریے پر روانہ کیا، لوگ اُس قافلہ قریش کو روکنے کے لئے ساحل سمندر تک پہنچ گئے جو شام سے آکر مکے کی طرف واپس جا رہا تھا اُس میں تین سواروں کے ہمراہ ابو جہل بن ہشام بھی تھا، حمزہ پس ہوئے اور اُن لوگوں کے درمیان جنگ نہیں ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی خبر متفق علیہ ہے کہ سب سے پہلے جھنڈا جو رسول اللہ ﷺ نے باندھا، حمزہ بن عبدالمطلب کے لئے تھا۔

نگے بدر میں حضرت حمزہؓ کی شہادت

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جنگ بدر میں حمزہ شتر مرغ کا پر بطور نشان جنگ کائے ہوئے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ غزوہ بنی قینقاع میں رسول اللہ ﷺ کا لوا، حمزہ نے اُٹھایا تو اُس روز ریات نہ تھے، ہجرت کے بعد تیسویں مہینے جنگ اُحد میں شہید ہوئے (رحمہ اللہ) اُس روز انسٹھ سال کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے پارسال بڑے تھے۔

وہ ایسے آدمی تھے جو نہ بلند دھالا تھے نہ پست قد۔ انھیں وحشی بن حرب نے شہید کیا، اُن کا پیٹ چاک کر کے جگرے لیا اور ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے پاس لایا، اُس نے اُسے چبا کے پھینک دیا پھر وہ آئی اور حمزہؓ کو مشلہ کیا (یعنی ناک کان کاٹ لیے) اور اُن سے دو کڑے، دو بازو بند اور دو پازیب بنا کیں۔ وہ اُن چیزوں کو اور اُن کے جگر کو بکے میں لائی۔

حمزہؓ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا، جو اتنی چھوٹی تھی کہ سر ڈھانکتے تو دونوں قدم کھل جاتے، اور پاؤں ڈھانکتے تو چہرہ کھل جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چہرہ ڈھانک دو۔ آپ نے اُن کے پاؤں پر حزل، جو ایک گھاس ہے، رکھ دی۔

حمزہ بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جحش کی تدفین

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حمزہؓ ابن عبدالمطلب کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔ عمرو بن عثمانؓ الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ حمزہ بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جحش ایک قبر میں دفن کیے گئے۔

حمزہؓ عبداللہ بن جحش کے ماموں تھے۔

حمزہؓ کی قبر میں ابو بکرؓ، علیؓ اور زبیرؓ آئے، رسول اللہ ﷺ اُن کی قبر پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں نے ملائکہ دیکھا کہ وہ حمزہؓ کو غسل دے رہے ہیں اس لئے کہ وہ اُس روز حالت جنابت میں تھے۔

اُس روز حمزہؓ شہداء میں سب سے پہلے شخص تھے جن پر رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی آپ نے اُن پر چاکبیریں کہیں، پھر اور شہداء اُن کے پاس جمع کیے گئے۔

جب کسی شہید کو لایا جاتا تھا تو اُسے حمزہؓ کے پہلو میں رکھ دیا جاتا تھا، پھر اُن پر اور اُس شہید پر نماز پڑھ جاتی تھی، اس طرح اُن پر ستر مرتبہ پڑھی گئی۔

بنی عبدالاشہل میں مقتولین پر آہ و بکا

رسول اللہ ﷺ نے بنی عبدالاشہل میں اپنے مقتولین پر رونے کی آواز سنی تو فرمایا، حمزہؓ کے لئے رونے والیاں نہیں ہیں، سعد بن معاذ نے سنا تو بیعہ الاشہل کی عورتوں کے پاس آئے اور اُن کو رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر روانہ کر دیا وہ حمزہؓ پر روئیں، رسول اللہ ﷺ نے سنا تو اُن عورتوں کے لئے دُعا فرمائی اور انھیں واپس کر دیا۔ اس کے بعد سے آج تک انصار میں سے کوئی عورت اپنی میت پر نہیں روئی وقتیکہ پہلے وہ حمزہؓ پر رولی ہو۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب معاویہؓ نے یہ ارادہ کیا کہ اُحد میں نہر جاری کریں جو انہی کے نام سے منسوب ہوئی تو نہر نکالنے والوں نے انھیں لکھا کہ ہم اُسے شہداء کی قبور پر سے نکال سکتے ہیں اور کہیں سے نہر نکال سکتے۔

معاویہؓ نے لکھا کہ اُن کی قبریں کھود ڈالو۔ راوی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ جب وہ شہداء دوسری جگہ دفن کرنے کے لئے لوگوں کی گردنوں پر اٹھائے جا رہے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ سو رہے۔ حمزہؓ بن عبدالمطلب کے پاؤں میں پھاڑ لگ گیا تو اُس سے خون نکل آیا۔

دختر حمزہؓ کا نکاح

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ اپنے چچا کی بیٹی، دختر حمزہؓ سے کیوں نہ نکاح کر لیجیے، کیونکہ وہ قریش بھر میں خوبصورت یا بہت حسین جوان ہیں۔

آپ نے فرمایا اے علیؓ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہؓ میرے رضاعی (دودھ شریک) بھائی ہیں اور اللہ نے جو نسب سے حرام کیا وہی رضاع سے بھی حرام کیا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کیا ہوا کہ میں قریش کی عورتوں میں آپ کا میلان دیکھتا ہوں اور ہمیں آپ نے چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ”ہاں حمزہؓ کی بیٹی“ فرمایا وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں“ ابن عباس سے مروی ہے کہ حمزہؓ کی بیٹی سے رسول اللہ ﷺ کے نکاح کا ارادہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں اور رضاع سے وہی حرام ہے جو نسب سے حرام ہے۔

حمزہ بن عبدالمطلب کی درخواست

عمار بن ابی سے مروی ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ آپ انھیں جبریل کو ن کی اصلی صورت میں دکھائیں، فرمایا تمہیں طاقت نہیں ہے کہ انھیں دیکھو انھوں نے کہا کیوں نہیں، فرمایا اپنے مقام پر بیٹھو، پھر جبریل کعبے میں اُس لکڑی پر اترے جس پر مشرکین بیت اللہ کا طواف کرتے وقت اپنے کپڑے رکھتے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا اپنی نظر اٹھاؤ اور دیکھو، انہوں نے دیکھا تو اُن کے دونوں قدم مثل زمرہ کے سبز تھے، وہ بیہوش ہو کے گر پڑے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے حمزہؓ کو بلا دو، وہ اُن سب سے زیادہ مشرکین کے قربت دار تھے۔

حمزہ بن عبدالمطلب کا رسول اللہ ﷺ کے آگے دو تلواروں سے جنگ کرنا

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ اُحد کے روز حمزہ بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے آگے دو تلواروں سے جنگ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں اسد اللہ (اللہ کا شیر) ہوں یہ کہتے اور کبھی آگے جاتے کبھی پیچھے ہٹتے، وہ اسی حالت میں تھے کہ یکا یک پھیل کر اپنی پیٹھ کے بل گر پڑے، انھیں وحشی اسود نے دیکھ لیا۔ ابواسامہ نے کہا کہ اُس نے انھیں نیزہ کھینچ کے مارا اور قتل کر دیا، اسحق بن یوسف نے کہا کہ پھر حبشی (وحشی) نے انھیں نیزہ یا برچھمارا اور اُن کا پیٹ چاک کر دیا۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ اُحد کے دن لشکروں کے ہمراہ آئی اُس نے نذر مانی تھی کہ اگر حمزہ بن عبدالمطلب پر قادر ہوگی تو اُن کا جگر کھائے گی، جب یہ صورت ہوئی کہ حمزہ پر مصیبت آگئی تو مشرکین نے مقتولین کو مشلہ کر دیا۔ وہ حمزہ کے جگر کا ایک ٹکڑا لانے ہند سے لے کے چبائی رہی کہ کھا جائے مگر جب ٹنگنے پر قادر نہ ہوئی تو تھوک دیا، یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے آگ پر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا ہے کہ وہ حمزہ کے گوشت میں سے کچھ بھی چکھے، محمد نے کہا کہ ہند مسکینہ پر یہ سختیاں تھیں۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ یوم اُحد میں ابوسفیان نے کہا کہ مقتولین کو مشلہ کیا گیا ہے جو بغیر میرے مشورے کے ہوا، نہ میں نے حکم دیا نہ منع کیا، نہ میں نے پسند کیا نہ ناپسند۔ مجھے برا معلوم ہوا اور اس سے کچھ خوشی نہ ہوئی۔

راوی نے کہا کہ لوگوں نے دیکھا تو حمزہ کا پیٹ چاک تھا، اُن کا جگر ہند نے لے کے کھانا چاہا مگر اس پر وہ قادر نہ ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُس نے اُس میں سے کچھ کھایا لوگوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کہ خدا کو منظور نہیں کہ وہ حمزہ کا کوئی جزو آگ میں داخل کرے۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے روز فرمایا کہ حمزہ کی قتل گاہ کس نے دیکھی، ایک شخص نے کہا اللہ آپ کو غالب کرے، میں نے اُن کا مقتل دیکھا ہے آپ نے فرمایا چلو اور ہمیں دکھاؤ۔ وہ شخص روانہ ہوا اور حمزہ کے پاس کھڑا ہو گیا، اُس نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ پیٹ چاک ہے اور انہیں مشلہ کر دیا گیا

ہے۔ اُس نے بہا یا رسول اللہ (واللہ انہیں تو مثلہ کر دیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے اُن کی طرف، لکھنا گوارا نہ کیا۔ آپ مقتولین کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا، میں ان سب پر گواہ ہوں، انہیں مع اُن کے خونوں کے کفن دے دو۔ کوئی مجھ کو ایسا نہیں ہے جسے راہِ خدا میں زخمی کیا جائے اور وہ قیامت کے روز اُس حالت میں نہ آئے کہ اُس کا خون بہتا ہو، رنگ اُس کا خون کا ہو، اور خوشبو اُس کی مشک کی، انہیں آگے کرو جو زیادہ قرآن جانتے تھے۔ پھر انہیں لحد میں رکھ دو۔

نبی کریم ﷺ کا حضرت حمزہؓ کے قتل کے بدلے ستر آدمیوں کے قتل کا حلف

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد کے روز حمزہؓ بن عبدالمطلب کے پاس اُس مقام پر کھڑے ہوئے جہاں وہ شہید ہوئے تھے، آپؐ نے ایسا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا جو اُس سے زیادہ آپؐ کا دل دکھانے والا ہوتا دیکھا کہ انہیں مشہ کر دیا گیا تھا۔ فرمایا تم پر اللہ کی رحمت ہو، تم ایسے تھے کہ معلوم نہیں ایسا صلہ رحم کرنے والا خیرات دینے والا، کوئی اور ہو۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمہارے بعد لوگوں کو رنج ہو گا تو میں یہ پسند کرتا کہ تمہیں بغیر کفن و دفن کے چھوڑ دوں کہ اللہ مختلف جانوں سے تمہارا حشر کرے بے شک مجھ پر لازم ہے کہ تمہارے بدلے اُن میں سے ستر آدمیوں کا ضرور ضرور مثلہ کروں،

جبریل علیہ السلام کا سورہ نحل کی آخری آیتیں لے کر اترنا

جبریل السلام اُس وقت کہ نبی ﷺ کھڑے تھے سورہ نحل کی آخری آیتیں لے کے اترے "وَاِنْ عَاقَبْتُمْ لِعَاقَبُوا بِمِثْلِ مَا عَاقَبْتُمْ" سے آخر آیات تک (اگر بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ بُرا سلوک کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے نہایت ہے نبی ﷺ نے اپنی قسم کا کفارہ دے دیا، اس سے باز آ گئے جس کا آپؐ نے ارادہ کیا تھا اور صبر کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب یوم احد میں حمزہؓ قتل کیے گئے تو ان کی بہن صفیہؓ انہیں تلاش کرنے آئیں، انہیں معلوم نہ تھا کہ وہ کیا ہوئے، وہ غلی اور زبیر سے ملیں، ملیں نے زبیر سے کہا کہ اپنی ماں سے بیان کر لو، زبیر نے کہا کہ نہیں، تم اپنی پھوپھی سے بیا کر دو۔ صفیہؓ نے پوچھا کہ حمزہؓ نے کیا کیا، لیکن دونوں نے حقیقت حال چھپائی اور ظاہر کیا کہ وہ نہیں جانتے، نبی ﷺ آئے اور فرمایا کہ مجھے صفیہؓ کی عقل پر اندیشہ ہے، اپنا ہاتھ اُن کے سینے پر رکھ کے دعا کی تو صفیہؓ نے انا اللہ وانا الیہ راجعون کہا اور دمیں۔

آپؐ کا تکبیر کہنا

آپؐ آئے اور حمزہؓ کے پاس کھڑے ہو گئے جن کو مثلہ کر دیا گیا تھا، فرمایا، اگر عورتوں کی بے صبری نہ ہوتی تو میں حمزہؓ کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا، تاکہ وہ پرندوں کے پوٹوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھائے جاتے۔ مقتولین کے متعلق حکم دیا اور اُن پر نماز پڑھنے لگے، آپؐ نو شہیدوں کو اور حمزہؓ کو یک جا رکھتے اُن پر سات مرتبہ تکبیر کہتے پھر وہ اٹھالے جاتے، دوسرے نو کو لایا جاتا، آپؐ اُن پر تکبیر کہتے یہاں تک کہ آپؐ سب سے فارغ ہو گئے۔

مقتولین کی زیادتی

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ اپنے چچا حمزہؓ پر گزرے جن کی ناک کاٹ دی گئی تھی اور انھیں مثلہ کر دیا گیا تھا، فرمایا اگر صنفِ اپنے دل میں رنج نہ کرتیں تو میں انھیں چھوڑ دیتا کہ چوپائے خوراک کھا لیتے اور وہ پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھائے جاتے، انھیں ایک چادر میں کفن دیا گیا۔

جب اُن کا سر ڈھانکا جاتا تھا تو دونوں پاؤں کھل جاتے تھے اور جب وہ پاؤں پر کھینچ دی جاتی تھی تو اُن کا سر کھل جاتا تھا۔ کپڑے کم تھے اور مقتولین زیادہ، ایک اور دو اور تین آدمیوں کو ایک چادر میں کفن دیا جاتا، آپ تین اور دو آدمیوں کو ایک قبر میں جمع کرتے اور پوچھتے کہ ان میں سے کون قرآن زیادہ جانتا ہے، جو قرآن زیادہ جانتا اُس کو لحد میں مقدم کرتے۔

عروہ سے مروی ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔

خیاب نے کہا کہ حمزہؓ کو ایک چادر میں کفن دیا گیا، اُن کا سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں باہر ہو جاتے اور پاؤں ڈھانکے جاتے تو سر کھل جاتا، اُن کا سر ڈھانک دیا گیا اور پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دی گئی۔

حضرت حمزہؓ کے کفن کا مسئلہ

ابی اسید الساعدی سے مروی ہے کہ میں حمزہؓ کی قبر پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا جب لوگ چادر کھینچتے تھے تو اُن کے دونوں قدم کھل جاتے تھے اور قدموں پر کھینچتے تھے تو اُن کا چہرہ کھل جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اُسے اُن کے چہرے پر کر دو اور پاؤں پر اس درخت کے پتے کر دو، رسول اللہ ﷺ نے سر اٹھایا تو اصحاب رد رہے تھے۔ فرمایا تمہیں کیا چیز رلاتی ہے، کہا گیا کہ یا رسول اللہ ہم آج آپ کے چچا کے لئے ایک کپڑا بھی ایسا نہیں پاتے جو انھیں کافی ہو جائے، فرمایا، ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ کشتزاروں کی طرف نکلیں گے، اُن میں وہ کھانا کپڑا سواری (یا آپ نے فرمایا سواریاں) پائیں گے، اپنے اعزہ کو نکھیں گے ہمارے پاس آ جاؤ، کیونکہ تم ایسی زمین میں ہو جو بے گمیاہ ہے، حالانکہ مدینہ اُن کے لئے زیادہ بہتر ہے، اگر وہ جانتے ہوتے، جو اس کی سختی و شدت پر صبر کرے گا، میں قیامت کے روز اُن کا شفیع یا شہید ہوں گا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ صنفِ بنت عبدالمطلب اس طرح آئیں کہ اُن کے ہمراہ دو چادریں تھیں کہ ان دونوں میں اپنے بھائی حمزہ بن عبدالمطلب کو کفن دے دیں، رسول اللہ ﷺ نے زبیر بن العوام سے، جن کی وہ ماں تھیں اور وہ اُن کے بیٹے تھے، فرمایا کہ اس عورت کو سنبھالو، وہ اُن کے سامنے گئے کہ انھیں واپس کر دیں، صنف نے کہا کہ اسی طرح میں جاؤں گی، نہ تمہارے لئے زمین ہو نہ تمہارے لئے ماں ہو، وہ حمزہؓ کے پاس پہنچ گئیں، اتفاق سے اُن کے پہلو میں ایک انصاری کی تلاش تھی، حمزہؓ کو اُن دونوں میں سے جو چادر بڑی تھی اُس میں کفن دیا گیا اور انصاری کو دوسری چادر میں۔

شہداء کا غسل

اشعث سے مروی ہے کہ حسنؓ سے سوال کیا گیا کہ آیا شہداء کو غسل دیا جائے گا تو انہوں نے کہا: ہاں، سا

ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے ملائکہ کو حرمہ کو غسل دیتے ہوئے دیکھا۔

ابی مالک سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے شہدائے اُحد پر دس دس پر اس طرح نماز پڑھی کہ ہر دس کے ساتھ حرمہ پر نماز پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حرمہ پر نماز پڑھی، آپ نے اُن پر نو مرتبہ تکبیر کہی، پھر دوسری جماعت کو لایا گیا آپ نے اُن پر سات مرتبہ تکبیر کہی، پھر دوسری جماعت کو لایا گیا تو آپ نے اُن پر پانچ مرتبہ تکبیر کہی، یہاں تک کہ آپ نے اُن سے فارغ ہو گئے سوائے اس کے آپ نے تکبیر طاق مرتبہ کہی۔

حضرت حرمہؓ پر آپ ﷺ نے ستر مرتبہ نماز جنازہ پڑھی

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حرمہ کو رکھا، اُن پر نماز پڑھی انصار کے ایک آدمی کو لایا گیا، انھیں اُن کے پہلو میں رکھا گیا، آپ نے اُن پر نماز پڑھی، پھر وہ انصاری اُٹھالیے گئے اور حرمہ رہنے دیے گئے یہاں تک کہ اُس روز آپ نے اُن پر ستر نمازیں پڑھیں۔

ضعفیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حرمہ بن عبدالمطلب پر نماز پڑھی، ایک شخص کو لایا گیا اور اُسے رکھا گیا، آپ نے اُن دونوں پر ملا کے نماز پڑھی، اُس شخص کو اُٹھایا گیا اور دوسرے کو لایا گیا، آپ برابر یہی کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے اُس روز حرمہ پر ستر نمازیں پڑھیں۔

آیت کا مفہوم

ابو الضحیٰ سے مروی ہے کہ انھوں نے اللہ جل شانہ کے اس قول ”وَلَا تَحْسِبِ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ“ (اور اُن لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہرگز مردہ نہ سمجھو، وہ زندہ ہیں جنہیں اُن کے پروردگار کے پاس رزق دیا جاتا ہے، میں نے کہا کہ یہ آیت شہدائے اُحد کے بارے میں نازل ہوئی، اور یہ آیت ”وَيَتَّخِذُ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ“ (تاکہ اللہ تم میں سے شہید بنائے) بھی انھیں کے بارے میں نازل ہوئی، اُس روز ستر مسلمان شہید ہوئے، چار مہاجرین میں سے، حرمہ بن عبدالمطلب، مصعب بن عمیر جو بیعہ الدار کے بھائی تھے، شام بن عثمان الخزومی اور عبداللہ بن جحش الاسدی، بقیہ انصار میں سے تھے۔

قیس بن عبد سے مروی ہے کہ میں نے ابوذرؓ کو قسم کھاتے سنا کہ یہ آیات ”هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ“ فالَّذِينَ كَفَرُوا (یعنی یہ دونوں فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا، جن لوگوں نے کفر کیا تو اُن کے لئے آگ کے کپڑے بیونٹے جائیں گے) سے ”إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ“ (اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، تک بدر کے دن ان چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئیں۔ حرمہ بن عبدالمطلب علی بن ابی طالب، عبیدہ بن الحارث، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

عورتوں کا اپنے شہداء کے لئے رونا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اُحد سے لوٹے تو آپ نے بیعہ الاشہل کی عورتوں کو اپنے شہداء پر روتے سنا، فرمایا: تمہارے لئے حرمہ بھی ہیں کہ اُن کے لئے رونے والیاں نہیں ہیں، انصار کی عورتیں آپ

کے پاس جمع ہوئیں اور حمزہؓ پر روئیں، رسول اللہ ﷺ سو گئے تھے بیدار ہوئے تو وہ رو رہی تھیں، فرمایا: اُن کا بھلا ہو، وہ اب تک عین ہیں، اُنھیں حکم دو کہ واپس جائیں اور آج کے بعد کسی میت پر نہ روئیں۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اُحد سے فارغ ہوئے تو بنی عبد الاشہل کی عورتوں پر گزرے، اُنھیں اُن لوگوں پر روتے سنا جو اُحد میں شہید ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حمزہؓ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں، سعد بن معاذ نے سنا تو بنی عبد الاشہل کی عورتوں کے پاس گئے اور اُنھیں حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر جائیں اور حمزہؓ پر روئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا روناسنا دفرمایا، یہ کون ہیں۔ کہا گیا کہ یہ انصار کی عورتیں، آپ اُن کے پاس نکل کر آئے اور فرمایا: واپس جاؤ، آج کے بعد رونا جائز نہیں ہے۔

زہیر بن محمد کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا، اللہ تم پر برکت کرے، تمہاری اولاد پر اور تمہاری اولاد کی اولاد پر، اور عبد العزیز ابن محمد کی روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) اللہ تم پر رحمت کرے، تمہاری اولاد پر اور تمہاری اولاد کی اولاد پر۔

رونے پر شدت سے ممانعت

محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اُحد سے واپس ہوئے تو اس حالت میں گزرے کہ بنی عبد الاشہل کی عورتیں اپنے مقتولین پر رو رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حمزہؓ کے لئے کوئی رونے والیاں نہیں، سعد بن معاذ کو معلوم ہوا تو انھوں نے اپنی عورتوں کو روانہ کر دیا اور اُنھیں مسجد کے دروازے پر اس حالت میں لائے کہ وہ حمزہؓ پر رو رہی تھیں، عائشہؓ نے کہا کہ ہم لوگ بھی اُن کے ساتھ رونے لگے، رسول اللہ ﷺ سو گئے حالانکہ ہم لوگ رو رہے تھے، آپ بیدار ہوئے اور آخری نماز عشاء پڑھ کے سو گئے، حالانکہ ہم لوگ رو رہے تھے، پھر آپ بیدار ہوئے، آواز سنی تو فرمایا میں اُنھیں اس وقت تک نہیں دیکھتا ہوں ان سے کہو کہ واپس جائیں آپ نے اُن کے لئے اُن کے شوہر اور ان کی اولاد کے لئے دُعا کی۔ صبح ہوئی تو آپ نے رونے سے اس شدت سے منع کر دیا شدت سے آپ اور کسی شے (ناجائز) سے منع کرتے تھے۔

ابن المنکدر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُحد سے آئے تو بنی عبد الاشہل پر اس حالت میں گزرے کہ انصار کی عورتیں اپنے مقتولین پر اُن کی خوبیاں کر کے رو رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حمزہؓ کے لئے کوئی رونے والیاں نہیں؟ انصار کے مرد اپنی عورتوں کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ تم اپنا گریہ و بیان محاسن حمزہؓ سے بدل دو، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر سنتے رہے، آپ کا قیام طویل ہوا، پھر آپ واپس ہوئے، صبح کو منبر پر کھڑے ہو کے اس طرح نوحے سے قطعاً منع کر دیا جس طرح بڑی شدت سے ناجائز شے سے منع کرتے تھے فرمایا: ہر محاسن بیان کر کے رونے والی جھوٹی ہے سوائے حمزہؓ کے محاسن بیان کر کے رونے والی کے۔

محارب بن دثار سے مروی ہے کہ جب حمزہؓ بن عبد المطلب قتل کر دیے گئے تو لوگ اپنے مقتولین پر رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حمزہؓ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں، انصار نے سنا تو انہوں نے اپنی عورتوں کو حکم دیا، وہ اُن پر روئیں، ایک عورت اپنے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے بلند آواز سے روتی ہوئی آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے (اُس

عورت سے) فرمایا کہ تم نے شیطان کا کام کیا، جس وقت وہ زمین کی طرف پھینکا گیا تھا تو اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کے بلند آواز سے رورہا تھا، وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ایک دوسرے کو قتل کرے، جو (غم سے) کپڑے پھڑکے اور جو زبان سے ایذا پہنچائے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ فاطمہؓ حمزہؓ کی قبر پر آ کے اُس کی مرمت اور اصلاح کرتی تھیں۔ (حضرت علیؓ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے)۔

زید الحب

زید الحب بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن امری القیس ابن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود، عبدود عبدود کے والد نے اُن کا نام ہضمہ رکھا تھا، ابن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات ابن رقیہ بن ثور بن کلب بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران ابن الحارث بن قضاعہ، قضاعہ کا نام عمرو ہے، اُن کا نام قضاعہ اس لیے رکھا گیا کہ اس لفظ کے معنی دُری کے ہیں، وہ اپنی قوم سے دُور ہو گئے تھے۔ ابن مالک بن عمرو بن مرہ بن مالک بن حمیر ابن سبا بن شجب بن یعر ب بن قحطان، قحطان کی طرف الیمین کا اجتماع ہے۔

زید بن حارثہ کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ بن عبد عامر بن افلت ابن سلسلہ ہیں جو قبیلہ طے کے بنی معن میں سے ہیں۔

سعدی والدہ زید بن حارثہ نے اپنی قوم کی اس طرح زیارت کی کہ زید اُن کے ہمراہ تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بنی القین بن جبر کے ایک لشکر نے ڈاکہ ڈالا، وہ بنی معن کے گھروں پر گزرے، جو والدہ زید کی قوم تھی، انہوں نے زید کو اٹھایا، اُس زمانے میں وہ کم سن بوج تھے اور خدمت کے قابل ہو گئے تھے، وہ لوگ انھیں بازار عکاظ میں لائے اور بیع کے لئے پیش کیا۔ انھیں حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی نے اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کے لئے چار سو درم میں خرید لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ سے نکاح کیا تو انہوں نے زید کو آپ کے لئے ہبہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں لے لیا۔

حارثہ بن شراحیل کا اشعار کہنا

اُن کے والد حارثہ بن شراحیل نے، جب وہ اُن سے جدا ہو گئے تو اشعار ذیل کہے۔

ہکیت علی زید ولم ادر ما فعل احیٰ نیر جی امانی دوہ الاجل
میں زید پر رویا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا ہوا۔ آیا زندہ ہے جس کی اُمید کی جائے یا اسے موت آگئی
فواللہ ما اوری وان کنت سائلا اغالک سہل الارض امغالک الجبل
مگر واللہ مجھے معلوم نہیں، اگرچہ میں تلاش میں ہوں۔ کہ آیا تجھے سطح زمین کھائی یا پہاڑ کھائی۔

فیالیت شعری هل لک الدھر رجعة فحسبی من الدنیار حو عک لی مجل
اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ آیا کسی وقت تو واپس بھی ملے گا۔ میں یہ جان لیتا تو دنیا بھر کے بدلے تیری واپسی کو کافی سمجھتا۔

تذکرہ الشمس عند طلوعها وتعرض ذکراہ اذا قارب الطفل
آفتاب اپنے طلوع کے وقت مجھے زید کی یاد دلاتا ہے اور اس کی یاد سامنے آ جاتی ہے جب تاریکی شب
قریب ہوتی ہے۔

وان حبب الارواح ہیجن ذکرہ فیاطول ما حزنی علیہ وبارجل
ہوئیں ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو براہیختہ کرتی ہیں، پھر ہائے میرے اطول غم و شد مندگی۔
ساعمل نص العیس فی الارض جاہداً ولا اسام التطواف او تسام الابل
میں روئے زمین پہ جگہ اونٹ پر سوار ہو کے اس کی تلاش میں کوشش کروں گا۔ میں تلاش سے نہ تھکوں گا
جب اونٹ نہ تھک جائے۔

حیاتی اوتانی علی صیلتی وکل امری فان وان عرہ الامل
میری زندگی رہے یا مجھے موت آجائے۔ ہر شخص فانی ہے اگرچہ اُسے امید ہو کہ نہ!۔
واوصی بہ قبا و عمرًا کلیہا واوصی یزید اثم من بعد ہم جبل
اُس نے متعلق میں قیس اور عمرو دونوں کو وصیت کرتا ہوں اور یزید کو بھی وصیت کرتا ہوں اور ان کے بعد جبل کو۔

جبل اور یزید سے انکی مراد

جبل سے اُن کی مراد جبل بن حارث ہے جو زید سے بڑا تھا، اور یزید سے مراد زید کا خیالی بھائی ہے جو یزید
بن کعب بن شراحیل تھا۔ قبیلہ کلب کے کچھ لوگوں نے حج کیا، انہوں نے زید کو دیکھا زید نے انہیں پہچانا اور لوگوں
نے زید کو پہچانا، زید نے کہا کہ میرے گھر والوں کو یہ اشعار پہنچا دو کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے مجھ پر فریاد کی ہے
، اور کہا کہ:

الکئی الی قومی وان کنت نائیا بانی قطن البیت عند المشاعد
میرے قوم کو خبر پہنچا دو، اگرچہ میں دور ہوں، کہ میں بیت اللہ میں مشعر حرام کے پاس مقیم ہوں۔
نکفوا من الوحده الذی قل شحا کہ ولا تفسدوا الارض صی الاعم
اُس غم سے باز آؤ جس نے تمہیں حزیں کر دیا ہے اور آخری اونٹوں وزمین میں کام میں نہ۔
فانی بحمد اللہ فی خبر اسراة کرام معد کاہر ا بعد کاہر
کیونکہ میں بحمد اللہ شریف خاندان میں ہوں، ایسا شریف خاندان جو نسا بزرگ رہتا چلا آتا ہے۔
کلبی لوگ چلے گئے، انہوں نے اُن کے والد کو آگاہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ربّ عجب قسم میرا بیٹا موجد
ہے۔ انہوں نے اُن سے اُن کا حال، اُن کا مقام اور وہ کس کے پاس ہیں سب بیان کیا تو حارث (کعب فرزند ان
شراحیل اُن کا ندیہ لے کے روانہ ہوئے، دونوں کے آئے اور نبی ﷺ کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ آپ مسجد میں ہیں۔
وہ آپ کے پاس گئے اور کہا:

”اے فرزند عبد اللہ و عبد المطلب، اے فرزند ہاشم، اور اے اپنی قوم کے سردار کے فرزند، تم لوگ اہل حرہ ہو،
اُس کے ہمسایہ ہو، اُس کے بیت کے پاس ہو، غمگین کو غم سے چھڑاتے ہو اور اسیر کو کھلاتے ہو ہم تمہارے پاس اپنے

بیٹے کے معاملے میں آئے ہیں جو تمہارے پاس ہے، لہذا ہم پر احسان کرو، اور اس کا فدیہ قبول کرنے میں ہمارے ساتھ نیکی کرو، ہم فدیے میں آپ کی قدر کریں گے“

آنحضرتؐ کا زید بن حارثہ کو اختیار دینا

آنحضرتؐ نے فرمایا، وہ کون ہے انہوں نے کہا زید بن حارثہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آیا اس کے سوا کسی اور صورت پر بھی راضی ہو۔ انہوں نے کہا، وہ کیا، آپ نے فرمایا زید کو بلاؤ، انھیں اختیار دے دو، اگر وہ تمہیں اختیار کر لیں تو وہ بغیر دنیے کے تمہارے لیے ہیں، اور اگر وہ مجھے اختیار کریں تو واللہ میں ایسا نہیں ہوں کہ جو مجھے اختیار کرے میں اس کے لئے کسی اور کو اختیار کروں۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں نصف سے زائد دے دیا اور احسان کیا۔

آپؐ نے انھیں بلایا اور فرمایا، کیا تم انہیں پہچانتے ہو۔ انہوں نے کہا، ہاں، آپ نے فرمایا یہ دونوں کون ہیں انہوں نے کہا کہ یہ میرے والد اور چچا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، میں وہ شخص ہوں کہ تم نے جان لیا اور اپنے لئے میری صحبت کو دیکھ لیا، پھر مجھے اختیار کر دیا، ان دونوں کو اختیار کرو زید نے کہا کہ میں وہ نہیں ہوں کہ آپ پر کسی اور کو اختیار کروں، آپؐ بجائے میرے ماں باپ کے ہیں۔

ان دونوں نے کہا اے زید تم پر افسوس ہے کہ تم غلامی کو آزاد پر اور اپنے باپ اور چچا اور گھر والوں پر ترجیح دیتے ہو، انہوں نے کہا، ہاں نے آنحضرتؐ سے کوئی ایسی بات دیکھی ہے کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ ان پر کبھی کسی کو اختیار کروں۔

آپ ﷺ کا زید بن حارثہ کو منہ بولا بیٹا بنانا

رسول اللہ ﷺ نے یہ وفاداری دیکھی تو انہیں حجر اسود کے پاس لے گئے اور فرمایا: اے حاضرین گواہ رہو کہ زید میرے بیٹے ہیں، میں ان کا وارث ہوں، وہ میرے وارث ہیں، باپ اور چچا نے یہ واقعہ دیکھا تو ان کے دل خوش ہو گئے اور دونوں واپس گئے، پھر انہیں زید بن محمد پکارا جانے لگا، یہاں تک کہ اللہ اسلام کو لایا۔

یہ سب ہم سے ہشام بن محمد بن السائب الکفی نے اپنے والد سے اور انہوں نے جمیل بن مرشد الطائی وغیرہ ہمارے روایت کی، انہوں نے اس حدیث کا کچھ حصہ اپنے والد سے، انہوں نے ابی صالح سے انہوں نے ابن عباسؓ سے بیان کیا اور ابن عباسؓ سے اس کی اسناد میں کلام کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے زینب بن جحش ابن رباب الاسدیہ سے ان کا نکاح کر دیا، زینب کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھیں، زیدؓ نے انھیں طلاق دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔

منافقین کے محمدؐ پر اعتراض اور طعنے

منافقین نے اعتراض کیا اور طعنہ دیا کہ محمدؐ بیٹے کی بیویوں کو حرام کہتے ہیں، حالانکہ خود انہوں نے اپنے بیٹے زیدؓ کی بیوی سے نکاح کر لیا، اس پر اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل کی ”وما کان محمد اباً احد من رجالہ کی

ولکس رسول الله وخاتم النبیین“ آخر آیت تک (محمدؐ ہمارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں سب سے اللہ کے رسول اللہ اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور ”ادعوہم لا بانہم“ (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو)

اُس روز سے وہ بجائے زید بن محمد کے زید بن حارثہ پکارے جانے لگے، اور تمام متنبی اپنے باپ کے نام سے پکارے جانے لگے (مقدار بن عمرو کی طرف منسوب ہو گئے جو ان کے والد تھے، حالانکہ اس کے قبل مقدار بن الہ سود کہا جاتا تھا اور الہ سود بن عبد بن حوث زہری نے انھیں متنبی بنایا تھا۔

عبداللہ بن عمرؓ سے زید بن حارثہ کے بارے میں مروی

عبداللہ بن عمرؓ سے زید بن حارثہ کے بارے میں مروی ہے کہ ہم انھیں زید بن محمد پکارا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی ”ادعوہم لا بانہم“ (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو) زید بن حارثہ الکلبی مولائے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ ہم زید بن محمد ہی پکارا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا ”ادعوہم لا بانہم“ (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو یہی اللہ کے نزدیک زیادہ مناسب ہے)

علی بن حسینؓ سے آیت ”ما کان محمد ابداً احد من رجالکم“ (محمدؐ ہمارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں) کے متعلق مروی ہے کہ یہ زید کے بارے میں نازل ہوئی۔ ثابت سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہا جاتا تھا۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنت حمزہؓ کی حدیث میں زید بن حارثہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔

اسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ سے فرمایا اے زید تم میرے مولیٰ ہو اور مجھ سے ہو، میری طرف ہو اور ساری قوم سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔

زید بن حارثہ کی اپنے والد سے روایت

محمد بن الحسن بن اسامہؓ بن زیدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن حارثہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان دس سال کا فرق تھا، رسول اللہ ﷺ ان سے بڑے تھے، زید پست قد اور نہایت تیز قدموں تھے، ناک چھٹی تھی اور ان کی کنیت ابواسامہ تھی۔

زہری تغیرہ ہم سے پانچ سلسلوں سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو اسلام لایا وہ زید بن حارثہ ہیں۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ کا بیان

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب زید بن حارثہ نے مدینے کی جانب ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے، محمد بن صالح نے کہا عاصم بن عمرو بن قتادہ کا بیان ہے کہ وہ سعد بن خثیمہ کے پاس اترے۔

عاصم بن عمرو (وغیرہ سے چار سلسلوں سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ اور حمزہؓ بن

عبدالمطلب کے درمیان اور زید بن حارثہ اور اسید بن حضیر کے درمیان مقدمہ مواخاۃ کیا۔

شرقی بن قحطامی وغیرہ سے مروی ہے کہ ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط، جن کی ماں اروئی بنت کریم بن ربیعہ بن حبیب ابن عبد شمس تھیں، اور اروئی بنت کریم کی ماں ام حکیم تھیں، جن کا نام البیضا بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں آئیں۔

ام کلثوم کو پیام نکاح

ام کلثوم کو زید بن العوام، زید بن حارثہ، عبدالرحمن بن عوف اور عمرو بن العاص نے پیام نکاح دیا تو انہوں نے اپنے اخیا فی بھائی عثمان بن عفان سے مشورہ کیا، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ سے پوچھو، وہ آپ کے پاس آئیں۔ آپ نے زید بن حارثہ کے ساتھ نکاح کا مشورہ دیا۔ انہوں نے زید سے نکاح کر لیا اور ان کے یہاں ان سے زید بن زید اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ زید تو بچپن ہی میں مر گئے اور رقیہ عثمان کی پرورش میں مر گئیں۔

زید بن حارثہ نے ام کلثوم کو طلاق دے دی اور درہ بنت ابی لہب سے نکاح کر لیا، انھیں بھی طلاق دے دی، اور ہند بنت العوام، بشیرہ زبیر بن العوام سے نکاح کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اپنی آزاد کردہ باندی اور اپنی کھلائی ام ایمن سے کر دیا اور انہیں جنت کی بشارت دی، ام ایمن کے یہاں ان سے اسامہ پیدا ہوئے اور ان کے نام سے ابواسامہ ان کی کنیت ہو گئی۔

زید بدر اور احد میں حاضر ہوئے، انھیں رسول اللہ ﷺ نے جب آپ امیسح تشریف لے گئے مدینے پر خلیفہ بنایا، وہ خندق حدیبیہ اور خیبر میں حاضر ہوئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیر اندازوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا قافلے کو پانچ حصوں میں تقسیم کرنا

ابوالخویرث سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ سات سریوں کے امیر ہو کر روانہ ہوئے۔ پہلا سریہ القروہ کا تھا انہوں نے قافلے کو روکا اور اسے پالیا، ابوسفیان بن حرب اور سرداران قوم بچ گئے، اس روز فرات بن حیان الجعفی گرفتار ہو گیا، وہ قافلے کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے اسے پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا۔

سلمہ بن الاکوع کے جہاد

محمد بن داؤد سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات جہاد کئے اور زید بن حارثہ کے ہمراہ وہ جہاد کئے، جن میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہم پر امیر بنایا تھا۔

وائل بن داؤد سے مروی ہے کہ میں نے ابھی سے سنا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر اس کے زید بن حارثہ کو کسی لشکر کے ساتھ نہیں بھیجا کہ ان لوگوں پر امیر نہ بنایا ہو، اگر وہ آپ کے بعد رہ گئے تو آپ ﷺ نے انہیں خلیفہ بنایا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ سب سے پہلا سریہ کہ جس میں زیدؓ روانہ ہوئے سریہ القروہ ہے، پھر الجبوم کی جانب سے یہ ہے۔ اس کے بعد العیص کی جانب، پھر اس کا سریہ الطرف کی جانب ہے، پھر حسمی کی جانب اس کے بعد ام قرف

جانب۔

غزوہ موتہ میں مسلمانوں اور مشرکوں کا مقابلہ

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ موتہ میں انہیں لوگوں پر امیر بنایا اور دوسرے امیروں پر مقدم کیا، مسلمانوں اور مشرکوں کا اس طرح مقابلہ ہوا کہ امراء پیادہ لڑ رہے تھے۔ زید بن حارثہ نے جھنڈا لے لیا اور قتال کیا لوگوں نے بھی ان کے ساتھ قتال کیا۔ مسلمان اپنی صفوں ہی میں تھے، زید بن حارثہ مارے کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور فرمایا کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کرو، وہ اس جنت میں داخل ہو گئے جس کی وہ سعی کرتے تھے غزوہ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا۔ جس روز زید مقتول ہوئے اس وقت ان کی عمر پچپن سال تھی۔

رسول اللہ ﷺ کو زید بن حارثہ اور جعفر اور ابن رواحہ کے قتل کی خبر

ابی میسرہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو زید بن حارثہ اور جعفر اور ابن رواحہ کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کا حال بیان کیا آپ ﷺ نے زید سے ابتداء کی اور فرمایا: اے اللہ زید کی مغفرت کر، اے اللہ! زید کی مغفرت کر، اے اللہ! زید کی مغفرت کر، اے اللہ! زید کی مغفرت کر، اے اللہ! زید کی مغفرت کر، اے اللہ! زید کی مغفرت کر، اے اللہ! زید کی مغفرت کر۔

رسول اللہ ﷺ کا امراء لشکر کو روانہ کرنا

ابوقحادہ انصاریؓ سے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سوار تھے، مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امراء کے لشکر کو روانہ کیا اور فرمایا کہ تم پر امیر زید بن حارثہ ہیں اگر زید پر مصیبت آجائے تو جعفر بن ابی طالب ہیں، اگر جعفر پر مصیبت آجائے تو عبداللہ بن رواحہ ہیں۔

جعفر اٹھے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے یہ اندیشہ نہ تھا کہ آپ مجھ پر زید کو عامل بنائیں گے، آپ نے فرمایا نہیں رہنے دو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ان میں کون بہتر ہے۔

خالد بن شمیر سے مروی ہے کہ جب زید بن حارثہ پر مصیبت (ہلاکت) آگئی تو وہ رونے کے لئے تیار ہو کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئیں، رسول اللہ ﷺ اتار روئے کہ آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں، سعد بن عبادہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ اپنے حبیب کی طرف حبیب کا شوق ہے۔

ابی مرثد الغنوی

ابو مرثد الغنوی حمزہ بن عبدالمطلب کے حلیف تھے، اُن کا نام کنناز بن الحصین بن یربوع بن ظریف بن خرشہ بن عبید بن سعد بن قیس ابن غیلان بن معتر تھا، وہ حمزہ بن عبدالمطلب کے دوست تھے اور بڑے لمبے قد کے آدمی تھے، سر میں بال بہت تھے اور (بروایت محمد بن اسحق و محمد بن عمر) رسول اللہ ﷺ نے ابو مرثد اور عبادہ بن الصامت کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب ابو مرثد الغنوی اور اُن کے بیٹے مرثد بن ابی مرثد نے مدینہ کی

طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔ عامر بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ سعد بن خثیمہ کے پاس اترے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ ابو مرثد بدر، اُحد اور خندق میں اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ ابو بکرؓ کی خلافت میں ۱۲ھ میں بوڑھے ہو کے چھیا سٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

مرثد بن ابی مرثد الغنوی

حمزہ بن عبد المطلب کے حلیف تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور اوس بن الصامت کے درمیان، جو عبادہ بن الصامت کے بھائی تھے، عقد مواخاۃ کیا تھا۔

سعد بن مالک الغنوی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ مرثد بن ابی مرثد بدر کے روز اُس گھوڑے پر حاضر ہوئے جس کا نام ابل تھا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ اُحد میں بھی حاضر ہوئے اور الرجیع کی جنگ میں شہادت پائی۔ وہ اس سرے میں امیر تھے جو رسول اللہ ﷺ کے مدینے کی طرف ہجرت فرمانے کے چھتیسویں مہینے ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ انسہ

عمران بن مناخ مولائے بنی عامر بن لوی سے مروی ہے کہ جب انسہ مولائے رسول اللہ ﷺ ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔ عامر بن عمرو نے کہا کہ وہ سعد بن خثیمہ کے پاس اترے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انسہ مولائے رسول اللہ ﷺ بدر کے دن شہید ہوئے۔

محمد بن عمرو (الوقدی) نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں، میں نے اہل علم کو یہ ثابت کرتے دیکھا کہ وہ بدر میں شہید نہیں ہوئے، وہ اُحد میں بھی حاضر ہوئے اور اس کے بعد بہت زمانے تک زندہ رہے۔

محمد بن یوسف سے مروی ہے کہ انسہ کا رسول اللہ ﷺ کے بعد ابو بکر صدیق کے عہد خلافت میں انتقال ہوا، وہ سرداروں کی اولاد میں سے اور خالص عربی نہ تھے، اُن کی کنیت ابو سرح تھی۔

زہریؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعد ظہر اپنے پاس آنے کی اجازت دیتے تھے اور یہی سنت ہے، اسی پر آپ کے مولیٰ انسہ بھی قائم تھے

ابو کبشہؓ رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ہیں، ان کا نام سلیم ہے، جو علاقہ دوس کے غیر خالص عربوں میں سے تھے۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب ابو کبشہ مولائے رسول اللہ ﷺ نے مدینے کی جانب ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

عامر بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ وہ سعد بن خثیمہ کے پاس اترے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ ابو کبشہؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر واحد اور تمام مشاہد میں حاضر ہوئے، عمر بن الخطابؓ کی خلافت کے پہلے ہی دن اُن کی وفات ہوئی جو ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ شنبہ تھا۔

صالح شقران رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے، پہلے یہ عبدالرحمن بن عوف کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو پسند آئے تو آپ نے ان کو بہ قیمت لے لیا، وہ حبشی تھے، نام صالح بن عدی تھا۔ بحالت غلامی بدر میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں قیدیوں پر عامل بنایا، ان کے لئے حصہ نہیں لگایا، مگر انہیں ہر شخص نے جس کا کوئی قیدی تھا اجرت دی، اس طرح انہیں اس سے زیادہ مل گیا جتنا جماعت کے کسی آدمی کو حصے میں ملا تھا۔ بدر میں اور بھی تین غلام بحالت غلامی حاضر ہوئے تھے، ایک غلام عبدالرحمن بن عوف کا، ایک غلام حاطب بن ابی بلتعہ کا اور ایک غلام سعد بن معاذ کا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں کو اجرت دی اور ان کے لئے حصہ نہیں لگایا۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم العدوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مولے شقران کو ان تمام شیاء پر جو اہل مرسیع کے یہاں از قلم اسباب خانہ داری واسلحہ ومواشی پائے گئے اور تمام بچوں اور عورتوں پر جو اس علاقے میں تھے عامل بنایا، آپ نے اپنی وفات کے وقت ان کے لئے وصیت فرمائی، وہ ان لوگوں میں موجود تھے جو رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے ہمراہ آپ کے غسل میں حاضر تھے، جو شقران کے علاوہ آٹھ تھے۔

عبدال مطلب بن عبد مناف بن قصی کی اولاد

عبیدہ بن الحارث ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ خلیلہ بنت خزاعی تھیں، ابن الحویرث بن حبیب بن مالک بن الحارث بن حطیط بن بحس بن قصی جو ثقیف تھے عبیدہ کی اولاد میں معاویہ، عون، مقداد، الحارث، محمد، ابراہیم، ریط، خدیجہ، صفیہ مختلف امہات اولاد (باندیوں) سے تھے، عبیدہ رسول اللہ ﷺ سے دس سال بڑے تھے، ان کی کنیت ابو الحارث بھی تھی، وہ متوسط اندام گندم گوں اور خوب صورت تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبیدہ بن الحارث رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے سے پہلے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

حسین بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبیدہ، طفیل، حسین فرزند ان حارث بن عبد المطلب اور مسطح بن اثاث بن مطلب مکے سے ہجرت کے لئے روانہ ہوئے، انہوں نے نطن تاج میں ملنے کا وعدہ کیا، مسطح پیچھے رہ گئے اس لئے کہ انھیں سانپ نے کاٹ کھایا، صبح ہوئی تو ان کے پاس خبر آئی، یہ لوگ ان کے پاس گئے، ان کو انھیں اس میں پایا، پھر انھیں لے کر مکہ آئے اور عبدالرحمن بن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن الحارث اور طفیل اور ان کے دونوں بھائیوں کو وہ مقام بطور جائیداد دیا جو اس روزہ سینے میں ان لوگوں کے وعظ و تبلیغ کا مقام تھا اور شیخ زید اور بنی مازن کے درمیان تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث القشیری نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن الحارث اور بلال کے درمیان حقد مواخاۃ کیا۔ اور عمیر بن الحمام انصاری سے بھی ان کا حقد مواخاۃ کیا۔ دونوں بدر میں قتل کر دیے گئے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی صعدہ کی روایت

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی صعدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے آنے کے بعد سب سے پہلے جو بھنڈا باندھا وہ حمزہ بن عبدالمطلب کے لئے تھا۔ اُن کے بعد عبیدہ بن الحارث ابن المطلب کا بھنڈا باندھا اور انھیں ساٹھ ستر سواروں کے ہمراہ روانہ کیا۔ یہ لوگ ابوسفیان بن حرب بن امیہ سے جو سو آدمیوں کے ہمراہ تھا، طعن رابع کے چاہ احیا پر ملے، اُس روز اُن لوگوں کے درمیان سوائے دُوسرے تیر اندازی کے اور کچھ نہیں ہوا۔ انہوں نے تلواریں نہیں نکالیں اور نہ ایک دوسرے کے قریب آئے، اُس روز جس نے سب سے پہلا تیر پھینکا وہ سعد بن ابی وقاص تھے۔

یونس بن محمد الظفری کی اپنے والد سے روایت

یونس بن محمد الظفری نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدر کے دن عبیدہ بن الحارث کوشیبہ بن ربیعہ نے قتل کیا۔ انھیں رسول اللہ ﷺ نے العصر میں دفن کر دیا۔ مجھے میرے والد نے عبیدہ بن الحارث کی قبر دکھائی تھی جو حین الجہدول سے نیچے ذات اجذال کے تنگ راستے پر ہے، اور یہ العصر اکا حصہ ہے۔ عبیدہ جس روز شہید ہوئے ترستھ سال کے تھے۔

طفیل بن الحارث نام طفیل بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھا، اُن کی والدہ خیلہ بنت خزامی ثقفیہ تھیں، وہی عبیدہ بن الحارث کی بھی والدہ تھیں، طفیل کی اولاد میں عامر بن الطفیل تھے، رسول اللہ ﷺ نے طفیل بن الحارث اور منذر بن محمد بن عقبہ بن اُحیمہ ابن الجلاح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، یہ محمد بن عمر کی روایت ہے کہ لیکن محمد بن اسحق کی روایت میں ہے کہ آپ نے طفیل بن الحارث اور سفیان بن نسر بن عمرو بن الحارث بن کعب بن زید بن الحارث انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ طفیل بدرواح اور تمام مشاہد ہیں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے اور ستر سال کی عمر میں ۳۲ھ میں اُن کی وفات ہوئی۔

حصین بن الحارث حصین بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی اور اُن کی والدہ خیلہ بنت خزامی ثقفیہ تھیں اور وہی عبیدہ اور طفیل فرزندان حارث کی والدہ تھیں، حصین کی اولاد میں عبداللہ شاعر تھے، اُن کی والدہ ام عبداللہ بنت عدی بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ ابن قصی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حصین بن الحارث اور رافع بن عنجدہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ یہ محمد بن عمر کی روایت ہے لیکن محمد بن اسحق کی روایت میں ہے کہ آپ نے حصین اور عبداللہ ابن جبیر بر اور خوات بن جبیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ حصین بدرواح اور تمام مشاہد ہیں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے اور ۳۲ھ میں طفیل بن الحارث کے ایک ماہ بعد اُن کی وفات ہوئی۔

مسطح بن اثاثہ نام مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف بن قصی، کنیت ابو عباد تھی، ان کی والدہ ام مسطح بنت ابی زہم بن عبد المطلب ابن عبد مناف بن قصی تھیں، وہ بیعت کرنے والیوں میں سے تھیں، رسول اللہ ﷺ نے مسطح بن اثاثہ اور زید بن الحزین کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ یہ محمد بن اسحاق کی روایت ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مسطح بدر اُحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے، اُن کو اور ابن ابی اس کیس کو رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں پچاس وسق غلہ دیا، ان کی وفات ۳۳ھ میں ہوئی جب کہ وہ چھپن سال کے تھے۔ (حضرت عثمانؓ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے۔

بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں جن کے یہاں وہیں ملک حبشہ میں محمد بن ابی حذیفہ پیدا ہوا۔ محمد بن جعفر بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ جب ابو حذیفہؓ بن عتبہ اور سالم مولائے ابی حذیفہ نے مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں عباد بن بشر کے یہاں اترے اور دونوں یمامہ میں قتل ہوئے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عباد بن بشر اور ابو حذیفہؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ عبد الرحمن بن ابی زناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو حذیفہؓ بدر میں حاضر ہوئے، انہوں نے اپنے والد عتبہ بن ربیعہ کو جنگ کی دعوت تو اُن کی بہن بنت عتبہ نے اشعار ذیل کہے۔

الاحول الائل المشول طائره ابو هذيفة شر الناس في الدين

بھینگا جس کے دانت پر دانت چڑھے ہوئے ہیں جس کا مقصد مخوس ہے۔ وہ ابو حذیفہ جو دین میں سب لوگوں سے بدتر ہے۔

اما شكرت ابار باک من صغر حتى شبيت شهابا غير معجوف

تو نے اپنے باپ کا شکر نہ کیا جس نے تجھے بچپن سے پالا، یہاں تک کہ تو ایسا جوان ہو گیا جس میں کمر کی کجی نہیں ہے۔

راوی نے کہا، ابو حذیفہؓ لمبے اور خوب صورت آدمی تھے، دانت تلے اوپر تھے جس کو ائعل کہتے ہیں اور بھینگے بھی تھے، اُحد اور خندق میں اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمام مشاہد میں حاضر ہوئے ۱۲ھ جنگ یمامہ میں جب کہ وہ تہن یا چون سال کے تھے قتل کیے گئے۔ یہ سانحہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا۔

سالم مولائے ابی حذیفہؓ ابن عتبہ بن ربیعہ، موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ سالم ابن معقل اصطر کے تھے جو شہید بنت یعار انصاریہ کے مولیٰ تھے، معقل کے بعد بنی عباد بن زید بن مالک بن عوف بن عمر بن عوف میں سے کوئی تھے جو اوس میں انیس بن قتادہ کی قوم سے تھے۔

سالم کو شہید بنت یعار نے آزاد کیا، اس لئے بنی عبید کے انصار میں ان کا ذکر ہوتا ہے، ابو حذیفہؓ کی موالات کی وجہ سے وہ مہاجرین میں بھی شمار ہوتے ہیں (موالہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر ایمان لائے یا ایمان لانے کے بعد اس سے اپنا تعلق وابستہ کرے اور اُسے اپنا وارث بنالے)

ابی سفیان سے مروی ہے کہ سالم، شہید بنت یعار انصاریہ کے غلام تھے، ابو حذیفہ کے ماتحت تھے، انہیں انصاریہ نے آزاد کر دیا، انہوں نے ابو حذیفہ کو مولا لاکر کے ولی بنالیا، ابو حذیفہ نے انہیں متنبیٰ کر لیا، جس سے سالم بن ابی حذیفہ کہا جانے لگا۔

سہیل بن عمرو ابو حذیفہؓ کی زوجہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو نے کہا کہ آیت ”ادعوہم لا بانہم“ (متنبیٰ لوگور کو ان کے باپ کے نام سے پکارو) کے نازل ہونے پر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، عرض کی یا رسول اللہ، سا تو ہمارے پاس بیٹے کے طور پر تھے (اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ان کے باپ کے نام سے انہیں نہ پکاریں، بلکہ آپ ہی نام سے پکاریں) فرمایا، انہیں پانچ مرتبہ دودھ پلا دو تو وہ تمہارے پاس بغیر پردے کے آئیں گے، میں نے انہیں دودھ پلایا حالانکہ وہ بڑے تھے۔

ابو حذیفہ نے اپنے بھائی کی بیٹی فاطمہ بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ سے ان کا نکاح کر دیا، جب وہ جنگ یمامہ میں قتل ہو گئے تو ابو بکرؓ نے ان کی میراث ان کی مولا (انصاریہ) کے پاس بھیجی، ان انصاریہ نے قبول کر کے انکار کیا۔ پھر عمرؓ نے بھجوائی، جب بھی انہوں نے انکار کیا اور کہا میں نے انہیں اللہ کے آزاد کیا تھا۔ عمرؓ نے اُسے بیت المال میں داخل کر دیا۔

مولیٰ سالمؓ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سالم آزاد کردہ غلام تھے، انہوں نے اپنے ٹکٹ مال کی اللہ کی راہ میں ٹکٹ مال کی غلاموں کے آزاد کرانے میں خرچ کرنے کی ٹکٹ مال کی اپنے آزاد کرنے والوں کے لئے وصیت کی۔

محمد سے مروی ہے کہ ابی حذیفہؓ کے مولیٰ سالم کو ایک انصاریہ نے اللہ کے آزاد کیا اور کہا کہ تم جسے چاہو: مولیٰ بنالو، انہوں نے ابو حذیفہؓ بن عتبہ کو اپنا مولیٰ بنایا، وہ ان کی بیوی کے پاس بغیر پردے کے جاتے تھے بیوی نے نبی ﷺ سے بیان کیا اور کہا کہ میں اس امر کو (بطور ناگواری) ابو حذیفہؓ کے چہرے میں دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا انہیں دودھ پلا دو، انہوں نے کہا کہ وہ تو ڈاڑھی والے ہیں، فرمایا مجھے معلوم ہے کہ ڈاڑھی والے ہیں۔ جنگ یمامہ میں وہ شہید ہو گئے تو ان کی میراث انصاریہ کو دے دی گئی۔

سہلہ بنت سہیل قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں جو ابو حذیفہؓ کی زوجہ تھیں، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ابو حذیفہؓ کے مولیٰ سالم میرے ہمراہ رہتے ہیں انہوں نے بھی وہ چیز پالی جو مرد پاتے ہیں (یعنی بلوغ) فرمایا: انہیں دودھ پلا دو، جب تم انہیں دودھ پلا دو گی تو وہ تم پر حرام ہو جائیں گے جیسا کہ ذمہ محرم (باپ بھائی بیٹا) حرام ہوتا ہے۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ تمام ازواج رسول اللہ ﷺ نے اس سے انکار کیا کہ کوئی شخص اس رضاع (دودھ پلانے کی) وجہ سے ان کے پاس جائے، سب نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے خاص طور پر صرف سالم کے لئے رخصت تھی۔

عائشہ سے مروی ہے کہ اس کو میں نے (یعنی مسئلہ مذکورہ کو) ازواج نبی ﷺ سے معلوم کیا۔

مالک بن الحارث سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ کا نسب معلوم تھا اور سالم مولائے ابی حذیفہ کا نسب معلوم تھا کہا جاتا تھا کہ صالحین میں سے سالم۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ سالم مولائے ابی حذیفہ مکے سے مہاجرین کی امامت کرتے ہوئے مدینے آئے، ان لئے کہ وہ سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے۔

ابن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینے آنے سے پہلے سالم مولائے ابی حذیفہؓ نبائیں مہاجرین کی امامت کرتے تھے، ان میں عمرؓ بن الخطاب بھی ہوتے تھے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ مہاجرین اولین جب مکے سے مدینے آئے تو عصب میں اترے جو قبا کے کنارے ہے، سالم مولائے ابی حذیفہؓ نے ان کی امامت کی کیونکہ وہ ان سے زیادہ قرآن جانتے تھے، عبداللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ ان میں عمرؓ بن الخطاب ابوسلمہ بن عبدالاسد بھی تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سالم مولائے ابی حذیفہؓ اور ابی مہدیہ بن الجراح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور معاذ بن معص الانصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

یوم الیمامہ میں مسلمانوں کی شکست

محمد بن ثابت بن قیس بن شماس سے مروی ہے کہ یوم الیمامہ میں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی، تو سالم مولائے ابو حذیفہؓ نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس طرح نہیں کیا کرتے تھے، انہوں نے اپنے لئے قبر کھودی اور آپس میں کھڑے ہو گئے اُس روز مہاجرین کا جھنڈا ان کے ساتھ تھا، انہوں نے جنگ نے جنگ کی یہاں تک کہ وہ یوم یمامہؓ میں شہید ہو گئے، (رحمہ اللہ) یہ واقعہ ابو بکر صدیق کی خلافت میں ہوا۔

محمد بن عمرو اور یونس بن محمد القطری کے علاوہ کوئی اور اسی حدیث میں کہتے تھے کہ پھر سالم کا سزا ابو حذیفہؓ کے پاؤں کے پاس پایا گیا، یا ابو حذیفہؓ کا سر سالم کے کے پاؤں کے پاس۔

عبداللہ بن شداد بن الہاد سے مروی ہے کہ ابو حذیفہؓ کے مولیٰ سالم یوم یمامہ میں قتل کر دیے گئے تو عمرؓ نے ان کی میراث فروخت کی، دوسو درم ملے وہ انہوں نے ان کی رضائی ماں کو دے دیے اور کہا اسے تم کھاؤ۔

بنی غنم کہ حرب بن اُمیہ اور ابی سفیان بن حرب کے حلفائے تھے

عبداللہ بن جحش ابن رباب بن یمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دوران بن اسد بن خزیمہ، ان کی کنیت ابو محمد تھی والدہ اُمیہ بنت مطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں جانے سے پہلے عبداللہ، عبید اللہ اور ابو احمد فرزند ان جحش اسلام لائے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ اور عبید اللہ فرزند ان جحش نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی جانب ہجرت کی، عبید اللہ کے ہمراہ ان کی زوجہ اُم جیبہ بنت ابی سفیان بھی تھیں، عبید اللہ ملک حبشہ میں نصرانی ہو گیا

اور اسی حالت میں مر گیا اور عبد اللہ کے واپس آ گئے۔

عمر بن عثمان انجشی نے اپنے والد سے روئے کی کہ بنو غنم ابن دوران مسلمان تھے اُن کے تمام مرد و عورتیں مدینے کی طرف ہجرت میں شریک تھیں، وہ سب نکلے اور اپنے مکانات بند کر کے چھوڑ دیے عبد اللہ بن جش، اُن کے بھائی ابو احمد بن جش جن کا نام عبد تھا، عکاشہ بن محسن، ابوسنان بن محسن، سنان ابی سنان، شجاع بن وہب، اربد بن حمیر، مصعب بن نباتہ، سعید بن قیش، یزید بن قیش، محرز ابن نھلہ، قیس بن جابر عمرو بن محسن بن مالک، مکہ بن عمرو، صفوان بن عمرو، ثقاف بن عمرو، ربیعہ بن اکثم اور زبیر بن عبید روانہ ہوئے۔ یہ سب کے سب مبشر بن عبد المنذر کے پاس اترے۔

مہاجر ہونے کا بیان

عبد اللہ بن عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اُن لوگوں میں سے تھے جو ہجرت میں مدینے کی طرف روانہ ہوئے، عورتیں اور مرد سب شریک تھے، انہوں نے اپنے دروازے بند کر دیے، بنی غنم بن دوران البکیر اور بنی مظعون کے گھروں میں سے کوئی شخص ایسا نہ رہا جو مہاجر ہو کے روانہ ہو۔

موسیٰ بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن جش اور عاصم بن ثابت بن ابی الالاح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حضور کے حکم پر چلنا

نافع بن جبیر سے مروی ہے کہ ہجرت کے سترھویں مہینے رجب میں رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن جش سرے کے طور پر نخلہ بھیجا، ان کے ہمراہ مہاجرین کی بھی ایک جماعت روانہ ہوئی جن میں کوئی انصاری نہ تھا۔ آپ نے ان لوگوں پر انہیں امیر بنادیا، انھیں ایک فرمان لکھ دیا اور فرمایا کہ جب تم دو دن تک چل لینا تو کھول کے اتر دیکھنا، پھر میرے اس حکم پر عمل کرنا جو میں نے تم کو اُس فرمان دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا

شیخ ابو معشر المدنی سے مروی ہے کہ اسی سرے میں عبد اللہ بن جش کا نام امیر المومنین ہو گیا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے یوم اُحد سے ایک دن قبل عبد اللہ بن جش کو کہتے سنا ”اے اللہ جب یہ کفار مقابلہ کریں تو میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب وہ لوگ مجھے قتل کر کے میرا پیٹ چاک کر ڈالیں، ناک، کان کاٹیں پھر جب تو مجھ سے فرمائے کہ تمہارے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا تو میں کہوں اے اللہ تیری راہ میں جب اُن لوگوں سے مقابلہ کیا تو انہوں نے اُن کے ساتھ یہی کیا، اُس شخص نے جس نے ان سے سنا تھا کہا کہ اُن کی دعا قبول کر لی گئی اور انھیں اللہ نے وہ دے دیا جو انہوں نے دنیا میں اپنے جسم کے بارے میں مانگا، میں اُمید کرتا ہوں کہ میں جو مانگوں وہ مجھے آخرت میں دیا جائے گا۔

ام سلمہ کا سب کو پانی پلانا

مطلب بن عبد اللہ بن حطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس روز احد کی جانب روانہ ہوئے تو آپ شیخین کے پاس اترے، وہیں صبح کی، ام سلمہ ایک بھنا ہوا دست لائیں جسے آپ نے نوش فرمایا نبیذ لائیں جسے آپ نے پیا، پھر اسے جماعت میں سے ایک شخص نے لے لیا اور اُس نے اُس سے پیا، پھر اُسے عبد اللہ بن جحش نے لے لیا، وہ اُسے سب پی گئے۔

اُن سے ایک آدمی نے کہا کہ کچھ پانی مجھے دو، تمہیں معلوم ہے کہ کل صبح کو کہاں جاؤ گے، انہوں نے کہا ہاں مجھے اللہ سے اس حالت میں ملنا کہ سیراب ہوں، اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اُس سے پیا ساٹوں اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں شہید کیا جاؤں، مجھے ملکہ کیا جائے پھر تو فرمائے کہ کس امر میں تیرے ساتھ ایسا کیا گیا تو میں کہوں کہ تیرے بار میں اور تیرے رسول کے بارے میں۔

عبد اللہ بن جحش اور حمزہ بن عبد المطلب ایک ہی قبر میں دفن ہوئے

عمر و نے کہا کہ عبد اللہ بن جحش احد کے دن شہید ہوئے، انھیں ابوالحکم بن اُغس بن شریق اٹھائی نے قتل کیا، عبد اللہ بن جحش اور حمزہ بن عبد المطلب جو ان کے ماموں تھے ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے عبد اللہ جس دن قتل ہوئے چالیس سال سے کچھ زیادہ تھے۔ وہ نہ بلند و بالا تھے نہ پست قد، بہت بال والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اُن کے ترکے ولی بنے، آپ نے اُن کے بیٹے کے لئے خیبر میں مال خرید دیا۔

یزید بن رقیش ابن رباب بن مہر بن مبرہ بن مرہ بن کبیر غنم بن دوران ابن اسد بن خزیمہ ان کی کنیت ابو خالد تھی، بدر احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، یوم الیام ۱۲ھ میں شہید ہو گئے۔

عکاشہ بن محصن ابن حریث بن قیس بن مرہ بن کبیر بن دوران بن اسد بن خزیمہ، کنیت ابو محسن تھی، بدر احد، خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ان کو رسول اللہ ﷺ نے بطور سریہ چالیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، مگر یہ لوگ اس طرح واپس آئے کہ جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

ام قیس بنت محسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت عکاشہ چوالیس سال کے تھے، ایک سال بعد ابو بکر صدیق کی خلافت میں بمقام بزاخہ ۱۲ھ میں شہید ہوئے، عکاشہ حسین لوگوں میں سے تھے۔

عیسیٰ بن حمیلہ نزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد ابن الولید لوگوں کی واپسی کے وقت اُن کے روکنے کے لئے روانہ ہوئے، وہ جب وقت کی اذان سنتے تو رک جاتے اور اذان نہ سنتے تو لوٹتے (حمد کرتے)

خالد جب طلحہ اور اُس کے ساتھیوں سے قریب ہوئے تو عکاشہ بن محسن اور ثابت بن اقرم و منجہ بنا کے اپنے آگے بھیجا کہ دشمنوں کی خبر لائیں، دونوں سوار تھے، عکاشہ کے گھوڑے کا نام الرزام تھا اور ثابت کے گھوڑے کا نام الجحر تھا۔

طلحہ اور اس کے بھائی سلمہ بن خویلد سے سامنا ہوا، یہ اپنے لشکر سے مسلمانوں کی قتل و حرکت دریافت

کرنے کے لئے نکلے تھے، طلحہ نے عکاشہ کو تباہ گرفتار کر لیا اور سلمہ نے ثابت کو، ذرا دیر بھی نہ گزری کہ سلمہ نے ثابت اقرم کو قتل کر دیا۔ طلحہ نے سلمہ کو پکار کے کہا کہ اس آدمی پر میری مدد کر، کیونکہ یہ میرا قاتل ہے، سلمہ نے عکاشہ پر حملہ کیا اور دونوں نے اُن کو قتل کر دیا۔

دونوں لشکر گاہ کو گئے اور اس واقعے کی خبر دی، عیینہ بن حصن جو طلحہ کے ہمراہ تھا خوش ہوا، طلحہ نے اُسے اپنے لشکر پر چھوڑ دیا تھا، اُس نے کہا کہ یہ فتح ہے۔

خالد بن الولید مسلمانوں کے ہمراہ آئے، وہ ثابت بن اقرم کے قتل سے بہت عبرت پذیر ہوئے انھیں جانور روند رہے تھے۔

مسلمانوں پر یہ بہت گراں گزرا، کچھ ہی دور چلے تھے کہ انہوں نے عکاشہ کی لاش کو روندنا، پھر تو وہ قوم سوار یوں پر گراں ہو گئی، جیسا کہ اُن کے حال بیان کرنے والے نے بیان کیا، یہاں تک کہ سواریاں قدم اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔

ابی واقد لیشی کی روایت

ابی واقد لیشی سے مروی ہے کہ ہم لوگ دو سو سوار مقدمۃ الجیش تھے، زید بن الخطابؓ ہمارے امیر تھے۔ ثابت ابن اقرم اور عکاشہ بن محسن آگے تھے، جب ہم اُن دونوں کے پاس سے گزرے تو ہمیں افسوس ہوا، خالدؓ اور دوسرے مسلمان اب تک ہمارے پیچھے تھے، ہم اُن دونوں کے پاس رک گئے یہاں تک کہ خالدؓ کسی قدر نظر آئے، اُن کے حکم سے ہم نے دونوں کے لئے قبر کھودی اور دونوں کو مع خون اور کپڑوں کے دفن کر دیا ہم نے عکاشہ پر عجیب و غریب زخم پائے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ عکاشہ بن محسنؓ اور ثابت بن اقرم کے قتل میں جو روایت کی گئی اُس میں ہمارے نزدیک یہ زیادہ ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

ابو سنانؓ بن محسن بن حرمٰن بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دوران بن اسد بن خزیمہ، بدر احد و خندق میں حاضر ہوئے، وفات جب ہوئی کہ نبی ﷺ بنی قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نبی ﷺ سے بیعت الرضوان کی وہ ابو سنانؓ الاسدی تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ حدیث وہم ہے۔ ابو سنانؓ کی وفات اُس وقت ہوئی جب شہ میں نبی ﷺ بنی قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور اُسی دن وہ بنی قریظہ کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ وفات کے وقت وہ چالیس سال کے تھے اور عکاشہ سے دو سال بڑے تھے، لیکن جنہوں نے شہ میں یوم الحدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت الرضوان کی وہ سنان بن ابی سنان بن محسن تھے، وہ اپنے والد کے ہمراہ بدر میں حاضر ہوئے۔ احد، خندق اور تمام مشاہد میں موجود تھے۔

سنانؓ بن ابی سنانؓ بن محسن بن حرمٰن بن قیس بن مرہ اُن کی اور اُن کے والد کی عمر میں بیس سال کا فرق تھا

بدر، أحد، خندق و حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی ﷺ سے بیعت الرضوان کی ۳۲ھ میں اُن کی وفات ہوئی۔

شجاع بن وہب ابن ربیعہ بن اسد بن صیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دوران ابن اسد بن خزیمہ۔ عمرو بن عثمان الجحشی سے مروی ہے کہ شجاعت بن وہب کی کنیت ابو وہب تھی۔ وہ لاغر بلند بالا اور کوڑ پست (کبڑے) تھے، دوسری دفعہ کے مہاجرین حبشہ میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے اور اوس بن خولی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عمر بن الحکیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وہب کو چوبیس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ ہوازن کے اُس مجمع کی طرف روانہ فرمایا جو بنی عامر کی زمین اسی علاقہ رکیہ میں تھا، انھیں اُن لوگوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ صبح کو ایسے وقت اُن کے پاس پہنچے کہ وہ غافل تھے، اُن کو بہت سے اونٹ اور بکریاں ملیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ شجاع بن وہب رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے قاصد بھی تھے جو حارث بن ابی شمر غسانی کے نام تھا، وہ لوگ غوطہ دمشق میں تھے، وہ خود اسلام نہیں لایا، اس کا دربان مری اسلام لایا اور رسول اللہ ﷺ کو شجاع کے ذریعے سے سلام کہلا بھیجا، اور یہ کہ وہ آپ کے دین پر ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُس نے سچ کہا۔ شجاع بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے یوم الیمامہ ۱۲ھ میں جب کہ وہ کچھ اوپر چالیس سال کے تھے شہید ہوئے۔

اُن کے بھائی عقیبہ ابن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب تھے جو بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے۔

ربیعہ بن اکثم ابن بجرہ بن عمرو بن کبیر بن عامر بن غنم بن دوران بن اسد بن خزیمہ، اسدی طرح محمد بن اسحاق نے اُن کا نسب بیان کیا۔

عمر بن عثمان الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ربیعہ بن اکثم کی کنیت ابو یزید تھی، وہ پست، موٹے اور بڑے پیٹ والے تھے، بدر میں حاضر ہوئے تو میں سال کے تھے، أحد و خندق و حدیبیہ میں بھی حاضر ہوئے ۶ھ میں جب وہ ستیس سال کے تھے خیبر میں شہید ہوئے۔ حارث یہودی نے کجور کی شاخ سے اُن کو قتل کیا۔

محرز بن نھلہ ابن عبد اللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دوران بن اسد بن خزیمہ کنیت ابو نھلہ تھی، گورے اور خوب صورت تھے، لقب فہرہ تھا، بنو عبد الاہل اس بات کے مدعی تھے کہ محرز اُن کے حلیف ہیں محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ کو یہی کہتے سنا کہ یوم المسرح میں سوئے محرز بن نھلہ بنی عبد الاہل کے مکان سے کوئی نہ نکلا۔ وہ محمد بن مسلمہ کے اس کھوڑے پر سوار تھے، جس کا نام ذواللمہ تھا۔

خواب کی تعبیر

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے محرز بن نھلہ اور عمارہ بن حزم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ بدر واحد و خندق میں شریک تھے۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ محرز بن نھلہ نے کہا کہ میں نے خواب میں آسمان دنیا کو دیکھا کہ میرے لئے حول دیا گیا ہے، یہاں تک کہ میں اس میں داخل ہو گیا اور ساتویں آسمان تک پہنچ گیا پھر میں نے سدرۃ المنتیٰ تک سعود کیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری منزل ہے۔

میں نے ابو بکر صدیقؓ سے بیان کیا جو سب سے زیادہ فن تعبیر کے ماہر تھے، انہوں نے کہا کہ یہ تمہیں شہادت کی بشارت ہے، وہ اس کے ایک دن بعد قتل کر دیے گئے، رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ یوم السرح میں گزوہ القابہ میں روانہ ہوئے، یہی غزوہ قرد ہے جو لاھ میں ہوا۔ انھیں مسعدہ بن حکمہ نے قتل کیا۔

عمرو بن عثمانؓ انجشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ محرز بن نھلہ جب بدر میں حاضر ہوئے تو اکتیس یا بیس سال کے تھے اور جب مقتول ہوئے تو ستیس یا اڑتیس سال کے یا اسی کے قریب تھے۔

اربد بن حمیرہ کنیت ابو خشش تھی۔ بنی اسد بن خزیمہ ہی میں سے تھے، محمد بن اسحق نے اسی طرح کہا اور اس میں شک نہیں کیا۔ محمد بن عمرو نے اسی کو عبد اللہ بن جعفر زہری سے روایت کیا ہے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ اربد، سوید بن خشش جو قبیلہ طے میں سے تھے اور بنی عبد شمس کے حلیف تھے۔

ابی معشر سے مروی ہے کہ اربد ابو خشش ہیں اور ان کا نام سوید بن عدی ہے۔
عبد اللہ بن محمد بن عمارہ انصاری سے مروی ہے کہ وہ دو شخص ہیں، اربد بن حمیر جو بدر میں حاضر ہوئے، اس میں کوئی شک نہیں، اور سوید بن خشش وہ ہیں جو احد میں حاضر ہوئے اور بدر میں شریک نہیں ہوئے۔

خلفائے بنی عبد شمس جو بنی سلیم ابن منصور میں سے تھے

محمد بن اسحق نے کہا کہ وہ لوگ بنی کبیر بن غنم بن دوران کے خلفائے اور وہ بنی حجر میں سے تھے جو آل بنی سلیم میں تھے اور چند بھائی تھے۔

مالک بن عمرو بدر واحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ ۱۲ھ میں یمامہ میں شہید ہوئے، سب ان کا ذکر کیا اور اس پر اتفاق کیا۔

مدلاج بن عمرو بدر واحد اور تمام مشاہد میں حاضر ہوئے، محمد بن اسحاق اور ابو معشر اور محمد بن عمرو نے ان کا ذکر کیا موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ۱۵ھ میں کلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ان کی وفات ہوئی۔

ثقف بن عمرو ابن سمیط جو مالک و دلائح کے بھائی تھے، محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ ثقف بن عمرو تھے، ابو معشر نے کہا کہ وہ ثقاف بن عمرو تھے، موسیٰ بن عقبہ نے اُن کا ذکر نہیں کیا۔ یہ خود اُن کا وہم ہے یا اس کا وہم ہے جس نے اُن سے روایت کی ہے ثقف بدر، أحد، خندق، حدیبیہ و خیبر میں حاضر ہوئے، خیبر میں ۱۷ھ میں شہید ہوئے، اُمیر بہرہ کی سزا سے قتل کیا۔
سولہ اشخاص

خلفائے بنی نوفل بن عبد مناف ابن قصی

عتبہ بن غزوٰ ابن جابر بن وہب بن نسیب بن زید بن مالک بن حارث ابن عوف بن مازن بن منصور بن نکرمة بن نضله بن قیس بن عیلان بن مضر، اُن کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔
ابن سعد (مؤلف) نے کہا کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا کہ اُن کی کنیت ابو غزوٰ ابن بتاتے، وہ بلند بالا، خوب صورت اور قدیم مسلمان تھے۔ دوسری مرتبہ کی ہجرت حبشہ میں شریک تھے اور رسول اللہ ﷺ کے اُن تیر اندازوں میں تھے جن کا ذکر کیا گیا، جبیر بن عبد اللہ اور ابراہیم بن عبد اللہ سے، جو عتبہ بن غزوٰ ابن کے فرزند تھے، مروی ہے کہ قحی بن غزوٰ ابن ہجرت کر کے جب مدینے آئے تو چالیس سال کے تھے۔
حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عتبہ ابن غزوٰ ابن اور خباب مولا نے عتبہ نے جب مدینے کی جانب ہجرت کی تو عبد اللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔
موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ نے عتبہ بن غزوٰ ابن اور ابی وجانہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

جبیر بن عبد و ابراہیم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے عتبہ بن غزوٰ ابن کو بصرے پر عامل بنایا، انھیں نے اس کو شہر بنایا اور اس کی حد بندی کی، پہلے وہ محض ایک قبیلہ تھا، انہوں نے بانس کی مسجد بنائی۔
محمد بن عمر نے کہا کہ عتبہؓ، سعد بن ابی وقاص کے ساتھ تھے، انہوں نے اُن کو بصرہ عمرؓ کے اُس فرمان کی بنا پر روانہ کیا جو اُن کے نام تھا اور جس انھیں ایسا کرنے کا حکم تھا، اُن کی ولایت بصرے پر چھ مہینے رہی، پھر وہ عمرؓ کے پاس مدینے میں آ گئے۔ عمرؓ نے انھیں بصرے پر والی بنا کے واپس کر دیا۔ اچھے میں ستاون سال کی عمر پر بصرے میں انتقال کر گئے۔ یہ زمانہ عمرؓ ابن الخطاب کی خلافت کا تھا، انھیں پیٹ کی بیماری ہوئی، جس سے وہ معدن بنی سلیم میں مر گئے، اُن کے غلام سرید اُن کا سامان و ترکہ عمرؓ ابن الخطاب کے پاس لائے۔

خبابؓ مولا عتبہؓ

ابن غزوٰ ابن جن کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے اور حمیم مولا نے خراش بن صمدہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بدر، أحد، خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے ۱۹ھ

میں ہمر پچاس سال وفات پائی۔ عمر بن الخطاب نے مدینے میں اُن کی نماز جنازہ پڑھی۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی

زبیر بن العوام ابن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی، ان کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

فرافصہ انھی سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ زبیر بن العوام کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

زبیرؓ کے گیارہ لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبد اللہ، عروہ، منذر، عامر اور مہاجر، موخر اند کر دونوں لاولد مر گئے۔ خدیجہ الکبریٰ، ام حسن اور عائشہ ان کی والدہ اسما بنت ابی بکر صدیق تھیں۔

خالد، ۹، عمرو، ۱۰، حبیبہ، ۱۱، سوہ، ۱۲، اور ہند، ۱۳، ان کی والدہ ام خالد تھیں جو امہ بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ تھیں۔

مصعب، ۱۴، حمزہ، ۱۵، اور رملہ، ۱۶، ان کی والدہ الزبابہ بنت أنیف ابن عبید بن مصعب بن کعب بن عظیم بن خباب قبیلہ کلب سے تھیں۔

عبیدہ، ۱۷، جعفر، ۱۸، ان کی والدہ زینب تھیں جو ام جعفر بنت مریدہ ابن عمرو بن عبد عمرو بن بشر بن عمرو بن مریدہ بن سعد بن مالک بن ضبیہ ابن قیس بن ثعلبہ تھیں، زینب، ۱۹، ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھیں۔

خدیجہ، ۲۰، صفیہ، ان کی والدہ حلالہ بنت قیس بن نوفل ابن جابر بن شجنہ بن اسامہ بن مالک بن نصر بن تعین تھیں کہ بنی اسد میں سے تھیں۔

طلحہ بن عبد اللہ کے لڑکوں کے نام

ہاشم بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر بن العوام نے کہا کہ طلحہ بن عبید اللہ لیتھی اپنے لڑکوں کے نام انبیاء کے نام پر رکھتے تھے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ محمدؐ کے بعد کوئی بنی نہیں، میں اپنے لڑکوں کا نام شہداء کے نام پر رکھتا ہوں، شہداء انھیں شہید کرتے، عبد اللہ، عبد اللہ بن جش کے نام پر منذر، منذر ابن عمرو کے نام پر حویرہ، حویرہ ابن مسعود کے نام پر حمزہ، حمزہ ابن عبد المطلب کے نام پر، جعفر بن ابی طالب کے نام پر، مصعب بن عمیر کے نام پر عبیدہ، عبیدہ ابن الحارث کے نام پر خالد، خالد بن سعید کے نام پر اور عمرو بن سعید بن العاص کے نام پر رملہ۔ عمرو بن سعید جنگ یموک میں شہید ہوئے۔

زبیرؓ کا بچپن

ہاشم بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ جب بچے تھے کئے میں ایک شخص سے بڑے، اس کا ہاتھ تو زریا اور ضرب شدید پہنچائی، اُس آدمی کو لاد کے صفیہ کے پاس پہنچایا گیا، انہوں نے پوچھا، اس کا کیا حال ہے، لوگوں نے کہا زبیرؓ نے اس سے جنگ کی تو صفیہ نے (اشعار ذیل) کہے

كيف رايت زبراً أقطا حبسته أم تموا أم مشمعل اصقرا.....!

اے شخص تو نے زیر کو کیا سمجھا تھا۔ کیا تو نے انھیں بنیر سمجھا تھا یا کھجور۔ یا پر پھیلانے والا شکرہ عروہ سے مروی ہے کہ صفیہ زیر کو بہت مارا کرتی تھیں، حالانکہ وہ یتیم ہے، اُن سے کہا گیا کہ تم نے انھیں قتل کر دیا، اُن کا دل نکال لیا، اس بچے کو تم نے ہلاک کر دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ میں انہیں صرف اس لئے مارتی ہوں کہ وہ جنگ میں داخل ہوں اور کامیاب لشکر کے سردار ہوں۔

راوی نے کہا کہ ایک روز انہوں نے کسی لڑکے کا ہاتھ توڑ ڈالا، اُس لڑکے کو صفیہ کے پاس لایا گیا اور اُن سے کہا گیا تو انہوں نے (شعر) کہا

اے لڑکے تو نے زیر کو کیا سمجھا تھا، کیا تو نے انھیں بنیر یا کھجور سمجھا تھا، یا پر پھیلانے والا شکرہ ابوالاسود محمد بن عبدالرحمن بن نوفل سے مروی ہے کہ زیر نے ابوبکرؓ کے چار یا پانچ دن کے بعد اسلام قبول کیا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ زیر جب اسلام لائے تو سولہ سال کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے کسی غزوے سے وہ غیر حاضر نہ تھے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ زیر نے ملک حبش کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

زیر کی مکے سے مدینے کی طرف ہجرت

عاصم بن عمرو بن ثادہ سے مروی ہے کہ جب زیر بن العوام نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو منذر بن محمد بن عقبہ بن اچجہ ابن الجلاح کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے زیرؓ کو ابن مسعودؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر نے علی بن ابی طالب نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے زیرؓ کو طلحہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، عروہ سے (تین سلسلوں سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زیرؓ کو ابن العوام اور کعب بن مالک کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

بشیر بن عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے زیرؓ کو کعب بن مالک کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عمامے کی وجہ سے پہچان

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ زیرؓ کو ابن العوام ایک زرد عمامے کی وجہ سے پہچان لئے جاتے تھے وہ بیان کیا کرتے کہ بدر کے دن جو ملائکہ نازل ہوئے وہ زردہ گھوڑوں پر سوار تھے اور زردو گامے باندھے تھے، اُس روز زیرؓ بھی زرد عمامہ باندھے تھے۔

حمزہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن زیرؓ کے سر پر زرد عمامہ تھا جس کو وہ پہنے ہوئے تھے، اُس روز ملائکہ کے سروں پر بھی زردہ عمامے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدر کے دن زیرؓ کے سر پر زردہ رومال تھا، جسے وہ لپیٹے ہوئے تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ زیرؓ کی شکل میں نازل ہوئے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ بدر کے نبی ﷺ کے ہمراہ صرف دو گھوڑے تھے جن میں سے ایک پر زبیرؓ تھے۔

ریشمی لباس

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ زبیر بن العوام کو (خاص طور پر) ریشمی لباس کی اجازت دی گئی۔
عبدالوہاب بن عطا سے مروی ہے کہ سعید بن ابی عروبہ سے ریشمی لباس کو پوچھا گیا تو انہوں نے قتادہ کی اور انس بن مالک کی روایت سے ہمیں بتایا کہ نبی ﷺ نے (صرف) زبیرؓ کو ریشمی کڑتے کی اجازت دی۔
عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مدینے میں مکانوں کی حد بندی کی تو زبیرؓ کے لئے زمین کا بڑا ٹکڑا مقرر کیا۔

اسما بنت ابی بکرؓ سے مروی

اسما بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زبیرؓ کو ایک کھجور کا باغ جاگیر میں دیا۔
ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے زبیرؓ کو ایک زمین عطا فرمائی جس میں کھجور کے درخت تھے۔ یہ زمین بنی النضر کے اموال میں سے تھی نیز ابو بکرؓ نے زبیرؓ کو الجحرف بطور جاگیر دیا۔ انسؓ بن عیاض نے اپنی حدیث میں کہا کہ الجحرف کی زمین مردہ (اوسر) ناقابل زراعت (تھی) عبد اللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ عمرؓ نے زبیرؓ کو پورا العقیق عطا کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ زبیر بن العوام بدر واحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔
اُحد میں آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے، انہوں نے آپ سے موت پر بیعت کی۔ غزوہ فتح مکہ میں مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا زبیرؓ کے پاس تھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے عائشہؓ نے کہا: واللہ تمہارے والد ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے زخمی ہونے کے بعد بھی اللہ و رسول اللہ کی دعوت کو قبول کیا (اور بحالت زخم جہاد کے لئے تیار ہو گئے)

حضور ﷺ نے حصے مقرر کیے

ابی کبشہ انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو زبیر بن العوام لشکر میسرہ پر تھے اور مقداد بن الاسود میمون پر، رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے اور لوگ مطمئن ہو گئے تو زبیرؓ و مقداد اپنے گھوڑوں پر آئے، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر ان کے چہروں سے اپنی چادر سے غبار پونچھنے لگے اور فرمایا کہ میں نے گھوڑے کے لئے دو حصے مقرر کیے اور سوار کے لئے ایک حصہ، جو انھیں کم کرے اللہ اسے کم کرے۔

ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ ”ہر نبی کے حواری ہوتے، میرے حواری زبیر بن العوام ہیں“

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر امت کے لئے حواری ہیں۔ میرے حواری میری پھوپھی کے بیٹے زبیرؓ ہیں۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں، میرے حواری زبیرؓ ہیں۔ زبیر بن حبیشؓ سے مروی ہے کہ ابن جرموز نے علی رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی دربان نے عرض کی، یہ جرموز قاتل زبیرؓ دروازے پر کھڑا اجازت مانگتا ہے، علیؓ نے کہا کہ ابن صفیہ (زبیرؓ) کا قاتل دوزخ میں داخل ہو جائے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ہر نبی کے حواری ہیں اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔ سلام بن ابی مطیع نے (جو انہی راویوں میں سے تھے) کہا کہ عاصم نے زبیرؓ سے روایت کی کہ میں علیؓ کے پاس تھا، انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ابن صفیہ کا قاتل دوزخ میں داخل ہو جائے اور سب راویوں نے اپنی اسناد میں بیان کیا۔

غزوہ خندق

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم احزاب (غزوہ خندق) میں فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس اس قوم کی خبر لائے، تو زبیرؓ نے کہا میں ہوں، آپ نے پھر فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس اُس قوم کی خبر لائے، تو زبیرؓ نے کہا میں ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم خندق میں لوگوں کو دعوت دی کہ کوئی ہے جو آپ کے پاس بنی قریظہ کی خبر لائے۔ زبیرؓ نے دعوت قبول کی، آپ نے پھر انہیں دعوت دی، تو پھر زبیرؓ نے قبول کی۔ آنے تیسری مرتبہ دعوت دی تو پھر زبیرؓ نے قبول کی، آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑے فرمایا کہ ہر نبی کے ایک حواری ہے اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے ایک حواری ہے اور میرے حواری (مخلص دوست) زبیرؓ ہیں۔

حواری کا بیٹا

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حواری کا بیٹا ہوں، ابن عمرؓ نے کہا کہ بشرطیکہ تم آل زبیرؓ سے ہو ورنہ نہیں۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ کے پاس سے ایک لڑکا گزرا، دریافت کیا کہ وہ کون ہے تو اُس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے حواری کا بیٹا۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ بشرطیکہ تم اولاد زبیرؓ سے ہو، ورنہ نہیں دریافت کیا گیا کہ سوائے زبیرؓ کے کوئی اور بھی تھا جسے رسول اللہ ﷺ کا حواری کہا جاتا تھا، تو انہوں نے کہا کہ میرے علم میں کوئی نہیں ہے۔

یوم احزاب

عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے یوم احزاب میں اپنے والد سے کہا کہ اے پیارے باپ میرے آپ کو یوم احزاب میں دیکھا کہ آپ اپنے سرے گھونڈے پر سوار تھے انہوں نے کہا اے پیارے بیٹے، ہاں نے مجھے دیکھا تھا، میں نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اُس وقت میرے لئے اپنے والدین کو (دعا میں جمع کر کے فرما نے لگے کہ "فداک ابی وامی تم پر (اے زبیرؓ) میرے ماں باپ فدا ہوں۔

جامع بن شداد سے مروی ہے کہ میں نے عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ کو اپنے والد سے حدیث کی روایت کرتے سنا کہ میں نے زبیرؓ کہا: کیا بات ہے کہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرتے نہیں سنتا، جیسا کہ فلاں اور فلاں حدیث بیان کرتے ہیں (انہوں نے کہا کہ میں تو جب سے اسلام لایا آپ سے جدا نہیں ہوا، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں کرے۔ وہب ابن جریر نے اپنی حدیث میں زبیرؓ سے روایت کی وہ واللہ انہوں نے "متعمداً" (دیدہ دانستہ کالفظ) نہیں کہا، حالانکہ لوگ محمد بھی کہتے ہو۔

طاعون کی بیماری

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ زبیرؓ مصر بھیجے گئے، کہا گیا کہ وہاں طاعون ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو طعن (نیزہ زنی) اور طاعون (موت) کے لئے آئے ہی ہیں، راوی نے کہا کہ پھر ان لوگوں نے میڑھیاں لگائیں اور چڑھ گئے۔

ہشام ابن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جن عمر قتل کر دیے گئے تو زبیرؓ العوام نے اپنا نام دیوان (دفتر خلافت) سے منادیا۔

اصحان کا مال

ابی حصین سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان نے زبیرؓ بن العوام کو چھ لاکھ درم انعام دیا۔ وہ اپنے ماموں کے پاس بنی کابل میں اترے، اور پوچھا کہ نسا مال عمدہ ہے اُن لوگوں نے کہا کہ اصحان کا مال، انہوں نے کہا کہ مجھے اصحان کے مال میں سے دو۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ زبیرؓ میں تمیز نہیں ہوتا تھا، یعنی بڑھاپے کا۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بچپن میں زبیرؓ کے شانوں کے بال پکڑتا، اور اُن کی پشت پر لٹکا دیتا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زبیرؓ بن العوام نے لمبے تھے نپ پست قد جو کئی کی طرف مائل ہوں، نہ وہ گوشت میں ہڈ تھے، ڈاڑھی چھدری، گندم گوں اور لمبے بال والے تھے (رحمہ اللہ)

زبیرؓ کی وصیت اداے قرض اور اُن کے تمام متروکات

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ بن العوام نے اپنا مکان اپنی غریب بنیوں پر وقف کیا

۷۰ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر بن العوام نے اپنے ثلث مال کی اللہ کی راہ میں وصیت کی۔
عبداللہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ جب زبیرؓ یوم جمل میں کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا، میں اُن کے پہلو
بں کھڑا ہو گیا، انہوں نے کہا کہ اے پیارے بیٹے آج یا تو ظالم قتل کیا جائے گا یا مظلوم ایسا نظر آتا ہے کہ آج میں
حالت مظلومی قتل کیا جاؤں گا۔ مجھے سب سے بڑی فکر اپنے قرض کی ہے کیا تمہاری رائے میں ہمارے قرض سے کچھ
لے بیچ جائے گا؟

پھر کہا کہ مال بیچ ڈالو، قرض ادا کر دینا اور ثلث میں وصی بننا، قرض ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچے تو اُس
میں سے ایک ثلث تمہارے بچوں کے لیے ہے۔

ہشام نے کہا کہ عبداللہ بن الزبیرؓ کے لڑکے خبیب و عباد عمر میں زبیرؓ کے لڑکوں کے برابر تھے اُس زمانے
میں عبداللہ کی نو بیٹیاں تھیں۔

قرض کی ادائیگی

عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ پھر وہ مجھے اپنے قرض کی وصیت کرنے لگے کہ اگر اُس قرض میں سے تم کچھ
ادا کرنے سے عاجز ہونا تو میرے مولیٰ سے مدد کے لینا۔

میں مولیٰ سے اُن کی مراد کو نہیں سمجھا (کیوں مولیٰ تو عام طور پر آزاد کردہ غلام کو کہتے تھے) پوچھا کہ آپ کا
مولیٰ کون ہے، انہوں نے کہا ”اللہ“ پھر جب کبھی میں اُن کے قرض کی مصیبت میں پڑا تو کہا اے زبیرؓ کے مولیٰ آپ
کا قرض ادا کر دے اور وہ ادا کر دیتا تھا۔

زبیرؓ اُس حالت میں مقتول ہوئے کہ انہوں نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درم سوائے چند زمینوں کے جن میں
اغابہ بھی تھا، گیارہ مکان جو مدینے میں تھے، دو مکان جو بصرے میں تھے، ایک مکان جو کوفے میں تھا اور ایک مکان
جو مصر میں تھا۔

امانت قرض کے طور پر

مقرض وہ اس طرح ہوئے کہ لوگ اُن کے پاس مال لاتے وہ امانت رکھیں، مگر زبیرؓ کہتے کہ ”نہیں (امانت
کے طور پر نہیں رکھوں گا) بلکہ وہ قرض ہے، کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے“

وہ کبھی امیر نہ بنے، خواہ مال وصول کرنے کے خراج کے یا کسی اور مالی خدمت کے، البتہ رسول اللہ ﷺ ابو
بکرؓ و عمرؓ کے ہمراہ جہاد میں ہوتے تھے۔

عبداللہ بن الزبیرؓ نے کہا کہ میں اُن کے قرض کا حساب کیا تو بائیس لاکھ درم پایا۔
حکیم بن حزام، عبداللہ بن زبیرؓ سے ملے اور کہا: اے میرے بھتیجے، میرے بھائی پر کتنا قرض ہے انہوں
نے چھپایا اور کہا ایک لاکھ۔ حکیم نے کہا کہ واللہ میں تمہارے مال کو اتنا نہیں دیکھتا کہ وہ اس کے لئے کافی ہو۔
عبداللہ نے اُن سے کہا: دیکھو تو تم کیا کہتے ہو، اگر وہ قرض بائیس لاکھ ہو، انہوں نے کہا کہ میں تو تمہیں
اس کا متحمل نہیں دیکھتا، اگر تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہونا تو مجھ سے مدد لینا۔

زبیرؓ نے الغابہ ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے سولہ لاکھ میں فروخت کیا، پھر کھڑے ہو کے کہا کہ جس کا زبیرؓ کے ذمے کچھ ہو وہ ہمارے پاس الغابہ پہنچ جائے (الغابہ کے کچھ قطعات ہنوز بچ رہے تھے۔ عبداللہ بن جعفر آئے، جن کے زبیرؓ پر چار لاکھ تھے، انہوں نے عبداللہ بن الزبیرؓ سے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو میں معاف کروں، اور اگر چاہو تو اُسے اُن قرضوں کے ساتھ رکھو جنہیں تم مؤخر کر رہے ہو، بشرطیکہ تم کچھ مؤ کرو۔

عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا ”نہیں“ انہوں نے کہا کہ پھر مجھے ایک ٹکڑا زمین کا وے دو۔ ابن زبیرؓ نے کہا ”تمہارے لئے یہاں سے یہاں تک ہے۔ انہوں نے اُس میں سے بقدر ادائے قرض کے فروخت کر دیا، اور انھیں دے دیا (۲۲ لاکھ میں سے ۴ لاکھ تو ادا ہو گئے) اُس قرض میں سے ساڑھے چار حصے چار چار لاکھ کے باقی رہ گئے۔ ابن زبیرؓ معاویہؓ کے پاس آئے، وہاں عمرو بن عثمانؓ، منذر بن زبیرؓ اور ابن زمعہؓ تھے۔ معاویہؓ نے پوچھا کہ اغابہ کی کتنی قیمت لگائی گئی۔ انہوں نے کہا کہ ہر حصہ ایک لاکھ کا۔ معاویہؓ نے پوچھا کتنے حصے باقی رہے۔ انہوں نے کہا ساڑھے چار حصے۔

میراث میں حصے تقسیم کیے

منذر بن الزبیرؓ نے کہا کہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا۔ عمرو بن عثمانؓ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میر میں نے لے لیا۔ ابن زمعہؓ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا۔ معاویہؓ نے کہا کہ اب کے بچے عبداللہ نے کہا ڈیڑھ حصہ۔ انہوں نے کہا کہ وہ ڈیڑھ لاکھ میں میں نے لے لیا عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ معاویہ کے ہاتھ لاکھ میں فروخت کر دیا۔

ابن الزبیرؓ جب زبیرؓ کا قرض ادا کر چکے تو اولاد زبیرؓ نے کہا کہ ہم میں ہماری میراث تقسیم کرو۔ انہوں نے کہا کہ ”نہیں“ واللہ میں تم میں تقسیم نہ کروں گا تاوقتیکہ چار سال تک زمانہ حج میں منادی نہ کر لوں کہ ”خبردار جس کا زبیرؓ پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے، ہم اُسے ادا کریں گے“

زبیرؓ کی چار بیویوں کے حصے

چار سال تک زمانہ حج میں منادی کرتے رہے، جب چار سال گزر گئے تو میراث اُن کے درمیان تقسیم کر دی۔ زبیرؓ کی چار بیویاں تھیں، انہوں نے بیوی کے آٹھویں حصے کو چار پر تقسیم کر دیا، ہر بیوی کو گیارہ گیارہ لاکھ پہنچے، اُن کا پورا مال تین کروڑ باون لاکھ تھا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ زبیرؓ کی میراث میں چار کروڑ تقسیم کیے گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ کے سترو کے کی قیمت پانچ کروڑ بیس لاکھ یا پانچ کروڑ دس لاکھ تھی۔

عروہ سے مروی ہے کہ زبیرؓ کی مصر میں کچھ زمینیں تھیں اور اسکندریہ میں کچھ زمینیں تھیں کوفہ میں کچھ زمینیں تھیں اور بصرے میں مکانات تھے، اُن کی کچھ مدینے کی جائداد کی آمدنی تھی جو اُن کے پاس آتی تھی۔

زبیر کا قتل

کس نے قتل کیا، قبر کہاں اور وہ کتنے دن زندہ رہے

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ زبیرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ تمہاری والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب کہاں ہیں نہ اپنی تلوار سے علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب سے قتال کرتے ہو۔ زبیرؓ ٹوٹ پڑے، انھیں ابن جرموز ملا، اُس نے قتل کر دیا۔ ابن عباسؓ غلیؓ کے پاس آئے اور پوچھا کہ قاتل ابن صفیہ (زبیرؓ) ہوگا، علیؓ نے کہا دوزخ میں۔

ابی خالد ابوالہی سے مروی ہے کہ احنف نے بنی تمیم کو دعوت دی، مگر انہوں نے قبول نہ کی، اُس نے بنی سعد کو دعوت دی، انہوں نے بھی رو کر دی، وہ ایک گروہ کے ساتھ ایک کنارے ہٹ گیا۔ زبیرؓ اپنے گھوڑے پر جس کا نام ولعالم تھا گزرے۔ احنف نے کہا کہ یہی وہ شخص ہے جو لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔

دو شخصوں نے جو اُس کے ہمراہ تھے اُن کا تعاقب کیا، ایک نے اُن پر حملہ کر کے نیزہ مارا، دوسرے نے انھیں قتل کر دیا۔ سر باب خلافت علیؓ کے پاس لایا اور کہا کہ قاتل زبیرؓ گو (آنے کی) اجازت دو، علیؓ نے سنا تو کہا کہ قاتل ابن صفیہ کو دوزخ کی بشارت دے دو۔ اُس نے سر کو ڈال دیا اور چلا گیا۔

حضرت عائشہؓ کے میں آنا

جون بن قتادہ سے مروی ہے کہ یوم جمل میں (جنگ علیؓ و عائشہؓ جس میں حضرت عائشہؓ جمل یعنی اونٹ پر کے سے آئی تھیں، میں زبیر ابن العوام کے ساتھ تھا، لوگ انھیں امیر المؤمنین کہہ کے سلام کر رہے تھے ایک سوار جا رہا تھا، قریب آیا اور کہا اے امیر السلام علیکم، اُس نے انھیں کسی بات کی خبر دی، دوسرا آیا، اُس نے بھی ایسا ہی کیا، ایک اور آیا اُس نے بھی ایسا ہی کیا۔

زبیرؓ کے قتل کے بارے میں اس شخص کا کہنا

جنگ میں جب زبیرؓ نے وہ دیکھ لیا جو مقتدر میں تھا (یعنی قتل) تو اُس شخص (اول یا ثانی) نے کہا ہائے اُن کی ناک کا کٹنا، یا ہائے اُن کی پیٹھ کا ٹوٹنا، فضیل (راوی حدیث نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ الفاظ اُن دونوں میں سے کس نے کہے، وہ ڈر کے مارے کانپنے لگا اور ہتھیار توڑنے لگا۔

جون نے کہا کہ میری ماں مجھ پر روئے، کیا یہی وہ شخص ہے جس کے ساتھ میں نے مرنے کا ارادہ کیا تھا، تسم ہے اُن ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں جو کچھ دیکھتا ہوں (یعنی قتل زبیرؓ) وہ ضرور کسی ایسی سبب سے ہے جسے زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا یا دیکھا کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے شہسوار بہادر تھے۔

دو گھوڑے سوار

لوگ جب ادھر ادھر مشغول ہو گئے تو وہ شخص واپس ہوا۔ زبیرؓ کے گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ جو واپس ہو کے اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئے اور احنف سے ملے۔

احنف کے پاس دو سوار آئے، اترے اور جھک کے اُس کے کان میں باتیں کرنے لگے، احنف نے اپنے سر اٹھا کے کہا، اے عمرو ابن جرموز، اے قلاں، وہ دونوں اُس کے پاس آئے اور جھک گئے اُس نے دونوں سے تھوڑی دیر کان میں باتیں کیں اور واپس ہو گیا۔ اس کے بعد عمرو بن جرموز احنف کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے زبیرؓ کو وادی السباع میں پایا اور قتل کر دیا۔

قرۃ بن الحارث بن الجون کہتے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، سوائے احنف کے زبیرؓ کا اور کوئی ساتھی نہ تھا (یعنی یہی قاتل تھا۔)

خالد بن سمیر نے ایک حدیث میں کہا

خالد بن سمیر نے ایک حدیث میں جو انہوں نے روایت کی، زبیرؓ کا ذکر کیا کہ زبیرؓ سوار ہوئے، انھیں براہِ ان تمیم نے وادی السباع میں پایا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں جو اجمادی الآخر ۳ھ یوم مشہد ہوئی، زبیرؓ بن العوام لڑائی کے بعد اپنے گھوڑے پر جس کا نام ذوالنحر تھا، سوار ہو کے نکلے، اُن کا ارادہ مدینے کی واپسی کا تھا، انھیں سفوان میں بنی تمیم کا ایک آدمی ملا جس کا نام العیر بن زمام الجاشعی تھا اُس نے کہا کہ اے حواری رسول اللہ ادھر آئیے، ادھر آئیے، آپ میری ذمہ داری ہیں، کوئی شخص آپ کے پاس نہیں پہنچنے پائے گا، وہ اُس کے ساتھ ہو گئے، بنی تمیم کا ایک دوسرا شخص احنف بن قیس کے پاس آیا اور کہا کہ وادی السباع میں اس کے اور اُس کے درمیان زبیرؓ ہیں۔

احنف نے بہ آواز بلند کہا کہ میں کیا کروں، اگر زبیرؓ نے دودھ کا دینے والے مسلمانوں میں سے ایک سے دوسرے کو قتل کر کے اپنے گھروالوں سے ملنے کا ارادہ کرتے ہوں تو تم لوگ مجھے کیا کہتے ہو۔
عمیر بن جرموز اُسکی اور فضالہ بن حابس اُسکی اور نفع یا فضیل ابن حابس اُسکی نے سنا تو اُن کی تلاش میں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر گئے اور انھیں پا گئے۔ عمیر بن جرموز نے حملہ کر دیا اُس نے انہیں نیزہ مار کے خفیف سا زخم لگایا۔ زبیرؓ نے بھی اُس پر حملہ کر دیا۔

زبیرؓ کا اللہ کے حکم چلنا

جب اُسے یقین ہو گیا کہ زبیرؓ قتل کرنے والے ہیں تو اُس نے پکارا، اے فضالہ، اے نفع پھر اُس نے کہا اے زبیرؓ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، تو وہ اس سے باز آئے اور روانہ ہو گئے، اُس قوم نے مل کر اُن پر حملہ کر دیا اور انھیں قتل کر دیا (رحمہ اللہ) عمیر بن جرموز نے انہیں ایک ایسا نیزہ مارا جس نے انھیں کھڑا کر دیا، وہ گر پڑے، اُن لوگوں نے انھیں گھیر لیا اور اُن کی تلوار لے لی۔
ابن جرموز نے اُن کا سر لے لیا، سر اور اُن کی تلوار کو علیؓ کے پاس لایا، علیؓ نے تلوار لے لی اور کہا، یہ وہ تلوار ہے کہ اللہ بارہا اس سے رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے بے چینی دُور رہی، لیکن اب وہ موت اور فساد کی قتل گاہوں میں ہے۔

زبیرؓ کو دفنانا

زبیرؓ دادی السباع میں دفن کیے گئے، علیؓ اور اُن کے ساتھی بیٹھ کر اُن پر رونے لگے۔ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل زبیرؓ بن العوام کی بیوی تھیں، اُن کے متعلق اہل مدینہ کہا کرتے کہ جو شخص شہادت چاہے وہ عاتکہ بنت زید سے نکاح کرے، عبداللہ بن ابی بکرؓ کے پاس تھیں تو وہ قتل ہو کے اُن سے جدا ہو گئے، عمر بن الخطابؓ کے پاس تھیں تو وہ بھی قتل ہو کے اُن سے جدا ہو گئے، زبیرؓ کے پاس تھیں تو وہ بھی قتل ہو کے اُن سے جدا ہو گئے۔ عاتکہ نے کہا (اشعار)

غدر ابن جرموز بغارس بہمتہ یوم القاء وکان غیر معدد
ابن جرموز نے اُس بہادر سوار کے ساتھ دعا کی۔ جنگ کے دن۔ حالانکہ وہ بھاگنے والا نہ تھا،
یا عمرو لو بنہتہ لو جدتہ لا طائشار عشا النجان ولا الید
اے عمرو اگر تو انھیں آگاہ کر دیتا تو انہیں اس حالت میں پاتا کہ وہ ایسے نادان نہ ہوتے جس کا دل اور ہاتھ
کاٹتا ہے۔

ثلث یمینک ان قتلتم مسلما علیک عقوبة المتعمد
تیرا ہاتھ ٹھل ہو جائے کہ تو نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ تجھ پر قتل عمد کے مرتکب کا عذاب واجب ہو گیا۔
ثکتلک امک هل ظفرت بمثلہ فیمن معنی فیما تروح وتغندی
تیری ماں تجھے روئے تو کبھی اُن کے ایسے شخص پر کامیاب ہوا ہے، اُن لوگوں میں جو اُس زمانے میں گزر
گئے جس میں تو شام اور صبح کرتا ہے۔

کم غمرة خامنها لم یشہ عما طرادک یا ابن فقع الفردد
کتنی ہی سختیوں میں اس طرح گھس گئے کہ انھیں اُن سے باز نہ رکھا۔ تیری نیزہ زنی نے اے سفید چہرے
والے جریر بن الحظلی نے (اشعار ذیل) کہے:

ان الوزیة من تمضمن قبرہ وادی السباع لکل جنب مصرع
مصیبت عظیمہ ہے اُس کو جس نے دادی السباع میں اُن (زبیرؓ) کی قبر بنوائی جہاں ہر طرف سے اُن کے
لئے مقتل تھا

لما اتی خبر الزبیرؓ تواضعت سورة المدینة والجبال الحشع
جب زبیرؓ کی خبر مرگ آئی تو۔ مدینے کی دیواریں اور پہاڑ خوف کے مارے جھک گئے،
وبکی الزبیرؓ بناة فی ماتم ما ذابرة بکاء من لا یجمع
اور زبیرؓ کی بیٹیاں اُن کے ماتم (غم) میں روئیں۔ جو سختی نہیں وہ رونے کا کیا جواب دے گا،

محمد بن عمر سے مروی

عروہ سے مروی ہے کہ میرے والد یوم الجمل میں شہید ہوئے، جب کہ وہ چونسٹھ برس کے تھے۔
محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے مصعب بن ثابت بن عبداللہ ابن الزبیرؓ کو کہتے سنا کہ زبیرؓ بن العوام
بدر میں حاضر ہوئے تو انہیں سال کے تھے اور قتل کیے گئے تو چونسٹھ سال کے تھے۔

جریر بن عازم سے مروی ہے کہ میں نے حسنؓ سے زبیرؓ کا ذکر سنا کہ زبیرؓ پر تعجب جو انہوں نے بنی مجاشع کے اعرابی کی پناہ لی کہ مجھے پناہ دے، مجھے پناہ دے، یہاں تک کہ وہ قتل کر دیے گئے واللہ شجاعت میں اُن کا کوئی نظیر نہ تھا، دیکھو میں تو محفوظ و مضبوط ذمہ داری میں تھا۔

طلحہ اور زبیرؓ قیامت کے دن نیک لوگوں میں سے ہوں گے

ابراہیم سے مروی ہے کہ ابن جریرؓ نے آ کے علیؓ سے اجازت چاہی تو انہوں نے اس سے دوری چاہی اُس نے کہا کیا زبیرؓ مصیبت والوں میں سے نہ تھے (جن پر قیامت میں مصیبت آئے گی) علیؓ نے کہا، تیر منہ میں خاک، میں تو یہ اُمید کرتا ہوں کہ (قیامت میں) اور طلحہؓ اور زبیرؓ اُن لوگوں میں ہوں گے جن کے حق میں اللہ نے فرمایا ”وَنَزَّهْنَا مَانِي مَدُورَهُمْ مِنْ غَسَلِ اخْوَانَا عَلِيٍّ سَوْرَ نَتَقَابِلِينَ“ (اور ہم اُن کے دلوں کی کدورت دور کر دیں گے کہ وہ تختوں پر آئے سانسے بھائی ہو کے بیٹھیں گے)

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روئے کی کہ علیؓ نے فرمایا: میں اُمید کرتا ہوں کہ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اُن لوگوں میں ہوں گے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَنَزَّهْنَا مَانِي مَدُورَهُمْ مِنْ غَسَلِ اخْوَانَا عَلِيٍّ سَوْرَ نَتَقَابِلِينَ“

خلفائے بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی زبیرؓ بن العوام کے حلیف تھے

حاطب بن ابی بلتعہ ان کی کنیت ابو محمد تھی جو ملخج میں سے تھے، راشدہ بن ازبہ ابن جزیلہ بن لخم کے بیٹے تھے، وہ مالک بن عدی بن الحارث ابن مرہ بن اود بن شجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن شجب ابن عرب بن قحطان تھے، اور قحطان تک یمن کا اتفاق ہے۔

راشدہ کا نام خالفہ تھا، اُن کا قہد نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا نبی خالفہ (خالفہ بمعنی مخالفت کرنے والے) فرمایا تم لوگ بنی راشدہ ہو (راشدہ بمعنی ہدایت پانے والے)

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب حاطب بن ابی بلتعہ اور اُن کے مولیٰ سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں منذر بن محمد بن عقبہ بن اجمحہ بن جراح کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حاطب ابن ابی بلتعہ اور زبیرؓ بن خالد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حاطب بدر و احد و خندق میں حضورؐ کے ہمراہ

حاطب بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمان کے ساتھ مقوقش شاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا۔ حاطبؓ رسول اللہ ﷺ کے اُن تیر اندازوں میں سے تھے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے ۳۷ھ میں پچیس سال کی عمر میں مدینے میں وفات پائی۔ اُن پر عثمان بن عفان نے نماز پڑھی۔

اولاد حاطب میں سے ایک شیخ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ حاطبؓ خوبصورت جسم اور چھدری ڈاڑھی والے کوز پشت (کبڑے) تھے، وہ کوتاہی قد کی طرف اتنا مائل تھے جتنا موٹی انگلیوں والا ہوتا ہے۔ یعقوب بن عتبہؓ نے مروی ہے کہ حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے وفات کے دن چار ہزار دینار درم وغیرہ چھوڑے، وہ تاجر تھے جو غلہ وغیرہ فروخت کرتے۔ مدینے میں حاطب کا کچھ بقیہ تھا۔

سعد، حاطبؓ کے مولیٰ ابن ابی بلتعہ جو سعد بن خولی بن سبرہ بن دریم بن قیس بن مالک ابن عیسرہ بن امر بن بکر بن عامر الاکبر بن عوف بن بکر بن عوف ابن غدرہ رفیدہ بن ثور بن کلب، جو قضاعہ میں سے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سعد بن خولی بن فروہ بن القوسار تھے۔ خولی کو ایک شخص کہتا تھا کہ وہ بنی اسعد میں سے تھے۔ اُس نے کہا کہ اُن کی بیوی بنی القوسار میں سے تھیں، (اشعار):

ان ابنة القوسار يا صاح دلني
عليها قضاعي يحب جمالها
القوسار کی بیٹی کو اے صاحب! مجھے ایک قضاعی نے بتایا جو حساب جمالی (حساب ابجد جو اشعار میں رائج ہے) پسند کرتا تھا۔

میں نے خولی بن فروہ کو اُن کی خواہش کے مطابق بلند زمینیں اور تکبر کرنے والے بچے عطا کیے۔ لوگوں نے اس پر اتفاق کیا کہ سعد بن خولی قبیلہ کلب سے تھے سوائے ابو معشر کے جو کہتے تھے کہ وہ مذحج میں سے تھے، ممکن ہے کہ انھیں اُن کا نسب نہ یاد رہا ہو جیسا کہ اُس کو دوسروں نے یاد رکھا۔ سب نے اس پر اتفاق کیا کہ انھیں گرفتار کی مصیبت آئی، وہ حاطب بن ابی بلتعہ النخعی کے پاس گرفتار اور غلام ہو کے پہنچے جو بنی اسد ابن عبدالعزیٰ بن قصی کے حلیف تھے، انہوں نے اُن پر انعام کیا۔ سعد حاطب کے ساتھ بدر واحد میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بیسیویں مہینے اُحد میں شہید ہوئے، عمر بن الخطاب نے اُن کے بیٹے عبداللہ بن سعد کو انصار میں شمار کیا۔ تین آدمی تھے، سعد کا کوئی پوتا نہ تھا۔

بنی عبدالدار بن قصی میں سے مصعب الخیر

شجرہ نسب ابن عیسر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھے، کنیت ابو محمد تھی، والدہ خناس بنت مالک بن المصعب ابن وہب بن عمرو بن جحتر بن عبد معیص بن عامر بن لوی تھیں۔ مصعب کی اولاد میں ایک بیٹی تھیں جن کا نام مزیب تھا، ان کی والدہ حمندہ بنت جحش بن رباب بن لعمیر بن صبرہ بن مزہ بن کبیر ابن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ تھیں، انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ ابن ابی امیہ بن المغیرہ کے ساتھ مکاح کر دیا، ان سے ان کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام وریبہ تھا۔

مصعب بن عمیرؓ جوانی میں

ابراہیم بن محمد العیدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن عمیرؓ جوانی خوب صورتی اور پیشانی کے

بالوں میں مکے کے جوانوں میں یکتا تھے، ان کے والدین ان سے محبت کرتے، ان کی والدہ غنی اور بہت مالدار تھیں، انھیں اچھے سے اچھے اور باریک پہناتی تھیں، وہ اہل مکہ میں سب سے زیادہ عطر لگانے والے تھے، حضرمی جوتے پہنتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا مصعب بن عمیر کی صفات بیان کرنا

رسول اللہ ﷺ ان کا ذکر کے فرماتے کہ میں مکہ میں مصعب بن عمیر سے زیادہ خوب صورت بال والا، باریک کپڑے پہنے والا اور ناز و نعمت والا کسی کو نہیں دیکھا۔ جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ دار ارقم ابن ابی الارقم میں انھیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو وہ آئے، اسلام لائے، آپ کی تصدیق کی اور روانہ ہو گئے، مگر اپنی والدہ اور قوم کے خوف سے اپنا اسلام چھپایا، وہ خفیہ طور پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد و رفت رکھتے۔

مصعب بن عمیر کا خفیہ اسلام اور قوم کا رد عمل

عثمان بن طلحہ نے انھیں نماز پڑھتے دیکھ لیا، ان کی والدہ اور قوم کو خبر کر دی، لوگوں نے انھیں گرفتار کر کے قید کر دیا، وہ برابر قید رہے یہاں تک کہ پہلی ہجرت میں ملک حبشہ گئے، جب اور مسلمان واپس آئے تو ان کے ہمراہ وہ بھی آئے، وہ مومن ہو گئے ان کی ماں ان کو ملامت کرنے سے باز رہیں۔

غربت کی حالت میں

عروہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ ایک روز ہم عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، وہ مسجد بنا رہے تھے، انہوں نے کہا کہ ایک روز نبی ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب ابن عمیر آئے تھے، ان کے جسم پر دھاری دار چادر کا ایک ٹکڑا تھا، اس میں چمڑے کا پیوند لگا تھا، اس کی انہوں نے آستین بنالی تھی اور اس کی کھال کا پیوند لگا لیا تھا اصحاب نبی ﷺ نے دیکھا تو رحم کی وجہ سے اپنے سر جھکا لئے، ان کے پاس وہ چیز بھی نہ تھی جس سے کپڑے کو بدل دیتے (یعنی وہ اتنے غریب ہو گئے تھے کہ پیوند لگانے کے لئے کپڑے کا ٹکڑا بھی نہ تھا)۔

انہوں نے سلام کیا، نبی ﷺ نے جواب دیا اور اچھی طرح ان پر اللہ کی ثناء کی اور فرمایا: الحمد للہ، دنیا کو چاہئے کہ وہ اپنے اہل کو بدل دے، میں نے انہیں (مصعب) کو دیکھا ہے کہ میں مکہ میں قریش کا کوئی جوان اپنے والدین کے پاس ان سے زیادہ ناز و نعم میں نہ تھا، انہیں اس سے خیر کی رغبت میں، جو اللہ و رسول کی محبت میں تھی، نکالا۔

مصعب بن عمیرؓ خلق الناس تھے

عبداللہ بن عامر بن بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں مصعبؓ ابن عمیر جب سے اسلام لائے اس وقت سے احد میں شہید ہونے تک (رحمہ اللہ) میرے دوست اور ساتھی رہے وہ ہمارے ساتھ دونوں ہجرتوں میں حبشہ گئے، جماعت مہاجرین میں وہ میرے رفیق تھے، میں نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا کہ ان سے زیادہ خوش اخلاق ہو اور ان سے کم اس سے اختلاف ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینے بھیجا کہ وہ انصار کو دین کی تعلیم دیں

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازبؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے سب سے پہلے جو لوگ مدینے کی ہجرت میں ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیرؓ اور ابن ام مکتومؓ تھے۔
عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب مصعبؓ بن عمیر نے مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن معاذ کے پاس اترے۔

ابراہیم بن محمد بن العبدری نے اپنے والد سے (اور بھی متعدد طرق سے) روایت کی کہ جب عقبہ اولیٰ والے بارہ آدمی واپس ہوئے اور اسلام انصار میں پھیل گیا تو انصار نے رسول اللہ کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ایک عریفہ بھیجا کہ ہمارے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجئے جو ہمیں دین کی تعلیم دے اور قرآن پڑھائے۔

مصعب بن عمیرؓ کے ذریعہ انصار میں اسلام کی تبلیغ

رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس مصعب بن عمیرؓ کو بھیجا، وہ آئے اور سعد بن زرارہ کے پاس اترے، مصعبؓ انصار کے پاس ان کے مکانوں اور قبائل میں آتے، اسلام کی دعوت دیتے، قرآن پڑھ کر سناتے، ایک ایک دو آدمی مسلمان ہونے لگے، اسلام ظاہر ہو گیا اور انصار کے تمام مکانوں اور اولیٰ (مدینے کے آس پاس کی بستیوں) میں پھیل گیا، سوائے قبیلہ اوس کے مکانات کے جو ظلمہ اور وائل اور واقف کے خاندان تھے، مصعب انہیں قرآن پڑھ کر سناتے اور تعلیم دیتے تھے۔

مصعب بن عمیرؓ اسلام میں جمعہ کی نماز پڑھانے والے پہلے شخص ہیں

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو لکھ کر اس امر کی اجازت چاہی کہ وہ ان لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائیں، آپ ﷺ نے اجازت دی اور تحریر فرمایا کہ اس دن کو دیکھ لینا کہ جس دن یہود اپنے سبت (ہفتہ) کی وجہ سے بلند آواز سے نماز پڑھتے ہیں۔ جب آفتاب ڈھل جائے تو اس وقت دو رکعت سے اللہ کے قریب ہو جاؤ اور خطبہ پڑھو۔

مصعب بن عمیرؓ نے سعد بن خیشمہ کے مکان میں جمعے کی نماز پڑھائی، وہ بارہ آدمی تھے اور اس روز (غزہ میں) ان لوگوں کے لئے صرف ایک بکری ذبح کی گئی تھی، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں جمعے کی نماز پڑھائی۔

ایک اور روایت

انصار کی ایک جماعت نے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے انہیں جمعہ پڑھایا، وہ ابو امامہ سعد بن زرارہ تھے، پھر مصعب بن عمیرؓ مدینے سے ان ستر اوس و خزرج کے حجاج کے ہمراہ روانہ ہوئے جو عقبہ ثانیہ میں رسول اللہ کے پاس پہنچے تھے، وہ سعد بن زرارہ کے رفیق سفر بن گئے اور مکے پہنچے۔

رسول اللہ ﷺ کا انصار کے حالات سن کر خوش ہونا

سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنے مکان کے قریب بھی نہ گئے، رسول اللہ ﷺ کو انصار اور اسلام کی جانب ان کی تیز رفتاری کی خبر دی، رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو اسلام سے بعید خیال فرماتے تھے، ان کی بیان کردہ حالات سے وہ خوش ہوئے۔

مصعب بن عمیر کی والدہ اس وقت تک کافر تھیں

مصعبؓ کی والدہ کو معلوم ہوا کہ وہ آئے ہیں تو کہلا بھیجا کہ: اور فرمایا تو اس شہر میں جس میں میں ہوں اس طرح آتا ہے کہ پہلے مجھ سے نہیں ملتا، انہوں نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی اور سے ہوں۔

جب انہوں نے سلام کر لیا اور جو کچھ بتانا تھا بتا چکے تو اپنی والدہ کے پاس گئے، اس نے کہا کہ تم اب تک اسی غیر دین پر ہو جس پر تھے انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے دین پر ہوں، جو اسلام ہے، جس کو اللہ نے اپنے لئے اور اپنے رسول (ﷺ) کے لئے پسند کیا ہے۔

لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق

اس نے کہا کہ تم نے اس کا کیا شکر کیا جو میں نے ایک مرتبہ ملک حبشہ میں اور ایک مرتبہ یثرب میں تمہارا غم کیا، انہوں نے کہا کہ میں اپنے دین پر قائم ہوں، اگر تم لوگ مجھے فتنے میں ڈالو (جب بھی) اس نے ان کے قید کرنے کا ارادہ کیا، تو انہوں نے کہا کہ اگر تو مجھے قید کرے گی تو جو مجھے روکے گا مجھے اس کے قتل کرنے کی حرص ہوگی۔

اس نے کہا کہ اپنے حال پر چلا جا اور روئے لگیں مصعبؓ نے کہا: پیاری ماں! میں تیرا خیر خواہ ہوں تجھ پر شفیق ہوں، تو شہادت دے کہ "لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبده و رسوله" اس نے کہا چمکتے ستاروں کی قسم، میں ہرگز تیرے دین میں داخل نہ ہوں گی، کہ میری رائے کو عیب لگایا جائے اور عقل کو ضعیف کہا جائے، میں تجھے اور تیرے دین کو چھوڑتی ہوں (جی میں جیسا آئے ویسا کرنا) البتہ میں اپنے دین پر قائم ہوں۔

مصعب بن عمیر مکہ میں نبی ﷺ کے ہمراہ

مصعبؓ بن عمیر نبی ﷺ کے ہمراہ مکہ میں بقیہ ذی الحجہ اور محرم و صفر میں رہے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے قبل ربیع الاول کے چاند وقت رسول اللہ ﷺ کے آنے سے بارہ شب پہلے مدینے آ گئے۔

عطا سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے مدینے میں جمعہ پڑھایا اور وہ نبی عبدالدار کا ایک شخص تھا۔ راوی نے پوچھا کہ نبی ﷺ کے حکم سے؟ انہوں نے کہا ہاں بالکل حکم سے، سفیان نے کہا کہ وہ مصعب بن عمیر تھے۔

مصعب بن عمیرؓ اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ اور مصعب بن عمیر اور ابی ایوب انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اور کہا جاتا ہے کہ مہد قیس کے درمیان بھی۔

مصعبؓ نے رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا اٹھایا

عمر بن حسین سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا جھنڈا جو مہاجرین کا جھنڈا تھا، مصعبؓ بن عمیر کے پاس تھا۔

ابراہیم بن محمد بن ثریل العبدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم احد میں مصعبؓ بن عمیر نے جھنڈا اٹھایا، مسلمان ڈمگ گئے، تو مصعب اس کو لیے ہوئے ثابت قدم رہے، ابن قتیہ جو سوار تھا، اس نے ان کے داہنے ہاتھ پر تلوار مار کے اسے کاٹ دیا۔ مصعب کہہ رہے تھے۔

”وما محمد الا رسول قد خلت من قبل الرسل“ (آیہ) محمد اللہ کے رسول ہی ہیں ان سے پہلے تمام رسول گزر گئے، انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور اسے مضبوط پکڑ لیا۔

اس نے بائیں ہاتھ پر تلوار مار کے اسے بھی کاٹ دیا تو انھوں نے جھنڈا مضبوط پکڑ لیا اور اسے اپنے بازوؤں سے اپنے سینے سے لگا لیا اور کہہ رہے تھے ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبلة الرسل“۔ (آیہ)۔

جھنڈا کب گرا؟

اس نے تیسری مرتبہ ان پر نیزے سے حملہ کیا اور اسے ان کے جسم میں گھسیڑ دیا، نیزہ ٹوٹ گیا مصعبؓ گر پڑے اور جھنڈا ابھی گر گیا۔ بنی عبدالدار میں سے دو آدمی آگے بڑھے، سوہیل بن سعدؓ گر پڑے اور جھنڈے کو ابوالروم بن عمیر نے لے لیا۔ وہ برابر انھیں کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ مسلمان واپس ہوئے اور اسے لے کے مدینے میں داخل ہوئے۔

آیت کا نزول

ابراہیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہ آیت ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل“ اس روز تک نازل نہیں ہوئی تھی، اس کے بعد نازل ہوئی۔

فرشتہ مصعب بن عمیر کی شکل میں

عبداللہ بن فضل بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا مصعبؓ کی صورت میں تھا، رسول اللہ ﷺ دن کے آخر میں اس سے فرمانے لگے کہ اے مصعبؓ ادھر آؤ، فرشتہ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں مصعبؓ نہیں ہوں، رسول اللہ ﷺ نے پہچانا کہ وہ فرشتہ ہے جس سے مدد کی گئی۔

مصعب بن عمیرؓ نے اپنا عہد سچ کر دکھایا

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مصعبؓ ابن عمیر کے پاس کھڑے ہوئے جو منہ کے بل پڑے

ہوئے تھے، نبی ﷺ نے یہ آیت ”من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ“ آخر تک (مؤمنین سے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنے اس عہد کو سچ کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا) پڑھی۔

شہداء اسلام کا جواب دیتے ہیں

پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو اسی دیتے ہیں کہ قیامت کے دن تم لوگ اللہ کے نزدیک شہداء ہو، آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگوں ان کی زیارت کرو، ان کے پاس آؤ اور انہیں سلام کرو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت تک جو سلام کرنے والا انہیں سلام کرے گا، یہ ضرور اس کے سلام کا جواب دیں گے۔

مصعب بن عمیرؓ کا کفن صرف ایک چادر میں

خباب بن الارت سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی جس سے ہم اللہ کی خوشنودی چاہتے تھے، اللہ پر ہمارا اجر واجب ہو گیا۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جو اس طرح گزر گئے کہ انہوں نے اپنے اجر میں سے کچھ نہ کھایا، انہیں میں سے مصعب بن عمیرؓ ہیں جو یوم میں شہید ہوئے، ان کے لئے سوائے ایک چادر کے اور کوئی چیز نہ ملی جس میں انہیں کفن دیا جاتا۔

عجیب حالت تھی کفن کے وقت

راوی نے کہا کہ جب ہم اسے سر پر ڈھا نکتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب ان کے پاؤں پر ڈھا نکتے تو سر کھل جاتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے جو حصہ سر کے متصل ہے اس پر کر دو اور ان کے پاؤں پر ازخر (گھاس) رکھ دو۔ اور ہم میں بعض وہ ہیں جن کے پھل پک گئے ہیں وہ انہیں کاٹتا ہے۔

مصعب بن عمیرؓ کی صفات

ابراہیم بن محمد بن شریل البعدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن عمیرؓ نرم کھل والے، خوب صورت بال کے، نہ لمبے ٹھگنے تھے۔ ہجرت کے بیسویں مہینے جب کہ چالیس یا کسی قدر زیادہ کے تھے، احد میں قتل ہوئے، پھر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس کھڑے ہوئے، ان کو کفن پہنا دیا گیا تھا، آپ م فرمایا کہ میں نے تمہیں مکے میں دیکھا کہ وہاں بھی تم سے زیادہ بابرک کپڑے والا اور خوب صورت بال والا نہ تھا، اب تم ایک چادر میں پراگندہ سر ہو، آپ نے ان کے متعلق حکم دیا کہ دفن کئے جائیں۔

قبر میں کون اترے؟ قبر میں ان کے بھائی ابوالروم بن عمیر اور عامر بن ربیعہ اور سوہب بن سعد بن حرمہ اترے۔

سویب بن سعد

شجرہ نسب : ابن حرمہ بن مالک، اور مالک شاعر تھے، ابن عمیلہ بن السباق، ابن عبدالدار بن قصی، اُن کی والدہ ہبیدہ بنت خباب ابی سرحان ابن منقذ بن سبیح بن جعشمہ بن سعد بن ملیح جو خزاعہ میں سے تھے۔ سویب مہاجرین حبشہ میں سے تھے، حکیم بن نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب سویب بن سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

سویب بن سعد اور عاتز بن معص الزرتی کے درمیان عقد مواخاۃ لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سویب بن سعد اور عاتز بن معص الزرتی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، سویب بدر و احد میں حاضر ہوئے۔

عبد بن قصی بن کلاب کی اولاد

طلیب بن عمیر

شجرہ نسب : ابن وہب بن کثیر بن عبد بن قصی، کنیت ابو عدی تھی۔ والدہ اروی بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

طلیب بن عمیر کا اسلام اور والدہ سے مکالمہ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث العقی نے اپنے والد سے روایت کی کہ تلیب بن عمیر دارالارقم میں اسلام لائے اور اپنی والدہ کے پاس گئے جو اروی بنت عبدالمطلب تھیں، اُن سے کہا کہ میں محمد صلعم کا تابع ہو گیا، اور اللہ کے لیے اسلام لے آیا۔

والدہ نے کہا کہ تم نے جس کی مدد کی اور قوت دی اُن میں سب سے زیادہ مستحق تمہارے ماموں کے بیٹے ہیں، واللہ اگر ہم لوگ اُس پر قادر ہوتے جس پر مرد قادر ہیں تو ضرور ان کی حفاظت کرتے اور اُن سے مدافعت کرتے۔ میں نے کہا پیاری ماں تمہیں اسلام لانے اور اُن کی پیروی کرنے سے کون مانع ہے، تمہارے بھائی حمزہ تو اسلام لائے؟

انہوں نے کہا دیکھو میرے بھائی کیا کرتے ہیں، میں بھی اُن عورتوں میں سے ایک ہوں گی (جو اسلام قبول کریں) میں نے کہا کہ خدا کے لئے تم سے درخواست ہے کہ خدمت نبویؐ میں حاضر ہو، سلام کرو، آپ کی تصدیق کرو اور شہادت دو کہ "لا الہ الا اللہ" انہوں نے کہا کہ میں شہادت دیتی ہوں کہ لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدًا رسول اللہ۔

ان کی والدہ نبی ﷺ کی مددگار ہو گئیں

اس کے بعد وہ اپنی زبان سے نبی ﷺ کی مددگار ہو گئیں، اپنے بیٹے کو آپ کی مدد اور فرماں برداری پر برا بیچتے کرتی رہیں۔ لوگوں نے کہا کہ دوسری ہجرت حبشہ میں طلیب بن عمیر بھی تھے اس کو موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحق، ابو معشر اور محمد بن عمر سب نے بیان کیا اور اس پر اتفاق کیا۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب طلیب بن عمیر نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اترے

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے طلیب بن عمیر اور منذر بن عمرو الساعدی کے درمیان عقد مواخاہ کیا۔ طلیب بروایت محمد بن عمر، بدر میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے (محمد بن عمر نے اس کو ثابت کیا ہے، موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحق اور ابو معشر نے اُن کا اُن لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو بدر میں حاضر ہوئے۔

وفات کے وقت طلیب بن عمیر کی عمر

عائشہ بنت قدامہ سے (اور متعدد طرق سے) مروی ہے کہ طلیب بن عمیر یوم اجنادین میں جو جہادی الاولیٰ ۱۳ھ میں ہوئے پینتیس سال شہید ہوئے، اُن کے کوئی اولاد نہ تھی۔

اولاد زہرہ بن کلاب بن مرہ

عبدالرحمن بن عوف ابن عبدعوف عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، جاہلیت میں اُن کا نام عبدعمر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب وہ اسلام لائے، اُن کا نام عبدالرحمن رکھا، کنیت ابو محمد تھی اُن کی والدہ الشفا بنت عوف ابن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں۔

یعقوب بن عقبہ الاخنسی سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف عام الفیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف، رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے اور وہاں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عبدالرحمن بن عوف زمانہ جاہلیت کا نام

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف کا نام عبد الکعبہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کا نام عبدالرحمن رکھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا کہ اے ابو محمد تم نے حجر اسود کے بوسے دینے میں کیونکہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سب کچھ کیا، بوسہ بھی دیا اور ترک بھی کیا۔

آپ نے فرمایا تم نے صحیح کیا۔ لوگوں نے کہا کہ عبدالرحمن بن عوف نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں

کیس۔ محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر کی روایت میں۔

سیاہ چادر والا کون ہے؟

عبدالرحمن بن حمید نے اپنے والد سے روایت کی۔ مسور بن محرمہ نے کہا کہ جس وقت میں عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوف کے درمیان لشکر کے ساتھ چل رہا تھا، اور عبدالرحمن ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے میرے آگے تھے، تو عثمانؓ نے کہا کہ سیاہ چادر والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا عبدالرحمن بن عوف عثمانؓ نے مجھے پکارا، اے مسور، میں نے کہا بلیک یا امیر المومنین، انہوں نے کہا کہ جس نے یہ دعویٰ کیا کہ عثمانؓ پہلی اور دوسری ہجرت میں تمہارے ماموں عبدالرحمن سے بہتر ہیں تو وہ کاذب ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عبدالرحمن بن عوف نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو بنی الحارث بن خزرج میں سعد بن الربیع کے پاس اترے۔

سعد بن الربیع نے اُن سے کہا کہ یہ میرا مال ہے، میں تم آپس میں اُسے تقسیم کر لیں، میری دو بیویاں ہیں، ایک سے تمہارے لئے دست بردار ہوتا ہوں، انہوں نے کہا کہ اللہ تمہارے لئے برکت کرے، جب صبح ہو تو تم مجھے بازار بتا دینا، لوگوں نے اُنھیں بتا دیا، وہ نکلے اور اپنے ساتھ گھی اور پنیر لے کے واپس آئے جو انھیں نفع میں حاصل ہوا۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے نبی ﷺ کی جانب ہجرت کی تو رسول اللہ نے اُن کے اور سعد بن الربیع کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ کے درمیان عقد مواخاۃ

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ نے جب اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاصؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف مدینے میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کے اور سعد بن الربیع انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبدالرحمن سے سعد نے کہا کہ اے میرے بھائی، میں مال میں تمام اہل مدینہ سے زائد ہوں، تم میرا کچھ مال دیکھو اور لے لو، میری دو بیویاں ہیں اُن میں سے جو تمہیں پسند آئے اسے دیکھ لو تا کہ اُسے تمہارے لیے طلاق دے دوں۔

عبدالرحمن بن عوفؓ کی خودداری

عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ اللہ تمہارے مال اور گھروالوں میں برکت کرے، مجھے بازار کا راستہ بتا دو، انہوں نے خرید و فروخت کی جس میں نفع ہوا۔ وہ کچھ گھی اور پنیر لائے، وہ اتنے دن ٹھہرے رہے جتنا اللہ نے اُن کا ٹھہرنا چاہا۔

عبدالرحمن بن عوفؓ بحالت غنی

پھر وہ اس حالت میں آئے کہ اُن کے کپڑوں پر زعفران کا اثر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا خبر ہے، انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، اُس کو مہر کیا دیا؟ انہوں نے کہا کہ کھجور کی ایک گٹھلی بھر سونا۔ فرمایا کہ ولیمہ کرو، خواہ ایک ہی بکری کا ہو، عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ اگر کوئی پتھر اٹھاتا تو اُمید کرتا کہ مجھے اُس کے نیچے سونا چاندی ملے گی۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے انصار کی ایک عورت سے تیس ہزار درہم مہر پر نکاح کیا۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں مکانوں کے لیے بطور حد خط لگایا۔ آپ نے بنی زہرہ کے لئے مسجد کے پچھلے حصے میں ایک کنارے خط لگایا، عبدالرحمن بن عوف کے لئے مکان کے حصے میں حش تھا، حش چھوٹی چھوٹی کھجوروں کا وہ باغ ہے جو پہنچا نہیں جاتا۔

عبدالرحمن بن عوفؓ کی شہادت درست ہے

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اور عمر بن الخطابؓ نے مجھے فلاں فلاں زمین بطور جاگیر عطا فرمائی زیر عمرؓ کے خاندان والوں کے پاس گئے اور اُن سے اُن کا حصہ خرید لیا۔ زیرؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ ابن عوف نے یہ یہ کہا تو انہوں نے کہا کہ اُن کی شہادت درست ہے خواہ وہ اُن کے موافق ہو یا خلاف۔

آپ ﷺ کی عبدالرحمن بن عوفؓ کے لئے وصیت

ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے شام میں ایک زمین عطا فرمائی جس کا نام اسلیل تھا۔ نبی ﷺ کی وفات ہو گئی، آپ نے مجھے اس کے متعلق کوئی فرمان بھی تحریر نہیں فرمایا، صرف یہ فرمایا تھا کہ جب ملک شام اللہ تعالیٰ ہمارے لئے فتح کر دے گا تو وہ زمین تمہارے لیے ہے۔

عبدالرحمن بن عوفؓ کی بیویاں اور اولاد

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن عوف کی اولاد میں سالم اکبر جو قبل اسلام مر گیا۔ اُس کی ماں کلثوم بنت عتبہ بن ربیعہ تھیں۔ ایک لڑکی ام قاسم بھی جاہلیت میں پیدا ہوئی۔ اُس کی ماں بنت ثیبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس تھیں۔ محمد جس کے نام سے اُن کی کنیت (ابو محمد) تھی اور ابراہیم، حمید، اسماعیل، حمیدہ اور امتہ الرحمن ان سب کی ماں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

معن، عمر، زید امتہ الرحمن صغریٰ، ان سب کی ماں سہلہ بنت عاصم بن عدی الجعد بن العجلان قبیلہ، قضاعہ کی شاخ بلہ کے انصار میں سے تھیں۔

عروہ اکبر جو جنگ افریقہ میں شہید ہوئے۔ اُن کی ماں بحریہ بنت ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود بن ابی ربیعہ بنی ثیبان میں سے تھیں۔

سالم اصغر جو فتح افریقہ کے دن مقتول ہوئے، اُن کی ماں سہلہ بنت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد و بن ربیع مالک بن حسل بن مامرا بن لوی تھیں۔

ابوبکر، اُن کی ماں ام حکیم بنت قارظہ بن خالد بن عبید بن سہید تھیں۔ جو اُن کے حلیف تھے عبداللہ بن عبدالرحمن جو افریقہ میں شہید ہوئے، جب وہ فتح ہوا اُن کی ماں بنت ابی الحسین بن رافع بن امری القیس بن زید بن بدالہ شہل اوس کے انصار میں سے تھیں۔

ابوسلمہ جن کا نام عبداللہ الاصغر تھا، اُن کی ماں تماضر بنت ضبع ابن عمرو بن ثعلبہ بن حصن بن فضلمہ بن مدی بن خباب قبیلہ کلب سے تھیں، وہ سہل کلبیہ جس سے ایک قریشی نے نکاح کیا۔

عبدالرحمن بن عبدالرحمن اُن کی ماں اسماء بنت سلامہ بن فخر بن ابن جندل بن نہشل بن دارم تھیں مصعب منہ و مریم ان کی ماں ام حریت براء کے قیدیوں میں سے تھیں۔

سہیل جن کی کنیت ابوالابض تھی، اُن کی ماں محمد بنت یزید ابن سلامہ ذی فہش اُمیر یہ تھیں عثمان، اُن کی ماں غزالہ بنت کسری ام ولد تھیں جو یوم مدائن میں سعد بن ابی وقاص کے قیدیوں میں سے تھیں۔

عروہ جو لا ولد مرگئے، یحییٰ اور بلال جو مختلف ام ولد سے تھے لا ولد مرگئے اور ام یحییٰ بنت عبدالرحمن اُن کی ماں زینب بنت الصباح بن ثعلبہ بن عوف بن شہیب بن مازن تھیں یہ بھی بہراء کے قیدیوں میں سے تھیں۔

جویریہ بنت عبدالرحمن، اُن کی ماں باویہ بنت غیلان بن سلمہ ابن معب التمیمی تھیں۔

عبدالرحمن بن عوفؓ کی نبی ﷺ کی ہمراہی میں

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن عوف بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ یوم احد میں جب لوگوں نے پشت پھیری تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

عمرو بن وہب سے مروی ہے کہ ہم مغیرہ بن شعبہ کے پاس تھے، دریافت کیا گیا کہ نبی ﷺ نے ابوبکرؓ کے علاوہ اس اُمت کے کسی اور شخص کو بھی اپنا امام بنایا۔ انہوں نے کہا ہاں، انہوں نے میرے سامنے بطور تصدیق کے اس حدیث کا اضافہ کیا، جو اس کے قریب تھی۔

نبی ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں

ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے، جب فجر کا وقت ہوا تو آپ نے میرے اونٹ کی گردن مارا میں نے خیال کیا کہ آپ کو اس کی ضرورت ہے میں آپ کے برابر ہو گیا، ہم چلے یہاں تک کہ قہر نے حاجت کے لئے لوگوں سے دور ہو گئے، آپ اپنی سواری سے اتر پڑے اور پیدل چلنے کے لئے سے غائب ہو گئے۔

آپ بہت ٹھہرے، پھر تشریف لائے اور فرمایا، مغیرہ تمہیں بھی حاجت ہے، میں نے کہا مجھے کوئی حاجت نہیں، فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں اُنھ کو مشک کے پاس گیا، یا انہوں نے کہا تو شہ دان کے پاس آیا۔ جو کچھ دے کے پیچھے لٹکا ہوا تھا اُسے آپ کے پاس لایا، ہاتھوں پر پانی ڈالا، آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے اور خوب دھوئے، مجھے شک ہے کہ آپ نے انھیں مٹی سے ملایا نہیں، آپ نے نہ دھویا، دونوں ہاتھ اُستین سے نکالا۔

لئے لگے جسم پر ایک تنگ آستین کا شامی بٹہ تھا، وہ تنگ ہوا تو آپ نے اپنے ہاتھ اُس کے نیچے سے بالکل نکال۔ پھر منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے۔

عبدالرحمن بن عوفؓ نے نبی ﷺ کو نماز پڑھائی

حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے دو مرتبہ منہ دھویا میں نہیں جانتا آیا اسی طرح تھا، پھر آپ نے پیشانی عمائے، اور سوزوں پر مسح کیا، ہم سوار ہو گئے تو لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ نماز شروع ہو گئی تھی، عبدالرحمن بن عوف سب کے آگے تھے، وہ انہیں رکعت پڑھا چکے تھے، لوگ دوسری رکعت میں تھے، میں عبدالرحمن کو اطلاع کرنے چلا آپ نے منع کیا، ہم دونوں نے وہ رکعت پڑھی جو پائی، اور وہ قضا کی جو ہم سے پہلے ہو گئی تھی۔

کسی نبی کی اس وقت تک وفات نہیں ہوتی جب تک کہ وہ امت

کے مرد صالح کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے

ابن سعد نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ یہ غزوہ تبوک میں ہوا مگر رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی لایا کرتے تھے، نبی ﷺ نے جب عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی تو فرمایا کہ کسی نبی کی اُس وقت تک ہرگز وفات نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنی امت کے مرد صالح کے پیچھے نماز پڑھ لے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف کو سات سو آدمیوں کے ہمراہ دومتہ الجندل کی طرف بھیجا، یہ واقعہ شعبان ۱۷ھ کا ہے، آپ نے اُن کا عمامہ اپنے ہاتھ سے کھول ڈالا اور دوسرا سیاہ عمامہ باندھا آپ نے اُس میں سے اُن کے دونوں سانوں کے درمیان بھی لٹکایا۔

وہ دو مرتبہ آئے، لوگوں کو دعوت اسلام دی، مگر انہوں نے تین مرتبہ انکار کیا، اصمغ بن عمرو الکلسی اسلام لانے جو نصرانی تھے اور ان لوگوں کے رئیس تھے۔ عبدالرحمن نے کسی کو بھیج کر نبی ﷺ کو اس واقعے کی خبر دی تو آپ نے انہیں لکھا کہ تم حاضر بنت اصمغ سے وہ نکاح کر لیں۔ عبدالرحمن نے اُن سے نکاح کر لیا اور اُن سے زفاف کیا، انھیں لے آئے، وہی ام سلمہ ابن ابی عبدالرحمن تھیں۔

نبی ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف کو ریشمی لباس کی اجازت دی

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمن بن عوف آبلوں کی بیماری کی وجہ سے ریشمی لباس پہنتے تھے۔

حسن سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف آبلوں کے مریض تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ریشم کرتے کی اجازت چاہی، آپ نے انہیں اجازت دی، حسن نے کہا مسلمان جنگ میں ریشمی لباس پہنتے تھے۔

عبدالوہاب بن عطاء سے مروی ہے کہ سعید بن ابی عروہ سے حریر (ریشم) کو پوچھا گیا تو انہوں نے قتادہ انس ابن مالک کی روایت سے بتایا کہ نبی ﷺ نے ایک سفر میں عبدالرحمن بن عوف کو خارش کی وجہ سے جو وہ جلد میں محسوس کرتے تھے حریر کے کرنے کی اجازت دی تھی۔

بشمی لباس کی اجازت عذر کی بناء پر تھی

ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ عبد الرحمن بن عوفؓ نے نبی ﷺ سے جوڑوں کی کثرت کی شکایت کی رخص کی، یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ حریر کا کڑتہ پہنوں، آپ نے اُن کو اجازت دے دی، جب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ کی وفات ہو گئی اور عمرؓ قائم مقام ہوئے تو عبد الرحمن اپنے بیٹے ابوسلمہ کو لائے جو حریر کا کرتہ پہنے تھے۔ عمرؓ نے کہا یہ کیا ہے۔ انھوں نے گرتے کے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈال کے نیچے تک پھاڑ ڈالا۔

عبد الرحمن نے کہا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے اُسے حلال کر دیا ہے، انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے تمہارے لیے صرف اس لیے حلال کیا تھا کہ تم نے آپ سے جوڑوں کی شکایت کی تھی لیکن تمہارے واکسی اور کے لیے تو نہیں۔

بیر بن العوامؓ نے بھی ریشمی لباس پہنا

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبد الرحمن بن عوفؓ اور زبیر بن العوامؓ نے نبی ﷺ سے جوڑوں کی شکایت کی، آپ نے ان دونوں کو جہاد میں حریر کے کرتے کی اجازت دی۔ عمرو بن عاصمؓ نے اپنی حدیث میں کہا کہ پھر میں نے اُن دونوں کے جسموں پر حریر کے کڑتے دیکھے۔

سعید المسیب سے مروی ہے کہ عبد الرحمن بن عوفؓ کو حریر کے لباس کی اجازت دی گئی تھی۔ سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ عبد الرحمن بن عوفؓ ایسی چادر یا جوڑا پہنتے جس کی قیمت پانچ یا چار سو درم کے مساوی ہوتی۔

آپ ﷺ نے عبد الرحمن بن عوفؓ کے عمامہ باندھا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے عبد الرحمن بن عوفؓ کے سیاہ عمامہ باندھا اور فرمایا اس طرح عمامہ باندھا کرو۔

سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ عبد الرحمن بن عوفؓ جب مکے آتے تو اپنی اُس منزل میں ٹھہرنا ناپسند کرتے جس سے انھوں نے ہجرت کی تھی، یزیدؓ نے اپنی حدیث میں کہا کہ اُس منزل میں ٹھہرنا پسند کرتے جس میں جاہلیت میں ٹھہرا کرتے تھے اور اُس سے نکل جاتے تھے۔

اللہ کو قرض دو

ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوفؓ نے اپنے والد سے اور انھوں نے رسول اللہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: اے ابن عوفؓ تم امیروں میں سے ہو اور جنت میں بغیر تھکے ہوئے ہرگز داخل نہ ہو سکو گے، اس لئے اللہ کو قرض دو کہ وہ تمہارے لئے تمہارے قدمیوں کو چھوڑ دے۔

کیا چیز اللہ کو قرض دوں؟

ابن عوف نے کہا، یا رسول اللہ میں کیا چیز اللہ کو قرض دوں، فرمایا تم نے شام کو جو کچھ چھوڑ اسی میں شروع کرو، عرض کی، یا رسول اللہ، اس تمام مال میں، آپ نے فرمایا ہاں، ابن عوف نکلے، انہوں نے اس کا قصد کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے انھیں بلا بھیجا اور فرمایا کہ جبریلؑ نے کہا کہ ابن عوف کو حکم دیجیے کہ وہ مہمان کی ضیافت کریں، مسکین کھانا کھلائیں، سائل کو دیا کریں اور ان کے ساتھ شروع کریں جو ان کے عیال ہیں، جب وہ ایسا کریں گے تو یہ ان کے عیب کا پاک کرنے والا ہوگا۔

حضرت عائشہؓ کی روایت

حبیب بن مرزوق سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف کا ایک قافلہ آیا، اس زمانے میں اہل مدینہ پریشانی تھی، عائشہؓ نے کہا یہ کیا ہے تو کہا گیا کہ عبدالرحمن بن عوف کا قافلہ ہے، عائشہؓ نے کہا کہ دیکھو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ گویا میں عبدالرحمن بن عوف کو ٹیل صراط پر دیکھ رہا ہوں جو کبھی ڈمگاتے ہیں اور کبھی سنبھل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ بچ گئے، حالانکہ وہ بچتے نہیں معلوم ہوتے تھے عبدالرحمن بن عوف کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہر سب اونٹ اور جو ان پر بے صدقہ ہے۔ راوی نے کہا کہ ان اونٹوں پر جو کچھ تھا وہ ان سے بہت زیادہ قیمت کا تھا، او اس روز پانچ سواونٹ تھے۔

آپ ﷺ کی عبدالرحمن بن عوفؓ کے لئے دعا

ام سلمہؓ زوجہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ازواج سے فرماتے سنا کہ میرے بعد جو شخص تم لوگوں کا محافظ ہوگا، وہ صادق اور نیکو کار ہوگا۔ اے اللہ! عبدالرحمن بن عوف کو سلسلہ جنت سے سیراب کر۔ احمد بن محمد الارزقی نے اپنی حدیث میں کہا کہ ابراہیم بن سعد نے کہا کہ مجھ سے میرے گھر والوں نے جو عبدالرحمن بن عوف کی اولاد میں سے تھے کہا کہ عبدالرحمن بن عوف نے کیدمہ کا مال جو بنی النضر سے ان کے حصے میں آیا تھا چالیس ہزار دینار کو فروخت کیا اور ازواج نبی ﷺ میں تقسیم کر دیا۔

عبدالرحمن بن عوفؓ کی سخاوت

ام بکر بنت مسور سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے وہ زمین جو انھیں عثمانؓ سے ملی تھی چالیس ہزار دینار کو فروخت کی، اس کو انہوں نے فقراء بنی زہرہ حاجت مند لوگوں اور امہات المؤمنین میں تقسیم کیا۔ مسور نے کہا کہ میں عائشہؓ کے پاس اس سے ان کا حصہ لایا تو انہوں نے پوچھا یہ کس نے بھیجا ہے، میں نے کہا کہ عبدالرحمن بن عوف نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے صابرین کے امیر بعد اور کوئی تم پر مہربان نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ ابن عوف کو سلسلہ جنت سے سیراب کرے۔

عبدالرحمن بن عوفؓ کا حلیہ مبارک

عمران بن مناج سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف میں بوڑھا پے کا تغیر نہیں ہوتا تھا، یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف لمبے، خوب صورت اور نرم کھال والے آدمی تھے، سینہ کسی قدر ابھرا ہوا تھا، گورے

تھے رنگ سُرُخ تھا، اُن کی ڈاڑھی اور سر کا رنگ بدلتا نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالرحمن نے ابو بکر صدیق سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمن مجلس شوریٰ اور حج کے متولی بنائے گئے

ام بکر بنت مسور نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عبدالرحمن بن عوف مجلس شوریٰ کے رکن ہوئے تو مجھے سب سے زیادہ ان کا رکن ہونا پسند تھا، اگر وہ چھوڑ دیتے تو سعد بن ابی وقاص کی رکنیت زیادہ پسند تھی، مجھے عمرو بن العاص ملے، انہوں نے کہا کہ تمہارے ماموں کا اللہ کے ساتھ کیا گمان ہے (آیا وہ اس فعل سے راضی ہو گا یا ناراض) کہ اس امر کا کوئی اور والی بنایا جائے حالانکہ وہ اُس سے بہتر ہوں، انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں سوائے عبدالرحمن کے اور کسی کو پسند نہیں کرتا۔

میں عبدالرحمن کے پاس آیا اور اُن سے اس کا ذکر کیا تو پوچھا، تم سے یہ کسی نے کہا۔ میں نے کہا میں نہیں بتاؤں گا، انھوں نے کہا کہ اگر تم مجھے نہ بتاؤ گے تو میں تم سے کبھی نہ بولوں گا میں نے کہا عمرو بن العاص نے عبدالرحمنؓ نے کہا کہ واللہ اگر چھری لی جائے اور میرے حلق پر رکھ کے دوسری جانب تک گھیر دی جائے تو یہ اس سے زیادہ پسند ہے۔

عبدالرحمن بن عوف اہل آسمان میں بھی ہیں اور اہل زمین میں بھی

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے اصحاب شوریٰ سے کہا کہ اس حد تک تم لوگوں کا حرج تو نہیں کہ میں تمہارے لیے کسی کا انتخاب کروں اور خود اس سے شوریٰ سے آزاد ہو جاؤں، علیؓ نے کہا کہ ہاں، سب سے پہلے میں راضی ہوں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ اہل آسمان میں بھی ہیں اور اہل زمین میں بھی ہیں۔

حضرت عمرؓ کے دور میں عبدالرحمنؓ کی امارت

لوگوں نے بیان کیا کہ ۳۱ھ میں جب عمرؓ بن الخطاب خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اس سنہ میں عبدالرحمن بن عوف کو امیر بنا کے بھیجا، انہوں نے لوگوں کو حج کرایا، عبدالرحمنؓ نے عمرؓ کے ساتھ وہ حج بھی کیا جو ۲۳ھ میں اُن کا آخری حج تھا۔

اسی سال عمرؓ نے ازواجِ نبویہؓ کو حج کی اجازت دی، وہ مدفنوں میں سواری کی گئیں، ہمراہ عثمانؓ بن عفان اور عبدالرحمن بن عوف کو کیا۔ عثمانؓ اپنی سواری پر اُن کے آگے چلتے اور کسی کو اُن کے قریب نہ آنے دیتے، عبدالرحمن بن عوف اپنی سواری پر اُن کے پیچھے چلتے، وہ بھی کسی کو اُن کے قریب نہ ہونے دیتے۔

ازواجِ مطہرات ہر منزل پر عمرؓ کے ساتھ اُترتی تھیں، عثمانؓ اور عبدالرحمنؓ انھیں گھائیوں میں اتارتے اور

کسی کو اُن کے پاس سے نزلنے نہ دیتے۔ ۲

عبدالرحمن بن عوف پیدائشی سعادت مند تھے

۲ھ میں عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو اس سال انھوں نے بھی عبدالرحمن بن عوف کو حج پر روانہ کیا اور انھوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ عبدالرحمن ابن عوف بے ہوش ہو گئے، افاقہ ہوا تو پوچھا کیا میں بے ہوش ہو گیا تھا، لوگوں نے کہا، ہاں انہوں نے کہا کہ میرے پاس دو فرشتے یا دو آدمی آئے جن میں شدت اور سختی تھی، دونوں مجھے لے چلے، پھر میرے پاس دو آدمی یا دو فرشتے آئے جو ان دونوں سے زیادہ نرم و رحیم تھے، انہوں نے کہا کہ تم دونوں اس شخص کو کہاں لے جانا چاہتے ہو، جواب دیا کہ ہم اس کو عزیز امین کے پاس لے جانا چاہتے ہیں، ان دونوں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے لئے اس حالت میں سعادت لکھ دی گئی کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔

حمید بن عبدالرحمن بن عوف نے اپنی والدہ ام کلثوم سے، جو پہلی مرتبہ مہاجرات میں سے تھیں حق تعالیٰ کے ارشاد ”استعينوا بالصبر والصلوة“ (تم لوگ صبر اور صلوٰۃ سے مدد حاصل کرو) کے بارے میں روایت کی کہ عبدالرحمن بن عوف پر ایسی غشی طاری ہوئی کہ لوگوں نے خیال کیا ان کی جان نکل گئی، ان کی بیوی ام کلثوم نکل کے مسجد گئیں، وہ اس چیز سے مدد چاہتی تھیں جن کا انھیں حکم دیا گیا یعنی نماز اور صبر سے۔

عبدالرحمن کی وفات اور ان کا جنازہ، وفات کے بعد کیا کہا گیا؟

يعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ پچھتر برس کے تھے۔ سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن مالک کو دیکھا کہ عبدالرحمن بن عوف کے جنازے کے پاس تھے اور کہہ رہے تھے ”بائے پہاڑ“ یحییٰ بن حماد نے اپنی حدیث میں کہا اور تابوت ان کے شانے پر رکھا ہوا تھا

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن ابی وقاص کو عبدالرحمن بن عوف کے تابوت کے دونوں ستونوں کے درمیان دیکھا۔

علی ابن طالبؓ نے عبدالرحمن بن عوفؓ کی وفات کے وقت کہا :

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عبدالرحمن بن عوف کی وفات کے دن علی بن ابی طالب کو کہتے سنا، اے ابن عوف جاؤ تم نے اس دنیا کا صاف حصہ پالیا اور اس کے گندم حصے سے آگے بڑھ گئے۔ ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عبدالرحمن بن عوف کی وفات کے دن عمرو بن العاص کو کہتے سنا کہ اے ابن عوف میں تم سے جدا ہوتا ہوں، تم نے اپنی شکم سیری سے جو ناقص تھا اُسے دور کر دیا۔

عبدالرحمن بن عوفؓ کی وصیت اور ان کا ترکہ اور اس کی تقسیم

مخرمہ بن بکیر نے اسود کو کہتے سنا کہ عبدالرحمن بن عوف نے اللہ کی راہ میں پچاس ہزار دینار کی وصیت کی۔ عثمانؓ بن ثرید سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے ایک ہزار اونٹ اور تین ہزار بکریاں بقیع میں

چھوڑیں۔ سوگھوڑے تھے جو بقیع میں چرتے تھے، الجرف میں بیس پانی کھینچنے والے اونٹوں سے زراعت کرتے اور اسی سے گھروالوں کے لیے سال بھر کا غلہ مل جاتا۔

محمد سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف کی وفات ہوئی تو ان کے ترکہ کے میں سونا تھا جو کلہاڑیوں سے کاٹا گیا، یہاں تک کہ لوگوں کے ہاتھوں میں اس سے چھالے پڑ گئے، وہ چار بیویاں چھوڑ گئے، ایک ایک بیوی کو اس کے آٹھویں حصے میں سے اسی اسی ہزار روم درم دیے گئے۔

صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ تماضر بنت اصغ (زوجہ عبدالرحمن) کو آٹھویں حصے کا چہارم پہنچا، وہ ایک لاکھ لے گئیں جو ایک چہارم تھا۔

کامل ابو العلاء سے مروی ہے کہ میں نے ابو صالح کو کہتے سنا کہ عبدالرحمن بن عوف کی وفات ہوئی تو انھوں نے تین بیویاں چھوڑیں، ہر بیوی کو ان کے متروک کے میں سے اسی اسی ہزار پہنچے۔

سعد بن ابی وقاص

ابی وقاص کا نام مالک بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ ابن کلاب بن مرہ تھا۔ ان کی کنیت ابو اسحق تھی۔ والدہ حنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

جو اس کے سوا کہے تو اللہ کی اس پر لعنت ہے

سعد سے مروی ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں کون ہوں؟ فرمایا تم سعد بن مالک بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ ہو، جو اس کے سوا کہے تو پر اللہ کی لعنت ہے۔

آدمی کا مربی اس کے ماموں کو ہونا چاہئے

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ سعد اس حالت میں آئے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں، آدمی کا مربی اس کے ماموں کو ہونا چاہئے۔

سعد بن ابی وقاص کی اولاد

لوگوں نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص کی اولاد میں اسحاق اکبر تھے جن کے نام سے ان کی کنیت تھی، وہ لاولد مر گئے اور ام الحکم کبریٰ تھیں، ان دونوں کی ماں بنت شہب بن عبد اللہ بن الحارث ابن زہرہ تھیں۔

عمر، جن کو مختار نے قتل کر دیا، محمد بن سعد جو دیر الجمال جم کے روز قتل ہوئے، حجاج نے ان کو قتل کیا، حفصہ، ام قاسم اور ام کلثوم، ان سب کی ماں مادیہ بنت قیس بن معدی کرب بن ابی الکیم السط ابن امری القیس بن عمرو معاویہ کندہ میں تھیں۔

عامر، اسحاق اصغر، اسماعیل اور ام عمران، ان سب کی ماں ام عامر بنت عمرو بن کعب بن عمرو بن زہرہ بن عبد اللہ بن ابی جشم ابن کعب بن عمرو بہراء سے تھیں۔

ابراہیم، موسیٰ، ام الحکم صغریٰ، ام عمرو، ہند، ام زہیر اور ام موسیٰ، ان سب کی والدہ زیدہ تھیں، ان کے بیٹے

دعویٰ کرتے کہ وہ حارث ابن عیمیر بن شراحیل بن عبدعوف بن مالک بن خیاب بن قیس بن ثعلبہ ابن عکابہ بن صعصعہ بن علی بن بکر بن وائل کی بیٹی تھیں، جو قید میں پائی گئیں۔

عبداللہ بن سعد، ان کی ماں سلمیٰ بنی تغلب بن وائل میں سے تھیں۔

مصعب بن سعد، ان کی ماں خولہ بنت عمرو بن اوس بن سلامہ ابن غزیہ بن معبد بن سعد بن زبیر بن تیم اللہ بن اسامہ بن مالک بن بکر ابن حبیب بن عمرو بن تغلب بن وائل تھیں۔

عبداللہ، صفور، بحیر جن کا نام عبدالرحمن تھا اور حمیدہ، ان کی ماں ام ہلال بنت ربیع بن مری بن اوس بن حارث بن لام بن عمرو بن ثمامہ ابن مالک بن جدعان بن ذبل بن رومان بن حارث بن خارجہ بن سعد ابن مذحج تھیں۔

عمیر بن سعد اکبر جو اپنے باپ سے پہلے ہی مر گئے، اور حمزہ، ان دونوں کی والدہ ام حکیم بنت قارظہ بنی کنانہ کی اس شاخ میں سے تھیں جو بنی زہرہ کے حلقہ تھے۔

عمیر اصغر، عمرو، ام عمرو، ام ایوب اور ام اخی، ان کی والدہ سلمیٰ بنت خصفہ بن ثقف بن ربیعہ، تیم امان بن ثعلبہ بن عکابہ میں سے تھیں۔

صالح بن سعد، شر کے لیے الحیرہ میں اترے، جو ان کے اور ان کے بھائی عمر بن سعد کے درمیان ہوا، وہیں ان کا بیٹا بھی اُترا، یہ لوگ راس العین میں اترے تھے، صالح کی ماں طیبہ بنت عامر ابن عتبہ بن شراحیل بن عبداللہ بن صابر بن مالک بن الخزرج ابن تیم اللہ، انصر بن قاسط سے تھیں۔

عثمان ورمہ، ان دونوں کی ماں ام ححیر تھیں۔ عمرہ نا بیٹا تھیں، سہیل بن عبدالرحمن بن عوف نے نکاح کیا، ان کی والدہ عرب کے قیدیوں میں سے تھیں، اور عائشہ بنت سعد۔

قبول اسلام

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے پہلے کوئی اسلام نہیں لایا سوائے اس شخص کے جو اسی روز اسلام لایا جس روز میں اسلام لایا، حالانکہ مجھ پر ایک روز گزر گیا ہے اور میں اسلام کا ٹکٹ ہوں۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں اسلام کا تیسرا تھا، سعد سے مروی ہے کہ میں ایسے روز اسلام لایا کہ اللہ نے نمازیں بھی فرض نہ کی تھیں۔

جب میں مسلمان ہوا تو ستر سال کا تھا

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا، میں جب مسلمان ہوا تو سترہ سال کا تھا۔

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب سعد و عمیر فرزند ان ابی وقاص نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کی منزل پر اترے جو انہوں نے بنی عمرو بن عوف میں بنائی تھی اور انہی کی دیوار تھی۔ عتبہ نے مکے میں ایک خون کیا تھا، وہ بھاگ کے بنی عمرو بن عوف میں اترے۔ یہ بعثت سے پہلے ہوا۔

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مدینے میں سعد بن ابی وقاص کی منزل رسول اللہ ﷺ کی

جانب سے ایک ٹکڑا زمین کا تھا۔

سعد بن ابی وقاص اور مصعب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص اور مصعب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

سعد بن ابراہیم و عبد الواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص اور سعد معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عامر بن سعدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اُس سرے میں حمزہ بن عبدالمطلب کے ہمراہ تھے جس میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں امیر بننا کے بھیجا تھا۔

اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جس نے تیر چلایا

سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اسلام میں تیر پھینکا ہم ساٹھ سوار عبیدۃ بن الحارث کے ہمراہ بطور سریہ روانہ ہوئے تھے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعد کو کہتے سنا کہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص کو کہتے سنا کہ واللہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا، ہم لوگ اس حالت میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد کیا کرتے کہ (ہمارے لیے کھانا نہ ہوتا جسے کھاتے) سوائے انگور کے بتوں کے اور بول کے یہاں تک کہ ہمارا ایک شخص اس طرح سر اٹھا کے دوڑتا جس طرح بکری دوڑتی ہے، حالانکہ اس کے لئے تیر کمان نہ تھی، بنو اسد مجھے دین سے پھیرنے لگے، (اگر ایسا ہوتا تو) اس وقت میں ناکامیاب ہوتا اور میرا عمل برباد ہو جاتا۔

قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا وہ سعد بن مالک ہیں۔

سعد بن مالک سے مروی ہے کہ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ تیر چلایا۔ ابراہیم سے مروی ہے کہ عبد اللہ نے کہا کہ میں نے یوم بدر میں سعد کو جنگ کرتے دیکھا کہ پیادہ تھے مگر شہسواروں کی طرح لڑ رہے تھے۔

ولاد بن الحصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کو ایک سرے میں خرار کی جانب بھیجا، وہ بیس سواروں کے ہمراہ قافلہ قریش کو روکنے کے لئے نکلے مگر انھیں کوئی نہ ملا۔

آنحضرتؐ کا سعدؓ کے لئے 'فداک ابی وامی' فرمانا

علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوائے سعد کے کسی کے لئے نہیں سنا کہ

آپ نے اس پر اپنے والدین کو فدا ہونے کو کہا ہو۔ میں نے آپ کو یومِ اُحد میں یہ کہتے سنا کہ اے سعدؓ، تیرا اندازی کرو، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

سعید المسیب سے مروی ہے کہ میں سعد بن ابی وقاص کو ذکر کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے یومِ اُحد میں اُن کے لئے (فدا کرنے میں) اپنے والدین جمع کر دیے (یعنی فداک ابی و امی فرمایا)

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ بنت سعد کو کہتے سنا کہ میرے والد والدہ وہ ہیں جن کے لیے نبی ﷺ نے یومِ اُحد میں اپنے والدین جمع کیے۔

سعد بن ابی وقاص کی وقاص کی اولاد میں سے محمد بن بجاد سے مروی ہے کہ انہوں نے عائشہ بنت سعد سے سنا جو اپنے والد سعد سے ذکر کرتی تھیں کہ نبی ﷺ نے یومِ اُحد میں اُن سے فرمایا، (افدی لک ابی و امی) میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

عائشہ بنت سعد کے اپنے والد کے لئے کچھ اشعار

عائشہ بنت سعد نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ انھوں نے کہا (اشعار)

الاهل اتی رسول اللہ انی
اے وہ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہے، میں نے اپنے تیروں کی نوک سے اپنے ہمراہیوں کی حفاظت کی۔

اذود بها عدوهم زیاداً
بکل حزونة وبکل سهل
میں ان تیروں کے ذریعے سے اُن کے دشمن کو دفع کرتا تھا۔ ہر سکت زمین سے اور ہر نرم زمین سے۔

لما یعدو رام من محمد
بسهم مع رسول اللہ قبلی
مجھ سے پہلے کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کا تیرا انداز نہیں شمار ہوتا تھا۔

اے اللہ جب وہ دعا کریں تو ان کی دعا قبول کر

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن مالک کے لئے فرمایا کہ اے اللہ جب وہ دعا کریں تو ان کی دعا قبول کر۔

سعد سے مروی ہے کہ میں میں اس حالت میں حاضر ہوا کہ میرے چہرے میں سوائے ایک بال کے نہ تھا جسے میں پیش کرتا، بعد کو اللہ نے مجھے بہت سی ڈانڈیاں دے یعنی اولاد کثیر۔

سعد بن ابی وقاص نبی ﷺ کے ہمراہ

لوگوں نے بیان کیا کہ سعد بدرِ واحد میں حاضر ہوئے۔ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جب لوگوں نے پشت پھیری تو وہ ثابت قدم رہے، خندقِ وحدِ یسیر و خیبر و فتح مکہ میں بھی حاضر ہوئے، اُس روز (یعنی فتح مکہ کے دن) مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا اُن کے پاس تھا، تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے، وہ اُن اصحاب میں سے تھے جو تیرا اندازوں میں بیان کیے گئے۔

سعدؓ سیاہ خضاب لگاتے تھے

محمد بن عثمان نے ایک جماعت سے جن کا انہوں نے نام بیان کیا روایت کی کہ سعدؓ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ وہ سیاہی سے بال رنگتے تھے۔

سعدؓ کا حلیہ مبارک

عائشہ بنت سعدؓ سے مروی ہے کہ میرے والد پست قد، ٹھٹھے، موٹے، بڑے سروالے تھے، انگلیاں موٹی تھیں، بال بہت تھے اور سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

وہب بن کیسان سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاصؓ کو سوت ریشم ملا ہوا (خز) پہنا دیکھا۔ عمرو میمون سے مروی ہے کہ مسند میں سعدؓ نے ہماری امامت کی، حکیم بن الدیلی سے مروی ہے کہ سعدؓ کنکریوں پر تسبیح پڑھا کرتے تھے، سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ محمد بن ابراہیم بن سعدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعدؓ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔ سعدؓ سے مروی ہے جب وہ لہسن کھانا چاہتے تو جنگل چلے جاتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ سعدؓ کہا کرتے تھے کہ میں یہ نہیں خیال کرتا کہ میری اس خصلت کے ساتھ مجھ سے زیادہ کوئی مستحق خلافت ہو، میں نے جہاد کیا ہے جب کہ میں جہاد کو پہنچا تھا اور میں اپنی جان نہ کھپاؤں گا، اگر کوئی شخص مجھ سے بہتر ہوگا، میں (اب) قتال نہ کروں گا تا قتیکہ تم مجھے ایسی تلوار نہ لاؤ جس کے دو آنکھیں ہوں اور ایک زبان ہو اور دو ہونٹ ہوں پھر وہ کہے کہ یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے (مطلب یہ ہے کہ مومن و کافر ایک ہی شکل کے ہوتے، کہے مومن سمجھیں اور کہے کافر سمجھیں)۔

یحییٰ بن الحصین کی روایت

یحییٰ بن الحصین سے مروی ہے کہ میں نے ایک قبیلے والوں سے سنا جو بیان کرتے تھے کہ میرے والد نے سعدؓ سے کہا کہ آپ کو جہاد سے کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے کہا کہ تا قتیکہ تم مجھے ایسی تلوار نہ دو جو مومن اور کافر کو پہچانتی ہو۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں مدینے سے مکے تک سعد بن ابی وقاصؓ کے ساتھ رہا۔ واپسی تک انہیں نبی ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے نہ سنا۔

سعدؓ نے اپنی خالہ سے روایت کی کہ لوگ سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس آئے، ان سے کچھ دریافت کیا، وہ خاموش ہو گئے، پھر کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں تم سے ایک کہوں گا تو تم اس پر سو بڑھالو گے۔

سعد رحمہ اللہ کی وصیت

سعد سے مروی ہے کہ میں ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ قریب مرگ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ عیادت کے لئے تشریف لائے۔ عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس مال کثیر ہے اور سوائے میری بیٹی کے کوئی وارث نہیں، کیا میں

اپنے دو تہائی مال کی وصیت کر دوں۔

فرمایا، نہیں میں نے کہا اچھا آدھا۔ آپ نے فرمایا نہیں، میں نے کہا اچھا تہائی فرمایا ہاں تہائی۔ اور تہائی بھی بہت ہے، اگر تم اپنی اولاد کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں تنگ دست چھوڑ جاؤ۔ کہ وہ لوگوں سے سوال کریں، تم ہرگز کوئی نفع نہیں ادا کرتے تمہیں اسکا اجر نہ ملتا ہو، حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دیتے ہو، شاید کہ تم پیچھے چھوڑ جاؤ اور اس سے ایک جماعت کو نفع ہو اور دوسری جماعت کو ضرر۔

اے اللہ میرے اصحاب کی ہجرت کو جاری رکھ، انھیں اُن کے پس پشت نہ لوٹا۔ لیکن غریب سعد بن خولہ اگر مکے میں مر گئے تو رسول اللہ ﷺ اُن کا غم کریں گے۔

آپ ﷺ کا سعد کو نصیحت کرنا

سعد سے مروی ہے کہ آنحضرت میری عیادت کو تشریف لائے، میں مکے میں تھا، آپ کو یہ پسند نہ تھا کہ میں اُس زمین میں مروں جہاں سے ہجرت کی۔ فرمایا، اللہ ابن عفرہ پر رحم کرے، عرض کی، یا رسول اللہ میں اپنے کل مال کی وصیت کر دوں، فرمایا نہیں عرض کی آدھا؟ فرمایا، نہیں میں نے کہا تہائی کی۔ فرمایا ہاں تہائی بھی بہت ہے، تم اگر اپنے ورثہ کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں مفلس چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے دست نگر ہوں۔

گھر والوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے

جب کبھی تم اپنے گھر والوں پر کوئی نفع خرچ کرتے ہو تو وہ صدقہ ہے، یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جسے تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو، قریب ہے کہ اللہ تمہیں اٹھالے، پھر ایک قوم کو تم سے نفع پہنچے اور دوسروں کو ضرر راوی نے کہا کہ اس وقت سوائے ایک بیٹی کے اُن کے اور کوئی نہ تھا۔

آپ ﷺ کا سعد کی شفاء کے لئے تین مرتبہ دعا کرنا

سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس جب وہ مکے میں بیمار تھے، عیادت کو تشریف لائے، انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس زمین میں نہ مر جاؤں جہاں سے میں نے ہجرت کی ہے جیسے کہ سعد بن خولہ مر گئے، آپ اللہ سے دعا فرمائے کہ وہ مجھے شفا دے، آپ نے فرمایا اے اللہ سعد کو شفا دے، اے اللہ سعد کو شفا دے، اے اللہ سعد کو شفا دے۔

گھر والوں کا بھی خیال کرنا چاہئے

انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے پاس بہت مال ہے اور سوائے ایک بیٹی کے کوئی وارث نہیں، تو کیا، میں اپنے پورے مال کی وصیت کر دوں۔ فرمایا نہیں۔ عرض کی، دو تہائی کی وصیت کر دوں، فرمایا ہاں تہائی کی، اور تہائی بھی بہت ہے، تمہارا مال جو تم پر خرچ ہوتا ہے وہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے، جو خرچ تمہارے کنبے پر ہوتا ہے وہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے، جو خرچ تمہاری بیوی پر ہوتا ہے وہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے، تمہارے اپنے عزیزوں کا بھی یہ خیال کرنا چاہئے کہ تم انھیں اس حالت میں چھوڑ دو کہ وہ لوگوں سے سوال کریں۔

محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب وہ مکے میں وصیت کرنا چاہتے تھے تو نبی ﷺ کے پاس آئے، انھوں نے کہا کہ میرے سوائے ایک بیٹی کے کوئی نہیں، کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں، فرمایا نہیں، مرض کی نصف کی وصیت کردوں، فرمایا نہیں انھوں نے کہا کیا تہائی کی وصیت کردوں، فرمایا ہاں تہائی کی، اور تہائی بھی بہت ہے۔

عمرو بن القاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ تشریف لائے، جنین روانہ ہوئے تو سعد کو مریض چھوڑ گئے، الجوانہ سے عمرے کے لیے آئے تو اُن کے پاس گئے، وہ درو میں مبتلا تھے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے مال ہے اور میرا سوائے ایک بیٹی کے کوئی وارث نہیں تو کیا میں اپنے مال کی وصیت کردوں، فرمایا نہیں انہوں نے کہا کیا اُس کے آدھے کی وصیت کردوں فرمایا نہیں، انہوں نے کہا ایک تہائی کی وصیت کردوں، فرمایا ہاں اور یہ بھی بہت ہے یا زیادہ ہے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس مکان میں مروں گا جہاں سے ہجرت کی تھی، فرمایا مجھے اُمید ہے کہ اللہ تمہیں بیماری سے اٹھائے گا، ایک قوم کو تمہارے ذریعے سے ضرور پہنچائے گا۔ (یعنی کفار کو) اور دوسروں کو تم سے نفع پہنچائے گا، اے عمرو اگر میرے بعد سعد مرجائیں تو انہیں یہاں مدینے کے راستے کی طرف دفن کرنا، اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا۔

سعد کی مدینے میں مدفون ہونے کی خواہش

عبدالرحمن الاعرج سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کی خدمت کے لئے ایک شخص کو چھوڑ دیا اور فرمایا اگر سعد مکے میں مرجائیں تو انہیں اس میں دفن نہ کرنا۔

ابی بروہ بن ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے نبی ﷺ سے کہا کیا آپ کسی شخص کا اُس زمین میں مرنا ناپسند فرماتے ہیں جہاں سے اُس نے ہجرت کی ہے، آپ نے فرمایا ہاں۔

سعد بن ابی وقاصؓ کے لئے نبی ﷺ کا علاج

سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ عیادت کو تشریف لائے، آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا، میں نے اُس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی، فرمایا: تم مریض قلب ہو، لہذا حارث بن کلاب اور ثقیف کے پاس آؤ، وہ ایسے آدمی ہیں جو طبابت کرتے ہیں، اُن سے کہو کہ مدینے کی عجوبہ کھجوروں میں سے سات کھجوریں مع گٹھلی کے ہیں ڈالیں اور وہ تمہیں پلائیں۔

کیونکہ اللہ مجھے کبھی عذاب نہ دے گا

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ میرے والد کا سر جب وہ قضا کر رہے تھے میری آغوش میں تھا۔ میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے، انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے فرزند تمہیں کیا چیز رلاتی ہے، میں نے کہا کہ آپ کی وفات، اس لئے کہ میں آپ کا بدل نہیں دیکھتا، انہوں نے کہا کہ میرے لڑ پرندہ روؤ، کیونکہ اللہ مجھے کبھی عذاب نہ دے گا۔

میں اہل جنت میں سے ہوں

اللہ مومنین کو ان حسنات کی جزا دیتا ہے جو انہوں نے اللہ کے لئے کیے، کفار کے عذاب میں ان کے حسنات کی وجہ سے تخفیف کر دیتا ہے، جب حسنات ختم ہو جاتے ہیں تو پورا عذاب ہونے لگتا ہے، ہر عمل کرنے والے کو اس شخص سے اپنے عمل کا اجر مانگنا چاہئے، جس کے لیے اس نے عمل کیا۔

وفات اور تدفین

مالک بن انس نے ایک سے زائد لوگوں کو کہتے سنا کہ سعد بن ابی وقاص کا عقیق میں انتقال ہوا، وہ مدینے لائے گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

محمد بن عبد اللہ بن برادر ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابن شہاب سے پوچھا گیا کیا میت کا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا مکروہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ سعد بن ابی وقاص تو عقیق سے مدینے لائے گئے۔

یونس بن یزید سے مروی ہے کہ ابن شہاب سے پوچھا گیا کہ میت کا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو لے جانا مکروہ ہے انہوں نے کہا کہ سعد بن ابی وقاص تو عقیق سے مدینے لائے گئے۔

سعدؓ کی نماز جنازہ اور کس طرح ان کا جنازہ اٹھایا گیا

عباد بن عبد اللہ بن زبیرؓ عائشہؓ سے روایت کرتے تھے کہ جب سعد بن ابی وقاص کی وفات ہوئی تو ازواج نبیؓ نے کہا ابھیجا کہ ان کا جنازہ مسجد میں گزاریں، لوگوں نے ایسا ہی کیا، اسے ان کے حجروں کے پاس روکا گیا، ازواج نے ان پر نماز پڑھی، پھر اسے اس باب الجنائز سے نکالا گیا جو القاعد کی جانب تھا۔

واللہ! رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن البیہا پر مسجد ہی میں نماز پڑھی

ازواج کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ جنازوں کو مسجد میں داخل نہیں کیا جاتا تھا۔ عائشہؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کو اس تیزی سے اس بات کی طرف کس نے چلایا کہ وہ اس پر اعتراض کر بیٹھے جس کا انہیں علم نہیں، انہوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ مسجد میں جنازہ گزارا گیا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن البیہا پر محض مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

عباد بن عبد اللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے جنازہ سعدؓ کے متعلق حکم دیا ان کے پاس مسجد میں گزارا جائے، بعد کو معلوم ہوا کہ اس بارے میں اعتراض کیا گیا ہے تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کو اعتراض کی جانب اس تیزی سے چلایا، واللہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن البیہا پر مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

ازواج مطہرات نے سعدؓ کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی

صالح بن سعید نے، جو اسود کے مولیٰ تھے، روایت کی کہ میں سعید بن المسیب کے پاس تھا کہ علی بن حسینؓ آئے، انہوں نے پوچھا کہ سعد بن ابی وقاص پر نماز کہاں پڑھی گئی تو کہا کہ ان کا جنازہ مسجد میں ازواج نبیؓ کے

پاس لایا گیا جنہوں نے کہلا بھیجا تھا کہ ہم جنازے کے پاس نہیں آسکتے کہ اُن پر نماز پڑھیں، جنازہ لوگ اندر لے گئے، اُسے اُن کے سروں پر کھڑا کر دیا اور ازواج نے اُن پر نماز پڑھی۔

بوقت وفات حضرت سعدؓ کی عمر

عائشہ بنت سعدؓ سے مروی ہے کہ میرے والد رحمہ اللہ کا اپنے محل واقع عقیق میں انتقال ہوا۔ جو مدینے سے دس میل تھا، انھیں لوگوں کے کندھوں پر لاد کے مدینے لایا گیا، مروان الحکم نے جو اُس زمانے میں ولی مدینہ تھے، اُن پر نماز پڑھی، یہ ۵۵ھ میں ہوا اور جس روز وہ مرے تو ستر برس سے زائد کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اُن کے وقت وفات کے بارے میں جو کچھ ہم سے روایت کیا گیا ہے یہ سب سے زیادہ ثابت ہے۔ سعدؓ نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے بھی روایت کی ہے۔ محمد بن سعدؓ نے کہا کہ میں نے محمد بن عمرؓ کے علاوہ اُن لوگوں سے سنا جو عامل علم ہیں، انھوں نے اُن سے روایت کی کہ سعدؓ کا انتقال ۵۵ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

سعد بن ابی وقاص کا ترکہ

عائشہ بنت سعدؓ سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے اپنے نقد مال کی زکوٰۃ میں مروان بن الحکم کے پاس پانچ ہزار درہم بھیجے اور وفات کے دن دو لاکھ پچاس ہزار درہم چھوڑ گئے۔ سالم بن عبد اللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے جب سعد بن ابی وقاص کو عراق سے معزول کیا تو اُن کے مال کو تقسیم کر لیا۔

عمیر بن ابی وقاص ابن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ، ان کی والدہ آمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمیر بن ابی وقاص اور عمرو بن معاذ براہ سعد بن معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

طفولیت جہاد میں شرکت کی شدید خواہش

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ قبل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی جانب روانہ ہونے کے لئے ہم لوگوں کا معائنہ فرمائیں، میں نے اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاص کو چھپتے دیکھا تو پوچھا، اسے براہر تھیں کیا ہوا ہے، انھوں نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے دیکھ لیں گے تو بچہ کرواپس کر دیں گے، میں روانہ ہونا چاہتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمادے۔

سولہ برس کی عمر میں شہادت

پھر وہ رسول اللہ کے سامنے پیش کیے گئے، تو آپ نے انھیں بچوں میں شمار کیا اور فرمایا کہ واپس جاؤ، عمیر

روئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی۔ ان کی صغیر سنی کی وجہ سے میں تلوار کا پرتلہ اُس کے باندھ کر تاہم بدر میں قتل کر دیے گئے، اُس وقت وہ سولہ برس کے تھے، انھیں عمرو بن عبدود نے قتل کیا۔

قبائل عرب میں سے حلفائے بنی زہرہ ابن کلاب

عبداللہ بن مسعود

ابن غافل بن حبیب بن شیخ بن فار بن مخزوم بن صلبہ بن کامل ابن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل :
مدد کہ مدد کہ کا نام عمرو بن الیاس ابن مضر تھا، اپنی کینیت ابو عبد الرحمن تھی، مسعود بن غافل نے عبد بن الحارث :
زہرہ سے جاہلیت میں معاہدہ حلف کیا (جس کا مطلب یہ تھا کہ ایک فریق کی جس کسی سے حق یا ناحق جنگ ہوگی
دوسرا فریق اُس کی مدد کرے گا اور اس پر حلف و قسم کھالی جاتی تھی،

عبداللہ بن مسعود کی والدہ ام عبد بنت عبدود بن سواء بن قریم ابن صلبہ بن کامل بن حارث بن تمیم،
سعد بن ہذیل تھیں، اُن کی ماں بنت عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں۔
عالمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔

آپ ﷺ کا معجزہ

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ جب میں قریب بلوغ کے تھا تو عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا کر
نبی ﷺ اور ابو بکر آئے جو مشرکین سے بھاگے تھے (یعنی سفر ہجرت میں تھے) دونوں نے فرمایا کہ اے لڑکے تمہارے
پاس کچھ دودھ ہے جو تم ہمیں پلا دو، میں نے کہا کہ میں امانت دار ہوں، تم لوگوں کو پلانے والا نہیں ہوں، نبی ﷺ
فرمایا تمہارے پاس کوئی ایسی پٹھ بکری کا بچہ ہے جو ابھی گا بھین نہ ہوئی ہو) میں نے کہا کہ ہاں۔

میں اُسے آپ کے پاس لایا، نبی ﷺ نے اُس کی نائک اپنی ران میں دبا لی اور اُس کا تھن چھوا اور دعا کی
پھر تھن چھوڑ دیا، ابو بکر آپ کے پاس ایک پتھر لائے، جس کے بیچ میں گڑھا تھا، نبی ﷺ نے اُس میں دوہا، ابو بکر :
پیا اور اس کے بعد آپ نے پیا، آپ نے تھن سے فرمایا کہ سُکو جا، اور وہ سُکو گیا۔

ابن مسعود نے کہا کہ میں اس کے بعد آپ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ بات مجھے بھی سکھا دیجیے، تو آپ نے
فرمایا کہ تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو، میں نے آپ کے دہن مبارک سے اس طرح ستر ستر قمیص حاصل کی ہیں اُن میں کوئی
میرا شریک نہیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل ہونے سے پہلے
اسلام لائے۔

سب سے پہلے جس شخص نے مکہ میں قرآن کو ظاہر کیا

قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ رسول اللہ کے دہن مبارک سے سب سے پہلے جس شخص نے مکہ میں
قرآن کو ظاہر کیا وہ عبداللہ بن مسعود ہیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ (براویت ابو معشر و محمد بن عمر) عبد اللہ بن مسعود نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں، محمد بن اسحق نے پہلی ہجرت میں اُن کا ذکر نہیں کیا، انہوں نے ملک حبشہ کی جانب دوسری ہجرت میں اُن کا ذکر کیا ہے۔

قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نے ملک حبشہ میں کسی چیز میں فرش کرنے کے لیے دو دینار لیے۔ محمد بن جعفر بن زبیر سے مروی ہے کہ جب عبد اللہ بن مسعود نے مکے سے مدینے کو ہجرت کی تو وہ معاذ بن جبل کے پاس اُترے۔ عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نے جب ہجرت کی تو وہ سعد بن خیشمہ کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن مسعود اور زبیر بن العوام کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبد اللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے آئے تو آپ نے لوگوں کو مکانات کی زمین عطا فرمائی، بنی زہرہ کے ایک قبیلے نے، جو بنو عبد زہرہ کہلاتے تھے۔ عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ اے ابن ام عبد اللہ ہمارے پاس سے دور ہٹ جاؤ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کیوں، کیا اس وقت بھی اللہ مجھے مبعوث کرے گا (جب کہ میں تمہارے اس تکبر و ظلم پر خاموش رہوں) اللہ اُس قوم کو برکت نہیں دیتا جو اپنے کمزور کو اُس کا حق نہ دے۔“ یحییٰ بن جعدہ سے بھی حدیث مذکور کے مثل مروی ہے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکانات کی حد معین فرمائی، آپ نے مسجد کے پیچھے ایک کنارے بنی زہرہ کے لیے حد معین کی، عبد اللہ بن مسعود اور عتبہ بن مسعود کے لیے بھی مسجد کے پاس جگہ مقرر فرمائی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود بدر میں حاضر ہوئے، غبراء کے دونوں بیٹوں نے ابو جہل کو زخمی کر دیا تو انہوں نے اس کی گردن مار دی، اُحد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ایک آیت کی تفسیر

عبد اللہ بن مسعود سے اللہ تعالیٰ کے قول ”الذین استجابوا لله والرسول“ (جن لوگوں نے اللہ اور رسول اللہ کی دعوت کو قبول کیا) کی تفسیر میں مروی ہے کہ ہم اٹھارہ آدمی تھے (جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا تھا)۔

عبد اللہ بن مسعودؓ نبی ﷺ کے راز دار

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رسول اللہ کے راز دار، آپ کا بستر رکھنے اور بچھانے والے، آپ کی مسواک اور نعلین مبارک رکھنے والے اور وضو کا پانی رکھنے والے تھے (یہ سفر میں ہوتا تھا)۔ ابی اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل فرماتے تو عبد اللہ بن مسعود پردہ کرتے تھے اور جب

آپ سوتے تو آپ کو بیدار کرتے تھے، آپ کے ہمراہ سفر میں مسلح ہو کے جاتے تھے۔
ابی الدرداء سے مروی ہے کہ کیا تم میں صاحب السواد (یعنی رسول اللہ ﷺ کے رازدار) نہیں ہیں اور صاحب السواد مسعود ہیں۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود (رسول اللہ ﷺ کے) رازدار اور بستہ اور نعلین رکھنے والے تھے، قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود (رسول اللہ ﷺ کے) رازدار اور بستہ اور نعلین رکھنے والے تھے۔

عبداللہ بن مسعود کا رسول اللہ ﷺ کو نعلین پہنانا

قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رسول اللہ ﷺ کو نعلین پہناتے اور آپ کے آگے (عصا کے چلتے) جب آپ مجلس میں آتے تو وہ آپ کی نعلین اتارتے، اور اپنی باہوں (بغل میں) دبا بیٹے، آپ کو (عصا دے دیتے) جب رسول اللہ ﷺ اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو وہ آپ کو نعلین پہنا دیتے، عصا لے کے آگے چلتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے حجرے میں داخل ہو جاتے۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، تا وقتیکہ میں تمہیں اجازت ہے کہ میرے حجرے کا پردہ اٹھاؤ اور میرا راز سنو۔

ابی الحق سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور میں سوائے ابن مسعود کے آپ کا اہل کسی کو نہیں دیکھتا۔

اگر کسی کو امیر بنانا تو

علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میں مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کے علاوہ کسی اور کو امیر بنانا تو ابن ام عبد اللہ بن مسعود کو امیر بنانا۔

ملقمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کو ان کے طریقے، ان کے حسن سیرت اور ان کی میانہ روی میں رسول اللہ ﷺ سے تشبیہ دی جاتی تھی، اور علقمہ کو عبداللہ بن مسعود سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

شیفیت سے مروی ہے کہ میں نے حذیفہؓ کو کہتے سنا کہ طریقے اور حسن سیرت اور میانہ روی سب سے زیادہ محمد ﷺ کے مشابہ عبداللہ بن مسعود تھے، آپ کے نکلنے کے وقت سے آپ کے واپس ہونے تک مجھے معلوم نہیں کہ وہ آپ کے مکان میں کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن مسعود کا آپ ﷺ کی میانہ روی اور طریقے سے قریب ہونا

ابو الحق سے مروی ہے کہ میں نے عبد الرحمن بن یزید کو کہتے سنا کہ ہم نے حذیفہؓ سے کہا: ہمیں وہ آدمی بتاؤ جو رسول اللہ ﷺ کی میانہ روی اور طریقے سے قریب ہوتا کہ ہم اس سے سیکھیں انہوں نے کہا کہ میں طریقے اور میانہ روی اور حسن سیرت میں سوائے ام عبداللہ کے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قریب کسی کو نہیں جانتا، یہاں تک کہ انہیں مکان کی دیوار چھپالے (یعنی ان کا انتقال ہو جائے) اور محفوظ (متمنی) اسباب محمد ﷺ یہ جانتے تھے کہ ابن ام عبد بہ

اعتبار اسلئے کے اُن سے زیادہ اللہ کے قریب ہیں۔

ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود جب مجلس (دار) میں آتے تو انس کی باتیں کرتے اور بلند آواز سے کلام کرتے تاکہ لوگ مانوس ہو جائیں۔

اسلام لانے کے بعد کے معمولات

ثویر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابن مسعود کو کہتے سنا کہ جب سے میں اسلام لایا چاشت کو نہیں سویا۔

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ دو شنبے کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

عبدالرحمن بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود سے کم (نفل) روزہ رکھتے کسی فقیہ (عالم) کو نہیں دیکھا، اس سے کہا گیا کہ آپ اوروں کے برابر نفل روزہ کیوں نہیں رکھتے تو انہوں نے کہا کہ میں نے روزے نماز کو پسند کیا ہے، جب میں بکثرت روزہ رکھوں گا تو نماز سے کمزور ہو جاؤں گا۔

قیامت کے دن عبد اللہ کا قدم میزان اُحد سے زیادہ وزنی ہوگا

ام موسیٰ سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ نبی ﷺ نے ابن مسعود کو حکم دیا کہ وہ ایک درخت پر چڑھیں اور اُس کی کوئی چیز آپ کے پاس لائیں، اصحاب نے اُن کی پنڈلیوں کی باریکی دیکھی تو ہنسے، نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا مانتے ہو، قیامت کے دن عبد اللہ کا قدم میزان اُحد سے زیادہ وزنی ہوگا۔

ابراہیم اسیٰ سے مروی ہے کہ ابن مسعود ایک درخت پر چڑھے، لوگ اُن کی پنڈلیوں کی باریکی پر ہنسے لگے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ اُن پر ہستے ہو حالانکہ میزان میں اُن دونوں کا وزن جبل اُحد سے زیادہ۔

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے درخت اراک (پیلو جس کی مسواک کرتے ہیں) میں سے کچھ چنایا توڑا کرتا تھا، قوم میری پنڈلی کی باریکی پر ہنسی تو نبی ﷺ نے فرمایا تم لوگ کس بات پر ہستے ہو عرض کی ان کی پنڈلی کی باریکی پر فرمایا وہ میزان میں اُحد سے زیادہ وزنی ہے۔

یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا

یزید بن وہب سے مروی ہے کہ میں قوم کے ساتھ عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک دُبلّا پتلا آدمی آیا۔ عمرؓ اس کی طرف دیکھنے لگے اور خوشی سے اُن کا چہرہ کھل گیا، اور فرمایا یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا، یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا، وہ ابن مسعود تھے۔

عبد اللہ بن مسعود کی کچھ صفات

حبہ بن جویں سے مروی ہے کہ ہم علیؓ کے پاس تھے، عبد اللہ ابن مسعود کی کوئی بات بیان کی تو قوم نے اُن کی ثنا تعریف کی، اور کہا اے امیر المؤمنین ہم نے کوئی آدمی عبد اللہ بن مسعود سے زیادہ خوش اخلاق اُن سے زیادہ نرم یعلیم والا، ان سے زیادہ اچھا ہم نشین اور ان سے زیادہ سکت متقی کسی کو نہیں دیکھا علیؓ نے کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا

ہوں کہ یہ بات تمہارے صدق دل سے ہے؟

انہوں نے کہا ہاں تو علیؓ نے کہا کہ اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں، اے اللہ میں بھی اُن کے حق میں یہی کہتا ہوں یا اس سے زیادہ جو اُن لوگوں نے کہا۔

دین کا فقیہ اور سنت کا عالم

حبہ سے مروی ہے کہ جب علیؓ کو فے میں آئے تو اُن کے پاس عبد اللہ بن مسعود کے شاگردوں کی ایک جماعت آئی، علیؓ نے اُن لوگوں سے اُن کو پوچھا، یہاں تک کہ اُن کو گمان ہوا کہ وہ اُن کا امتحان لیتے ہیں، علیؓ نے کہا کہ میں بھی اُن کے حق میں وہی کہتا ہوں بلکہ اس سے زیادہ کہتا ہوں جو اوروں نے کہا، انہوں نے قرآن پڑھا اس کے حلال کو حلال کیا اور اُس کے حرام کو حرام کیا، وہ دین کے فقیہ اور سنت کے عالم ہیں۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ ایک سال عبد اللہ بن مسعود کے پاس میری آمد و رفت ہوئی۔ میں نے انھیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا اور نہ اُن کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سوائے اس کے کہ ایک روز انھوں نے ایک حدیث بیان کی، جب اُن کی زبان پر آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تو اُن پر درد کی بے چینی غالب ہو گئی یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ پسینہ اُن کے چہرے سے ٹپک رہا ہے، پھر انہوں نے کہا کہ اے اللہ اس سے زیادہ یا اس کے قریب یا اس سے کم۔

رات بھر نماز میں کھڑے رہنا اور نماز میں کیفیت

عقلمند بن قیس سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود ہر شب پنجشنبہ کو نماز کے لیے رات بھر کھڑے رہتے، میں نے انھیں کسی رات یہ کہتے نہیں سنا کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" سوائے ایک مرتبہ، کے راوی نے کہا کہ میں نے اُن کی طرف دیکھا تو وہ عصا پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔ پھر عصا کی طرف دیکھا تو وہ کانپ رہا تھا۔

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک روز کوئی حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُن، وہ اور اُن کے کپڑے کا پہننے لگے، پھر انہوں نے کہا کہ اسی مثل یا اسی کے قریب۔

عبد اللہ بن مسعودؓ علم کے پہاڑ

عبد اللہ بن مرواس سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود ہر پنجشنبہ کو ہمیں خطبہ سناتے، کچھ کلمات کہتے اور خاموش ہو جاتے، جس وقت وہ خاموش ہو جاتے ہم لوگ یہ چاہتے کہ وہ ہمیں اور زیادہ سنائیں۔

عامر سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کی ہجرت گاہ حمص تھی، عمرؓ نے انھیں کوئے بھیج دیا اور اہل کوئے کو لکھا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے ابن مسعود کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے، ہذا اُن سے تم لوگ علم حاصل کرو۔

عبد اللہ بن مسعود کا وظیفہ

قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کا وظیفہ چھ ہزار درہم تھا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کو دیکھا۔ وہ کم گوشت والے (دبے) آدمی، نفیع مولائے عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود سب سے اچھا سفید کپڑا پہننے والے اور سب سے اچھی بو لگانے والے تھے۔

طلحہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رات کو خوشبو سے پہچانے جاتے تھے۔

عبداللہ بن مسعود کا حلیہ مبارک

عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود (ذیلے) پست قد اور نہایت گندم گوں آدمی، وہ متغیر نہیں ہوتے تھے (یعنی اُن کے سر اور داڑھی کے بال اپنا رنگ نہیں بدلتے تھے۔)

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ہبیرہ بن بریم نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کے ایسے بال تھے جن کو وہ اپنے نوں پر اٹھاتے، ایسا معلوم ہوتا کہ گویا وہ شہد سے بنائے گئے ہیں۔ وکیع نے کہا یعنی وہ ایک ایک بال کو (علیحدہ جعدہ) نہیں چھوڑتے تھے۔

ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کے بال اُن کی گردن تک پہنچتے تھے، میں نے انھیں دیکھا کہ جب وہ نماز پڑھتے تو انھیں اپنے کانوں کے پیچھے کر لیتے۔

بن مسعود کی مہر

ابراہیم سے مروی ہے کہ ابن مسعود کی مہر لوہے کی تھی۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو پریشان ہو گئے، ہم نے کہا کہ آپ کو کبھی کسی بار میں اتنا پریشان ہوتے نہیں دیکھا جتنا آپ اس بیماری میں پریشان ہو گئے، انہوں نے کہا کہ اس نے مجھے پکڑ لیا ہے اور غفلت کے قریب کر دیا ہے۔ سفیان ثوری سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے موت کو ذکر کیا اور کہا کہ میں آج اسے آسمان کرنے والا نہیں ہوں۔

بجلیہ کے ایک شخص جرید سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو اٹھایا نہ جاؤں۔ ابن مسعود سے مروی ہے کہ انھوں نے وصیت کی اور اس وصیت میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھا۔

عبداللہ بن مسعود کی وصیت

اگر انھیں اس مرض میں حادثہ موت پیش آجائے تو ان کی وصیت کا مرجع اللہ کی طرف زبیر بن العوام کی طرف اور ان کے فرزند عبداللہ زبیری کی طرف ہے، یہ دونوں (یعنی زبیر و ابن زبیر) جو پسند کریں اور جو فیصلہ کریں اور ان کے لیے جائز و مباح ہے۔ عبداللہ بن مسعود کی بیٹیوں میں سے کسی کا نکاح بغیر ان دونوں کی اجازت کے نہیں ہوگا، اس سے زینب کی طرف سے روکا نہ جائے گا۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے زبیر کو وصیت کی، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، انھوں نے ان کو اور ان کے بیٹے عبداللہ بن الزبیر کو وصیت کی، (جو حسب ذیل ہے)

”یہ عبداللہ بن مسعود کی وصیت ہے، اگر انہیں بیماری میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو ان کی وصیت کا مرجع زبیر بن العوام اور ان کے بیٹے عبداللہ بن الزبیر ہوں گے، یہ دونوں بالکل مختار و مجاز ہوں گے کہ اس کے متعلق جو انتظام کریں اور جو فیصلہ کریں ان پر اس بارے میں کسی قسم کی تنگی نہ ہوگی۔“

عبداللہ بن مسعود کی بیٹیوں میں سے کسی کا نکاح بغیر ان دونوں کے علم کے نہیں کیا جائے گا۔ اور ان امور سے ان کی بیوی نہ نب بنت عبداللہ الثقفیہ کی وجہ سے باز رہا جائے گا۔ وصیت میں ان کے غلام کے بارے میں یہ تھا کہ جب فلاں شخص پانچ سو درم ادا کر دے تو وہ آزاد ہے۔

خثیم بن عمرو سے مروی ہے کہ ابن مسعود نے یہ وصیت کی کہ انھیں دو سو درم کے حلقے میں کفن دیا جائے۔ عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ مجھے عثمان بن مظعون کی قبر کے پاس دفن کرنا۔

عبداللہ بن مسعود کی وفات

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی ۲۳ھ میں وفات ہوئی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔

بوقت وفات عبداللہ بن مسعود کی عمر

عون بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی وفات ہوئی تو وہ ستر برس سے زائد کے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے روایت کی گئی کہ عبداللہ بن مسعود پر عمار بن یاسر نے نماز پڑھی، اور کسی کہنے والے نے کہا کہ عثمان ابن عطان نے نماز پڑھی، عبداللہ کی موت سے قبل ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کے لیے دعائے مغفرت کی، ہمارے نزدیک زیادہ ثابت یہ ہے کہ عثمان بن عفان نے ان پر نماز پڑھی، عبداللہ بن مسعود نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے بھی روایت کی ہے۔

ثعلبہ بن ابی مالک سے مروی ہے کہ میں ان کے دفن کی صبح کو ابن مسعود کی قبر پر گزرا تو میں نے اسے اس حالت میں پایا کہ اس پر پانی چھڑکا ہوا تھا۔

ابی الاحوص سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود کی وفات ہوئی تو میں ابو موسیٰ اور ابو مسعود کے پاس حاضر ہوا ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: ابن مسعود نے اپنے بعد کوئی اپنا مثل چھوڑا ہے، تو انھوں نے کہا کہ اگر تم یہ کہو کہ ان کا مثل جب ہم چھپا دیے جائیں گے تو آئیگا اور جب ہم غائب ہوں گے تو وہ حاضر ہوگا (تو یہ شاید ہو سکے ورنہ اب تو نہیں ہے)

عبداللہ بن مسعود بن کا تر کہ

زر بن حبیش سے مروی ہے کہ ابن مسعود نے نوے ہزار درم چھوڑے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی وفات کے بعد زبیر بن العوام عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود کا وظیفہ مجھے دیجئے کیونکہ عبداللہ بن مسعود کے اعزہ بیت المال سے اس کے زیادہ مستحق ہیں، انھوں نے ان کو پندرہ ہزار درم دیئے۔

بیت المال سے وظیفہ کی تقرری

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبد اللہ ابن مسعود نے زبیرؓ کو وصیت کی عثمانؓ نے انھیں دو مال سے وظیفے سے محروم کر دیا تھا، ان کے پاس زبیرؓ آئے اور کہا کہ عبد اللہ بن مسعود کے عیال بیت المال سے زیادہ س کے محتاج ہیں، تو انھوں نے ان کو وظیفے کے بیس ہزار یا پچیس ہزار درم دیے۔

مقداد بن عمرو

ابن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطر و بن عمرو بن سعد ابن دہیر بن لوی بن ثعلبہ بن مالک بن شریہ بن ابی اہول بن قاش ابن دریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ، کنیت ابو معبد تھی۔ مانہ جاہلیت میں اسود بن عبد یغوث الزہری سے معاہدہ حلف کیا۔

انھوں نے ان کو متنبی بنایا اور انھیں مقداد ابن الاسود کہا جاتا تھا، جب قرآن نازل ہوا کہ "ادعوہم بآلہم" (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو) تو مقداد بن عمرو کہا جانے لگا۔ محمد بن اسحق اور محمد بن عمر کی روایت میں مقداد دوسری ہجرت میں ملک حبشہ کو گئے، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

مقداد بن عمرو اور جبار بن صحر کے درمیان عقد مواخاۃ

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب مقداد بن عمرو نے مکے سے مدینہ کو ہجرت کی تو وہ کلثوم بن لہم کے پاس اترے، رسول اللہ ﷺ نے مقداد بن عمرو اور جبار بن صحر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی حدیلہ میں مقداد کو نہ زمین دی، اس نے کی جانب انھیں ابی بن کعب نے بلایا تھا۔

مقداد بن عمرو سے مروی ہے کہ یوم بدر میں میرے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام سحر تھا۔ علیؓ سے مروی ہے کہ یوم بدر میں سوائے مقداد بن عمرو کے ہم میں کوئی سوار نہ تھا۔

لہد کی راہ میں سب سے پہلے گھوڑا دوڑانے والا

قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جس شخص کو اس کے گھوڑے نے دوڑایا وہ مقداد بن الاسود ہیں۔ سفیان نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جسے اس کے گھوڑے نے راہ خدا میں دوڑایا وہ مقداد بن الاسود ہیں۔

ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں

عبد اللہ سے مروی ہے کہ مقداد کے مشہد میں موجود تھا، البتہ مجھے ان کا ساتھ ہی ہونا اس سے زیادہ پسند ہے کہ جس سے ہٹایا گیا، وہ مشرکین بدر پر دعا کرتے ہوئے نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ آپ سے وہ بات نہ کہیں گے جو قوم موسیٰ نے موسیٰ سے کہی کہ "فاذهب انت ربک فقاتلانا ہنا قاعدون" (آپ

کارب اور آپ جائے اور آپ دونوں قتال کیجئے ہم لوگ یہیں بیٹھیں گے) ہم لوگ آپ کے دامن اور بائیں گے اور پیچھے، جنگ کریں گے۔ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ اس بات سے آپ کو چہرہ روشن ہو گیا اور اس نے آپ کو سرور کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ مقداد بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے، وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں بیان کیے گئے ہیں۔ جو تیر انداز تھے۔

ثابت سے مروی ہے کہ مقداد نے قریش کے کسی شخص کو پیام نکاح دیا تو انھوں نے انکار کیا، نبی ﷺ نے کہا کہ میں ضباع بنت زبیر بن عبدالمطلب سے تمھارا نکاح کر دوں گا۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنی پھوپھی سے اور انھوں نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ ہم نے مقداد کا وہ غمہ جو رسول اللہ ﷺ نے انھیں خیبر کی پیداوار سے پندرہ وقت جو (سالانہ) دیا تھا معاویہ بن ابی سفیان کے ہاتھ ایک لاکھ درم میں فروخت کر دیا۔

تم لوگ جہاد کو جاؤ، ہلکے ہو یا بھاری ہو

ابی راشد الجمرانی سے مروی ہے کہ میں مسجد سے نکلا تو مقداد ابن الاسود کو صرانوں کے ایک صندوق بیٹھے دیکھا جو صندوق سے بھی بڑے نظر آ رہے تھے، میں نے ان سے کہا کہ اللہ نے آپ کا عذر (سفر جہاد کے لیے) ظاہر کر دیا، انھوں نے کہا کہ ہم سورۃ الجوث (سورۃ توبہ) نے لازم ٹھہرایا ہے کہ ”انفرو اخفافاً وثقالاً“۔

کریمہ بنت مقداد سے مروی ہے کہ انھوں نے لوگوں سے اپنے والد کا حلیہ بیان کیا کہ وہ گندم گوں لائے، فراغ شکم، سر میں بہت بال تھے، ڈاڑھی کو زرد رنگتے، جو خوب صورت تھی، نہ بڑی نہ چھوٹی بڑی آنکھیں، پیوستہ ابرو، ناک کا بانسہ بھرا ہوا اور نتھنے تنگ تھے۔

سبب وفات ابی فائد سے مروی ہے کہ مقداد بن الاسود نے روغن بیدارنجیر لی لیا جس سے مر گئے۔ کریمہ بنت مقداد سے مروی ہے کہ مقداد کی مدینے سے تین میل پر الجرف میں وفات ہوئی، لوگوں کی گر دلوں میں لائے گا، مدینے میں بقیع میں مدفون ہوئے۔ عثمان بن عفان نے ان پر نماز پڑھی، یہ ۳۲ھ کا واقعہ ہے۔ وفات کے دن وہ ستر برس کے یا اسی کے قریب تھے۔

زبیرؓ کے اشعار مقداد کی ثناء میں

حکم سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان مقداد کی وفات کے بعد ان کی ثناء کرنے لگے تو زبیرؓ نے یہ شعر کہا۔

لا الفینک بعد الموت تندبني وفي حياتي مازد وتني زادعي

”میں تم کو اس حالت میں پاؤں گا کہ مرنے پر میرے محاسن بیان کرو گے حالانکہ تم نے جیتے جی مجھے توشہ تک نہ دیا“

خباہ بن الارت ابن جندلہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب جو بنی سعد بن زید مناۃ ابن تمیم میں سے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مجھے خباہ کے نسب کے متعلق موسیٰ ابن یعقوب بن عبد اللہ بن وہب بن زمعہ نے

سود محمد ابن عبدالرحمن سے جو عروہ بن الزبیرؓ کے یتیم تھے یہی خبر دی۔ اور ایسا ہی خواب کے بیٹے بھی کہتے تھے۔
لوگوں نے بیان کیا کہ ان پر گرفتاری آئی، وہ مکے میں فروخت کیے گئے تو انھیں ام انمار الخزاعیہ نے خریدا
ع عوف بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ کے حلیف تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ام خواب اور ام سباع بن عبد
الخزاعی ایک ہی تھیں، وہ مکے میں (عورتوں کا) ختنہ کرتی تھیں، یہ وہی تھیں کہ یوم احد میں حمزہ بن عبدالمطلب
س وقت ظاہر کیا جس وقت انھوں نے سباع بن عبدالعزیٰ سے جس کی ماں ام انمار تھی کہا کہ ”اور شرمگا ہوں کے
نے والی کے لڑکے ادھر میرے پاس آ“ خواب بن الارت آل سباع میں شامل ہو گئے اور انھوں نے اس سبب
سازہرہ کے حلف کو دعویٰ کیا۔

ب کی کنیت

علقہ سے مروی ہے کہ خواب کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔
خواب سے مروی ہے کہ میں لوہار تھا، اور عاص بن وائل پر میرا قرض تھا۔ میں اس کے پاس تقاضا کرنے
اس نے مجھ سے کہا کہ میں ہرگز ادا نہ کروں گا تا وقتیکہ تم محمدؐ کے ساتھ کفر نہ کرو، میں نے اس سے کہا کہ میں ہرگز ان
ساتھ کفر نہ کروں گا یہاں تک کہ تو مرے اور پھر زندہ کیا جائے۔

ت کا شان نزول

اس نے کہا کہ میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا تو اپنے مال و اولاد کے پاس آؤں گا، اس وقت تیرا
ادا کروں گا، اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ”الفرایست الذی کفر بآیاتنا و قال لا وین
دولدا فردا“ تک (آیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کے ساتھ کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال
دئی جائے گی)

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ خواب بن الارت رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل ہونے سے
وراس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

ب کچھ کمزور دل کے تھے

عروہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ خواب بن الارت ان کمزور لوگوں میں سے تھے جنہیں مکے میں عذاب دیا
تا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

ابی لیلیٰ الکندی سے مروی ہے کہ خواب بن الارت عمرؓ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا اجازت ہے، کیوں
وائے عمارؓ بن یاسر کے اس مجلس کا تم سے زیادہ مستحق کوئی نہیں، خواب انھیں وہ نشان دکھانے لگے جو مشرکین کے
ب دینے سے پڑ گئے تھے۔

واقعه

شعیب سے مروی ہے کہ خواب بن الارت عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے۔ انھوں نے ان کو اپنی نشست گاہ

پر بٹھایا اور کہا روئے زمین پر کوئی شخص اس مجلس کا ان سے زیادہ مستحق نہیں، سوائے ایک شخص کے خوابؓ نے کہا یا امیر المؤمنین وہ کون ہے، تو فرمایا ”بلال“ خوابؓ نے ان سے کہا کہ یا امیر المؤمنین وہ مجھ سے زیادہ مستحق نہیں ہیں، کیونکہ بلال کے لیے مشرکین میں ایسا آدمی تھا، جس کے ذریعے سے اللہ ان کی حفاظت کرتا، میرے لیے کوئی نہ تھا جو میری حفاظت کرتا، ایک روز میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور آگ سنگائی، اس میں انھوں نے مجھے ڈال دیا، ایک آدمی نے اپنا پاؤں میرے سینے پر رکھا، میں زمین سے یا کہا کہ زمین کی تھنڈک سے سوا۔ اپنی پیٹھ کے نہ بچ سکا۔ پھر انھوں نے اپنی پیٹھ کھونی تو وہ سفید ہو گئی تھی۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب خوابؓ بن الارت نے مکہ سے مدینے ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنی پھوپھی سے روایت کی کہ مقداد ابن عمرو اور خوابؓ بن الارت نے جب مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اترے، دونوں برابر انہی کے مکان میں رہے یہاں تک کہ بنی قریظہ کو فتح کیا گیا۔

خوابؓ بن الارت اور جبر بن عتیک کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خوابؓ بن الارت اور جبر بن عتیک کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ خوابؓ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرا حاضر ہوئے۔

موت کی تمنا کی ممانعت

حارث بن مضرب سے مروی ہے کہ میں خوابؓ بن الارت کے پاس عیادت کے لیے آیا، جو سات جگہ سے جل گئے تھے، میں نے انھیں کہتے سنا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ کسی کو مناسب نہیں کہ وہ موت کی تمنا کرے تو میں اس کی تمنا کرتا، ان کا کفن لایا گیا جو کتانی کپڑے کا تھا۔

تو وہ رونے لگے، انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہؓ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا۔ جو ان کے پاؤں پر کھینچی جاتی تو قدموں سے سکڑ جاتی، یہاں تک کہ ان پر آخر (گھاس) ڈالی گئی،

میں نے اپنے کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حالت میں دیکھا ہے کہ نہ ایک دینار کا مالک تھا نہ ایک درم کا، اب میرے مکان کے کونے میں صندوق میں چالیس ہزار درم ہیں، میں اسی سے ڈرتا ہوں کہ ہماری نیکیاں ہمیں اسی زندگی میں نہ دے دی گئی ہوں۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ ہم خوابؓ بن الارت کے پاس عیادت کے لیے آئے، ان کا پیٹ سات جگہ جل گیا تھا، انھوں نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے کو منع کر دیا ہوتا تو میں ضرور کرتا۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت نے خوابؓ کی عیادت کی، ان لوگوں نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ خوش ہو جاؤ کہ کل تم (اللہ کے یہاں) اپنے بھائیوں کے پاس ہو گے، وہ رونے

لگے اور کہا کہ میرا حال ایسا ہی ہے۔

مجھے موت سے پریشانی نہیں، البتہ تم نے قدموں کا جو ذکر کیا، اور ان کو میرا بھائی کہا، تو وہ لوگ اپنے ثواب بے تحہ لے گئے۔، مجھے اندیشہ ہے، ان کا اعمال کا ثواب، جو تم بیان کرتے ہو۔ ان لوگوں کے بعد وہی نہ ہو جو ہمیں دیا گیا۔

وقت وفات خبابؓ کی عمر

عبداللہ بن عبداللہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن خباب سے پوچھا کہ تمہارے لد کا انتقال کب ہوا تو انھوں نے کہا کہ ۳۷ھ میں۔ اس روز تہتر برس کے تھے۔
محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی سے کہتے سنا کہ خبابؓ سب سے پہلے شخص ہیں جن کی قبر علیؓ نے کوفہ میں بنائی اور انھوں نے اپنی واپسی میں صفین پر ان پر نماز پڑھی۔

کوفہ کی اونچی زمین میں سب سے پہلے مدفون

ابن الخباب سے مروی ہے کہ لوگ اپنی میتوں کو اپنے قبرستانوں میں دفن کرتے، جب خباب کے مرض شدت ہوئی تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ اے فرزند جب میں مردوں تو مجھے اس اونچی زمین (ظہر) پر دفن کرنا، یونکہ جب تم مجھے اس اونچی زمین پر دفن کرو گے تو کہا جائے گا کہ اونچی زمین پر اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک شخص دفن کیا گیا ہے۔ لوگ اپنی میتوں کو بھی دفن کریں گے۔ جب خباب کا انتقال ہوا تو وہ اونچی زمین میں دفن کیے گئے، کوفہ کی اونچی زمین میں سب سے پہلے مدفون خبابؓ تھے۔

والید بن یازد و الشمالینؓ

نام عمیرؓ بن عبد عمرو بن نھسلہ بن عمرو بن غیسان بن سلیم بن افسی ابن حارث بن عمرو بن عامر، خزاعہ میں سے تھے، کنیت ابو محمد تھی، وہ اپنے کام دونوں ہاتھوں سے کرتے اس لیے ذوالیدین (دو ہاتھ والے) کہلائے عبد عمرو بن نھسلہ کے آئے، ان کے اور عبد بن حارث بن زہرہ کے درمیان عقد مواخاۃ ہوا، عبد نے اپنی بیٹی نعم بنت عبد بن رث سے ان کا نکاح کر دیا، ان سے ان کے یہاں عمیرؓ ذوالشمالین اور ریطہ فرزند ان عبد عمرو پیدا ہوئے، ریطہ کا بپا سکنہ تھا۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ذوالشمالین عمیر بن عبد عمرو نے مکہ سے مدینہ کی طرف رت کی تو وہ سعد بن خیشمہ کے پاس اترے

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمیرؓ ابن عبد عمرو الخزاعی اور یزید بن حارث بن نسیم کے درمیان ند مواخاۃ کیا، دونوں کے دونوں بدر میں شہید ہوئے، عمیرؓ ذوالشمالین کو ابو اسامہؓ نے قتل کیا، عمیرؓ ذوالشمالین میں اپنے قتل کے دن تیس سال سے زائد تھے۔ محمد بن عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے یہ خروعد کی ایک بڑھیا نے بیان کیا۔

مسعود بن الربیع

ابن عمرو بن سعد بن عبد العزیٰ، القارۃ کے تھے، بنی عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے کنیت ابو عمیر تھی۔

ابو معشر اور محمد بن عمر نے مسعود بن الربیع کو اسی طرح کہا اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق نے مسعود بن الربیع کہا۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ مسعود بن الربیع القاری، رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل سے پہلے اسلام لائے، رسول اللہ ﷺ نے مسعود بن الربیع القاری، اور عبید بن الیہان کے درمیان عقد مواخاۃ بعض راویان علم نے بیان کیا کہ مسعود بن الربیع کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام عمرو بن ربیع تھا، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی اور وہ بھی بدر میں حاضر ہوئے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے ان کے بدر میں حاضر ہونے کا ثبوت نہیں دیکھا اور نہ علمائے سیر، ان کا ذکر کیا۔

مسعود بن ربیع کی وفات

مسعود بن ربیع بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے و ۳۰ مرے۔ جب ان کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی، ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔ آٹھ آدمی ہوئے (حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین میں ملے)

طلحہ بن عبید اللہ

ابن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، کنیت ابو محمد تھی۔ والدہ صعبہ بنت عبد اللہ الحضرمی تھیں۔ صعبہ کی والدہ حاتمہ بنت وہب بن عبد بن قصی بن کلاب تھیں اور وہب بن عبد تمام قریش صاحب الرقادہ تھے (صاحب الرقادہ وہ لوگ جو حجاج سے ان کے ضروری انتظامات کے لیے رقم وصول کرتے

طلحہ کی اولاد

طلحہ کی اولاد میں سے محمد تھے، وہی بھی تھے، انھیں کے نام سے ان کی کنیت ابو محمد ہوئی۔ اپنے والدہ جنگ جمل میں قتل ہوئے، دوسرے فرزند عمران بن طلحہ تھے، ان دونوں کی والدہ حمزہ بنت جحش بن رباب بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ تھیں۔ حمزہ کی والدہ امیرہ بنت عبد المطلب بن ہاشم مناف بن قصی تھیں۔

موسے بن طلحہ ان کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ بن عدس بن زید بن تیمم میں۔ قعقاع کو ان کی سخاوت کی وجہ سے تیار القرات (موج دریائے فرات) کہا جاتا تھا۔

یعقوب بن طلحہ جنگ حرہ میں مقتول ہوئے، بڑے نخی تھے اور اسماعیل واسحق، ان کی ماں ام زباں بنت عتبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس تھیں۔ زکریا، یوسف اور عائشہ، ان کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق تھیں۔ عیسیٰ اور یحییٰ، ان کی والدہ سعدی بنت عوف بن خارجہ ابن سنان بن ابی حارثہ المری تھیں۔

ام اسحق بنت طلحہ، جن سے حسن بن علی بن ابی طالب نے نکاح کیا، ان سے ان کے یہاں طلحہ (بن الحسن) پیدا ہوئے، حسن کی وفات کے بعد، حسین بن علی نے ان سے نکاح کر لیا، ان سے ان کے یہاں فاطمہ پیدا ہوئیں، ام اسحق کی والدہ الحیراء تھیں جو ام الحارث بنت قسامہ بن حظلہ بن وہب بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک ابن جدعانہ میں سے تھیں۔

صعبہ بنت طلحہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں، مریم بنت طلحہ کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ صالح بن طلحہ جو لا ولد مرگئے، ان کی ماں القرعہ بنت علی تھیں جو بنی تغلب کے قیدیوں میں سے تھیں۔

اسلام لانے کا ایک واقعہ

ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا کہ میں بصری کے بازار میں موجود تھا، ایک راہب اپنے صومع میں کہہ رہا تھا کہ اہل موسم (بازار والوں) سے پوچھو کہ ان میں کوئی شخص اہل حرم (مکہ) میں سے بھی ہے؟ میں نے کہا، ہاں میں ہوں، اس نے پوچھا، کیا احمد ظاہر ہوئے؟ میں نے کہا کون احمد، اس نے کہا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے بیٹے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں وہ ظاہر ہوئے اور وہ آخری نبی ہوں گے، ان کے نکلنے (اور ظاہر ہونے) کی جگہ حرم (مکہ) ہے، ان کی ہجرت گاہ کعبہ کے باغ اور پتھریلی اور شوریا پانی سے بلند زمین کی طرف ہوگی، دیکھو خبردار، تم انھیں چھوڑ نہ دینا۔

اس نے جو کچھ کہا وہ میرے دل میں بیٹھ گیا، میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوا، اور کئے آ گیا، دریافت کیا کہ کوئی نئی بات ہوئی ہے، لوگوں نے کہا ہاں، محمد بن عبد اللہ امین نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور ابن ابی قحافہ نے ان کی پیروی کی ہے۔

میں روانہ ہوا، ابو بکر کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم نے ان صاحب کی پیروی کی ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، تم بھی آپ کے پاس چلو، داخر اسلام ہو، اور آپ کا اتباع کرو، کیوں کہ آپ حق کی طرف بلاتے ہیں۔

طلحہ نے راہب کی گفتگو بیان کی، ابو بکر ان کو لے کے نکلے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، طلحہ عثمان ہوئے اور جو کچھ راہب نے کہا تھا اس کی رسول اللہ ﷺ کو خبر دی، رسول اللہ ﷺ اس سے سرور ہوئے۔

ابو بکر و طلحہ قرینین

ابو بکر و طلحہ بن عبید اللہ اسلام لائے تو ان دونوں کو نوفل ابن خویلد بن العدویہ نے پکڑ لیا اور ایک ہی رسی میں باندھ دیا، بنو تمیم نے بھی ان دونوں کو نہ بچایا، نوفل بن خویلد کو اس قدر قریش کہا جاتا تھا۔ اسی لیے ابو بکر و طلحہ قرینین (ساتھی) کہلائے۔

عبد اللہ بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ میں انحرار سے کوچ

کیا تو صبح کو آپ سے طلحہ بن عبید اللہ ملے، جو شام سے قافلے کے ہمراہ آئے تھے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر کو شامی کپڑے پہنائے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی کہ اہل مدینہ بہت دیر سے منتظر ہیں، رسول اللہ ﷺ نے چننے میں تیزی اختیار فرمائی، طلحہ کے چلے گئے، ضرورت سے فارغ ہوئے تو ابو بکر کے گھر والوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ طلحہ وہی شخص ہیں جو ان لوگوں کو مدینے لائے۔

عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی اسعد بن زرارہ کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث الیمتی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بسر بن سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بن عبید اللہ اور ابی بن کعب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہ کے لیے ان کے مکان کی جگہ مقرر کی۔ حارثہ الانصار اور دوسرے لوگوں سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ قافلہ قریش کی ملک شام سے روانگی کے انتظام میں تھے تو آپ نے اپنی روانگی سے دس روز پہلے طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قافلے کی خبر معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ دونوں الحور اتک پہنچے اور وہیں مقیم رہے، یہاں تک کہ قافلہ ان کے پاس سے گزرا۔

رسول اللہ ﷺ کو طلحہ و سعید کے واپس آنے سے پہلے خبر معلوم ہو گئی، اصحاب کو بدایا اور قافلے کے ارادے سے روانہ ہو گئے۔ قافلہ ساحل کے کنارے سے روانہ ہوا اور بہت تیز روانہ ہوا، وہ لوگ اپنی تلاش سے بچنے کے لیے شبانہ روز چلے۔

طلحہ بن عبد اللہ اور سعید بن زید مدینے کے ارادے سے روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ کو قافلے کی خبر دیں ان کو آپ کی روانگی کا علم نہ تھا، وہ موسیٰ روز مدینے آئے جس روز رسول اللہ ﷺ نے جماعت قریش سے بدر میں مقابلہ کیا۔

طلحہ و سعید کے لئے آپ ﷺ کا ثواب مقرر کرنا

رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لیے طلحہ و سعید مدینے سے روانہ ہوئے۔ آپ کو انھوں نے تربان میں پایا جالحج کے راستے پر ملے اور سیالہ کے درمیان ہے، آپ بدر سے واپس آ رہے تھے، طلحہ و سعید اس جنگ میں موجود نہ تھے، مگر رسول اللہ ﷺ نے بدر میں ان حصے اور ثواب نقر فرمائے، اس لیے یہ بھی انہیں کے مثل ہو گئے جو اس میں موجود تھے۔

طلحہ احد میں آپ کے ساتھ حاضر ہوئے، وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چاہتے تھے۔ اور آپ سے موت پر بیعت کی۔

طلحہ کا نبی ﷺ کا دفاع کرنا

مالک بن زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو تیر مارا طلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے بچایا، تیر ان کی چھ انگلیوں میں لگ گیا جس سے وہ بے کار ہو گئی، جس وقت انھیں تیر لگا تو انھوں نے کہا کہ ”حسن“ (بچ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ بسم اللہ کہتے تو اس طرح جنت میں داخل ہوتے کہ لوگ انھیں دنیا ہی میں دیکھتے۔

طلحہؓ کے سر میں تیر لگنا

اسی روز طلحہؓ کے سر میں ایک مشرک نے دو نیزے مارے، ایک مرتبہ جب کہ وہ اس کے رو برو تھے، دوسری دفعہ جب کہ وہ اس سے رخ پھیرے ہوئے تھے، اس سے تمام خون نکل گیا، ضرار بن الخطاب الغمری کہتا تھا کہ واللہ اس روز میں نے انھیں مارا تھا۔

طلحہؓ خندق میں تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

عامر الشعمی سے مروی ہے کہ یوم احد میں رسول اللہ ﷺ کی ناک اور آگے کے دانتوں میں چوٹ آئی، طلحہ بن عبید اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ سے بچایا تو ان کی انگلی میں چوٹ لگی جو بے کار ہو گئی۔ قیس سے مروی ہے کہ میں نے طلحہؓ کی دو انگلیوں کو دیکھا کہ بے کار ہو گئی تھیں، انھوں نے یوم احد میں رسول اللہ ﷺ کو ان سے بچایا تھا۔

یوم احد میں چوبیس زخم لگے

عائشہ و ام اسحاق و دختر ان طلحہؓ سے مروی ہے کہ ہمارے والد کے یوم احد میں چوبیس زخم لگے، جن میں سے ایک چوکور زخم سر میں تھا، اور پاؤں کی رگ نسا کٹ گئی تھی، انگلی شل (بے کار) ہو گئی تھی، اور باقی زخم جسم میں تھے، ان پر غشی کا غلبہ تھا، رسول اللہ ﷺ کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے تھے، آپ کا چہرہ زخمی تھا، آپ پر بھی غشی کا غلبہ تھا، طلحہؓ آپ کو اٹھا کر پشت اس طرح واپس لا رہے تھے کہ جب کبھی مشرکین میں سے کوئی ملتا تو وہ اس سے مڑتے یہاں تک کہ آپ کو گھائی کے سہارے سے لگا دیا۔

ام المومنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو بکرؓ نے بیان کیا کہ میں پہلا شخص تھا جو یوم احد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم لوگ اپنے ساتھی کو سنبھالو، آپ کی مراد طلحہؓ سے تھی جن کے بکثرت خون بہہ گیا تھا، مگر میں نے ان کو نہیں دیکھا تھا، پھر ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس آ گئے۔

ایک روایت کے مطابق چپتر یا سینتیس زخم لگے

موسیٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ اس روز (غزوہ احد میں) طلحہؓ چپتر یا سینتیس زخموں کے ساتھ واپس آئے، جن میں ایک تو ان کی پیشانی میں چوکور تھا، ان کی رگ نسا کٹ گئی تھی، اور وہ انگلی بے کار ہو گئی تھی جو انگوٹھے کے پاس ہے زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ طلحہؓ نے (اپنے لئے) جنت کو واجب کر لیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر میں تھی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب بار میدان میں تھے،

میرے اور ان لوگوں کے درمیان پردہ حائل تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے ایسے شخص کو دیکھنا پسند ہو جو زمین پر اس طرح چلتا ہے کہ اس نے اپنی حاجت پوری کر لی تو وہ طلحہ کو دیکھے۔

طلحہ کیلئے نبی ﷺ کا بشارت دینا

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں معاویہؓ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں، میں نے کہا: ضرور، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ طلحہؓ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی حاجت میں کامیابی حاصل کر لی۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے ایسے شخص کو دیکھنا پسند ہو جس نے اپنے حوائج میں کامیابی حاصل کر لی تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔

حصین نے کہا کہ طلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے قال کیا، وہ اس روز زخمی ہو گئے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے طلحہؓ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ تمہارا "شعار" یا "عشرا" ہے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نو آدمیوں کو سریہ کے طور پر بھیجا اور ان میں طلحہ بن عبید اللہ کا اضافہ فرما کر پورے دس کر دیا۔ اور فرمایا کہ تمہارا شعار "عشرا" ہے۔

طلحہ بن عبید اللہ کا حلیہ مبارک

محمدؐ نے کہا کہ میں نے کسی سے سنا جو کہ طلحہؓ کو حلیہ بیان کرتا تھا کہ وہ گندم گوں اور بڑے ہالوں والے تھے، مگر نہ بہت آراستہ اور بہت پر آگندہ اور کھلے ہوئے، ناک باریک اور خوبصورت تھی بہت تیز تیز چلتے تھے، ہالوں پر ضعیفی کا اثر نہیں پڑا تھا (یعنی سفید نہیں ہوئے تھے)، انہوں نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے روایت کی ہے۔

لوگوں کو شبہ میں نہ ڈالو

ابی جعفر سے مروی ہے کہ عمرؓ نے طلحہ بن عبید اللہ کے جسم پر دو چادریں دیکھیں جو گیرورگ ہوئی تھیں حالانکہ وہ احرام میں تھے، پوچھا: اے طلحہؓ! ان دونوں چادروں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا، امیر المومنین میں نے تو انہیں مٹی میں رنگا ہے۔

عمرؓ نے کہا: اے گردہ تم لوگ ائمہ (پیشوا) ہو، لوگ تمہاری اقتدا کریں گے، اگر کوئی جاہل تمہارے جسم پر یہ دونوں چادریں دیکھے گا تو کہے گا کہ طلحہؓ رنگین کپڑے پہنتے تھے، حالانکہ وہ احرام میں تھے۔

صفیہ بنت ابی عبید یا سلم سے مروی ہے کہ عمرؓ نے طلحہ بن عبید اللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کے جسم پر گیرورے رنگے ہوئے دو چادرے تھے، حالانکہ وہ محرم و حرام میں (تھے، انہوں نے کہا اے طلحہؓ یہ کیا ہے، تو انہوں نے کہا، امیر المومنین، وہ صرف مٹی ہی ہے (جس میں میں نے رنگا ہے) انہوں نے کہا کہ اے قوم تم لوگ ائمہ ہو، تمہاری اقتدا کی جائے گی، اگر کوئی جاہل تمہیں دیکھے گا تو کہے گا کہ طلحہؓ رنگین کپڑے پہنتے ہیں حالانکہ وہ احرام میں ہوتے ہیں اور محرم کا سب سے اچھا لباس سفید ہے، اس لیے لوگوں کو شبہ میں نہ ڈالو۔

ابراہیل نے کہا کہ میں نے عمروان بن موسیٰ بن طلحہؓ کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا کہ طلحہ بن عبید اللہؓ جمل میں مقتول ہوئے اور وہ سونے کی انگوٹھی پہنے تھے۔

طلحہؓ کی شہادت

عمران بن موسیٰ بن طلحہؓ نے اپنے والد سے روایت کی جب طلحہؓ کے ہاتھ میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی جسے ہوں نے اتار ڈالا تھا اور اس کی بجائے پوت کا چھلا پہن لیا، جنگ جمل میں اسی حالت میں کہ وہ چھدا ان کی انگلی میں ما ان پر مصیبت آگئی (کہ وہ شہید ہو گئے) رحمہ اللہ۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز طلحہؓ کے پاس گئی اور پوچھا: مجھے کیا ہوا کہ میں تم کو اس حالت میں دیکھتی ہوں کہ تم کو تمہارے گھر والوں سے رنج پہنچا ہے، معلوم ہو تو ہم لوگ رنج دور کریں، انہوں نے کہا کہ ہاں، تم مرد کی بیوی ہو (کہ سمجھ گئی) میرے پاس مال ہے۔

جس نے مجھے غم و فکر میں ڈال دیا ہے، انہوں نے کہا کہ اسے تقسیم کر دو، انہوں نے اپنی لڑکی کو بلایا اور کہا کہ تم اپنی قوم کے پاس جاؤ، وہ لے کر اسے تقسیم کرنے لگے، میں نے سعدی سے پوچھا کہ وہ مال کتنا تھا، تو انہوں نے کہا کہ چار لاکھ درہم۔

لہد کی راہ میں خرچ

حسنؓ سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہؓ نے اپنی ایک زمین عثمان بن عفانؓ کے ہاتھ سات لاکھ درہم میں فروخت کی، قیمت اپنے پاس اٹھا کے لے گئے، جب اس کو لائے تو انہوں نے کہا انسان اس طرح ہو کہ یہ مال رات کو اس کے پاس اور اس کے گھر میں رہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ اللہ کے امر عزیز میں سے رات کو کیا اس کے پاس آئے گا، انہوں نے اس طرح رات گزاری کہ ان کے قاصد اس مال کو لے کر مستحقین کو دینے کے لئے مدینے کی گلیوں میں پھر رہے تھے، پچھلی شب ان کے پاس اس میں سے ایک درہم بھی نہ تھا۔

قبیصہ بن جابرؓ سے مروی ہے کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہؓ سے زیادہ، بے مانگے، مال کثیر کا دینے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

کم سے کم عیب انسان کے گھر میں بیٹھنے پر ہوتا ہے

ابن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہؓ، کہ جن کا قریش کے بردبار لوگوں میں شمار تھا، یہ کہتے ہوئے سنا کہ کم سے کم عیب انسان کے گھر میں بیٹھنے پر ہوتا ہے۔

یعنی بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ ابو محمد طلحہؓ کو عراق سے ہر روز ایک ہزار دینار درہم لے اور دوا لنگ کی آمدنی ہوتی تھی۔

طلحہ بن عبید اللہؓ کی آمدنی

محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ طلحہ بن عبید اللہؓ کو عراق سے چار سے پانچ لاکھ کے درمیان

آمدنی ہوتی تھی، اور علاقہ سراۃ سے کم و بیش دس لاکھ دینار کی آمدنی ہوتی تھی، ان کی جائیدادوں کی بھی آمدنیاں تھیں۔ نبی تیم کا کوئی مفلس ایسا نہ تھا کہ انہوں نے اس کی اور اس کے عیال کی حاجت روائی نہ کی ہو، ان کی بیواؤں کا نکاح کرایا ہو، ان کے تنگ رستوں کو خادم نہ دیا ہو اور ان کے مقروضوں کا قرض نہ ادا کیا ہو، ہر سال جب ان کی آمدنی آتی تو عائشہؓ کو دس ہزار درہم بھیجتے، انہوں نے صبیحہؓ کی طرف تیس ہزار درہم ادا کئے تھے۔

طلحہ کا ترکہ

موی بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ معاویہؓ نے پوچھا: ابو محمد (طلحہؓ) رحمہ اللہ نے کتنا مال چھوڑا؟ میں نے کہا: بائیس لاکھ درہم اور دو دینار، حالانکہ ان کے مال میں چوری بھی گئی، انہیں ہر سال عراق سے ایک لاکھ کی آمدنی تھی۔ علاقہ سراۃ وغیرہ کی آمدنی کے علاوہ تھی، وہ اپنی نہریاں نالی کے کھیت سے مدینے کے گھروں میں ایک سال کا غلہ دیتے، بیس آب کش اونٹوں سے زراعت کرتے تھے، سب سے پہلے جس نے نہریاں نالی کی زمین میں گےہوں بویا، تھے، معاویہؓ نے کہا کہ انہوں نے نخی اور شریف اور نیک بن کے زندگی بسر کی اور فقیر ہو کے مقتول ہوئے۔ رحمہ اللہ ابراہیم بن محمد بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ نے جو مال اور جائیداد چھوڑی اس کی قیمت اور نقد چھوڑ اس کا مجموعہ تین کروڑ درہم تھا، انہوں نے بائیس لاکھ درہم نقد چھوڑے، باقی سب مال و جائیداد تھی۔

سعدی بنت عوف المریہ والدہ یحییٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ رحمہ اللہ جس وقت قتل ہوئے ان کے حازن کے ہاتھ میں بائیس لاکھ درہم تھے ان کی جائیداد کی قیمت تین کروڑ درہم لگائی گی۔

عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ طلحہؓ بن عبید اللہ سو بہار چھوڑ گئے کہ ہر بہار میں تین قنطار سونا تھا (ایک قنطار سونہ کا ہوتا ہے) میں نے سنا کہ بہار نیل کی کھال ہے۔

طلحہ بن عبید اللہ بہت نخی تھے

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں سفر و حضر میں طلحہؓ بن عبید اللہ کے ہمراہ رہا، مگر مجھے عام طور پر روہ اور کپڑے اور کھانے پر سے طلحہؓ سے زیادہ نخی کوئی نہیں بتایا گیا۔

حکیم بن جابر بن الاحسی سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ نے یوم جمل میں کہا ہم نے عثمانؓ کے معاہدے میں مداخلت و نفاق سے کام لیا، آج ہم اس کے تدارک میں اس سے زیادہ قریب کوئی اسے نہیں پاتے کہ ان بارے میں ہم اپنا خون خرچ کر دیں، اے اللہ! آج تو مجھ سے عثمانؓ کا بدلہ لے لے کہ تو راضی ہو جائے۔

عوف نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ مروان بن الحکم نے یوم جمل میں طلحہؓ کے، جو عائشہؓ کے پاس کھڑے تھے، تیر مارا، تیر جا کر ان کی پنڈلی میں لگا اس نے کہا کہ واللہ میں تیرے بعد اب کبھی قاتلان عثمانؓ کو تلاش نہیں کروں گا، طلحہؓ نے اپنے مولا سے کہا کہ میرے لئے کوئی مکان تلاش کرو، اس نے کہا کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں، انہوں نے کہا واللہ یہ وہ تیر ہے جسے اللہ نے بھیجا ہے، اے اللہ! عثمانؓ کا بدلہ مجھ سے لے لے کہ تو راضی ہو جائے۔ پھر انہوں نے ایک پتھر پر سر رکھ لیا اور انتقال کر گئے۔

وان بن الحکم نے طلحہؓ کو تیر مارا

نافع سے مروی ہے کہ لشکر میں طلحہؓ کے ساتھ مروان بھی تھا، اس نے طلحہؓ کی زرہ میں ایک سوراخ دیکھا اور ایک تیرے قتل کر دیا۔

قنادہ سے مروی ہے کہ طلحہؓ کو تیر مارا گیا تو ان کا گوز اور تنک چلا گیا انہوں نے اسے ایڑ ماری، بنی تمیم میں ل کر گئے، کسی نے کہا کہ یہ اس بوڑھے کی جائے موت ہے جو ضائع کر دیا گیا۔

محمد بن سیریں سے مروی ہے کہ جب لوگ گھومنے لگے تو مروان نے طلحہؓ کو ایک تیر سے روکا، وہ ان کے گیا اور انہیں قتل کر دیا۔

شیخ کلب سے مروی ہے کہ میں نے عبد الملک بن مروان کو کہتے سنا کہ اگر امرالمؤمنین مروان نے مجھے بتایا ہوتا کہ انہوں نے طلحہؓ کو قتل کیا تو میں طلحہؓ کی اولاد میں سے کسی کو بھی عثمان بن عفانؓ کے بدلے قتل کئے بغیر نہ دڑتا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ مروان بن الحکم نے یوم جمل میں طلحہؓ کے گھنٹے میں تیر مارا تو رگ میں سے خون بہنے لگا جب اسے ہاتھ سے روک دیتے تو بہنے لگتا، انہوں نے کہا کہ واللہ، اب تک ہمارے پاس ان لوگوں سے تیر نہیں آئے، پھر انہوں نے کہا کہ زخم کو چھوڑ دو، کیونکہ یہ وہی تیر ہے جسے اللہ نے بھیجا ہے، انتقال کے بعد لوگوں نے انہیں الکلا کے ساحل پر دفن کر دیا ان کے کسی عزیز نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے کہا کہ تم لوگ مجھے اس پانی سے چین کیوں نہیں دیتے، میں غرق ہو گیا ہوں، تین مرتبہ (خواب میں) وہ یہ کہہ رہے تھے، لوگوں نے کھود کے قبر سے انہیں نکالا تو وہ اس قدر سبز تھے جیسے (سُلُوق) ساتھ ہوتا ہے انہوں نے اُن کا پانی نچوڑ کر نکالا تو ان کی داڑھی اور رے کا جو حصہ زمین کے متصل تھا اُسے زمین کھا گئی تھی۔ پھر انہوں نے ابو بکرؓ کے مکانات میں سے ایک مکان پیدا اور اس میں انہیں دفن کیا۔

وقت وفات طلحہؓ بن عبید اللہ کی عمر

محمد بن زید المہاجر سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ رحمہ اللہ یوم جمل میں قتل کر دئے گئے ۱۰ جمادی الآخرہ ۳۷ھ ۱۷ مئی ۶۵۷ء کا دن تھا جس روز قتل کئے گئے چونتھ سال کے تھے۔

عیسیٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ وہ باسٹھ سال کی عمر میں قتل کئے گئے۔

ابی حبیبہ مولائے طلحہؓ سے مروی ہے کہ علیؓ جب اصحاب جمل سے فارغ ہو چکے تو عمران بن طلحہؓ ان کے س گئے، انہوں نے ان کو مرحبا کہا اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے اور تم کو ان لوگوں میں سے کرے گا جن کے تعلق فرمایا "اخوانا علی سرور متقابلین" (بھائی بھائی بن کے تختوں پر آمنے سامنے ہو گے)۔

راوی نے کہا کہ فرش کے کونے پر دو شخص بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ اللہ اس سے بہت زیادہ عادل ہے کہ کل تم ان لوگوں کو قتل کرتے ہو اور جنت میں بھائی بھائی بن کے تختوں پر آمنے سامنے ہو جاؤ گے، علیؓ نے کہا کہ تم لگ انھہ کر دو دفع ہو جاؤ، اس وقت اور کون ہو گا اگر میں اور طلحہؓ نہ ہو گئے۔

انہوں نے عمران سے کہا کہ میں تمہارے والد کے امہات اولاد میں سے جو باقی ہیں ان سے کیونکہ بلا کر ہو جاؤں، دیکھو ہم نے ان سالوں میں تم لوگوں کی زمینوں پر اس لئے قبضہ نہیں کیا کہ ہم انہیں لینا چاہتے ہیں، ہم۔ صرف اس خوف سے انہیں لیا ہے کہ لوگ لوٹ لیں گے، اے فلاں! ان کے ہمراہ ابن قرظہ کے پاس جاؤ اور انہیں کا دو کہ وہ ان کی زمین اور ان سالوں کی آمدنی ان کے سپرد کر دیں، اے دروزادے! جب تمہیں حاجت ہو تو ہمارے پاس آنا۔

آیت کریمہ کے مصداق

ابو جیبہ سے مروی ہے کہ عمران بن طلحہؓ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ اے برادر زادے یہاں آؤ، انہوں نے انہیں اپنے فرش پر بٹھالیا اور کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہونگے جن کو اللہ نے کہا کہ ”وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ اخِواناً عَلٰی سُرَرٍ مُّتَقَابِلِينَ“ (ہم ان کے دلور سے کدورت نکال لیں گے جس سے وہ بھائی بھائی ہو کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے) ابن الکواثر نے ان سے کہا کہ اللہ اس سے بہت زیادہ عاقل ہے، وہ اپنا درجہ لے کر اس کے پاس گئے اور اُسے مارا اور کہ تیری ماں نہ رہے، تو اور تیرے ساتھی اس کا انکار کرتے ہیں۔

ربیع بن حراش سے مروی ہے کہ میں طلحہؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ابن طلحہؓ آئے، انہوں نے علیؓ کو سلام کیا تو علیؓ نے انہیں مرحبا کہا۔ ابن طلحہؓ نے کہا کہ یا امیر المؤمنین آپ مجھے مرحبا کہتے ہیں حالانکہ آپ نے میرے والد کو قتل کر دیا اور میرا مال لے لیا، انہوں نے کہا تمہارا مال تو بیت المال میں کنارے رکھا ہوا ہے، صبح کو اپنے مال کے پاس جانا اور اُسے لے لینا، لیکن تمہارا یہ کہنا کہ میں نے تمہارے والد کو قتل کر دیا تو میں امید کرتا ہوں کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ اخِواناً عَلٰی سُرَرٍ مُّتَقَابِلِينَ“ ہمدان کے ایک شخص نے جو کہ کاٹا تھا کہا کہ اللہ اس سے زیادہ عادل ہے تو علیؓ اس قدر زور سے چلائے کہ اس سے محل گونج گیا اور کہا کہ جب ہم لوگ یہ نہ ہونگے (یعنی مصداق) تو پھر کون ہوگا۔

ابو حمید علی بن عبد اللہ انطاکی سے مروی ہے کہ جب علیؓ کو فے میں آئے تو انہوں نے طلحہؓ بن عبید اللہ کے دو بیٹوں کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے میرے برادر زادے! تم دونوں اپنے مال کی طرف جاؤ اور اس پر قبضہ کرو میں نے اس پر صرف اس لئے قبضہ کیا تھا کہ لوگ اُسے اچک نہ لیں، مجھے امید ہے کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان کتاب میں فرمایا ہے ”وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ اخِواناً عَلٰی سُرَرٍ مُّتَقَابِلِينَ“۔

حارث الاعور الحمدانی نے کہا کہ اللہ اس سے زیادہ عادل ہے، علیؓ نے اس کی چادروں کو پکڑا اور دو مرتبہ کہا کہ تیری ماں نہ رہے، پھر کون (اس آیت کا مصداق ہوگا)۔

محمد الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم جمل میں ایک شخص آیا اور با کہ قاتل طلحہؓ کے لئے اجازت دو کہ وہ اندر آئے، میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ اس (قاتل طلحہؓ) کو دوزخ کی خبر سنا دو۔

صہیب بن سنان

نسب نامہ ابن مالک بن عبد بن عمرو بن عقیل بن عامر بن جندل بن خزیمہ ابن کعب بن سعد بن اسلم بن اوس مناة بن النمر بن قاسط بن ہنب بن اقصیٰ بن دغنی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن زرارہ، ان کی والدہ سلمیٰ بنت تعید بن مہیض بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمر بن تمیم تھیں۔

ان کے والد سنان بن مالک یا چچا کسریٰ کی جانب سے الابلد کے عامل تھے، ان لوگوں کے مکانات موصل میں تھے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ اس گاؤں میں رہتے تھے جو ساحل فرات پر جزیرے اور موصل کے متصل ہے اس علاقے پر رومیوں نے ڈاکا ڈالا اور انہوں نے صہیب کو قید کر لیا جو چھوٹے سے بچے تھے، ان کے چچا نے کہا کہ یہ نمری بچہ ہے جو زبردستی گیا حالانکہ میرے گھر والے لاشی میں ہیں۔ لاشی اس گاؤں کا نام ہے جس میں ان کے رشتہ دار تھے۔

صہیب کی پرورش

صہیب کی روم میں پرورش ہوئی جب ذرا بولنے تو انہیں ان لوگوں سے کلب نے خرید لیا۔ اور مکے لے آئے، یہاں عبداللہ بن جدعان انہی نے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ وہ عبداللہ بن جدعان کے مرنے تک ان کے ساتھ مکے ہی میں رہے، پھر نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے، اس لئے کہ اللہ نے ان (صہیب) کے ساتھ بزرگی و کرامت کا اردہ کیا اور ان پت توفیق اسلام کا احسان کیا۔

لیکن صہیب کے بیوی بچے یہ کہتے ہیں کہ جب وہ عاقل بالغ ہوئے تو روم سے بھاگ کے مکے آئے اور عبداللہ بن جدعان سے مخالفت کر لی۔ اور ان کے مرنے تک انہیں کے ساتھ مقیم رہے۔

صہیبؓ کا حلیہ مبارک

صہیب سرخ آدمی تھے، نہ بہت لانے نہ ٹھٹکنے بلکہ مائل بہ پستی تھے سر میں بال بہر چھوٹے تھے اور مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔

محمد بن سیری میں سے مروی ہے کہ صہیبؓ عرب میں سے انمر ابن قاسط کے خاندان میں سے تھے۔ حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صہیبؓ روم میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں (سابق الروم ہیں)۔

صہیبؓ کی کنیت

حمزہ بن صہیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کی کنیت ابو یحییٰ تھی، وہ کہتے کہ میں عرب میں سے ہوں، اور کھانا بہت کھلاتے تھے، ان سے عمر بن الخطابؓ نے کہا کہ اے صہیب تمہیں کیا ہوا کہ تم اپنی کنیت ابو یحییٰ (یحییٰ

کا باپ) رکھ لی، حالانکہ تمہارا کوئی لڑکا نہیں اور تم کہتے ہو کہ تم عرب میں سے ہو، حالانکہ تم روم کے ہو، تم بہت کھانا کھاتے ہو جو کہ مال کا اسراف ہے۔

صہیبؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت ابو یحییٰ رکھی (میں نے خود نہیں رکھی ہے)۔ رہا میرے نسب اور اور عرب ہونے کے دعوے پر اعتراض، تو میں انحر بن قاسط کی اولاد میں سے ہوں جو موصل کے باشندے تھے لیکن میں قید کر لیا گیا، میری قوم اور اعزی کے سمجھنے اور نسب معلوم کرنے کے بعد رومیوں نے چھوٹا بچہ ہونے کی حالت میں مجھے گرفتار کر لیا گیا، کھانے اور اس میں اسراف کے بارے میں جو آپ فرماتے ہیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو کھانا کھائے اور سلام کا جواب دے۔ یہ ہے سبب جو مجھے کھانا کھانے پر برا بیخفتہ کرتا ہے۔

عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ میں صہیب بن سنان سے دارالارقم کے دروازے پر ملا، رسول اللہ ﷺ اندر تھے، میں نے صہیب سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو، میں نے (یعنی عمار بن یاسرؓ نے) کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ محمد کے پاس جاؤں اور ان کا کلام سنوں، صہیبؓ نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں، پھر ہم دونوں آپ کے پاس گئے، آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا، ہم دونوں اسلام لے آئے، دن بھر اسی حالت پر رہے، جب شام ہوئی تو ہم نکلے اور ہم اپنے کو چھپاتے تھے، عمار و صہیبؓ کا اسلام تمیں سے زائد آدمیوں کے بعد ہوا۔

صہیبؓ ان مومنین میں سے تھے کہ جنہیں اسلام کی وجہ سے عذاب دیا گیا

عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ صہیب بن سنان ان بے بس مومنین میں سے تھے جن پر اللہ کے بارے میں کئے میں عذاب کیا جاتا تھا۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ صہیبؓ نے جب مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو اُن سے اہل مکہ نے کہا کہ تو ہمارے پاس ذلیل، بد معاش بن کے آیا تھا، ہمارے یہاں تیرا مال بڑھ گیا اور تو جس حالت کو پہنچا اس حالت کو پہنچا، پھر تو اپنے آپ کو اور اپنے مال کو لیے جاتا ہے؟ واللہ یہ نہ ہونے پائے گا، انہوں نے کہا کہ کیا تمہاری رائے ہے کہ میں اپنا مال چھوڑ دوں تو تم لوگ میرا راستہ خالی کر دوں گے؟ انھوں نے کہا، ہاں۔ صہیبؓ نے اپنا سارا مال اُن لوگوں کے لیے چھوڑ دیا، نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا: صہیبؓ کو نفع ہوا، صہیبؓ کو نفع ہوا۔

قریش کے ایک گروہ سے مذہبیٹھ اور آیت کریمہ کا نزول

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ صہیبؓ مہاجر ہو کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے، قریش کی ایک جماعت نے اُن کا تعاقب کیا تو وہ اپنی سواری سے اتر پڑے، ترکش میں جو کچھ تھا نکال لیا اور کہا کہ اے گروپ قریش، تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سے اچھا تیر انداز ہوں، بخدا تم لوگ مجھ تک اُس وقت تک نہ پہنچ سکو گے جب تک کہ میں اپنے تمام تیر مار نہ لوں اور جب میرے ہاتھ میں تھوڑے سے رہ جائیں گے تو اپنی تلوار سے تمہیں ماروں گا، لہذا تم لوگ جو چاہو کرو، اگر چاہو تو میں تمہیں اپنا مال بتا دوں اور تم میرا راستہ خالی کر دو، قریش راضی ہو گئے، صہیبؓ نے اپنا

ل بتادیا، جب وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا، بیع نے ابو یحییٰ کو نفع دیا بیع سے نفع دیا راوی نے کہا کہ میں بارے میں یہ آیت ”وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ“ (اور بیع وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو فروخت کر ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں کے ساتھ نہایت مہربان ہے) نازل فرمائی۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ ہجرت میں سب سے آکر علیؓ اور مصیبؓ بن سنان مدینے آئے، یہ واقعہ وسط ربیع الاول کا ہے کہ رسول اللہ ﷺ میں تھے اور ابھی وہاں سے ہٹے نہ تھے۔

عمر بن الحکیم سے مروی ہے کہ مصیبؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس اُس وقت آئے جب آپ قباء میں تھے، ابو بکرؓ و عمرؓ بھی ہر کا ب تھے، پاس کھجوریں رکھی تھیں جو کلثوم بن الہدم لائے تھے کہ چوہوں کو اُن پر دسترس ممکن نہی تھی، راستے میں مصیبؓ کی آنکھ ڈکنے آگئی سخت بھوک لگی تو کھجوریں کھانے لگے۔

عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مصیبؓ کو نہیں دیکھتے کہ یہ کھجوریں کھا رہے ہیں حالانکہ اُن کی آنکھ ڈھکتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کھجور کھاتے ہو، تمہاری تو آنکھ ڈھکتی ہے۔

مصیبؓ نے کہا کہ میں تو اُسے اپنی تندرست آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں، رسول اللہ ﷺ مسکرائے، مصیبؓ ابو بکرؓ سے کہنے لگے کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے ہمراہ لیں گے مگر مجھے چھو کے نکل آئے، کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے ساتھ لیں گے مگر آپ چلے آئے اور مجھے چھوڑ دیا، قریش نے مجھے پکڑ کر قید کر دیا، میں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو اپنے مال کے عوض خریدا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیع سے نفع دیا، اس موقع پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ“ مصیبؓ نے کہا یا رسول اللہ میں نے صرف ایک مد (تقریباً آدھ سیر) آئے کا تو شہ لیا جس کو ابو میں گوندھا (اور پکایا) یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب مصیبؓ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن خثعمہ کے پاس اُترے، رسول اللہ ﷺ کے غیر شادی شدہ اصحاب بھی سعد بن خثعمہ کے پاس اُترے تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث النخعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مصیبؓ بن سنان اور حارث بن الہدمہ کے درمیان مواخاۃ کا رشتہ اندھا، انہوں نے کہا کہ مصیبؓ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

سلیمان بن ابی عبد اللہ سے مروی ہے کہ مصیبؓ کہا کرتے تھے کہ تم لوگ آؤ تو ہم تم سے غزوات بیان کریں، لیکن اگر تم چاہو کہ میں کہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یہ ممکن نہیں (یعنی میں کوئی حدیث نہیں بیان کروں گا)۔

حضرت عمرؓ کی شوریٰ کو وصیت

عامر بن عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے اہل شوریٰ کو وصیت کرتے وقت فرمایا کہ مصیبؓ کو تمہارے لیے نماز پڑھانا چاہئے۔

سعید بن المسیبؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کی وفات ہوئی تو مسلمانوں نے دیکھا کہ مصیبؓ انہیں عمرؓ کے حکم

سے فرض نمازیں پڑھاتے ہیں، اس لیے صہیبؓ ہی کو آگے کیا، انہی نے عمرؓ پر نماز پڑھی۔ میں شوال ۳۸ھ میں ہوئی جب وہ ستر برس کے تھے، وہ یثیع میں مدفون ہوئے، محمد بن عمر نے کہا کہ صہیبؓ نے عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے

عامر بن فہرہ

ابو بکر صدیق کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے، ان کی کنیت ابو عمر تھی عائشہؓ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ عامر بن فہرہ طفیل بن حارث کے جو عائشہؓ کے اخین فی بھائی اور ام رومان کے بیٹے تھے، غلام تھے، عامر اسلام لائے تو انھیں ابو بکرؓ نے خرید کے آزاد کر دیا، وہ اس اجرت پر ان کی کبریاں چراتے تھے کہ دودھ اور بچہ ان کے ذمے ہوگا۔

قبول اسلام

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عامر بن فہرہ رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل ہوئے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔ عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ عامر بن فہرہ ان کمزور مسلمانوں میں سے تھے جن پر مکے میں اس لئے عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔ عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عامر بن فہرہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ سعد بن خثیمہ کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن فہرہ اور حارث بن اوس بن معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

بوقت قتل عامر کی عمر

عامر بن فہرہ بدر واحد میں حاضر ہوئے ۳۷ھ میں غزوہ بدر معونہ میں مقتول ہوئے، قتل کے دن وہ چالیس سال کے تھے۔

ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن زبیرؓ نے یہ دعویٰ کیا کہ جس روز وہ قتل کیے گئے تو دفن کے وقت ان کا جسد نہیں ملا، لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ملائکہ نے انھیں دفن کر دیا۔

محمد بن عمر نے ان لوگوں سے روایت کی جن کا نام اس کتاب کے شروع میں بیان کیا گیا ہے، کہ جبار سلمہ البکھی نے اس روز عامر بن فہرہ کے نیزہ مارا جو ان کے پار ہو گیا۔

عامر نے کہا کہ واللہ میں کامیاب ہوا، عامر کو بلند پر لے گئے یہاں تک کہ وہ نظروں سے غائب ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ نے ان کے جسے کو چھپا لیا۔ جبار نے عامر بن فہرہ کا یہ حال دیکھا تو وہ اسلام لائے اور ان کا اسلام اچھا ہوا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ عامر بن فہرہ آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے، ان کی جسد نہیں پایا گیا، لوگ سمجھتے کہ ملائکہ نے انھیں پوشیدہ کر دیا۔

بلالؓ بن رباح

ابو بکر صدیق کے مولیٰ تھے، کنیت ابو عبد اللہ تھی، السراۃ کے غیر خالص عربوں میں سے تھے اُم کی ماں کا نام حمامہ تھا جو بنی جمح میں سے کسی کی مملوکہ تھیں۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال سابق الحشبہ ہیں (یعنی حبشیوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں)۔

عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ بلال بن رباح مومنین کے کمزور لوگوں میں سے تھے، جب وہ اسلام لانے تو اُن پر عذاب کیا جاتا کہ اپنے دین سے پھر جائیں، مگر انہوں نے ان لوگوں کے سامنے ایک کلمہ بھی ادا نہ کیا جو وہ چاہتے تھے، جو انھیں عذاب دیتا تھا وہ امیہ بن خلف تھا۔

حضرت بلالؓ کا عذاب کے وقت بھی تو حید بیان کرنا

عمیر بن اخطب سے مروی ہے کہ جب وہ لوگ بلالؓ کے عذاب میں شدت کرتے تو وہ احد احد کہتے، لوگ اُن سے کہتے کہ اس طرح کہو جس طرح ہم کہتے ہیں تو وہ جواب دیتے کہ میری زبان اسے اچھی طرح ادا نہیں کر سکتی۔ محمد سے مروی ہے کہ بلال کو اُن کے مالکوں نے پکڑ لیا، انھیں پچاڑ اور ان پر سنگریزے اور گائے کی کھال ڈال دی اور کہنے لگے کہ تمہارا رب لات وعزئی ہے مگر وہ ”احد، احد“ ہی کہتے تھے، اُن کے پاس ابو بکرؓ آئے اور کہا کہ کب تک تم لوگ اس شخص پر عذاب کرو گے، ابو بکرؓ نے انھیں سات اوقیہ و تقریباً ۲۳ تولے سونے کے عوض (خرید لیا اور انھیں آزاد کر دیا انہوں نے یہ واقعہ نبی ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا، ابو بکرؓ نے قرض دیا۔ انھوں نے کہا، یا رسول اللہ میں نے آزاد کر دیا۔

قیس سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے بلال کو پانچ اوقیہ میں خریدا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ گہا کرتے تھے، ابو بکرؓ ہمارے سردار ہیں اور انھوں نے ہمارے سردار یعنی بلالؓ کو آزاد کیا۔

آیت کی تفسیر

مجاہدؒ سے آیت ”ما لنا لازی رجالا کنا نعدہم من الاشوار ان نخذناہم مسخر یا ام زاعث عنہم الابصار“ (ہمیں کیا ہوا کہ ہم اُن لوگوں کو (یہاں) نہیں دیکھتے جنہیں ہم بدترین لوگوں میں شمار کرتے تھے، ہم نے انھیں مسخر بنایا یا شکار ہوں نے اُن سے کجی کی) کی تفسیر میں مروی ہے کہ ابو جہل کہتا تھا کہ بلال کہاں ہے، فلاں کہاں ہے جن کو ہم دنیا میں بدترین لوگوں میں شمار کرتے تھے ہم انھیں دوزخ میں نہیں دیکھتے، کیا وہ کسی ایسی مکان میں ہیں کہ ہم اس میں نہیں دیکھ سکتے، یا وہ دوزخ ہی میں ہیں کہ ہم ان کا مکان نہیں دیکھ سکتے۔

سب سے پہلے اسلام ظاہر کرنے والے

مجاہد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جنہوں نے اسلام کو ظاہر کیا وہ سات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ، ابو بکرؓ

بلالؓ، خبابؓ، صہیبؓ، عمارؓ اور سمیہؓ والدہ عمارؓ۔ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت آپ کے چچا نے کی اور ابو بکرؓ کی حفاظت اُن کی قوم نے دوسرے لوگ دوسرے لوگ پکڑ لیے گئے، انھیں نوہے کی زر ہیں پہنا کے دھوپ میں تپایا گیا، مشقت انتہا کو پہنچ گئی تو مشرکین کی خواہش کے مطابق (کلمات زبان سے) ادا کر دیے، اُن میں سے ہر شخص اپنی قوم کے پاس سے چمڑے کے وہ فرش (نطع) لایا کہ اس پر بٹھا کے گردن ماری جاتی تھی، جن میں پانی تھا، اُس میں اُن لوگوں کو ڈال دیا اور اس کے کنارے پکڑ کے اُٹھالیا، سوائے بلالؓ کے (کہ وہ اس عذاب میں داخل نہیں کیے گئے تھے۔) جب شام ہوئی تو ابو جہل آیا اور سمیہؓ کو گالیاں دینے اور بڑا کہنے لگا، پھر انھیں نیزہ مار کر قتل کر دیا، وہ اسلام میں سب سے پہلی شہید تھیں، سوائے بلالؓ کے کیوں کہ ان کے نزدیک اللہ کی راہ میں اُن کی جان ارزاں تھی، یہاں تک کہ ان لوگوں نے آگ میں ڈالا، گردن میں رسی باندھی اور اپنے لڑکوں کو حکم دیا کہ انھیں مکتے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان گھسیٹیں، اس حالت میں بھی بلالؓ اُحد اُحد کہتے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب بلالؓ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن خیشمہ کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال اور عبیدہ بن الحارث المطلب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے بلالؓ اور ابی ریحہ النخعی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، لیکن یہ ثابت نہیں، ابورویحہ بدر میں بھی حاضر نہیں ہوئے۔

محمد بن اسحاق، بلالؓ اور ابورویحہ عبد اللہ بن عبد الرحمن النخعی کی مواخاۃ ثابت کرتے تھے، پھر الفرج کے کسی شخص سے (بلالؓ کی مواخاۃ ثابت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب عمرؓ ابن الخطابؓ نے شام میں دفتر مرتب کیے تو بلالؓ شام چلے گئے اور وہیں مجاہدین کے ساتھ مقیم ہو گئے، ان سے عمرؓ نے کہا کہ اے بلالؓ تم اپنا دفتر کس کے پاس رکھو گے، انھوں نے کہا ابورویحہ کے پاس جن کو میں اس اخوت (برادری) کی وجہ سے کبھی نہ چھوڑوں گا) جو رسول اللہ ﷺ نے میرے اور اُن کے درمیان مقرر کر دی ہے، انھوں نے اُن کو اُن کے ساتھ کر دیا اور حبشہ کا دفتر خیم کے سپرد کیا، اس لیے کہ بلالؓ انہی میں تھے، وہ شام میں آج تک خیم میں ہیں۔

سب سے پہلے بلالؓ نے اذان کہی

قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اذان کہی وہ بلالؓ تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن اسمیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلالؓ اذان سے فارغ ہو کے نبی ﷺ کو اطلاع کرنا چاہتے تو دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور کہتے ”حی علی الصلاة حی علی الفلاح، الصلاة با رسول اللہ (نماز کے لیے آئیے، فلاح و کامیابی کے لیے آئیے نماز تیار ہے یا رسول اللہ)۔“

محمد بن عمر نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نکلے اور بلالؓ آپ کو دیکھ لیتے تو اقامت شروع کر دیتے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تین موذن تھے، بلالؓ، ابومحذورہؓ اور عمرو بن ام مکتومؓ، جب بلالؓ نہ ہوتے تو ابومحذورہؓ اذان کہتے اور اگر ابومحذورہؓ بھی نہ ہوتے تو عمرو بن ام مکتومؓ اذان کہتے۔

ابن ابی ملیکہ یا کسی اور سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے بلالؓ کو کعبے کی چھت پر اذان کہنے کا حکم دیا، انہوں نے اُس کی چھت پر اذان کہی، حارث ابن ہشام اور صفوان بن اُمیہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس حبشی کو دیکھو، تو دوسرے نے کہا اگر خدا اے پسند نہ کرے گا تو اس کو بدل دے گا۔

جابر بن سرہ سے مروی ہے کہ بلالؓ زوالِ اقباب کے بعد اذان کہا کرتے تھے اور اقامت میں قدرے تاخیر کر دیتے تھے، یا انہوں نے یہ کہا کہ اکثر اقامت میں قدرے تاخیر کر دیتے تھے، لیکن وہ اذان میں وعقت سے باہر نہیں ہوتے تھے۔

انس بن مالکؓ کے بلالؓ کیلئے اشعار

انس بن مالک سے مروی ہے کہ بلال جب اذان کے لیے چڑھتے تو یہ شعر کہتے۔

مال بلالا تکلثہ امہ وابتل من نضح دم جبینہ

بلالؓ کو اُس کی ماں رونے خون بہنے سے اُس کی پیشانی تر ہو جائے

ابن عمر سے مروی ہے کہ عید کے دن رسول اللہ ﷺ کے آگے عصا کو لے کر چا جاتا تھا، جس کو بلالؓ موذن

اُٹھاتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا وہ اُسے آپ کے آگے گاڑ دیتے تھے (تاکہ نماز کے لئے سترہ ہو جائے) اور اُسوزمانے میں عید گاہ میدان تھا۔ ابراہیم بن محمد بن سعد القرظ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عید اور نماز استسقا کے دن رسول اللہ ﷺ کے آگے بلالؓ عصا لے کے چلتے تھے۔

عبدالرحمن بن سعد بن عمارہ بن سعد بن عمارہ بن سعد موذن وغیرہم نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی کہ نجاشی حبشی نے رسول اللہ ﷺ کو تین عصا بھیجے تھے، ایک تو نبی ﷺ نے اپنے لیے رکھ لیا، ایک علیؓ بن ابی طالب کو دے دیا اور ایک عمرؓ بن الخطاب کو، بلالؓ اسی عصا کو عیدین میں رسول اللہ ﷺ کے آگے لے کے چلتے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے رکھ لیا تھا، یہاں کہ وہ عید گاہ میں آتے، اسے آپ کے آگے گاڑ دیتے اور آپ اسی کی طرف نماز پڑھتے، رسول اللہ ﷺ کے بعد اسی طرح ابو بکرؓ کے آگے لے کے چلتے تھے۔

پھر عیدین میں سعد القرظ، عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ عفان کے آگے لے کے چلتے تھے اُسے اُن دونوں کے آگے گاڑ دیتے اور دونوں اُسی کی طرف نماز پڑھتے تھے، یہ وہی عصا ہے جس کو آج والیان ملک کے آگے لے کے چلا جاتا ہے۔

مومن کا سب سے افضل عمل اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو بلالؓ ابو بکرؓ صدیق کے پاس آئے اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مومن کا سب سے افضل عمل اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔

ابو بکرؓ نے کہا کہ بلالؓ تم کیا چاہتے ہو، انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے میری موت تک خدا کے راستے میں باندھ دیا جائے، ابو بکرؓ نے کہا کہ بلالؓ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور اپنی حرمت و حق یاد دلاتا ہوں،

کہ میں بوڑھا اور ضعیف ہو گیا، میری موت کا وقت قریب آ گیا، بلالؓ نے ابو بکرؓ کی وفات تک انہیں کے ساتھ قیام کیا۔

اذان کا معاملہ

ابو بکرؓ کی وفات ہو گئی تو بلالؓ ضمیر بن الخطاب کے پاس آئے اور اُن سے بھی اسی طرح کہا جس طرح ابو بکرؓ سے کہا تھا، عمرؓ نے بھی انہیں ویسا ہی جواب دیا جیسا ابو بکرؓ نے دیا تھا مگر بلالؓ نے انکار کیا..... عمرؓ نے کہا کہ تمہاری رائے میں میں اذان کس کے سپرد کروں، تو انھوں نے کہا سعد کے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اذان کہی ہے، عمرؓ نے سعد کو بلایا اور اذان اُن کے سپرد کر دی اور اُن کے بعد اُن کی اولاد کے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو بلالؓ نے اس وقت اذان کہی کہ آنحضرت ﷺ دفن بھی نہ ہوئے تھے، جب انھوں نے ”اشھد ان محمدًا رسول اللہ“ کہا تو مسجد میں لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

رسول اللہ ﷺ دفن کر دیے گئے تو ابو بکرؓ نے اُسے کہا کہ اذان کہو، انھوں نے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اس لیے آزاد کیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں تو اس کا راستہ یہی ہے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے آزاد کیا ہے تو مجھے اور اُسے چھوڑ دیجیے جس کے لئے آپ نے مجھے آزاد کیا، تو انہوں نے کہا کہ میں نے تمہیں محض اللہ ہی کے لیے آزاد کیا ہے، بلالؓ نے کہا کہ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لئے اذان نہ کہوں گا، انھوں نے کہا کہ یہ تمہارے سپرد ہے (خواہ کہو یا نہ کہو)۔

وہ مقیم رہے یہاں تک کہ جب شام کے لشکر روانہ ہوئے تو انہی کے ساتھ چلے گئے، اور وہاں (شام) پہنچ گئے۔

بلالؓ کا جہاد کیلئے اجازت طلب کرنا

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جمعے کے دن جب ابو بکرؓ منبر پر بیٹھے تو بلالؓ نے اُن سے کہا اے ابو بکرؓ! انھوں نے کہا بلیک (حاضر) انھوں نے کہا کہ آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے یا اپنے لیے، فرمایا اللہ کے لیے، بلالؓ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں، انھوں نے اُن کو اجازت دی، وہ شام چلے گئے اور وہیں انتقال کر گئے۔

پیام نکاح

فصیح سے مروی ہے کہ بلالؓ اور اُن کے بھائی نے یمن کے کسی گھروالے کے یہاں پیام نکاح دیا، اور کہا کہ میں اور میرے یہ بھائی دونوں حبشہ غلام ہیں، ہم دونوں گمراہ تھے، اللہ نے ہمیں ہدایت کی، ہم دونوں غلام تھے، اللہ نے ہمیں آزاد کیا، اگر تم لوگ ہم دونوں سے نکاح کر دو گے تو الحمد للہ اور گرم لوگ ہم سے رکو گے تو اللہ اکبر۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ بلالؓ کے ایک بھائی اپنے کو عرب کی طرف منسوب کرتے تھے اُن کا دعویٰ تھا کہ وہ انہی میں سے ہیں۔

انھوں نے عرب کی ایک عورت کو پیام نکاح دیا، تو اُن لوگوں نے کہا کہ اگر بلالؓ موجود ہوں گے تو ہم تم سے

نکاح کر دیں گے۔ پھر بلالؓ آئے، انھوں نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ میں بلالؓ بن رباح ہوں، اور یہ میرے بھائی ہیں جو دین اور اخلاق میں بڑے آدمی ہیں اگر تم ان سے نکاح کرنا چاہو کرو اور اگر ترک کرنا چاہو ترک کر دو۔ لوگوں نے کہا کہ جس کے تم بھائی ہو اس سے ہم نکاح کر دیں گے، ان لوگوں نے ان سے نکاح کر دیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابوالکبیرؓ کے لڑکے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ان لوگوں نے عرض کی کہ فلاں شخص سے ہماری بہن کا نکاح کر دیجیے، فرمایا کہ تم لوگ بلالؓ سے کہاں جاتے ہو وہ لوگ دوسری مرتبہ آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہماری بہن کا فلاں شخص سے نکاح کر دیجیے۔ فرمایا کہ تم لوگ بلالؓ سے کہاں جاتے ہو، وہ لوگ تیسری مرتبہ آئے اور عرض کی کہ ہماری بہن کا فلاں شخص سے نکاح کر دیجیے، فرمایا کہ تم بلالؓ سے کہاں جاتے ہو، تم لوگ ایسے شخص سے کہاں جاتے ہو جو اہل جنت میں سے ہے، پھر ان لوگوں نے ان سے نکاح کر دیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ابوالکبیرؓ کی لڑکی کا نکاح بلالؓ سے کیا مگر یہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوالکبیرؓ کی لڑکی کا نکاح بلالؓ سے کیا۔

ثناؤہ سے مروی ہے کہ بلالؓ نے بنی زہرہ کی عربی لڑکی سے نکاح کیا۔

ابن مراہن سے مروی ہے کہ لوگ بلالؓ کے پاس آتے اور ان کی فضیلت اور اللہ نے انھیں خیر میں جو حصہ دیا تھا اسے بیان کرتے، وہ کہتے کہ میں تو ایک جھٹی ہوں جو کل غلام تھا۔

قیس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو بلالؓ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا ہے تو روک لیجئے اور اگر آپ نے مجھے صرف اللہ کے لئے خریدا ہے تو مجھے اور اللہ کے لئے میرے عمل کو چھوڑ دیجئے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التمیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلالؓ کی وفات ۲۰ھ میں جب وہ ساٹھ سال سے زائد کے تھے دمشق میں ہوئی باب الصغیر کے پاس کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

شعیب بن طلحہ کے مطابق حضرت بلالؓ اور حضرت ابو بکرؓ ہم عمر تھے

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے شعیب بن طلحہ کو جو اولاد ابو بکرؓ صدیق میں سے تھے کہتے سنا کہ بلالؓ ابو بکرؓ کے ہم عمر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اگر یہ اسی طرح ہوتا تو ابو بکرؓ کی تو ۱۳ھ میں ہمر ساٹھ سال میں وفات ہوئی۔ اس کے اور جو ہم سے بلالؓ کے متعلق روایت کی گئی اس کے درمیان سات سال کا زمانہ ہوتا ہے اس حساب سے حضرت بلالؓ کی عمر ستر سال کی ہوتی ہے شعیب بن طلحہ بلالؓ کے وقت ولادت کو زیادہ جانتے ہیں جب تو وہ کہتے ہیں کہ وہ ابو بکرؓ ساتھ پیدا ہوئے تھے، واللہ اعلم۔

حضرت بلالؓ کا حلیہ مبارک

مکحول سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے بلالؓ کو دیکھا تھا کہ وہ تیز رنگ کے سانولے، دبے اور لانبے تھے، سینا آگے کو ابھرا ہوا تھا، بال بہت تھے، رخساروں پر گوشت بہت کم تھا اور بکثرت ان

کے بال کچھڑی تھے، ان میں تغیر نہ ہوتا (یعنی جوان معلوم ہوتے تھے)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بلالؓ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔
اس خاندان کے یہ پانچ آدمی تھے۔

بنی مخزم بن یقطہ بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب

ابوسلمہ بن عبدالاسد

ابن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزم، ابوسلمہ کا نام عبد اللہ تھا، ان کی والدہ زہ بنت عبد المطلب بن ہشام بن عبد مناف بن قصی تھیں، اولاد میں سلمہ و عمرو زینب و درہ تھے، ان کی والدہ ام سلمہ تھیں، ان کا نام ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزم تھا، زینب ان کے یہاں ملک حبشہ کی ہجرت کے زمانے میں پیدا ہوئیں۔
یزید بن رومان سے مروی ہے کہ ابوسلمہ بن عبدالاسد رسول اللہ ﷺ کے دارا رقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

ایک روایت کے مطابق ابوسلمہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں تھے

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوسلمہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں تھے، ان کے ہمراہ دونوں ہجرتوں میں ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بھی تھیں، اس پر تمام روایات میں اتفاق کیا گیا ہے۔
ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے سب سے پہلے مدینہ میں ہجرت کے لئے جو شخص آئے وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد تھے۔

کے سے مدینہ کی ہجرت میں سب سے پہلا شخص

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ کئے سے مدینہ کی ہجرت میں سب سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد تھے، وہ دس محرم کو آئے اور رسول اللہ ﷺ ۱۳ ربیع الاول کو مدینہ آئے جو مہاجرین پہلے آئے اور بنی عمرو بن عوف میں اترے۔ ان سے اور جو آخر میں آئے ان کے درمیان میں دو مہینے کا فاصلہ تھا۔

ابی میمونہ کی روایت سلمہ سے متعلق

ابی میمونہ سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہ کو کہتے سنا کہ ابوسلمہ نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی تو وہ قبائیں بھترین عبدالمذکر کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد کی روایت

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التمیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی سلمہ بن

عبدالاسد اور سعد بن خثیمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

آپ ﷺ کا مدینے میں مکانوں کے لئے زمینیں دینا

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں مکانوں کے لئے زمین دی تو ابوسلمہؓ کے لئے ان کے مکانوں کی جگہ اس زمانے میں بنی عبدالعزیز الزہرین کے مکان کے پاس عطا فرمائی۔ ان کے ساتھ ام سلمہؓ بھی تھیں، بعد کو ان لوگوں نے اسے فروخت کر ڈالا اور بنی کعب میں منتقل ہو گئے۔

’احد میں اسامہ الحششی کا حضرت سلمہؓ کو زخمی کرنا

عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ ابوسلمہؓ بدر واحد میں حاضر ہوئے، جس نے انھیں احد میں زخمی کیا وہ ابو اسامہ الحششی تھا، اس نے ان کے بازو میں ایک پرچی ماری، ایک ماہ تک اس کا علاج کرتے رہے، بظاہر وہ اچھا بھی ہو گیا زخم دھوکے طور پر مندمل ہو گیا تھا جسے کوئی پہچانتا نہیں تھا رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہجرت کے پینیسویں مہینے محرم میں انھیں بنی اسد کی جانب بطور سریہ قطن بھیج دیا، وہ دس دن باہر رہے، مدینے میں آئے تو ان کا زخم پھوٹ نکلا جس سے وہ بیمار ہو گئے، ۲ جمادی الآخرہ ۳ھ کو انتقال کر گئے۔

بنی امیہ از بن زید کا کنواں جس کے پانی سے حضرت سلمہؓ کو غسل دیا گیا

انھیں البیسرہ کے پانی میں غسل دیا گیا جو العالیہ میں میں بنی امیہ از بن زید کا کنواں تھا، وہ جب قباء سے منتقل ہوئے تھے تو وہ وہیں اتر آکر تے تھے۔

انھیں کنویں کے دونوں کناروں کے درمیان غسل دیا گیا، اس کنویں کا نام جاہلیت میں العبیر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے البیسرہ رکھا، انھیں بنی امیہ بن زید کے ذریعے سے اٹھوا کر مدینے میں دفن کیا گیا، میری والدہ ام سلمہ نے مدت گزاری یہاں تک کہ چار مہینے اور دس دن گزر گئے۔

آپ ﷺ کا عورتوں کو وصیت کرنا

قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے کہ جب ام سلمہؓ بن عبدالاسد کی وفات قریب آئی تو آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ اور عورتوں کے درمیان پردہ لٹکا ہوا تھا وہ رونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت پر موت نازل ہوئی، اور جو کچھ اس کے گھر والے کہتے ہیں وہ اس پر آمین کہتا ہے، روح جب آسمان پر چڑھائی جاتی ہے تو میت کی آنکھ اس کو دیکھتی ہے، جب ان کا دم نکل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ ان کی آنکھوں پر پھیلانے اور انھیں بند کر دیا۔

قبیصہ بن ذویب کی پہلی روایت

قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے کہ ابوسلمہؓ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔

قبیصہ بن ذویب کی دوسری روایت

قبیصہ بن ذویب سے (ایک اور طریقے سے) مروی ہے کہ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں (جو کھلی رہ گئی تھیں)۔

قبیصہ بن ذویب کی تیسری روایت

قبیصہ بن ذویب سے (ایک تیسرے طریقے سے) مروی ہے کہ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ابوسلمہ کی عیادت کے لئے جانا

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ بن عبد الاسد کی عیادت کے لئے ان کے پاس آئے، آپ کا آنا اور ان کی روح کا جانا ساتھ ساتھ ہوا، اس وقت عورتوں نے کچھ کہا تو فرمایا: رک جاؤ اپنی جانوں کے لئے سوائے خیر کے اور کوئی دعا نہ کیا کرو، کیونکہ ملائکہ میت کے پاس حاضر ہوتے ہیں، یا فرمایا کہ اہل میت کے پاس وہ ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں لہذا اپنے سوائے خیر کے اور کوئی دعا نہ کرو۔ پھر فرمایا اے اللہ قبران کے لئے شادہ کر دے، اس میں ان کے لئے روشنی کر دے ان کے نور کو بڑھا دے اور ان کے گناہ معاف کر دے، اے اللہ ان کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں (مہد میں) میں باند کر، ان کے پسماندہ لوگوں میں تو ان کا قائم مقام ہو جا اور ہمارے اور ان کے لئے یا رب العالمین مغفرت کر دیجئے۔ پھر فرمایا کہ روح جب نکلتی ہے تو نظر اس کے پیچھے ہوتی ہے، کیا تم نے ان کی آنکھیں کھلی نہیں دیکھیں۔

ارقم بن ابی الارقم

ارقم بن ابی الارقم کے خاندان کا ذکر

ابن اسد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ امیہ بنت حارث ابن حبالہ بن عمیر بن غبشان خزاعہ میں سے تھیں، ان کے ماموں نافع ابن عبد الحارث الخزاعی تھے، جو عمر بن الخطابؓ کے عہد میں عامل مکہ تھے، ارقم کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور والدہ کا نام عبد مناف تھا، اسد بن عبد اللہ کی کنیت ابو جندب تھی۔

ارقم کی اولاد

ارقم کی اولاد میں عبد اللہ ام ولد (باندی) سے تھے، عثمانؓ، یہ بھی ام ولد سے تھے اور امیہ اور مدیم، ان کی والدہ ہند بنت عبد اللہ ابن حارث بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھیں، اور صفیہ یہ بھی ام ولد سے تھیں، اولاد ارقم کا شمار میں سے زاید تک پہنچتا ہے جو سب کے سب عثمان ارقم کی اولاد میں سے تھے، ان میں سے بعض شام میں سے تھے جو چند سال سے وہاں رہنے لگے تھے۔

عبید اللہ بن الرقم کی اولاد میں سب ہلاک ہو گئے، کوئی باقی نہ رہا۔

ہ مکان جس میں آپ ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی

عثمان بن الرقم سے مروی ہے کہ میں اسلام میں سات کا بیٹا ہوں، میرے والد اسلام لائے جو سات میں سے ساتویں تھے، ان کا مکان مکے میں صفا پر تھا، یہ وہی مکان ہے کہ نبی ﷺ ابتدائے اسلام میں اس میں رہتے تھے، اسی میں آپ ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اسی میں قوم کثیر اسلام لائی۔ اسی مکان میں آپ ﷺ نے شبِ روشنہ کو فرمایا کہ اے اللہ ان دونوں آدمیوں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس کو اسلام کی قوت دے، حضرت عمرؓ بن الخطاب سے یا عمرو بن ہشام (ابو جمل) سے، دوسرے روز صبح ہی کو عمرؓ بن الخطاب آئے، اور الرقم میں اسلام لائے پھر مسلمان وہاں سے نکلے انھوں نے تکبیر کہی اور کھلم کھلا بیت اللہ کا طواف کیا، دار الرقم الاسلام پکارا جانے لگا اور الرقم نے اسے اپنی اولاد پر وقف کر دیا، میں نے الرقم کے مکان کا وقف نامہ پڑھا ہے جو یہ ہے۔

ارقم کے مکان کا وقف نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ تحریر ہے جو الرقم نے اپنے اس مکان کا فیصلہ کیا جو حدود صفا میں ہے وہ حرم میں ہونے کی وجہ سے محرم ہے، جو نہ فروخت کیا جائے گا نہ میراث بنے گا، گواہ شد ہشام بن العاص و فلاں شخص مولائے ہشام بن العاص۔

یہ مکان وقف قطعی رہا جس میں ان کے لڑکے رہتے تھے، اسے کرایہ پر دیتے تھے اور اس پر روپیہ وصول کرتے تھے، یہاں تک کہ ابو جعفر کا زمانہ آ گیا۔

حجی بن عمران بن عثمان بن الرقم سے مروی ہے کہ مجھے آج وہ بات معلوم ہے جو ابو جعفر کے دل میں اس وقت آئی جب وہ صفا و مروہ کے درمیان اپنے حج میں سعی کر رہا تھا، ہم لوگ مکان کی چھت پر ایک خیمے میں تھے، وہ ہمارے نیچے سے اس طرح گزرتا تھا کہ اگر ہم اس کے سر کی نوپی لینا چاہتے تو لے لیتے، وہ جس وقت سے لطن وادی (صفا و مروہ کے درمیان میدان) میں اترتا صفا کی طرف چڑھتے تک ہماری طرف دیکھتا رہتا۔

جب محمد بن عبد اللہ بن حسن نے مدینے میں خروج (بغاث کا قصہ) کیا تو عبد اللہ بن عثمان بن الرقم اس کے، نئے والوں میں سے تھے، مگر اس کے ساتھ خروج نہیں کیا، ابو جعفر نے اسی سبب سے ان پر تہمت لگائی اور اپنے عامل مدینہ کو لکھ دیا کہ انھیں قید کر لے اور ان کے بیڑیاں ڈال دے۔

اس نے اہل کوفہ میں سے ایک شخص کو جس کا نام شہاب بن عبد رب تھا، بھیجا، اس کے ہمراہ ایک خط میں عامل مدینہ کو لکھا کہ یہ شخص اسے جو حکم دے اس پر عمل کرے۔

شہاب کا قید خانہ میں جانا

شہاب، عبداللہ بن عثمان کے پاس قید خانے میں گیا، وہ بہت بوزھے اور اسی برس سے زاید کے بیڑیوں اور قید سے تنگ آ گئے تھے، اس نے ان سے کہا کیا تمہیں ضرورت ہے کہ میں تمہیں اس مصیبت چھڑا دوں جس میں تم ہو، اور تم میرے ہاتھ دار ارقم کو فروخت کر ڈالو، کیونکہ امیر المؤمنین اسے چاہتے ہیں اگر تم کے ہاتھ اسے فروخت کر دو تو قریب ہے کہ میں ان سے تمہارے بارے میں گفتگو کروں اور وہ تمہیں معاف کر دیں۔

ستر ہزار دینار کا بیع نامہ لکھنا

انہوں نے کہا، وہ تو وقف ہے، لیکن اس میں جو میراث حق ہے، وہ ان کے لئے ہے، اس میں میرے سوا دوسرے شرکا، میرے بھائی وغیرہ ہیں، اس نے کہا کہ تمہارے ذمے تو صرف تمہاری ذات کا معاملہ ہے، تم اپنا ہمیں دید و اور بری ہو جاؤ اس نے ان کے حق پرے گواہ بنا لیے اور اس پر اس نے ستر ہزار دینار کے حساب سے بیع نامہ لکھ لیا، اس کے بعد اس کے بھائیوں کو تلاش کیا گیا کثرت مال نے انہیں فتنے میں ڈال دیا، اور انہوں نے اس کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

وہ مکان ابو جعفر کا اور جس کو اس نے عطا کر دیا اس کا ہو گیا، مہدی نے اسے الخیر زان والدہ موسیٰ و ہارون کے لئے کر دیا، اس نے اسے تعمیر کیا اور اسی کے نام سے مشہور ہوا، پھر وہ امیر المؤمنین جعفر بن موسیٰ کے لئے ہو گیا، پھر اس میں اصحاب الشطویٰ والعدنی رہے، پھر موسیٰ بن جعفر کے لڑکے سے اس کا کل یا اکثر حصہ غسان بن عباد خرید لیا، ارقم کا مدینے کا مکان بنی ذریق میں تھا جو نبی ﷺ کی عطیہ زمین پر تھا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارقم بن ابی ارقم کے ابو طلحہ زید بن سہل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ارقم بن ابی الارقم بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

ارقم بن ارقم کا وقت وفات سے پہلے وصیت کرنا

عمران بن ہند نے اپنے والد سے روایت کی کہ ارقم بن ابی ارقم کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ ان پر سعد ابن ابی وقاص نماز پڑھیں، حالانکہ مروان بن الحکم مدینے پر معاویہ کا والی تھا، اور سعد اپنے محل وقوع عقیق میں تھے۔ سعد نے دیر کی تو مروان نے کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے صحابی کو ایک غائب شخص کے لئے روکا جاسکتا ہے؟ اس نے ان پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو عبید اللہ بن ارقم نے مروان کو منع کیا، ان کے ہمراہ مخزوم بھی کھڑے تھے، ان کے درمیان گفتگو بھی ہوئی پھر سعد آ گئے، انہوں نے ان پر نماز پڑھی، یہ واقعہ مدینے میں ۵۵ھ میں ہوا۔ ارقم وفات کے وقت اسی برس سے زاید کے ہو چکے تھے۔

شمال بن عثمان

س کے نام کی تبدیلی اور نیا لقب

ابن الشریذ بن ہری بن عامر بن مخزوم، شمال کا نام عثمان تھا، صرف ان کی صفائی اور خوبصورتی کہ وجہ سے کا نام شمال رکھ دیا گیا، جو ان کے نام پر غالب آ گیا۔ ان کی والدہ صفیہ بنت ربیعہ ابن عبد شمس بن عبد مناف بن تھیں، اور ان کی والدہ الفیر یہ بنت ابی قیس بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں، الفیر یہ ہی ابی ابو ملیکہ کی ماں، محمد بن اسحق شمال کے نسب میں سویدا بن ہرمی کو زیادہ کرتے ہیں، لیکن ہشام بن النکلی اور محمد بن عمر کہتے تھے کہ رید بن ہرمی اور وہ دونوں سویدا کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

شمال کی اولاد میں عبد اللہ تھے ان کی والدہ ام حبیب بنت سعید بن یربوع ابن عنکبہ بن عامر بن مخزوم بن، ام حبیب پہلی مہاجرہات میں سے تھیں، شمال بروایت محمد بن اسحق و محمد بن عمران لوگوں میں سے تھے جو دوسری رت میں ملک حبشہ کو گئے، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

شمال بن عثمانؓ کی ہجرت

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب شمال بن عثمان نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو مبشر بن عبد المذر کے پاس اترے۔

شمال بن عثمان برابر عبد المذر کے پاس مقیم رہے

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ شمال بن عثمان بن شریذ احد میں شہید ہونے تک برابر بنی عمرو بن عوف مبشر بن عبد المذر کے پاس مقیم رہے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے شمال بن عثمان اور طلحہ بن ابی عامر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبدالرحمن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ شمال ابن عثمان بدر واحد میں حاضر ہوئے۔

شمال بن عثمانؓ کا رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنا

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ سوائے سپر کے میں نے شمال بن عثمان کا کوئی مثل نہیں پایا، یعنی وہ سپر جس سے وہ رسول اللہ ﷺ کے بچانے کے لئے اس روز یوم احد میں قتال کر رہے تھے۔ (مطلب یہ ہے جس طرح سپر ننگ میں انسان کی حفاظت کرتی ہے، اسی طرح حضرت شمالؓ نے سپر بن کر آپ کی حفاظت کی۔

شمال بن عثمانؓ کا انتقال ام سلمہؓ کے ہاں

رسول اللہ ﷺ دائیں اور بائیں جس طرف بھی نظر ڈالتے شمال ہی شمالؓ کو دیکھتے جو اپنی تلوار سے

مدافعت کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیا گیا، تو شمسؓ آنحضرتؐ اور مشرکین کے درمیان سپر بن گئے یہاں تک کہ شہید ہو گئے ان میں کسی قدر جان باقی تھی کہ مدینے میں عائشہؓ کے پاس پہنچا دیا گیا، ام سلمہؓ نے کہا کہ میرے چچا زاد بھائی میرے سوا کسی اور کے پاس پہنچائے جائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں ام سلمہؓ کے پاس پہنچا، اور ان کے پاس پہنچا دیئے گئے، اور انھیں کے پاس ان کی وفات ہوئی۔ (رحمہ اللہ)۔

شمس بن عثمانؓ کی تدفین

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ انھیں احد واپس کیا جائے، اور وہاں اسی لباس میں جس میں ان کی وفات ہوئی دفن کر دیا جائے، حالانکہ وہ ایک دن ایک رات زندہ رہے، لیکن انھوں نے کوئی چیز نہیں چکھی، نہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور نہ انھیں غسل دیا گیا، جس روز ان کی وفات ہوئی وہ چونتیس سال کے تھے اور ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔ (رحمہ اللہ)۔

خلفائے بنی مخزوم

حارث بن یاسرؓ

ابن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین ابو ذیم بن ثعلبہ ابن عوف بن حارث بن عامر الکبر بن یامہ بن غنم، جوزید بن مالک بن ادو ابن زید بن یثجب بن عریب بن زید کہلان بن سہ بن یثجب بن یثرب ابن قحطان کے خاندان میں بنی مالک بن ادو کی اولاد قبیلہ مذحج کے رکن تھے۔

یاسر بن عامر اور ان کے دو بھائی حارث اور مالک کا اپنے ایک بھائی کی تلاش میں نکلنا

یاسر بن عامر اور ان کے دو بھائی حارث اور مالک اپنے ایک بھائی کو ڈھونڈنے یمن سے مکے آئے، حارث اور مالک تو یمن واپس گئے مگر یاسر مکے میں مقیم ہو گئے، انھوں نے ابو حذیفہ بن مغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے محبت کرتی اور ابو حذیفہ نے ان سے اپنی باندی سمیہ بنت خیاط سے نکاح کر دیا ان سے غم پیدا ہوئے۔ عمارہ کو ابو حذیفہ نے آزاد کر دیا، یاسر و عمارہ برابر ان کی وفات تک ابو حذیفہ ہی کے ساتھ رہے اللہ اسلام کو لیکر آیا تو یاسر اور سمیہ اور عمارہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن یاسر مسلمان ہوئے، یاسر کے ایک اور بیٹے تھے جو عمر اور عبداللہ سے بڑے تھے، ان کا نام حرث تھا ان کو زمانہ، جاہلیت میں بنو الدیل نے قتل کیا۔

یاسر کے بعد ارزق سمیہؓ کے شوہر

یاسر کے بعد ارزق، سمیہؓ کے شوہر ہوئے جو حارث بن کلدہ انشسی کے رومی غلام تھے، وہ ان لوگوں میں سے تھے جو یوم طایف میں اہل طایف کے غلاموں کے ہمراہ قلعے سے نکل کے نبی ﷺ کے پاس آ گئے، انھیں میں

ابو بکر بھی تھے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد کر دیا۔ سمیہ کے یہاں ارزق سے سلمہ ابن ارزق پیدا ہوئے جو عمار کے اخیال بھائی تھے۔

سلمہ و عمر و عقبہ ولد الارزق کا ایک دعویٰ

سلمہ و عمر و عقبہ ولد الارزق نے یہ دعویٰ کیا کہ ارزق بن عمرو بن حارث بن ابی شمر غسان میں سے تھے، وہ بنی امیہ کے حلیف تھے اور مکے میں شریف ہو گئے، ارزق اور ان کی اولاد نے بنی امیہ میں شادیاں کیں اور ان لوگوں سے ان کی اولاد ہوئی عمار کی کنیت ابو القیطان تھی۔

ارزق کے لڑکوں کے ابتدائی حال

ارزق کے لڑکے اپنے ابتدائی حال میں اس کے مدعی تھے کہ وہ بنی تغلیب میں سے ہیں، پھر وہ بنی عکب میں سے ہوئے اور اس کی تصحیح یہ ہے کہ جبیر بن مطعم نے ایک لڑکی کی ان لوگوں میں شادی کر دی جو ارزق کی بیٹی تھی، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس سے سعید بن العاص نے نکاح کیا، ان کے یہاں ان سے عبداللہ بن سعید پیدا ہوئے، انھل نے اپنے ایک بڑے قصیدے میں عبداللہ بن سعید کی مدح کی ہے۔ اس میں اس نے کہا ہے۔

انھل کا عبداللہ بن سعید کی مدح میں ایک قصیدہ

ونجمع نوافلاً وبنی عکب

کلال الجین الفلح من امیابا

(اور تم نوفل و بنی عکب کے جامع ہو یہ دونوں قبیلے ایسے ہیں کہ جس کے پاس پہنچ گئے وہ کامیاب ہو گیا)
انھیں خزاعہ نے بکاڑا اور یمن کی طرف منسوب کیا انھیں اس سے فریب دیا اور کہا کہ تم لوگوں سے روم کا ذکر دھل نہیں سکتا، سوائے اس کے کہ تم یہ دعویٰ کرو کہ غسان میں سے ہو، وہ اب تک غسان کی طرف منسوب ہیں۔

عمارہ و صہیب کا اسلام قبول کرنا

عبداللہ بن ابی جبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمار بن یاسر نے کہا کہ میں صہیب بن سنان سے دار ارقم کے دروازے پر ملا، رسول اللہ ﷺ اندر تھے میں نے ان سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو انھوں نے مجھ سے یہی سوال دہرایا میں نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ محمد کے پاس جاؤں اور ان کا کلام سنوں، انھوں نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں، ہم دونوں آپ کے پاس گئے آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا اور ہم نے قبول کیا پھر ہم دونوں اس روز اسی حالت میں رہے شام ہوئی تو نکلے اور ہم چپتے تھے عمارہ و صہیب کا اسلام جس سے زاید آدمیوں کے بعد ہوا۔

عمروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر کے میں ان لوگوں میں سے تھے جن پر اس لئے عذاب کیا جاتا تھا کہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

قریش کا مسسفقین جماعت کو سخت گرمی میں سزا دینا

محمد بن عمر نے کہا (مسفقین) وہ جماعت تھی جن کے کئے میں قبائل نہ تھے اور ان کا کوئی محافظ نہ تھا، نہ انھیں قوت تھی، قریش ان لوگوں پر دو پہر کی تیز گرمی میں عذاب کرتے تھے تاکہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

عمر بن النکم سے مروی ہے کہ عمار بن یاسرؓ پر اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ یہ بھی نہ جانتے کہ یہ کیا کہتے ہیں، صہیبؓ پر بھی اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ بھی نہ جانتے تھے کہ کیا کہتے ہیں، ابو فکیہؓ پر پر بھی اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ بھی نہ جانتے کہ کیا کہتے ہیں بلالؓ اور عامر بن فہیرہؓ اور مسلمانوں کی ایک جماعت پر بھی سخت عذاب کیا جاتا تھا، اس عذاب کی بدحواسی میں بعض لوگوں کی زبان سے نادانستہ کچھ کلمات مشرکین کی مرضی کے مطابق نکل جاتے تھے، انھیں کے بارے میں آیت نازل ہوئی، "وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا فَتَنُوا" (اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی بعد اس کے وہ فتنے میں ڈالے گئے)۔

حضرت یاسرؓ کی برہنہ حالت

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے عمار بن یاسرؓ کو برہنہ تن صرف پا جا، پہنے دیکھا تھا انھوں نے کہا کہ میں نے پیٹھ کو دیکھا تو اس میں بہت نیل اور برتیں تھیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ یہ اس کے نشان ہیں جو مجھے قریش مکہ کی دو پہر کی سخت دھوپ میں عذاب دیتے تھے۔

عمر بن میمون سے مروی ہے کہ مشرکین عمار بن یاسرؓ کو آگ میں جلاتے، رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گزرتے تو اپنا ہاتھ ان کے سر پر پھیرتے اور فرماتے "یا نادر کونی برداً و سلاماً علی عمار" (اے آگ تو عمارؓ پر برد و سلام ہو جا جیسا کہ تو ابراہیمؑ پر ہو گئی تھی) اے عمار تو سرکشوں کی جماعت قتل کرتی ہے۔

یاسرؓ کی مغفرت کی دعا

عثمان بن عفانؓ سے مروی ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ جو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے ٹہلتے ہوئے بطیمہ میں آئے، عمارؓ اور ام عمارؓ کے پاس پہنچے تو ان پر عذاب کیا جا رہا تھا، یاسرؓ نے کہا کہ زمانہ اسی طرح ہے، ان سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ صبر کرو، اے اللہ آل یاسرؓ کی مغفرت کر دے، اور تو نے کر دی۔

وعدے کا مقام جنت

ابو الزبیرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ آل عمارؓ پر گزرے جن پر عذاب کیا جا رہا تھا، فرمایا اے آل عمارؓ مدد سن لو تمہارے وعدہ کا مقام جنت ہے۔

وعدے کا مقام جنت

یوسف مکی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ عمارؓ والی عمارؓ و ام عمارؓ پر گزرے جن پر بطحا میں عذاب کیا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا اے آل عمارؓ خوش خبری لو کہ تمہارے وعدے کا مقام جنت ہے۔

عمارؓ کا رونا

محمد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ غمار سے ملے جو رو رہے تھے، آپ ان کی آنکھیں پوچھتے اور فرماتے جاتے تھے کہ تمہیں کفار نے پکڑ کے پانی میں ڈبو دیا تو تم نے یہ اور کہا، اگر وہ لوگ دوبارہ کریں تو تم ان سے یہ کہنا۔

زوری زبان کھلوانا

محمد سے مروی ہے کہ مشرکین نے عمارؓ بن یاسرؓ کو پکڑ لیا، انھیں اس وقت تک رسول اللہ ﷺ کو ان سے برا ورا اپنے معبودان باطل کو اچھا کہلایا نبی ﷺ آئے تو آپ نے فرمایا اے عمارؓ تمہارے پیچھے کیا ہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ شر ہے واللہ میں اس وقت تک نہیں چھوڑا گیا جب تک کہ آپ کو برا اور ان کے معبودوں کو اچھا نہ کہہ دیا۔ فرمایا کہ تم نے اپنے قلب کو کیسا محسوس کرتے ہو، انھوں نے کہا وہ ایمان پر مطمئن ہے، فرمایا کہ اگر دوبارہ کہلائیں تو دوبارہ بھی کہہ دو۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمارؓ بن یاسرؓ سے آیت ”الامن اکرہ وقلہ مطمئن بالايمان“ (مگر وہ شخص مگر وہ شخص جس پر جبر واکراہ کیا گیا اور اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہے) تو مجبوراً الفاظ کفر زبان پر جاری کرنے سے وہ کافر نہیں ہوتا) کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس سے مراد عمار بن یاسرؓ ہیں۔ ”ولکن من شرح بالكفر صدراً“ (لیکن جسے کفر کا شرح صدر ہو گیا یعنی اسے کفر کا یقین آ گیا تو وہ کافر ہو گیا) کی تفسیر میں کہا کہ اس سے مراد عبد اللہ بن ابی سرح ہے۔

حکم سے مروی ہے کہ آیت ”الامن اکرہ وقلہ مطمئن بالايمان“ عمار بن یاسرؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔

عذاب کے بارے میں مذکورہ آیت کا نزول

ابن جریج نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عبید عمیرؓ کو کہتے سنا کہ عمارؓ بن یاسرؓ کو جب اللہ کی راہ میں عذاب کیا جاتا تھا تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ”وہم لا یفتنون“ (وہ لوگ فتنے میں نہیں پڑتے) (باوجودیکہ ان پر عذاب کیا جاتا ہے مگر صبر کرتے ہیں اور اپنے دین پر جبرے رہتے ہیں۔

عمارؓ بن یاسرؓ کے حق میں آیت کا نزول

ابن عباس سے آیت ”امن هو فانت آتاء اللیل“ (یا وہ شخص جو اوقات شب میں اللہ کے آگے کھڑا رہنے والا ہے، کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ عمارؓ بن یاسرؓ کے حق میں نازل ہوئی۔

سب سے پہلے گھر میں مسجد بنا کر نماز پڑھنے والا

قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے مسجد بنا کے اس نے نماز پڑھی وہ عمارؓ بن یاسرؓ ہیں۔

سفیان نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے اپنے گھر میں مسجد بنا کر نماز پڑھی وہ عمارؓ ہیں۔

دوسری مرتبہ ہجرت

لوگوں نے بیان کیا کہ عمارؓ بن یاسرؓ ملک حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ ہجرت میں گئے۔
عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمارؓ بن یاسرؓ نے مکے سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو وہ مبشر بن عبدالممنذر کے پاس اترے۔

عمارؓ بن یاسرؓ اور حذیفہ بن الیمان کے درمیان عقد مواخاۃ

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمارؓ بن یاسرؓ اور حذیفہ بن الیمان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، حذیفہؓ بدر میں حاضر نہ ہوئے مگر ان کا اسلام قدیم تھا۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمارؓ بن یاسرؓ کو ان کے مکان کے لیے زمین عطا فرمائی۔ لوگوں نے بیان کیا کہ عمارؓ بن یاسرؓ بدر و احد خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

عمارؓ بن یاسرؓ کا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ انس و جنس سے قتال

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ انس و جنس سے قتال کیا، کہا گیا کہ یہ کیا ہے تم نے انس سے تو قتال کیا، مگر جنس سے کیونکر، انھوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کسی منزل پر اترے، میں نے مشب اور ڈول لیا کہ پانی پیوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دیکھو عنقریب ایک آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور تمہیں پانی سے روکے گا، جب میں کنویں کے سرے پر تھا تو ایک کالا آدمی آیا، جیسے آزمودہ کاسپاہی ہوتا ہے، واللہ آج تم اس سے ایک ڈول پانی بھی نہ لے پاؤ گے میں نے اسے پکڑا اور اس نے مجھے پکڑا میں نے اسے بچھاڑ دیا اور ایک پتھر لے کر اس کی ناک اور منہ توڑ دیا، مشکیزہ بھر کے اس شخص کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا، آپ نے فرمایا کہ کنویں پر تمہارے پاس کوئی آیا تھا، عرض کی کہ ایک حبشی غلام آیا تھا، فرمایا تم نے اس کے ساتھ کیا کیا، میں نے آپ کو اطلاع دی، فرمایا تم جانتے ہو کہ وہ کون ہے، میں نے کہا نہیں، ارشاد ہوا کہ وہ شیطان ہے جو آ کے تمہیں پانی سے روکتا ہے۔

عمارؓ کا ایک رجز

عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی مسجد بنائی تو ساری قوم اینٹ پتھر ڈھور ہی تھی، نبی ﷺ اور عمارؓ بھی ڈھورے تھے۔ عمارؓ رجز پڑھ رہے تھے۔

”نحن المسلمون بتنی المساجد“

(ہم مسلمان ہیں جو مسجدیں بناتے ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ بھی فرماتے تھے ”المساجدا“ اور اس کے قبل عمارؓ بیمار تھے، بعض لوگوں نے کہا کہ آج عمارؓ ضرور مر جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سنا تو عمارؓ کی اینٹ کو جھٹک دیا اور فرمایا، ”ویسحک“ اور ”ویلک“ نہیں فرمایا، تم پر افسوس ہے اے ابن سمیہؓ تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔
ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ عوفؓ نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ان کا قاتل دوزخ میں ہوگا۔

خندق کھودنے کے دوران حضرت محمد ﷺ کا سینہ غبار آلود ہو گیا

ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوم خندق میں (خندق کھودانے میں) لوگوں کا ساتھ دے رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا سینہ غبار آلود ہو گیا۔ آپ فرما رہے تھے۔

الھم ان العیش عیش الآخرہ
فاغفر لانا نصار والمہاجرہ
(اے اللہ عیش تو آخرت ہی کا عیش ہے، بس تو مہاجرین و انصار کی
معفرت کر) تاکہ وہ عیش آخرت سے مستفید ہوں۔

عمارؓ آئے تو آپ نے فرمایا، اے ابن سمیہؓ تم پر افسوس ہے، تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔
ابی سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمارؓ کے بارے میں فرمایا کہ تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

مسجد کی تعمیر سے متعلق ایک روایت

ابی سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے مسجد کی تعمیر شروع کی تو ہم لوگ ایک اینٹ اٹھانے لگے، عمارؓ دو دوا اینٹیں اٹھانے لگے، میں آیا تو میرے ساتھیوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ عمارؓ کے سر سے مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اے ابن سمیہؓ تم پر افسوس ہے، تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

ابو سعید الخدریؓ کی روایت

ابی سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا کہ مجھ سے بہتر تھے، یعنی ابو قتادہؓ نے کہ نبی ﷺ نے اس حالت میں عمارؓ سے فرمایا کہ آپ ان کے سر سے مٹی پوچھتے جاتے تھے کہ تم پر افسوس ہے اے ابن سمیہؓ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

معاویہؓ کی ناراضگی

عبداللہ بن حارثؓ سے مروی ہے کہ میں صفین سے معاویہؓ کی واپسی کے وقت ان کے اور عمرو بن العاصؓ کے درمیان چل رہا تھا، عبداللہ بن عمروؓ (بن العاصؓ) نے کہا اے باپ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عمارؓ سے کہتے سنا کہ افسوس ہے کہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا، عمرو بن العاصؓ نے معاویہؓ سے کہا کہ آپ سنتے نہیں جو یہ کہہ رہا ہے، معاویہؓ

نے کہا کہ تم ہمیشہ ایسی کمزور باتیں لاتے ہو جس سے تم اپنے پیشاب میں ٹھوکر مارتے ہو، یا ہم نے انھیں قتل کیا، انھیں لوگوں نے قتل کیا جو انھیں لائے۔

دو آدمیوں کا عمار کے قتل سے متعلق جھگڑا

حظفہ بن خویلد الغزلی سے مروی ہے کہ جس وقت ہم معاویہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے دو آدمی عمار کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے آئے ان میں سے ہر شخص کہتا تھا کہ میں نے عمار کو قتل کیا ہے، عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ تم میں سے کوئی اپنے ایک ساتھی سے دل خوشی کر لے، مگر میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ انھیں باغیؓ مروہ قتل کرے گا، معاویہ نے کہا کہ اے عمرو تم اپنے مجنون سے ہمیں بے نیاز نہیں کر دیتے، تمہارا ہمارے ساتھ کیا حال ہے، انھوں نے کہا کہ میرے والد نے رسول اللہ ﷺ سے میری شکایت کی تو آپ نے فرمایا زندگی بھر اپنے والد کی فرماں برداری کرو اور ان کی نافرمانی نہ کرو، میں تمہارے ساتھ تھا مگر میں نے قتل نہیں کیا۔

عمار بن یاسرؓ جنگ صفین میں

نبی موالا نے عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ابتداء میں علیؓ کے مقابلہ میں معاویہ کے ساتھ تھا، معاویہ کے ساتھ رہنے لگے کہ والد ہمیں کو کبھی قتل نہیں کریں گے، اگر ہم انھیں قتل کریں گے تو ہم ویسے ہی ہو جائیں گے جیسا کہ وہ کہتے ہیں (یعنی باغی) جنگ صفین ہوئی تو میں مقتولین کو دیکھنے گیا، اتفاق سے عمار بن یاسرؓ بھی مقتول تھے، میں عمرو بن العاص کے پاس آیا جو اپنے تخت پر لیٹے تھے، اور کہا، اے ابو عبد اللہ انھوں نے کہا تم کیا چاہتے ہو، میں نے کہا چل کے دیکھو تو پھر میں تم سے بات کروں، وہ انھ کے میری طرف آئے، میں نے کہا کہ عمار بن یاسرؓ کے حق میں تم نے کیا سنا ہے،

انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں باغیؓ مروہ قتل کرے گا، میں نے کہا کہ وہ یہ ہیں، والد مقتول ہیں، انھوں نے کہا یہ غلط ہے، میں نے کہا کہ میری آنکھ نے انھیں مقتول دیکھا ہے، انھوں نے کہا چل کے مجھے دکھاؤ میں انھیں لے آیا اور ان کے پاس کھڑا ہوا، تھوڑی دیر تک انھوں نے ان کو دیکھا، ان کا رنگ بدل گیا، پھر انھوں نے ایب اور پہلو اختیار کیا اور کہا کہ ان کو انھیں لوگوں نے قتل کیا جو لے کے آئے (یعنی ان کا لانا سبب قتل ہوا، اس لئے سب کو قتل کا گناہ ہوا)۔

بذیل سے مروی ہے کہ نبی ﷺ تشریف لائے کہا گیا کہ عمارؓ پر یوارہ پڑی جس سے وہ مر گئے، فرمایا عمار نہیں مرے۔

عمار بن یاسرؓ کا کان کٹنا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے جنگ یمامہ میں عمار بن یاسرؓ کو ایک پتھر کی پٹان پر دیکھا کہ سر اٹھانے ہوئے چارہ ہے تھے، اے مروہؓ مسکین، کیا تم جنت سے بھاگتے ہو، میں عمار بن یاسرؓ کو میری طرف آؤ، ابن عمرؓ نے کہا کہ میں ان کے کان کو دیکھ رہا تھا جو کٹ گیا تھا، اور وہ ادھر ادھر جھول رہا تھا اور وہ نہایت سختی سے زور رہے تھے۔

بنی تمیم کے ایک شخص کا عمارؓ کو کنکٹا کہہ کر پکارنا

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ بنی تمیم کے ایک شخص نے عمارؓ بن یاسرؓ کو پکارا: اے اجدع (کان کئے) عمارؓ نے کہا کہ تم نے میرے سب سے بہتر کان کو گالی دی، شعبہ نے کہا کہ اس کان پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مصیبت آگئی تھی (یعنی جہاد میں کٹ گیا تھا)۔

عمار بن یاسرؓ کو گالی دینا

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ اہل بصرہ نے غزوہ ماہ کیا، آل عطار دایمی کا ایک شخص ان کا سردار تھا اہل کوفہ نے اس کی امداد عمار بن یاسرؓ کی سرکردگی میں کی، اس شخص نے جو آل عطار میں سے تھا، عمارؓ بن یاسر سے کہا کہ اے کن کئے، (اجدع) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں اپنے غنائم میں شریک کریں، عمارؓ بن یاسر نے کہا کہ تم نے میرے سب سے بہتر کان کو گالی دی۔ شعبہ نے کہا کہ اس کان پر نبی ﷺ کے ساتھ مصیبت آئی تھی، پھر اس معاملہ میں عمرؓ کو لکھا گیا تو عمرؓ نے لکھا کہ غنیمت صرف انھیں لوگوں کے لئے ہے جو جنگ میں موجود ہیں۔

ابن سعد نے کہا کہ شعبہ نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کان جنگ یمامہ میں زخمی ہوا، حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ ہمیں عمر بن الخطابؓ کا فرمان پڑھ کے سنایا گیا کہ

عمر بن الخطابؓ کا فرمان

بسم الله الرحمن الرحيم

”اما بعد“

میں نے تم لوگوں کے پاس عمارؓ بن یاسرؓ کو امیر اور ابن مسعودؓ کو معلم اور وزیر بنا کے بھیجا ہے، ابن مسعودؓ کو تمہارے بیت المال پر امین بنایا ہے، دونوں اصحاب محمد ﷺ اہل بدر کے شرفاء میں سے ہیں، لہذا تم لوگ ان کی بات سنو، ان کی اطاعت کرو اور ان کی اقتدا کرو، میں نے ابن ام عبد (ابن مسعود) سے اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے، (یعنی وہ ایسے باکمال شخص ہیں کہ میں نے انھیں اپنے استفادے کے بجائے تم لوگوں کے استفادے کے لئے بھیج دیا ہے، میں نے عثمان بن حنیف کو السواد پر (عامل بنا کے) بھیجا ہے، اور ان لوگوں کے لئے بطور خوراک ایک بکری روزانہ مقرر کی ہے، میں اس کا نصف اور اس کا شکم عمارؓ کے لئے مقرر کرتا ہوں، باقی ان تینوں میں تقسیم ہوگا۔

عمارؓ اور ابن مسعودؓ کی خوراک ایک بکری روزانہ

عبداللہ بن ابی ہذیل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عمارؓ اور ابن مسعودؓ اور عثمانؓ بن حنیف کو ایک بکری روزانہ بطور خوراک دی، جس کا نصف اور پیٹ عمارؓ کے لئے، ایک چہارم عبداللہؓ (ابن مسعود) کے لئے اور ایک چہارم عثمانؓ کے لئے مقرر فرمایا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمارؓ ہر جمعے کو منبرِ حسینؑ پر چھا کرتے تھے۔

عمار بن یاسرؓ کا ایک درہم کا گھاس خریدنا

ابن ابی ہذیل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو ایک درہم کی گھاس خریدتے دیکھا، اس میں انھوں نے انگور کی شاخیں بڑھائیں تو ان پر اعتراض کیا انھوں نے اس کو کھینچ لیا، یعنی ڈھیر میں سے نکال دیا، یہاں تک کہ اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اسے اپنے پشت پر لاد کے لے گئے، حالانکہ وہ کوفہ کے امیر تھے، جس کو حکم دیتے وہ پہنچا دیتا۔

لومڑی کی کھال کی چادر

مطرف سے روایت ہے کہ میں نے کوئے میں ایک شخص کے پاس سے نذرانہ اتفاق سے ایک اور شخص اس کے پاس بیٹھا تھا، اور ایک درزی سمور یا لومڑی کی کھال کی چادر سی رہا تھا، میں نے کہا کیا علیؓ کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے اس طرح بنایا کہ انھوں نے اس طرح بنایا، اس نے کہا کہ اے نافرمان کیا میں نے تجھے نہیں دیکھا کہ تو امیر المؤمنینؓ کے لئے، (خالی علیؓ کہتا ہے) میرے ساتھ والے ساتھی نے کہا کہ اے ابوالتیفطان (عمارؓ) سبر کر، وہ میرا مہمان ہے، پھر میں نے پہچانا کہ وہ تو عمارؓ ہیں۔

مطرف سے روایت ہے کہ میں نے عمارؓ کو دیکھا کہ لومڑی کی کھال کی چادر قطع کر رہے ہیں۔

عامر سے روایت ہے کہ عمارؓ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ ایسا ہے، لوگوں نے کہا نہیں، انھوں نے کہا کہ ایسا ہونے تک ہمیں چھوڑ دیں۔ جب ایسا ہو گا تو ہم آپ کے لئے اس کی تکلیف اٹھالیں گے، (اور غور کر کے مسئلہ کا جواب دیں گے)

عمارؓ بن یاسرؓ کی چغلی

حارث بن سويد سے مروی ہے کہ کسی نے عمرؓ سے عمارؓ کی چغلی کھائی، عمارؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے ہاتھ اٹھا کے کہا اے اللہ اگر اس نے مجھ پر بہتان لگایا ہے تو اس کے لئے دنیا میں کشائش کر دے اور آخرت کے ثواب کو لپیٹ دے۔

عامر کی ایک روایت

عامر سے روایت ہے کہ عمرؓ نے عمارؓ سے کہا کہ تمہارا عدل تم کو ناگوار ہوا ہو گا، عرض کی، اگر آپ نے یہ کہا تو

مجھے اس وقت بھی ناگوار گزرا تھا، جب آپ نے مجھے عامل بنادیا تھا، اور اس وقت بھی ناگوار گزرا تھا، جب آپ نے مجھے معزول کیا تھا۔

ابونوفل کی روایت کے مطابق عمار بن یاسرؓ سے کم کلام کرنے والے تھے

ابونوفل بن ابی عقرب سے روایت ہے، کہ عمار بن یاسرؓ سے زیادہ سکوت کرنے والے اور سب سے کم کلام کرنے والے تھے، وہ کہا کرتے تھے کہ میں قتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، میں قتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، اس کے بعد انھیں قتنہ عظیم پیش آیا۔

عمار بن یاسرؓ کا حلیہ

عبداللہ بن سلمہ سے روایت ہے، کہ میں نے عمار بن یاسرؓ کو جنگ صفین میں دیکھا کہ بوڑھے اور گندم گوں تھے، ہاتھ میں نیزہ تھا، جو تھرتھراتا تھا، عمرو بن العاصؓ پر نظر پڑی تو اپنے جھنڈے کی طرف دیکھ کر فرمایا: یہ وہ جھنڈا ہے جس کے ذریعہ سے میں نے تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ کی ہے، یہ چوتھی مرتبہ ہے، واللہ اگر وہ لوگ ہمیں مار بھی دیں اور سعفات ہجرت تک پہنچادیں تو میں معلوم کروں گا کہ ہماری مصلحت حق پر ہے اور وہ لوگ گمراہی پر ہیں۔

عمار بن یاسرؓ کی مصلحت

عبداللہ بن سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے جنگ صفین میں عمارؓ کو دیکھا، بوڑھے گندم گوں اور لمبے تھے، ہاتھ میں نیزہ تھا، ہاتھ کانپ رہا تھا، کہہ رہے تھے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر لوگ ہمیں ماریں اور سعفات ہجرت تک پہنچادیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہماری مصلحت حق پر ہے اور وہ لوگ باطل ہیں، ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔

انھوں نے کہا کہ یہ وہ جھنڈا ہے جس کو میں نے ہاتھ میں لے کر رسول اللہ ﷺ کے آگے دو مرتبہ جنگ کی اور یہ تیسری مرتبہ ہے۔

سلمہ بن کہیل کی روایت

سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ عمارؓ بن یاسرؓ نے جنگ صفین میں کہا کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے پیاسا ہی آب کثیر کے پاس آتا ہے، آج دوستوں نے محمد اور ان کے گروہ کو چھوڑ دیا، واللہ اگر وہ لوگ ہمیں مار بھی دیں اور سعفات ہجرت تک پہنچادیں تو ہمیں معلوم ہو جائے کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر، واللہ میں نے اس جھنڈے کو لے کر تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی نگرانی میں جنگ کی ہے۔ یہ موقع پہلے زیادہ اور بہتر نہیں ہے۔

عمار بن یاسرؓ کا آخری شربت پینا

ابی البختری سے مروی ہے کہ جنگ صفین میں عمار بن یاسرؓ نے کہا کہ میرے پاس دودھ کا شربت لاؤ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ دنیا کا آخری شربت جو تم پیو گے وہ دودھ کا شربت ہوگا، دودھ لایا گیا اس دودھ کو انھوں نے نوش فرمایا، پھر آگے بڑھے اور قتل ہو گئے۔

ابی البختری سے روایت ہے کہ اس روز عمارؓ کے پاس دودھ لایا گیا تو وہ مسکرائے اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے آخری مشروب جو تم پیو گے وہ دودھ ہوگا، یہاں تک کہ (اسے پی کر) تم اس دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے۔

عمار بن یاسرؓ ساحل فرات پر

عمار بن یاسرؓ نے اس وقت جب کہ وہ ساحل فرات پر صفین کی طرف جا رہے تھے، کہا کہ اے اللہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے آپ کو اس پہاڑ پر سے پھینک دوں اور لڑھک کر گر جاؤں تو میں ضرور کرتا، اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں بہت سی آگ روشن کر کے اس میں گر پڑوں تو میں یہ بھی کرتا، اے میرے رب اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں پانی میں کود کے اس میں غرق ہو جاؤں تو میں کرتا، میں اور کسی وجہ سے جنگ نہیں کرتا، سوائے اس کے کہ تیری رضامندی چاہتا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ اسی حالت میں تیری رضامندی چاہتا ہوں تو مجھے ناکامیاب نہ کرے گا۔

عمار بن یاسرؓ کا ایک قول جنت تلواروں کے سائے تلے ہے

ربیعہ بن ناجز سے روایت ہے کہ میں نے عمار بن یاسرؓ کو اس وقت کہتے سنا، جب وہ صفین میں تھے، کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے، پیاسا پانی کے پاس آتا ہے اور پیاسے پانی کے پاس آتے ہی ہیں، آج دوستوں نے محمد ﷺ اور ان کے گروہ کو چھوڑ دیا، میں نے اس جھنڈے کو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تین مرتبہ جنگ کی ہے، یہ چوتھی مرتبہ بھی پہلی کی طرح ہے۔

ابو مردان سلمہ سے روایت ہے کہ میں صفین میں لوگوں کے ساتھ موجود تھا، ہم لوگ کھڑے ہی تھے کہ یکایک عمار بن یاسرؓ نکلے، آفتاب غروب ہونے والا تھا، وہ فرما رہے تھے کہ رات کو اللہ کی طرف جانے والا کون ہے، پیاسا پانی کے پاس آتا ہے، جنت نیزوں کی دھاروں کے نیچے ہے، آج دوستوں نے ہمیں تنہا چھوڑ دیا، آج دوستوں نے محمد ﷺ کے گروہ کو اکیلا چھوڑ دیا۔

عمار بن یاسرؓ کی ایک آزاد کردہ لونڈی کی روایت

لولوہ (ام حکم بنت عمار بن یاسرؓ کی آزاد کردہ لونڈی) سے روایت ہے، کہ اس روز جس روز کے عمارؓ شہید کیے گئے، جہنذا ہاشم ابن عقبہ اٹھائے ہوئے تھے، اور اصحاب علیؓ نے اصحاب معاویہؓ کو قتل کیا تھا، عصر کا وقت ہو گیا، عمار ہاشم کے پیچھے سے قریب ہو کر ان کو آگے بڑھا رہے تھے، آفتاب غروب کے لئے جھک گیا تھا۔

عمارؓ کے پاس دودھ کا شربت موجود تھا، کہ آفتاب غروب ہو تو افطار کروں، جب آفتاب غروب ہو گیا، اور میں نے دودھ کا شربت پی لیا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ دنیا سے تمہارا آخری توشہ دودھ کا شربت ہوگا، پھر وہ آگے بڑھ کر ٹرے اور شہید ہو گئے، اس وقت وہ چورانوے سال کے تھے۔ واللہ اعلم

عمارہ بن خدیجہ کی شہادت

عمارہ بن خدیجہ بن ثابت سے روایت ہے کہ خدیجہ بن ثابت جنگ جمل میں موجود تھے، مگر کوارمیان سے نہ نکالتے، وہ صفیں میں بھی موجود تھے، انھوں نے کہا کہ میں اس وقت تک ہرگز شامل نہ ہوں گا، جب تک عمارؓ شہید نہ ہوں، میں دیکھوں گا کہ انھیں کون شہید کرتا ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ انھیں باغی گروہ قتل کرے گا، عمار بن یاسر شہید ہو گئے تو خدیجہ نے کہا میرے لئے گمراہی ظاہر ہو گئی، آگے بڑھ کے ٹرے اور شہید ہو گئے۔

عمارؓ بن یاسرؓ کی شہادت

عمارؓ بن یاسرؓ کا قاتل ابو غادیہ مزنی

وہ شخص جس نے عمار بن یاسرؓ کو قتل کیا ابو غادیہ مزنی تھا، اس نے انھیں ایک نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے، اسی روز وہ تخت رواں پاہودے میں بیٹھ کے جنگ کر رہے تھے، ان کی عمر چورانوے سال تھی جب وہ نیزے کے زخم سے گر پڑے تو ایک اور شخص ان پر ٹوٹ پڑا اور سر کاٹ دیا، دونوں جھگڑتے ہوئے آئے، ہر شخص کہتا تھا کہ میں نے انھیں قتل کیا ہے، عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ واللہ دونوں صرف دوزخ میں جھگڑ رہے ہیں کہ دونوں میں سے کون دوزخی ہے۔

ان کی زبان سے یہ بات معاویہؓ نے سن لی، جب وہ دونوں واپس ہوئے تو معاویہؓ نے عمرو بن العاصؓ سے کہا کہ میں نے ایسا نہیں دیکھا کہ ایک قوم نے اپنی جانیں ہمارے لئے خرچ کیں، اور تم انھیں سے کہتے ہو کہ تم دونوں میں سے کون دوزخی ہے، عمرو نے کہا کہ بات تو واللہ یہی ہے، اسے تم بھی جانتے ہو اور مجھے یہ پسند ہے، کہ میں اس قسم کے واقعات جسے بیس سال پہلے ہی مر جاتا۔

ابو عون کی روایت کے مطابق عمارؓ (۹۱) سال کی عمر میں شہید کیے گئے

ابو عون سے روایت ہے کہ عمارؓ کا نوے سال کی عمر میں شہید کیے گئے، ان کی دلالت رسول اللہ ﷺ سے پیشتر تھی، ان کی طرف تین آدمی متوجہ ہوئے، عقبہ بن عامر الجعفی عمر ابن حارث الخولانی اور شریک بن سلمہ المرادی، یہ تینوں اس وقت ان کے پاس پہنچے کہ وہ کہہ رہے تھے، اگر تم لوگ ہمیں مار کے سعفات ہجرت تک پہنچا دو تو مجھے معلوم ہوگا، کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو، سب نے مل کر ان پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔

ایک روایت کے مطابق عمارؓ کا قاتل عقبہ بن عامر ہے

بعض لوگوں کا گمان ہے کہ عقبہ بن عامر ہی وہ شخص ہے جس نے عمار گو شہید کیا، اور یہ وہ شخص ہے جس کو انھوں نے عثمان بن عفان کے حکم سے مارا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ وہ شخص جس نے انھیں شہید کیا عمر بن الحارث الخولانی ہے۔

ابو غادیہ کا حلیہ

ربیعہ بن کلثوم بن جبر نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں واسط القصب میں عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کے پاس تھا، میں نے کہا اجازت دیجئے یہ ابو غادیہ جہنی ہے، عبدالاعلیٰ نے کہا کہ اسے اندر لاؤ، وہ اس طرح اندر آیا کہ جسم پر چھوٹے کپڑے تھے، وہ لانا اور ایسا تھا کہ اس امت کا آدمی ہی نہیں ہے، جب بیٹھ گیا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا، کیا تم نے اپنے ہاتھ سے بیعت کی اس نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یوم عقبہ (یعنی دسویں ذی الحجہ) کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو خبردار تمہارے خون اور تمہارے مال اپنے پروردگار سے ملنے تک (یعنی موت تک) تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں ہے، دیکھو خبردار، کیا میں نے پہنچا دیا، ہم لوگوں نے عرض کی جی ہاں، فرمایا: اے اللہ گواہ رہ، پھر فرمایا کہ دیکھو خبردار میرے بعد تم لوگ کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی گردن مارے، اس نے (اسی میں یہ مضمون) شامل کیا کہ ہم لوگ عمار بن یاسرؓ کو اپنے اندر رحمت خیال کرتے تھے۔

جس وقت ہم مسجد قباء میں بیٹھے تھے، تو اتفاق سے عمارؓ عثمان بن عفان کو کہہ رہے تھے، کہ خبردار یہ نعل یہودی، میں ادھر ادھر دیکھنے لگا، اگر مجھے ان کے خلاف مددگار مل جاتے تو انھیں ضرور کچل دیتا اور قتل کر دیتا میں نے کہا اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عمارہ پر قادر کر سکتا ہے، جنگ صفین میں وہ لشکر کے آگے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پیادہ آئے جب دونوں لشکروں کے درمیان تھے، تو انھوں نے ایک شخص کو تنہا دیکھ کے گھٹنے میں نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے اور خود سر سے اتر گیا، میں نے اسے تلوار ماری تو اتفاق سے عمارؓ کے سر پر پڑی۔

کھلی گمراہی والا ایک شخص

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے نزدیک اسی سال سے زیادہ کھلی ہوئی گمراہی والا شخص نہیں دیکھا کہ نبی علیہ السلام سے بھی سنا جو کچھ سنا، پھر بھی عمار گو شہید کر دیا۔ ابو غادیہ (یعنی قاتل مذکور نے پانی مانگا تو شیشے کے برتن میں پانی لایا گیا، اس نے اس میں پینے سے انکار کیا، پھر اس کے پاس مٹی کے پیالے میں پانی لایا گیا تو اس نے پی لیا، ایک شخص نے جو امیر کے سر ہانے نیزہ لئے کھڑا تھا کہا ”ادی ید کفنا“ شیشے میں پانی پینے سے تو تقویٰ کرتا ہے اور عمارؓ کے قتل سے تقویٰ نہیں کرتا۔

ابی غادیہ کی عمارؓ کو قتل کی دھمکی

ابی غادیہ سے مروی ہے کہ میں نے مدینے میں عمار بن یاسرؓ کی غیبت کرتے اور انھیں برا کہتے سنا میں نے انھیں قتل کی دھمکی دی اور کہا کہ اگر اللہ مجھے تم پر قدرت دے گا تو ضرور تم کو قتل کر دوں گا یوم صفین میں عمارؓ کو لوگوں پر حملہ

کرنے لگے تو کہا گیا کہ یہ عمار ہیں، میں نے ان کی زرہ میں ایک سوراخ دونوں پھیپھڑوں اور پنڈلیوں کے درمیان دیکھا، ان پر حملہ کیا اور گھٹنے نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے میں نے انھیں قتل کر دیا پھر کہا گیا کہ تو نے عمار بن یاسر کو قتل کر دیا میں عمرو بن العاص کو خبر دے رہا تھا، تو انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ان کا قاتل اور ان کا سامان جنگ چھیننے والا دوزخ میں ہوگا، عمرو بن العاص سے کہا گیا کہ اگر یہ بات ہے تو تم ان سے جنگ کیوں کرتے ہو انھوں نے کہا کہ آپ نے تو صرف ان کا قاتل اور سائب فرمایا۔

ابو عمارؓ کا جنگ کے لئے ندا دینا

محمد بن عمرو وغیرہ سے مروی ہے کہ صفین میں خوب زور کی جنگ ہو رہی تھی، اور قریب تھا کہ دونوں فریق فنا ہو جائیں، معاویہؓ نے کہا، یہ وہ دن ہے کہ عرب آپس میں فنا ہو جائیں گے، سوائے اس کے کہ تمہیں اس غلام یعنی عمارہ بن یاسر کے قتل کی خفت پالے گی، تین دن اور تین رات شدید جنگ رہی لیلۃ البریر (یعنی وہ رات جس میں کتے کی آواز سنائی دی) آخری تھی، تیسرا دن ہوا تو عمارؓ نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے جن کے پاس اس روز جھنڈا تھا کہا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھے سوار کرادو، ہاشم نے کہا، میں تو جھنڈا اس امید پر لے کے چلوں گا کہ اس کے ذریعے سے اپنی مراد کو پہنچوں میں اگر چہ عجلت کروں گا مگر موت سے بے خوف نہیں ہوں وہ برابر ان کے ساتھ رہے۔

یہاں تک کہ انھوں نے سوار کیا پھر عمار اپنے لشکر کے ساتھ کھڑے ہوئے ذوالکلاع اپنے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلہ پر کھڑا ہوا سب نے جنگ کی اور قتل ہو گئے دونوں لشکر برباد ہو گئے عمار پر حوی السکسکی اور ابو الغادیہ الحمزنی نے حملہ کیا اور انھیں شہید کر دیا، ابو الغادیہ سے پوچھا گیا کہ تو نے انھیں کیسے قتل کیا؟ اس نے کہا کہ جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ ہمارے قریب ہوئے تو انھوں نے ندادی کہ کوئی مبارز (جنگ کرنے والا) ہے سکا سک میں سے ایک شخص نکل کر آیا دونوں نے اپنی اپنی تلوار چلائی پھر عمار نے سکسکی کو قتل کر دیا۔

انھوں نے ندادی کون جنگ کرتا ہے حمیرین سے ایک شخص نکل کر گیا دونوں نے اپنی اپنی تلواریں چلائیں عمارؓ نے حمیری کو قتل کر دیا حمیری نے ان کو زخمی کر دیا، انھوں نے پھر ندادی کہ کون جنگ کرتا ہے، میں ان کی طرف نکل کر آیا، ہم دونوں نے دو مرتبہ تلواریں چلائیں ان کا ہاتھ کمزور ہو چکا تھا میں نے ان پر خوب زور سے دوسرا وار کیا جس سے وہ گر پڑے پھر میں نے انھیں ایسی تلوار ماری کہ ٹھنڈے ہو گئے۔

لوگوں نے ندادی کہ تو نے ابو الیقظان (عمار) کو قتل کر دیا، تجھے اللہ قتل کرے، میں نے کہا اپنا راستہ لے واللہ میں پرواہ نہیں کرتا کہ تو کون ہے واللہ میں اس روز اسے پہچانتا نہ تھا، محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ اے ابو الغادیہ قیامت کے دن تیرا مقابل مازندر یعنی موٹا آدمی ہوگا، وہ مسکرایا، ابو الغادیہ بوڑھا اور موٹا تازہ اور سیاہ تھا، جس وقت عمار قتل کیے گئے تو علیؓ نے کہا کہ مسلمانوں میں سے جس شخص پر قتل ابن یاسر مگراں نہ ہو اور ان کی وجہ سے اس پر درد ناک مصیبت آئے تو وہ بے راہ ہے، عمار پر اللہ کی رحمت ہو۔

جس دن وہ اسلام لائے عمارؓ پر اللہ کی رحمت ہو جس دن وہ شہید ہوئے اور عمارؓ پر اللہ کی رحمت ہو جس روز وہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے میں نے عمار کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ جب چار اصحاب رسول اللہ ﷺ کا ذکر

کیا جاتا تھا تو یہ چوتھے ہوتے تھے، اور پانچ کے ذکر میں پانچ ہوتے تھے رسول اللہ ﷺ کے قدیم اصحاب میں سے کسی ایک یا دو کو بھی اس میں شک نہ تھا کچھ عمارؓ کے لئے بہت سے موقعوں پر جنت واجب ہوئی عمار کو جنت مبارک ہو اور کہا گیا ہے کہ عمار حق کے ساتھ ہیں اور حق عمارؓ کے ساتھ ہے، عمارؓ جہان کہیں گھومتے ہیں حق کے ساتھ گھومتے ہیں اور عمارؓ کا قتل دوزخ میں ہوگا۔

یحییٰ بن عابس سے روایت ہے عمارؓ نے کہا کہ مجھے میرے پیڑوں میں دفن کرنا کیوں کہ میں داد خواہ ہوں گا۔
ثنی العبدی نے ان بوزمہوں سے روایت کی جو عمارؓ کے پاس موجود تھے، کہ عمارؓ نے کہا کہ مجھ سے میرا خون نہ دھونا اور نہ مجھ پر مٹی ڈالنا کیونکہ میں داد خواہ ہوں۔

ابی اسحق سے روایت ہے کہ علیؓ نے ہاشم بن عتبہ اور عمارؓ ابن یاسرؓ پر نماز پڑھی، انھوں نے عمارؓ کو اپنے قریب کیا اور ہاشم کو ان کے آگے، دونوں پر ایک ہی مرتبہ پانچ یا چھ سات تکبیریں کہیں، شک اشعث راوی کی جانب سے ہے۔

عاصم بن ضمرہ کی روایت کے مطابق عمارؓ پر علیؓ نے نماز پڑھائی

عاصم بن ضمرہ سے روایت ہے کہ علیؓ نے عمارؓ پر نماز پڑھی اور انھیں غسل نہیں دیا۔
حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ عمارؓ کی عقل قتل کے وقت تک درست تھی،۔

ابو عبد اللہ کی قتل سے متعلق رائے

بلال بن ریحی العنسی سے روایت ہے کہ جب حذیفہ کی وفات کا وقت آیا، جو قتل عثمانؓ کے بعد صرف چالیس شب زندہ رہے۔ تو ان سے کہا گیا کہ اے ابو عبد اللہ، یہ یعنی عثمانؓ قتل کر دیے گئے تمہاری کیا رائے ہے انھوں نے کہا کہ تم نہیں مانتے تو ناچار بتاتا ہوں، مجھے اٹھا کے بٹھا دو انھیں ایک آدمی کے سینے کے سہارے بٹھا دیا گیا۔ پھر انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ابولیقطان فطرت پر ہیں، ابولیقطان فطرت پر ہیں، وہ ہرگز اسے ترک نہ کریں گے، تاوقتیکہ انھیں موت آئے یا بڑھا پا انھیں بھلا دے۔
ابی اسحق سے مروی ہے کہ جب عمارؓ قتل کئے گئے تو حذیرہ بن ثابتؓ اپنے خیمے میں آئے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اس پر پانی چھڑکا غسل کیا پھر قتل کیا یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے (رحمہ اللہ)

عمارؓ کی آپ ﷺ سے محبت

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس شخص سے اپنی وفات کے دن تک محبت کی ہو وہ ایسا نہ ہوگا کہ اللہ اسے دوزخ میں داخل کر دے لوگوں نے کہا کہ ہم دیکھتے تھے کہ آنحضرتؐ تم سے محبت کرتے تھے، اور تم کو عامل بناتے تھے انھوں نے کہا کہ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ آپؐ مجھ سے محبت کرتے تھے یا میری تالیف قلب فرماتے تھے لیکن ہم آپؐ کو ایک شخص سے محبت کرتے دیکھتے تھے لوگوں نے کہا وہ کون شخص ہے انھوں نے کہا کہ عمار بن یاسرؓ، لوگوں نے کہا وہ صفین میں تمہارے ہی مقتول ہیں انھوں نے کہا بیشک واللہ ہم نے ان کو قتل کیا۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرو بن العاصؓ سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ آپؐ سے محبت کرتے تھے اور آپؐ کو

عامل بناتے تھے انھوں نے کہا واللہ کرتے تھے، مگر مجھے معلوم نہیں کہ یہ محبت تھی یا تالیف قلب، جس سے مجھے مانوس فرماتے تھے۔ لیکن میں دو آدمیوں پر گواہ ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ آپ ان دونوں سے محبت فرماتے تھے۔ عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر لوگوں نے کہا عمار بن یاسرؓ جنگ صفین میں تمہارے مقتول تھے۔ انھوں نے کہا تم نے سچ کہا۔ واللہ ہم نے انھیں قتل کیا ہے۔

عمرو بن شرجیل کا خواب

ابی وائل سے مروی ہے کہ عمرو بن شرجیل ابو میسرہ نے جو عبد اللہ بن مسعود کے فاضل ترین تلامذہ میں سے تھے۔ خواب میں دیکھا کہ جیسے میں جنت میں داخل کیا گیا۔ اتفاق سے چند خیمے نسب کیے ہوئے نظر آئے میں نے کہا کہ یہ کس کے لیے ہیں لوگوں نے کہا کہ ذی الکلاع اور جوشب کے لئے حالانکہ یہ دونوں ان لوگوں میں سے تھے، جو معاویہ کی ہمرابی میں قتل کیے گئے تھے۔

پوچھا عمارؓ اور ان کے ساتھ والے کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ تمہارے آگے، میں نے کہا کہ ان میں سے بعض نے بعض کو قتل کیا ہے۔ کہا گیا کہ یہ لوگ اللہ سے ملے، انھوں نے اسے واسع المغفرة (بڑا مغفرت والا) پایا میں نے کہا نہروان والے کیا ہوئے؟ کہا گیا کہ انھیں سختی و مصیبت سے دو چار ہونا پڑا (اہل نہروان معاویہؓ و حضرت علیؓ کے التوائے جنگ کے بعد حضرت علیؓ سے بغاوت کی تھی)۔

ابو میسرہ کا ایک خواب

ابی الفحی سے مروی ہے ابو میسرہ نے خواب میں ایک سرسبز باغ دیکھا جس میں چند خیمے نسب تھے جن میں ذوالکلاع تھے، ابو میسرہ نے پوچھا یہ کیونکر ہو گیا۔ ان لوگوں نے تو باہم قتال کیا ہے جواب ملا ان لوگوں نے پرودگار کو واسع المغفرة (بڑا مغفرت والا) پایا۔

عمارؓ کا حلیہ مبارک

لولوہ (ام حکم بنت عمارؓ کی آزاد کردہ باندی) سے روایت ہے کہ لوگوں سے عمارؓ کا حلیہ بیان کیا کہ وہ گندم گوں، لائے مضطرب آدمی تھے۔ نیلگوں آنکھیں تھیں دونوں شانوں کے درمیان دوری تھی۔ (یعنی سینا چوڑا تھا) اور ان میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قتل عمارؓ میں جس امر پر اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ وہ علیؓ بن ابی طالب کے صفین میں صفر ۳۷ھ میں جب کہ وہ ترانوے سال کے تھے شہید کیئے گئے اور وہیں صفین میں دفن کیے گئے رحمہ اللہ ”رضی اللہ عنہ“

مُعْتَبُ بن عوف

مُعْتَبُ کا نسب ابن عامر بن فضل بن عقیف یہ وہی تھے جنہیں عیہامہ بن کلیب ابن حبشیہ بن سول بن کعب بن عمرو بن عامر پکارا جاتا تھا خزاعہ میں سے تھے محمد بن الحنفیہ نے اپنی کتاب میں اسی طرح ان کا نسب بیان کیا ہے

یہی شخص تھے جنہیں معتب ابن الحمر بھی کہا جاتا تھا، ان کی کنیت ابو عوف تھی بنی مخزوم کے حلیف تھے اور بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر دوسری مرتبہ کی ہجرت میں وہ بھی مہاجرین حبشہ میں سے تھے، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا مہاجرین حبشہ میں ذکر نہیں کیا۔

معتبؓ کی مدینہ ہجرت

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب معتبؓ ابن عوف نے مکے سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو وہ مبشر بن عبدالمزید کے پاس اترے۔
لوگوں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے معتب بن الحمر اور ثعلبہ بن حاطب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ معتبؓ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے ۵ھ میں جب وہ اٹھتر سال کے تھے ان کا انتقال ہوا۔
پانچ اصحاب ہوئے۔

زید بن الخطاب

ابن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح ابن عدی بن کعب بن لوی کنیت ابو عبد الرحمن تھی، والدہ اسماء بنت وہب بن حبیب بن حارث بن عیس بن قعین بن اسد میں سے تھیں۔ زیدؓ اپنے بھائی عمر بن الخطاب سے عمر میں بڑے تھے اور ان سے پہلے اسلام لائے تھے۔

زیدؓ کا نسب

زیدؓ کی اولاد میں عبد الرحمن تھے، ان کی والدہ لبابہ بنت ابی لبابہ ابن عبدالمزید بن رفاعہ بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف تھیں، اسماء بنت زید، ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر ابن صفین تھیں، زیدؓ نہایت طویل آدمی تھے، طول خوب ظاہر تھا، اور گندم گوں تھے۔

زید بن الخطاب اور معن ابن عدی کے درمیان عقد مواخاۃ

رسول اللہ ﷺ نے زید بن الخطاب اور معن ابن عدی بن عجلان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، دونوں یمامہ میں شہید ہوئے زیدؓ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے، آپ سے انھوں نے حدیث بھی روایت کی۔

رسول اللہ ﷺ کا حجۃ الوداع میں ایک فرمان

عبد الرحمن بن زید بن الخطاب نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ اپنے غاموں کا خیال رکھنا، جو تم کھاتے ہو اس میں سے انھیں بھی کھاؤ۔ جو تم پہنتے ہو اس میں سے انھیں بھی پہناؤ اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف نہ کرنا چاہو تو اے اللہ کے بندو انھیں بیچ ڈالو اور ان پر عذاب نہ کرو۔

نصرت زیدؓ کی شہادت

حجاف بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن الخطاب جنگ یمامہ میں مسلمانوں کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے، مسلمانوں کو شکست ہو گئی تھی حلیفہ کوچ پر غالب آ گئی، زیدؓ کہنے لگے کوچ تو کوئی کوچ نہیں، اور لوگ تو کوئی لوگ نہیں پھر اپنی بلند آواز سے چلانے لگے، کہ اے اللہ میں تیرے آگے اپنے صحاب کی فرار کی معذرت کرتا ہوں، اور مسیلمہ اور منکھم بن الطفیل نے جو کام کیا ہے، اس سے تیرے آگے اپنی رأت ظاہر کرتا ہوں، وہ جھنڈے کو مضبوط پکڑ کر دشمن کے سینے میں بڑھنے لگے، انھوں نے اپنی تلوار سے مارا یہاں تک کہ شہید کر دیے گئے اور جھنڈا گر گیا۔

ابو حذیفہؓ کا جھنڈے کو تھامنا

اب اے ابو حذیفہؓ کے مولیٰ سالم نے لے لیا۔ مسلمانوں نے کہا اے سالم ہمیں خوف ہے کہ تمہاری طرف سے کوئی ہمارے پاس نہ آئے انھوں نے کہا کہ میں بدترین حافظ قرآن ہوؤں گا اگر میری جانب سے کوئی تمہارے پاس آ جائے۔

مقتولین کی تعداد

کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب کی ابو مریم النخعی سے پوچھتے سنا کہ کیا تم نے زید بن الخطاب کو شہید کیا، انھوں نے کہا کہ اللہ میرے ہاتھ سے ان کا اکرام کرے اور ان کے ہاتھ سے میری توہین نہ کرے عمرؓ نے فرمایا کہ تمہاری رائے میں اس روز مسلمانوں نے تم میں سے کتنے آدمیوں کو قتل کیا انھوں نے کہا کہ چودہ سو یا کچھ زاید کو عمرؓ نے فرمایا کہ برے مقتولین تھے، ابو مریم نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے باقی رکھا کہ میں نے اس دین کی طرف رجوع کیا جو اس نے اپنے نبی علیہ السلام کے لئے اور مسلمانوں کے لئے پسند کیا عمرؓ ان کی گفتگو سے مسرور ہوئے۔ ابو مریم اس کے بعد بصرے کے قاضی تھے۔

زیدؓ کے لئے دعائے رحمت

عبدالعزیز بن یعقوب الماحسون سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے متم بن نویرہ سے فرمایا کہ انھیں اپنے بھائی کا کس قدر سخت رنج ہے عرض کی اس غم میں میری یہ آنکھ چلی گئی ہے، اور انھوں نے اس کی طرف اشارہ کیا پھر میں اپنی صحیح سالم آنکھ سے رویا، اور اس قدر زیادہ رویا کہ جانے والی آنکھ نے بھی اس کی مدد کی اور آنسو بھائے عمرؓ نے کہا کہ یہ تو ایسا شدید رنج ہے کہ کوئی بھی اپنی میت پر اتنا غمگین نہ ہوگا، اللہ زیدؓ پر رحمت کرے گا میں خیال کرتا ہوں کہ اگر میں شعر کہنے پر قادر ہوتا تو ضرور ان پر اسی طرح روتا جس طرح تم اپنے بھائی پر روئے۔

متم نے کہا، یا امیر المؤمنین، اگر جنگ یمامہ میں میرے بھائی بھی اسی طرح مقتول ہوتے جس طرح آپ کے بھائی شہید کیے گئے، تو میں ان پر کبھی نہ روتا پھر عمرؓ نے دیکھا اور انھیں اپنے بھائی سے تسلی ہوئی، حالانکہ انھیں بھی ان پر بہت شدید رنج تھا، عمرؓ کہا کرتے تھے کہ صبا چلتی ہے اور میرے پاس زید بن الخطاب کی خوشبو لاتی ہے،

ابن جعفر نے کہا کہ میں نے ابن ابی عون سے پوچھا کہ کیا عمرؓ شعر نہیں کہتے تھے، تو انھوں نے کہا کہ نہیں، اور نہ کوئی بیت۔

عمرؓ کی روایت کے مطابق زیدؓ جنگِ مسیلہ میں شہید ہوئے

محمد بن عمرؓ نے کہا زید بن الخطابؓ ۱۲ھ میں خلافتِ ابی بکرؓ میں جنگِ مسیلہ میں یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یومِ احد میں عمرؓ بن الخطابؓ نے اپنے بھائی زید بن الخطابؓ سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میری زرہ نہ پہننا، مگر انھوں نے پہن لی، پھر اسے اتار دیا تو عمرؓ نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا، تو انھوں نے کہا کہ میں بھی اپنے لئے وہی چاہتا ہوں جو تم اپنے لئے چاہتے ہو۔

سعید بن زیدؓ

ابن عمرو بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی، کنیت ابو الامور تھی، والدہ فاطمہ بنت لجبہ بن امیہ بن خویلد بن خالد بن الحمر بن حیان بن غنم بن ملیح خزاعہ سے تھیں، ان کے والد زید بن عمرو بن نفیل دین کی تلاش میں شام آئے، یہود و نصاریٰ سے علم و دین دریافت کیا مگر انھیں ان لوگوں کا دین پسند نہ آیا تو ایک عسائی نے کہا کہ تم دینِ ابراہیم تلاش کرتے ہو۔

زیدؓ نے کہا دینِ ابراہیم کیا ہے، اس نے کہا وہ موحّد تھے، سوائے اللہ کے جس کا کوئی شریک نہیں، اور جو یکتا ہے کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے وہ اس سے عبادت کرتے تھے جو اللہ کے سوا کسی اور کی کچھ بھی پرستش کرتا تھا۔ بتوں پر جو ذبح کیا جاتا تھا اسے نہیں کھاتے تھے زید بن عمروؓ نے کہا کہ یہ وہی ہے جسے میں جانتا ہوں اور میں اسی دین پر ہوں لیکن پتھر یا لکڑی کی عبادت جسے میں اپنے ہاتھ سے بناتا ہوں تو یہ کوئی چیز نہیں، زیدؓ کے آئے اور وہ دینِ ابراہیم پر تھے۔

زیدؓ کا اسلام لانا

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل دین تلاش کرتے تھے انھوں نے نصرانیت اور یہودیت اور بتوں اور پتھروں کی عبادت کو ناپسند کیا، اپنی قوم سے اختلاف ان معبودوں کا اور اس عبادت کا ترک کرنا ظاہر کر دیا جو ان کے باپ ادا کرتے تھے وہ ان کا بیچ بھی نہیں کھاتے تھے انھوں نے مجھ سے کہا اے عامر، میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی، میں نے ملتِ ابراہیم کا اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور ان کے بعد اسماعیل کا اتباع کیا جو اسی قبلے کی طرف نماز پڑھتے تھے میں اسی نبی کا خطر ہوں جو اولادِ اسماعیل میں سے مبعوث ہوگا مجھے معلوم نہیں کہ انھیں پاؤں گا ان پر ایمان لاؤں گا ان کی تصدیق کروں گا اور گواہی دوں گا کہ وہ نبی ہیں (اے عامر) اگر تمہاری مدتِ دراز ہو اور تم

انھیں دیکھو تو میری جانب سے انھیں سلام کہہ دینا جب رسول اللہ ﷺ نبی ہوئے تو میں اسلام لایا اور آپ کو زید بن عمرو کے قول کی خبر دی، ان کی جانب سے میں نے آپ کو سلام کہہ کر رسول اللہ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان کے لئے رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ میں نے جنت میں دامن کشاں دیکھا ہے۔

زید کا کعبے کا طواف کرنا

حجیر بن ابی اہاب سے مروی ہے کہ میں نے زید بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا کہ صنم بوانہ کے پاس تھا، اور وہ شام سے واپس آ کر آفتاب کا مراقبہ کر رہے تھے جب آفتاب ڈھل گیا تو روبہ قبلہ ہو گئے۔ دو سجدوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر کہنے لگے ابراہیم واسماعیل کا یہی قبلہ ہے میں پتھر کی عبادت نہ کروں گا، سوائے بیت اللہ کے اور کسی کی طرف نماز نہ پڑھوں گا یہاں تک کہ مرجاؤں، وہ حج کرتے اذوق عرفہ کرتے اور تلبیہ کہتے تھے "لیک لا شریک لا ولا ندلک" پھر عرفے سے پیدل واپس ہوتے اور کہتے "لیک منعبد الہک مرفوقا" (تیرا عبادت گزار غلام ہے)۔

سالم بن عبد اللہ کی ایک روایت زید کے کھانے سے متعلق

سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے سنا کہ آپ زید بن نفیل سے بلدح کے نشیبی حصے میں ملے ہیں، یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی سے پہلے کا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس ایک خوان بھیجا جس میں گوشت تھا، انھوں نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ میں وہ نہیں کھاتا جو تم لوگ اپنے بتوں پر ذبح کرتے ہو، اور نہ اس میں سے کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

محمد بن عبد اللہ بن قس سے مروی ہے کہ زید بن عمر قریش کی مذمت ان کے ذبیحہ پر کیا کرتے اور کہتے کہ بکری کو اللہ نے پیدا کیا اس نے آسمان سے پانی نازل کیا اس نے اس سے زمین سے سبزہ اگایا پھر بھی لوگ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں "ان کا یہ کہنا" اس فعل کے انکار اور اس کی گرانی کی وجہ سے تھا۔ میں اس میں سے نہیں کھاتا جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے زید بن عمرو ابن نفیل کو اس طرح دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے اپنی پشت کعبے سے لگائے کہہ رہے تھے، اے گروہ قریش، سوائے میرے آج تم میں سے کوئی دین ابراہیم پر نہیں ہے وہ زندہ درگور لڑکی کو بچا لیتے اور اس شخص سے جو اپنی لڑکی کے قتل کا ارادہ کرتا کہتے کہ ٹھہر جا، اے قتل نہ کر، میں اس کے ہار کا کفیل ہوں وہ اسے لے لیتے جب وہ نوٹی پھوٹی بات کرنے لگتی تو اس کے باپ سے کہتے کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے واپس کر دوں اور اگر تو چاہے تو میں اس کے بار میں تیری کفالت کروں۔

زید قیامت میں تنہا امت بن کر انھیں گے

عامر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے زید عمرو ابن نفیل کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ قیامت میں تنہا ایک امت بن کر انھیں گے۔

زید بن عمرو بن نفیل کی وفات

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل کی وفات اس وقت ہوئی جب قریش رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے سے پانچ سال قبل کعبے کی تعمیر کر رہے تھے ان پر موت اس حالت میں نازل ہوئی کہ وہ کہہ رہے تھے، میں دین ابراہیم پر ہوں ان کے بیٹے سعید بن زید الاغور اسلام لائے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی سعید بن زید اور عمر بن الخطاب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے دونوں نے آپ سے زید بن عمرو کو دریافت کیا فرمایا اللہ زید کی مغفرت کرے۔

ان پر رحمت کرے، وہ دین ابراہیم پر مرے، اس روز کے بعد سے مسلمانوں میں کوئی یاد کرنے والا ان کے لئے دعائے مغفرت کیے بغیر نہ رہتا تھا، سعید بن المسیب بھی (ان کے لئے) کہتے تھے رحمہ اللہ وغفرلہ۔

زید کی والدہ ام رملہ

زکریاء بن یحییٰ السعیدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن عمرو مرے تو حراء کی جڑ میں دفن کیے گئے سعید ابن زید کی اولاد میں سے عبدالرحمن اکبر تھے جن کا کوئی پسماندہ نہیں تھا۔ ان کی والدہ رملہ تھیں جو ام جمیل بنت الخطاب بن نفیل تھیں، زید جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا، عبداللہ اکبر، جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا، ان سب کی والدہ جلیہ بنت سوید بن صامت تھیں۔

عمر اصغر موسیٰ الحسن کی والدہ امامہ بنت الدجیح

عبدالرحمن اصغر، جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا، عمر اصغر جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا، ام موسیٰ الحسن ان سب کی والدہ امامہ بنت الدجیح تھیں، جو غسان میں سے تھیں۔

حذمہ بنت قیس محمد و ابراہیم اصغر و عبداللہ اصغر و ام حبیب کبریٰ اور ام سعید کبریٰ، یہ (ام سعید) اپنے والد سے پہلے ہی مر گئیں اور ام زید، ان سب کی والدہ حذمہ بنت قیس بن خالد بن وہب بن ثعلبہ ابن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر تھیں۔

ام الاسود عمرو و اصغر و اسود، ان دونوں کی والدہ الاسود تھیں جو بنی تغلب کی خاتون تھیں۔

صحیح بنت اصبح عمرو اکبر اور طلحہ، یہ (طلحہ) اپنے والد سے پہلے ہی مر گئے جن کا کوئی پسماندہ نہیں، اور ایک لڑکی زجلہ ان سب کی والدہ صحیح بنت اصبح بن شعیب بن ربیع بن مسعود بن مصاد بن حصین بن کعب ابن علیم کلب میں سے تھیں۔

بنت قریبہ ابراہیم اکبر و حصہ، ان دونوں کی والدہ بنت قریبہ بنی تغلب میں سے تھیں۔

ام خالد خالد، ام خالد جو اپنے والد سے پہلے ہی وفات پا گئیں۔

ام نعمان ام نعمان، ان سب کی والدہ ام خالد تھیں جو ام ولد تھیں۔

بشیر بنت ابی مسعود ام زید صغریٰ ان کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود انصاری تھیں، ام زید صغریٰ مختار بن ابی عبید کی بیوی تھیں، اور ان کی والدہ طے میں سے تھیں۔

عائشہ، زینب، ام عبد الحولا، ام صالح، ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ سعید بن زید رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں جانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے ایمان لائے۔

زید کی مدینے ہجرت

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو حزم سے مروی ہے کہ جب سعید بن زید نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبدالمندر برادر ابی لبابہ کے پاس اترے۔

سعد بن زید اور رافع ابن مالک زرقی کے درمیان عقد مواخاۃ

عبدالملک بن زید ولد سعید بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن زید اور رافع ابن مالک زرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

رسول اللہ ﷺ کا طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید ابن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر

دریافت کرنے کے روانہ کرنا

حارثہ انصاری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قافلہ قریش کی شام سے روانگی کا اندازہ فرمایا تو آپ نے اپنی روانگی سے دس شب پہلے طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید ابن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لئے بھیجا، دونوں روانہ ہوئے، یہاں تک کہ الحوراء پہنچے وہ برابر وہیں مقیم رہے قافلہ ان کے پاس سے گزرا تو رسول اللہ ﷺ کو طلحہ و سعید کے واپس آنے سے پہلے ہی خبر معلوم ہو گئی آپ نے اصحاب کو بلایا اور قافلے کے قصد سے روانہ ہوئے۔

مگر قافلہ ساحل کے راستے سے گیا اور بہت تیز نکل گیا، لوگ تلاش کرنے والوں سے بچنے کے لئے شبانہ روز چلے طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید مدینے کے ارادے سے روانہ ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کو قافلے کی خبر دیں، ان کو آپ کی روانگی کا علم نہ تھا، وہ مدینے اسی روز آئے جس روز رسول اللہ ﷺ نے بدر میں جماعت قریش سے مقابلہ کیا دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کے لئے روانہ ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو بدر سے واپس آتے ہوئے

تربان میں پایا جو الحجبہ پر مکمل اور السیالہ کے درمیان ہے، طلحہ و سعیدؓ اس جنگ میں موجود نہ تھے، رسول اللہ ﷺ نے بدر کے اجر و حصص غنیمت میں ان کا بھی حصہ لگایا، وہ دونوں انھیں کے مثل ہو گئے جو اس میں موجود تھے، سعیدؓ احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے حراء رکارہ، تجھ پر سوائے نبی اور صدیق اور شہید کے کوئی نہیں، راوی نے کہا، انھوں نے نو آدمیوں کا نام لیا (رسول اللہ ﷺ) (۱) ابو بکرؓ (۲) عمرؓ (۳) عثمانؓ (۴) علیؓ (۵) طلحہؓ (۶) زبیرؓ عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن مالک کا، اور کہا کہ اگر میں دسویں کا نام لینا چاہتا تو ضرور کرتا یعنی خود۔

قریش کے دس آدمی جنت میں

سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قریش کے دس آدمی جنت میں ہوں گے (۱) ابو بکرؓ (۲) عمرؓ (۳) عثمانؓ (۴) علیؓ (۵) طلحہؓ (۶) زبیرؓ عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن مالک سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل و ابو عبیدہؓ بن جراح (۱۰)۔

سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل پر ماتم

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جمعے کو دن بلند ہونے کے بعد سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل پر ماتم کیا گیا۔ (یعنی ان کی خبر مرگ دی گئی) تو ابن عمرؓ العقیق میں ان کے پاس آئے اور انھوں نے جمعہ ترک کر دیا۔

ابی عبد اللہ الجبار سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ بنت سعدؓ ابن مالک کو کہتے سنا کہ میرے والد سعد بن مالک نے سعیدؓ بن زیدؓ ابن عمرو بن نفیل کو العقیق میں غسل دیا، لوگ انھیں اٹھا کر لے چلے جب سعدؓ اپنے گھر کے سامنے آئے تو اندر چلے گئے ان کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے، وہ غسل خانے میں گئے غسل کیا اور باہر آئے تو اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ میں نے سعیدؓ کو غسل دینے کی وجہ سے غسل نہیں کیا بلکہ صرف گرمی کی وجہ سے غسل کیا ہے۔

عمرؓ کا سعیدؓ بن زیدؓ کو حنوط لگانا

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے سعیدؓ بن زیدؓ کو حنوط لگایا، انہیں اٹھا کے مسجد لے گئے اور نماز پڑھی مگر وضو نہیں کیا۔

ابن عمرؓ کا سعیدؓ بن زیدؓ کے پاس مشک لانا

ابن عمرؓ سے مروی ہے میں نے سعیدؓ بن زیدؓ بن نفیل کے حنوط لگایا، کہا گیا کہ ہم آپ کے پاس مشک لاتے ہیں، انھوں نے کہا اچھا مشک سے بہتر کونسی خوشبو ہو سکتی ہے۔

عمرؓ کی روایت کے مطابق سعیدؓ بن زیدؓ پر جمعہ کے روز ماتم کیا گیا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ سعیدؓ بن زیدؓ پر جمعے کے روز ماتم کیا گیا میں نماز کی تیاری کر رہا تھا ان کے پاس چلا

گیا اور نماز جمعہ ترک کر دی۔

سعید بن زیدؓ پر موت کی وجہ سے آہ و بکا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ سعید بن زیدؓ بن عمرو بن نفیلؓ پر جمعے کے روز دن بلند ہونے کے بعد (موت کی وجہ سے) آہ و بکا کی گئی میں العقیق میں ان کے پاس آیا اور جمعہ ترک کر دیا۔

نافع کی روایت کے مطابق سعید بن زیدؓ کا انتقال العقیق میں ہوا

نافع سے مروی ہے کہ سعید بن زیدؓ کا انتقال العقیق میں ہوا، وہ مدینے لائے گئے وہیں دفن کیے گئے۔
اسماعیل بن عبد الرحمنؓ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ کو سعید بن زیدؓ کے پاس بلایا گیا جو انتقال کر رہے تھے، اس وقت نماز جمعہ کی تیاری کر رہے تھے وہ ان کے پاس آئے اور جمعہ ترک کر دیا۔

سعید بن زیدؓ کو سپرد خاک کرنا

عبد الملک بن زیدؓ ولد سعید بن زیدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعید بن زیدؓ کی العقیق میں وفات ہوئی انھیں لوگوں کے کندھوں پر لا کر لایا گیا، اور مدینے میں دفن کیا گیا، قبر میں سعدؓ اور ابن عمرؓ اترے۔ یہ ۵۵ھ کا واقعہ ہے جس روز وہ فوت ہوئے ستر سال سے زائد کے تھے، وہ بلند بالا، گندم کوں اور بہت بال والے تھے۔

حکیم بن محمد نے جو مطلب بن عبد مناف کی اولاد میں سے تھے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعید بن زیدؓ بن عمرو بن نفیلؓ کی مہر میں قرآن مجید کی ایک آیت دیکھی محمد ابن عمرؓ نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے جس میں اہل علم و اہل بلد کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ سعید بن زیدؓ العقیق میں مرے اور مدینے میں دفن کیے گئے سعد بن ابی وقاصؓ ابن عمرؓ اصحاب رسول اللہ ﷺ ان کی قوم ان کے گھر والے اور ان کے لڑکے ان پر اس امر کے گواہ ہیں جس کو وہ جانتے ہیں اور وہ روایت کرتے ہیں اہل کوفہ نے یہ روایت کی کہ وہ ان کے پاس کوفہ میں معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں مرے مغیرہ بن شعبہؓ نے نماز پڑھی جو اس زمانے میں کوفہ کے والی تھے

عمرو بن سراقہ

نسب نامہ ابن المعتمر بن انس بن اداة بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی والدہ آنہ بنت عبد اللہ بن عمیر ابن اہیب حذافہ بن جمع تھیں۔

عمرو بن عبد اللہ کی مدینے ہجرت

عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ جب عمرو بن عبد اللہ فرزند ان سراقہ المعتمر نے مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں رفاعہ بن عبد المندرؓ برادر ابی الباہہ بن عبد المندرؓ کے پاس اترے۔

عمر و بن سراقہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ

لوگوں نے بیان کیا کہ عمرو بن سراقہ بدر میں موجود تھے، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحق و ابی ہریرہ و محمد بن عمران سب نے اس پر اتفاق کیا صرف محمد بن اسحق نے بیان کیا کہ ان کے بھائی عبداللہ بن سراقہ بدر میں موجود تھے اور یہ ان کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا نہ ہمارے نزدیک یہ ثابت ہے عمرو بن سراقہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ موجود تھے، عثمان بن عفان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔
محمد بن اسحق نے کہا کہ عبداللہ بن سراقہ کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ ان کی اولاد نہ تھی۔

خلفائے بنی عدی بن کعب اور ان کے موالی

عامر بن ربیعہ بن مالک

نسب نامہ ابن عامر بن ربیعہ بن حمیر بن سلامان بن مالک بن ربیعہ ابن رفیدہ بن غزین وائل بن قاسط بن مہذب بن افعیٰ بن دغی ابن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان، خطاب ابن نفیل کے حلیف تھے۔

عامر کا صحیح نسب

خطاب سے جب عامر بن ربیعہ نے معاہدہ حلف کیا تو انھوں نے ان کو بیٹا بنالیا اور انھیں اپنی طرف منسوب کیا، اسی لئے عامر بن الخطاب کہا جاتا تھا یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا ”ادعوہم لابنائہم“ تا عامر نے اپنے نسب کی طرف رجوع کیا اور عامر بن ربیعہ کہا جانے لگا ان کا صحیح نسب وال میں ہے۔

عامر بن ربیعہ کا قدیم اسلام

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عامر بن ربیعہ کا اسلام قدیم تھا، رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہوئے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے آپ مسلمان ہوئے۔

سب سے پہلے عامر بن ربیعہ نے مدینے کی ہجرت کی

لوگوں نے بیان کیا کہ عامر بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سوائے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے مجھ سے پہلے مدینے کی ہجرت کے لئے کوئی نہیں آیا۔

سب سے پہلے مدینے سفر کرنے والی

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ لیلیٰ بنت ابن حشمہ یعنی ان کی بیوی سے پہلے کوئی سفر کرنے والی مدینے میں نہیں آئی۔

عامر بن ربیعہ اور یزید بن المہند بن سرح کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن ربیعہ اور یزید بن المہند بن سرح انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، عامر بن ربیعہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور وہ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب موجود تھے۔ انھوں نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے روایت کی ہے۔

عامر بن ربیعہ کا خواب

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے (اور عامر بدری تھے) کہ عامر بن ربیعہ اٹھ کر رات کی نماز پڑھ رہے تھے، یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب لوگ عثمانؓ پر افترا کرنے میں مشغول تھے، انھوں نے رات کی نماز پڑھی اور سو گئے خواب میں ان کے پاس کوئی آیا اور کہا کہ اٹھو، اللہ سے دعا مانگو وہ تمہیں اس فتنے سے بچائے جس سے اس نے اپنے بندگان صالح کو بچایا وہ اٹھے نماز پڑھی اور بیمار پڑے پھر انھیں جنازے ہی کی صورت میں نکالا گیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عامر بن ربیعہ کی موت قتل و عثمان بن عفان کے چند روز بعد ہوئی، وہ اپنے گھر ہی میں رہے لوگوں نے سوائے ان کے جنازے کے جو نکالا گیا اور کچھ نہ جانا۔

عاقل بن ابی البکیر

نسب نامہ

ابی عبد یلیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناة بن کنانہ، عاقل کا نام غافل تھا اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عاقل رکھا ابو البکیر بن عبد یلیل نے جاہلیت میں نفیل بن عبد العزیٰ جد عمر بن الخطاب سے معاہدہ حلف کیا تھا وہ اور ان کے بیٹے بنی نفیل کے حلفاء تھے، ابو معشر اور محمد بن عمر، ابن ابی البکیر کہتے تھے موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اٹحق اور ہشام بن محمد الکسبی، ابن البکیر کہتے تھے۔

دار ارقم میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کرنے والے

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عاقلؓ و عامرؓ و یاسؓ و خالدؓ و حرزندان ابی ابن البکیر بن عبد یلیل سب کے سب دار ارقم میں اسلام لائے وہ ان لوگوں میں سب سے پہلے تھے جنہوں نے وہاں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عاقلؓ و خالدؓ و عامرؓ و یاسؓ و فرزندان ابی البکیر ہجرت کے لئے مکے سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے انھوں نے اپنے تمام مردوں اور عورتوں کو جمع کر لیا تھا، ان کے مکانوں میں کوئی باقی نہ رہا دروازے بند کر دیئے گئے سب لوگ رفاعہ بن عبد المہند کے پاس اترے۔

عاقل بن البکیر اور مبشر بن عبد المہند کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عاقل بن ابی البکیر اور مبشر بن عبد المہند کے درمیان عقد مواخاۃ

کی، دونوں کے دونوں بدر میں شہید ہوئے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاقل بن ابی الکبیر اور مجذ بن زیاد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا عاقل بن ابی الکبیر جنگ بدر میں شہید ہوئے، اس وقت وہ چونتیس سال کے تھے، انھیں مالک ابن زہیر انجمنی برادر ابی اسامہ نے شہید کیا۔

خالد بن ابی الکبیر

نسب نامہ ابن عبد یلیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن بکر ابن عبد مناة بن کنانہ۔

خالد بن الکبیر اور زید ابن الدشنہ کے درمیان عقد مواخاۃ

رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ابی الکبیر اور زید ابن الدشنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، خالد بن ابی الکبیر بدر واحد میں موجود تھے مگر ۳ھ میں یوم الریح میں شہید ہوئے جس وہ روز شہید ہوئے چونتیس سال کے تھے، انھیں کی مدح میں حسان بن ثابت کہتے ہیں۔

کاش میں اس میں ابن طارق اور زید اور مرثد کے پاس موجود ہوتا اور مجھے (آرزوئیں بے نیاز نہ کرتیں) تو میں اپنے محبوب حبیب خبیث اور عاصم کی طرف سے مدافعت کرتا اور اگر میں خالد کا انتقام کرتا تو وہ بھی شفا تھے۔

ایاس بن ابی الکبیر

نسب نامہ ابن عبد یلیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناة بن کنانہ۔

ایاس بن ابی الکبیر اور حارث بن خذیمہ کے درمیان عقد مواخاۃ

رسول اللہ ﷺ نے ایاس بن ابی الکبیر اور حارث بن خذیمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا ایاس بن ابی الکبیر بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب موجود تھے۔

عامر بن ابی الکبیر

نسب نامہ ابن عبد یلیل بن بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناة بن کنانہ۔

عامر بن الکبیر اور ثابت بن قیس بن شماس کے درمیان عقد مواخاۃ

رسول اللہ ﷺ نے عامر بن الکبیر اور ثابت ابن قیس بن شماس کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ عامر بن ابی الکبیر بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب موجود تھے۔

واقہ بن عبد اللہ

سب نامہ ابن عبد مناف بن عزیز ثعلبہ بن ربیع بن حنظلہ بن مالک ابن زید مناتہ بن تمیم، وہ خطاب بن نفیل کے لیف تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ واقہ بن عبد اللہ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے اور اس میں موت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

واقہ بن عبد اللہ کی مدینے ہجرت

عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ واقہ بن عبد اللہ التیمی نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبد المندر کے پاس اترے۔

واقہ بن عبد اللہ اور بشر بن براء بن معرور کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے واقہ بن عبد اللہ التیمی اور بشر بن براء بن معرور کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

واقہ بن عبد اللہ، عبد اللہ بن قحش کے ہمراہ سریہ نخلہ میں موجود تھے، اس روز عمرو بن الحضرمی مقتول ہوا تو یہود نے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقہ بن عبد اللہ نے قتل کیا عمرو عترت الحرب (عمرو کی جنگ نے خدمت کی) والحضرمی حضرت الحرب (اور حضرمی کے پاس جنگ آئی) دو واقہ وقت الحرب (واقہ کو جنگ نے روشن کیا)۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ان لوگوں نے ان کلمات سے فال لی، مگر یہ سب اللہ کی جانب سے یہود پر ہوا، واقہ بدر واحد و خندق اور تمام مشہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ موجود تھے، عمر بن الخطاب کی ابتداء خلافت میں وفات ہوئی، ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

خولی بن ابی خولی

خولی کے والد کا نام عمرو بن زہیر بن خثیمہ بن ابی حمران تھا، ان کا نام حارث بن معاویہ بن حارث بن مالک بن عوف بن سعد ابن عوف بن حریم بھٹی بن سعد العشیرہ بن مالک بن ادو بن مذحج تھا، وہ خطاب بن نفیل بن عبد العزی والد عمر بن الخطاب کے حلیف تھے جو بنی عدی بن کعب میں سے تھے، اس پر سب نے اتفاق کیا اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ خولی بن ابی خولی بدر میں موجود تھے، ابو معشر اور محمد بن عمر نے اپنے رجال اہل مدینہ وغیرہم سے روایت کی کہ بدر میں خولی کے ساتھ ان کے بیٹے بھی موجود تھے، ان دونوں نے ہمیں ان کا نام نہیں بتایا لیکن محمد بن اسحق نے کہا کہ اس میں وہ اپنے بھائی مالک بن ابی خولی کے ساتھ موجود تھے اور دونوں بھٹی میں سے تھے موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ بدر میں ان کے بھائی خولی بن ابی خولی موجود تھے جو ان کے حلیف تھے حشام بن محمد بن سائب الکھمی نے اپنی کتاب، کتاب النصب میں بیان کیا کہ بدر میں خولی بن ابی خولی موجود تھے، انھوں نے بھی انھیں اسی خاندان

کی طرف منسوب کیا جس کی طرف ہم نے منسوب کیا انھوں نے کہا کہ ساتھ ان کے دونوں بھائی ہلا و عبداللہ فرزند ان ابن ابی خولی بھی تھے، خولی بن ابی خولی بدر واحد و خندق مشاہیر میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے، عمر بن الخطاب کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔ محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ ان کے بھائی مالک بن ابی خولی جو ان کی روایت میں موجود تھے، وہ خلافت عثمان بن عفان میں مرے۔

مجموع بن صالح مولا عمر بن الخطاب

کہا جاتا ہے کہ وہ اہل یمن میں سے تھے، ان پر قید کی مصیبت آئی، عمر بن الخطاب نے احسان کیا (کہ انھیں آزاد کر دیا گیا) وہ مہاجرین اولین میں سے تھے، بدر میں دونوں کے درمیان شہید ہوئے، ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے پہلے جو شہید ہوئے وہ مجموع مولا عمر بن الخطاب تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ بدر میں مسلمانوں کے سب سے پہلے مقتول مجموع مولا عمر بن الخطاب تھے جنہیں انحضرت نے قتل کیا۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لوی

حنیس بن حذافہ

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، ان کی والدہ ضعیفہ بنت حذیم ابن سعید بن رباب بن سہم تھیں، انھیں کی کنیت ابو حذافہ تھی۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ حنیس بن حذافہ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں جانے سے پہلے اسلام لے۔ لوگوں نے بیان کیا حنیس دوسری ہجرت میں ملک حبشہ میں گئے، بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر الواقدی، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے یہ بیان نہیں کیا۔

حنیس بن حذافہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے حصہ بنت عمر بن الخطاب کے شوہر تھے۔ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب حنیس بن حذافہ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو رفارہ ابن عبدالممنذ کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حنیس ابن حذافہ اور ابی عیسٰ بن جبیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ حنیس بدر میں موجود تھے، رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے پچیسویں مہینے وفات ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور انھیں عثمان بن مظعون کی قبر کے کنارے دفن کیا۔ حنیس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ (ایک شخص)

بنی جح بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لوی

بن مطعون

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح ان کی کنیت ابو سائب تھی، والدہ خلیلہ بنت العتیس بن وہبان بن بن حذافہ بن جح تھیں، عثمان کی اولاد میں عبدالرحمن اور سائب تھے ان دونوں کی والدہ خولت بنت حکیم بن بن الاوقص السلمیہ تھیں۔

ام کی دعوت

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون عبید اللہ ابن حارث بن مطلب، عبدالرحمن بن عوف، ابو بن عبد الاسد اور ابو عبیدہ بن الجراح، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان لوگوں نے کے سامنے اسلام لیا، انھیں شرایع اسلام کی خبر دی، سب کے سب ایک ہی وقت اسلام لائے، یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم ہانے اور دعوت دینے سے پہلے ہوا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ (بروایت محمد بن اسحق و محمد بن عمر) عثمان بن مظعون نے ملک حبشہ کی طرف دونوں س کیں۔

ن بن مظعون کی شراب سے توبہ

عبدالرحمن بن سابط سے مروی ہے کہ لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ عثمان بن مظعون نے جاہلیت میں شراب کو مکر لیا تھا اور کہا کہ میں کوئی ایسی چیز نہ پیوں گا جو میری عقل لے جائے مجھ پر اسے ہنسائے جو مجھ سے ادنیٰ ہے اور اس پر امر پر برا بیغثہ کرے کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دوں جس سے میں نہیں چاہتا یہ آیت سورہ ہ میں شراب کے بارے میں نازل ہوئی کوئی شخص ان کے پاس سے گزرا اور کہا کہ شراب حرام کر دی گئی اور اس ان کے سامنے آیت تلاوت کی انھوں نے کہا کہ شراب کی خرابی ہو میری نظر اس میں سمجھ تھی۔

ن بن مظعون کا عورتوں سے شرمنا

عمارہ بن غراب البھسی سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اے خدا میں نہیں چاہتا کہ مجھے میری عورت دیکھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیوں؟ انھوں نے کہا کہ میں اس سے اتا ہوں اور اسے ناپسند کرتا ہوں، فرمایا اللہ نے اسے تمہارے لئے لباس بنایا اور تمہیں اس کے لئے لباس بنایا لی بیویاں میرا ستر دیکھتی ہیں اور میں ان کا دیکھتا ہوں، عرض کیا رسول اللہ ﷺ آپ ایسا کرتے ہیں، فرمایا ہاں وں نے کہا کہ تو پھر آپ کے بعد میں بھی کروں گا، جب وہ پلٹے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابن مظعون بڑے ارستر چھپانے والے ہیں۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون نے ارادہ کیا کہ خسی ہو کر زمین نوروی کرتے پھریں رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے لئے میرے اندر عمدہ نمونہ نہیں ہے میں تو عورتوں کے پاس آتا ہوں گوشت ہوں، روزہ رکھتا ہوں، اور انھیں بھی رکھنا میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے، وہ میری امت میں نہیں ہے جو خصی یا خصی بنے۔

سعید بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون کو ترک ازواج سے منع فرمایا اور اگر انھیں اس امر میں اجازت دیتے تو وہ ضرور خصی ہو جاتے۔

عثمان بن مظعون کی بیوی

ابی بردہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون کی بیوی ازواج نبی ﷺ کے پاس آئیں انھیں بری ہر میں دیکھ کے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے، قریش میں تم سے زیادہ تمہارے شوہر سے کوئی بے پرواہ نہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے لئے ان میں کچھ نہیں ہے، ان کی رات اس طرح گزرتی ہے کہ نماز میں کھڑے رہتے ہیں، دن اس طرح گزرتا ہے کہ روزہ دار ہوتے ہیں رسول اللہ ﷺ آئے تو ازواج مطہرات نے یہ واقعہ کیا، آپ ﷺ ان سے ملے اور فرمایا اے عثمان بن مظعون کیا تمہارے لیے مجھ میں نمونہ نہیں ہے، عرض کی اے میرے والدین قربان، کیا بات ہے، فرمایا تم دن بھر روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو، انھوں نے کہا بے کرتا ہوں، فرمایا نہ کرو تمہاری آنکھوں کا بھی تمہارے اوپر حق ہے تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے لہذا نماز بھی پڑھو، سوؤ بھی، روزہ بھی رکھو، اس کے بعد ان کی بیوی پر ازواج مطہرات میں آئے اس طرح عطر میں بسی ہوئیں تھیں گویا دہن، ان لوگوں نے کہا کہ رکو، انھوں نے کہا کہ ہمیں وہ چیز حاصل ہوئی جو لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

عثمان بن مظعون کی ایک کوٹھڑی

ابی قتادہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون نے ایک کوٹھڑی بنائی، اس میں بیٹھ کے عبادت کیا کرتے رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو ان کے پاس آئے اور اس کوٹھڑی کے دروازے کا جس میں وہ تھے، ایک پت پکڑے یا تین مرتبہ فرمایا اے عثمان مجھے اللہ نے وہابیت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا، اللہ کے نزدیک سب سے بہتر دین بخشنا کرنے والے حقیقتہ (خاص توحید و دین ابراہیمی) ہے۔

عثمان بن مظعون سے مروی ہے کہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ، میں ایسا آدمی ہوں کہ جہاد میں عورتوں رہنا مجھ پر شاق گزرتا ہے، آپ مجھے یا رسول اللہ خصی کی اجازت مرحمت فرمائیں تو میں خصی ہو جاؤں گا، فرمایا: لیکن اسے مظعون تم روزہ اختیار کرو کیونکہ یہ بھل (قاطع الشہوت) ہے۔

عثمان بن مظعون اور معمر بن حارث کی مدینے ہجرت

عائشہ بنت قدامہ سے مروی ہے کہ عثمان و قدامہ عبد اللہ عمر زندان مظعون اور سائب بن عثمان بن مظعون اور معمر بن حارث جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو یہ لوگ عبد اللہ ابن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔ مجمع بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہ لوگ حزام بن ودیعہ کے پاس اترے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مظعون کے اہل و عیال ان لوگوں میں ہیں جن کے مرد عورتیں سب کے سب جمع ہو کر نہ کے لیے روانہ ہوئے۔ اور ان میں سے مکے میں کوئی نہ رہا ان کے مکانات تک بند کر دیے گئے۔

ام علاء سے مروی ہے کہ ہجرت میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہ مہاجرین مدینے میں اترے انصار ہم حرم کی انھیں اپنے مکانات میں ٹھہرائیں، انھوں نے ان پر قرعہ ڈالا تو عثمان بن مظعون ہمارے حصے میں۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز مدینے میں عثمان بن مظعون اور کے بھائیوں کے مکانات کے لئے زمین عطا فرمائی۔

ن بن مظعون اور ابی الہیثم کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون اور ابی الہیثم بن التیہان کے درمیان عقد غاۃ کیا، عثمان بن مظعون بدر میں موجود تھے، ہجرت کے تیسویں مہینے ان کی وفات ہوئی۔

ان بن مظعون کو مردہ حالت میں بوسہ

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون کو اس حالت میں بوسہ دیا کہ وہ مردہ تھے، میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے آنسو عثمان بن مظعون کے رخسار پر بہہ رہے تھے۔

ان بن مظعون کی نماز جنازہ

عبد اللہ بن عثمان بن حارث بن حکم سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں ان پر چار تکبیریں کہیں۔

حجاب کے لئے قبرستان کی تلاش

عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے لیے قبرستان کی تلاش میں تھے کہ اس میں دفن کیے جائیں آپ مدینے کی اطراف آئے، فرمایا کہ مجھے اس جگہ کا حکم دیا گیا یعنی بقیع کا، اسے بقیع الجحہ ماجاتا تھا، اس کی اکثر روئیدگی غرقہ تھی، (اسی لئے بقیع الغرقہ مشہور ہوا) اس میں بہت سے چشمے، بھول اور خاردار خست تھے، پھر اس قدر تھے کہ شام ہوتی تو مثل دھوئیں کے چھا جاتے سب سے پہلے جو شخص وہاں دفن ہوئے وہ ان بن مظعون تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر ہانے ایک پتھر رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ ہماری علامت ہے، ان کے رجب کوئی میت ہوتی تو کہا جاتا اے محمد رسول اللہ ﷺ ہم کہاں دفن کریں، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہمارے نشان عثمان بن مظعون کے پاس۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ میں عثمان ابن مظعون کی قبر دیکھی ہے اور اس کے پاس کوئی مد چیز ہے جو مثل علامت کے ہے۔

سب سے پہلے بقیع میں دفن ہونے والے

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے جو بقیع میں دفن ہوا وہ عثمانؓ بن مظعون تھے، رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ محمد بن الحنفیہ کے موجودہ مکان کے پاس کوڑے کی جگہ دفن کیے گئے۔ ابی نصر سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن مظعون کا جنازہ اٹھایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم حالت میں گئے کہ دنیا سے کچھ تعلق نہ تھا۔

ام علاء کی بیعت

ام علاء نے کہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، بیان کیا کہ عثمان بن مظعون بیمار ہوئے، ہم نے اہمیت داری کی، وفات ہو گئی تو ہم نے ان کو چادروں میں کر دیا (یعنی کفن دیا) ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لا، میں نے کہا، اے ابوالسائب (عثمان بن مظعون) میں شہادت دوں گی کہ اللہ نے تمہارا اکرام کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے ان کا اکرام کیا، عرض کی اے محمد ﷺ میں نہیں جانتی، میرے باپ آپ پر فدا ہوں آپ ہی فرمائیں کہ وہ کون ہیں، فرمایا انھیں تو موت آگئی اللہ مجھے ان کے لئے خیر کی امید۔ میں رسول اللہ ﷺ ہوں مگر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، وہ کون ہوگا، واللہ اس کے بعد میں کبھی بھی کسی کی پاکی نہ بیان کروں گی، پھر کہا کہ اس امر نے مجھے ممکن کر دیا، سو گئی تو خواب میں عثمانؓ کے واسطے ایک بہتا ہوا حشما دکھایا گیا میں نبی ﷺ کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی، فرمایا یہ کامل ہے۔

ابن عباس کی ایک روایت عثمانؓ بن مظعون کی وفات سے متعلق

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی تو ان کی بیوی نے کہا اے عثمان مظعون مبارک ہو کہ تمہارے لئے جنت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نگاہ غضب سے دیکھا اور فرمایا تمہیں کس نے بتایا، واللہ میں رسول اللہ ﷺ ہوں مگر معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا عثمان بن مظعون جیسے شخص کے لئے آپ کا یہ فرمانا اصحاب رسول اللہ ﷺ کو شاق گزرا حالانکہ عثمان ان میں افضل تھے، جب زینب بنت رسول اللہ یارقہ بنت رسول اللہ ﷺ کی کسی صاحبزادی کا انتقال ہوا، تو آپ نے (ان صاحبزادی سے) فرمایا کہ تم ہمارے سلف خیر عثمان بن مظعون سے مل جاؤ، (بروایت یزید بن ہارون) عورتیں رونے لگیں، تو عمرؓ بن الخطاب انھیں اپنے کوڑے سے مارنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کے، (اسے عمرؓ) جانے دو تم روؤ اور شیطان آواز سے بچو، پھر فرمایا کہ وہ جو روناد دل اور آنکھ سے ہو، تو اللہ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے جب ہاتھ اور زبا سے ہو تو شیطان کی طرف سے ہے۔

یزید بن اسلم کی روایت عثمانؓ بن مظعون کی وفات سے متعلق

یزید بن اسلم سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک بڑھیا کو ان سے

تازے کے پیچھے کہتے سنا کہ اے ابوالسائب تمہیں جنت مبارک ہو، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، تمہیں کس نے بتایا، رض کی یا رسول اللہ ﷺ ابوالسائب کو میں جنتی کہتی ہوں وہ آپ کے صحابی ہیں (فرمایا واللہ ہم انہیں بجز خیر کے کچھ نہیں جانتے، پھر فرمایا، تمہیں یہ کہنا بھی کافی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی تو عمرؓ بن الخطاب نے رمایا، وہ شہید نہیں ہوئے جس سے میرے دل سے بالکل اتر گئے میں نے کہا کہ اس شخص کو دیکھو ہم سے زیادہ دنیا سے یک سو تھا، اور وہ اس حالت میں مرا کہ شہید نہیں ہوا، میرے دل میں عثمانؓ کے متعلق یہی خطرہ رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی میں نے کہا (اے عمرؓ) تجھ پر افسوس ہے ہمارے بہترین لوگ مرتے ہیں، شہید نہیں ہوتے، پھر ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تو میں نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے ہمارے بہترین لوگ مرتے ہیں عثمانؓ میرے دس میں اسی مقام پر آ گئے جہاں اس سے قبل تھے۔

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون کی قبر میں عبد اللہ بن مظعون اور قدامہ بن مظعون اور سائب بن عثمانؓ ابن مظعون اور معمر بن حارث اترے، رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے کھڑے تھے۔

مطب بن عبد اللہ بن حطب سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ ابن مظعون کی وفات ہوئی تو وہ بقیع میں دفن کیے گئے رسول اللہ ﷺ نے کسی چیز کے متعلق حکم دیا تو وہ ان کے سر ہانے لگا دی گئی فرمایا یہ ان کی قبر کی علامت ہے، اس کے پاس دفن کیا جائے گا یعنی جوان کے بعد مرے گا۔

عثمانؓ بن مظعون کا حلیہ مبارک

عائشہ بنت قدامہؓ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن مظعون اور ان کے بھائی خلیفہ میں باہم ملتے جلتے تھے، عثمانؓ بہت سیاہ رنگ کے تھے، نہ بہت لالہ، نہ بہت پستہ قد، ڈاڑھی لمبی چوڑی تھی، ایسا ہی قدامہؓ بن مظعون کا حلیہ تھا، البتہ قدامہؓ دراز قد تھے، عثمانؓ کی کنیت ابوالسائب تھی۔

عبد اللہ بن مظعون

نسب نامہ

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح، ان کی والدہ خلیلہ بنت عننس بن وہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں، ان کی کنیت ابو محمد تھی۔

عبد اللہ اور قدامہؓ کا اسلام لانا

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبد اللہ اور قدامہؓ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں جانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عبد اللہ بن مظعون اور سہیل بن عبید اللہ المعلیٰ انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بالاتفاق بیان کیا کہ عبداللہ بن مظعون ملک حبشہ کو دوسری ہجرت کے موقع پر گئے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مظعون اور سہیل بن عبید اللہ المصطلقی انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، عبداللہ بن مظعون بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ خلافت عثمان بن عفان میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

قد امہ بن مظعون

نسب نامہ ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن نجم، ان کی کنیت ابو عمر تھی، والدہ غزیہ بنت حویرث بن عنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ بن نجم تھیں۔

قد امہ کی اولاد

قد امہ کی اولاد میں عمر و فاطمہ تھیں جن کی والدہ ہند بنت ابولید ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

عائشہ بن ابی سفیان بن حارث بن امیہ ابن فضل بن منقر بن عقیف بن کلیب بن حصیہ خزاعہ میں سے تھیں۔
حفصہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

رملہ کی والدہ

رملہ، ان کی والدہ صفیہ بنت الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ ابن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب، عمر بن الخطاب کی بہت تھیں، یہ روایت محمد بن اسحق و محمد عمر، قد امہ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف گئے، قد امہ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔

قد امہ بن مظعون کی وفات

عائشہ بنت قد امہ سے مروی ہے قد امہ بن مظعون کی وفات ۳۵ھ میں ہوئی، اس وقت وہ اڑسٹھ سال کے تھے، مگر بڑھاپے کا تغیر نہیں ہوا تھا (یعنی سفید بال)

سائب بن عثمان

نسب نامہ ابن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن نجم، ان کی والدہ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص السیلمیہ تھیں، خولہ کی والدہ ضعیفہ بنت العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔
سب کی روایت میں بالاتفاق ہے سائب بن عثمان ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف گئے۔

سائب بن عثمانؓ اور حارثہ بن سراقہ کے درمیان عقد مواخاۃ

رسول اللہ ﷺ نے سائب بن عثمانؓ اور حارثہ بن سراقہ انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، حارثہ بدر میں شہید ہوئے، سائب بن عثمانؓ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیر انداز بیان کیے گئے ہیں۔
 بروایت محمد بن اسحق و محمد بن عمرو ابی معشر، سائب بن عثمان بدر میں موجود تھے موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں موجود تھے، ہشام بن محمد ابن سائب الکلبی جو بدر میں موجود تھے کہتے تھے کہ وہ سائب ابن مظعون تھے جو عثمان بن مظعون کے بھائی تھے۔

محمد بن سعد نے کہا ہمارے نزدیک یہ ہشام بن کلبی کا وہم ہے، کیونکہ اصحاب سیرت و علمائے مغازی سائب بن عثمانؓ بن مظعون کو ان لوگوں میں ثابت کرتے ہیں جو بدر میں موجود تھے، وہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب تھے، جنگ یمامہ میں موجود تھے، اس روز انھیں ایک تیر لگ گیا۔
 جنگ یمامہ بہ عہد ابی بکر صدیقؓ ۱۲ھ میں ہوئی، سائب اسی تیر سے تیس سال سے زاید کی عمر میں وفات پا گئے۔

معمر بن حارث بن معمر

نسب نامہ ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن نج، ان کی والدہ قیلہ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ نج تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ معمر بن حارث رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں جانے سے پہلے اسلام لئے۔

معمر بن حارث اور معاذ بن عفرا کے درمیان عقد مواخاۃ

رسول اللہ ﷺ نے معمر بن حارث اور معاذ بن عفرا کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، معمر بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب تھے۔
 ان کی وفات خلافت عمرؓ بن الخطاب میں ہوئی۔
 کل پانچ اشخاص۔

بنی عامر بن لؤی

ابو سبرہ بن ابی رھمؓ ابن عبد العزیٰ ابی قیس بن عبد و نصر بن مالک بن حبیل ابن عامر بن لؤی، ان کی والدہ برہ بنت عبد المطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابو سبرہ کی اولاد

ابوسبرہ کی اولاد میں محمد اور عبداللہ اور سعد تھے، ان کی والدہ ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ونصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی تھیں، ابوسبرہ دونوں ہجرتوں میں مہاجرین حبشہ میں سے تھے، دوسری ہجرت میں ان کے ساتھ ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں، یہ محمد بن اسحق و محمد بن عمر نے بیان کیا، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے اس کو بیان نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابی سبرہ بن ابی رہم اور سلمہ بن سلامہ بن قش کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ابوسبرہ بن ابی رہم نے مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو منذر بن محمد بن سعید ابن اجمہ بن الحجاج کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ ابوسبرہ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سعادت تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مکہ واپس آئے اور وہیں ٹھہر گئے، اسے مسلمانوں نے پسند کیا اس کے لڑکے بھی اسے برا کہتے تھے اور انھیں الزام دیتے تھے کہ وہ مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد اسی کی طرف واپس ہو گئے اور اس میں ٹھہر گئے۔

ابوسبرہ بن ابی رہم کی وفات عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی۔

عبداللہ بن مخرمہ

نسب نامہ ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبد و بن نصر بن مالک بن حسل ابن عامر بن "لوی کی" کنیت ابو محمد تھی والدہ بہنانہ بنت صفوان بن امیہ ابن بحرث بن ثعلبہ بن رقبہ بن محذج بن ثعلبہ بن مالک ابن کنانہ تھیں۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبیدہ کو ایک شخص سے عبداللہ بن مخرمہ کی اولاد کو دریافت کرتے سنا تو اس نے کہا کہ عبداللہ کی کنیت ابو محمد تھی، اولاد میں مساحق تھے، ان کی ماں نسب بنت سراقہ بن الحسمر بن انس بن اداۃ بن رباح ابن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب تھیں، جس سے عبداللہ نے سنا وہ ابو نوفل بن مساحق تھے، ان کے پسماندہ بیٹے پوتے مدینے میں موجود تھے۔

یہ روایت محمد بن عمر، عبداللہ بن مخرمہ نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں محمد بن اسحق نے ہجرت ثانیہ میں ان کا ذکر کیا اور ہجرت اولیٰ میں نہیں کیا موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے ہجرت اولیٰ میں ان کا ذکر کیا نہ ثانیہ میں۔ عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن مخرمہ نے مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

عبداللہ بن مخرمہ اور فروہ بن عمرو کے درمیان عقد مواخاۃ

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مخرمہ اور فروہ بن عمرو بن وزفہ کے درمیان جو بی بیاضہ میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا، عبداللہ بن مخرمہ بدر میں حاضر ہوئے تو تیس سال کے تھے، احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے تھے، یمامہ میں بھی حاضر ہوئے، وہ اسی روز ابو بکر صدیق کی خلافت میں

۱۲ھ میں بہ عمر اکتالیس سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

حاطب بن عمرو

نسب نامہ برادر سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد و نصر بن مالک ابن حسیل بن عامر بن لوی، والدہ اسماء بنت حارث بن نوفل تھیں جو اشجع سے تھیں۔

حاطب کی اولاد

حاطب کی اولاد میں عمرو بن حاطب تھے، ان کی والدہ ریطہ بنت علقمہ بن عبد اللہ بن ابی قیس تھیں۔ یزید بن رومان سے مروی ہے کہ حاطب بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے ارقم کے مکان میں جانے سے پہلے اسلام لائے۔

سب نے بیان کیا کہ (بہ روایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر) حاطب بن عمرو نے ملک حبشہ کی دونوں ہجرتیں کیں، موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

عبدالرحمن بن اسحاق نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہجرت اولیٰ میں سب سے پہلے جو شخص ملک حبشہ میں آئے وہ حاطب بن عمرو بن عبد شمس تھے، محمد بن عمرو نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

ابی بکر محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب حاطب ابن عمرو نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبد الممنذ ربر اور ابی لہاب بن عبد الممنذ رکے پاس اترے۔

سب نے بالاتفاق بیان کیا کہ حاطب بن عمرو بدر میں موجود تھے موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا کہ ان کے بھائی سلیط بن عمرو بھی ان کے ساتھ بدر میں موجود تھے۔ اسے کسی اور نے بیان نہیں کیا، اور یہ ثابت بھی نہیں حاطب احد میں بھی موجود تھے۔

عبداللہ بن سہیل بن عمرو

نسب نامہ ابن عبد شمس بن عبد و نصر بن مالک بن حسیل بن عامر بن لوی، کنیت ابو سہیل تھی ان کی والدہ فاخہ بنت عامر بن نوفل بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

بہ روایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر، عبد اللہ بن سہیل ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے اس کا ذکر نہیں کیا، وہ حبشہ سے مکہ واپس آئے تو ان کے والد نے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر کر کے اپنے پاس رکھ لیا، اور انھیں ان کے دین میں فتنے میں ڈالا۔

عطاء بن محمد بن عمرو بن عطاف نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبد اللہ بن سہیل مشرکین کے ہمراہ جنگ بدر کے لئے روانہ ہوئے وہ اپنے والد سہیل بن عمرو کے ساتھ اسی کے نقشے اور اسی کی سواری میں تھے ان کے والد کو شک نہ تھا، کہ وہ اس کے دین کی طرف واپس آ گئے جب بدر میں مسلمان و مشرکین ملے اور دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو

دیکھ لیا تو عبداللہ بن سہیل مسلمانوں کی طرف پلٹ آئے اور جنگ سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے وہ بحالت اسلام بدر میں پلٹ آئے اس وقت ستائیس سال کے تھے، اس طریقے نے ان کے والد سہیل بن عمرو کو نہایت سخت غصہ دلایا عبداللہ نے کہا کہ اللہ اس میں میرے اور اس کے لئے خیر کثیر کر دی، عبداللہ بن سعید احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

عبداللہ بن سعید کی شہادت

وہ یمامہ میں بھی حاضر ہوئے اور اسی میں وہ جنگ جواثا میں ۱۲ھ میں خلافت ابی بکر صدیقؓ میں ہوئی شہید ہو گئے وہ اس وقت اڑتیس سال کے تھے ان کا کوئی پسماندہ نہ تھا، ابو بکر صدیقؓ نے اپنی خلافت میں حج کیا تو مکے میں سہیل بن عمرو ان کے پاس آئے، ابو بکرؓ نے ان سے عبداللہ کی تعزیت کی تو سہیل نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید اپنے ستر عزیزوں کی شفاعت کرے گا، مجھے امید ہے کہ میرے بیٹے مجھ سے پہلے کسی کی شفاعت نہ کریں گے۔

عمیر بن عوف سہیل بن عمرو کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے، کنیت ابو عمرو تھی، مکے کے غیر خاص عربوں میں سے تھے موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر اور محمد بن عمر انھیں عمیر بن عوف کہتے تھے۔ محمد بن اسحق عمرو بن عوف کہتے تھے۔

عامر بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عمیر بن عوف نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ عمیر بن عوف بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ سلیط بن عمرو نے اپنے اعزاء سے روایت کی کہ عمیر بن عوف کی وفات مدینے میں عمر بن الخطابؓ کی خلافت میں ہوئی، اور ان پر عمرؓ نے نماز پڑھی۔

وہب بن سعد بن ابی سرح

نسب نامہ ابن حارث بن حبیب بن حذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی عبداللہ بن سعد کے بھائی تھے، ان دونوں کی والدہ مہانہ بنت جابر اشعرین میں سے تھیں۔

عامر بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب وہب بن سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

وہب بن سعد اور سوید بن عمرو کے درمیان عقد مواخات

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہب بن سعد اور سوید بن عمرو کے درمیان عقد مواخاۃ کیا دونوں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے بہ روایت موسیٰ بن عقبہ و ابی معشر و محمد بن عمر، وہب بن سعد بدر میں موجود تھے محمد بن عمر

نے اپنی کتاب میں ان کا ان لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو بدر میں موجود تھے، وہب بن سعد احد اور خندق و حدیبیہ اور خیبر میں موجود تھے جمادی الاولیٰ ۸ھ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے، شہادت کے دن چالیس سال کے تھے۔

بنی عامر بن لوی کے خلفائے اہل یمن

سعد بن خولہ یہ اہل یمن میں سے ان کے حلیف تھے، کنیت ابو سعید تھی، موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحق اور محمد بن عمر نے اسی طرح بیان کیا ابو معشر نے کہا کہ اہل یمن میں سے سعد بن خولی کے حلیف تھے، محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے اس شخص سے سنا جو بیان کرتے تھے، کہ وہ حلیف نہ تھے بلکہ ابو رہم بن عبد العزیٰ العامری کے مولیٰ تھے یہ روایت محمد بن اسحق و محمد بن عمر، ہجرت ثانیہ میں وہ مہاجرین حبشہ میں تھے، اس کو موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے بیان نہیں کیا۔
عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ سعد بن خولہ نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدام کے پاس اترے۔

سعد بن خولہ کی وفات اور رسول اللہ ﷺ کا ان کی عیادت کے لئے جانا

سب نے بیان کیا کہ سعد بن خولہ بدر میں حاضر ہوئے تو پچیس سال کے تھے، احد و خندق حدیبیہ میں موجود تھے، وہ ان سببہ بنت حارث سلمیہ کے شوہر تھے جن کے یہاں ان کی وفات کے کچھ ہی دیر بعد ولادت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جس سے چاہو نکاح کر لو، سعد بن خولہ کے گئے تھے، وہیں وفات پائی، جب فتح مکہ کا زمانہ ہوا تو سعد بن ابی وقاص بیمار ہوئے، رسول اللہ ﷺ ہجرانہ سے عمرے کے لئے تشریف لائے تو ان کی عیادت کے لئے بھی گئے اور فرمایا: اے اللہ میرے اصحاب کی ہجرت کو پورا کر، انھیں پسے پشت واپس نہ کر لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ رسول اللہ ﷺ ان کے لئے افسوس کرتے تھے وہ مکے میں مر گئے یہ اس لئے کہ جس نے مکہ سے ہجرت کی اس کے لئے رسول اللہ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ وہاں واپس آئے یا اس میں ارکان حج و عمرہ ادا کرنے سے زیادہ قیام کرے۔
علاء بن حضرمی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ صرف تین راتیں ہیں جن میں مہاجر بعد اداۓ ارکان حج مکے میں قیام کرے۔

بنی فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ

درج ذیل نام بطون قریش کے آخو بطن ہیں

ابو عبیدہ بن الجراح

نام عامر بن عبد اللہ بن الجراح بن ہلال بن ابیہب بن ضبہ ابن حارث بن فہر تھا، ان کی والدہ امیمہ بنت غنم بن جابر بن عبد العزیٰ ابن عامر بن عمیرہ تھیں، امیمہ کی والدہ وعدہ بنت ہلال بن ابیہب ابن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں۔

ابو عبیدہؓ کی اولاد

ابو عبیدہؓ کی اولاد میں یزید و عمیر تھے ان دونوں کی والدہ ہند بنت جابر بن وہب بن ضباب بن حجر بن عبد بن معیص ابن عامر بن لوی تھیں ابو عبیدہ بن الجراح کے لڑکے لا ولد مر گئے اس لئے ان کا کوئی پسماندہ نہ تھا۔
یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارقم کے مکان میں جانے سے پہلے ابو عبیدہؓ بن الجراح عثمان بن مظعون اور عبد الرحمن بن عوف اور ان کے ساتھیوں کو مشرف باسلام فرمایا۔
بہ روایت محمد بن اسحاق و محمد عمر ابو عبیدہؓ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ گئے اس کو موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے بیان نہیں کیا۔
عاصم بن عمر قناد سے مروی ہے کہ جب ابو عبیدہؓ بن الجراح نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

ابی عبیدہ بن الجراح اور سالم مولائے ابی حذیفہ کے درمیان عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی عبیدہ بن الجراح اور سالم مولائے ابی حذیفہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔
ابو عبیدہؓ بدر واحد میں حاضر ہوئے جنگ احد میں جب لوگ پشت پھیر کے بھاگے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

احد میں رسول اللہ ﷺ کا زخمی ہونا

مانثہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکرؓ کو کہتے سنا کہ جب یوم احد میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر تیر مارا گیا اور آپ کے دونوں رخساروں میں خود کے دو حلقے کھس گئے تو میں آنحضرت ﷺ کی طرف دوڑتا ہوا آیا، ایک اور مسلمان مشرق کی طرف سے دوڑتا ہوا آیا، میں نے کہا اے اللہ اسے خوشی بنا ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی جناب میں پہنچے تو وہ ابو عبیدہؓ بن الجراح تھے جنہوں نے مجھ پر سبقت کی تھی انہوں نے کہا اے ابو بکرؓ میں اللہ کے لیے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہ رسول اللہ ﷺ کے رخسار سے اسے کھینچ لوں، میں نے انہیں چھوڑ دیا ابو عبیدہؓ نے اپنے دانتوں سے خود کا ایک حلقہ پکڑ کے کھینچا تو پشت کے بل گر پڑے اور دانت ٹوٹ گیا انہوں نے دوسرا حلقہ دوسرے دانت سے پکڑا تو وہ دانت بھی ٹوٹ گیا، ابو عبیدہؓ لوگوں میں کھوٹے تھے۔

سب نے بیان کیا کہ ابو عبیدہؓ خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے وہ آپ کے اکابر اصحاب میں سے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ ذی القصد کی طرف بطور سریہ بھیجا تھا۔
مالک بن انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو مہاجرین و انصار کے تین سو آدمیوں کے ہمراہ جہینہ کے ایک قبیلے کی طرف جو ساحل سمندر میں تھا بطور سریہ بھیجا جو غزوہ خطہ کہلاتا ہے۔
جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ابو عبیدہ بن الجراح کے ساتھ بھیجا، ہم لوگ تین سو سے زائد تھے آپ نے ہمیں کھجور کی ایک تھیلی تو شے میں دی۔

انہوں نے ہمیں اس میں سے ایک ایک مٹھی دیدی جب ہم نے ان سے مانگا تو ہمیں ایک کھجور دی گئی،

جب ہم نے اسے بھی ختم کر دیا تو اس کا ختم ہونا محسوس کیا، ہم لوگ اپنی کمانوں سے پتے توڑتے اور اسے بغیر سیر ہوئے کھاتے اور پانی پیتے، اسی وجہ سے ہمارا نام جیش الخبط (لشکر برگ) رکھ دیا گیا ہم نے ساحل کا راستہ اختیار کیا اتفاق سے ایک مردہ جانور ریت کے نیلے کی طرح نظر آیا جس کا نام عنبر تھا (سمندر کی بہت بڑی مچھلی جس کی لمبائی تقریباً ساٹھ گز ہوتی ہے) ابو عبیدہؓ نے کہا کہ مردار ہے نہ کھاؤ، پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر اللہ کی راہ میں اور ہم مضطر بھی ہیں ہم نے اسے بیس بجیس دن تک کھایا اور خشک کر کے ساتھ لے لیا اس کی آنکھ کے حلقے میں ہم سے ۱۳ آدمی بیٹھ گئے ابو عبیدہؓ اس کی ایک پیلی پر کھڑے ہو گئے لشکر کے اونٹوں میں سے خوب بڑے اور موٹے اونٹ پر کجاوہ کسا اور اسے اس کے نیچے سے گزارا، جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کس نے روکا، ہم نے کہا ہم لوگ قریش کے قافلوں کو تیار کرتے تھے، ہم نے جانور کا حال بیان کیا تو فرمایا، وہ تو صرف رزق تھا جو تم لوگوں کو اللہ نے دیا کیا اس میں سے تمہارے ساتھ؟ ہم نے کہا جی ہاں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب اہل یمن رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انھوں نے درخواست کی کہ آپ ان کے ہمراہ کسی کو بھیجیں جو سنت اور اسلام کی دعوت دے آپ نے ابو عبیدہ بن الجراح کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا، یہ اس کی امت کے امین ہیں۔

انس بن مالک نبی ﷺ سے روایت کی کہ ہر امت کا امین ہوتا ہے میری امت کا امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں۔ حذیفہؓ سے مروی کہ اہل نجران میں سے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی، ہمارے ساتھ کسی امین کو بھیجے فرمایا میں ضرور ضرور تمہارے پاس امین بھیجوں گا جو سچا امین ہوگا، اس کو تین مرتبہ فرمایا، اصحاب رسول اللہ ﷺ اس کے لئے منتظر رہے پھر آپ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو بھیجا۔

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ سید اور عاقب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے ساتھ کسی امین کو کر دیجیے فرمایا میں عنقریب تمہارے ساتھ کسی امین کو بھیجوں گا جو سچا امین ہوگا اس کے لوگ منتظر رہے پھر آپ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو بھیجا۔

ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ ابو عبیدہ بن الجراح کیسے اچھے آدمی ہیں۔

قنادہ سے مروی ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح کی مہر کا نقش یہ تھا، "کان الخمس لله" (خمس اللہ کا ہے) ثابت سے مروی ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح نے جب وہ امیر شام تھے، کہا کہ اے لوگو میں قریش کا ایک شخص ہوں تم میں سے کوئی سرخ و سیاہ تقوے میں مجھ سے زیادہ نہیں ہے البتہ چاہتا ہوں کہ اس کی کچلی (سلاخ) میں رہوں۔ ابی ابن کحج سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ کسی نے کچھ آرزو کی اور کسی نے کچھ آرزو کی، حیرنی آرزو یہ ہے کہ ایک مکان ہوتا جو ابو عبیدہ بن الجراح جیسے لوگوں سے بھرا ہوتا سفیان نے کہا کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوتاہی نہیں کی، فرمایا یہی تو میری مراد ہے۔

شہر بن جوشب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا اگر میں ابو عبیدہ بن الجراح کو پاتا تو انھیں خلیفہ بنا تا اور ان کے خلیفہ بنانے میں کسی سے مشورہ نہ کرتا ان کے متعلق مجھ سے باز پرس ہوتی تو کہتا کہ میں نے اللہ کے امین اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے امین کو خلیفہ بنایا۔

قنادہ سے مروی ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح نے کہا، مجھے یہ پسند تھا کہ مینڈھا ہوتا کہ گھروالے ذبح کر کے

میرا گوشت کھا لیتے اور شور باپی لیتے۔

معن بن عیسیٰ سے مروی ہے کہ ہم مالک بن انسؓ سے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو عبیدہؓ کو چار ہزار درہم اور چار سو دینار بھیجے اور قاصد سے فرمایا کہ دیکھنا وہ کیا کرتے ہیں، ابو عبیدہؓ نے انھیں تقسیم کر دیا انھوں نے اس قدر معاذ کے پاس بھیجا اور قاصد سے اسی طرح فرمایا جس طرح فرمایا تھا، معاذ نے بھی تقسیم کر دیا سوائے ایک قلیل رقم کے ان کی بیوی نے کہا تھا کہ ہمیں اس کی حاجت ہے جب قاصد عمرؓ کو خبر دی تو فرمایا کہ سب تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جس نے اسلام میں ایسے آدمی شامل کئے جو یہ کرتے ہیں۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے معلوم ہوا کہ معاذ بن جبل نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ اگر خالد بن الولید ہوتے تو جنگ میں ذوکون (بوڑھا) نہ ہوتا، یہ (کلام) ابو عبیدہ بن الجراح نے تنگ دل ہو کے کہا تھا میں نے بعض لوگوں کو کہتے سن رہا تھا تو معاذ نے کہا کہ تیرا باپ نہ ہو، مجزہ بھی ابی عبیدہ بن الجراح کے پاس جانے کے لئے بے قرار رہتا ہے، واللہ وہ روئے زمین کے سب سے بہتر شخص ہیں۔

عبداللہ بن رافع مولا ام سلمہ سے مروی ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح جو جب مصیبت پہنچائی گئی تو انھوں نے معاذ بن جبل کو خیفہ بنایا۔ یہ واقعہ دبائے عمواس کے سال کا ہے۔

عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ میں ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس ان کے عارضہ موت میں آیا جب وہ انتقال کر رہے تھے، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمرؓ بن الخطاب کی سرخ سے واپسی پر مغفرت کرے پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ طاعون میں مرنے والا شہید ہے پیٹ کی بیماری میں مرنے والا بھی شہید ہے ڈوبنے والا بھی شہید ہے جلنے والا شہید ہے، جس پر دیوار گرے وہ شہید ہے، جو عورت حاملہ مر جائے وہ شہید ہے، اور پسلی کی بیماری والی (یعنی نمونیہ کی مریضہ) بھی شہید ہے۔

مالک بن یخامر سے مروی ہے کہ انھوں نے ابو عبیدہ بن الجراح کا حلیہ بیان کیا کہ دبے پتلے لمبے چھدری ڈاڑھی، ابھرے سینے والے، وہ ذہانت کے کھونڈے تھے اور ان کے چہرے میں بھرا ہوا گوشت نہ تھا۔

ابوبکر بن عبداللہ ابن ابی سبرہ نے ابو عبیدہ کی قوم کے چند آدمیوں سے روایت کی کہ ابو عبیدہ بن الجراح جب بدر میں حاضر ہوئے تو اکتالیس سال کے تھے، ان کی وفات دبائے عمواس ۱۸ھ میں بہ عہد عمرؓ بن الخطاب ہوئی، ابو عبیدہ وفات کے دن اٹھاون سال کے تھے، وہ اپنی ڈاڑھی اور سر کو مہندی اور نیلی سے (سرخ) رنگتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو عبیدہ نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے۔

سہیل بن بیضا

نسب نامہ بیضا ان کی والدہ ہیں والد وہب بن ربیعہ بن ہلال ابن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھے کنیت ابو موسیٰ تھی، ان کی والدہ بیضا تھیں وہ وعدہ بنت جحدم بن عمرو بن عایش ابن ظرب بن حارث بن فہر تھیں بہ روایت محمد بن اسحق و محمد بن عمر سہیل نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب سہیل و صفوان فرزند ان بیضا نے مکے سے مدینے کی طرف

ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ سہیلؓ جب بدر میں حاضر ہوئے تو چونتیس سال کے تھے احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں سفر تبوک میں ندا دی آپ نے فرمایا یا سہیلؓ (اسے سہیلؓ) انھوں نے کہا، لیک (حاضر ہوں) لوگوں نے جب رسول اللہ ﷺ کا کلام سنا تو ٹھہر گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے شہادت دی کہ ”لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ“ تو اللہ نے اسے دوزخ پر حرام کر دیا سہیلؓ کی وفات ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کے تبوک سے واپس تشریف لانے کے بعد مدینے میں ہوئی، ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سہیلؓ بن بیضا پر مسجد میں نماز پڑھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے سعد بن ابی وقاص کے جنازے کو مسجد میں اپنے پاس گزارنے کا حکم دیا وہ مسجد میں گزار گیا عائشہؓ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اعتراض کیا تو انھوں نے کہا لوگوں کو اعتراض کی طرف اتنا تیز کس نے چلایا، واللہ رسول اللہ ﷺ نے سہیلؓ بن بیضا پر مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سب سے زیادہ عمر والے ابو بکرؓ اور سہیلؓ ابن بیضا تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سہیلؓ کی جب وفات ہوئی تو وہ چالیس سال کے تھے۔

صفوان بن بیضا

نسب نامہ

بیضا ان کی والدہ تھیں، والد وہب بن ربیعہ بن ہلال بن مالک ابن خبہ بن حارث بن فہر تھے ان کی کنیت ابو عمرو تھی ان کی والدہ بیضا تھیں جو عد بن جہم بن عمرو بن عایش بن ظرب بن حارث ابن فہر تھیں۔

صفوان بن بیضا اور رافع بن المعلیٰ کے درمیان عقد مواخاۃ

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن بیضا اور رافع بن المعلیٰ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اور دونوں غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔

جعفر بن عمرو سے مروی ہے کہ صفوان بن بیضا کو طعیمہ بن عدی نے شہید کیا، محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ایک روایت ہے اور ہم سے بیان کیا گیا کہ صفوان بن بیضا بدر میں شہید نہیں ہوئے۔

وہ تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، وفات رمضان ۳۸ھ میں ہوئی ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

معمر بن ابی سرح

نسب نامہ ابن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن خبہ بن حارث بن فہر کنیت ابو سعد تھی ان کی والدہ زینب بنت ربیعہ بن وہب ابن ضباب بن جحیر بن عبد بن معیض بن عامر بن لوی تھیں، اسی طرح ابو معشر و محمد بن عمر نے کہا کہ وہ معمرؓ

بن ابی سرح تھے موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحق اور ہشام بن محمد بن السائب کلبی نے کہا کہ وہ عمرو بن ابی سرح تھے۔
اولاد میں ابو عبد اللہ تھے جن کی والدہ امامہ بنت عامر بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں۔
عمیران کی والدہ دختر عبد اللہ بن الجراح ہمشیرہ ابو عبیدہ بن الجراح تھیں، معمر بن ابی سرح بہ روایت محمد بن اسحق و محمد بن عمر، ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب معمر بن ابی سرح نے مکے سے مدینہ کی طرف ہجرت کی
کلتوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ معمرؓ بدر واحد و خندق تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب تھے ۳۰ھ عثمانؓ
عفان کی خلافت میں مدینہ میں ان کی وفات ہوئی۔

عیاض بن زہیر

نسب نامہ ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن ضبہ بن حارث ابن فہر، کنیت ابو سعد تھی والدہ سلمیٰ بنت عامر بن
ربیعہ ابن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں، بہ روایت محمد بن اسحق محمد بن عمر ملک حبشہ کی طرف دوسرا
ہجرت میں شریک رہے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عیاض بن زہیر نے مکے سے مدینہ کی طرف ہجرت کی
کلتوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ عیاض بن زہیر بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب تھے
خلافت عثمانؓ بن عفان میں ۳۰ھ مدینہ میں ان کی وفات ہوئی کوئی اولاد نہ تھی۔

عمرو بن ابی عمرو

نسب نامہ ابن عتبہ بن فہر جو بنی محارب بن فہر میں سے تھے ان کی کنیت ابو شداد تھی ابو معشر اور محمد بن عمر نے ان کو
ان لوگوں میں بیان کیا جو ان دونوں کے نزدیک بدر میں موجود تھے، موسیٰ بن عقبہ کہا کہ عمرو بن حارث (بدر میں
تھے) تو ہم نے اس پر محمول کیا کہ ابو عمرو کا نام حارث تھا وہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں بھی ان لوگوں میں سے تھے؟
بدر میں حاضر ہوئے، محمد بن اسحق نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ ہشام بن محمد بن السائب کلبی سے بنی محارب
بن فہر کے نسب میں ہم جو لکھا تو اس میں بھی ہمیں ان کا ذکر نہیں ملا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عمرو بن ابی عمرو جب بدر میں حاضر ہوئے تو بیس سال کے تھے
۳۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

یوں یہ چھ اشخاص ہوئے۔

قریش کے مہاجر اور ان کے خلفاء و موالیٰ جو بدر میں حاضر ہوئے۔ محمد بن اسحق کے شمار میں تراسی آدمی
تھے، محمد بن عمر کے شمار میں پچاس آدمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو شامل کر کے کل چھیالیس صحابی تھے۔

الحمد لله اختتام طبقات ابن سعد

حصہ سوم

طبقات ابن سعد

حصه چهارم

طبقہ انصارِ اولیٰ

انصار میں سے جو لوگ بدر میں حاضر ہوئے وہ اوس دختر ریح، حارثہ کی اولاد میں سے تھے، حارثہ بنی کو حلفاء کہتے تھے، ابن عمرو مزیقیہ بن عامر، عمرو کا خطاب ماء السماء تھا ابن حارثہ، حارثہ فطریف مشہور تھے۔ ابن امری القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الازد، ان کا نام ورہ بن الفوث بن بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا تھا اور اسی کو عامر کہتے تھے وہ اول شخص تھے جنہوں نے قیدی گرفتار کئے اس لئے اس کا نام سبارکھا گیا، ان کے حسن کی وجہ سے انھیں عبد شمس پکارا جاتا تھا، ابن شجب ابن یارب جو المرحف بن یقطن کے قحطان تھے اور قحطان تک یمن کا اتفاق ہے۔

جو لوگ انھیں اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں قحطان بن الہمیع بن یمن بن ہبہ بن اسمعیل بن ابراہیم۔ ہشام بن محمد بن السائب الکفی اسی طرح اپنے والد سے نسب بیان کرتے ہیں اور اپنے والد سے ہی ذکر کرتے ہیں کہ اہل علم و اہل نسب قحطان کو اسمعیل بن ابراہیم کی طرف منسوب کرتے تھے ایک قول کے مطابق..... کسی اور کی طرف منسوب کرنے والے کہتے ہیں کہ وہ قحطان بن فافع بن عابر بن شالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام، اوس دختر ریح کی والدہ قیلہ بنت کامل بن عذرہ بن سعد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاہ تھیں، ایک حبشی غلام نے سعد کی پرورش کی جس کا نام حزیم تھا اور وہ ان پر غالب آگیا اور انھیں سعد بن ہذیم کہا جانے لگا۔

ہشام بن محمد بن السائب الکفی نے کہا کہ میرے والد محمد بن السائب الکفی اور دوسرے اہل نسب اس طرح بیان کرتے تھے انصار میں سے وہ لوگ بدر میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا غنیمت و ثواب میں حصہ

مقرر کیا، یہ لوگ اوس کی شاخ بنی عبدالاشہل بن خشم بن حارث بن خزرج بن عمرو میں سے تھے اور وہ المصنف ابن مالک بن اوس تھے۔

سعد بن معاذ..... ابن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل، کنیت ابو عمرو تھی والدہ کبشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن ابجر تھیں جو خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج تھے کبشہ مباہلات یعنی آنحضرت ﷺ سے بیعت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں۔

محمد بن عبداللہ سعد بن معاذ کی اولاد میں سے تھے ان دونوں کی والدہ ہند بنت مالک بن عتیک بن امر القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں وہ بھی مباہلات میں سے تھیں ان سے سعد نے اپنے بھائی اوس بن معاذ کے بعد نکاح کیا۔ وہ اسید بن خضیر بن سماک کی پھوپھی تھیں، عمر بن سعد بن معاذ کی اولاد میں تین لڑکیاں اور نو لڑکے تھے، جن میں سے عبداللہ بن عمرو یوم حرہ میں شہید ہوئے۔ یہ سعد بن معاذ کی اولاد ہے۔

سعد کے اسلام لانے کے بعد..... واقعہ بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ مصعب بن عبدالعبدری کے ہاتھ پر سعد بن معاذ اور اسید بن خضیر کا اسلام ہوا۔ مصعب نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے عقبہ آخرہ کے ستر (۷۰) اصحاب سے پہلے مدینہ آ کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور انھیں قرآن پڑھایا۔ جب سعد بن معاذ اسلام لائے تو اس دن بنی عبدالاشہل میں سے اسلام لائے بغیر کوئی شخص نہ رہا۔ بنی عبدالاشہل کا مکان انصار کا پہلا مکان ہے جہاں عورت اور مرد سب کے سب اسلام لے آئے۔

سعد بن معاذ نے اپنے مکان میں مصعب بن عمیر اور ابوامامہ اسعد بن زرارہ کو منتقل کر لیا، دونوں سعد بن معاذ کے مکان میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے، سعد بن معاذ اور اسید بن خضیر بنی عبدالاشہل کے بت توڑتے رہے۔

سعد ابن معاذ اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ..... ابن ابی عون سے مروی ہے کہ سعد ابن معاذ اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ اور ابو عبیدہ بن الجراح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ان میں سے کیا تھا یہ سب اللہ ہی جانتا ہے۔

عمر بن الحصین سے مروی ہے کہ بدر کے دن اوس کا جھنڈا سعد بن معاذ کے پاس تھا، جنگ احد میں شرف ہمرکابی حاصل تھا، جس وقت لوگ پشت پھیر کے بھاگے تو وہ آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے غزوہ خندق میں بھی حاضر ہوئے ابو متوکل سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے بخاء کے ذکر میں فرمایا کہ جس کو وہ ہوگا تو دوزخ سے اس کا حصہ ہو جائے گا، سعد بن معاذ نے اسکو اپنے رب سے مانگا۔ دعا قبول ہوئی اور انہیں بخار ہو گیا اور اس وقت تک ان سے بخار جدا نہ ہوا جب تک کہ وہ دنیا سے جدا نہ ہوئے۔

حضرت سعد کا رجز پڑھنا..... عائشہ سے مروی ہے کہ گھر سے نکل کر غزوہ خندق میں لوگوں کے

میں کے چلنے کی آہٹ سنی پلٹ کے دیکھا تو سعد بن معاذ تھے ان کے ہمراہ حارث بن اوس بھی تھے میں زمین پر بیٹھ بی اور سعد رجز پڑھتے اور کہتے ہوئے گزر گئے۔

لَبِثَ قَلِيلًا يَدْرُكُ إِلَيْهِمَا خَمَلٌ مَا أَحْسَنَ الْمَوْتَ إِذَا حَانَ الْأَجَلُ

(اے سعد) تھوڑی دیر ٹھہر جا تو تو جنگ کو برپا پائیگا۔ کیسی اچھی موت ہے جب وقت آ جائے۔

سعد کے بدن پر ایک زرہ تھی جس میں سے سر ہاتھ اور پاؤں باہر تھے مجھے ان کے باہر نکلنے کا اندیشہ تھا۔ حد بڑے لمبے آدمی تھے میں کھڑی ہوئی جس میں مسلمانوں کی جماعت تھی، اس باغ میں گھس گئی۔ جن میں عمر بن خطابؓ اور ایک اور شخص خود پہنے ہوئے تھے، عمرؓ نے پوچھا کہ کون سی چیز آپکو یہاں لائی؟ واللہ آپ بڑی بے خوف ہیں، بھاگنے اور مصیبت کے وقت آپکو کیا چیز امن دے گی۔

وہ مجھے بڑا بھلا کہتے رہے یہاں تک کہ میں خواہش کر رہی تھی کہ اسی وقت زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں۔ اس شخص نے اپنے چہرہ سے خود ہٹایا دیکھا تو طلحہ بن عبید اللہ تھے انھوں نے کہا کہ اے عمرؓ! تم پر افسوس ہے، ملامت آج ضرورت سے زیادہ کر دی سوائے اللہ کے اور کہاں بھاگنا یا بچنا ہے۔

ابن العرقہ کا سعد کو تیر مارنا..... مشرکین قریش میں سے ایک شخص جس کا نام ابن العرقہ تھا سعد کو تیر مارا اس نے کہا اے سنو! میں ابن العرقہ ہوں وہ ان کی ہاتھ کی رگ (اکھل) میں لگا سعد نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ جب تک کہ تو بنی قریظہ سے میرا دل ٹھنڈا نہ کر دے، بنی قریظہ جاہلیت میں ان کے موالی و حلفاء تھے۔

سعد کا زخم بند ہو گیا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشرکین پر آدمی بھیج دی جنگ میں مومنین کے لئے اللہ ہی کافی ہو گیا اور اللہ بڑا زبردست اور بڑی قوت والا ہے، ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھامہ چلا گیا، عینیا اپنے ساتھیوں کے ساتھ نجد چلا گیا اور بنو قریظہ واپس ہو کر اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے۔

آپ ﷺ کی واپسی..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے آپ نے خیر کا حکم دیا جو مسجد میں سعد بن معاذ کے لئے نصب کیا گیا۔ آپ کے پاس جبریل آئے اُن کے چہرے پر غبار تھا فرمایا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے حالانکہ ملائکہ نے ہتھیار ابھی تک نہیں رکھے بنی قریظہ کا ارادہ فرمائیے اور ان سے جنگ کیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے زرہ پہنی اور لوگوں کو کوچ کا حکم دیا۔ بنی غنم کے پاس تشریف لائے جو مسجد کے پڑوسی تھے اور پوچھا کہ تمہارے پاس سے کون گزرا؟ لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس سے وحید الکلسی گزرے ہیں وحید کا چہرہ اور داڑھی جبرئیل علیہ السلام کے مشابہ تھی۔

سعد بن معاذ کی امارت..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کے پاس آئے اور پچیس دن تک انکا شدید محاصرہ ہوا اور ان پر شدید مصیبت آئی تو کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اتر آؤ، ابوالبابہ بن عبدالمندہر سے مشورہ کیا تو انھوں نے ان کو اشارہ کیا کہ ذبح (طے شدہ ہے تم قلعے سے نہ اترنا) ان لوگوں نے کہا کہ ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اتریں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم سعد بن معاذ ہی کے حکم پر اترو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بلایا، سعد ایک گدھے پر سوار کئے گئے جس پر کھجور کی چھال کا چار جامہ

تھا، انہیں ان کی قوم نے گھیر لیا لوگ کہنے لگے کہ ابو عمرو! بنی قریظہ تمہارے حلفاء و موالی ہیں مصیبت زدہ ہیں اور وہ لوگ ہیں جنہیں تم جانتے ہو، لہذا ان کے ساتھ رعایت کرنا مگر وہ کچھ جواب نہ دیتے تھے، جب ان لوگوں کے مکانات کے قریب ہوئے تو قوم کی طرف رخ کیا اور کہا کہ میرے لئے وہ وقت آگیا ہے کہ میں اللہ کے معاملے میں کسی بھی ملامت کی پروا نہ کروں۔

ابن سعد نے کہا کہ جب سعد نظر آئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ اٹھ کر اپنے سردار کی طرف جاؤ اور انہیں اتار لو۔ عمرؓ نے عرض کی کہ ہمارا سردار اللہ ہے، فرمایا انہیں اتار لو، فوراً قبیل ہوئی اور لوگوں نے انہیں اتار لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد سے فرمایا کہ بنی قریظہ کے بارے میں حکم دو انہوں نے کہا کہ عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں اور سپاہی قتل کر دیئے جائیں اور ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

حضرت سعدؓ کی دعا..... اس کے بعد سعدؓ نے اللہ سے دعاء کی کہ اے اللہ تو مجھے بھی اس وقت تک باقی رکھ جب تک اپنے نبی پر تو نے قریش کی کوئی جنگ باقی رکھی ہے اور اگر تو نے آنحضرت اور قریش کے درمیان جنگ منقطع کر دی ہو تو مجھے اپنی طرف اٹھالے پھر ان کا زخم پھٹ گیا، حالانکہ وہ اچھا ہو گیا تھا اور سوائے معمولی نشان کے کچھ نہ رہا تھا۔ وہ اپنے خیمے کی طرف آئے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے نصب کر دیا تھا۔ سعد کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ آئے، عائشہؓ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے میں ابو بکرؓ کے رونے کو عمرؓ کے رونے سے امتیاز نہ کر سکی حالانکہ میں اپنے حجرے میں تھی، وہ لوگ اسی طرح تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "رحماء بینہم" (آپس میں رحمہل) راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کیفیت تھی، فرمایا، آپ کی آنکھ کسی پر نہ روتی تھی۔ لیکن جب آپ پکوریج ہوتا تھا آپ صرف اپنی داڑھی پکڑ لیتے تھے۔

سعدؓ کی فضیلت..... عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ سعدؓ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمانے لگے جب آپ بیدار ہوئے تو ایک فرشتہ یا جبریل آئے اور کہا کہ آپ کی امت کا جو آدمی رات کو مر گیا ابن ساء (اہل آسمان) اسکی موت سے خوش ہوئے (کہ ان میں ایک ایسا پاکیزہ شخص مل گیا) آنحضرت نے فرمایا کہ میں سعد کے سوا کسی کو نہیں جانتا جن کی شام بحالت بیماری ہوئی سعد کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ان کا تو انتقال ہو گیا، اگلی قوم اپنے مکان میں انہیں لے گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے آپ نے لوگوں کو چلنے میں تھکا دیا یہاں تک پاؤں سے جوتے نکل جاتے تھے اور شانوں سے چادریں گر جاتی تھیں، ایک شخص نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ آپ نے تو لوگوں کو تھکا دیا، فرمایا مجھے فکر ہے کہ ہم سے پہلے ان کے پاس (فرشتے) نہ آجائیں جیسا کہ ہم سے پہلے وہ حظلہ کے پاس آگئے تھے۔

مجھے موت کا خوف نہیں ہے۔..... عائشہؓ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ اس حالت میں انہیں

مقامات پر دیکھے گئے کہ ان کے شانے پر زرہ تھی اور کہہ رہے تھے ”لاباس بالموت اذا حان الاجل“ اب وقت آگیا ہے تو مجھے موت کا خوف نہیں ہے۔

ابی میسرہ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ کی اکھل (ہاتھ کی رگ) میں تیر مارا گیا، خون بلند ہی ہوا تھا کہ آپ ﷺ آگئے تو آپ نے ان کی کلائی پکڑ لی خون ان کے بازو کی طرف چڑھ گیا، راوی نے کہا سعد کہہ رہے تھے کہ اے اللہ جب تک بنی قریظہ سے میرا دل ٹھنڈا نہ کر دے مجھے موت نہ دے قریظہ کے لوگ ان کے حکم پر قلعہ سے اترے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حکم دو سعد کے بارے میں انھوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے اندیشہ ہے اس امر کا ہے کہ میں ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو نہ پہنچ سکوں گا۔

آپ نے پھر فرمایا کہ ان کے بارے میں تمہیں فیصلہ کرو انھوں نے فیصلہ یہ کیا کہ ہے کہ ان کے سپاہی قتل کر دیئے جائیں اور ذریت قید کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو پہنچ گئے پھر دوبارہ خون جاری ہو گیا جو بند نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی رضی اللہ عنہ۔

تم اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو پہنچ گئے عبداللہ بن یزید انصاری سے مروی ہے کہ جب یوم قریظہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے سردار کو بلاؤ کہ وہ اپنے غلاموں کے بارے میں حکم دیں آپ کی مراد سعد بن معاذ سے تھی، وہ آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ حکم دو، انھوں نے کہا کہ مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ میں ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو نہ پہنچ سکوں گا، فرمایا تمہیں حکم دو، انھوں نے حکم دیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو پہنچ گئے۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ کے حکم سے جب بنی قریظہ اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بلایا۔ وہ ایک گدھے پر آئے جب قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ۔ پھر فرمایا کہ اے سعد ایہ لوگ تمہارے حکم پر اترے ہیں انھوں نے کہا کہ میں ان حکم دنیا میں ان لوگوں کے بارے میں کہ سپاہی قتل کئے جائیں اور ذریت قید کی جائے فرمایا تم نے بادشاہ (اللہ) کے فیصلے کے مطابق حکم دیا۔ عبدالرحمن بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ بنی قریظہ رسول اللہ ﷺ پر اترے رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ کو بلا بھیجا وہ ایک گدھے پر سوار کرا کے لائے گئے، یوم خندق میں اس زخم کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ کی رگ پر لگا تھا وہ بالکل صاحب فراش تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کے بیٹھ گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھے مشورہ کے دوران لوگوں کے بارے میں انھوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ اس کے بارے میں کرنے والے میں جس کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ فرمایا، ہاں لیکن تم مشورہ دوران کے بارے میں انھوں نے کہا کہ اگر انکا معاملہ کیا جائے تو میں ان کے سپاہیوں کو قتل، ذریت کو قید اور انکے مال کی سے تقسیم کر دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم نے مجھے ان کے بارے میں وہی مشورہ دیا جس کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ سعد کو مصیبت یوم خندق میں پہنچائی گئی، قریش کے ایک شخص نے جس کا نام حبان بن العرقہ تھا ان کی رگ تیر مار دیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے خیمہ نصب کر دیا کہ قریب سے انکی عبادت کریں، آنحضرت ﷺ غزوہ خندق سے واپس آ کر تو ہتھیار رکھ کے غسل کیا۔ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے جو اپنے

سر سے غبار جھاڑ رہے تھے، انھوں نے کہا کہ آپ نے ہتھیار رکھ دیئے حالانکہ ہم نے ابھی نہیں رکھے ان لوگوں کی طرف تشریف لے چلے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہاں (روایت ہوں) انھوں نے کہا، اس مقام پر اور بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف روانہ ہو گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے پاس آئے، آپ نے ان کا فیصلہ سعد بن معاذ کے سپرد کیا، انھوں نے کہا کہ میں فیصلہ کرتا ہوں کہ سپاہی قتل کئے جائیں، بچے اور عورتیں قید کی جائیں اور ان کے اموال تقسیم کر دیئے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اللہ کے حکم کے مطابق انکے بارے میں فیصلہ کیا۔

سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ نے بنی قریظہ کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ وہ لوگ قتل کئے جائیں جو مرد ہیں اور انکے مال تقسیم کر لئے جائیں اور انکی عورتیں بچے قید کر لئے جائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھوں نے ان کے بارے میں اللہ کے اس حکم کے مطابق فیصلہ کیا جو اس نے سات اسمانوں کے اوپر سے کیا ہے۔

شہادت کی تمنا

عائشہ سے مروی ہے کہ سعد کا زخم خشک ہو کے اچھا ہو گیا تھا۔ مگر انھوں نے دعا کی کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے اس قوم سے تیری راہ میں جہاد سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ جس نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور انھیں (کئے سے) نکالا، اے اللہ! میرا گمان ہے کہ تو نے ہمارے اور قریش کے درمیان جنگ موقوف کر دی ہے، اگر قریش سے کوئی جنگ باقی ہو تو مجھے بھی ان کے لئے باقی رکھ کہ تیری راہ میں ان سے جہاد کروں، اور اگر تو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ موقوف کر دی ہے تو اس زخم کو پھاڑ دے اور میری موت اسی سے کر دے، زخم اسی شب پھٹ گیا، ان کے ہمراہ مسجد میں بنی غفار کے لوگ بھی خیمے میں تھے، خون نے انہیں خوفزدہ کیا جو ان کی طرف بہہ رہا تھا تو لوگوں نے کہا کہ اے خیمے والو! یہ خون کیسا ہے جو تمہاری طرف سے ہمارے پاس آرہا ہے، دیکھا تو سعد کے زخم سے خون بہہ رہا تھا، اسی سے ان کی وفات ہو گئی۔

نبی کریم ﷺ کی گود میں جام شہادت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب سعد کے ہاتھ کا خون بہنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر ان کی طرف گئے، انھیں گلے سے لگایا۔ حالانکہ خون رسول اللہ ﷺ کے منہ اور داڑھی پر بہہ رہا تھا۔ جس قدر زیادہ کوئی شخص آپ کو خون سے بچانا چاہتا تھا اسی قدر زیادہ آپ ان کے قریب ہوتے جاتے تھے، یہاں تک کہ وہ قضا کر گئے۔

اسلمیل بن ابی خالد نے ایک انصاری سے روایت کی کہ جب سعد نے بنی قریظہ کا فیصلہ کر دیا اور واپس آئے تو ان کا زخم پھٹ گیا، رسول اللہ ﷺ کو جب معلوم ہوا تو آپ ان کے پاس آئے، ان کا سر لے کے آپ نے آغوش میں رکھ لیا اور انھیں سفید چادر سے ڈھانک دیا گیا۔ جب وہ ان کے چہرے پر کھینچ دی گئی تو ان کے پاؤں کھل گئے وہ گورے مولے تازے آدمی تھے۔

آپ ﷺ کی سعدؓ کیلئے دعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ سعد نے تیری راہ میں جہاد کیا، تیرے رسول کی تصدیق کی اور جو ان کے ذمہ تھا اسے ادا کر دیا، لہذا انکی روح کو اسی خیر کے ساتھ قبول

کر جس کے ساتھ تو نے کسی کی روح قبول کی ہے۔

سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا تو اپنی آنکھیں کھول دیں اور کہا: السلام علیکم یا رسول اللہ، دیکھے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

سعد کے گھر والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ان کا سراپے آغوش میں رکھ لیا تو وہ ڈرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا کہ سعد کے گھر والوں نے جب دیکھا کہ آپ نے ان کا سراپا آغوش میں رکھ لیا تو وہ اس سے ڈر گئے، فرمایا جس تعداد میں تم لوگ گھر میں ہوا تھے ہی میں اللہ سے ملائکہ مانگوں گا کہ وہ سعد کی وفات میں حاضر ہوں، ان کی ماں رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں :

حزامة وجدنا

وبل لامک سعدا

”اے سعد تیری ماں کی خرابی ہے۔ بہ اعتبار حزم کے بھی اور بہ لحاظ سنجیدگی کے بھی ان سے کہا گیا کہ تم سعد پر شعر کہتی ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انھیں چھوڑ دو کیونکہ ان کے سوا دوسرے شعراء جموںے ہیں۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ یوم خندق میں جب سعد کی رگ اکھل میں زخم لگ کر شدید ہو گیا۔ تو انھیں لوگوں نے ایک عورت کے پاس منتقل کیا جس کا نام زفیدہ تھا اور زخموں کا علاج کرتی تھی، نبی علیہ السلام جب ان کے پاس سے گذرتے تو پوچھتے تھے تم نے رات کس طرح گزاری، صبح کے وقت آپ تشریف لے جاتے تو پوچھتے تھے کہ تم نے کس طرح صبح کی، وہ آپ کو حال بتاتے۔ جب وہ رات ہوئی جس میں انکی قوم نے انھیں منتقل کیا، انکی تکلیف میں شدت ہو گئی اور لوگ انھیں بنی عبدالاسہل کے مکانوں میں اٹھالے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح پوچھا کرتے تھے، اسی طرح پوچھنے کے لئے آئے، لوگوں نے کہا کہ بنی عبدالاسہل انھیں لے گئے۔

رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے ہم لوگ بھی ہرکاب تھے، آپ نے اپنی رفتار اس قدر تیز کر دی کہ ہماری جوتیوں کے تسمے ٹوٹ گئے اور چادریں کندھوں سے گر پڑیں، اصحاب نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں چلنے میں تھکا دیا۔ فرمایا اندیشہ ہے کہ ملائکہ ہم سے پہلے انکے پاس پہنچ کر انھیں غسل نہ دیدیں۔ جیسا کہ انھوں نے حطّہ غسل دے دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں وہاں پہنچے کہ انھیں غسل دیا جا رہا تھا اور ان کی والدہ کہہ رہی تھیں :

حزامة وجدنا

وبل ام سعد سعدا

”سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی آگئی، دورانہیشی کی بناء بھی اور سنجیدگی کی حیثیت سے بھی“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے ام سعد کے ہر نوحہ کرنے والی جھوٹی ہے۔

آپ انھیں لے کر نکلے، قوم نے، یا ان میں سے کسی نے، جس کو اللہ نے چاہا، آپ سے کہا کہ، یا رسول اللہ! ہم نے کوئی میت ایسی نہیں اٹھائی جو سعد سے زیادہ ہلکی ہو، فرمایا تم پر ہلکا ہونے سے کون روک سکتا ہے، حالانکہ اتنے اتنے ملائکہ اترے ہیں (آپ نے تعداد کثیر کا نام لیا تھا مگر میں اسے یاد نہ رکھ سکا) جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترے تھے وہ بھی تمہارے ساتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔

سلمہ بن اسلم بن حریس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ ہم لوگ دروازے پر کھڑے ہوئے آپ کے پیچھے اندر جانا چاہتے تھے، رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لے گئے، گھر میں سوائے سعد کے کوئی نہ تھا، وہ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، میں نے آپ کو چلتے ہوئے دیکھا، جب میں نے آپ کو دیکھا تو رگ گیا۔

آپ نے بھی میری طرف اشارہ کیا کہ ٹھہر دو میں ٹھہر گیا اور پیچھے ہٹا، آپ تھوڑی دیر بیٹھے، پھر نکلے تو عرض کی، یا رسول اللہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا حالانکہ آپ چل رہے تھے، فرمایا میں اس وقت تک مجلس پر قادر نہ ہوا تا وقتیکہ ملائکہ میں سے ایک فرشتہ نے اپنا ایک بازو میرے لئے نہ اٹھالیا، پھر میں بیٹھ گیا، رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ اے ابو عمرو تمہیں مبارک ہو، اے ابو عمرو تمہیں مبارک ہو، اے ابو عمرو تمہیں مبارک ہو۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں پہنچے کہ ام سعد دور ہی تھیں اور کہہ رہی تھیں۔

ویل ام سعد سعدا جلاوة وجدا

سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی ہے، بہادری اور جلاوت کے لحاظ سے بھی اور سنجیدگی کے اعتبار سے بھی۔

عمر بن الخطاب نے فرمایا بس کرو اے ام سعد، سعد کا ذکر نہ کرو۔ نبی ﷺ نے فرمایا بس کرو اے عمر کیونکہ سوائے ام سعد کے ہر رونے والی جھوٹی بتائی گئی ہے، وہ جو نیک بات کہیں تو وہ جھوٹی نہیں ہیں۔

جابر سے مروی ہے کہ یوم احزاب میں سعد کو تیر مارا گیا۔ ان لوگوں نے انکی رگ اکھل کاٹ ڈالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آگ سے داغ دیا جس سے ان کا ہاتھ پھول گیا آپ نے ان کا خون نکالا پھر دوبارہ سے داغ دیا۔ جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے زخم کو داغ دیا۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سعد بن معاذ کے پاس گئے، جو اپنی جان دے رہے تھے، فرمایا اے مردار قوم! اللہ تمہیں جزائے خیر دے، تم نے اللہ سے جو وعدہ کیا اسے پورا کر دیا، اللہ بھی تم سے اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔

سعدؓ کے جنازے کو کس نے ہلکا کر دیا؟ ... سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ جب سعد کا جنازہ

نکالا گیا تو منافقین میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ سعد کے جنازے اور یا سعد کے تابوت کو کس نے ہلکا کر دیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے کہ آج سے پہلے کبھی انھوں نے زمین پر قدم نہیں رکھا تھا اترے ہیں اور سعد جنازے یا تابوت پر حاضر ہیں

جس وقت انھیں غسل دیا جا رہا تھا رسول اللہ ﷺ موجود تھے، آپ نے اپنا گھٹنہ سمیٹ لیا اور فرمایا کہ ایک فرشتہ آیا جس کے لئے جگہ نہ تھی میں نے اس کے لئے گنجائش کر دی انکی والدہ رورہی تھیں اور کہہ رہی تھیں۔

ویل امہ سعد سعدا: ہراعة ونجدا: بعد ایا دیا له ومجدا: مقد ما سد به مدا

(سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی ہوئی۔ اعلیٰ کارگزاری میں بھی اور بہادری میں بھی۔ اس نے کیسے کیسے احسان کئے تھے اور کیسی بزرگ نشی ظاہر کی تھی۔ ان سب کے بعد یہ انجام کتنا افسوسناک ہے۔ وہ ایسا پیشوا و پیش رو تھا کہ اپنے آپ سے ایک ہر خلل کی بندش کر دی)

سوائے ام سعد کے تمام رونے والیاں جھوٹی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے

ام سعد کے تمام رونے والیاں جھوٹی ہیں۔ حسن مروی ہے کہ سعد بن معاذ مرنے کے تازے اور بھاری بھر کم آدمی تھے۔ وفات ہوئی تو منافقین جو ان کے جنازے کو پیچھے چل رہے تھے کہنے لگے کہ ہم نے آج کی طرح کسی آدمی کو اس قدر ہلکا نہیں دیکھا جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہے، یہ ان کے بنی قریظہ کے فیصلے کی وجہ سے ہے نبی ﷺ سے بیان کیا گیا تو

آپ نے فرمایا، قسم ہے اسکی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان کا جنازہ ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں۔
 نافع سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سعد بن معاذ کے جنازے میں ایسے ستر ہزار ملائکہ موجود تھے جو زمین پر کبھی نہیں اترے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی کو دبایا گیا، پھر انھیں چھوڑ دیا گیا۔
 ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بندہ صالح کے لئے فرمایا، جس کے لئے عرش بل گیا، آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے اور ایسے ستر ہزار ملائکہ نازل ہوئے جو اس سے پہلے زمین پر نازل ہوئے تھے کہ اسے دبایا گیا، پھر چھوڑ دیا گیا۔ یعنی سعد بن معاذ کو۔

سعدؓ کو عذاب قبر سعید المقبری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو دفن کیا تو فرمایا کہ اگر تنگی قبر سے کسی کو نجات ملی تو ضرور سعد کو نجات ملتی حالانکہ انھیں پیشاب کے اثر کی وجہ سے (یعنی جو بے احتیاطی سے پیشاب کرنے میں چھینٹیں پڑ جاتی ہیں انکی وجہ سے) اس طرح دبایا گیا کہ انکی ادھر کی پسلیاں ادھر ہو گئیں جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا آپ جب سعد کی قبر کے پاس کھڑے تھے کہ انھیں دبایا جا رہا ہے اگر نمل کی وجہ سے کسی کو اس سے نجات ملتی تو سعد کو بھی ضرور ملتی۔
 ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کی قبر پر چادر بچھائی چادر اس وقت بچھائی گئی کہ آپ موجود تھے۔

آپ ﷺ سعد بن معاذ کے جنازے کے آگے آگے تھے عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن معاذ کے جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔
 بنی عبدالاشہل کے شیوخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے جنازے کو ان کی کوٹھری سے دو پایوں کے درمیان سے اٹھایا۔ یہاں تک کہ آپ نے اسے مکان (دار) سے نکالا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ دار میں ہاتھ کا ہوتا ہے (یعنی پندرہ گز کا)

سعد بن معاذ کی قبر کی مٹی سے مشک کی خوشبو ربیع بن عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے بقیع میں سعد کے لئے قبر کھودی تھی ہم جب مٹی کا کوئی حصہ کھودتے تو مشک کی خوشبو آتی یہاں تک کہ ہم لحد تک پہنچے۔
 محمد بن شریل بن حسنہ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے سعد کی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی لے لی وہ اسے لے گیا، پھر اسے دیکھا تو وہ مشک تھی۔

محمد بن شریل بن حسنہ سے مروی ہے کہ جس دن دفن کئے گئے تو ایک شخص نے انکی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی لے لی، بعد کو اسے کھولا تو وہ مشک تھی۔

(تمہ روایت ابوسعید الخدری) انہوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر آئے ہم اس کے کھودنے سے فارغ ہو گئے تھے اور کئی ایٹیں اور پانی قبر کے پاس رکھ دیا تھا۔ ہم نے دار عقیل کے پاس ان کے لئے قبر کھودی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر آئے آپ نے سعد کو ان کی قبر کے پاس رکھ دیا اور ان پر نمازی پڑھی،

میں نے اتنے آدمی دیکھے جنہوں نے بتیج کو بھر دیا تھا۔

سعدؓ کی قبر مبارک میں کون لوگ اترے؟ عبدالرحمن بن جابر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب لوگ سعدؓ کی قبر کے پاس پہنچے تو اس میں چار آدمی اترے، حارث بن اوس بن معاذ، اسید بن حفیر ابونا نکلہ سلکان بن سلامہ اور سلمہ بن سلامہ بن وئس، رسول اللہ ﷺ نے کے قدموں کے پاس کھڑے تھے۔ جب وہ اپنی قبر میں رکھ دیئے گئے تو رسول اللہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا آپ نے تین بار تسبیح کہی تو مسلمانوں نے بھی تین مرتبہ تسبیح گوئی کی، تو رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ تکبیر کہی اور آپ کے اصحاب نے بھی تین مرتبہ تکبیر کہی یہاں تک کہ بتیج آپ کی تکبیروں سے گونج گیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کو دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ہم نے آپ کے چہرے میں تغیر دیکھا اور آپ نے تین مرتبہ تسبیح کہی، فرمایا تمہارے ساتھی پر قبر تک ہو گئی اور انہیں دہایا گیا اگر اس سے کسی کو نجات ہوتی تو سعد کو ضرور ہوتی۔ پھر اللہ نے اسے کشادہ کر دیا۔

سعد بن معاذؓ کو کس نے غسل دیا؟ محمد بن عمر نے کہا کہ سعد کو حارث بن اوس بن معاذ، اسید بن حفیر اور سلمہ بن سلامہ وئس نے غسل دیا۔ وہ پانی ڈال رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔ پہلا غسل پانی سے دیا گیا، دوسرا پانی اور پیری سے اور تیسرا پانی اور کافور سے انہیں تین صحاری (سوتی) چادروں میں کفن دیا گیا جن میں انہیں لپیٹ دیا گیا۔ تابوت لایا گیا جو انہیٹ کے پاس تھا اور مردے اس پر اٹھائے جاتے تھے انہیں تابوت میں رکھ دیا گیا۔ جس وقت انہیں مکان سے لے چلے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا تو تابوت کے پایوں کے درمیان سے انہیں اٹھائے ہوئے تھے۔

نبی ﷺ کا ام سعد کو قبر دیکھنے سے روکنا مسور بن قاعد قرظی سے مروی ہے کہ سعد بن معاذؓ کی والدہ سعد کو لحد میں دیکھنے آئیں تو لوگوں نے انہیں واپس کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو، وہ آئیں اور قبل اس کے کہ سعد پر اینٹ اور مٹی لگائی جائے انہیں لحد میں دیکھا تو کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تم اللہ کے پاس ہو، رسول اللہ ﷺ نے قبر پر ان سے (والدہ سعد سے) تعزیت کی، مسلمان قبر کی مٹی ڈالنے لگے اور اسے برابر کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کنارے ہٹ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ انکی قبر برابر کر دی گئی اور اس پر پانی چھڑک دیا گیا۔ آپ آئے اور کھڑے ہو کر ان کے لئے دعا کی پھر واپس ہوئے معاذ بن رافع زرقی سے مروی ہے کہ سعد بن معاذؓ کو عقیل بن ابی طالب کے مکان کی بنیاد میں دفن کیا گیا۔

سعد بن معاذؓ کی جدائی کا اثر عائشہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ اور ان کے صاحبین (ابو بکر و عمر) یا ان میں سے ایک کے بعد کسی جدائی مسلمانوں پر اتنی شاق نہ ہوئی جتنی سعد بن معاذؓ کی۔

سعدؓ کا حلیہ اور وفات حصین بن عبدالرحمن عمرو بن سعد بن معاذؓ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذؓ گورے لائے، اچھے خوبصورت بڑی آنکھ والے اور خوبصورت داڑھی والے آدمی تھے (انہیں غزوہ خندق ۵ھ میں

تیر مارا گیا جس کے زخم سے انتقال کر گئے اس روز وہ ۳۷ سال کے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور وہ بقیع میں دفن کئے گئے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ اللہ کی سعد سے ملاقات کی خواہش میں عرش بل گیا اور تخت کی لکڑیاں ٹوٹ گئیں رسول اللہ ﷺ انکی قبر پر جا کر رک گئے۔ جب واپس ہوئے تو پوچھا گیا یا رسول اللہ! آپ کو کس چیز نے روکا، فرمایا کہ سعد کو قبر میں دبایا گیا۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ انھیں کھول دے۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے عرش بل گیا ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد کی موت کی وجہ سے عرش بل گیا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حج یا عمرہ سے فارغ ہو کے آئے تو ذی الحلیفہ میں ہمارا استقبال کیا گیا۔ انصار کے لڑکے اپنے عزیزوں کا استقبال کر رہے تھے وہ لوگ اسید بن خضیر سے ملے انھیں انکی بیوی کی خبر مرگ سنائی اسید نے منہ ڈھا تک لیا اور رونے لگے، میں نے کہا اللہ تمھاری مغفرت کرے، تم رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہو۔ تمہیں پہلی اور قدیم صحبت حاصل ہے یہ کیا ہوا کہ ایک عورت پر روتے ہو انھوں نے اپنا سر کھول دیا اور کہا کہ میری جان کی قسم آپ نے سچ کہا حق یہی کہ میں سعد بن معاذ کے بعد کسی پر نہ روؤں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے جو کچھ فرمایا ہے وہ فرمایا ہے میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے کیا فرمایا ہے، انھوں نے کہا آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی وجہ سے عرش بل گیا۔ عائشہ نے کہا کہ وہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان چل رہے تھے۔

سعدؓ کیلئے اللہ تعالیٰ کا ہنسنا اور عرش کا بل جانا..... اسماء بنت یزید بن سکن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ کی والدہ سے فرمایا کہ کیا اس سے بھی تمھارا غم نہ جائے گا اور تمھارے آنسو نہ ٹھہریں گے کہ تمھارے بیٹے سب سے پہلے فتنے میں جن کے لئے اللہ تعالیٰ ہنسا اور عرش بل گیا۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ کی وفات کی وجہ سے انکی ملاقات کی فرحت میں عرش رحمن بل گیا، فرحانہ فرحت میں یہ حسن کی طرف سے تفسیر ہے۔ حزیفہ سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سعد بن معاذ کی روح کے لئے عرش بل گیا۔

رمیثہ سے مروی ہے کہ جس روز سعد بن معاذ کا انتقال ہوا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اتنے قریب سے سنا کہ اگر میں آپ کے ہاتھ کی مہر کو بوسہ دینا چاہتی تو دے سکتی تھی کہ ان کے لئے عرش رحمن مل گیا۔ یزید بن اہم سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ کی وفات ہوئی اور ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کے جنازہ کے لئے عرش بل گیا۔

جنت میں سعدؓ کیلئے نعمتیں..... براء سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس حریر (ریشم) کی ایک چادر لائی گئی اصحاب اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ نرم ہیں۔

براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ حریر کی ایک چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دی گئی، ہم لوگ اسے

چھوتے تھے اور تعجب کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا اس سے تمہیں تعجب ہے عرض کی جی ہاں فرمایا جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہت اچھے اور بہت نرم ہیں۔

واقظ بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ میں انس بن مالک کے پاس گیا۔ واقظ سب لوگوں سے بڑے لمبے تھے انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون، ہو میں نے کہا میں واقظ بن عمرو بن سعد بن معاذ ہوں، انھوں نے کہا بے شک تم سعدؓ کے مشابہ ہو پھر روئے اور بہت روئے اور کہا اللہ سعدؓ پر رحم کرے سعد بھی سب سے بڑے اور لانے تھے، رسول اللہ ﷺ نے دومہ (کے بادشاہ) اکیدر کی طرف لشکر بھیجا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو ایک دیباچہ (ریشم) کا جبہ بھیجا جو سونے (کے تار) سے بنا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہنا تو لوگ چھوٹے لگے اور اسکی طرف دیکھنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس جبہ سے تم لوگ تعجب کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے کبھی اس سے اچھا نہیں دیکھا۔ فرمایا اللہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال جو تم دیکھتے ہو اس سے بہت اچھے ہیں۔

سعدؓ کے بھائی:

عمرو بن معاذ ابن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل، ان کی کنیت ابو عثمان تھی، والدہ کبشہ بنت رافع معاویہ بن عبید بن ابجر تھیں، بحر حذرہ بن عوف بن حارث بن خزرج تھے اکبشہ سعد بن معاذ کی بھی والدہ تھیں عمرو بن معاذ کے بعد کوئی اولاد نہ رہی۔

عامم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن معاذ اور عمیر بن ابی وقاص کے برادر سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عمرو بن معاذ بدر واحد میں حاضر ہوئے ہجرت کے تیسویں مہینے یوم غزوہ احد میں شہید ہوئے مضرار بن الخطاب النمری نے قتل کیا، عمرو بن معاذ جس روز قتل کئے گئے بیس سال کے تھے، عمیر بن وقاص ان سے پہلے بدر میں شہید ہو چکے تھے۔

ان دونوں کے بھتیجے:

حارث بن اوس ابن معاذ بن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل کنیت ابوالاوس تھی، ان کی والدہ ہند بنت سماک بن حنیک بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں جو اسید ابن خضیر بن سماک کی چھٹی تھیں اور مہالیعات میں سے تھیں حارث بن اوس کی کوئی اولاد نہ تھی۔

عامم بن عمرو بن قتادہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے حارث ابن اوس بن معاذ اور عامر بن فہرہ کے درمیان مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ حارث بن اوس بدر میں حاضر اور ان لوگوں میں تھے جنھوں نے کعب بن الاشرف (یہودی) کو قتل کیا، خود انھیں کے بعض ساتھی کعب پر شب کے وقت تلوار چلا رہے تھے کہ حارث کے پاؤں پر زخم لگا اور خون بہنے لگا اور وہی لوگ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھالائے حارث غزوہ احد میں بھی شریک ہوئے اور اسی روز شوال میں ہجرت کے تیسویں مہینے شہید ہو گئے، اپنی شہادت کے دن اٹھائیس سال کے تھے۔

حارث بن انس انس وہی ہیں جو ابوالحیر بن رافع امری القیس بن زید بن عبدالاشہل تھے انکی والدہ

شریک بنت خالد بن حنیس بن لؤذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ ابن خزرج بن ساعدہ خزرج میں سے تھیں، حارثہ نانسہ سے کوئی اولاد نہ تھی، غزوہ بدر واحد میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں ہجرت کے بیسویں مہینے شوال شہید ہوئے۔

ابوالخیر کے آئے ہمارا بنی عبدالاشہل کے پندرہ نوجوان تھے جن میں ایاس بن معاذ بھی تھے ان لوگوں نے عمرے کا ارادہ ظاہر کیا عقبہ بن ربیعہ کے پاس اترے اس نے ان کا اکرام کیا ان لوگوں نے اس سے اور قریش سے درخواست کی کہ وہ ان سے خزرج کے قتال پر معاہدہ حلف کریں، قریش نے کہا کہ تمہارا شہر ہم سے دور ہے، ارے داعی کو تمہاری آواز کہاں جواب دے گی اور تمہارے داعی آواز کہاں جواب دے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حارثہ کے ورود کی اطلاع پر ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا، کیا تمہیں اس سے بہتر چیز بتائی جائے جس کے لئے تم آئے ہو؟ انہوں نے کہا وہ کیا؟ فرمایا میں رسول اللہ ہوں مجھے اللہ نے اپنے بندوں کی طرف مبعوث کیا ہے میں انہیں اس امر کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، مجھ پر کتاب بھی نازل ہوئی ہے۔

ایاس بن معاذ جو نو عمر لڑکے تھے کہا اے قوم، واللہ یہ اس سے بہتر ہے جس کے لئے تم آئے ہو، ابوالخیر نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لے کے اپنے منہ پر ماریں اور کہا کہ ہمیں اس سے کس نے غافل کر دیا اس وقت (ہم اس شل کے مصداق ہوں گے کہ) ایک وفد کسی قوم کے پاس جو شر لایا اسے ہم اپنے قوم کے پاس لے جائیں گے ہم اپنے دشمن کے خلاف قریش سے حلف طلب کرنے نکلے تھے پھر ہم باوجود خزرج کی عداوت کے قریش کی عداوت لے کے واپس ہوں گے۔

ابوالہیثم بن الہیثم وغیرہ سے مروی ہے کہ ایاس جس وقت لوٹے مرنے تک باز نہ رہے ہم نے انہیں ان کی وفات تک کلمہ پڑھتے سنا، لوگ بیان کرتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جو سنا اس کی وجہ سے وہ مسلمان مرے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالخیر اور ان کے ساتھی انصار میں سے سب سے پہلے لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے ملے اور آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی، آپ کی ان لوگوں سے ملاقات ذی الحجاز میں ہوئی تھی۔

سعد بن زید..... بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک ابن نجار خزرج میں سے تھیں اور مبايعات میں سے تھیں سعد بن زید کی اس زمانے میں اولاد نہ تھی، وہ عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے یہ محمد بن عمر کی روایت ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اخطی اور ابو محشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو عقبہ میں حاضر ہوئے۔

سعد بن زید بدر احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر کاہ رہے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اششل میں مناة کی طرف بطور سر یہ بھیجا تھا۔ انہوں نے اس کو منہدم کر دیا یہ رمضان ۸ء میں ہوا۔

سلمہ بن سلامہ..... ابن قش بن زغبہ زعمراء عبدالاشہل، کنیت ابو عوف اور والدہ سلمیٰ بنت سلمہ بن سلامہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ اوس میں سے تھیں، یہی محمد بن سلمہ کی بچہ تھیں۔

سلمہ بن سلامہ کی اولاد میں عوف تھے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

میمونہ ان کی والدہ ام علی بنت خالد بن زید بن تیم بن امیہ بن ییاض ان بھاورہ میں سے تھیں جو اوس سے رانج میں سکونت رکھتے تھے اور بنی زعوراء بن حشم کے حلفاء تھے۔

سلمہ بن سلام عقبہ اولیٰ میں شریک ہوئے اور عقبہ آخرہ میں بھی ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے اس پر بن عمر، محمد بن اسحاق ابو ہشیرؓ، عیسیٰ بن عقبہ کا اتفاق ہے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن سلامہ اور ابی سبرہ بن ابی رہم، عبد العزیز العامری عامر بن لوی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن سلامہ اور زبیر بن العوام کے درمیان عقد مواخاۃ کیا واللہ اعلم کہ اس میں سے کیا تھا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سلمہ بن سلامہ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ رہے، ۴۵ میں (۷۰) سال کی عمر میں وفات ہوئی مدینے میں مدفون ہوئے، انکی اولاد سب مرچکی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

عباد بن بشر..... ابن قش بن زغبہ بن زعوراء بن عبد الاہبل، محمد بن عمر کے مطابق انکی کنیت ابو بشر تھی اور عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کے مطابق ابو الریح تھی، ان کی والدہ فاطمہ بنت بشر بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن خزرج بنی عبد الاہبل کی حلیف تھیں۔

عباد بشر کی اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی جس کے سوا ان کی کوئی اولاد نہ تھی وہ بھی مر گئی ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔ عبادہ بن بشر اسید بن خضیر اور سعد بن معاذ سے پہلے مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام لائے رسول اللہ ﷺ نے عباد بن بشر اور ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بروایت محمد بن اسحاق و احمد بن عمر۔ عباد بن بشر بدر میں شریک ہوئے وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا۔ احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بنی سلیم و مزیہ کے پاس صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا ان کے پاس دس روز مقیم رہے واپس ہو کے بنی مصطلق سے جو ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بعد خزاعہ میں سے تھے صدقہ وصول کرنے گئے، وہاں بھی دس روز مقیم رہے اور خوشی خوشی واپس ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے انھیں حنین کے مال غنیمت پر عامل مقرر فرمایا۔ جو کہ آنے اور وہاں سے کوچ کرنے تک اپنے پہرے کا عامل بنایا۔ وہاں آنحضرت نے بیس دن قیام فرمایا تھا۔ جنگ یمامہ میں شریک ہوئے، اس روز ان کے لئے آزمائش اور بے پروائی، ارتکاب قتال اور طلب شہادت تھی، اسی روز ۱۲ھ میں چہل و پنج سال شہید ہوئے۔

ربیع بن عبد الرحمن، ابی سعید الخدری نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عباد بن بشر کو کہتے سنا کہ اے ابو سعید میں نے رات کو خواب دیکھا کہ آسمان میرے لئے کھول دیا گیا پھر ڈھانک دیا گیا انشاء اللہ مجھے شہادت ہوگی، میں نے کہا واللہ تم نے بھلائی دیکھی۔

جنگ یمامہ میں دیکھا کہ وہ انصار کو پکار رہے تھے کہ تم لوگ تکواریوں کے میان توڑ ڈالو اور لوگوں سے جدا ہو

جاؤ اور کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو چھانٹ دو، ہم لوگوں کو چھانٹ دو، انھوں نے انصار سے چار سو آدمی چھانٹ دیئے جن میں کوئی اور شامل نہ تھا، آگے عباد بن بشر، ابو جاندہ اور براء بن مالک تھے، یہ لوگ باب الحد یقہ تک پہنچے اور نہایت سخت جنگ کی، عباد بن بشر قتل کر دیئے گئے میں نے ان کے چہرے پر تلوار کے اس قدر نشان دیکھے کہ صرف جسم کی علامت سے پہچان سکا۔

سلمہ بن ثابت ابن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل، ان کی والدہ لیلیٰ بنت الیمان تھیں اور یمان ہی حبیل بن جابر تھے، وہ حذیفہ بن الیمان کی بہن تھیں، یہ بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔ سلمہ بن ثابت بدر میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں بھی تھے اور اسی میں شہید ہوئے ابوسفیان بن امیہ بن حرب نے شہید کیا۔ یہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال کا واقعہ ہے۔ غزوہ احد میں ان کے والد ثابت بن وقش اور چچا رفاعہ بن وقش بھی شہید ہوئے یہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے سلمہ بن ثابت کے کوئی اولاد نہ تھی وقش بن زغبہ کے سن لڑکے مر گئے انہیں سے کوئی نہ ہوا۔

رافع بن یزید ابن کرز بن سکین زعوراء بن عبدالاشہل، ان کی والدہ عقرب بنت معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل سعد بن معاذ کی بہن تھیں۔ رافع کی اولاد میں اسید تھے جو یوم حرہ میں قتل ہوئے اور عبدالرحمن تھے ان دونوں کی والدہ عقرب بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء ابن عبدالاشہل سلمہ بن سلامہ بن وقش کی بہن تھیں رافع بن یزید اور زعوراء ابن عبدالاشہل کی تمام اولاد مر چکی تھی، ان میں سے کوئی نہ رہا۔ رافع بن یزید بدر واحد میں شریک ہوئے ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں غزوہ احد میں شہید ہوئے محمد بن اسحاق موسیٰ بن عقبہ، ابو معشر اور محمد بن عمران کا بھی نسب بیان کرتے تھے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ ابو معشر و محمد بن اسحاق، رافع بن یزید کہتے تھے، عبداللہ بن محمد ابن عمارۃ انصاری نے جو نسب انصار کے عالم تھے انکی مخالفت کی تھی کہ بنی زعوراء میں کوئی سکین نہیں اور سکین صرف بنی امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل میں تھے، رافع ابن یزید بن کرز بن زعوراء بن عبدالاشہل نام تھا۔

بنی عبدالاشہل بن جشم کے حلفاء

محمد بن مسلمہ بن مسلمہ ابن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو وہی الدیت بن مالک تھے جو اوس میں سے تھے انکی والدہ ام سہم تھیں جن کا نام خلیدہ بنت ابی عبید بن وہب بن نودان بن عبدو بن زید بن ثعلبہ بن خزرج ابن ساعدہ بن کعب تھا، خزرج میں سے تھیں۔

اولاد محمد بن مسلمہ کی اولاد میں دس لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔ عبدالرحمن، انھیں کے نام سے انکی کنیت تھی ام عیسیٰ اور ام حارث، ان کی والدہ ام عمرو بنت سلامہ بن وقش

بن زغہہ بن زعوراء بن عبداللہ شہل سلمہ کی بہن تھیں۔

عبداللہ اور ام احمد، ان دونوں کی والدہ بنت مسعود بن اوس ابن مالک بن سواد بن ظفر اور وہ کعب بن خزرج تھے جو اوس میں تھیں۔

سعد بن جعفر اور ام زید ان کی والدہ قتیلہ بنت الحصین بن ضمنم بنی مرہ بن عوف میں سے تھیں جو قیس عیلان میں سے تھے۔
عمر، ان کی والدہ زہراء بنت عمار بن معمر بن مرہ میں سے تھیں پھر بنی نضیلہ سے تھیں جو قیس عیلان میں سے تھے۔
انس و عمرہ، انکی والدہ الاطبا سے تھیں جو بطون کلب میں سے ایک طعن ہے۔ قیس اور زید اور محمد، انکی والدہ ام ولد تھیں۔

محمود جن کی کوئی اولاد نہ تھی اور حصہ، ان دونوں کی والدہ ام تھیں۔ محمد بن مسلمہ مدینے میں مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام لائے اور یہ اسید بن خضیر اور سعد بن معاذ کے اسلام کے بعد ہوا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ اور ابو عبید بن الجراح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

مدینے پر نبی ﷺ کے جانشین محمد بن مسلمہ بدر واحد میں شریک ہوئے اس روز جب لوگ بھاگے تو یہ ان لوگوں میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب رہے سوائے غزوہ تبوک کے کیونکہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک گئے تو آپ نے انھیں مدینے پر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ محمد ان لوگوں میں بھی تھے جنہوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں قرطاء کی طرف جو بنی بکر بن کلاب میں سے تھے، اصحاب رسول اللہ ﷺ کے تیس سواروں کے ہمراہ بطور سر یہ بھیجا۔ وہ سلامت رہے اور غنیمت لائے آپ نے انھیں دس آدمیوں کے ہمراہ بطور سر یہ ذی القعدہ بھی بھیجا تھا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرہ قضاء کے لئے روانہ ہوئے اور ذی الحلیہ تک پہنچے تو آپ نے سواروں کے لشکر کو آگے کیا جو سو گھوڑے تھے، ان پر محمد بن مسلمہ کو عامل بنایا۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ محمد بن مسلمہ کہا کرتے، اے لڑکوں! رسول اللہ ﷺ کے مشاہد (مقامات تشریف آوری) اور مواطن (مقامات سکونت) کو مجھ سے پوچھو، میں کسی غزوے میں کبھی پیچھے نہیں رہا، سوائے تبوک کے کہ آپ نے مجھے مدینے میں اپنا جانشین بنا دیا تھا، مجھ سے آپ کے سرایا کو پوچھو کیونکہ کوئی سر یہ ایسا نہیں ہے جو مجھ سے پوشیدہ ہو، یا تو میں کو اس میں ہوتا یا جس وقت وہ روانہ ہوتا میں اس کو جانتا تھا۔

محمد بن مسلمہ کا حلیہ عباہ بن رواء بن رافع سے مروی ہے محمد بن مسلمہ کالے، لائے اور بڑے موٹے آدمی تھے۔ بروایت محمد عمر معتدل (یعنی نہ موٹے نہ بے) تھے چند یا پر بال نہ تھے۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محمد کو ایک تلواری عطا فرمائی اور فرمایا کہ جب تک مشرکین سے قتال کیا جائے تم اس سے لڑنا، جب مسلمانوں کو دیکھنا کہ ایک دوسرے کے مقابلے پر آئے تو کسی ایک کے پاس یہ تلوار لے کے جانا اور اسے اتار مارنا کہ تلوار ٹوٹ جائے پھر اپنے گھر بیٹھ رہنا یہاں تک کہ کوئی خطا کار ہاتھ تمہارے پاس آئے (اور تمہیں مجبور کر کے نکالے) یا فیصلہ کرنے والی موت۔

فتنہ محمد بن مسلمہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا..... صبیحہ بن حسین ثعلبی سے مروی ہے کہ ہم لوگ

حذیفہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کو فتنہ کچھ کم نہ کرے گا، ہم نے کہا وہ کون ہے، انھوں نے کہا کہ محمد بن مسلمہ انصاری، جب حذیفہ کا انتقال ہو گیا اور فتنہ ہوا تو میں بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا جو روانہ ہوئے میں منزل پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک کنارے خیمہ نصب ہے جیسے ہوا کے تھپیڑے لگ رہے ہیں پوچھا یہ خیمہ کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ محمد بن مسلمہ کا ہیں ان کے پاس آیا، بوڑھے ہو گئے تھے، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے میں آپ کو مسلمانوں کے سب سے بہتر لوگوں میں سمجھتا ہوں۔ آپ نے اپنا شہر اپنا مکان، اپنے عزیز اور اپنے پڑوسی چھوڑ دیئے، انھوں نے کہا کہ میں نے سے شرکی کرواہت سے چھوڑا، میرے دل میں یہ نہیں ہے کہ میں ان کے شہروں میں سے کسی شہر میں مل کے رہوں تا وقتیکہ شردہاں سے دفع نہ ہو جہاں سے میں ہٹ گیا۔

آپ ﷺ کی محمد بن مسلمہ کو نصیحت..... محمد بن مسلمہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک

تکوار عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے محمد بن مسلمہ، اس تکوار سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا یہاں تک کہ تم مسلمانوں کے دو گروہوں کو آپس میں قتال کرتے دیکھو، اس وقت تم اس تکوار کو پتھر پراتا پٹکنا کہ ٹوٹ جائے پھر تم اپنے ہاتھ اور زبان کو روک لینا یہاں تک کہ تمہارے پاس فیصلہ کرنے والی موت آجائے یا خطا کار ہاتھ جب عثمان قتل کر دیئے گئے اور مسلمانوں کا جو حال ہوا وہ ہو تو وہ میدان میں کسی پتھر کے پاس اس کے بغیر نہ نکلتے تھے کہ اس پتھر کو اپنی تکوار سے مارتے تھے اس طرح انھوں نے اسے توڑ ڈالا۔

اسحاق بن عبد اللہ فردہ نے بھی اسی قسم کی حدیث روایت کی اور کہا کہ محمد بن مسلمہ کو نبی ﷺ کا سوار کہا جاتا تھا۔ انھوں نے لکڑی کی ایک تکوار بنائی تھی اور اسے رند کر کے میان میں کر دیا تھا جو گھر میں لٹکی ہوئی تھی، انھوں نے کہا کہ میں نے اسے اس لئے لٹکایا ہے کہ اس سے ڈرنے والے کو ہمت دلاؤں۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ محمد بن مسلمہ کی وفات ۴۶ھ میں ہوئی وہ اس زمانے میں ستر سال کے تھے ان پر مردان بن اہلم نے نماز پڑھی۔

سلمہ بن اسلم..... ابن حریس بن عدی بن مجہد بن حارث، ان کی کنیت ابو سعد اور والدہ سعد بنت رافع بن

ابی عمر بن عائد بن ثعلبہ بن ظنم بن مالک بن النجار خزرج میں سے تھیں ابو حریس بن عدی کی قربت اور ان کے مکان بنی عبد الاشہل میں تھے۔

وہ لوگ ابتدائے اسلام ہی میں وفات پا گئے۔ ان میں سے کوئی نہ رہا۔ سلمہ بن اسلم بدر واحد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے عراق میں بعد خلافت عمر بن الخطاب ہجرت نبوی کے چودھویں سال جرابلس بنی عبیدہ ثعلبی کی جنگ میں شہید ہوئے اس وقت ۶۳ سال کے تھے۔

عبد اللہ بن سہل..... ابن زید بن عامر بن عمر بن حنظل بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس انکی

والدہ صعبہ بنت تیمان بن مالک ابوالہثم بن تیمان کی بہن تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ رافع بن بہل کے بھائی تھے یہی دونوں حمراء الاسر روانہ ہوئے تھے زخمی تھے اور ایک دوسرے کو اٹھاتا تھا۔ کوئی سواری نہ تھی۔

عبداللہ بن بہل بدر واحد میں شریک تھے، ان کے بھائی رافع بن بہل بھی ان کے ہمراہ احد میں تھے دونوں غزوہ خندق میں بھی شریک تھے، عبداللہ اس غزوہ میں شہید ہوئے انھیں بنی عوفیف کے ایک شخص نے تیر مار کے قتل کر دیا۔ عبداللہ بن بہل کے کوئی اولاد نہ تھی، نیز عمرو بن جشم بن حارث ابن خزرج کی اولاد بھی بہت زمانے سے مر چکی تھی، وہ لوگ اہل رائج تھے البتہ اہل رائج میں غسان کی بھی ایک قوم تھی جو علیہ بن جھنہ کی اولاد میں سے تھے، آل ابی سعید ان کے حلیف تھے اس زمانے میں انکی اولاد ہے جو مدینے کے کنارے البصراء میں رہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ رافع بن بہل کی اولاد سے ہیں ان کے چچا عبداللہ بن بہل ہیں جو بدر میں شریک ہوئے۔

حارث بن خزیمہ..... ابن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عون بن عمرو بن عوف بن خزرج، القواقلہ میں سے تھے اور بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے ان کا مکان بنی عبدالاشہل میں تھا۔ حارث کی کنیت ابو بشیر تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حارث بن خزیمہ اور ایاس بن ابی بکیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا حارث بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے ہجرت کے چالیسویں سال مدینے منورہ میں وفات ہوئی اس وقت ۶۷ برس کے تھے انکی کوئی اولاد باقی نہ تھی۔

ابوالہیشم بن العیہان..... نام مالک بن عمرو بن الحاف بن قضاہ تھا بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے، اس پر موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق ابو معشر و محمد بن عمر کا اتفاق ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارث انصار نے ان لوگوں سے اختلاف کیا اور بیان کیا کہ ابوالہیشم اوس میں سے ہیں ابوالہیشم بن العیہان بن، مالک بن عمرو بن زید بن عمرو بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو، اور وہ البیت بن مالک ابن اوس تھے انکی والدہ لیلیٰ بنت عتیک بن عمرو بن عبدالاشہل علم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو تھیں اور وہ البیت بن مالک بن اوس تھے۔ ابوالہیشم کہا کرتے تھے کہ اگر مجھ سے لید خارج ہوتی تو میں بنی عبدالاشہل کی وجہ سے اپنی زندگی و موت اسی کی طرف منسوب کرتا۔ وہ شخص جوان کا اور انکی اکلوتی بیٹی ایک کا وارث ہو وہ ضحاک بن خلیفہ الاشہلی تھا جو القعدہ میں بنی عبدالاشہل پر ان دونوں (ابوالہیشم و امیہ) (کے وارث ہوئے) ابوالہیشم اور ان کے بھائی عمرو بن جشم کے آخری بیٹے تھے، جو مر گئے اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالہیشم زمانہ جاہلیت میں بھی بتوں کو ناپسند کرتے اور انھیں برا کہتے تھے، وہ اور اسعد بن زرارہ توحید کے قائل تھے دونوں ان انصار اوتی میں سے تھے جو مکے میں اسلام لائے۔

اسعد بن زرارہ ان آٹھ انصار میں شمار کئے جاتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر مکے میں ایمان لائے، یہ لوگ اپنی قوم سے پہلے مسلمان ہوئے ابوالہیشم بھی ان چھ آدمیوں میں شمار کئے جاتے ہیں جن کے متعلق روایت ہے کہ انصار میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی قدمبوسیٰ کے میں حاصل کی، وہ بھی اپنی قوم سے پہلے مسلمان ہوئے پھر مدینے میں آئے اور وہاں اسلام کو پھیلا یا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ چھ آدمیوں کا معاملہ ہمارے نزدیک سب اقوال سے زیادہ ثابت ہے وہ لوگ انصار سے سب سے پہلے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مکے میں قدمبوس ہوئے آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور وہ سامان ہوئے ابوالہیثم ستر انصار کے ہمراہ عقبہ میں بھی شریک تھے۔ وہ بارہ نقباء (اعلان کرنے والوں) میں سے ہیں، اس پر سب کا اتفاق ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوالہیثم بن التیہان اور عثمان بن مظعون کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ابوالہیثم بدر مد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے رسول اللہ ﷺ نے انھیں کھجوروں کا اندازہ کنندہ بنا بھیجا تھا، انھوں نے ان لوگوں کی کھجوروں کا اندازہ کیا۔ یہ اس وقت ہوا کہ عبداللہ بن رواحہ موتہ میں شہید ہو گئے۔ محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ ابوالہیثم بن التیہان رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھجور کا اندازہ دیتے تھے، آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکرؓ نے انھیں بھیجنا چاہا تو انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے اندازہ کرتا تھا اور جب واپس آتا تھا تو آپ میرے لئے دعا فرماتے تھے ابوبکرؓ نے انھیں چھوڑ دیا۔ صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ کے زمانہ خلافت میں ابوالہیثم بن التیہان کی وفات ہوئی۔

ابوالہیثم کی وفات شیوخ بنی عبدالاشہل سے مروی ہے کہ ابوالہیثم کی وفات ۲۰ء میں مدینہ میں ہوئی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ ان لوگوں سے زیادہ ثابت ہے جنہوں نے روایت کی کہ ابوالہیثم ہلیٰ بن الطالب کے ساتھ صفین میں حاضر ہوئے اور اسی روز مقتول ہوئے متقدم میں اہل علم میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو سے جانتا ہو اور ثابت کرتا ہو واللہ اعلم۔

ابوالہیثم کے بھائی:

عبید بن التیہان ان کے نسب کا بھی وہی قصہ ہے جو ہم نے ابوالہیثم کے حال میں بیان کیا بقول عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری عبید اور ابوالہیثم کی والدہ لیلیٰ بنت عتیک بن عمرو تھیں۔ محمد ابن اسحق و محمد بن عمر بھی اسی طرح عبید بن التیہان کہتے تھے۔ لیکن موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر اور عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ وہ عتیک بن بہان تھے، عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ میں نے کہ عتیک بن التیہان تھے، داؤد بن الحصین کے ہاتھ کا ہوا دیکھا ہے۔

محمد بن عمرو وغیرہ نے کہا کہ عبید بن التیہان عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور مسعود بن الربیع القاری کے درمیان جواہل بدر میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا تھا۔ عبید بن بہان بدر واحد میں شریک ہوئے یوم احد میں شہید ہوئے عکرمہ بن ابی جہل نے شہید کیا یہ ہجرت کے بیسویں مہینے ال میں ہوا۔

عبید بن التیہان کی اولاد میں عبید اللہ تھے جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور عباد تھے۔ ان دونوں کی والدہ نہ بنت رافع بن عدی بن زید بن امیہ غلبہ بن جضہ کی اولاد میں سے تھیں وہ لوگ ان لوگوں کے حلفاء تھے جو سب کے سب مر گئے عبید بن التیہان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی (پندرہ آدمی) کا پندرہ اصحاب۔

(منجملہ بنی حارثہ بن خزرج بن عمرو (الخزرج) کہ النبیع بن مالک بن اوس تھے)

ابو عبس بن جبر..... ابن عمرو بن زید بن شمس بن حارثہ، ان کا نام عبدالرحمن تھا اور والدہ لیلیٰ بنت رافع بن عمرو بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ تھیں۔

ابو عبس کی اولاد میں محمد محمود تھے، ان دونوں کی والدہ ام عیسیٰ بنت مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ، محمد بن سلمہ کی بہن تھیں اور مباہجات میں سے تھیں۔

عبید اللہ انکی والدہ ام حارثہ بنت محمد بن سلمہ بن سلمہ بن خالد ابن عدی بن مجدعہ بن حارثہ تھیں زید حمیدہ ان دونوں کی والدہ کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔ ابو عبس کی بہت سی بقیہ اولاد مدینے اور بغداد میں ہے، ابو عبس اسلام سے پہلے عربی لکھنا جانتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی، ابو عبس اور ابو بردہ نیار جس وقت اسلام لائے تو دونوں بنی حارثہ کے بت توڑ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ابو عبس بن جبر اور حمیس بن حذافہ کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے اور حصہ بنتہ عمر بن الخطاب کے رسول اللہ ﷺ سے پہلے شوہر تھے، عقد مواخاۃ کیا۔

ابو عبس بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب تھے وہ ان لوگوں میں بھی تھے جنہوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا۔ عمرو عثمان انھیں لوگوں سے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔

ابی عبس حارثی سے جو اہل بدر میں سے تھے مروی ہے کہ عثمان بن عفان ان کی عیادت کے لئے آئے وہ بے ہوشی کی حالت میں تھے افاقہ ہوا تو عثمان نے کہا کہ تم اپنے کو کس حالت میں پاتے ہو انھوں نے کہا اچھی حالت میں ہم نے اپنی ہر حالت درست پائی سوائے زکوٰۃ کے اونٹوں کے جو ہمارے اور عمال کے درمیان ہلاک ہو گئے قریب ہے کہ ہم اس سے رہائی نہ پائیں۔

ابو العبس کی وفات..... عبدالحمید بن ابی عبس سے مروی ہے کہ ابو عبس کی وفات ۳۴ھ میں بعد خلافت عثمان بن عفان ہوئی اس وقت وہ ستر سال کے تھے ان پر عثمان ابن عفان نے نماز پڑھی اور بقیع میں مدفون ہوئے ان کی قبر میں ابو بردہ بن نیار اور قتادہ بن نعمان اور محمد بن سلمہ اور سلمہ بن سلامہ بن قش اترے یہ سب کے سب بدر میں شریک تھے۔ ابو عبس حنا کا خضاب لگاتے تھے۔

مسعود بن عبد سعد..... ابن عامر بن عدی بن شمس بن مجدعہ بن حارثہ، اسی طرح موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر اور عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ مسعود بن سعد تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مسعود بن عبد ابن مسعود بن عامر تھے ان کی کوئی اولاد باقی نہ تھی سب وفات پا چکے تھے مسعود بدر واحد میں شریک ہوئے۔

حلفائے بنی حارثہ

ابو بردہ بن نیار..... ابن عمرو بن عبید بن عمرو بن کلاب بن وہان بن غنم بن ذبل بن ہمیم ابن ہنی بن بلن بن عمرو بن الحاف بن قضاہ۔ ابو بردہ کا نام ہانی تھا۔ ان کی پس ماندہ اولاد تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابی بڑا ابن عاذب کے ماموتھے، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق والی معشر و محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ محمد بن لبید سے مروی ہے کہ ہم نے جن بنی حارثہ کا ذکر کیا اور وہ بدر میں حاضر ہوئے ان میں سے یہ تین آدمی ہیں، ابو عبس، مسعود، ابو بردہ، ہم نے جو نام و نسب ان کے بیان کئے انکی بنا پر ثابت ہے محمد بن عمر نے کہا کہ ابو بردہ بدر و احد خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ فتح مکہ میں بنی حارثہ کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ احادیث بھی روایت کیں جنہیں آپ سے یاد کر لیا تھا۔

ابراہیم بن اسلمیل بن ابی حبیہ کہتے تھے کہ ابو بردہ بن نیار کی وفات خلافت معاویہ میں ہوئی۔ کل تین اصحاب۔

(کعب بن الخزرج بن عمرو بن جملہ بنی ظفر کہ عبید بن مالک بن الاوس تھے)

قنادہ بن نعمان..... ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر، انکی والدہ ایسہ بنت قیس بن عمرو ابن عبید بن مالک بن عمرو بن عامر بن ظنم بن عدی بن النجار جو خزرج میں سے تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ قنادہ کی کنیت ابو عمر تھی، عہد اللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

قنادہ کی اولاد میں عبد اللہ اور ام عمروان دونوں کی والدہ ہند بنت اوس بن خزیمہ بن عدی بن ابی بن ظنم بن عوف بن عمرو بن عوف توافل حلفائے بنی عبد الاشہل میں سے تھیں۔

عمرو و حفصہ، ان دونوں کی والدہ خساء بنت خنیس غسانی تھیں، کہا جاتا ہے کہ انکی والدہ عائشہ بنت جری بن عمرو بن عامر بن عبد روزاح بن ظفر تھیں۔

عبد اللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ آج قنادہ کی کوئی پس ماندہ اولاد نہیں ہے انکی اولاد میں سب سے آخر میں جو لوگ رہ گئے تھے وہ عاصم و یعقوب فرزند ان عمر بن قنادہ تھے عاصم بن عمر علمائے سیرت و غیرہا میں سے تھے، وہ سب وفات پا گئے، کوئی باقی نہیں ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قنادہ بن نعمان ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے، موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر کی بھی یہی روایت ہے۔ لیکن محمد بن اسحق نے اپنی کتاب میں انکا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

قنادہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے تیر اندازوں میں بیان کئے گئے ہیں وہ بدر و احد میں حاضر ہوئے۔ یوم احد میں انکی آنکھ میں تیر مارا گیا جس سے آنکھ کا ڈھیلا بہہ کے رخسار پر آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور غرض کی یا رسول اللہ میرے پاس ایک عورت ہے جسے میں چاہتا ہوں، اگر وہ میری آنکھ دیکھ لے گی تو اندیشہ ہے کہ مجھ سے

سب بیان کیا ہے جو ان کے ساتھ بدر میں شریک تھے۔ لیکن محمد بن اسحاق نے ان لوگوں میں ان دونوں کا نام لیا جو ر میں شریک ہوئے اور ان کا نسب نہیں بیان کیا کہا کہ وہ معتب ابن عبدہ تھے لیکن ہشام بن محمد بن سائب الکفسی نے نئی کتاب النسب میں ان دونوں کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔

عبداللہ بن طارق بدر واحد میں شریک ہوئے وہ ان لوگوں میں تھے جو غزوہ الرجب میں روانہ ہوئے بنی
نیان کے مشرکین گرفتار کر کے رسی سے باندھ کر غیب بن عدی کے ساتھ مکے لے جائیں جب وہ مراظہم ان میں
تھے تو انھوں نے کہا کہ واللہ میں تمھارے ساتھ نہ رہوں گا کیونکہ میرے لئے میرے ان ساتھیوں میں نمونہ ہے جو اس
وزقل کر دئے گئے، انھوں نے اپنا ہاتھ رسی سے نکال لیا اور کھوار لے لی، لوگ ان کے پاس سے ہٹ گئے یہ ان پر حملہ
کرنے لگے اور وہ ان سے پھٹنے لگے۔ لوگوں نے انھیں پتھر مار کے شہید کر دیا۔ انکی قبر مراظہم ان میں ہے، یوم الرجب
عمرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا۔
ان کے ماں شریک بھائی:

عقرب بن عبید..... ابن ایاس بن تیم بن شعبہ بن سعد اللہ بن فران بن لمی بن عمرو بن الحاف ابن قضاہ بن
عمر عمر نے اسی طرح کہا، محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ مصعب بن عبدہ تھے، عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری نے کہا کہ وہ
حسب بن عبید ابن سواد بن الہیثم بن ظفر تھے۔

انکی والدہ بنی عذرہ کی شایخ بنی کامل سے تھیں۔ ان کے اخیانی بھائی عبداللہ بن طارق بن عمرو اہلبوی بنی ظفر کے حلیف تھے۔ بنی ظفر میں ان کا نسب جیسے معلوم نہ تھا اس نے انھیں کے بھائی عبداللہ بن طارق کی وجہ سے ہلی سے منسوب کر دیا۔

معتب بن عبید کے کوئی اولاد نہ تھی، ان کے بھتیجے اسیر بن عروہ ابن سواد بن الہیثم بن ظفران کے وارث ہوئے معتب بن عبید بدر واحد میں شریک ہوئے یوم الرجب میں الظہر ان میں شہید ہوئے۔
کل یا نچ اصحاب:

(بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس پھر بنی امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے)

مبشر بن عبد الحمزہ ر..... بن رفاعہ بن زہر بن امیہ بن زید، ان کی والدہ نسیہ بنت زید بن صعبہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن تميم ان کے کوئی پسماندہ اولاد تھی، رسول اللہ ﷺ نے مبشر بن عبد الحمزہ ر اور عاقل بن ابی البکر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ عاقل بن ابی البکر اور مجذرا بن زیاد کے درمیان آپ نے عقد مواخاۃ کیا۔ مبشر بدر میں شریک ہوئے اور اسی روز شہید ہوئے ابو ثور نے قتل کیا۔

سائب بن ابی الہبابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مبشر بن عبدالممنذ رک کا حصہ لگایا اور معن بن عدی ہمارے پاس ان کا حصہ لائے۔
ان کے بھائی:

رفاعہ بن عبدالممنذ ر..... ابن رفاعہ بن زئیر بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف، ان کی والدہ نسیمہ بنت زید بن ضبیحہ بن زید تھیں، انکی ایک لڑکی تھی جس کا نام ملیکہ تھا ان سے عمر بن ابی سلمہ بن عبد الاسد الحزرمی نے نکاح کیا، نسیمہ کی والدہ ظبیحہ بنت نعمان بن عامر بن جمح بن الحطاف بن ظبیحہ بن زید تھیں۔

براویت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق والی معشر و محمد بن عمر و رفاعہ بن عبدالممنذ رستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے وہ بدر و احد میں حاضر ہوئے اور ہجرت کے بیسیویں مہینے ماہ شوال میں یوم احد میں شہید ہوئے ان کی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

اور ان دونوں کے بھائی:

ابولہبانہ بن عبدالممنذ ر..... ابن رفاعہ بن زئیر بن امیہ، نام بشر تھا انکی والدہ بھی نسیمہ بنت بدر بن ضبیحہ تھیں ابولہبانہ کی اولاد میں سائب تھے انکی والدہ زینب بنت خدام ابن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن امیہ بن زید ابولہبانہ (لڑکی) جن کے نام سے انکی کنیت ابولہبانہ تھیں اور جن سے عمر بن الخطاب نے نکاح کیا ان سے ان یہاں ولادت بھی ہوئی اور انکی والدہ نسیمہ بنت فضالہ ابن نعمان بن قیس بن عمرو بن امیہ بن زید تھیں اور رسول اللہ ﷺ جب بدر کی جانب روانہ ہوئے تو آپ نے ابولہبانہ کو مدینے پر عامل بنا کے ردحاء سے واپس کیا ان کے لئے غنیمت و ثواب میں حصہ مقرر کیا اور وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو بدر شریک تھے۔

عبداللہ بن مکلف سے جو حارثہ الانصار میں سے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابولہبانہ کو مدینے پر اپنا جانشین بنایا، ان کے لئے غنیمت و ثواب کا حصہ لگایا وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو اس میں شریک ہوئے تھے، ابولہبانہ احد میں بھی حاضر ہوئے نیز رسول اللہ ﷺ جب غزوہ السویق کے لئے روانہ ہوئے تو ان کو مدینے پر اپنا جانشین بنایا، غزوہ فح میں بنی عمرو بن عوف کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا۔ وہ تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے آنحضرت ﷺ سے احادیث بھی روایت کیں ابولہبانہ کی وفات عثمان ابن عفان کے قتل کے بعد اور علی بن ابی طالب کے قتل سے پہلے ہوئی اور آج انکی پسماندہ اولاد ہے۔

ابولہبانہ نے یوم بنی قریظہ میں جس وقت گناہ کا ارتکاب کیا (بنی قریظہ کو اس راز سے آگاہ کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ تم کو ذبح کریں گے) تو وہ مسجد نبی علیہ اسلام میں بمقام اسطوانہ خلفہ، رسی سے بندھ گئے۔ یہاں تک کہ اللہ نے انکی توبہ قبول کی۔

سعد بن عبید ر..... ابن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن زید، یہ وہی تھے جنھیں سعد القاری کہا جاتا تھا ان کی کنیت ابو زید تھی کوفہ کے لوگ روایت کرتے ہیں کہ یہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قرآن جمع کیا تھا، محمد بن اسحاق و ابو معشر اس طرح ان کا نسب بیان کرتے تھے کہ سعد بن عبید بن النعمان بن قیس سعد بن عبید بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ کے ہمرکاب تھے ان کے بیٹے عمیر بن سعد عمر بن الخطاب کے زمانے میں شام کے کسی حصے کے والی تھے، سعد بن عبید ہجرت کے سولہویں سال جنگ قادسیہ میں شہید

ہوئے اس وقت ۶۴ سال کے تھے اپنے بعد کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے سعد بن عبید سے جو اصحاب رسول اللہ میں سے تھے اور جس روز ان پر موت کی مصیبت آئی وہ میدان جنگ سے بھاگے اور وہ قاری کہلاتے تھے ان کے سوا اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کوئی قاری نہیں کہلاتا تھا ان سے عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ ملک شام میں تمہیں جہاد سے دلچسپی ہے وہاں مسلمانوں کی شدید خوزیزی کی گئی اور دشمن ان پر دلیر ہو گئے شاید تم شکست کی بدنامی کا داغ دھوسکو انھوں نے کہا نہیں میں سوائے اس زمین کے اور کہیں نہیں جا جاؤں گا جہاں سے میں بھاگا تھا اور سوائے ان دشمنوں کے جنھوں نے میرے ساتھ وہ کیا جو کیا اور کسی سے نہیں لڑوں گا وہ قادیہ آئے اور شہید ہوئے۔

سعد بن عبید سے مروی ہے کہ انھوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ کل ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے اور کل ہم شہید ہوں گے لہذا تم لوگ نہ ہمارے بدن سے خون دھونا اور نہ سوائے ان کپڑوں کے جو ہمارے بدن پر ہیں کوئی اور کفن دینا۔

عویم بن ساعدہ ابن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن امیہ، ان کی کنیت ابو عبدالرحمن اور والدہ عمیرہ بنت سالم بن سلمہ بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں۔

عویم کی اولاد میں عقبہ سوید تھے، سوید یوم جنگ حرہ میں قتل ہوئے اور قرظہ انکی والدہ امامہ بنت بکیر بن ثعلبہ بن حدبہ بن عامر بن بن کعب بن مالک ابن غضب بن حشم بن خزرج تھیں، صرف محمد اسحاق نے عویم بن ساعدہ بن صلحہ کہا ہے لیکن ہم نے صلحہ کو نسب میں نہیں پایا وہ ملی بن عمر بن الحاف قضاعہ میں سے بنی امیہ زید کے حلیف تھے اسے سوائے محمد بن اسحاق کے اور کسی نے نہیں بیان کیا۔ عویم کی پسماندہ اولاد مدینے اور در رب الحدث میں تھی۔

عویم ان اٹھ آدمیوں میں سے تھے جن کے متعلق روایت کی گئی کہ وہ ان انصار وائی میں سے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مکے میں قدمبوس ہوئے اور اسلام لائے، بروایت محمد بن عمر، عویم ہر دو عقبہ میں شریک ہوئے اور بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر وہ ستر انصار کے ہمراہ عقبہ آخرہ میں حاضر ہوئے۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عویم بن ساعدہ اور عمر بن الخطاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بروایت محمد بن اسحاق آپ نے عویم بن ساعدہ اور حاطب بن ابی بلتعہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ حمزہ بن عبد اللہ بن زبیر نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ کے بندوں میں اور اہل جنت میں عویم بن ساعدہ کیسے اچھے بندے اور آدمی ہیں۔

موسیٰ نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ فیہ الرجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین (اس مسجد قباء) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے عویم بن ساعدہ ہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ عویم سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنا اجابت کا مقام پانی سے دھویا جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا، واللہ اعلم۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ دوسرا صالح جو اپنی قوم کے ایما سے سفید بنی ساعدہ کا ارادہ کر رہے تھے ابو بکرؓ و عمرؓ سے ملے ان دونوں مرد صالح نے کہا اے سرگروہ مہاجرین کہاں کا قصد ہے، ابو بکر و عمرؓ نے کہا کہ برادران انصار سے ملنا چاہتے ہیں ان دونوں نے کہا کہ تم پر یہ ضرورت نہیں کہ انصار کے پاس نہ جاؤ، اپنا کام پورا کر دینی جاؤ۔

ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن زبیر بیان کیا کہ مرد صالح جو ابو بکر و عمرؓ سے ملے تھے عویم بن ساعدہ اور معن بن عدیؓ تھے۔ عویم بن ساعدہ وہی ہیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ وہ کون ہیں جن کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا فیہ رجال میحبون ان یتطہروا وواللہ میحب المطہر۔ سن تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے عویم بن ساعدہ نہایت خوب آدمی ہیں، ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ آپ نے عویم بن ساعدہ کسی اور کا بھی ذکر کیا تھا۔

عویم بن ساعدہ نے خلافت عمرؓ بن الخطاب میں وفات پائی اس وقت انکی عمر ۶۵ یا ۶۶ کی تھی۔

ثعلبہ بن حاطب..... ابن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید، انکی والدہ امامہ بنت صامت بن خالد بن عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف تھیں۔

ثعلبہ کی اولاد میں عبید اللہ و عبد اللہ و عمیر تھے ان کی والدہ بنی دائقہ میں سے تھیں۔

رفاعہ اور عبد الرحمن و عیاض و عمیر، انکی والدہ لبابہ بنت عقبہ ابن بشر غطفان میں سے تھیں، آج ثعلبہ بن حاطب کی مدینے اور بغداد میں اولاد ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن حمراء کے درمیان جو خزانہ حلیف بنی مخزوم میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا، ثعلبہ بن حاطب بدر واحد میں شریک ہوئے۔ ان کے بھائی۔

حارث بن حاطب..... ابن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید، انکی والدہ امامہ بنت صامت بن خالد بن عطیہ تھیں۔ حارث کی اولاد میں عبد اللہ تھے ان کی والدہ ام عبد اللہ بنت اوس حارث بنی قحطانہ سے تھیں آج انکی باقی ماندہ اولاد ہے۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

عبد اللہ بن مکلف سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت بدر کی طرف روانہ ہوئے تو حارث بن حاطب کو الروحاء سے بنی عمرو بن عوف کی طرف کسی کام سے جس کا آپ نے انھیں حکم دیا تھا واپس کر دیا۔ غنیمت و ثواب میں آپ نے ان کا حصہ بھی لگایا، وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو شریک تھے۔ محمد بن اسحاق نے اسی طرح بیان کیا محمد بن عمر نے کہا کہ حارث احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے غزوہ خیبر شہید ہوئے انھیں قلعے کے اوپر سے کسی نے تیر مارا جو دماغ میں لگا۔

رافع بن منجدہ..... منجدہ ان کی والدہ ہیں، والدہ عبد الحارث، ملی کے حلیف تھے، اور ملی قضاعہ میں سے تھے جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ انھیں (ملی) میں سے ہیں، محمد ابن اسحاق بھی اسی طرح کہا کرتے تھے، صرف ابو مسثر نے انھیں عامر بن منجدہ کہا ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رافع بن منجدہ اور حصین بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا رافع بدر واحد و خندق میں شریک تھے ان کے پسماندہ اولاد نہ تھی۔

عبید بن ابی عبید..... محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے اس شخص سے سنا جو کہتا تھا کہ ملی قضاء میں سے تھے کہ عبید انھیں (ملی) میں سے تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے کبھی کہا بعض لوگ ان کو اور رافع بن عنبہ کو بنی عمرو بن عوف کی طرف منسوب کرتے ہیں میں نے ان دونوں کی ولادت اور نسب کو بنی عمرو بن عوف کے انساب میں تلاش کیا مگر نہ ملان دونوں کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی عبید بدر واحد خندق میں شریک تھے۔

کل نواصحاب: (بنی ضبیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف)

عاصم بن ثابت..... ابن قیس، یہ قیس وہی ہیں جو ابوالفتح بن عاصمہ بن مالک بن امہ ابن ضبیہ تھے انکی والدہ شمس بنت ابی عامر بن صلی بن نعمان بن مالک بن لہٰی بن ضبیہ تھیں عاصم کی اولاد میں محمد تھے انکی والدہ ہند بنت مالک بن عامر بن حذیفہ بنی جحان بن کلفہ میں سے تھیں انکی اولاد میں سے احوس بن عبداللہ ابن محمد بن عاصم شاعر ہوئے عاصم کی کنیت ابوسلیمان تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت اور عبداللہ بن جش کے درمیان عقد مواخاۃ کیا عاصم بدر واحد میں شریک ہوئے غزوہ احد میں مسلمان بھاگے تو وہ ثابت قدمی سے رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب رہے انھوں نے آپ سے موت پر بیعت کی اصحاب رسول اللہ کے نامزد تیر اندازوں میں سے تھے۔

احد میں مشرکین کے جھنڈے والوں میں سے حارث اور مسافع فرزند ان طلحہ بن ابی کو قتل کیا انکی والدہ سلافہ بنت سعد بن الشہید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔ اس نے نذر مانی کہ عاصم کے کاسے سر میں شراب پیئے گی اور ان کا سر لانے والے کے لئے سوا و نشیاں انعام رکھا۔

بنی طیآن، قبیلہ، ہذیل کے چند آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ آپ ان کے ہمراہ چند ایسے آدمی روانہ کریں جو انھیں قرآن پڑھائیں اور شرائع اسلام سکھاؤ انھوں نے ان کے ہمراہ اپنے چند اصحاب کے ساتھ عاصم بن ثابت کو روانہ کر دیا۔

جب وہ لوگ اپنی بستیوں میں پہنچے تو مشرکین نے کہا کہ تم لوگ اسیر (قیدی) بن جاؤ ہم تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں کے پہنچائیں اور تمہارے ذریعہ سے قیمت حاصل کریں عاصم نے کہا کہ نے نذر مانی ہے کہ کبھی کسی مشرک کے پڑوس میں نہ آؤں گا۔

وہ ان سے جنگ کرنے لگے اور جز پڑھنے لگے انھوں نے اتنی تیر اندازی کی کہ ان کے تیر ختم ہو گئے پھر نیزہ مانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھی ٹوٹ گیا لکوار رہ گئی تب انھوں نے کہ اے اللہ میں نے ابتداءے روز تیرے دین کی حمایت کی لہذا آخر روز میں تو میرے گوشت کی حفاظت کر مشرکین ان کے ساتھیوں میں سے جیسے قتل کرتے تھے اسکی کھال اتار لیتے تھے، انھوں نے جنگ کی، مشرکین میں سے دو کو زخمی کیا اور ایک کو قتل کیا۔ اور کہنے لگے۔

ورثت مجدی معثرا کراما

انا ابو سلیمان مثلی ما

(میں ابوسلیمان ہوں، میرے ہی جیسے بہادر مہمات امور کا قصد کرتے ہیں۔ میں نے اپنی بزرگی و برتری الیسوں کے لئے وراثت میں چھوڑی ہے جو شریف کریم ہیں۔)

اصیب مر شدا و خالد اقباما

(مرحہ و خالد جیسوں کو تو میں کھڑے کھڑے سمجھ لوں گا۔!)

لوگوں نے اتنی نیزہ بازی کی کہ ان کو قتل کر دیا۔ سر کاٹنا چاہا تو اللہ نے ان کے پاس بھڑ (زنبور) بھیج دی جس نے حفاظت کی، شب کو اللہ تعالیٰ نے ایک نامعلوم سیلاب بھیج دیا جو انھیں بہا لے گیا۔ وہ لوگ ان کے پاس نہ پہنچ سکے عاصم نے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ نہ وہ کسی مشرک کو چھوئیں گے اور نہ کوئی مشرک انھیں چھوئے گا ان کا اور ان کے ساتھیوں کا قتل ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں یوم الرجیع میں ہوا۔

معتب بن قشیر..... ابن ملیل بن زید بن العطف بن ضبیحہ ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی بدر واحد میں حاضر ہوئے تھے محمد بن اسحاق نے اسی طرح تذکرہ کیا ہے۔

ابو ملیل بن الازعر..... ابن زید بن العطف بن ضبیحہ انکی والدہ ام عمرو بنت الاشرف ابن العطف بن ضبیحہ تھیں کوئی اولاد باقی نہ رہی وہ بدر واحد حاضر ہوئے محمد بن اسحاق نے اسی طرح کہا ہے۔

عمیر بن معبد..... ابن الازعر بن زید بن العطف بن ضبیحہ انکی کوئی اولاد نہ رہی صرف محمد بن اسحاق ان کو عمر و بن معبد کہتے تھے بدر واحد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب تھے یوم حنین میں وہ ان سو مہر کرنے والوں میں سے ایک تھے جن کے رزق کا اللہ تعالیٰ کفیل ہو گیا تھا۔ کل چار آدمی۔

بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف

انیس بن قناده..... ابن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید محمد بن اسحاق و محمد بن عمر اسی طرح انیس کو کہتے تھے موسیٰ بن عقبہ الیاس کہتے تھے، اور معشر انس کہتے تھے خنساء بنت خزام الاسدیہ کے شوہر تھے بدر واحد میں حاضر ہوئے ہجرت کے تیسویں مہینے شوال میں غزوہ احد میں شہید ہوئے ابو الحکمیم ابن لافس بن شریق انھیں نے قتل کیا۔ انیس کے کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔ صرف ایک آدمی بنی النحلان بن حارثہ کہ ملی قضاہ میں سے تھے اور سب کے سب بنی زید بن مالک بن عوف کے حلفا تھے۔

معن بن عدی الجحد..... ابن النحلان بن حارثہ بن ضبیحہ بن حرام بن جطل بن عمرو بن حشم بن دوم ابن زبیا بن ہنیم بن ذبل بن ہنی بن ملی بن عمرو بن الحاف بن قضاہ۔

بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے قبل اسلام عربی خط میں کتابت کرتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی رسول اللہ ﷺ نے معن بن عدی اور زید بن الخطاب بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا دونوں کے دونوں ۱۲ء میں خلافت ابو بکرؓ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے آج

معن کی باقی ماندہ اولاد ہے اور معن بدرواحہ و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ معن بن عدی ان دو شخصوں میں سے تھے جو ابو بکرؓ سے اس وقت ملے جب وہ ثقیفہ بنی ساعدہ کا ارادہ کر رہے تھے انھوں نے کہا کہ تم پر ضروری نہیں کہ ان کے پاس نہ جاؤ اپنا کام پورا کرو۔
عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ جس وقت اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو وفات دی تو لوگ آپ پر روئے اور کہا کہ واللہ ہم چاہتے تھے کہ آپ سے پہلے مر جاتے اندیشہ ہے کہ ہم آپ کے بعد فتنے میں نہ پڑ جائیں۔ معن نے کہا کہ واللہ میں نہیں چاہتا کہ آپ سے پہلے مر جاتا وقتیکہ میں آپ کی وفات کے بعد بھی تصدیق نہ کر لوں جیسا کہ آپ کی حیات میں کی معن مسلمہ کذاب کی جنگ میں یمامہ میں شہید ہوئے۔
ان کے بھائی۔

عاصم بن عدی..... ابن الجعد النخعیان، محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ انکی کنیت ابو عبد اللہ تھی انکی باقی ماندہ اولاد تھی عاصم بن عدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب روانگی بدر کا ارادہ کیا تو قباء اور اہل عالیہ پر کسی وجہ سے جو آپ کو ان لوگوں سے پہنچی عاصم بن عدی کو خلیفہ بنادیا اور ان کے لئے غنیمت و ثواب میں حصہ لگایا وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو اس میں شریک تھے محمد اسحاق نے بھی اسی طرح کہا۔
محمد بن عمر نے کہا کہ عاصم بن عدی احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے رسول اللہ ﷺ نے انھیں اور ان کے ہمراہ مالک بن الدخشم کو تبوک سے بھیجا ان دونوں نے مسجد ضرار کو جو قباء میں بنی عمرو بن عوف میں تھی آگ لگا دی۔ عاصم (قد میں) مائل بہ ہشتی تھے مہندی کا خضاب لگاتے تھے معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ۳۵ھ میں مدینے میں وفات پائی اس وقت ۵۱ سال کے تھے۔

ثابت بن اقرم..... ابن ثعلبہ بن عدی بن الجعد بن النخعیان، ان کی کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی بدرواحہ و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے خالد بن الولید کے ساتھ ابو بکرؓ کی خلافت میں مرتدین کی طرف روانہ ہوئے تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

عیسیٰ بن عمیلہ فزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن الولید لوگوں کے مقابلے پر روانہ ہوئے وقت کی اذان سنئے تو رک جاتے اور اگر اذان نہ سنئے تو حملہ کرتے، جب وہ اس قوم کے قریب پہنچ گئے جو بڑا خد میں تھی تو عکاشہ بن محصین اور ثابت بن اقرم کو اپنے آگے بھرنا کے بھیجا کہ دشمنوں کی خبر لائیں دونوں سوار تھے عکاشہ اپنے گھوڑے پر جس کا نام الزرام تھا اور ثابت اپنے گھوڑے پر جس کا نام الحجر تھا۔ عکاشہ اور ثابت طلحہ اور اس کے بھائی سلمہ فرزدان خولید سے ہوا جو انھیں کی طرح اپنے پیچھے والوں کے بھر تھے طلحہ نے تنہا عکاشہ کو گھیر لیا اور سلمہ نے ثابت بن اقرم کو، ذرودا یر بھی نہ گذری کہ سلمہ نے ثابت بن اقرم کو قتل کر دیا، طلحہ نے سلمہ کو آواز دی کہ اس آدمی پر میری مدد کر یہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے سلمہ عکاشہ پر پلٹ پڑا اور دونوں نے مل کر ان کو بھی قتل کر دیا خالد بن الولید مسلمان کو اپنے ہمراہ لے آئے تو ان لوگوں کو سوائے مقتول ثابت بن اقرم کے اور کسی چیز سے خوف نہ ہوا جن کو سواریاں روند رہی تھیں یہ مسلمانوں پر گراں گزرا وہ زیادہ نہ چلنے پائے تھے کہ مقتول عکاشہ کو بھی روندنا۔

ابی واد اللیش سے مروی ہے کہ ہم دو سو سوار مقدمہ تھے زید بن الخطاب ہمارے امیر تھے ثابت بن اقرم عاصہ بن حصین ہمارے آگے تھے جب ہم لوگ ان دونوں کے پاس سے گزرتے تو ہمیں برا معلوم ہوا، خالد اور مسلمان اب تک ہمارے پیچھے تھے ہم ان دونوں مقتولوں کے پاس کھڑے رہے یہاں تک کہ خالد بن الولید آتے ہوئے نظر آئے ان کے حکم سے ہم نے ثابت اور عکاشہ کو مع ان کے کپڑوں اور خون کے دفن کر دیا ہم نے عکاشہ پر عجیب زخم پائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم نے ان دونوں کے قتل کے بارے میں جو کچھ سنا اس میں یہ سب سے زیادہ ثابت ہے انکو طلحہ الاسدی نے ۱۲ھ میں بزاخہ میں قتل کیا۔

زید بن اسلم ابن ثعلبہ بن عدی الجعد بن العجلان، انکی باقی ماندہ اولاد نہ تھی بدرواحد میں شریک تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی بیان کیا۔

عبداللہ بن سلمہ ابن مالک بن حارثہ بن عدی بن الجعد بن العجلان، کنیت ابو حارثہ تھی انکی باقی ماندہ اولاد ہے محمد بن اسحاق نے اسی طرح کہا ہے کہ انکی اولاد میں سے ابو عبدالرحمن محمد بن عبدالرحمن العجلانی المدنی تھے ان کے پاس چند احادیث لوگوں کے امور کے متعلق تھیں جن کو وہ روایت کرتے تھے حشام بن محمد بن سائب الکلسی وغیرہ ان سے ملے ہیں اور ان سے روایت کی ہے عبداللہ بن سلمہ بدرواحد میں شریک تھے ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں وہ جنگ احد میں شہید ہوئے جس نے انھیں قتل کیا وہ عبداللہ بن الزبیری تھا۔

ربعی بن رافع ابن حارث بن زید بن حارثہ بن الجعد بن العجلان، ان کے کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا جو بدر میں شریک تھے، ربعی میں بھی موجود تھے۔

جملہ چھ آدمی۔

بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔

جبر بن عتیک ابن قیس بن ہشام بن حارث بن امیہ بن معاویہ، انکی والدہ جمیلہ بنت زید بن صلی بن عمرو بن زید بن جسم بن حارث بن حارثہ بن الاوس تھیں، جبر کی کنیت ابو عبداللہ تھی، اولاد میں عتیک و عبداللہ اور ام ثابت تھے انکی والدہ مصعبہ بنت عمرو بن مالک بن سمیع قیس عیلان کے بنی ثعلبہ میں سے تھیں عبداللہ بن محمد العمارۃ الانصاری نے کہا کہ آج سوائے جبر بن عتیک کے اولاد کے بنی معاویہ بن مالک میں سے کوئی باقی نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جبر بن عتیک اور خیاب بن الارت کے درمیان عقد مواخاۃ کیا جبر بن عتیک بدرواحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، غزوہ فتح میں بنی معاویہ بن مالک کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن جبر بن عتیک نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس

انکی عیادت کے لئے آئے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جبر بن عتیک ک ۶۱ھ یزید بن معاویہ کی خلافت میں ہمر ۱۷ سال وفات ہوئی۔

ان کے چچا :

حارث بن قیس ابن ہشیم بن حارث بن معاویہ، انکی والدہ زینب بنت الصغی بن عمرو ابن زید بن جشم بن حارث بن حارثہ اوس میں سے تھیں، اسی طرح محمد بن عمر الواقدی اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اپنی کتاب میں ان رجال سے بیان کیا جن کا انھوں نے اول کتاب میں نام لیا ہے کہ جبر بن عتیک اور ان کے چچا حارث بن قیس بدر میں شریک تھے لیکن موسیٰ ابن عقبہ اور محمد بن اسحاق اور ابو معشر نے حارث بن قیس کو شرکائے بدر میں شمار نہیں کیا۔ محمد بن اسحاق اور ابو معشر نے کہا کہ وہ جبر بن عتیک بن حارث ابن قیس بن ہشیم تھے اور محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ محمد بن اسحاق و ابو معشر نے یا جس سے ان دونوں نے روایت کی انھوں نے جبر بن عتیک کے نسب میں غلطی کی ان دونوں نے انھیں ان کے چچا حارث کی طرف منسوب کر دیا، ان کے ہمراہ ان کے چچا بدر میں موجود تھے ان کا نسب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

حلفائے بنی معاویہ بن مالک

مالک بن نمیلہ نمیلہ انکی والدہ تھیں وہ مالک بن ثابت تھے کہ مزینہ میں سے تھے بدر واحد

میں شریک ہوئے، جنگ احد میں، جو ہجرت کے بیسویں مہینے شوال میں ہوئی تھی شہید ہو گئے۔

نعمان بن عسر ابن عبید بن وائلہ بن حارث بن ضبیہ بن حرام بن جطل بن عمرو بن جشم ابن دوم بن ذبیان بن ہمیم بن ذبل بن ہنی بن ملی بن عمرو بن الحاف بن قضاہ ان کی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی محمد بن اسحاق و ابو معشر (موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر نے کہا کہ نعمان بن عسر بالکسر ہے ہشام بن محمد السائب الکلسی نے کہا کہ نعمان بن عسر بالفتح ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ قطیف بن عسر بالکسر تھے۔

نعمان بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمر کا ب تھے بزمانہ خلافت ابو بکر صدیق

۱۲ھ میں وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

بنی حنش بن عوف بن عمرو بن عوف کہ اہل مسجد قباء تھے

سہل بن حنیف ابن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن الحارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنش ابن عوف بن عمرو بن عوف سہل کی کنیت ابو سعد تھی اور کہا جاتا ہے کہ ابو عبداللہ تھی ان کے دادا عمرو بن الحارث تھے جن کو بخروج کہا جاتا تھا۔ سہل کی والدہ کا نام ہند بنت رافع بن عکیم بن معاویہ بن امیہ بن زید بن قیس بن عامرہ بن مرہ بن مالک بن الاوس تھا جو جعاد رہ میں سے تھیں، ان کے دونوں اخیانی بھائی عبداللہ و نعمان و فرزند ان ابی حبیبہ بن الازعر بن زید بن

العطاف بن ضبیعہ تھے۔

سہل بن حنیف کی اولاد میں ابو امامہ تھے جن کا نام اپنے نانا کے نام پر اسعد تھا اور عثمان تھے ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن الحجار تھیں۔
 سعد تھے انکی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی وقاص وہب ابن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں آج سہل بن حنیف کی بغداد میں پسر ماندہ اولاد ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سہل بن حنیف اور علی بن ابی طالبؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ سہل بدر واحد میں موجود تھے۔ احد میں جس وقت لوگ بھاگے تو یہاں لوگوں میں تھے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے اور آپ سے موت پر بیعت کی وہ اس روز تیروں سے رسول اللہ ﷺ کی دشمنوں سے مدافعت کر رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سہل کو تیر دو کیونکہ وہ (نرم) ہیں سہل خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ کے ہمرکاب تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اموال بنی نضیر میں سے سوائے سہل بن حنیف اور ابو وجانہ ساک بن خزیمہ کے کہہ دونوں فقیر تھے انصار میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرے لئے سہل بے غم کو باؤ یعنی سہل بن حنیف کو سہل بن حنیف مصفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

ابو وائل سے مروی ہے کہ یوم صفین میں سہل بن حنیف نے کہا کہ اے لوگوں تم اپنی رائے کو مثبت سمجھو، کیونکہ واللہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی ایسے امر کے لئے تلواریں اپنے کندھے پر نہیں رکھیں جس کی ہمیں طاقت نہ ہو سوائے سہل ترین امر کے جسے ہم جانتے تھے یہ دوسری بات تھی کہ آپ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہو۔

محمد بن ابی امامہ بن سہل نے اپنے والد سے روایت کی کہ سہل بن حنیف کی وفات ۳۸ھ میں کوفہ میں ہوئی اور ان پر علی ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

عبد اللہ بن معقل سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کے ساتھ سہل بن حنیف پر نماز پڑھی انھوں نے چھ تکبیریں کہیں۔ حنشل بن المحتر سے مروی ہے کہ جب سہل بن حنیف کی وفات ہوئی تو انھیں الرحبہ میں علیؓ کے پاس لایا گیا انھوں نے ان پر چھ تکبیریں کہیں، بعض جماعتوں نے اس کا انکار کیا تو کہا گیا کہ وہ بدری تھے جب وہ البجانبہ تک پہنچے تو ہمیں قرظہ بن کعب اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ملے انھوں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین ہم ان کی نماز میں نہ تھے۔ فرمایا کہ تم لوگ (اب) ان پر نماز پڑھ لو۔ ان لوگوں نے ان پر نماز پڑھی انکے امام قرظہ تھے۔

حنشل الکفانی سے مروی ہے کہ علیؓ نے الرحبہ میں سہل بن حنیف پر نماز جنازہ میں چھ تکبیریں کہیں عبد اللہ بن معقل سے مروی ہے کہ علیؓ نے اپنے پورے زمانہ سلطنت میں جنازے پر چار چار تکبیریں کہیں سوائے سہل بن حنیف کے کہ ان پر پانچ تکبیریں کہیں اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ بدری ہیں۔

عمیر بن سعید سے مروی ہے کہ علیؓ نے سہل بن حنیف پر نماز پر نماز پڑھی جس میں پانچ تکبیریں کہیں لوگوں نے کہا کہ یہ تکبیر کیسی ہے تو علیؓ نے فرمایا کہ یہ سہل بن حنیف ہیں جو اہل بدر سے ہیں، اور اہل بدر کو غیر اہل بدر پر فضیلت ہے۔ میں نے چاہا کہ تمہیں انکی فضیلت سے آگاہ کر دوں۔ ایک شخص۔

بنی نجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف

منذر بن محمد..... ابن عقبہ بن اخیہ بن الجلاح بن حریش بن نجبا، کنیت ابو عبیدہ اور والد بن ہل کے آل ابی قردہ میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ نے منذر بن محمد اور عقیل بن حارث بن مطلب کے درمیان مقدمہ موخاۃ کیا منذر یوم بدر معونہ میں شہید ہوئے انکی کوئی پسماندہ اولاد تھی اخیہ کی دوسرے بیٹے سے باقی ماندہ اول تھی، منذر بدر واحد میں موجود تھے۔

بنی انیف بن حشم بن عائد اللہ کہ بلی میں سے حلفائے بنی نجبا بن کلفہ تھے

ابو عقیل..... ان کا نام عبدالرحمن الاراشی الانثی بن عبداللہ بن ثعلبہ بن یحنا بن عامر ابن الحارث بن مالک بن عامر بن انیف بن حشم بن عائد اللہ ابن تمیم بن عوز مناة بن ناج بن تیم بن یراش تھا وہ اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیں بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاء تھے، ابو عقیل کا نام عبدالعزیٰ تھا رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن عدولا و ثمان (تہوں کا دشمن) رکھا۔

ہشام بن محمد السائب الکفسی اور محمد بن عمر نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا۔ محمد بن اسحاق و ابو معشر اسی طرح انھیں حشم تک منسوب کرتے تھے اور بقیہ آباء اجداد میں بلی تک اختلاف کرتے تھے۔
ابو عقیل بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، جنگ یمامہ میں حضور ﷺ میں بزمانہ خلافت ابو بکر صدیق ہوئی شہید ہوئے، انکی باقی ماندہ اولاد تھی۔

جعفر بن عبداللہ بن اسلم الہمدانی سے مروی ہے کہ جب جنگ یمامہ ہوئی اور لوگ جنگ کے لئے صف بست ہو گئے تو سب سے پہلے جو شخص زخمی ہوا وہ ابو عقیل الانثی تھے ایک تیر شانوں اور دل کے درمیان لگا وہ مقتل سے ہٹ گئے تیر نکال دیا گیا زخم کی وجہ سے انکا بایاں پہلو کمزور ہو گیا دن کی ابتدائی ساعت تھی کہ انھیں کجاوے تک پہنچا دیا گیا۔

جنگ کی شدت ہو گئی تو مسلمان بھاگ کجاووں میں پہنچ گئے ابو عقیل زخم کی وجہ سے کمزور تھے انھوں نے معن بن عدی کو سنا کہ وہ انصار کو آواز دے رہے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور اپنے دشمن پر حملہ کرو معن لمبے لمبے قسم اٹھا کر قوم کے پاس آ رہے تھے یہ اس وقت ہوا جب انصار نے آوازی کہ ہمیں تنہا چھوڑ دو، ہمیں تنہا چھوڑ دو (یعنی دوسرے گرد ہوں سے ہمیں چھانٹ کر الگ کر دو کہ ہم جنگ کریں ایک ایک آدمی کو پہنچان پہنچان کر لوگوں نے چھانٹ دیا۔

عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ابو عقیل اپنی قوم کے پاس جانے کے لئے کھڑے ہوئے میں نے کہا اے ابو عقیل تم کیا ارادہ کرتے ہو، تم میں جنگ کی طاقت نہیں ہے انھوں نے کہا کہ منادق نے میرا نام لے کے پکارا ہے میں نے کہا کہ وہ صرف "اے انصار" کہتا ہے اسکی مراد مجھ سے نہیں ہے ابو عقیل نے کہا کہ میں بھی انصار کا ایک شخص ہوں اور میں اسے جواب دوں گا۔ اگرچہ گھنوں ہی کے بل ہو۔

ابو عقیل نے کمر باندھ لی اور برہنہ کھوار داہنے ہاتھ میں لے لی پھر وہ ندا دینے لگے اے انصار جنگ حسین کی

طرح دوبارہ حملہ کرو' لوگ جمع ہو کر جرأت کے ساتھ مسلمانوں کے پاس اپنے دشمن کے اس طرف آرہے تھے۔ یہاں تک کہ سب باغ میں دشمن کے پاس گھس پڑے، ہل گئے اور ہمارے اور ان کے درمیان ٹکوار چلنے لگی۔

میں نے ابو عقیل کو دیکھا کہ ان کا زخمی ہاتھ شانے سے کاٹ دیا گیا تھا اور وہ زمین پر پڑا تھا ان کے چودہ زخم تھے ہر زخم مہلک تھا اور انھوں نے اللہ کے دشمن مسلمہ کو قتل کر دیا تھا۔

میں تیزی کے ساتھ ابو عقیل کے پاس گیا نزع کا عالم تھا، عرض کی اے ابو عقیل تو انھوں نے لڑکھرائی ہوتی زبان سے لبیک کہا، اور پوچھا کہ کس کو شکست ہوئی۔ میں نے کہا کہ آپ خوش ہوں، آواز کو اور بلند کر کے کہا کہ اللہ کا دشمن قتل ہو گیا انھوں نے اللہ کی حمد کے ساتھ اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی۔

اور انتقال کر گئے (رحمہ اللہ)

آنے کے بعد میں ان کا تمام واقعہ عمر سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ ہمیشہ شہادت کی دعا کیا کرتے تھے اور اسی کو طلب کرتے تھے اگرچہ میں انھیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب اصحاب اور پرانے اسلام والوں میں نہیں جانتا تھا۔

کل دو آدمی

بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف

عبداللہ بن جبیر..... ابن نعمان بن امیہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف تھے انکی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے۔

عبداللہ بدر واحد میں بھی شریک تھے رسول اللہ ﷺ نے یوم احد میں تیر اندازوں پر جو پچاس تھے انھیں عامل بنایا وہ لوگ عینین پر جوقناہ میں ایک پہاڑ ہے کھڑے ہو گئے اور آپ نے انھیں حکم دیا اس مورچے پر کھڑے رہنا اور ہماری پشت کی حفاظت کرنا، ہمیں فتح مند دیکھنا تب تمھیں ہماری شرکت نہ کرنا اور اگر ہمیں مقتول ہوتے دیکھنا تب بھی ہماری مدد نہ کرنا۔

جب مشرکین کو شکست ہوئی تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جہاں چاہا انھیں تہ تیغ کر اور لشکر کو لوٹنا اور خنائم کو لینا شروع کر دیا۔ بعض تیر اندازوں نے کہا کہ تم لوگ یہاں بیکار کھڑے ہو، اللہ نے دشمن کو شکست دیدی لہذا اپنے بھائیوں کے ساتھ تم بھی غنیمت حاصل کرو،

دوسرے لوگوں نے کہا کہ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہماری پشت کی حفاظت کرنا لہذا تم اپنی جگہ سے مت ہٹو ان لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ مراد نہ تھی اللہ نے دشمن کو ذلیل کر دیا اور انھیں شکست دیدی۔

صحابہؓ کی ایک اجتہادی غلطی عبداللہ بن جبیر جو ان کے امیر تھے اور اس روز سفید کپڑوں کا علم لئے ہوئے تھے ان سے مخاطب ہوئے پہلے اللہ کی حمد و ثنا کی جس کا وہ اہل بے پھر اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول اللہ کی اطاعت کا حکم دیا اور اس کا کوئی امر رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہ ہو۔
لوگ نہ مانے اور چلے گئے عبداللہ بن جبیر کے ساتھ تیر اندازوں کی ایک قلیل جماعت رہ گئی جن کی تعداد دس تک تھی ان میں حارث بن انس ابن رافع بھی تھی۔

خالد بن ولیدؓ کی عقابی نظر خالد بن ابولید نے پہاڑ کے خلاء اور وہاں کے لوگوں کی قلت کو دیکھا تو اس جانب لشکر کو پھیر دیا عکرمہ بن ابی جہل بھی اس کے ساتھ ہو گیا دونوں تیر اندازوں کے مقام تک گئے اور بقیہ اندازوں پر حملہ کر دیا۔ اس قوم نے ان کو تیر مارے یہاں تک کہ سب ہلاک ہو گئے۔
عبداللہ بن جبیر نے بھی تیر مارے ان کے تیر ختم ہو گئے، نیزہ بازی کی وہ بھی ٹوٹ گیا، پھر انھوں نے اپنی تلوار کا میان توڑ ڈالا اور لڑے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

جب وہ گر پڑے تو لوگوں نے انھیں برہنہ کر کے بہت بری طرح مشلہ کیا (یعنی ناک کان کانے) نیزے ان کے پیٹ میں گھسے تھے انھوں نے ناف سے کولوں تک اور وہاں سے پیر تک چاک کر دیا تھا، ان کی انتیں پیٹ سے نکل پڑیں تھیں۔

خوات بن جبیر نے کہا کہ جب مسلمان گھومتے ہوئے اس گزرگاہ پر آئے میں بھی اسی حالت میں ان گزراؤں میں اس مقام پر ہنستا جہاں کوئی ہنستا، اس مقام پر اوٹکتا جہاں کوئی اوٹکتا اور اس مقام پر بجل کرتا جہاں کسی نے بجل کیا کہا گیا کہ یہ کیا کیفیت ہے۔

میں نے انھیں اٹھایا، دونوں بازوؤں میں نے پکڑے اور ابوحنہ نے دونوں پاؤں۔ اپنے عمامے سے ان کا زخم باندھ دیا جس وقت ہم انھیں اٹھائے ہوئے تھے مشرکین ایک کنارے تھے میرا اعمامہ ان کے زخم سے کھل کر گر پڑا آنتیں باہر آ گئیں میرے ساتھی گھبرائے اور اس خیال سے کہ دشمن قریب ہے اپنے پیچھے دیکھنے لگے، میں ہنسا۔

ایک شیخ نیزہ لے کے بڑھا، اسے میرے طلق کے سامنے لارہا تھا، مجھ پر نید غالب آ گئی اور نیزہ ہٹ گیا، جب میں انکی قبر تک پہنچا تو یہ حالت دیکھی کہ پہاڑ ہم پر سخت ہو گیا

میرے ساتھ کمان بھی تھی میدان میں اتارا اور کمان کے کنارے سے قبر کھودی کمان میں تانت او تر بندھی تھی میں نے کہا کہ میں تانت کو نہ توڑوں گا اسے کھول ڈالا اور اس کے کنارے سے قبر کھودی جب پورے طور پر کھودی تو انیں دفن کر دیا۔

اس سے فارغ ہو کر واپس ہوئے مشرکین اب تک کنارے ہی تھے حالانکہ ہم نے مدافعت کی تھی مگر انھوں نے اپنی واپسی تک تیر اندازوں کی جس شخص نے عبداللہ بن جبیر کو قتل کیا وہ عکرمہ بن ابی جہل تھا عبداللہ بن جبیر کے باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی :

خوات بن جبیر..... ابن نعمان امیہ بن البرک بن امرئ القیس بن ثعلبہ تھے، انکی والدہ بنی عبد اللہ بن غطفان میں سے تھیں۔

خوات کی اولاد میں صالح و حبیب تھے جو جنگ حرہ میں مقتول ہوئے دونوں کی والدہ بنی فہیم کی شاخ بنی ثعلبہ میں سے تھیں۔

سالم اور ام سالم اور ام قاسم، انکی والدہ وہ عمیرہ بنت حظلہ بن حبیب بن احمر بن اوس بن حارثہ بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاہ کہ بنی انیف میں سے تھیں حظلہ بن حبیب بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف کے حنیف تھے
داؤد عبد اللہ، براویت عبد اللہ بن محمد بن عمارہ انصاری و دیگر اہل علم انکی کنیت انھیں (عبد اللہ کے نام سے) ابو عبد اللہ تھی۔

خوات کی کنیت..... محمد بن عمر کہتے تھے کہ خوات کی کنیت ابو صالح تھی۔

قیس بن ابی حذیفہ نے خوات بن جبیر سے روایت کی کہ انکی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔
لوگوں نے بیان کیا کہ خوات بن جبیر جاہلیت میں صاحب ذات احسن تھے۔ (ذات النجین۔ دو مشک والی عورت جس سے ایک شخص کے فحور کا واقعہ بہت مشہور ہے۔)۔ اسلام لائے تو انکا اسما بہت اچھا ہوا۔
عبد اللہ بن مکلف سے مروی ہے کہ خوات بن جبیر رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بدر جانے والوں میں شریک ہو گئے پھر جب وہ الروحاء پہنچے تو پتھر کی نوک لگ گئی جس سے وہ معذور ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے مدینے واپس کر دیا اور غنیمت و ثواب میں حصہ لگا یا وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو وہاں حاضر تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ خوات احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے اعزۃ خوات بن جبیر سے مروی ہے کہ خوات بن جبیر کی ۴۰ھ میں جبکہ وہ ۷۴ سال کے تھے مدینے میں وفات ہوئی، انکی باقی ماندہ اولاد تھی وہ مہندی اور نیل کا (سرخ) خضاب لگاتے تھے اور متوسط قد کے تھے۔

حارث بن نعمان..... ابن امیہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ تھے، وہ خوات اور عبد اللہ ابن جبیر کے چچا تھے اور ابو ضیاح کے بھی چچا تھے، حارث کی والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خثعمہ اوس سے تھیں، ان کی باقی ماندہ اولاد تھی۔

موسیٰ عقبہ اور ابو معشر اور محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی تھے۔

ابو ضیاح..... نام نعمان بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن البرک تھا جو امرئ القیس بن ثعلبہ تھے انکی والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خثعمہ اوس سے تھی۔

محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ابو ضیاح کہا۔ ابو معشر جیسا کہ ان سے مروی ہے، ابو الضیاح کہتے تھے، لوگ ان سے تعجب کرتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اہل بدر میں ابو الضیاح نہیں ہیں، بدر احد و خندق و حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے، خیبر میں شہید ہوئے اہل خیبر میں سے ایک شخص نے تلوار ماری جس نے ان کے کاسے سر کو کاٹ دیا ایک ھوٹے میں ہو ابو الضیاح کی باقی اولاد نہ تھی۔

ابن نعمان بن ابی حذیفہ بن البرک کہ امری القیس بن ثعلبہ تھے۔

نعمان بن ابی حذمہ..... محمد بن عمرو ابو معشر نے ان کا ذکر اسی طرح کیا۔ محمد بن اسحاق نے ابن ابی خزیمہ کہا، عبد اللہ بن محمد عمارۃ الانصاری نے ابن ابی حذمہ کہا۔ ہم نے انصار کے نسب کی کتاب دیکھی مگر نعمان بن امیہ کے ایسے دو بیٹے نہ پائے جن کی کنیت ابو حذمہ یا حذمہ ہو اور نہ کوئی لڑکا اس نام کا پایا۔
نعمان بن ابی حذمہ، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں موجود تھے، وہ احد میں بھی تھے، ان کے باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔

ابو حنہ..... نام مالک بن عمرو بن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف تھا۔ محمد ابن عمر نے اپنی کتاب میں اسی طرح ان کا ذکر کیا۔ بدر میں ذکر کیا۔ محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بھی ان کا ذکر کیا اور ان دونوں نے ابو حنہ کہا دونوں نے ان کا نسب نہیں بیان کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بدر میں ایسا کوئی شخص شریک نہ تھا جس کی کنیت ابو حنہ ہو ابو حنہ بن غزیہ بن عمرو بنی مازن بن الثجار میں سے تھے وہ پیامہ میں شہید ہوئے بدر میں شریک نہیں ہوئے۔

ابو حنہ بن عبد عمرو المازنی وہ شخص ہیں جو علی بن ابی طالبؑ کے ساتھ صفین میں تھے وہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔
عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ شخص جو بدر میں موجود تھے ابو حنہ بن ثابت بن نعمان بن امیہ البرک کی اولاد میں سے تھے ابو الضیاح کے بھائی تھے انکی والدہ ام ابی ضیاح تھیں۔

احد میں شہید ہوئے انکی باقی ماندہ اولاد نہ تھی ہم نے کتاب نسب الانصار میں عمرو بن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ کی اولاد میں انھیں نہیں پایا۔

سالم بن عمیر..... بن ثابت کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف، ان کے ایک بیٹے تھے جن کا نام سلمہ تھا بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری سالم بن عمیر بدر میں شریک تھے۔
ابو مصعب اسماعیل بن معصب بن اسماعیل بن زید بن ثابت نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ ابو علفک بنی عمرو بن عوف میں سے تھا اور بہت بوڑھا تھا جس وقت بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تشریف لائے وہ ایک سو بیس سال کو پہنچ چکا تھا وہ اپنے شعر میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر ابھارتا تھا اور اسلام میں داخل نہیں ہوا۔ سالم بن عمیر نے اس کے قتل کی نذر رمانی اور موقع کی تلاش میں رہے موقع پاتے ہی اس کو قتل کر دیا یہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوا۔
ابن رقیش سے جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے مروی ہے کہ ابو علفک ہجرت کے بیسویں مہینے شوال میں قتل کیا گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سالم بن عمیر احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے وہ کے رونے والوں میں سے ایک تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تبوک جانا چاہتے تھے ان لوگوں نے عرض کی ہمیں سواری دیجئے وہ لوگ فقیر تھے آپ نے فرمایا میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں تم لوگوں کو سوار کروں لوگ واپس گئے آنکھوں سے اس غم میں آنسو جاری تھے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پایا وہ سات آدمی تھے ان میں سالم عمیر بھی تھے ہم نے ان سب کو ان کے مقامات میں ناموں کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

سالم عمیر معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت تک زندہ رہے انکی باقی ماندہ اولاد ہے۔

عاصم بن قیس ابن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمرو و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے احد میں بھی تھے، انکی پسماندہ اولاد تھی۔

کل آٹھ اصحاب:

بنی غنم بن السلم بن امری القیس

سعد بن خیشمہ ابن حارث بن مالک بن کعب بن نخط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم کنیت ابو عبد اللہ اور والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن نطمہ بن جسم بن مالک اوس میں سے تھیں ان کے اخیا بھائی ابویضاح نعمان بن ثابت تھے۔

سعد کی اولاد میں عبد اللہ تھے جنہوں نے بنی صلی اللہ ﷺ کی صحبت پائی اور آپ کے ہمراہ حدیبیہ میں شریک ہوئے ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر تھیں اور ابو عامر، عبد عمرو بن صلی بن نعمان بن مالک بن امیہ بن ضبیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف اوس میں سے تھے، ان کی بقیہ اولاد تھیں ۲۰۰ھ میں انکا آخری بھی مر گیا کوئی پس ماندہ رہا۔

محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بھی سعد بن خیشمہ کا یہی نسب بیان کرتے ہیں جو ہم نے بیان کیا، ہشام بن محمد السائب الکلبی بھی ان کا یہی نسب بیان کرتے تھے البتہ النخط میں ان دونوں سے اختلاف کرتے تھے وہ النخط بن کعب کہتے تھے لیکن موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بنی غنم بن السلم کے شرکائے بدر کے ناموں اور ان کے باپ کے ناموں پر اضافہ نہیں کیا ان لوگوں کو انکا نسب معلوم نہیں ہوا۔

ان سب کی روایت میں سعد بن خیشمہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم ایتمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن خیشمہ اور ابی سلمہ بن عبد الاسد کے درمیان عقد موافقہ کیا۔

سب نے کہا کہ سعد بن خیشمہ انصار کے بارہ نقبا میں سے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو قاف قریش کی طرف روانہ ہونے کے لئے بلایا تو لوگوں نے (روانہ ہونے میں) جلدی کی۔ خیشمہ بن حارث نے اپنے فرزند سعد سے کہا کہ ہم دونوں میں سے ایک کے لئے ضروری ہے کہ وہ مدینے میں مقیم رہے، لہذا روانگی کے لئے مجھے

اختیار کرو اور تم اپنی عورتوں کے ساتھ مقیم رہو، سعد نے انکار کیا اور کہا کہ اگر جنت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہوتا تو میں اس میں تمہیں ترجیح دیتا۔ میں اپنی اسی جہت میں شہادت کی امید کرتا ہوں دونوں نے قرعہ ڈالا تو سعد کا نام نکلا وہی رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب بدر روانہ ہوئے اور اسی روز شہید ہو گئے، عمرو بن عبدو نے قتل کیا، کہا جاتا ہے کہ طعنے بن عدی نے قتل کیا۔

منذر بن قدامہ..... ابن حارث بن مالک بن کعب بن النخاط، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق والی معشر و محمد بن عمرو و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی تھے انکی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی ان کے بھائی۔

مالک بن قدامہ..... ابن حارث بن مالک بن کعب بن النخاط، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق والی معشر و محمد بن عمرو و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی حاضر تھے ان کے کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

حارث بن عرفجہ..... ابن حارث بن مالک بن کعب بن النخاط، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمرو و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے محمد بن اسحاق و ابو معشر نے ان کے نزدیک جو شر جائے بدر تھے ان میں انھوں نے ان کا ذکر نہیں کیا، حارث احد میں بھی حاضر تھے ان کی پس ماندہ اولاد نہ تھی۔

تمیم مولائے بنی غنم بن المسلم..... سب کی روایت میں بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی حاضر تھے انکی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

یہ پانچ آدمی قبیلہ اوس میں سے تھے جو رسول اللہ صلعم کے ہرکاب بدر میں شریک ہوئے وہ لوگ جن کا آپ نے غنیمت و ثواب میں حصہ لگایا، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر کے شمار میں ترسٹھ تھے، محمد بن اسحاق والی معشر کے شمار میں اکٹھ آدمی تھے اس لئے کہ محمد بن اسحاق و ابو موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے حارث ابن ہشہ عم جبیر بن عتیک جو بنی معاویہ بن مالک میں سے تھے شرکائے بدر میں داخل نہیں کیا محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بھی حارث بن عرفجہ بن حارث کو جو بنی غنم ابن المسلم میں سے تھے شرکائے بدر میں داخل نہیں کیا۔

خزرج اور بنی نجار میں سے جو لوگ بدر میں شریک ہوئے

یہ تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کا نام نجار (بڑھئی) صرف اس لئے رکھا گیا کہ انھوں نے بسولے سے فتنہ کیا تھا، ورنہ ان کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ تھا ہشام بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کا نام نجار (اس لئے ہوا کہ انھوں نے ایک کے منہ بسولہ مارا تھا۔

بنی نجار، بنی مالک بن نجار اور بنی غنم مالک بن نجار میں جو لوگ بدر میں شریک ہوئے

ابو ایوب نام خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد بن عوف بن غنم تھا انکی والدہ ام حسن بنت زید بن ثابت بن ضحاک بنی مالک بن نجار میں سے تھیں، انکی اولاد ختم ہو گئی، ہمیں ان کے پسماندہ کا علم نہیں ہے۔ اور ابو ایوب بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر محمد بن عمر بن نصر کے ساتھ عقبہ میں حاضر۔ اور بروایت محمد بن اسحاق ابن عمر رسول اللہ ﷺ نے ابو ایوب و مصعب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ اللہ نے جب قبا سے مدینے کی طرف کوچ کیا۔ تو آپ ابو ایوب کے پاس اترے۔

ابو ایوب بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، محمد بن سعد شعبہ سے روایت کی کہ میں نے الحکم سے پوچھا کہ ابو ایوب علی رضی اللہ عنہ کی کسی جنگ میں موجود نہ تھے انھوں نے وہ ان کے ہمراہ حروراء میں موجود تھے۔

ابی ایوب الانصاری سے مروی ہے کہ وہ زمانہ معاویہ رضی اللہ عنہ میں مجاہدین کے نکلے۔ ابو ایوب مروی ہے کہ میں ہمارا پڑا مرض میں شدت ہو گئی تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو مجھے اٹھا لینا اور لوگ دشمن کے مقابلے میں صف بستہ ہونا تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کر دینا، میں تم سے ایک حدیث کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی اگر میری وفات قریب نہ ہوتی تو میں اسے بیان کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو اس حالت میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ محمد سے مروی ہے کہ ابو ایوب بدر میں شریک تھے، مسلمانوں کے جہاد میں اگر کسی ایک میں پیچھے رہے دوسرے میں ضرور شریک ہوئے سوائے ایک سال کے کہ لشکر پر ایک نو جوان سپہ سالار بنا دیا گیا تو وہ بیٹھ رہے سال کے بعد وہ افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ پر گناہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا۔

راوی نے کہا کہ پھر وہ بیمار ہو گئے، لشکر پر یزید بن معاویہ امیر تھا، وہ ان کے پاس انکی عیادت کو آیا اور کہ آپکی کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے انھوں نے کہا کہ ہاں میری حاجت ہے، جب میں مرجاؤں تو مجھے اونٹ پر کے جہاں تک کنجائش ملے دشمن کے ملک میں لے جانا جب کنجائش نہ پانا تو وہیں دفن کر دینا اور واپس آ جانا، جب وفات ہو گئی تو اس نے انھیں سوار کیا اور جہاں تک کنجائش ملی دشمن کے ملک میں لے گیا اور دفن کر کے واپس آ گیا۔

ابو ایوب رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”انفرو و احفأوا و ثقألا“ (فوراً نکلا جاے بلکہ ہو یا بھاری، یعنی سامان کم ہو یا زیادہ میں اپنے آپ کو تو سہارا پاتا ہوں یا سہارا ہوں) اہل مکہ میں۔ شخص سے مروی ہے کہ یزید بن معاویہ جس وقت ابو ایوب کے پاس آیا تو انھوں نے اس سے کہا کہ دو روز میرا سلام کہنا لوگوں کو چاہئے کہ مجھے لے جائیں اور جتنا دور تر نہیں کر دیں انھوں نے جو چھوٹا تھا یزید نے دو روز بیان کر دیا، لوگوں نے مانا، ان کے جنازے کو جس قدر لے جاسکتے تھے لے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ۵۲ھ میں جس سال یزید بن معاویہ نے اپنے والد معاویہ ابن ابی سفیان کی خدمت

طنظنیہ کی جنگ کی اسی سال ابو ایوب کی وفات ہوئی ان پر یزید بن معاویہ نے نماز پڑھی، انکی قبر روم میں قلعہ
نیز کی بنیاد میں ہے مجھے معلوم ہوا کہ روم ان کی قبر کی حفاظت اور مرمت کرتے جب قحط ہوتا تو اس کے تو سل سے
لرتے تھے۔

ت بن خالد..... ابن النعمان بن خنساء بن عیسرہ بن عبد بن عوف بن غنم انکی ایک لڑکی وہیہ تھی اسکی
ادام بنت عمر بن معاویہ بن مرہ میں سے تھیں اس لڑکی سے یزید بن ثابت بن الضحاک برہور یزید بن ثابت نے
کیا جن کے بعد بنی مالک بن النجار میں سے کسی نے عقد کر لیا ان سے عمارہ پیدا ہوئے ثابت بن خالد کی نسل ختم
وئی باقی نہ رہا ثابت بدر واحد میں موجود تھے۔

رقہ بن حزم..... ابن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم جو عمرو بن حزم کے بھائی تھے ان
کی والدہ خالدہ بنت ابی انس بن سنان بن شان بن وہب ابن لوذان بنی ساعدہ میں سے تھیں۔
عمارہ کی اولاد مالک تھے جو لا ولد مر گئے انکی والدہ نوار بنت مالک بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن
بن النجار میں سے تھیں، مالک کے اخیانی بھائی یزید و زید فرزند ان ثابت بن الضحاک بن زید بنی مالک ابن النجار
سے تھے۔

عمارہ بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمر، عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ (جناب نبوی
مکہ مکرمہ) حاضر ہوئے تھے۔

عمارہ بن حزم اور اسعد بن زرارہ و عوف بن عفراء، جس وقت اسلام لائے تو یہ لوگ بنی مالک بن النجار کے
اتوڑ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے عمارہ بن حزم و محرز بن نھلہ کے درمیان عقد موخاۃ فرمایا عمارہ بدر واحد و خندق اور تمام
میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب تھے، غزوہ فتح میں بنی مالک بن النجار جھنڈا انھیں کے پاس تھا۔ خالد بن الولید
مراہ مرتدین کی جانب بھی روانہ ہوئے تھے ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں بزمانہ خلافت ابی بکر صدیقؓ شہید ہوئے،
باقیہ اولاد نہ تھی۔

قہ بن کعب..... ابن عمرو بن عبد العزیٰ بن غزیہ عمرو بن عوف بن غنم، ان کی والدہ عیسرہ بنت نعمان بن
ن لبید بن خداش بنی عدی بن النجار میں سے تھیں سراقہ کی اولاد میں زید تھے جو قادیسیہ میں جنگ جرابی عبید میں
ہوئے، سعدی جوام حکیم تھیں۔

ان دونوں کی والدہ ام زید بنت سکن بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث بن الخزرج
نائلہ انکی والدہ ام ولد تھیں۔

ابو معشر و محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارہ انصاری سراقہ کے نسب میں اسی طرح عبد العزیٰ بن غزیہ کہتے
۔ بروایت ابراہیم بن سعد محمد بن اسحاق سے عبد العزیٰ و روہ مروی ہے، اور بروایت ہارون بن یحییٰ محمد بن اسحاق

سے عبدالعزیٰ بن غررہ مروی ہے، دونوں روایتیں غلط ہیں عبدالعزیٰ بن غزیہ ہی صحیح ہے۔

سراقہ کعب بدر واحد خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ انکی وفات معاویہ ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی، کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

حارثہ بن نعمان..... ابن نفع بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن غنم، انکی والدہ جعد بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم تھیں۔ حارثہ کی اولاد میں عبداللہ وعبدالرحمن، سوودہ، عمرو اور ام ہشام مہالیعات میں سے تھیں، ان کی والدہ ام خالد بنت یعیش بن قیس بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔
ام کلثوم انکی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں۔
امۃ اللہ ان کی والدہ بنی جندع میں سے تھیں۔

ابو حارثہ کنیت ابو عبداللہ تھی، حارثہ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔
حارثہ نے کہا کہ میں نے زندگی بھر میں دو مرتبہ جبریلؑ کو دیکھا۔ ایک تو یوم الصورین میں جس وقت رسول اللہ ﷺ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوئے اور جبریلؑ وحید بن حنیفہ الکفسی کی شکل میں ہمارے پاس سے گزرے، انھوں نے ہمیں مسلح ہونے کا حکم دیا۔ دوسرے موضع الجناز کے دن، جس وقت ہم لوگ حنین سے واپس آئے، میں اس حالت میں گزرا کہ وہ بنی قریظہ سے باتیں کر رہے تھے میں نے سلام نہیں کیا۔ جبریلؑ نے پوچھا کہ اے محمدؐ یہ کون ہیں، فرمایا حارثہ بن نعمان، انھوں نے کہا کہ کیا یہ یوم حنین میں ان سو صابروں میں سے نہیں ہیں جن کے جنت میں رزق اکا اللہ کفیل ہے اگر یہ سلام کرتے تو ہم انھیں ضرور جواب دیتے۔

محمد بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ حارثہ النعمان کی نظر جاتی رہی تھی انھوں نے اپنی جانماز سے حجرے کے دروازے تک ایک ڈور باندھ دیا تھا۔ پاس ایک ٹوکری رکھ لی تھی جس میں کھجوریں وغیرہ تھیں، جب کوئی مسکین سلام کرتا تو وہ ان کھجوروں سے لیتے، ڈور پکڑ کر دروازے تک آتے اور مسکین کو دیتے، گھر والے کہتے کہ ہم آپ کے لئے کافی ہیں۔ جواب دیتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مسکین کو دینا بری موت سے بچاتا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حارثہ بن النعمان کے مکانات مدینے میں بنی قریظہ کے مکانات کے قریب تھے جب بنی قریظہ اپنے گھروالوں سے بات کرتے تو حارثہ بن النعمان ایک مکان کے بعد دوسرے مکان سے منتقل ہو جاتے بنی قریظہ نے فرمایا کہ مجھے حارثہ بن النعمان کا اپنے مکانات سے ہمارے لئے منتقل ہونا شرمندہ کرتا ہے، حارثہ زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں انکی وفات ہوئی انکی اولاد باقی ہے۔ ایک ابو الرجال تھے کہ نام محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن حارثہ بن نعمان تھا۔ ابو الرجال کی والدہ عمرو بنت عبدالرحمن ابن سعد بن زرارہ بنی نجار میں سے تھیں۔

سلیم بن قیس..... ابن قہد، قہد کا نام خالد بن قیس بن ثعلبہ بن غنم تھا۔ ان کی والدہ ام سلیم بنت خالد بن طعدہ بن حکیم الاسود بنی مالک بن النجار میں سے تھیں، بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر تھے وفات پیمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی کوئی اولاد باقی نہ تھی ان کے بھائی قیس بن ولید بن قہد کی اولاد

بھی بعض لوگ سلیم کے بدر میں شریک ہوئے کی وجہ سے انھیں سلیم کی طرف منسوب کرتے تھے سلیم کی بھی باقی اولاد نہ تھی۔

س بن رافع..... ابن ابی عمرو بن عائد بن ثعلبہ بن غنم سہل بن رافع کے بھائی تھے، یہی دونوں اس ن کے مالک تھے جس میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد تعمیر کی گئی دونوں اپنے آپ کو ابو امامہ اسعد بن زرارہ کی طرف سب کرتے تھے۔

عبداللہ بن ابی سلوک (منافق) نے کہا کہ محمدؐ نے مجھے سہل و سہیل یعنی انھیں دونوں کے میدان سے نکال دیا۔ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔ سہل سہیل کی والدہ زغبیہ بنت سہل بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن النجار میں سے تھیں۔ سہیل بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے انکی وفات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی اولاد باقی نہ رہی، نیز عائد بن ثعلبہ بن غنم کی تمام اولاد مر گئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

عروہ بن اوس..... ابن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم، ان کی اولاد عمرہ بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن عاص بن مالک بن النجار میں سے تھیں اور مہالعات میں سے تھیں مسعود بن اوس کی اولاد میں سعد و ام عمر تھیں ان کی والدہ حبیبہ بنت اسلم حریس بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث اوس میں سے تھیں محمد بن عمرو بن عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اس طرح ان کا نسب بیان کیا۔

بروایت محمد بن اسحاق و ابو معشر مسعود بن اوس بن اصرم بن زید ہے ان دونوں نے اوس کو زید کا والد بیان کیا جیسا کہ محمد بن عمرو بن عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ نے کیا۔

مسعود بن اوس بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے وفات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں ہوئی انکی اولاد باقی نہ تھی۔
ان کے بھائی :

زیمہ بن اوس..... ابن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم، انکی والدہ عمرو بنت مسعود ابن قیس بن عمرو بن عاص بن مالک بن النجار میں سے تھیں، بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ کے ہمراہ تھے، وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی نہ ہوئی انکی اولاد باقی نہ رہی اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم کی تمام اولاد بھی وفات پا گئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

ن بن حارث..... ابن سواد بن زید بن ثعلبہ بن غنم، محمد بن عمر نے سواد کو اسی طرح کہا ہے عبد اللہ ابن محمد رة الانصاری نے کہا کہ وہ اسود بن زید بن ثعلبہ بن غنم تھے۔ رافع کا ایک بیٹا تھا جس کا نام حارث تھا رافع بدر خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کا ہمراہ تھے۔ عثمان بن عفان کی خلافت میں انکی وفات ہوئی اولاد رہی۔

ز بن حارث..... ابن رقاہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم، انکی والدہ عضرۃ بنت عبید بن ثعلبہ

بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں، وہ عسراء کی طرف منسوب تھے۔ معاذ بن حارث کی اولاد میں عبداللہ تھے، انکی والدہ حبیبہ بنت قیس بن زید بن عامر بن سواد بن ظفہ تھیں، ظفر کا نام کعب الخزرج بن عمرو تھا اور وہ النیت بن مالک بن اوس تھے۔

حارث عوف، سلمیٰ بھی سلمہ ام عبداللہ تھیں، اور ملہ ان سب کی والدہ ام حارث بنت سبرہ رفاعہ بن حارث بن سواد مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

ابراہیم وعائشہ ان دونوں کی والدہ ام عبداللہ بنت نمیر بن عمرو بن علی جہنیہ سے تھیں۔ سارہ، ان کی والدہ ام ثابت تھیں اور ملہ بنت الحارث بن ثعلبہ ابن الحارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ روایت کی جاتی ہے کہ معاذ بن الحارث اور رافع ابن مالک الزرقی وہ پہلے انصار ہیں جو مکہ میں اسلام لائے ان آٹھ آدمیوں میں ان کا شمار ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکہ میں اسلام لائے اور ان چھ آدمیوں میں یہ شامل ہیں جن کے متعلق روایت ہے کہ وہ سب سے پہلے انصار ہیں جو مکہ میں رسول ﷺ سے قدمبوس ہوئے اور اسلام لائے ان سے پہلے کوئی اسلام نہ لایا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ چھ آدمیوں کا واقعہ تمام اقوال میں ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہے۔

معاذ الحارث بالاتفاق سے کی روایت میں دونوں عقبہ حاضر تھے رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن الحارث بن عسراء اور معمر بن الحارث کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں ہوئی آج انکی پسماندہ اولاد ہے۔
ان کے بھائی :

معوذ بن الحارث ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم انکی والدہ عسراء بنت عبید بن ثعلبہ عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں معوذ کی اولاد میں ربیع بنت معوذ تھیں ان دونوں کی والدہ ام یزید بنت قیس بن زعوراء ابن حرام بن جندبہ بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

صرف محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر میں شریک تھے یہ وہی تھے کہ خود اور ان کے بھائی عوف بن الحارث نے ابو جہل کو مارا یہاں تک کہ ان دونوں نے اسکو ٹھہرا دیا۔ ابو جہل لعنہ اللہ نے اسی روز ان دونوں کی طرف پلٹ کر دونوں کو قتل کر دیا ابو جہل بھی چت گر پڑا، عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ نے اسے مار ڈالا معوذ بن الحارث کے بھی کوئی اولاد نہ باقی رہی۔
ان دونوں کے بھائی۔

عوف بن حارث ابن رفاعہ بن حارث بن سعد بن مالک بن غنم ان کی والدہ عسراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

انھیں ان چھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکہ میں اسلام لائے بروایت محمد بن

میں رہے، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انکی وفات ہوئی انکی پسماندہ اولاد نہیں ہے۔

عمر و بن قیس..... ابن زید بن سواد بن مالک بن غنم بروایت ابی معشر و محمد بن عمرو عبد اللہ محمد بن عمارۃ انصاری بدر میں حاضر تھے موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق نے جو ان کے نزدیک شرکائے بدر تھے ان میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے انھیں نوفل بن معاویہ الدیلمی نے قتل کیا یہ واقعہ ہجرت کے تیسویں مہینے شوال میں ہوا، انہوں نے اپنے پیچھے کافی اولاد چھوڑی ہے۔
ان کے فرزند :

قیس بن عمرو..... ابن قیس بن زید بن سواد بن مالک بن غنم، انکی والدہ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بنی عدی بن النجار میں سے تھیں۔
بروایت ابی معشر و محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری، قیس بدر میں شریک تھے، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر نہیں کیا، یہ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے انکی پسماندہ اولاد نہیں ہے ان کے بھائی عبد اللہ بن عمرو ابن قیس کی باقی ماندہ اولاد ہے
عبد اللہ کی کنیت ابو ابی تجی، ان کی باقی اولاد دیت المقدس ملک شام میں ہے۔

ثابت بن عمرو..... ابن زید بن عدی بن سواد بن مالک بن غنم، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد ابن عمرو ابو معشر و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصار بدر میں حاضر تھے، محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک شرکائے بدر تھے، یہ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے انکی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

حلفائے بنی غنم بن مالک بن النجار

عدی بن ابی الزغباء..... ابو الزغباء کا نام سنان بن سمیع بن ثعلبہ بن ربیعہ بن زہرہ بن بدیل ابن سعد بن عدی بن نصر بن کاہل بن نصر بن مالک بن غطفان بن قیس تھا یہ جہینہ میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ نے بس بن عمرو الجہنی کے ساتھ ان کو مغربنا کے بھیجا کہ قافلے کی خبر دریافت کریں، یہ دونوں وار بدر ہوئے انھیں معلوم ہوا کہ قافلہ گزر گیا اور ان سے بچ گیا تو واپس آگے بنی مہدیہ کو خبر دی۔
عدی بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات ہوئی، انکی اولاد باقی نہیں ہے۔

ودیعہ بن عمرو ابن جراء بن یربوع بن ملحیل بن عمرو بن غنم بن الربیعہ بن راشد ان بن قیس بن جہینہ محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو نے بھی اسی طرح کہا، ابو معشر نے کہا کہ وہ رفاعہ بن عمرو بن جراء تھے جو بدر واحد میں شریک ہوئے

عصیمہ..... اشجع کے حلیف تھے، محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا، موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کاب تھے معاویہ بن ابی سفیان رضہ اللہ عنہ کی خلافت میں انکی وفات ہوئی۔

ابو الحمراء..... حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم کے مولیٰ (آواز کروہ غلام) تھے ربیع بنت معوذ بن عمرو سے مروی ہے کہ ابو الحمراء مولائے حارث بن رفاعہ بدر میں تھے داؤد بن الحصین بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے، محمد بن عمرو نے کہا کہ ابو الحمراء احد میں بھی شریک تھے کل تینتیس آدمی۔

بنی عمرو بن مالک بن النجار اور بنی معاویہ بن عمرو فرزند ان خریلہ حدیلہ ان کی والدہ تھیں

ابی بن کعب..... ابن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار کنیت ابو لہمذ را اور والدہ صہیلہ بنت الاسود بن حرام بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے تھیں۔
ابی بن کعب کی اولاد میں طفیل و محمد تھے انکی والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن الہمذ رہن سبع بن عبد نہم قبیلہ دوس میں سے تھیں ام عمرو بنت ابی، ہمیں معلوم نہیں کہ انکی والدہ کون تھیں۔

امت کے سب سے بڑے قاری... یہ اتفاق رواۃ ابی بن کعب عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے ابی اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی کتابت جانتے تھے، حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی وہ اسلام میں رسول اللہ ﷺ کی وی لکھا کرتے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ کو حکم دیا کہ آپ ابی کو قرآن سنائیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا میری امت کے سب سے بڑے قاری ابی ہیں۔

سعد بن ابرہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب و طلحہ بن عبید اللہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا لیکن محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ابی بن کعب اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا ابی بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کاب تھے۔

ابی بن کعب کا حلیہ..... عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب متوسط قامت نہ پست قد نہ دراز قد تھے ابی بن عباس بن اہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابی بن کعب کے سر اور داڑھی کا رنگ سفید تھا ان میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔

ابی نصرہ سے مروی ہے کہ ہم میں سے کسی نے جس کا نام جابر یا جویر تھا کہا کہ میں نے عمرؓ سے ان کی خلافت میں حاجت طلب کی، ان کے پہلو میں ایک شخص تھا جس کا سر اور کپڑے سفید تھے، اس نے کہا کہ دنیا میں

کامیابی کی خبر اور آخر تک کا ہمارا گوشہ ہے اور اسی میں ہمارے وہ وہ اعمال ہیں جن کی ہمیں آخرت میں جزا دی جائے گی۔ عرض کی یا امیر المؤمنین یہ یوں ہے فرمایا کہ یہ سید المسلمین (مسلمانوں کے سردار) ابی بن کعب ہیں۔

عتی بن ضمرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب کو دیکھا ہے انکی داڑھی اور سر کا رنگ سفید تھا عتی بن کعب سے مروی ہے کہ میں مدینہ آیا تو ایک سفید سر اور داڑھی والے شخص کے پاس بیٹھ گیا جو ابی بن کعب تھے۔

مران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو کیا عذر ہے جو مجھے باطل نہیں بنائے، فرمایا کہ میں تمہارے دین کا آلودہ ہونا پسند نہیں کرتا۔

اس بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ میری امت کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔

اس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب کو بلا کر فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن سناؤ انھوں نے عرض کی کیا اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے تمہارا نام لیا ہے۔ فی غرط مسرت سے رونے لگے۔

قدوت مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پھر آپ نے انھیں سورۃ الم یکن سنائی۔

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ وہ قرآن آنکھ راتوں میں ختم کرتے تھے میم الداری اسے سات رات میں ختم کرتے تھے۔

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ ہم قرآن کو آنکھ دن میں پڑھتے ہیں۔

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ میں تو قرآن آنکھ شب میں پڑھتا ہوں۔

زر بن جیش سے مروی ہے کہ ابی بن کعب میں کچھ خلق تھی میں نے ان سے کہا کہ اے ہوا مند راہی جاب سے میرے لئے نرمی کیجئے کیونکہ میں تو صرف آپ سے فائدہ حاصل کرتا ہوں۔

سروق سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب سے ایک مسئلہ پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اے برادر زادے کیا ایسا ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا تو اس وقت ہم سے الگ رہو، جب تک ایسا ہو، جب ہوگا تو ہم تمہارے لئے اپنی رائے سے اجتہاد کریں گے۔

سید المسلمین کی وفات اور ان کی عجیب صفت..... عتی بن ضمرہ سے مروی ہے کہ میں نے

ابی بن کعب سے کہا۔ اے اصحاب رسول اللہ ﷺ آپ لوگوں کو کیا ہوا کہ ہم تو دور سے آپ کے پاس با امید حدیث آتے ہیں کہ آپ ہمیں تعلیم دیں گے مگر آپ ہمارے معاملے کو ذلیل سمجھتے ہیں گویا ہم لوگ آپ کے نزدیک ذلیل ہیں فرمایا اللہ اگر میں اس جمعہ تک زندہ رہا تو اس دن میں ایک ایسی بات کہوں گا کہ میں براہ نہ کروں گا کہ تم لوگ اسے مجھے زندہ رہنے دیا قتل کر دو۔

جب جمعہ کا دن آیا تو میں مدینہ منورہ آیا اہل مدینہ کو دیکھا کہ بعض لوگ غلیوں میں ایک دوسرے کے پاس دوڑتے پھر رہے ہیں میں نے کہا کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے کسی نے پوچھا کیا تم اس شہر کے باشندے نہیں ہو، میں نے کہا نہیں اس شخص نے کہا آج سید المسلمین ابی بن کعب کا انتقال ہو گیا میں نے کہا کہ آج کے مثل میں نے اس شخص سے زیادہ چہلپہلے میں کسی کو نہیں دیکھا۔

نئی السعدی سے مروی ہے کہ میں گردو بار کے دن مدینے آیا تو بعض لوگ بعض کے پاس دوڑ رہے تھے پوچھا یہ کیا ہوا کہ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ بعض کے پاس دوڑتے ہیں، لوگوں نے کہا کہ کیا تم اس شہر کے باشندے نہیں ہو۔ میں نے کہا نہیں لوگوں نے کہا آج سید المسلمین ابی بن کعب کی وفات ہوئی۔

جندب بن عبد اللہ انجلی سے مروی ہے کہ میں حلب غم میں مدینے آیا۔ مسجد رسول ﷺ میں داخل ہوا۔ وہاں لوگوں کے حلقے تھے جو باتیں کر رہے تھے میں بھی حلقوں میں جانے لگا ایک حلقے میں آیا جس میں ایک دبا پتلا آدمی تھا بدن پر دو چادریں تھیں، گویا سفر سے آیا ہے۔

میں نے اسے کہتے سنا کہ رب کعب کی قسم اصحاب العقدة (صاحب جانداد و ملائک) ہلاک ہو گئے مجھے ان پر افسوس نہیں، میرے خیال میں اس نے کئی مرتبہ یہی کیا۔ میں اس کے پاس بیٹھ گیا اس سے جو کچھ دریافت کیا بیان کیا پھر کھڑا ہوا اور چلا گیا، اس کے جانے کے بعد نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا یہ سید المسلمین ابی بن کعب ہیں۔

میں ان کے پیچھے پیچھے چلا یہاں تک کہ وہ اپنے مکان پر آئے نہایت خستہ حالت میں ایک پرانے مکان میں رہتے تھے مردوز ابد اور دنیا سے کنارائش ان کے مشابہ تھے۔ میں نے سلام کیا تو انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ مجھ سے دریافت کیا کہ ت کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے کہا کہ اہل عراق میں سے۔ انھوں نے کہا کہ اہل عراق بہت سوال کرنے والے ہیں۔

جب انھوں نے یہ کہا تو میں غضب ناک ہو گیا اور دوڑا نو بیٹھ کے اپنے ہاتھ اس طرح اٹھائے (انھوں نے منہ کے آگے ہاتھ اٹھا کے بتایا) پھر میں قبلہ رخ ہو گیا اور کہا کہ اے اللہ ہم تیرے آگے انکی شکایت کرتے ہیں ہم لوگ اپنا خرچ کرتے ہیں اپنے بدن کو تھکاتے ہیں اور طالب علم کے لئے اپنی سوار یوں کو سفر کراتے ہیں پھر جب ان لوگوں سے ملتے ہیں تو یہ ہم سے ترش روئی کرتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں۔

ابی روئے اور مجھے راضی کرنے لگے کہنے لگے کہ تم پر افسوس ہے میں اس جگہ گیا، ہیں اس جگہ نہیں گیا (جہاں تم پہنچ گئے یعنی میرا یہ مطلب نہ تھا جو تم سمجھ گئے) پھر فرمایا کہ اے اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے جمعہ تک زندہ رکھا تو میں ضرور ضرور وہ بیان کر دوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی بن خوف نہ کروں گا۔

جب انھوں نے کہا تو میں ان کے پاس سے واپس آیا اور جمعہ کا انتظار کرنے لگا شب بھر ہوا تو اپنی کسی ضرورت سے انکا اتفاق سے رستے لوگوں سے بھرے ہوئے تھے کوئی راستہ ایسا نہ ملتا تھا کہ لوگ بھرے ہوئے نہ ہوں میں نے کہا کہ وہ لوگوں کی یہ یہ حانت ہے لوگوں نے کہا کہ ہم تمھیں مسافر سمجھتے ہیں میں نے کہا بے شک لوگوں نے کہا کہ سید المسلمین ابی بن کعب کی وفات ہو گئی۔

جندب نے کہا کہ پھر میں عراق ابو موسیٰ سے ملا ان سے ابی کی حدیث بیان کی انھوں نے کہا ہائے افسوس کاش وہ اتنا زندہ رہتے کہ تم ہمیں ان کا کلام پہنچاتے۔

ابی بن کعب کی تاریخ وفات محمد بن عمر نے کہا کہ یہ احادیث وفات ابی کے بارے میں اس پر اہمیت کرتی ہیں کہ انکی وفات عمر بن الخطابؓ کے زمانے میں ہوئی جیسا کہ میں نے ان کے اعزاء اور اپنے ایک سے

زائد اصحاب کو کہتے سنا کہ ۲۲ھ میں مدینہ میں ہوئی۔ میں نے ان لوگوں سے بھی سنا ہے کہ جو کہتے تھے کہ انکی وفات ۳۰ھ میں عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی تھی ہمارے نزدیک تمام اقوال میں یہی سب سے زیادہ ثابت ہے اس لئے عثمان ابن عفان نے انھیں قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان نے قرآن جمع کرنے میں قریش اور انصار کے بارہ آدمیوں کو جمع کیا جن میں ابی بن کعب اور زید بن ثابت بھی تھے۔

انس بن معاذ..... ابن انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار انکی والدہ ام اتاس بنت خالد بن حنیس بن لؤذان بن عبدود بنی ساعدہ کے انصار میں سے تھیں وہ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے وفات عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی انکی کوئی اولاد باقی نہ رہی، یہ محمد بن عمر کا قول ہے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ انس بن معاذ بدر واحد میں شریک تھے ان کے ہمراہ احد میں ان کے حقیقی بھائی ابو محمد بھی حاضر تھے جن کا نام ابی بن معاذ تھا۔ دونوں کے دونوں غزوہ بدر معنوںہ میں بھی تھے اور اسی روز دونوں شہید ہوئے۔

بنی مغالہ کہ بنی عمرو بن مالک بن النجار میں سے تھے

اوس بن ثابت..... ابن اوس بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک ابن النجار، حسان بن ثابت شاعر کے بھائی اور راشد ابن اوس کے والد تھے، اوس بن ثابت کی والدہ خطلی بنت حارثہ بن لؤذان بن عبدود بنی ساعدہ میں سے تھیں ثابت بن الہمذ را اپنے والد کے بعد خطلی کے دوسرے شوہر تھے، اسلام سے پہلے عرب ایسا کرتے تھے اور اس میں کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے۔ باتفاق رواۃ اوس ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر خدمت نبوی ہوئے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اوس بن ثابت اور عثمان بن عفان کے درمیان عقد موخا کیا۔ محمد بن اسحاق نے بھی اسی طرح کہا، محمد بن عمر نے کہا کہ اوس بن ثابت بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے وفات مدینہ میں عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی بیت المقدس میں انکی باقی اولاد ہے، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ اوس بن ثابت جنگ احد میں شہید ہوئے، محمد بن عمر کو یہ نہیں معلوم ہوا۔

ان کے بھائی :

ابو شیخ..... نام ابی بن ثابت بن الہمذ بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھا، والدہ خطلی بنت حارثہ بن لؤذان بن عبدود بنی ساعدہ میں سے تھیں وہ اور اوس قیس بن عمرو النجار کی خالہ کے اور ساک بن ثابت کی خالہ کے بیٹے تھے، ساک بن ثابت بنی حارثہ بن الخزرج میں سے تھے، ابو شیخ بدر واحد میں شریک تھے جنگ بدر معنوںہ میں شہید ہوئے جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے ماہ صفر میں ہوئی تھی، انکی اولاد باقی نہ رہی۔

ابو طلحہ..... نام زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھا انکی لدہ عبادہ بن مالک بن عدی بن زید بن مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں ابو طلحہ کی اولاد میں عبد اللہ و ابو میر تھے، ان دونوں کی والدہ ام سلیم بنت ملحان الد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں ابو طلحہ سے مروی ہے کہ نام زید تھا انھیں نے یہ شعر کہا ہے :

انا ابو طلحہ واسمی زید و کل یوم فی سلاحی صید

میں ابو طلحہ ہوں اور میرا نام زید ہے ہر روز میرا ہتھیار شکار کرتا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ تمام راوی اس بات پر متفق ہیں کہ ابو طلحہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر خدمت نبوی ﷺ ہوئے بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے۔
عاصم بن عمرو بن قنادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو طلحہ اور ارقم بن الارقم الحزومی کے درمیان عقد سوا خاقہ و بھائی چارہ کیا۔

ابی طلحہ سے مروی ہے کہ میں احد میں اپنا سر اٹھا کے دیکھنے لگا، قوم میں سے کسی کو نہ دیکھا جو نیند کی وجہ سے اپنی ڈھال کے نیچے نہ ہو گیا۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابو طلحہ نے کہا کہ یوم احد میں میں بھی ان لوگوں میں تھا نن پر نیند نازل کی گئی یہاں تک کہ میری ٹکڑا میرے ہاتھ سے کٹی مرتبہ گری۔

ابو طلحہ کی آواز ہزار آدمیوں سے بہتر ہے انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمایا لشکر میں ابو طلحہ کی آواز ہزار آدمی سے بہتر ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بلند آواز تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیر نداد بیان کئے گئے ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین میں فرمایا کہ جو شخص کسی کو قتل کرے تو اس کا سبب اسی قاتل کے لئے ہے ابو طلحہ نے اس روز میں آدمیوں کو قتل کیا اور سب کا سامان لے لیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے بنی مطلقہ نے حج میں جب سر منڈوایا تو آپ نے اپنی داہنی جانب سے شروع کیا، انھوں نے کہا کہ اس طرح، اور ان بالوں کو آپ نے لوگوں میں تقسیم فرما دیا ہر شخص کو ایک یا دو بال یا اس سے کم یا زیادہ پہنچے، اپنی بائیں جانب بھی اسی طرح فرمایا، پھر فرمایا کہ ابو طلحہ کہاں ہیں وہ سب بال آپ نے انھیں دیدیئے، محمد بن نے کہا کہ میں نے عبیدہ سے بیان کیا کہ اس میں سے کچھ آل انس کے پاس موجود ہے عبیدہ نے کہ اس میں سے ایک بال کا میرے پاس ہونا روئے زمین کے تمام سونے چاندی سے زیادہ پسند ہے۔

سب سے پہلے جس نے آپ ﷺ کے بال لئے..... محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو آپ نے سر منڈایا، سب سے پہلے جس نے کھڑے ہوئے آپ کے بال لئے وہ ابو طلحہ تھے پھر اور لوگ کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی لئے۔

انس بن مالک سے مروی ہے بنی صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ کے پاس آئے آپ نے ان کے بیٹے کو جن کی

کنیت ابوعمیر غمگین دیکھا۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم جب انھیں دیکھتے تو مزاح فرماتے، فرمایا مجھے کیا ہوا اے عمیر کہ تم غمگین دیکھتا ہوں، لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ انکی وہ چیز یا مرگئی جس سے یہ کھیلا کرتے تھے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے گئے، با عمیر ما فعل الغیر (اے ابوعمیر چیز یا کیا ہوئی)۔

اس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں روزہ کثرت سے رکھا کرتے تھے، انھوں نے آپ کے بعد سوائے سفر یا بیماری کے کبھی روزہ ترک نہیں کیا، یہاں تک کہ اللہ سے مل گئے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چالیس سال تک برابر روزہ رکھتے رہے، سوائے عید فطر و اشی یا بیماری کے روزے ترک نہیں کرتے تھے۔

آپ کے دفاع کیلئے میرا سینہ حاضر ہے..... انس بن مالک سے مروی ہے کہ یوم احد میں ابوطلحہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تیر انداز کر رہے تھے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے تیز میں تھے، وہ تیر انداز تھے بس اپنا سر اٹھ کر دیکھتے تھے کہ ان کا تیر کہاں گرا تو ابوطلحہ اپنا سر اٹھاتے تھے اور کہتے تھے اسی طرح (دیکھتے رہنے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ﷺ آپ کو کوئی تیر نہیں لگے گا، میرا سینہ آپ کے سینے کے آگے ہے، ابوطلحہ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیش کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول اللہ میں حافظ و رہوں اپنی ضروریات میں مجھے بھیجا کیجئے اور جو چاہیں مجھے حکم دیا کیجئے۔

انس سے مروی ہے کہ ابوطلحہ نے لقوہ کی وجہ سے اپنے بھی داغ لیا اور انس کو بھی داغ دیا۔ ابوطلحہ سے مروی ہے کہ جنگ خیبر میں (اونٹ پر) رسول اللہ ﷺ کا ہم نشین تھا۔

ابوطلحہ کی وفات محمد بن عمر نے کہا کہ ابوطلحہ متوسط قامت کے اور گندم گوں رنگ کے تھے ان میں

بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔ وفات ۳۴ھ میں مدینے میں ہوئی، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی وہ اس روز متر بس کے تھے، اہل بصرہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے دریائی سفر کیا، اسی میں ان کی وفات ہوئی دووں نے انھیں کسی جزیرے میں دفن کر دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوطلحہ نے یہ آیت پڑھی ”انفروا خفافا و ثقالا“ تم لوگ جہاد میں جاؤ تھوڑے سامان کے ساتھ یا بہت سے سامان کے ساتھ تو انھوں نے کہا کہ میری رائے میں ہمارے رب ہمارے بوڑھوں اور جوانوں کا (راہ خدا میں) سفر چاہتا ہے۔ اے لڑکو مجھے سامان دیدو، مجھے سامان دیدو، ان کے بڑکوں نے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جہاد کیا ہے، اب ہم لوگ آپ کی طرف سے جہاد کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ مجھے سامان دیدو، وہ دریا میں سوار ہوئے، پھر انکی وفات ہو گئی، لوگوں کو سہارا دینے سے پہلے (دفن کے لئے) کوئی جزیرہ نہ ملا (سات دن کے بعد جب جزیرہ ملا) تو لوگوں نے انھیں دفن کیا، ان میں کوئی تغیر نہ ہوا تھا، جسم بالکل صحیح و سالم تھا محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ مدینے اور بصرہ میں ابوطلحہ کی بقیہ اوار تھی عبد اللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا کہ آل ابوی طلحہ اور آل نبیط بن جابر اور آل عقبہ مدیم سوائے بنی مغالہ و بنی عدیلہ کے باہم وارث ہوتے تھے۔

کل تین اصحاب:

بنی مہذول میں سے کہ عامر بن مالک بن النجار تھے

ثعلبہ بن عمرو..... ابن محسن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مہذول، وہ عامر بن مالک بن النجار تھے انکی والدہ کبشہ بنت ثابت المذربہ بن حرام بن عمرو بن زید بن مناة ابن عدی بن عمرو بن مالک النجار حسان بن ثابت شاعر کی بہن تھیں۔

ثعلبہ کی اولاد میں ام ثابت تھیں، انکی والدہ کبشہ بنت مالک ابن قیس بن محرث بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار تھیں۔

ثعلبہ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ انکی وفات مدینے میں عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی انکی کوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔
عبداللہ بن محمد بن امارت الانصاری نے کہا کہ ثعلبہ نے عثمان کو نہیں پایا۔ عمر نے الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ جمر ابی عبیدہ میں شہید ہو گئے۔

حارث بن الصممہ..... ابن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مہذول، کنیت ابو سعد تھی، انکی والدہ تماضر بنت عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ قیس عیلان میں سے تھیں۔

حارث بن الصممہ کی اولاد میں سعد تھے جو جنگ صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقتول ہوئے انکی والدہ ام الحکیم خویله بنت عقبہ رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم اوس میں سے تھیں۔
ابو الجہیم بن الحارث، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے اور آپ سے روایت کی ہے انکی والدہ عتیدہ بنت کعب بن قیس بن عبیدہ بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث اسی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حارث بن الصممہ اور صہیب بن سنان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن مکلف سے مروی ہے کہ حارث بن الصممہ بدر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب روزانہ ہوئے الروحاء پہنچے تو تھک گئے رسول اللہ ﷺ نے انھیں مدینے واپس کر دیا غنیمت و ثواب میں ان کا حصہ لگایا، وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو اس میں حاضر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حارث احد میں شریک تھے، اس روز جبکہ لوگ بھاگے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے انھوں نے آپ سے موت پر بیعت کی عثمان بن عبداللہ بن المغیرۃ الحزومی کو قتل کیا اور اس کا اسباب لیا، جو زہ اور خود اور عمدہ تلوار تھی اس روز ہم نے سوائے ان کے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے اسباب چھین لیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا۔ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے اسے (عثمان بن عبداللہ کو) بڑا کیا یوم احد میں رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ میرے چچا کیا ہوئے، حمزہ کیا ہوئے، حارث بن الصممہ انکی تلاش میں نکلے، دیری تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے حارث رجز پڑھتے تھے اور یہ شعر کہتے تھے۔

یارب ان الحارث بن الصمة

اے پروردگار حارث بن الصمہ

قد ضل فی مهمیة لہ

جو خطرناک مقام مارا مارا پھرتا ہے

کان رفیقاً و بنا ذاذمة

رفیق تھا اور ہمارا ذمہ دار تھا

يلتمس النجاة فیما ثمة

جہاں وہ جنت تلاش کرتا ہے

یہاں تک کہ علی بن ابی طالب حارث کے پاس پہنچے تو انھوں نے ان کو بھی پایا اور حمزہ کو مقتول پایا۔ دونوں نے واپس آ کر بنی سلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، حارث جنگ بیر معونہ میں بھی شریک تھے جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوئی، وہ اسی روز شہید ہوئے آج حارث بن الصمہ کی اولاد دینے اور بغداد میں ہے۔

سہل بن عتیک ابن النعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مہذول۔ انکی والدہ جمیلہ بنت علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مہذول تھیں۔ سہل کے ایک بھائی تھے جنکا نام حارث بن عتیک تھا، انکی کنیت ابوخرم تھی، وہ بدر میں حاضر نہ تھے، انکی والدہ بھی جمیلہ بنت علقمہ جو سہل کی والدہ تھیں تنہا ابو معشر سہل بن عبید کہتے تھے حالانکہ یہ انکی یا ان کے راوی کی خطا ہے۔

سہل بن عتیک بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، سہل بن عتیک بدر واحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد تھی ان کے بھائی ابوخرم جنگ جمر الی عبیدہ میں شہید ہوئے، انھوں نے بھی بنی سلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔

عدی بن النجار

حارثہ بن سراقہ ابن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ انکی والدہ ام حارثہ تھیں نام ربیع بنت النضر بن ضمضم بن زید بن حرام ابن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم انس بن مالک بن النضر کی پھوپھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حارثہ بن سراقہ اور السائب بن عثمان ابن مظعون کے درمیان عقد مواخاۃ کیا حارثہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بدر میں شریک تھے۔ اور اسی روز شہید ہوئے حبان بن العرقہ نے تیرہ راہوان کے حلق میں لگا اور انھیں قتل کیا، حارثہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

انس بن مالک سے مروی کہ بدر میں حارثہ بن سراقہ دیکھنے کے لئے نکلے ان کے پاس ایک تیر آیا جس نے انھیں قتل کر دیا۔ انکی والدہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کو حارثہ سے میرا تعلق معلوم ہے، اگر وہ جنت میں ہوں تو میں صبر کروں ورنہ آپ کی جو رائے ہو وہ کروں، فرمایا اے والدہ حارثہ ایک جنت نہیں ہے بلکہ بہت سی جنتیں ہیں اور حارثہ اس کے افضل یا اعلیٰ فردوس میں ہیں۔

عمرو بن ثعلبہ ابن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار کنیت ابو حکیم تھی والدہ ام حکیم بنت النضر ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار، انس بن مالک اور عمرو بن

ثعلبہ کی پھوپھی تھیں، عمرو بن ثعلبہ حارثہ سراقہ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ عمرو کی اولاد میں حکیم تھے جن سے انکی کنیت تھی، دوسرے عبدالرحمن تھے دونوں لا ولد مر گئے، دونوں کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

محرز بن عامر..... ابن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار، انکی والدہ سعدی خثعمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النخاط ابن کعب بن مالک بن حارثہ بن غنم بن السلم اوں میں سے تھیں اور سعد بن خثعمہ کی بہن تھیں۔ محرز کی اولاد میں اسماء اور غنم تھے، انکی والدہ ام بھل بنت الی خارجہ عمرو بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں، محرز بدر میں شریک تھے انکے وفات اس صحیح کو ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد روانہ ہوئے، انھوں نے شکائے احد میں شمار کیا جاتا ہے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سلیط بن قیس..... ابن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ ان کی والدہ زعہ بنت زرارہ بن عدی بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مال بن النجار ابی امامہ اعد بن زرارہ کی بہن تھیں۔ سلیط کی اولاد میں شیبہ تھیں انکی والدہ خلیلہ بنت المصمہ بن عمرو ابن حیک بن عمرو بن مہذول حارث بن المصمہ کی بہن تھیں سلیط بن قیس اور ابو صرمہ جب اسلام لائے تو دونوں بنی عدی بن النجار کے بہت توڑ رہے تھے سلیط بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جنگ جمر ابی عبیدہ میں ۱۴ھ میں شہید ہوئے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابو سلیط..... ان کا نام اسیرۃ بن عمرو تھا، عمرو کی کنیت ابو خارجہ بن قیس بن مالک ابن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھی انکی والدہ آمنہ بنت اوس ابن عجرہ تھیں بللی میں سے تھیں جو بنی عوف بن الخزرج کے حلیف تھے۔ ابو سلیط کی اولاد میں عبداللہ اور فضالہ تھے ان دونوں کی والدہ عمروہ بنت حبیہ بن ضمیرہ بن الحیار بن عمرو بن مہذول تھیں۔ ابو سلیط بدر واحد میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عامر بن امیہ..... ابن زید بن الحساس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار، عامر کی اولاد میں ہاشم بن عامر تھے جنھوں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی اور بصرے میں مقیم ہو گئے تھے انکی والدہ بہراء میں سے تھیں۔ عامر بدر واحد میں شریک تھے۔ جنگ احد میں شہید ہوئے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ثابت بن خنساء..... ابن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار، انکی بقیہ اولاد نہ تھی بروایت محمد بن عمر الاسلمی بدر میں شریک تھے کتاب نسب الانصار میں جوہم نے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری سے لکھی ہے عمرو بن مالک ابن عدی کے یہاں کوئی ولادت نہیں پائی۔

قیس بن السکن..... ابن قیس بن زعور ابن حرام بن جندب بن عارب بن غنم بن عدی بن النجار انکی کنیت ابو زید تھی، لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا۔

قیس بن انس بن زید اور اسحاق اور خولہ تھے، انکی والدہ ام خولہ بنت سفیان بن قیس بن رحو بن حرم بن ہند بن عامر بن غنم، ابن عدی بن النجار تھیں۔

قیس بن انس بن زید واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے جنگ جملہ میں شہید ہوئے۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابوالاعور..... نام کعب بن الحارث بن ظالم بن بھس بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھے انکی والدہ ام نیر بنت ایاس بن عامر بن ثعلبہ بلی میں سے تھیں جو قبیلہ اوس کے بنی حارثہ بن الحارث کے حلفاء تھے۔ ابوالاعور بدر واحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبد اللہ بن عمارۃ الانصار نے کہا کہ ابوالاعور کا نام حارث ابن ظالم بن قیس تھا، کعب کی جو کتابوں میں مذکور ہیں ابوالاعور کے چچ تھے، جو نسب نہیں جانتا تھا اس نے ان کا وہی نام رکھ دیا حالانکہ یہ خطا ہے۔

حرام بن ملحان..... ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار تھا، انکی والدہ ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید بن مناة ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔ بدر واحد اور بیر معونہ میں شریک تھے۔ بیر معونہ میں جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر ہوا شہید ہوئے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ کچھ لوگ بنی سلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہمارے سات ایسے آدمیوں کو بھیجے جو ہمیں قرآن و حدیث کی تعلیم دیں، آپ نے انصار کے ستر آدمی بھیجے جو قریٰ کہلاتے تھے، ان میں میرے مامور حرام بھی تھے، یہ لوگ قرآن پڑھتے، رات کو باہم درس دیتے اور سیکھتے دن کو پانی لا کر مسجد میں رکھتے، لکڑیاں جنگل میں چننے اور بیچ کر اہل صفا اور فقراء کے لئے غنہ خریدتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں لوگوں کو ان کے پاس بھیجا، ان لوگوں نے انھیں روکا اور منزل پہنچنے سے پہلے ہی سب کو قتل کر دیا، ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ ہمارے نبی کو ہماری طرف سے خبر پہنچا دے کہ ہم تجھ سے مل گئے ہم تجھ سے راضی ہو گئے اور تو ہم سے راضی ہو گیا۔

انس کے مامور حرام کے پاس ایک شخص چچھے سے آیا اور نیز و مارا جو ان کے پار ہو گیا حرام نے کہا کہ رب تعالیٰ قسم میں کامیاب ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بھائیوں سے فرمایا کہ تمہارے بھائی قتل کر دیئے گئے انھوں نے یہ کہا اے اللہ ہماری طرف سے ہمارے نبی کو پہنچا دے کہ ہم لوگ تجھ سے ملے ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے بنی سلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم کے بھائی حرام کو ستر آدمیوں کے ساتھ بنی عامر کی طرف بھیجا، جب وہ لوگ آئے تو میرے مامور نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے اس دو تو میں تمہارے آگے آؤں تاکہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پہنچاؤں ورنہ تم لوگ مجھ سے قریب رہو، وہ آگے بڑھے ان لوگوں نے انھیں منہ پر دیا جس وقت وہ ان سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہے تھے تو انھوں نے اس کو اشارہ کیا جس نے ان

نے نیزہ ہار کے پار کر دیا انھوں نے کہا اللہ اکبر رب اعدہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا، وہ لوگ ان کے بقیہ ساتھیوں پر پست پڑے اور قتل کر دیا۔ سوائے ایک ننگرے آدمی کے جو پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔

اس سے مروی ہے کہ جب میں علیہ السلام بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور خبر دی کہ وہ دُک اپنے پروردگار سے ملے وہ ان سے راضی ہوا اور اس نے انھیں راضی کر دیا۔

اس نے کہا کہ ہم لوگ (قرآن میں) پڑھتے تھے ”بلغو قم منا انا قد لقینا ربنا فرضی ضاوار ضانا“ (ہماری قوم کو پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے مل گئے) وہ ہم سے راضی ہوا اور اس نے ہمیں راضی کر دیا (اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے تمیں صبحوں کو رغل و ذکوان و بنی لحيان اور عصبہ سے لئے جنھوں نے اللہ کی اور رحمن کی تائفرمانی کی تھی بدو عاء کی۔

عاصم بن بہدہ سے مروی ہے کہ ابن مسعود نے فرمایا کہ جس کو اس قوم کے پاس آنا پسند ہو جنھوں نے مشہدہ (جہاں رب) کیا تو وہ ان لوگوں کے پاس آئے۔ ان کے بھائی :

سلیم بن ملحان ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار تھا۔ انکی والدہ ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں، یہ دوؤں و زوجہ ابو طلحہ و ابدہ انس بن مالک ام سلیم بنت ملحان کے بھائی تھے ام حرام زوجہ عبادہ بن الصامت کے بھی بھائی تھے۔

سلیم بدر و احد اور یو بیر معونہ میں شریک تھے وہ اسی روز شہدائے انصار کے ساتھ شہید ہوئے یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا، ان کی بقیہ اولاد بھی بن زید بن حرام کی اولاد ہی تمام ہو چکی تھی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

حلفائے بنی عدی بن النجار

سواد بن غزیہ ابن وہب بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاہ، بدر و احد و خندق اور تمام مشہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے یہ وہی شخص میں کہ بنی عدی نے ان کے لاشیں بھونکی، پھر انھیں دے دی اور فرمایا کہ انتقام لے لو، ایلیاء (بیت المقدس) میں ان کی بقیہ اولاد ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سواد ابن عمرو کو چادر اوڑھے دیکھا (اسما میں روای نے اسی طرح کہا یعنی بجائے سواد ابن غزیہ سواد ابن عمرو کہا) تو فرمایا ”حفظ حظ درس درس“

پھر آپ نے لکڑی یا مسواک ان کے شکم میں بھونکی وہ کھسک گئی اور ان کے شکم میں نشان پڑ گیا عرض کی یا رسول اللہ قصاص لوں گا، رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا قصاص لے لو، آپ نے اپنا شکم مبارک ان کے لئے کھول دیا، انصار نے کہا کہ اے سواد رسول اللہ اسے انتقام لو گے (انھوں نے کہا کہ کسی کی جلد کو میری جلد پر فضیلت نہیں ہے آپ نے ان کے لئے اپنا شکم کھول دیا، انھوں نے اسے بوسہ دیا اور کہا کہ میں اسے چھوڑتا ہوں تاکہ اس کے بدلے قیامت میں میری شفاعت کریں حسن نے کہا کہ اس وقت انھیں ایمان نے پالیا جملہ بارہ آدمی۔

بنی مازن بن النجار

قیس بن ابی صعصعہ..... نام عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن تھا، ان کی والدہ شیبہ بنت عاصم بن عمر بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں۔ قیس کی اولاد میں الفا کہ اور ام الحارث تھیں، انکی والدہ امامہ بنت معاذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن غنم بن کعب بن سلمہ ابن الخزرج تھیں آ۔ قیس کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔ قیس کے تین بھائی تھے جنہوں نے نبی صلی علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔ وہ لوگ بدر میں شریک نہ تھے ان میں سے حارث بن ابی صعصعہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ابو کلاب و جابر فرزند ان ابی صعصعہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے ان سب کی والدہ ام قیس تھیں جو شیبہ بنت عاصم ابن عمرو بن عوف بن مبذول تھیں۔

بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمر قیس بن ابی صعصعہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، قیس بدر واحد میں بھی شریک تھے۔

عبداللہ بن کعب..... ابن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن کنیت ابو الحارث تھی ان کی والدہ رباب بنت عبداللہ بن حبیب بن زید بن ثعلبہ بن زید مناة بن حبیب بن عبد الحارث بن مالک بن غضب بن حشم بن خزرج تھیں۔ عبداللہ بن کعب کی اولاد میں حارث تھے انکی والدہ زغیبہ بنت اوس بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول تھیں حارث بن عبداللہ کے بیٹے عبداللہ یوم الحمرہ میں مقتول ہوئے۔ عبداللہ بن کعب بدر میں شریک تھے یوم بدر میں مغانم پر نبی صلی علیہ وسلم کے عامل تھے۔ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے وفات عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی بقیہ اولاد ینہ اور بغداد میں تھی۔ محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے بعض انصار سے سنا کہ عبداللہ بن کعب کی کنیت ابو یحییٰ تھی اور وہ ابو یحییٰ المسارنی کے بھائی تھے۔

ابوداؤد : نام عمیر بن عامر بن مالک بن خضاء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن تھا انکی والدہ نائلہ بنت ابی عاصم بن غزیہ بن عطیہ بن خضاء ابن مبذول بن عمرو تھیں۔ ابوداؤد کی اولاد میں داؤد سعد اور حمزہ تھے، انکی والدہ نائلہ بنت سراقہ بن کعب بن عبد العزی بن غزیہ عمرو بن عبد بن عوف ابن غنم بن مالک بن النجار تھیں، جعفر تھے، انکی والدہ کلبہ میں سے تھیں ابوداؤد کی بقیہ اولاد تھی مگر زمانہ قریب میں ختم ہو گئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔ ابوداؤد بدر واحد میں شریک تھے۔

سراقہ بن عمرو..... ابن عطیہ بن خضاء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن، ان کی والدہ عقیلہ بنت قیس بن زعور ابن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

بدر واحد و خندق و حدیبیہ و خیبر و عمرہ قضا، و غزوہ موتہ میں شریک تھے دیگر کے ساتھ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے یہ جمادی الاولیٰ ۵ھ میں ہوا۔ انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

قیس بن مخل..... ابن ثعلبہ بن صحر بن حبیب بن حارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار انکی والدہ غیطلہ بنت مالک بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار تھیں۔

قیس بن مخل کی اولاد میں ثعلبہ، انکی والدہ زغیبہ بنت اوس ابن خالد بن الجعد بن عوف بن مہذول بن عمرو بن مازن بن النجار تھیں، قیس بن مخل بدر واحد میں شریک تھے، احد میں شہید ہوئے جو ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوا تھا، انکی بقیہ اولاد نہ تھی حبیب ابن حارث بن ثعلبہ بن مازن کی اولاد بھی ہلاک ہو گئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

حلفائے بنی مازن بن النجار

عصیمہ..... بنی اسد بن خزیمہ بن مدرکہ کے حلیف تھے، بدر میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی کل چھ آدمی۔

بنی دینار بن النجار

نعمان بن عبد عمرو..... ابن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار انکی والدہ سمیراء بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں۔ بدر واحد میں شریک تھے احد ہی میں شہید ہوئے انکی بقیہ اولاد نہ تھی ان کے بھائی:-

ضحاک بن عبد عمرو..... ابن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار ہیں، انکی والدہ بھی سمیراء بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل تھیں۔

بدر واحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی، نعمان و ضحاک کے ایک حقیقی بھائی تھے جن کا نام قطبہ بن عبد عمرو بن مسعود تھا بنی صلی علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی اور بیر معونہ میں شہید ہوئے۔

جابر بن خالد..... ابن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار، اولاد میں عبد الرحمن ابن جابر تھے، انکی والدہ عمیرہ بنت سلیم بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب ابن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں جابر بن خالد بدر واحد میں شریک تھے وفات اس حالت میں ہوئی کہ بقیہ اولاد نہ تھی۔

کعب بن زید..... ابن قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار، انکی والدہ لیلیٰ بنت عبد اللہ بن ثعلبہ بن حشم بن مالک بن سالم بنی الجسلیٰ میں سے تھیں۔

کعب کی اولاد میں عبد اللہ اور جمیلہ تھیں، انکی والدہ ام رباع عبد عمرو بن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن

دینار تھیں یہ نعمان و ضحاک و قطہ فرزندان عبد عمرو کی بہن تھیں۔

کعب بن زید بدر واحد و پیر معونہ میں شریک تھے اس روز وہ زخمی اٹھا کر لائے گئے خندق میں شریک ہونے اور اسی روز شہید ہو گئے، ضرار بن الخطاب انہری نے قتل کیا یہ واقعہ ذوالقعدہ ۵۷ھ میں ہوا۔ کعب ابن زید کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سلیم بن حارث ابن ثعلبہ بن کعب بن عبد لاشہل بن حارثہ بن دینار، نعمان و ضحاک و قطہ فرزندان عبد عمرو بن مسعود انکی والدہ ہمیراء بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبد لاشہل کے ذریعہ سے اخیانی بھائی تھے، سلیم بن حارث کی اولاد میں حکیم و عمیرہ تھیں انکی والدہ سیمہ بنت ہلال بن وارم بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔ سلیم بن حارث بدر واحد میں شریک تھے، احد ہجرت کے تیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سعید بن سہیل ابن مالک بن کعب بن عبد لاشہل بن حارثہ بن دینار، موہبی بن عقبہ و محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن ثارۃ انصاری نے اسی طرح کہا نسب انصار میں بھی وہ سعید بن سہیل ہیں، لیکن محمد بن اسحاق و ابو معشر نے کہا کہ وہ سعد بن سہیل تھے۔ واحد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کے کوئی اولاد نہ تھی انکی ایک بیٹی ہزیرہ تھیں جو مرچکی تھیں۔

حلفائے بنی دینار بن النجار

نکیر بن ابی نکیر بلی کے حلیف تھے اور کہا جاتا ہے کہ جبینہ کے حلیف تھے بنی دینار بن کہتے تھے کہ وہ ہمارے موہبی تھے۔

نکیر بدر واحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی ان سب لوگوں کی اولاد ہلاک ہو چکی تھی سوائے سیم بن حارث کی اولاد کے۔ جملہ سات آدمی :-

بنی حارث بن الخزرج اور بنی کعب بن حارث بن الخزرج

مسعد بن الربیع ابن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغز ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج، انکی والدہ ہزیرہ بنت ثعلبہ بن عمرو بن خدیج ابن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں۔ سعد کی اولاد میں ام سعد تھیں جن کا نام جمیلہ تھا وہ خارجہ بن زید بن ثابت بن ضحاک کی والدہ تھیں، جمیلہ کی والدہ ثمرہ بنت حزام بن زید بن لؤذان ابن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار عمارہ جو حزام فرزند ان حزام کی بہن تھیں۔ تمام راوی اس بات پر متفق ہیں کہ سعد بن الربیع عقبہ میں موجود تھے، و ہبارہ نقباء میں سے ایک تھے سعد، جاہلیت میں بھی کہتے تھے حالانکہ کتاب عرب میں بہت کم تھی۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن الربیع و عبد الرحمن بن عوف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عبد الرحمن بن عوف رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے آئے تو آپ نے ان کے اور سعد بن الربیع کے درمیان عقد مواخاۃ کیا سعد انھیں اپنے گھر لے گئے، اور دونوں نے کھایا، انھوں نے ان سے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں تم اللہ کی راہ میں میرے بھائی تمھارے کوئی عورت نہیں ہے میں ایک چھوڑ دیتا ہوں تم اس سے نکاح کر لو، انھوں نے کہا واللہ میں، سعد نے کہا کہ میرے باغ چلو کہ اس کا آدھا حصہ میں تمھیں دے دوں، انھوں نے کہا نہیں، اللہ تمھارے مال اور اہل و عیال میں برکت کرے، مجھے بازار کا راستہ بتا دو، وہ بازار گئے کھج اور پیڑ خرید اور فروخت کیا۔ مدینے کے کسی راستے میں رسول اللہ ﷺ سے قدمبوس ہوئے بدن پر زردی کا دھبہ تھا فرمایا شہرق، عرض کی، یا رسول اللہ میں نے انصار کی لڑکی سے کٹھلی بھر سونے پر نکاح کیا ہے فرمایا ولیمہ کرو خواہ ایک ہی بکری پر ہو۔

سعد بن الربیع کو بارہ نیزے لگے تھے محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن الربیع بدر واحد میں شریک تھے، غزوہ احد میں شہید ہوئے، بقیہ اولاد نہ تھی، عمرو بن ابی زہیر بن مالک کی اولاد بھی ہلاک ہو چکی تھی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے احد میں سعد بن الربیع کو اس طرح دیکھا کہ ان کے بارہ نیزے لگے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب یوم ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سعد بن الربیع کی خبر کون لائے گا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں، وہ گیا اور مقتولین میں گھومنے لگا۔ سعد بن الربیع نے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہے، اس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے کہ تمھاری خبر لاؤں۔ انھوں نے کہا کہ خدمت نبوی میں جاؤ میرا اسلام کہو اور خبر دو کہ مجھے بارہ نیزے مارے گئے ہیں جو قتل کی حد تک پار گئے ہیں۔

قوم کو اگاہ کر دو کہ اگر رسول اللہ ﷺ اس حالت میں قتل کر دیئے گئے کہ ان میں سے ایک بھی زندہ رہا تو ان کے لئے اللہ کے نزدیک کوئی عذر نہ ہوگا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن الربیع کی انھیں زخموں سے وفات ہو گئی، اسی روز خارجہ بن زید بن ابی زہیر بھی مشاہد ہوئے دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے، معاویہ نے نہر کثامہ جارہ کی تو ان منادی نے مدینے میں اندادی کہ احد میں جس کا کوئی شہید ہو تو وہ حاضر ہو لوگ اپنے شہید کے پاس گئے انھوں نے ان کو اس طرح تروتازہ پایا کہ کوئی تغیر نہ ہوا تھا، سعد بن الربیع اور خارجہ بن زید کی قبر کنارے تھی وہ چھوڑ دی گئی اور اس پر مٹی ڈال دی گئی۔

آیت میراث کا نزول جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ سعد بن الربیع بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو جو سعد سے تھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ دونوں سعد کی بیٹیاں ہیں، ان کے باپ غزوہ احد میں شہید ہو گئے۔ چچا نے مال لے لیا اور ان دونوں کے لئے کچھ نہ چھوڑا، واللہ ان کے لئے مال نہ ہوگا تو انکی شادیاں نہ ہوگی، فرمایا، اس معاملے میں اللہ فیصلہ کرے گا، اللہ نے آیت میراث نازل فرمائی، رسول اللہ ﷺ نے ان

کے چچا کو بلایا اور فرمایا کہ سعد کی بیٹیوں کی دو ملٹ دو ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ دو اور جو بچے وہ تمہارا ہے۔

خارجہ بن زید ابن ابی زہر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاعز بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج کنیت ابو زید تھی اور والد السیدہ بنت عامر بن عبید بن خیان بن عامر خطمہ اوس میں سے تھیں۔
خارجہ کی اولاد میں زید بن خارجہ تھے یہ وہی ہیں جن سے عثمان بن عفان کے زمانے میں انکی موت کے بعد کلام سنا گیا، حبیبہ بنت خارجہ جن سے ابو بکر صدیقؓ نے نکاح کیا، ان سے ان کے یہاں ام کلثوم پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ ہزلیہ عنہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں اور وہ دونوں سعد بن الربیع کے اخیانی بھائی تھے۔

خارجہ بن زید کی بقیہ اولاد تھی جو سب مرگئی، زید بن ابی زہر بن مالک کی بھی سب اولاد مرگئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا خارجہ بن زید ابن ابی زہر بالاتفاق سب کی روایت میں عقبہ میں آئے تھے۔
سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجہ بن زید بن ابی زہر اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا، خارجہ بن زید بدر واحد میں شریک تھے، غزوہ احد میں شہید ہوئے وہ نیزوں کی گرفت میں آ گئے۔ دس سے زائد زخم لگے ان کے پاس سے مرواب بن امیہ گذرا اس نے انھیں پہنچانا اور حملہ کر کے قتل کر دیا پھر انھیں مشرکہ کیا اور کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے بدر میں میرے باپ علی پر برا بیعت کیا، یعنی امیہ بن خلف پر اب میں اس قاتل ہوا کہ اپنا دل ٹھنڈا کر وجہکہ اصحاب محمدؐ کے منتخب لوگوں کو قتل کر لیا، میں نے ابن تو قتل کو قتل کیا میں نے ابن ابی زہر یعنی خارجہ بن زید کو قتل کیا اور میں نے اوس بن ارقم کو قتل کیا۔

عبداللہ بن رواحہ ابن ثعلبہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس مالک امام بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج، انکی والدہ کبشہ بنت واقد بن عمرو بن الاطناہ بن عامر بن زید مناۃ بن مالک الاغر تھیں۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ کی کنیت ابو محمد تھی، محمد بن عمر نے کہا میں نے کسی کو کہتے سنا کہ ان کی کنیت ابو رواحہ تھی ممکن ہے کہ انکی دونوں کنیتیں ہوں، انکی بقیہ اولاد نہ تھی وہ نعمان بن بشیر بن سعد کے ماموں تھے۔
عبداللہ بن رواحہ جاہلیت کے زمانے میں لکھتے تھے، حالانکہ (اس زمانے میں) عرب میں کتابت بہت کم تھی۔ بالاتفاق سب کی روایت میں عبداللہ عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے انصار کے بارہ نقباء میں سے ایک (نقیب تھے) بدر واحد و خندق و حدیبیہ و خیبر و عمرہ قضاء میں شریک تھے۔ انھیں رسول اللہ ﷺ نے بدر سے الٰہ عالیہ کو اس فتح کو خوشخبری دینے کے لئے آگے بھیج دیا تھا جو آپ کو اللہ نے عطا فرمائی تھی۔ عالیہ بنی عمرو بن عوف و خطمہ و وائل (کی آبادی) ہے۔

رسول اللہ ﷺ احد کے بعد موعودہ غزوہ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو مدینے میں انھیں اپنا جانشین مقرر فرمایا آنحضرت ﷺ نے انھیں خیبر میں تیس سواروں کے ہمراہ بطور سریہ بن رازم یہودیہ طرف بھیجا جس کو انھوں نے قتل کر دیا۔ پھر انھیں خارص (کھجوروں کا اندازہ کرنے والا) بنا کے خیبر بھیجا، جہاں غزوہ مویہ شہید ہونے تک برابر ان

گوں کی پیداوار کا اندازہ کرتے رہے۔

اشعسی سے مروی ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا تھا انھوں نے ان کوں کی کھجوروں کا اندازہ کیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں اونٹ پر داخل ہوئے آپ عصاء سے حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے۔ ہمراہ عبداللہ بن رواحہ بھی تھے جو آپ کی اونٹنی کی ٹکیل پکڑے ہوئے تھے اور یہ (اشعار) کہہ رہے تھے۔

”خلو ابنی الکفار عن سبیلہ . فعن ضربناکم علی قلوبہ . ضر و با یز یل الہام عن قبلہ“ (اے اولاد کفار آپ کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ ہم نے آپ کے رجوع کرنے پر تمہیں ایسی مار ماری جو مروں کو مقام استراحت سے ہٹا دے)۔

ہمارے اشیاء سے مروی ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ناقہ غضباء پر اس طرح طواف کیا، کہ آپ کے پاس بے عصاء تھا، جب آپ حجر اسود پر سے گزرتے تھے اس سے مس کر کے حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے عبداللہ بن رواحہ جز پڑھتے تھے کہ۔ (خلو ابنی الکفار عن سبیلہ . خلوا فان الخیر مع رسولہ قد انزل الرحمن فی تنزیلہ ضرباً یزیل الہام عن مقبلہ و یزہل الخیل عن خلیلہ“

(اے اولاد کفار آپ کا راستہ خالی کر دو، کیونکہ خیر اس کے رسول کے ساتھ ہے، اللہ نے قرآن میں نازل کر دی ہے۔ ایسی مار جو مروں کو مقام استراحت سے ہٹا دے۔ اور دوست کو بھلا دے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ سے فرمایا کہ اتر اور ہمارے دونوں کو حرکت دو۔ (یعنی رجز پڑھو) عرض کی یا رسول اللہ میں نے یہ کلام (یعنی رجز کہنا) ترک کر دیا ہے، عمرؓ نے کہا سنو اور اطاعت کرو، اور یہ کہتے ہوئے (اپنے اونٹ سے اترے)

یا رب لولا انت ما اھتدینا
اے پروردگار اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ راستہ نہ پاتے
ولا تصدقنا ولا صلینا
نہ تو خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے
فانزلن مکیۃ علینا
و ثبت الاقدام ان لا قبلنا

ان الکفار قد بغوا علینا

(ہم پر سیکھ سکون و اطمینان) نازل فرما۔ اور جب ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو ہمارے قدم ثابت رکھ۔ کیونکہ کفار نے ہم پر بغاوت کی ہے)

و کعب نے کہا کہ دوسرے راوی نے اتنا اور اضافہ کیا

وان اراد فتنۃ ابینا۔ (جب انھوں نے فتنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا)

راوی نے کہا کہ پھر بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ ان پر رحمت کر، اس پر عمرؓ نے کہا کہ (رحمت) واجب ہوگئی۔ محمد بن عبید کی حدیث میں یہ ہے اَلْہِم لَوْلَا اَنْتَ مَا اَھْتَدَیْنَا (اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے)۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ نے صرف عمرہ قضاء میں مجھے میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیت اللہ کا طواف کیا تھا۔ اور عبداللہ بن رواحہ شاعر تھے۔

مدرک بن عمارہ نے عبداللہ بن رواحہ سے روایت کی کہ میں مسجد رسول اللہ ﷺ میں اس وقت گذرا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، اصحاب میں سے کچھ لوگ کنارے پر تھے، جب انھوں نے مجھے دیکھا تو پکارا کہ اے عبداللہ بن رواحہ، اے عبداللہ بن رواحہ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا میں آپ کی طرف گیا تو آپ نے فرمایا یہاں بیٹھو، میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا، فرمایا جب تم شعر کہنا چاہتے ہو تو کیونکہ کہتے ہو۔ گویا آپ اس سے تعجب فرما رہے تھے عرض کی، غور کر لو تو کہوں (یعنی کوئی کلام موزوں کر لوں تو سناؤں) فرمایا مشرکین ہی کو اختیار کرنا، حالانکہ میں نے کچھ تیار نہ کیا تھا، پھر غور کیا اور یہ شعر سنائے۔

خبر و نی اثمان العباء متی
کنتم بطریق اودانت لکم مضر
(یعنی اے اثمان عاء (عباء کی قیتو) مجھے اس وقت کی خبر دو جب تم لوگ بطریق (پادری) تھے یا قبیلہ مضر کے لوگ تمہارے نزدیک رہتے تھے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے میرے کلام کو ناپسند فرمایا اس لئے کہ میں نے آپ کی قوم کی اثمان عبا کر دیا تھا پھر عرض کی۔

یا ہاشم الخیر ان اللہ فضلکم
علی البریہ فضلا مالا غیر
(اے ہاشم خیر، اللہ نے تم کو مخلوق پر وہ فضیلت دی ہے جو تمہارے اختیار کے لئے نہیں ہے)
انہ تفرست فیک الخیر اعرفہ
نراستہ خالفتہم فی الذی نظروا
(میں نے آپ کے اندر اپنی فراست سے خیر دریافت کر لی، جیسے میں نے ایسی فراست سے دریافت کیا جو نظر کرنے والوں کے مخالفت ہے)

ولو سالت او استنصرت بعضهم
فی جل امرک ما اووا ولا نصروا
(اور اگر آپ طلب کریں ان میں سے کسی سے مدد چاہی۔ کسی اپنے امر عظیم میں تو نہ وہ ٹھکانا دیں اور نہ مدد کریں)

فثبت اللہ ما اتاک ومن حسن
تثبت موسیٰ و نصراً کانہ ی نصرہ
(اللہ نے جو نکلیاں کو دیں انھیں اس طرح قائم رکھے جس طرح موسیٰ کی اور ان کی مدد کی جنگی مدد کی گئی قائم رکھی) آپ مسکراتے ہوئے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں بھی اللہ ثابت قدم رکھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ الشعراء یتیمہم الغداون
”مگر وہ لوگ شعراء کی پیروی کرتے ہیں،“ تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ اللہ کو معلوم ہے کہ میں انہیں (شعراء) میں سے ہوں پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ”الا اللین امنو و عملوا الصلحت“ ختم آیت تک (مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے)

میری امت کے شہداء کون ہیں؟..... عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کی عیادت فرمائی مگر وہ اپنے بستر سے نہ ہٹے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میری امت کے شہداء کون ہیں لوگوں نے عرض کی کہ مسلم کا قتل شہادت ہے فرمایا تب میری امت کے شہداء کم ہیں قتل مسلم شہادت ہے مرض شکم

شہادت ہے غرق شہادت ہے جس عورت کو اسکا بچہ حمل میں قتل کر دے تو یہ بھی شہادت ہے نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ پر غشی طاری ہو گئی تو انکی بہن رونے لگی اور کہنے لگی ہائے پہاڑ ہائے یہ ہائے وہ اور انکی خویاں تلاش کرنے لگی جب افاقہ ہوا تو ابن رواحہ نے کہا اس کے سوائے اس کے مجھے کہا جائے کہ تم ایسے ہو اور کیا فائدہ۔ حسن سے مروی ہے کہ رواحہ پر غشی طاری ہوئی تو انکی عورتوں میں سے کسی نے کہا کہ ہائے پہاڑ ہائے عزت ان سے کہا گیا کہ تم ان کے پہاڑ ہو، تم اس کی عزت ہو جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ تم نے جو کچھ کہا اس کی مجھ سے باز پرس کی جائے گی۔

آپ ﷺ کی دعا.... ابو عمران الجونی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ پر غشی طاری ہو گئی تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے اللہ اگر ان کو موت آگئے ہے تو ان پر آسان کر دے اور اگر ان کو موت نہ آئی ہو تو انھیں شفا دے جب کچھ آرام محسوس ہوا تو عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ کہتی تھیں، ہائے پہاڑ ہائے پشت اور فرشتہ لو ہے کا گرزاٹھا کر کہتا تھا کہ تم ایسے ہو کہ اگر میں کہہ دیتا کہ ہاں تو وہ اس سے مجھے پارہ پارہ کر دیتا۔ انس بن ملک سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے کسی جنگ کے موقع پر (یہ شعر) کہے:

یا نفس الازاک نکرہین الجنہ ☆ احلف باللہ لتزلنہ ☆ طائعة اولتک رہنہ

(اے نفس کیا میں تجھے نہیں دیکھتا کہ تو جنت کو ناپسند کرتا ہے بخدا تو اس میں نازل ہو گا خوشی سے یا اسے ناپسند کر کے) عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمر بن حزم سے مروی ہے کہ جب موت میں جعفر بن ابی طالب شہید ہو گئے تو ان کے بعد جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا، وہ بھی شہید ہو گئے اور آگے بڑھ کر جنت میں داخل ہو گئے انصار پر یہ شاق گذرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ان کے زخم لگا تو بزدلی کی بعد کو اپنے نفس پر عتاب کیا اور بہادری کی اور وہ اسی روز شہید ہو گئے موت کے امراء میں سے تھے، جنت میں داخل ہو گئے، اور اپنی قوم کے آگے ہو گئے غزوہ موتہ جمادی الاول ۸ء میں ہوا تھا۔

خلاد بن سویدہ..... ابن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امری، القیس بن مالک الاعز بن ثعلبہ ابن کعب انکی والدہ عمرہ بنت سعد بن قیس بن عمرو بن امری القیس بن حارثہ بن الخزرج میں سے تھیں۔ خلاد سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے ان کی اولاد میں سے السائب بن خلاد تھے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور عمر بن الخطاب نے یمن پر عامل بنایا تھا۔ دوسرے حکم بن خلاد تھے ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت عبادہ بن ولیم، سعد بن عبادہ کی بہن تھیں، ان دونوں کی اولاد ختم ہو چکی تھی، حارثہ بن امری القیس بن مالک الاعز کی اولاد بھی ختم ہو چکی تھی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

خلاد بدر و احد و خندق اور یوم بنی قریظہ میں شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے بنی قریظہ کی ایک عورت بنانا نے ان پر چکی گرا دی جس نے ان کا سر پھاڑ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کیلئے دو شہیدوں کا ثواب ہے ان کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو قتل کر دیا بنانا حکم القرظی کی بیوی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵۵ء میں ذوالقعدہ کے اواخر سے ذی الحجہ کے اوائل تک ۱۵ دن بنی قریظہ کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ وہ لوگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اترے۔

عبداللہ بن الجحیر بن اسمعیل بن محمد ثابت بن قیس بن شماس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ یوم قرظہ میں انصار کے ایک شخص شہید ہوئے جن کا نام خلا د تھا، انکی ماں کو لایا گیا اور کہا گیا کہ اے والدہ خلا د، خلا د قتل کر دئے گئے وہ نقاب ڈالے ہوئے آئیں تو ان سے کہا گیا کہ قتل کر دئے گئے اور تم نقاب ڈالے ہوئے ہو انھوں نے کہا کہ اگر مجھ سے خلا د کم کر دئے گئے تو میں اپنی حیا کو کم نہ کروں گی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ان کیلئے دو شہیدوں کا اجر ہے، کہا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ کس لئے تو فرمایا اس لئے اہل کتاب نے انھیں قتل کیا ہے۔

بشیر بن سعد..... ابن ثعلبہ بن خلاص بن زید بن مالک الاعز بن ثعلبہ بن کعب انکی والدہ ائیسہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن امری القیس بن مالک الاغر تھیں۔

بشیر کی اولاد میں سے نعمان تھے اسی لئے انکی کنیت ابو نعمان تھی اور ایسے، ان دونوں کی والدہ عمرہ بنت رواحہ عبداللہ بن رواحہ کی بہن تھیں، بشیر کی بقیہ اولاد تھی۔

بشیر جاہلیت میں بھی عربی لکھتے تھے حالانکہ کتاب عرب میں بہت کم تھی بشیر سب کی روایت میں عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے بدر واحد خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔

عبداللہ بن الا حارث بن الفضیل نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان ۷ء میں بشیر بن سعد کو فدک میں بنی مرہ کی جانب تیس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ بھیجا۔ ان سے مرہین نے مقابلہ کیا اور بہت سخت قتال کیا بشیر کے ساتھیوں کو سخت مصیبت پہنچائی اور ان میں جو بھاگا وہ بھاگا بشیر نے سخت قتال کیا یہاں تک کہ اس کے گھنے میں تلوار لگ گئی اور کہا گیا کہ وہ مر گئے جب شام ہوئی تو وہ بمشکل فدک تک آئے اور وہاں چند روز تک ایک یہودی کے یہاں رہے اور پھر مدینے واپس آئے۔

بشیر بن محمد بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ فدک و وادی القری کے درمیان یمن و جبار کی جانب بھیجا وہاں کچھ آدمی غطفان کے تھے جو عینہ بن حصن الفراری کے ساتھ جمع ہو گئے تھے بشیر ان سے ملے ان کی جماعت کو منتشر کر دیا ان پر فخر مند ہوئے اور قتل کیا۔ قید کیا اور غنیمت حاصل کیا، عینہ اور اس ساتھی ہر طرف بھاگے۔ یہ سریہ شوال ۷ء میں ہوا تھا۔

عاصم بن عمر قنادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمرہ قضاء کے لئے ذی القعدہ ۷ء میں روانہ ہوئے تو ہتھیار و آگے بھیج دیئے اس پر بشیر بن سعد کو عامل بنایا، بشیر عین التمر میں خالد بن ولید کے ساتھ تھے اور اسی روز شہید ہوئے یہ خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوا۔
ان کے بھائی۔

سماک بن سعد..... ابن ثعلبہ بن خلاص بن زید مالک الاغر، انکی والدہ ائیسہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن امری القیس تھیں۔

بدر احد میں شریک تھے۔ جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولادنی تھی۔

سمیع بن قیس ابن عبسہ بن امیہ بن مالک بن عامرہ بن عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج، ان کی والدہ خدیجہ بنت عمر بن زید بن عبدہ ابن عبیدہ بن عامرہ بن عدی بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں سمیع کی اولاد میں عبد اللہ تھے ان کی والدہ بنی جدارہ میں سے تھیں وہ مر گئے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی سمیع بدر واحد میں شریک تھے، عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کہتے تھے کہ وہ سمیع بن قیس بن عائشہ بن امیہ تھے۔ ان کے بھائی:

عبادہ بن قیس ابن عبسہ بن امیہ بن مالک بن عامرہ بن عدی بن کعب بن یہ دونوں ابوالدرداء کے چچا تھے عبادہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبادہ بدر واحد و خندق و حدیبیہ و خیبر و جنگ موتہ میں شریک تھے۔ اسی روز جمادی الاولیٰ ۸ھ میں شہید ہوئے۔ عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ سمیع بن قیس کے ایک حقیقی بھائی تھے جن کا نام زید بن قیس تھا، وہ بدر میں شریک نہ تھے۔ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔

یزید بن الحارث ابن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج ابن الحارث بن الخزرج، ان کی والدہ نسیم قبیلہ قضاہ کے ہلقین بن جسر میں سے تھیں، وہ (یزید) انھیں کی طرف منسوب تھے، یزید نسیم اور یزید بن نسیم کہا جاتا تھا، یزید کی اولاد تمام ہو چکی، آج ان کا کوئی نہیں ہے۔

حارثہ بن ثعلبہ بن کعب کی اولاد بھی تمام ہو گئی ان میں سے بھی کوئی باقی نہ رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید بن الحارث اور ذوالید بن عیسر بن عبد عمرو الخزاعی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا یہ دونوں بدر میں شریک تھے اور اسی روز دونوں شہید ہو گئے، جس نے یزید بن الحارث کو شہید کیا وہ نوفل بن معاویہ الدیلی تھا، بدر کا غز وہ ہجرت کے اٹھارہ مہینے کے بعد ۷ ار رمضان کو جمعے کے دن صبح کے وقت ہوا تھا۔

بنی جشم و زید، فرزند ان حارث بن الخزرج۔ جنھیں توام (جوڑواں) کہا جاتا تھا، دیوان میں ان دونوں کی ولایت ایک ہی تھی یہ اس مسجد کے لوگ تھے جو اسلحہ میں تھے، خصوصیت کے ساتھ وہی اصحاب اسلحہ تھے۔

خضیب بن یساف ابن غبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر جشم بن الحارث بن الخزرج، ان کی والدہ سلمیٰ بنت مسعود بن شیبان بن عامر بن عدی بن امیہ بن یسافہ تھیں۔

خضیب کی اولاد میں ابو کثیر تھے ان کا نام عبد اللہ تھا، ان کی والدہ جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی سلول بنی عوف بن الخزرج کے بنی اخیلی میں سے تھیں۔

عبدالرحمن ام ولد سے تھے۔

ایسہ، ان کی والدہ دینت بنت قیس بن شماس بن مالک تھیں۔

ان سب کی اولاد تھی، مگر سب ہلاک ہو گئے۔

ضیب بن عبدالرحمن بن ضیب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ میں اور میری قوم کا ایک شخص آپ کے پاس آیا، ہم نے اسلام قبول نہیں کیا تھا ہم نے کہا تھا کہ ہم اس سے شرماتے ہیں کہ کسی مشہد میں ہماری قوم حاضر ہو اور ہم ان کے ساتھ نہ ہوں فرمایا تم دونوں اسلام لائے ہو عرض کی نہیں فرمایا تو ہم مشرکین سے شرکین پر مدد نہیں چاہتے ہم لوگ اسلام لائے اور ہرکاب ہو گئے میں نے ایک شخص کو قتل کیا اور اس نے مجھے تلواری اس کے بعد میں نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا تو وہ مجھ سے کہا کرتی تھی کہ وہ شخص مجھ سے جدا نہ کیا گیا جس نے مجھے تلواری پہنائی میں اس سے کہا کرتا تھا کہ وہ شخص تجھ سے جدا نہ ہو جس نے تیرے باپ کو غلت کے ساتھ دوزخ کی طرف بھیج دیا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جانب روانہ ہوئے جب حرہ الوبرہ پہنچے تو ایک ایسا شخص ملا جس کی بہادری اور جرأت بہت مشہور تھی، اصحاب بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو بہت خوش ہوئے قریب پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں اسی لئے آیا ہوں کہ آپ کی پیروی کروں اور آپ کے ساتھ جان دوں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر تیرا ایمان ہے عرض کی نہیں فرمایا واپس جا، ہم ہرگز کسی مشرک کی مدد نہیں لیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے لشکرہ میں تھے کہ وہی شخص پھر ملا اس نے سابق کی طرح گفتگو کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے جواب دیا جو پہلے فرمایا تھا اس نے کہا نہیں فرمایا واپس جا، ہم ہرگز کسی مشرک کی مدد نہ لیں گے وہ لوٹ آیا پھر اس نے آپ کو البیداء میں پایا اور وہی کہا جو پہلے مرتبہ کہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے وہی جواب دیا جو پہلی مرتبہ دیا تھا کہ آیا اللہ اور اس کے رسول پر تیرا ایمان ہے اس نے کہا جی ہاں فرمایا میرے ساتھ چلو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ ضیب بن یساف تھے جن کے اسلام میں اتنی دیر ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہو گئے وہ آپ سے ملے اور راستے میں ایمان لائے بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرکاب رہے عثمان بن عفان کی خلافت میں انکی وفات ہوئی وہ ضیب بن عبدالرحمن بن ضیب بن یساف کے دادا تھے عبید اللہ بن عمر اور شعبہ وغیرہ نے روایت کی ہے ضیب کی تمام اولاد ہلاک ہو گئی کوئی باقی نہ رہا۔

سفیان بن نسر..... ابن عمرو بن الحارث بن کعب بن زید بن الحارث بن الخزرج محمد بن عمر اور عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر سے جو روایت ہے اس میں سفیان بن بشیر ہے ممکن ہے کہ ان کے روایوں نے ان سے اسی نام کو یاد نہ رکھا ہو سفیان بدر واحد میں شریک تھے انکی اولاد تھی جو سب مر گئے۔

عبد اللہ بن زید..... ابن عبد ربہ بن ثعلبہ بن زید بن الحارث بن الخزرج عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ان کے آباؤ اجداد میں ثعلبہ نہیں ہیں بلکہ وہ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ بن زید بن الحارث تھے ثعلبہ بن عبد ربہ زید بھائی اور عبد اللہ کے چچا تھے لوگوں نے انہیں ان کے نسب میں داخل کر دیا حالانکہ یہ خطا ہے۔

عبداللہ بن زید کی اولاد میں محمد تھے انکی والدہ سعدہ بن کلیدہ بن یساف بن عتبہ بن عمرو خثیبہ بن یساف کے بھائی کی بیٹی تھی اور ام حمید بنت عبداللہ ان دونوں کی والدہ الغلیمین سے تھی اور عبداللہ بن زید کی اولاد مدینے میں تھی اور بہت کم تھی۔

عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ ان کے والد کی کنیت ابو محمد تھی وہ ایسے آدمی تھے جو نہ پست قامت تھے اور نہ ہی بلند و بالا محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن زید اسلام کے قبل ہی سے عربی لکھتے تھے حالانکہ اس وقت عرب میں کتابت بہت کم تھی۔

عبداللہ بن زید سب کی روایت میں سب ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کاب تھے غزوہ فتح میں بنی حارث بن الخزرج کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا یہ وہی شخص ہیں جن کو خواب میں اذان کا طریقہ دکھایا گیا۔

عامر الشی سے مروی کہ عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ ان کے والد (منیٰ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قربانی کے وقت حاضر تھے ہمراہ انصار کے ایک اور شخص بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیاں تقسیم کر دیں اور ان کے ساتھی کو کچھ نہیں ملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اپنا سر منڈایا اور بال لوگوں کو تقسیم کئے اپنے ناخن کٹوائے وہ انھیں اور ان کے ساتھی کو دیئے، انھوں نے کہا کہ وہ ہمارے پاس ہیں جو مہندی اور نیل میں رنگے ہوئے ہیں (یعنی سرخ ہیں)۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ میرے والد عبداللہ بن زید کی وفات مدینے میں ۳۲ھ میں ہوئی اس وقت وہ چونتیس سال کے تھے، عثمان بن عفان نے جنازے کی نماز پڑھی۔
ان کے بھائی:

حریث بن زید..... ابن عبد ربہ، بشیر بن محمد بن عبداللہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ حریث بن زید بدر میں شریک تھے۔ محمد بن عمر اور ہمارے تمام اصحاب اس کے قائل ہیں، ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بھی کہا کہ حریث کے متعلق کسی نے اختلاف نہیں کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے احد میں بھی حاضر تھے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔
کل چار اصحاب:

بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج

تمیم بن یعار..... ابن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج انکی والدہ زغبیہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید اللہ بن جریج تھیں، ابجر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے، زغبیہ سعد بن معاذ اور اسعد

ابن زرارہ کی خالہ تھیں۔

تمیم کی اولاد میں ربیع اور جمیلہ تھیں، ان دونوں کی والدہ بنی عمرو بن قشش شاعر میں سے تھیں، تمیم بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی اولاد نہ تھی۔

یزید بن الحزمین..... ابن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ، محمد بن عمر نے اسی طرح بیان کیا ہے موسیٰ بن عقبہ و محمد اسحاق و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ زید بن الحزمین تھے، ابو معشر نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ انکی اولاد میں عمر اور رملہ تھے دونوں بغیر کسی اولاد کے مر گئے، انکی بقیہ اولاد نہ رہی عدی بن امیہ بن جدارہ کی اولاد بھی ختم ہو گئی ان میں سے بھی کوئی نہ رہا۔
یزید بن الحزمین بدر واحد میں شریک تھے۔

عبد اللہ بن عثمیر..... ابن حارثہ بن ثعلبہ بن خلاس بن امیہ بن جدارہ، جن کو موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد عمر نے شرکائے بدر میں بیان کیا ہے۔ عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا ذکر نہیں کیا، ان کا نسب بھی معلوم نہیں ہوا۔

کل تین اصحاب:

بن الابرخر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخدرج

عبد اللہ بن الربیع..... ابن قیس بن عامر بن عباد بن الابرخر، ان کا نام خدرہ بن عوف بن الحارث ابن الخدرج تھا۔ بعض نے کہا کہ خدرہ الابرخر کی والدہ ہیں واللہ اعلم۔
عبد اللہ بن الربیع کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن، بن النجار تھیں، عبد اللہ کی اولاد میں عبد الرحمن اور سعد تھے ان دونوں کی والدہ قبیلہ طے میں سے تھیں، ان کی بقیہ اولاد بھی ختم ہو گئی تھی، کوئی باقی نہ تھا۔
عبد اللہ بن الربیع سب کی روایت ہے کہ میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے ہڈ واحد بھی شریک تھے۔

حلفائے بنی الحارث بن الخدرج:

عبد اللہ بن عبس..... ان کی بقیہ اولاد نہ تھی موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر نے ان کا ذکر شرکائے بدر میں کیا ہے، ان کا نسب ہم سے بیان کیا گیا لوگوں نے کہا وہ حلیف تھے۔

عبد اللہ بن عرفطہ..... ان کے حلیف تھے محمد بن اسحاق و موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر و محمد بن عمر نے ان کا ذکر

شرکائے بدر میں کیا ہے انکی بقیہ اولاد بھی عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کہا کرتے تھے کہ یہ دونوں حلیف ایک ہی تھے انکا نام عبد اللہ بن عمیر تھا جو ان کے حلیف تھے۔

دو آدمی بنی الحارث بن الخزرج کے حاضرین بدر نو آدمی تھے۔

بنی عوف بن الخزرج اور بنی الحلیلی جو سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج تھے انکا پیٹ بڑا ہونے کی وجہ سے نام الحلیلی (حالمہ) ہوا۔

عبد اللہ بن عبد اللہ..... ابن ابی بن الماک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم جو کہ الحلیلی تھے انکی والدہ خولہ بنت المزدرب بن حرام بن عمرو بن زید بن مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار بنی مغالہ میں سے تھیں۔ عبد اللہ بن ابی الخزرج کا سردار تھا جاہلیت کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت میں مدینے آیا عبد اللہ بن ابی کی قوم نے اس کے لئے جواہرات جمع کیے تھے کہ اسے تاج پہنائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے اور اسلام ظاہر ہو گیا تو تمام قومیں آپ کی طرف بڑھیں عبد اللہ بن ابی نے حسد و بغاوت اور نفاق کیا اسکی بزرگی جاتی رہی وہ ابن سلول تھا۔ سلول خزاعہ میں سے ایک عورت تھی جو ابی بن مالک بن الحارث اور عبد اللہ بن ابی کی اماں تھی وہ ابو عامر راہب کی خالہ کا بیٹا تھا۔

ابو عامر بھی ان لوگوں میں سے تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کرتا تھا اور آپ پر ایمان لاتا تھا اور لوگوں سے آپ کے ظاہر ہونے کا وعدہ کیا کرتا تھا زمانہ جاہلیت میں عابد بن گیا تھا اس نے ٹاٹ پہن لیا تھا۔ اور رہبانیت اختیار کر لی تھی جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر دیا تو اس نے حسد کیا بغاوت کی اور کفر پر قائم رہا مشرکین کے ساتھ بدر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نام فاسق (بدکار و گناہ گار) رکھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص کا نام حباب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نام عبد اللہ رکھا اور فرمایا کہ حباب شیطان کا نام ہے ابن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حباب شیطان ہے شخصی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حباب شیطان کا نام ہے۔

ہشام بن عروہ سے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی برائے نام سنتے تھے تو اسے بدل دیتے تھے۔

عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی کی اولاد میں عبادہ، حلیہ، خیمہ، خولی اور امامہ تھے ہم سے انکی ماؤں کا نام بیان نہیں کیا گیا عبد اللہ اسلام لائے اور انکا اسلام اچھا تھا بدر واحد خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے انہیں اپنے باپ کے حال کا غم تھا اس کا منافقین کے ساتھ رہنا ان پر گراں تھا۔

ان کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبوک کی واپسی پر مرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس آئے

اس پر نماز پڑھی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے اور قبر کے پاس عبداللہ بن عبداللہ سے باپ کی تعزیت کی۔
عبداللہ بن عبداللہ یمامہ میں موجود تھے یوم جواتا میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں ہوا تھا انکی بقیہ اولاد ہے۔

اوس بن خولی..... ابن عبداللہ بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم الجملی، انکی والدہ جمیلہ بنت ابی بن مالک بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم الجملی، عبداللہ ابن ابی سلول کی بہن تھیں۔

اوس بن خول کی اولاد میں ایک بیٹی تھی جس کا نام مسخم تھا، وہ مر گئی، اس کی بقیہ اولاد تھی حارث بن عبید بن سالم الجملی کی اولاد بھی مر چکی تھی ان میں سے مدینے میں سوائے ایک یا دو آدمیوں کے سوا کوئی نہ رہا۔ یہ عبداللہ ابن ابی سلول کی اولاد میں تھے۔

اوس بن خولی کا طین میں سے تھے، جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں کامل ان لوگوں کے نزدیک وہ ہوتا تھا جو عربی لکھتا تھا اور تیر اندازی اور تیرنا اچھا جانتا تھا یہ سب باتیں اوس بن خولی میں جمع تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اوس بن خولی اور شجاع بن وہب الاسدی کے درمیان جواتا بدر میں سے تھے عقد مواخاتہ کیا تھا۔ اوس بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کام میں تھے۔

ابی الحور یث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمرہ قضاء کے لئے مکے میں داخل ہوئے تو آپ نے ہتھیاروں پر دو سو آدمیوں کو چھوڑا جن پر اوس بن خولی امیر تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی اور انھوں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انصار آئے اور دروازے پر آواز دی، اللہ، اللہ، ہم لوگ آپ کے ماموں ہیں، لہذا ہم میں سے بھی کسی کو آپ کے پاس حاضر ہونا چاہئے، ان سے کہا گیا کہ تم لوگ اپنے میں سے کسی ایک شخص پر اتفاق کر لو انھوں نے اوس بن خولی پر اتفاق کیا وہ اندر آئے اور آپ کے غسل و کفن و دفن میں اہلیت کے ہمراہ موجود رہے۔ اوس بن خولی کی وفات مدینے میں عثمان بن عفانؓ کی خلافت میں ہوئی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو بلایا اور کہا کہ اے بھائی کے بیٹے! میں مرجاؤ تو تم اپنے ماموں کے پاس آ جانا جو بنی النجار میں سے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ ان کے مکانات میں ہے اس کی وجہ سے وہ سب سے زیادہ حفاظت کرنے والے ہیں۔

زید بن ودیعہ..... ابن عمرو بن قیس بن حزی بن عدی بن مالک بن سالم الجملی ان کی والدہ ام زینت بنت حارث بن ابی الجرباء بن قیس بن مالک بن سالم الجملی تھیں۔

زید بن ودیعہ کی اولاد میں سعد و امامہ و ام کلثوم تھیں، انکی والدہ زینت بنت ہبل بن صعب بن قیس بن مالک بن سالم الجملی تھیں۔

سعد بن زید بن ودیعہ عمر بن الخطاب کی خلافت میں عراق آ گئے تھے اور عقر قوف میں اترے، انکی اولاد بھی وہیں چلی گئی جن کو بنو عبد الواحد ابن بشیر بن محمد بن موسیٰ بن سعد بن زید بن ودیعہ کہا جاتا تھا۔ ان میں سے مدینے میں

کوئی نہ تھا۔ زید بن ودیعہ بدر واحد میں شریک تھے۔

رفاعہ بن عمرو..... ابن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم الحبلی، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر اسی طرح روایت کی ہے۔

محمد بن اسحاق کی رفاعہ کی کنیت ابو الولید تھی، محمد بن عمر نے کہا کہ رفاعہ کے دادا زید کی کنیت ابو الولید تھی اسی لیے رفاعہ بن ابو الولید کہا جاتا تھا جو اپنے دادا کی طرف منسوب تھے۔

عبداللہ بن محمد ابن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ رفاعہ بن ابی الولید مجھے ابی الولید کا نام عمرو بن عبداللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم الحبلی تھا۔ ان کی والدہ ام رفاعہ بنت قیس بن مالک بن ثعلبہ ابن جشم بن مالک بن سالم الحبلی تھیں رفاعہ بن عمرو کی اولاد مرچکی تھی۔

ابو معشر کی روایت میں اور محمد بن عمر کے بعض نسخوں میں رفاعہ بن الہاف ابن عمرو بن زید ہے والد اعلم رفاعہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے، بدر واحد میں شریک تھے۔

مبعد بن عبادہ..... ابن قشعر بن القدر بن سالم بن مالک بن سالم الحبلی، ان کی کنیت ابو غصصہ تھی۔ موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد عمارۃ الانصاری نے کہا ہے ابو معشر نے کہا کہ انکی کنیت ابو عصصہ تھی۔ مبعد بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی سالم الحبلی بن غنم

عقبہ بن وہب..... ابن کلدہ بن الجعد بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہشہ بن عبداللہ بن غطفان جو مضر کے قیس اعلان میں سے تھے۔

عقبہ سب سے پہلے اسلام لانے والے انصار کے ساتھ اسلام لائے بالاتفاق سب کی روایت میں وہ دونوں عقبہ میں حاضر ہوئے مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب ہو گئے اور آپ کے ہمراہ وہیں رہے جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو وہ بھی آپ کے ہرکاب رہے اسی وجہ سے عقبہ کو انصار مہاجر جری کہا جاتا ہے۔ انکی بقیہ اولاد تھی جو سعد بن زید و دلیحہ کی اولاد کے ساتھ تھے، عتقر قوف میں تھے۔

عقبہ بدر واحد میں شریک تھے، کہا جاتا ہے کہ عقبہ بن وہب وہ شخص ہیں جنہوں نے یوم غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے رخسار سے خود کی کڑیاں کھینچی تھیں، ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابو عبیدہ ابن الجراح نے کھینچی تھیں۔ جس سے ان کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔

محمد بن عمر نے عبدالرحمن بن ابی الزناد سے روایت کی کہ ہماری رائے ہے کہ دونوں نے بل کے انھیں کھینچا اور نکالا تھا۔

عامر بن سلمہ..... ابن عامر بن عبداللہ جو اہل یمن کے حلیف تھے، بدر واحد میں شریک تھے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عام بن العکیر مزینہ کے حلیف تھے بدر واحد میں شریک تھے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی کل آٹھ آدمی،

قواقلہ جو بنو غنم و بنو سالم فرزند ان عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھے

عبادہ بن الصامت ابن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن الخزرج، کنیت ابو الولید تھی۔ انکی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بن نھلہ بن مالک بن العجلان ابن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبادہ بن الصامت کی اولاد میں ولید تھے انکے والدہ جمیلہ بنت ابی صعدہ تھیں، ابی صعدہ عمرو بن زید بن عوف بن مہذول بن عمرو بن غنم ابن مازن بن النجار تھے۔
محمد، انکی والدہ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جذب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

عبادہ وہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ وہ بارہ نقباء میں سے ایک تھے، رسول اللہ ﷺ نے عبادہ بن الصامت اور ابی مرجم الغنوی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔ عبادہ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے عبادہ، عقیب بدری، انصاری تھے۔

عبادہ الولید بن عبادہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبادہ الصامت لمبے، موٹے خوبصورت آدمی تھے، ملک شام میں رملہ میں ۳۴ھ میں انکی وفات ہوئی اس وقت ۷۷ سال کے تھے، ان کی بقیہ اولاد تھی، محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے کسی کو کہتے سنا کہ وہ زندہ رہے یہاں تک کہ شام میں خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ان کی وفات ہوئی۔
ان کے بھائی:

اوس بن الصامت ابن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم، ان کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بنت نھلہ بن مالک بن العجلان تھیں۔

اوس کی اولاد میں الربیع تھے، انکی والدہ خولہ بنت ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف تھیں، وہی وہ جھگڑنے والی تھیں جن کے بارے میں اللہ غروجل نے قرآن میں نازل کیا ”قد سمع اللہ قول النبی تجادلک فی ذر جہا“ (اللہ نے اس عورت کا قول سنا جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کرتی ہیں)
رسول اللہ ﷺ نے اوس بن الصامت اور مرتذ بن ابی مرجم الغنوی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اوس بدر واحد خندق و اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے نبی ﷺ کے بعد زمانہ دراز تک زندہ رہے بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے عثمان بن عفان کو پایا۔

عبدالحمید بن عمران بن ابی انس نے اپنے والد سے روایت کی کہ اسلام میں سب سے پہلے جس نے ظہار کیا وہ اوس بن الصامت تھے (ظہار کے معنی یہ ہیں کہ اپنی کو کسی ایسی عورت کے جو اس شخص پر پیشہ کے لئے حرام ہو جیسے ماں، بیٹی، بہن وغیرہ ہیں) کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف بلا ضرورت نظر کرنا حرام ہے مثلاً پشت و شکم

(وران وغیرہ)

انھیں خفیف سا جنون تھا، بسھی افادہ بھی ہو جاتا تھا، انھوں نے ہوش کی حالت میں اپنی بیوی خویلہ بنت ثعلبہ سے جھگڑا کیا اور کہا کہ تم مجھ پر ایسی ہو جیسے میری ماں کی بیٹہ، پھر نادام ہوئے اور کہا کہ میری رائے تم مجھ پر حرام ہو گئیں، انھوں نے کہا کہ تم نے طلاق کا تو ذکر نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ آئیں اور جو کچھ انھوں نے کہا تھا اس سے آپ کو خبر دی رسول اللہ ﷺ سے کئی مرتبہ جھگڑا کیا، پھر کہا کہ اے اللہ میں اپنی تنہائی کی شدت کی اور مجھ پر ان کے فراق کی مشقت کی تجھ سے شکایت کرتی ہوں، عائشہ نے کہا کہ میں بھی روئی اور گھر میں جو لوگ تھے وہ بھی ان پر رحم کر کے ترس کھا کے روئے،

اللہ نے اپنے رسول اللہ پر وہی نازل فرمائی، آپ کا غم دور ہوا اور آپ مسکرائے، فرمایا اے خولہ اللہ نے تمہارے معاملے میں وہی نازل کی جس میں یہ ہے۔ **قد سمع اللہ قول النبی لعناد لک لی زوجھا** آپ نے فرمایا کہ اپنے شوہر کو حکم دو کہ وہ ایک غلام آزاد کریں، غرض کی ان کے پاس نہیں ہے۔

فرمایا کہ انھیں حکم دو کہ دو مہینے تک روزے رکھیں، غرض کی انھیں اسکی بھی طاقت نہیں، فرمایا انھیں حکم دو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں، غرض کی یہ بھی ان کے پاس کہاں ہے، فرمایا کہ ان کو حکم دو کہ ام المہند بنت قیس کے پاس آئیں اور ان سے نصف وسق کھجور لیں اور ساٹھ مسکینوں کو خیرات دیں۔

وہ اوس کے پاس واپس گئیں، انھوں نے دریافت کیا کہ تمہارے پیچھے کیا ہے (یعنی کیا حکم لائیں) انھوں نے کہا خیر ہے تم پرے آؤ ہو، پھر انھیں خبر دی، وہ ام المہند کے پاس آئے اور ان سے لے کر ہر مسکین کو دو دو کھجور دینے لگے۔

نعمان بن مالک..... ابن ثعلبہ بن وعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف قاب بن الخزرج ثعلبہ بن وعد وہ ہیں جنکا نام قتل تھا تو قتل کے لئے غلبہ تھا، خائف جب ان کے پاس آتا تھا تو اس سے کہتے تھے کہ تو جہاں ہے چڑھ جا۔ **تھے امن ہے بنی غنم** دینی سالم کا نام اس وجہ سے قواقلہ ہو گیا اسی طرح وہ دیوان میں بھی بنی قو قتل پکارے جاتے تھے۔

نعمان بدر واحد میں شریک تھے اسی روز شہید ہوئے صفوان بن امیہ نے شہید کیا۔ نعمان بن مالک کی بقیہ اولاد نہیں تھی یہ محمد بن عمر کا قول ہے۔

لیکن عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ بدر میں جو شریک تھے وہ نعمان الاعرج بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم تھے احد میں شہید ہوئے انکی والدہ عمرو بنت زیاد بن عمرو بن زمرہ بن عمرو بن عمارۃ بن مالک بن غصینہ میں سے تھیں جو بلی کے حلیف تھے وہ الحجد را بن زیاد کی بہن تھیں۔

وہ شخص جن کو قو قتل پکارا جاتا تھا نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن وعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم تھے جن کا محمد بن عمر نے ذکر کیا اور وہ بدر میں شریک نہ تھے، نہ انکی بقیہ اولاد تھی۔

عبداللہ بن محمد عمارۃ الانصاری نے کتاب نسب انصار میں نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن وعد کا نسب اور نعمان الاعرج بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم کا نسب بیان کیا ہے انکی اولاد کی اولاد کا بھی ذکر کیا ہے۔

مالک بن الدخشم..... ابن مالک بن الدخشم بن مرضیہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج ان کی والدہ عمیرہ بنت سعد بن قیس بن عمرو بن امری القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن حارث بن الخزرج تھیں۔

مالک بن الدخشم اولاد میں القریبہ تھیں، انکی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الکھلی بن غنم تھیں اور وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ مالک بن الدخشم بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و محمد بن عمر عقبہ میں حاضر ہوئے تھے لیکن ابو معشر نے کہا کہ مالک عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے۔ داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ مالک بن الدخشم عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ مالک بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے تبوک سے انھیں عاصم بن عدی کے ساتھ بھیجا ان دونوں نے مسجد ضرار کو جو بنی عمرو بن عوف میں تھی آگ لگا دی مالک کی وفات جب ہوئی تو انکی اولاد نہ تھی۔

نوفل بن عبداللہ..... ابن نھلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔

مالک بن العجلان اپنے زمانے میں الخزرج کے سردار تھے، وہ احمہ بن الجلاح کی خالہ کے بیٹے تھے نوفل بن عبداللہ بدر واحد میں شریک تھے احد میں شہید ہوئے جو ہجرت کے بیسویں مہینے شوال میں پیش آیا انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عتبان بن مالک..... ابن عمرو بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف، انکی والدہ مزینہ میں سے تھیں عتبان کی اولاد میں عبدالرحمن تھے، انکی والدہ لیلیٰ بنت رثابہ ابن حنیف بن رثابہ بن امیہ بن زید بن سالم بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عتبان بن مالک اور عمر بن الخطاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ایسا ہی محمد اسحاق نے بھی کہا۔

عتبان بن مالک بدر واحد و خندق میں شریک تھے، بنی ہاشم کے زمانے میں انکی نظر جاتی رہی تو انھوں نے بنی ہاشم سے یہ درخواست کی کہ آپ ان کے پاس آئیں اور ان کے گھر کے کسی مقام میں نماز پڑھیں تاکہ وہ اسے جائے نماز بنالیں، رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

انشاء اللہ محمود سے مروی ہے کہ عتبان بن مالک الانصاری کی نظر جاتی رہی تھی انھوں نے بنی ہاشم سے نماز جماعت میں شریک نہ ہونے کو پوچھا۔ فرمایا کہ آیا تم اذان سنتے ہو، عرض کیا، جی ہاں، آپ نے انھیں اجازت نہیں دی۔

عتبان بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی، یہ رسول اللہ! رات تاریک ہوتی ہے بارش اور آندھی ہوتی ہے، اس لئے اگر آپ میرے مکان پر تشریف لاتے اور اس میں نماز پڑھتے (تو کیسا اچھا) ہوتا۔ رسول اللہ

ﷺ میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں تو میں نے آپ سے گھر کے کنارے اشارہ کر دیا، آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے پڑھی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ آج تک مدینے میں اس مکان میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔

عتبان بن مالک کی وفات وسط خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوئی ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، عمرو بن العجلان بن زید کی اولاد بھی لا ولد مرگئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

ملیل بن و برہ ابن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم۔ ملیل کی اولاد میں زید اور حبیبہ تھیں ان دونوں کی والدہ ام زید بنت نعلہ بن مالک بن العجلان بن زید غنم بن سالم عباس بن عبادہ بن نعلہ کی پھوپھی تھیں، ملیل بدر واحد میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عصمہ بن الحصین ابن و برہ بن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم۔ عصمہ کی اولاد میں دو بیٹیاں جن کا نام عضرہ، اسماء تھا، دونوں کی شادی انصار میں ہوئی تھی۔ عصمہ بروایت محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی خالد بن العجلان بن زید کی اولاد بھی لا ولد مرگئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

ثابت بن ہزال ابن عمرو بن قریوس بن غنم بن امیہ بن لوزان بن سالم بن عوف بن عمرو ابن عوف بن الخزرج ثابت بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابو بکر صدیق کی خلافت میں ہوئی تھی ان کی بقیہ اولاد نہ تھی جو سب مر گئے، لوزان بن سالم ابن عوف کی اولاد بھی لا ولد مرگئی، ان میں سے کوئی باقی نہیں ہے۔

ربیع بن ایاس ابن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوزان بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن الخزرج بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی کوئی اولاد نہ تھی۔
ان کے بھائی:

وذقہ بن ایاس ابن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوزان بن سالم۔
بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے جنگ یمامہ میں جو ۱۲ھ میں ابو بکر صدیق کی خلافت میں ہوئی تھی شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کتاب نسب انصار میں ربیع اور وذقہ فرزند ان ایاس کا ذکر نہیں کیا، نہ عمرو بن غنم بن امیہ کی کوئی اولاد تھی۔

القوقلہ کے وہ حلفاء جو بنی غصینہ میں سے تھے کہ بنی عمرو بن عمارہ تھے، غصینہ ان کی والدہ تھیں جن کی طرف وہ منسوب ہوئے وہ بلی میں سے تھیں

مجذر بن زیاد..... ابن عمرو بن زمرہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو بن شبرہ بن مشثو بن القسری بن تمیم بن عوذ مناة بن ناج بن تمیم بن ارشد بن عامر بن عبیلہ بن قسمل ابن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ، مجذر کا نام عبد اللہ تھا، انھوں نے جاہلیت میں سوید بن الصامت کو قتل کر دیا تھا ان کے قتل نے جنگ بعاث کو برا بیٹھتے کیا، مجذر بن زیاد اور حارث بن سوید بن الصامت اسلام لے آئے رسول اللہ ﷺ نے مجذر بن زیاد اور عاقل بن ابی البکر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حارث بن سوید مجذر بن زیاد کی غفلت کی تلاش میں تھے کہ اپنے والد کے عوض انھیں قتل کریں، دونوں احد میں شریک ہوئے جب لوگ اس جولانگاہ میں دوبارہ حملہ آور ہوئے تو حارث بن سوید ان کے پاس پہنچے سے آئے اور گردن مار کے انھیں دھوکے سے قتل کر دیا۔

جبریل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اور خبر دی کہ حارث ابن سوید نے مجذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا انھوں نے آپ کو حکم دیا کہ آپ انھیں ان کے بدلے ان کو قتل کریں رسول اللہ ﷺ نے حارث بن سوید کو مجذر بن زیاد کے بدلے قتل کر دیا۔

جس شخص نے مسجد قبا کے دروازے پر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے گردن ماری وہ عویم بن ساعدہ تھے، مجذر بن زیاد کی مدینے اور بغداد میں بقیہ اولاد ہے۔

ابی وجزہ سے مروی ہے کہ مقتولین احد کے جو تین آدمی ایک قبر میں دفن کئے گئے وہ مجذر بن زیاد نعمان بن مالک اور عبیدہ بن الحساس تھے۔

عبیدہ بن الحساس..... ابن عمرو بن زمرہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک۔

مجذر بن زیاد کے چچا زاد بھائی اور ان کے اخیانی بھائی تھے محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے اسی طرح عبیدہ بن الحساس کہا، لیکن محمد بن اسحاق و ابو معشر نے عبیدہ بن الحشاش کہا۔

بدر واحد میں شریک تھے، ہجرت کے تیسویں مہینے شوال میں غزوہ احد میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔
بعثات بن ثعلبہ..... ابن خزیمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک۔ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبد اللہ بن ثعلبہ..... ابن خزیمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک۔ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عتبہ بن ربیعہ..... ابن خالد بن معاویہ، بہراء میں سے تھے جو بنی غصینہ کے حلیف تھے۔

بشیر بن محمد بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عتبہ بن ربیعہ بدر میں شریک تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے اصحاب سب اس بات پر متفق ہیں کہ اس حلیف کا معاملہ ثابت ہے، محمد بن عمر نے کہا کہ وہ بیدہ ابن ربیعہ بن جبیر تھے جو بنی کعب عمرو بن مخنوم بن یام مناة شعیب بن دریم بن القین بن اہود بن بہراء تھے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ بہز تھے اور بنی سلیم بن منصور میں سے تھے بدر واحد میں شریک تھے۔

عمرو بن ایاس ابن زید بن حشم جواہل یمن کے غسان کے حلیف تھے، بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔
کل سترہ آدمی:

بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج:

المنذر بن عمرو..... ابن خنیس بن لؤذان بن عبدو بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ، ان کی والدہ ہند بنت المنذر بن الجحوح بن زید بن حرام بن کعب بن خنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔ منذر اسلام کے قبل عربی لکھتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی۔ پھر اسلام لائے۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے وہ نقبا میں سے تھے رسول اللہ ﷺ نے بروایت محمد بن عمر، منذر ابن عمرو اور ظلیب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منذر بن عمرو اور ابوذر غفاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ اس طرح کیونکہ ہو سکتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بدر سے پہلے ہی اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا اور ابوذر اس زمانے میں مدینے سے باہر تھے وہ نہ بدر میں حاضر تھے نہ احد میں نہ خندق میں، وہ تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے آئے، بدر میں جب آیت میراث نازل ہوئی مواخاۃ ختم ہو گئی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس میں سے کیا تھا۔

منذر بن عمرو بدر واحد میں شریک تھے رسول اللہ ﷺ نے انھیں اصحاب بیر معونہ پر امیر ہنا کے بھیجا تھا، وہ اسی روز شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں پیش آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ منذر نے اپنے کو موت کے لئے پیش کر دیا۔ فرماتے تھے کہ وہ موت کی طرف چلے گئے حالانکہ وہ اسے جانتے تھے منذر کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک اور دوسرے اہل علم سے مروہ ہے کہ منذر بن عمرو الساعدی بیر معونہ میں شہید ہوئے، یہ وہی ہیں جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ موت کے لئے آگے ہو گئے عامر بن الطفیل نے ان لوگوں پر بھی سلیم کو پکارا، وہ لوگ ان کے ساتھ روانہ ہو گئے انھوں نے سب کو قتل کر دیا سوائے عمرو بن امیہ الضمری کے جنھیں عامر بن الطفیل نے گرفتار کر لیا تھا، پھر انھیں بھیج دیا جب وہ بنی ساعدہ کے پاس آئے تو ان سے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا کہ تم انھیں میں سے ہو۔

ابود جانہ..... ۴۴۵ ساک بن خرشہ بن لوذان ابن عبدو بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج ابن ساعدہ تھا انکی والدہ حزمہ بنت حرمہ بنی سلیم بن منصور کے بنی زغب میں سے تھیں۔

ابود جانہ کی اولاد میں خالد تھے، ان کی والدہ آمنہ بنت عمرو بن الاش بنی سلیم بن منصور کے بنی بہر میں سے تھیں،

رسول اللہ ﷺ نے ابود جانہ اور عقبہ بن غزو ان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، ابود جانہ بدر میں شریک تھے، غزوہ بدر میں ان کے سر پر ایک سرخ عمامہ تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابود جانہ لشکروں میں سرخ عمامے سے پہنچانے جاتے تھے، جو غزوہ بدر میں بھی ان کے سر پر تھا، محمد بن عمر نے کہا کہ ابود جانہ احد میں بھی شریک تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے آپ سے انھوں نے موت پر بیعت کی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد میں ایک تلواری اور فرمایا، یہ تلواری کون لیتا ہے لوگوں نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ ہر شخص کہہ رہا تھا کہ میں، میں فرمایا اسے اس کے حق کے ساتھ کون لے گا، ساری قوم رک گئی، ابود جانہ (ساک بن خرشہ) نے کہا کہ میں اسے اس کے حق کے ساتھ لوں گا، وہ انھوں نے لے لے لی اور اس سے مشرکین کی کھوپڑیاں پھاڑ دیں۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ غزوہ احد میں جس وقت بنی مکنہ نے اپنی تلواری ابود جانہ تو اس شرط پر عطا فرمائی کہ وہ اس کا حق ادا کریں گے تو وہ بطور جز کہہ رہے تھے۔

انا الذی عاهدنی خلیل بالشعب ذی الفصح لذی الخیل

میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے خلیل نے باغ خرما کے پاس پہاڑ کے سیلابی راستے میں عہد لیا ہے کہ

الا اکون اخر الاقل اضرب یسف الله والرسول

میں بھاگنے والوں کے آخر میں نہ ہوں گا یہ عہد لیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی تلواری سے مارو

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ غزوہ احد میں جب لوگ واپس ہوئے تو علیؑ نے فاطمہ سے کہا کہ تم بغیر خوف و مزمت تلواری لے لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی اگر تم نے قاتل اچھی طرح کیا تو اس میں تم منفرد نہیں ہو بلکہ وہ حارث بن العصمہ اور ابود جانہ نے بھی اچھی طرح کیا ہے اور یہ احد کا دن تھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابود جانہ مریض تھے ان کے پاس لوگوں کی آمد ہوئی پوچھا گیا کہ کیا بات ہے جو آپ کا چہرہ اس قدر چمکتا ہے انہوں نے کہا کہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو دو باتوں سے زیادہ قابل وثوق ہو ایک تو یہ کہ وہ کلام نہیں کرتا جو میرے لئے مفید نہ ہو دوسرے یہ کہ میرا قلب مسلمانوں کے لئے دوست ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابود جانہ عمامہ میں شریک تھے وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا ابود جانہ اسی روز ۱۲ خلافت ابوبکر صدیق میں شہید ہوئے آج ابود جانہ کی بقیہ اولاد مدینہ و بغداد میں ہے

ابو اسید الساعدی نام مالک بن ربیعہ بن الیدی بن عامر بن عوف بن حارثہ ابی عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھا ان کی والدہ عمیرہ بنت الحارث بن جبل بن امیہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔
ابو اسید کی اولاد میں اسید اکبر اور منذر تھے ان دونوں کی والدہ سلامہ بنت وہب بن سلامہ بن امیہ بن حارثہ بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

غلیظ بن ابی اسید انکی والدہ سلامہ بنت ضمیم بن معاویہ ابن سکین تھیں جو قیس کے بنی فزارہ میں سے تھیں اسید اصغر انکی والدہ ام ولد تھیں۔ میمونہ انکی والدہ فاطمہ بنت الحکم تھیں جو بنی ساعدہ بن بنی قشہ میں سے تھیں۔
حبانہ انکی والدہ رباب تھیں جو قیس عیلان کے محارب بن حصہ میں سے تھیں۔
حصہ و فاطمہ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

حمزہ ان کی والدہ سلامہ بنت والان بن معاویہ بن سکین بن خدیج تھیں جو قیس عیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔

ابو اسید بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، یوم فتح مکہ میں بنی ساعدہ کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابو اسید الساعدی کو ان کی نظر جانے کے بعد دیکھا، قصیر و پست قد تھے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے، میں نے ان کے سر کو دیکھا کہ اس میں بہت بال تھے۔

عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابو اسید کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے جیسا کہ میرے بھائی منذر اے تھے۔

عثمان بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو اسید کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زور رنگتے تھے ہم لوگ کتب میں تھے۔
عثمان بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو اسید و ابو ہریرہ و ابو قتادہ و ابن عمر کو دیکھا۔

ہمارے پاس سے گزرتے تھے، ہم لوگ کتب میں تھے ہم لوگ ان کی بغیر کی خوشبو محسوس کرتے تھے (بغیر ایک مرکب خوشبو ہے جس کا جزو اعظم زعفران ہے، اسی سے وہ لوگ داڑھیاں رنگتے تھے۔

حمزہ بن ابی اسید وزیر بن المنذر بن ابی اسید سے مروی ہے کہ ان دونوں نے (وفات کے وقت) ابو اسید کے ہاتھ سے سونے کی انگلی اتاری حالانکہ وہ بدر تھے۔

عصمہ بروایت محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ ابو اسید الساعدی کی ۶۰ سیہ میں عام الجماعة میں مدینے میں وفات ہوئی اس وقت ۷۸ سال کے تھے بقیہ اولاد مدینہ و بغداد میں ہے۔

مالک بن مسعود ابن الیدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ۔ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھے۔

عبد رب بن حق ابن اوس بن قیس بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ۔ موسیٰ ابن عقبہ وابی معشر و محمد بن عمر کی رویت میں ان کا نام و نسب اسی طرح ہے۔ محمد بن اسحاق نے عبد اللہ بن حق کہا ہے۔ لیکن عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ عبد رب بن حق بن اوس بن عامر ثعلبہ بن قش بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ تھے۔

عبد رب بن حق بدر واحد میں شریک تھے، وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج

زیاد بن کعب ابن عمرو بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب بن مودعہ بن عدی بن غنم ابن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ،

بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی کے بیٹے:-

ضمہ بن عمرو ابن عمرو بن کعب بن عمرو بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب بن مودعہ۔ بدر واحد میں شریک تھے، اسی روز ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ انکی بقیہ اولاد نہ تھی جن میں بعض ہنس بن عمرو ابن ثعلبہ الجہنی کی طرف منسوب تھے۔

بسبس بن عمرو ابن ثعلبہ بن خرشہ بن زید بن عمرو بن سعد بن ذبیان بن رشدان بن قیس بن جہینہ۔

بدر واحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ابن مالک بن ثعلبہ جو غسان کے حلیف تھے۔

کعب بن جہاز محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح بیان کیا۔ لیکن محمد بن اسحاق و ابو معشر نے انھیں جہینہ کی طرف منسوب کیا، موسیٰ بن عقبہ نے ان کا اور ان کے والد کا نام بیان کیا اور انھیں کسی عرب کی طرف منسوب نہیں کیا۔ کعب بن جہاز بدر واحد میں شریک تھے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔
کل نو آدمی:

بنی جشم بن الخزرج کہ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارودہ بن تزیید بن جشم تھے

بعد بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ

عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

کنیت ابو جابر تھی انکی اولادہ الرباب بنت قیس بن القریم بن امیہ ابن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں رباب کی والدہ ہند بنت مالک ابن عامر بن یحییٰ تھیں، عبد اللہ بن عمرو کی اولاد میں جابر تھے، یہ عقبہ میں

موجود تھے انکی والدہ انیسہ بنت عتمہ بن عدی بن سنان بن نائی عمرو بن سواد تھیں۔

عبداللہ بن عمرو بن ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے وہ بارہ نقیبوں میں سے تھے بدر واحد میں شریک تھے اسی روز ہجرت کے تیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب میرے والد احد میں شہید ہو گئے تو میں ان کے پاس آیا چادر ڈھکی ہوئی تھی، ان کا چہرہ کھول کر اسے بوسہ دینے لگا نبی ﷺ نے مجھے دیکھا مگر آپ نے منع نہیں فرمایا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب غزوہ احد میں میرے والدہ شہید ہو گئے تو میں چادر ان کے چہرے سے بنائے لگا اور رونے لگا، اصحاب نبی ﷺ مجھے منع کرنے لگے، نبی ﷺ مجھے منع نہیں کرتے تھے۔ میری پھوپھی فاطمہ بن عمرو بھی ان پر رونے لگیں تو نبی ﷺ نے فرمایا تم ان پر رو یا ان پر نہ رو ملائکہ برابر اپنے بازوؤں سے ڈھانکے رہیں گے یہاں تک کہ تم لوگ انھیں اٹھاؤ۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ غزوہ احد میں میرے والد اور ماموں شہید ہو گئے تو میری والدہ ان دونوں کو اونٹ پر باندھنے لے آئیں، رسول اللہ ﷺ نے منادی دی کہ شہدا کو ان کی قتل گاہوں میں دفن کر دو وہ دونوں واپس کئے گئے اور دونوں اپنی اپنی قتل گاہ میں دفن ہوئے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن الجموح کو ایک ہی غن میں کفنا دیا گیا اور ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شہدائے احد کو دفن کرنے کے لئے نکلے تو آپ نے فرمایا، انھیں مع ان کے زخموں کے کفنا دو، کیونکہ میں ان پر گواہ ہوں، کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں زخمی کیا جائے اور وہ قیامت کے دن اس طرح نہ آئے کہ خون بہتا ہو، رنگ زعفران جیسا اور خوشبو مشک کی سی ہو۔

جابر نے کہا کہ میرے والد کو ایک ہی چادر کا کفن دیا گیا۔ آنحضرت ﷺ فرما رہے تھے کہ ان لوگوں میں کون زیادہ حافظ قرآن تھا۔ جب کسی شخص کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا تو آپ قبر میں اس کے ساتھی سے اسے مقدم کرتے تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو بن حرام غزوہ احد میں مسلمانوں کے سب سے پہلے شہید تھے جنھیں سفیان بن عبد شمس ابو الاعور السلمی کے باپ نے قتل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے شکست کے قبل ہی ان پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن الجموح کو ایک ہی قبر میں دفن کرو اس لئے کہ دونوں کے درمیان صفائی و محبت تھی۔ دوبارہ ارشاد ہوا کہ ان دونوں کو جو دنیا میں باہم دوست تھے ایک ہی قبر میں دفن کرو۔

عبداللہ بن عمرو سرخ آدمی تھے، چند یا پر بال نہ تھے، لائے نہ تھے۔ عمرو بن جموح لائے نہ تھے دونوں پہنچان لئے گئے اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے قبر سیلاب زدہ تھی اس میں سیلاب داخل ہو گیا قبر کھودی گئی تو ان پر چادریں پڑیں تھیں، عبداللہ کے چہرے پر زخم لگا تھا، ان کا ہاتھ اپنے زخم پر تھا۔ ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو خون جاری ہو گیا پھر ہاتھ اپنے مقام پر واپس کر دیا گیا تو خون رک گیا۔

جابر نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو انکی قبر میں دیکھا تو گویا وہ سورے تھے ان میں قلیل یا کثیر کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔ پوچھا گیا کہ کیا تم نے ان کے کفن دیکھے تھے۔ جواب دیا کہ انھیں صرف ایک چادر میں کفن دیا گیا تھا جس

سے چہرہ تو چھپا تھا اور پاؤں پر (حرمہ) گھاس ڈال دی گئی تھی، ہم نے چادر کو بھی اسی طرح پایا جس طرح وہ شروع میں تھی، گھاس جوان کے پاؤں پر تھی اپنی جوت پر تھی، حالانکہ دفن اور اس واقعے کے درمیان چالیس سال کا زمانہ گزرا تھا۔ جابر نے اصحاب بنی ہاشم سے مشورہ لیا کہ ان کو مشک سے معطر کر دیا جائے تو ان لوگوں نے انکار کیا اور کہا کہ ان میں کوئی نئی بات نہ کرو۔ وہ دونوں اس مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کر دیئے گئے۔ یہ اس لئے کیا گیا کہ پانی کا سونہ ان پر سے گزر رہا تھا، وہ لوگ اس حالت میں نکالے گئے کہ تروتازہ تھے۔ اور کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔

جابر سے مروی ہے کہ جس وقت معاویہؓ نے نہر جاری کی تو ہمیں ہمارے شہدائے احد کی طرف پکارا گیا، ہم نے انھیں چالیس سال کے بعد نکالا تو ان کے جسم نرم تھے ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے تھے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ قبر میں میرے والد کے ساتھ ایک اور شخص بھی دفن کئے گئے تھے، میرا دل خوش نہ ہوا۔ یہاں تک کہ انھیں نکال کر تنہا دفن کر دیا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے ان سے کہا کہ مجھے امید ہے میں صبح کو پہلا شخص ہوں گا جیسے شہادت ہوگی۔ تمہیں عبد اللہ کی بیٹیوں کے حق میں خیر کی وصیت کرنا ہوں، وہ شہید ہو گئے تو ہم نے دودو آدمیوں کو ایک ایک قبر میں دفن کیا میں نے انھیں بھی ایک دوسرے شخص کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا، ہم چھ مہینے تک ٹھہرے، میرا دل نہ مانتا تھا وقتیکہ میں انھیں تنہا دفن نہ کر لوں، اس لئے انھیں قبر سے نکالا زمین نے سوائے ذرا سی انکی کان کی مو کے اور کسی چیز کو نہیں کھایا تھا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میرے والد کے ساتھ انکی قبر میں ایک یا دو آدمی دفن کئے گئے، اس سے میرے دل میں بے چینی تھی، میں نے انھیں چھ مہینے کے بعد نکالا اور دوسری جگہ منتقل کر دیا۔ میں نے انکی کسی چیز کو متغیر نہیں پایا سوائے چند بالوں کے جو انکی داڑھی میں تھے اور زمین کے متصل تھے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب انکی والد کی وفات ہوئی تو ان پر قرض تھا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میرے والد اپنے اوپر قرض چھوڑ گئے ہمارے پاس سوائے ان کے باغ کی پیداوار کے کچھ نہیں ہے، باغ کی دو سال کی پیداوار بھی اس مقدار کو نہیں پہنچے گی جو ان پر ہے لہذا میرے ساتھ چلئے کہ قرض خواہ مجھ سے بد کلام نہ کریں، آنحضرت کجور کے کھلیانوں میں سے ایک کھلیان کے گرد گھومے اور دعاء کی، وہاں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قرض خواہ کہاں میں، جتنا ان کا تھا آپ نے انھیں ادا کر دیا۔ پھر بھی اتنا ہی بچ گیا جتنا آپ نے انھیں دیا تھا۔

خراش بن الصممہ ابن عمرو بن الجوح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انکی والدہ ام حبیب بنت عبد الرحمن بن ہلال بن عمیر بن الاطم اہل طائف میں سے تھیں، خراش کو قند الضرسین (دو گھوڑوں کا کھینچنے والا) کہا جاتا تھا۔

خراش کی اولاد میں سلمہ تھے، انکی والدہ فلیہ بنت یزید بن قتیلی ابن صحر بن خضاء بن سان بن عبید بن سلمہ میں سے تھیں۔

عبد الرحمن دعائشہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں خراش کی بقیہ اولاد تھی جو سب مر گئے کوئی باقی نہ رہا۔ ابی جابر سے مروی ہے کہ معاذ بن الصممہ بن عمرو بن ضموح خراش کے بھائی بدر میں شریک تھے محمد بن عمر

نے کہا کہ نہ یہ ثابت ہے اور نہ اس پر اتفاق کیا گیا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ خراش بن الصمہ ان اصحاب رسول ﷺ میں تھے جو تیر انداز بیان کئے گئے ہیں۔ وہ واحد میں شریک تھے انھیں غزوہ احد میں دس زخم لگے۔

عمیر بن حرام..... ابن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب جو بروایت محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقیق و محمد ابن اسحاق و ابو معشر نے ان کا ذکر شرکائے بدر میں نہیں کیا۔ انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عمیر بن الحمام..... ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب انکی والدہ النوار بنت عامر ابن نابی بن زید بن حرام بن کعب تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے عمیر بن الحمام اور عبیدۃ بن الحارث کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، دونوں غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوم بدر میں ایک خیمے میں تھے، آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر اس جنت کی طرف جاؤ جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے اور..... پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ عمیر بن الحمام نے کہا کہ خوب، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کیوں تعجب کرتے ہو، عرض کیا میں امید کرتا ہوں کہ اس کا اہل ہوں گا، فرمایا بے شک تم اس کے اہل ہو، انھوں نے اپنے ترکش سے کھجوریں جھاڑیں اور انھیں چبانے لگے، پھر کہا کہ واللہ اگر میں ان کے ہانے تک زندہ رہا تو یہ بڑی طویل زندگی ہے۔ کھجوریں پھینک دیں اور قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اسلام میں انصار کے سب سے پہلے شہید عمیر بن الحمام ہیں جن کو خالد بن الاعلم نے شہید کیا۔

محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ عمیر بن الحمام کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ معاذ بن عمرو..... ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب، ان کی والدہ ہند بنت عمرو ابن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب تھیں۔

معاذ کی اولاد میں عبد اللہ اور امامہ تھیں، ان دونوں کی والدہ ثویہ بنت عمرو بن سعد بن مالک بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بنی ساعدہ میں سے تھیں۔

معاذ سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر تھے، بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

معوذ بن عمرو..... ابن الجموح بن زید بن الحرام، ان کی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام ابن ثعلبہ بن حرام تھیں۔ بروایت موسیٰ بن عقبہ و ابی معشر و محمد بن عمر، بدر میں شریک تھے۔ محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں

نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں حاضر تھے وہ احد میں بھی شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔
ان دونوں کے بھائی:

خالد بن عمرو بن الجحوج بن زید بن حرام، انکی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام ابن ثعلبہ بن حرام تھیں۔ تمام راوی مشفق ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے، احد میں بھی حاضر تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حباب بن الممذر..... ابن الجحوج بن زید بن حرام بن کعب۔ کنیت ابو عمرو تھی انکی والدہ الشموں بنت حق بن امہ بن حرام تھیں۔

حباب کی اولاد میں خشرم اور ام جمیل تھیں، دونوں کی والدہ زینب بنت صفی بن حر بن خضامی حبید بن سہل میں سے تھیں، حباب وبقی تھے جن کے ماموں عمرو بن الساعدی ایک نقیب تھے وہ زحباب بن معوذہ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیز گئے تاکہ مر جائیں، حباب بدر میں شریک تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مقام پر نزول فرمایا، حباب بن الممذر نے کہا کہ یہ منزل نہیں ہے، آپ ہمیں ایسے مقام پر لے چلیے جہاں پانی قوم کے قریب ہو کہ ہم اس پر ایک حوض بنالیں، اس میں برتن ڈال دیں، پانی استعمال کریں اور پھر لڑیں، اس کے سوا جتنے کنویں میں انھیں پاٹ دیں۔

جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئے اور فرمایا کہ رائے یہی ہے جس کا حباب الممذر نے مشورہ دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حباب تم نے عقل کا مشورہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ نے یہی کیا۔ یحییٰ بن سعد سے مروی ہے کہ یوم بدر میں بنی ہاشم نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حباب الممذر کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہم ماہر جنگ ہیں، میری رائے یہ ہے کہ ہم سب کنویں پاٹ دیں، سوائے اس ایک کنویں کے جس پر ہم ان لوگوں سے مقابلہ کریں۔

آپ نے یوم قریظہ اور یوم النخیر میں بھی لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حباب بن الممذر کھڑے ہوئے اور یہ رائے پیش کی کہ ہم غلات کے درمیان اتریں تاکہ ان کی خبر ان سے اور ان کی خبر ان سے منقطع ہو جائے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں کا قول اختیار کیا۔

محمد بن انسین مروی ہے کہ یوم بدر میں خزرج کا جھنڈا حباب الممذر کے پاس تھا۔

محمد بن محمد نے کہا کہ حباب بن الممذر رجب بدر میں شریک ہوئے تو وہ ۲۲ سال کے تھے۔ سب نے ان کے بدر میں شریک ہونے پر اتفاق کیا۔

محمد بن اسحاق نے ان کا بیان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں شریک تھے۔ حبانکہ ہمارے نزدیک یہ ان کا وہم ہے اس لئے کہ بدر میں حباب بن الممذر کا معاملہ مشہور ہے حباب احد میں بھی شریک تھے۔ اس روز وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے انھوں نے آپ سے موت پر بیعت کی، خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

جس وقت انصار حقیقہ بنی ساعدہ میں بن عبادہ سے بیعت کرنے کے لئے جمع ہوئے تو یہ بھی وہاں موجود

تھے ابو بکرؓ اور عمرؓ و ابو عبیدہ ابن الجراح اور دوسرے مہاجرین بھی آئے ان لوگوں نے گفتگو کی تو حباب بن المہذرنے کہا کہ ”انا جذیلہا المحلک و عذیقہا المر جب (یہ مجھ اور ایسے وقت استعمال کرتے ہیں جب اپنے کو مرجع الیہ ظاہر کرنا ہو۔) میں وہ شاخ ہوں جس سے اونٹ اپنا جسم کھاتے ہیں اور وہ میوہ تو رسہوں جو بابرکت (ایک امیر ہم میں ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو، پر ابو بکرؓ سے بیعت کر لی گئی اور سب لوگ منتشر ہو گئے۔

حباب بن المہذر کی وفات عمر بن الخطاب کی خلافت میں ہوئی۔ (الحباب بن المہذر یوم ہرمونہ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے ہی میں شہید ہو چکے تھے اس لئے یہ سب وہم راوی ہے۔) انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عقبہ بن عامر..... ابن نابی بن زید بن حرام بن کعب، انکی والدہ فلیہ بنت سکن بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن عدی بن کعب بن سلمہ تھیں انکی بقیہ اولاد نہیں تھی۔

عقبہ، عقبہ اولیٰ میں موجود تھے۔ انھیں ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جو مکہ میں اسلام لائے، وہ اول انصار تھے جن کے قبل کوئی نہ تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

عقبہ بدر واحد میں شریک تھے۔ انھوں نے اس روز اپنے خود میں سبزی دبطور نشان کے لگائی تھی، خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب تھے، یمامہ میں بھی شریک تھے اور اسی روز ۱۲ سیہ میں شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں ہوا۔

ثابت بن ثعلبہ..... ابن زید بن حارث بن حرام بن کعب، انکی والدہ ام اناس بنت سعد تھیں جو بنی عذرہ پھر بنی سعد ہذیم پھر قضاہ میں سے تھیں۔

یہی میں جن کو ثابت بن الجذع کہا جاتا ہے، الجذع ثعلبہ بن زید تھے۔ ان کا یہ نام انکی شدت قلب و خود رائی کی وجہ سے رکھا گیا (کیونکہ جذع کے معنی درخت کے خشک تنے کے ہیں)

ثابت بن ثعلبہ کی اولاد میں عبداللہ حارث اور ام اناس تھیں، انکی والدہ امامہ بنت عثمان بن خلدہ بن مغلہ بن عامر بن زریق خزرج میں سے تھیں، ان لوگوں کی بقیہ اولاد بھی جو ختم ہو گئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک قوم زمانہ قریب سے ان کی طرف ثابت کی طرف منسوب ہے۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ثابت ابن ثعلبہ الجذع تھے۔

سب کی روایت میں ثابت ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، ثابت بدر واحد و خندق و حدیبیہ و خیبر و فتح مکہ یوم طائف میں موجود تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔

عمیر بن الحارث..... ابن ثعلبہ بن حارث بن حرام بن کعب بروایت موسیٰ بن عقبہ عمیر بن الحارث بن

لبدہ بن ثعلبہ بن الحارث تھے، انکی والدہ کبشہ بنت ناعنی زید بن بن حرام بن سلمہ سے تھیں۔

تمام راوی متفق ہیں کہ وہ عقبہ میں موجود تھے۔ بدر واحد میں بھی شریک تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حرام بن کعب کے موالی

تمیم مولائے خرش..... ابن الصمرہ، رسول اللہ ﷺ نے تمیم مولائے خراش ابن الصمرہ اور حباب مولائے عقبہ بن غزوہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، تمیم بدر واحد میں شریک تھے، جس وقت انکی وفا ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حبیب بن الاسود..... جو بنی حرام کے مولیٰ تھے، محمد بن اسحاق و ابو محشر و محمد بن عمر نے بھی اسی طرح حبیب بن الاسود کہا، موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں حبیب بن سعد کہا جو حرام کے مولیٰ تھے، وہ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت بقیہ اولاد نہ تھی۔

بنی عبید بن عمار بن غنم بن کعب بن سلمہ جو (دیوان میں) علیحدہ پکارے جاتے تھے

بشر بن البراء..... ابن معرور بن معمر بن خضاء بن سنان بن عبید انکی والدہ خلیدہ بنت قیس بن ثابت بن خالد الفجعی کی شاخ بنی دھان میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور ان اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے جو تیر انداز بیان کئے گئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بشر بن البراء معرور اور قد بن عبد اللہ انکی حلیف بنی عدی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

بشر بدر واحد و خندق و حدیبیہ و خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے انھوں نے یوم خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ وہ زہرا لود بکری کھائی جو آپ کو یہودیہ نے ہدیہ دی تھی۔ بشر نے پنا لقمہ لگایا تو وہ اس جگہ سے ہٹے بھی نہ تھے کہ رنگ بدل کر طیلسان کی طرح سبز ہو گیا۔ درود نے انھیں ایک سال تک اس طرح جتلا رکھا کہ بغیر کروٹ بدلوائے کروٹ تک نہ بدل سکتے تھے، پھر اسی سے انکی شہادت ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے مقام سے ہٹے نہ تھے کہ انکی وفات ہو گئی۔

عبدالرحمن عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بنی سلمہ، تمھارا سردار کون ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ الجعد بن قیس۔ ان میں اور کوئی برائی نہیں سوئے اس کے کہ بخل ہے ف زیادہ اور کون مرض ہوگ۔ تمھارے سردار بشر بن براء ابن معرور ہیں۔

عبداللہ بن الجعد..... ابن قیس بن معمر بن خضاء بن سنان بن عبید، انکی والدہ ہند بنت سہل جہینہ کی شاخ بنی العربہ میں سے تھیں انکے اخیانی بھائی معاذ ابن جبل تھے۔

عبداللہ بدر واحد میں شریک تھے ان کت والد الجعد بن قیس کی کنیت ابو وہب تھی اس نے بھی اسلام ظاہر کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب جہاد بھی گئے تھے حالانکہ وہ منافق تھا جب رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کیا تو اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ”و منہم من یقول انہن لی ولا تفتی الافی الفتنہ سقطوا“ (ان لوگوں

میں وہ بھی ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اجازت دیجئے اور ہمیں فتنہ میں نہ ڈالئے، دیکھو خبردار یہ لوگ فتنے میں پڑ گئے ہیں) عبد اللہ بن الجعد کی بقیہ اولاد نہ تھی، ان کے بھائی محمد بن الجعد بن قیس کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سنان بن صفی ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید، انکی والدہ نائلہ بنت قیس بن السمان بن سنان بن سلمہ میں سے تھیں، سنان بن صفی کی اولاد میں مسعود تھے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
سنان سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر واحد میں بھی شریک تھے۔ جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عقبہ بن عبد اللہ ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید، انکی والدہ بشرہ بنت زید بن امیہ ابن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔ بدر واحد میں شریک تھے، جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

طفیل بن مالک ابن خنساء بن سنان بن عبید، انکی والدہ اسماء بنت القیس بن کعب بن سواد بن سلمہ میں سے تھیں۔

طفیل بن مالک کی اولاد میں عبد اللہ اور الربیع تھے، دونوں کی والدہ ام بنت قرط بن خنساء بن سنان بن عبید بن سلمہ میں سے تھیں۔

طفیل بن مالک سب کی روایت میں عقبہ میں شریک تھے، بدر واحد میں بھی تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی جو سب کے سب ختم ہو گئے اور لا ولد مر گئے۔

طفیل بن مالک ابن خنساء بن سنان بن عبید، انکی والدہ خنساء بنت رباع بن النعمان ابن سنان بن عبید تھیں جو جابر بن عبد اللہ بن رباع کی پھوپھی تھیں۔ طفیل سب کی روایت میں عقبہ میں شریک تھے، بدر واحد میں بھی تھے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

احد میں انھیں تیرہ زخم لگے تھے، غزوہ خندق میں بھی شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔ وحشی نے انھیں شہید کیا تھا۔

وحشی کہا کرتے تھے کہ حمزہ بن عبد المطلب اور طفیل بن نعمان کا اللہ نے میرے ہاتھ سے اکرام کیا اور انکے ہاتھوں سے میری توہین کی کہ میں کفر کی حالت میں قتل کر دیا جاتا۔

طفیل بن النعمان کی اولاد میں ایک بیٹی تھی جن کا نام الربیعہ تھا ان سے ابو یحییٰ عبد اللہ بن عبد مناف بن النعمان بن سنان بن عبید نے نکاح کیا ان سے ان کے یہاں ولایت ہوئی الربیعہ کی والدہ اسماء بنت قرط بن خنساء بن سنان بن عبید تھیں۔ انکی بقیہ نہ تھی۔

عبد اللہ بن عبد مناف ابن النعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کنیت ابو یحییٰ تھی، انکی والدہ تمیمہ بنت عبید بن ابی کعب ابن القیس بن کعب بن سواد بن سلمہ میں سے تھیں جن کا نام تمیمہ تھا، انکی

والدہ الریح بنت الطفیل بن النعمان ابن خضاء بن سنان بن عبید تھیں۔

عبداللہ بن عبد مناف بدر واحد میں شریک تھے۔ وفا کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

جابر بن عبد اللہ..... ابن رکاب بن النعمان بن سنان بن عبید، انکی والدہ ام جابر بنت زہیر بن ثعلبہ بن عبید بن سلمہ سے تھیں۔

جابر جوان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے۔ جابر بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں بھی بیان کی ہیں۔

الکلی نے اس آیت "یحمو اللہ ما یشاء ویثبت" (اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے) کی تفسیر میں ان سے بیان کیا کہ "یحمو من الرزق ویزید نیہ ویمحو من الاجل ویزید فیہ" (رزق میں سے مٹا دیتا ہے اور اس میں زیادہ کر دیتا ہے اور موت میں سے (کچھ دن) مٹا دیتا ہے اور اس میں زیادہ کر دیتا ہے)

میں نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ سے کس نے بیان کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابوصالح نے جابر بن عبد اللہ بن رکاب الانصار سے اور انھوں نے بنی منیہ سے روایت کی۔ جابر عبد اللہ بن رکاب الانصار سے مروی ہے کہ بنی منیہ نے اس آیت "الھم البشری فی الحبوة الدنیا و فی الآخرة" (ان کے لئے حیات دنیا و آخرت میں خوشخبریاں میں) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ رویائے صالحی (پچھے خواب) ہیں جنہیں بندہ دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں۔

خلید بن قیس..... ابن النعمان بن سنان بن عبید، ان کی والدہ اوام بنت القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں محمد بن اسحاق و محمد بن عمر نے خلید کو اسی طرح کہا ہے موسیٰ بن عقبیٰ و ابو معشر نے خلید بن قیس کہا۔ ان کے سواد دوسروں نے خالد بن قیس کہا عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ خالد بن قیس تھے ان کے ساتھ ان کے ایک حقیقی بھائی بھی جن کا نام خلاد تھا۔ بدر میں شریک تھے۔

موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے شرکائے بدر میں خلاد کا ذکر نہیں کیا۔ میں بھی اسے ثابت نہیں سمجھتا۔ خلید بن قیس بدر واحد میں شریک تھے جب ان کی وفا ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

یزید بن الہمذ ر..... ابن سرح بن خناس بن سنان بن عبید۔ سب کی روایت میں ستر الانصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یزید بن الہمذ ر اور عامر بن الربیعہ، حلیف عدی بن کعب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا یزید بن الہمذ ر بدر واحد میں شریک تھے جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن محمد العمارۃ الانصاری نے بیان کیا ہے کہ زمانہ قریب سے ایک قوم نے یزید بن الہمذ ر کی طرف اپنا انتساب کیا ہے، یہ باطل ہے۔

ان کے بھائی:

معقل بن المنذر ابن سرج بن خناس بن سنان بن عبید، سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر واحد میں بھی شریک تھے جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن النعمان ابن بدمہ بن خناس بن سنان بن عبید، محمد بن عمر نے اسی طرح بدمہ کہا۔ موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بدمہ کہا عبداللہ بن محمد ابن عمارۃ الانصار نے کہا کہ بدمہ وہ ہیں جو ابو قتادہ بن ربیع بن بدمہ کے چچا زاد بھائی تھے۔
عبداللہ بن النعمان بدر واحد میں شریک تھے۔ جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

جبار بن صخر ابن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، انکی والدہ ہیکہ بن خرشہ بن عمرو بن عبید بن عامر بن بیاضہ تھیں جبار کی کنیت ابو عبداللہ تھی، سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے جبار بن صخر اور مقداد بن عمرو کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔
جبار بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، رسول اللہ ﷺ انھیں خاص (کھجوروں کا اندازہ کرنے والا) بنا کے خیبر وغیرہ بھیجا کرتے تھے، جبار جس وقت بدر میں شریک ہوئے تو ۳۲ سال کے تھے انکی وفات ۳۵ء میں مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ضحاک بن حارثہ ابن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، ان کی والدہ ہند بنت مالک بن عامر بن بیاضہ تھیں۔
ضحاک کی اولاد میں یزید تھے، ان کی والدہ امامہ بنت محرز بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن سلمہ میں سے تھیں، ایک زمانے سے ضحاک کی بقیہ اولاد مر چکی تھی۔
ضحاک کی سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر میں بھی شریک تھے۔

سواد بن رزن ابن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، انکی والدہ ام قیس بن القین بن کعب بن سواد بن سلمہ میں سے تھیں۔

محمد بن عمرو اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا نام و نسب اسی طرح بیان کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ وہ اسود بن رزن ثعلبہ تھے انھوں نے زید کا ذکر نہیں کیا محمد بن اسحاق و ابو معشر نے سواد بن رزق ابن ثعلبہ کہا۔ یہ ہمارے نزدیک ان کے رایوں کے نام کے پڑھنے میں خطا ہے۔

سواد بن رزن کی اولاد میں ام عبداللہ بن سواد مباہیات میں سے تھیں، ام رزن بنت سواد یہ بھی مباہیات میں سے تھیں، انکی والدہ خنساء بنت رباع بن النعمان بن سنان بن عبید تھی۔

سواد بن رزن بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی عبید بن عدی اور ان کے موالی

حمزہ بن الحکمیر اشجع کے پھر بنی وہمان کے حلیف تھے۔ محمد بن عمر نے اسی طرح کہا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے خارجہ بن الحکمیر سنا ہے، محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ خارجہ بن الحکمیر تھے۔ موسیٰ بن عقیلی نے کہا کہ وہ حارثہ بن الحکمیر تھے۔ اور ابو معشر سے مختلف روایتیں ہیں۔ ان کے بعض راویوں نے کہا کہ وہ حریہ بن الحکمیر تھے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ اشجع بنی وہمان حلیف بنی عبید ابن عدی میں سے تھے۔ بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔
ان کے بھائی:

عبداللہ بن الحکمیر جو اشجع... بنی عہمان میں سے تھے۔ ان کے نام میں سب کا اتفاق ہے ان کے بارے میں کسی کا اتفاق نہیں کہ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔
نعمان بن سنان بنی عبید بن عدی کے موالی تھے اس پر سب کا اتفاق ہے، بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ

قطبہ بن عامر ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد۔ کنیت ابو زید تھی۔ انکی والدہ زنیب بنت عمرو بن سنان بن عمرو بن مالک بن یہشہ بن قطبہ بن عوف بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن اقصیٰ بن عمرو تھیں جو اسلم میں سے تھیں۔
قطبہ کی اولاد میں ام جہیل تھیں کی مہالعات میں شمار تھا۔ ان کی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن خلید بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

قطبہ سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر تھے، ان کو ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے ان کے متعلق مروی ہے کہ وہ انصار میں سب سے پہلے مکہ میں اسلام لائے کہ ان سے قبل کوئی مسلمان نہ ہوا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے۔

قطبہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں تھے جو تیر انداز بیان کئے گئے ہیں۔ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب رہے غزوہ فتح میں بنی سلمہ کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا۔ غزوہ احد میں ان کے نوزخم لگے تھے۔ ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قطبہ بن عامر بنحدیدہ کو جس آدمیوں کے

ہمراہ کھم کے ایک قبیلے کی طرف بتالہ میں بھیجا اور حکم دیا کہ ان لوگوں پر دفعتاً حملہ کر دیں۔

یہ لوگ الجاضر تک پہنچے اور سو گئے۔ بیدار ہو کے بڑھے اور دفعتاً حملہ کر دیا اس قوم نے بھی حملہ کیا باہم شدید لڑائی ہوئی جس میں فریقین کو بکثرت ذکم گئے۔ قطبہ کے ساتھی غالب رہے اور جس کو چاہا قتل کیا۔ ان کے اونٹ اور بکریاں مدینہ ہٹا لائے خمس نکالنے کے بعد ان کے حصہ میں فی کس چار اونٹ تھے ایک اونٹ جس میں بکریاں کے مساوی قرار دیا گیا۔ یہ سریہ صفر ۹ء میں ہوا تھا۔

ابو معشر نے کہا کہ قطبہ بن عامر نے غزوہ بدر میں دونوں حقوں کے درمیان ایک پتھر پھینک دیا۔ اور کہا کہ اس وقت تک میں بھی نہ بھاگوں گا جب تک کہ یہ پتھر نہ بھاگے۔ قطبہ زندہ رہے۔ یہاں تک کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انکی وفات ہوئی۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

یزید بن عامر..... بن حدیدہ بن عمرو بن سواد، کنیت ابو المنظر تھی۔ انکی والدہ زنیب بنت عمرو بن سنان تھیں۔

وہی قطبہ بن عامر کی والدہ بھی تھیں۔

یزید بن عامر کی والدہ میں عبدالرحمن اور منذر تھے، ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت جری بن عمرو بن عہد رزاح بن ظفراوس میں سے تھیں۔

یزید بن عامر سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ بدر واحد میں بھی شریک تھے، مدینہ اور بغداد میں انکی بقیہ اولاد تھی۔

سلیم بن عمرو..... ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد، ان کی والدہ ام سلیم بنت عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد بنی سمرہ میں سے تھیں۔

تمام راویوں کا اتفاق ہے کہ وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے بدر واحد میں بھی حاضر تھے ہجرت کے تیسویں مہینے بمابہ شوال غزوہ احد میں شہید ہوئے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ثعلبہ بن عثمہ..... ابن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد ان کی والدہ جہیدہ بن القین بن کعب بنی سلمہ میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ جب اسلام لائے تو وہ اور معاذ بن جبل اور عبداللہ بن انیس بنی سلمہ کے بت توڑ رہے تھے۔

بدر واحد و خندق میں شریک تھے اسی روز شہید ہوئے، ہبیرہ ابن ابی وہب الحزوی نے شہید کیا۔

عبس بن عامر..... ابن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد، انکی والدہ ام البنین بنت زہیر بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر واحد میں بھی شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابو الیسر جن کا نام کعب بن عمرو تھا..... ابن عباد بن عمرو بن سواد، انکی والدہ نسیمہ بنت قیس بن الاسود ابن مرثی بن سلمہ میں سے تھیں۔

ابو الیسر کی اولاد میں عمیر تھے، انکی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں، یہ جابر بن عبد اللہ اور یزید بن ابی الیسر کی پھوپھی تھیں، ان کی والدہ لہابہ بنت الحارث بن سعید مزینہ میں سے تھیں۔

حبیب، انکی والدہ ام ولد تھیں۔

عائشہ انکی والدہ ام لرباع بنت عبد عمرو بن مسعود بن عبد الاشہل تھیں۔

ابو الیسر سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے، جس وقت وہ بدر میں شریک ہوئے تو بیس سال کے تھے، احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ابو الیسر قصیر و پست قد بڑے پیٹ والے آدمی تھے، ان کی وفات ۳۵ھ میں مدینہ میں ہوئی۔ یہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ انکی بقیہ اولاد مدینہ میں تھی۔

سہل بن قیس..... ابن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد، انکی والدہ نائلہ بنت سلامہ بن وقش بن زہبہ بن زغوراء بن عبد الاشہل اوس میں سے تھیں، کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین شاعر کے چچا زاد بھائی تھے۔ سہل بدر واحد میں شریک تھے عترت کے بیسویں مہینے بماء شوال یوم احد میں شہید ہوئے احد مشہور ہتر والے ہیں انکی اولاد میں ایک مرد اور ایک خاتون باقی تھیں۔

بنی سواد بن غنم کے موالی

عنترہ مولائے سلیم..... ابن عمرو بن عبد یفہ بن عمرو بن سواد۔ بدر واحد میں شریک تھے، اسی روز شہید ہوئے نوفل بن معاویہ الدلی نے شہید کیا موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ وہ عنترہ بن عمرو تھے جو سلیم ابن عمرو کے مولیٰ تھے۔

بقیہ بنی سلمہ

معبد بن قیس..... ابن صلی بن صخر حرام بن ربیعہ بن عدی بن ظنم بن کعب بن سلمہ۔ انکی والدہ الرہرہ بنت زہیر بن حرام بن ثعلبہ بن عبید بن سلمہ میں سے تھیں محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ان کا نام و نسب بیان کیا اور اسی طرح کتاب نصب الانصار میں بھی ہے لیکن موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر، معبد بن قیس بن صخر کہتے، وہ لوگ صلی کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

معبد بدر واحد میں شریک تھے۔ جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن قیس ابن صلی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے عبداللہ بن قیس کا ان لوگوں کے ساتھ ذکر کیا ہے جو بدر میں شریک تھے، موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں انکا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو بدر میں موجود تھے، عبداللہ احد میں بھی شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

عمرو بن طلحہ محمد بن اسحاق و ابو معشر محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا ذکر شرکائے بدر کے ساتھ کیا ہے لیکن موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں ان کو شرکائے بدر میں شمار نہیں کیا۔ وہ احد میں بھی شریک تھے۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

معاذ بن جبل ابن عمرو بن اوس بن عاذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد براور سلمہ بن سعد، انکی والدہ ہند بن زہل بنی الربیعہ کی شاخ جہینہ میں سے تھیں ان کے اخیانی بھائی عبداللہ بن الجعد بن قیس المل بدر میں سے تھے۔

معاذ بن جبل کی اولاد معاذ کی اولاد میں ام عبداللہ تھیں جن کا شمار مہاجرین میں تھا۔ انکی والدہ ام عمرو بنت خالد بن عمرو بن عدی بن سنان بن بانی بن عمرو بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔ ان کے دو بیٹے تھے۔ ایک عبدالرحمن اور دوسرے کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔ نہ ان دونوں کی والدہ کا نام ہم سے بیان کیا گیا۔ معاذ کی کنیت ابو عبدالرحمن تھی۔

وہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں آئے تھے۔ معاذ بن جبل جب اسلام لائے تو وہ اور ثعلبہ بن عمرو اور عبداللہ بن انیس بنی سلمہ کے بت توڑ رہے تھے۔

ابن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل اور عبداللہ بن مسعود کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔ جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن خاص محمد بن اسحاق کی روایت میں جس کا ان کے سوا کسی نے ذکر نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل اور جعفر بن ابی طالب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ مواخاۃ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد بدر سے پہلے ان لوگوں میں ہوئی تھی۔ غزوہ بدر کے بعد جب آیت میراث نازل ہوئی تو مواخاۃ جاتی رہی۔ جعفر بن ابی طالب نے اس سے پہلے ہی مکہ سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان جب عقد مواخاۃ کیا تھا تو وہ ملک حبشہ میں تھے اور سات سال بعد آئے لہذا یہ محمد بن اسحاق کا وہم ہے

غزوہ بدر میں معاذؓ کی عمر معاذ جب بدر میں شریک ہوئے تو جیسا کہ انہی قوم سے مراد ہے۔۔۔ میں یہ اکیس سال کے تھے۔ معاذ احد و خندق اور تمام مشاہد میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ جس وقت معاذ بن جبل کے قرض خواہوں نے ان پر فتنی کی تو رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں کے لئے انھیں ان کے مال سے جدا کر کے یمن بھیج دیا۔ اور فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تمھارا نقصان پورا کر دے گا محمد بن عمر نے کہا کہ یہ واقعہ ربیع الآخر ۹ء کا ہے۔

معاذ بن جبلؓ سے رسول اللہ ﷺ کا امتحان..... معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے یمن بھیجا تو فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس کا فیصلہ کا ہے سے کرو، عرض کی جو کتاب اللہ میں ہے ان سے فیصلہ کرو، فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں نہ ہو، عرض کی اس سے فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ نے فیصلہ کیا ہے، فرمایا کہ اگر رسول اللہ کے بھی فیصلے میں نہ ہو، عرض کی اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا۔ آنحضرت نے میرے سینے پر برکت کے لئے مارا۔ اور فرمایا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس سے وہ رسول اللہ کو راضی کرے۔

بہترین صاحب علم و دین ابن النبیج سے ہے۔۔۔ سال النبیؐ نے اہل یمن کے پاس معاذ کو لے نا اور لکھ کر میں نے تم پر ایسے فتنے کو بھیجا ہے جو میرے بہترین اصحاب میں سے ہے اور ان میں بہترین صاحب عالم و صاحب دین ہے۔

شیخ بن سعید سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل نے کہا کہ جس وقت میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو سب نے اُتر کر دھست رمال میں بیٹھ گئے۔ فرمائی وہ یہ تھی کہ لوگوں کے ساتھ اپنے اخلاق اچھے رکھنا۔

شیرہ۔۔۔ سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل لنگڑے آدمی تھے، جب معلم بنا کے یمن بھیجے گئے تو انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھانی اور نماز میں اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ قوم نے بھی اپنے پاؤں پھیلا دیئے۔ جب نماز پڑھ لی تو انھوں نے کہا کہ تم دوگوں نے اچھا کیا، لیکن دوبارہ نہ کرنا میں نے تو صرف اس لئے اپنا پاؤں نماز میں پھیلا دیا کہ مجھے تکلیف ہے۔

شیخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ کو یمن پر عامل بنایا، بنی حنیظلہ کی وفات ہوئی اور ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے تو معاذ یمن ہی کے عامل تھے، عمرؓ اس سال حج پر عامل تھے۔ معاذ مکہ آئے تو ان کے ساتھ رفیق تھا اور غلام علیحدہ تھے عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ اے ابو عبد الرحمن یہ غلام کس کے ہیں، انھوں نے کہا کہ میرے ہیں فرمایا وہ کہاں سے تمہارے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ مجھے ہدیہ دیئے گئے ہیں، عمرؓ نے کہا کہ میرا کہنا مانو اور انھیں ابو بکرؓ کے پاس بھیج دو اگر وہ خوشی سے تمہیں ان کو دیدیں تو وہ تمہارے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں اس میں آپ کا کہنا نہیں مانوں گا۔ کہ ایل شے جو مجھے ہدیہ دی گئی ہے میں اسے ابو بکرؓ کے پاس بھیج دوں۔

رات کو سوئے صبح ہوئی تو انھوں نے کہا اے ابن الخطاب میں سوائے آپ کا کہنا ماننے کے اور کوئی صورت نہیں دیکھتا میں رات کو خواب میں دیکھا کہ میں دوزخ کی طرف کھینچا یا ہنکا یا ایسا ہی کیا جا رہا ہوں آپ میرا فیہ پکڑے ہوئے ہیں، لہذا آپ ان سب کو ابو بکرؓ کے پاس لے جائے۔ انھوں نے کہا کہ تم اس کے زیاد مستحق ہو کہ خود

لے جاؤ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ وہ تمہارے ہیں انھیں اپنے گھر والوں میں لے جاؤ۔

غلام ان کے پیچھے صف باندھ کر نماز پڑھنے لگے، جب وہ واپس ہوئے تو پوچھا کہ تم لوگ کس کی نماز پڑھتے ہو، سب نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی۔ انھوں نے کہا کہ تم لوگ جاؤ کیونکہ تم انھیں کے ہو۔

موسیٰ بن عمران بن مناع سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لشکر پر آپ کے عامل معاذ بن جبل تھے۔

ذکوان سے مروی ہے کہ معاذ بن جبلؓ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، پھر آ کر اپنی قوم کی امامت کرتے تھے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری امت کے زیاد عالم حلال و حرام معاذ بن جبل ہیں۔ عبد اللہ بن الصامت سے مروی ہے کہ معاذ نے کہا جب سے میں اسلام لایا بیشہ اپنی داہنی طرف تھوکا۔ حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل نے اپنی داہنی طرف تھوکا جبکہ وہ نماز میں نہ تھے اور کہا کہ ب سے میں نے بنی ہاشم کی صحبت پائی ہے ایسا نہیں کیا۔

محموظ بن علقمہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ معاذ بن جبل اپنے خیمے میں داخل ہوئے تو بیوی کو دیکھا کہ خیمے کے سوراخ سے جھانک رہی ہیں، انھوں نے ان کو مارا، معاذ تر بوز کھار ہے تھے ہمراہ ان کی بیوی بھی تھی، ان کا غلام گزرا تو بیوی نے اسے تر بوز کا ٹکڑا جو انھوں نے دانٹ سے کاٹا تھا دیدیا۔ معاذ نے انھیں مارا۔

ابی اوریس الخولائی سے مروی ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا۔ اتفاق سے وہاں ایک چمکدار دانٹ والا شخص تھا، لوگ اس کے گرد تھے اگر کسی بات میں اختلاف کرتے تو اس کے پاس لے جاتے اور اس کی رائے سے رجوع کرتے، میں نے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ معاذ بن جبل ہیں۔

جب دوسرا دن ہوا تو میں صبح سویرے گیا۔ وہ مجھ سے زیادہ سویرے آگئے تھے۔ میں نے انھیں نماز پڑھتا ہوا پایا۔ ان کا انتظار کیا یہاں تک کہ انھوں نے اپنی نماز ادا کر لی پھر میں سامنے سے ان کے پاس آیا۔ اسلام کیا اور عرض کہ دانٹ میں آپ سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں، فرمایا اللہ کے لئے، عرض کی اللہ کے لئے، پھر فرمایا اللہ کے لئے، عرض کی اللہ کے لئے۔

انھوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑ کے مجھے اپنی طرف ٹھسینا اور کہا کہ تمہیں خوش خبری ہو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ میری رحمت ان دو شخصوں کے لئے واجب ہوگئی جو میرے بارے میں باہر محبت کریں، میرے بارے میں باہم بینہیں، میرے بارے میں باہم اپنا مال یا طاقت خرچ کریں اور میرے بارے میں باہم زیادت کریں۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ وہ حمص کی مسجد میں گیا۔ وہاں لوگوں کے حلقے میں ایک خوبصورت گندم گوں اور صاف دانٹ والا آدمی تھا۔ قوم میں وہ لوگ بھی تھے جو اس سے عمر میں بڑے تھے۔ پھر بھی وہ اس کے پاس آتے تھے اور حدیث سنتے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں معاذ بن جبل ہوں۔

حلیہ و کچھ صفات مبارکہ..... جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل صورت میں سب سے اچھے، اخلاق میں سب سے پاکیزہ دل دوست کے بحر و کان تھے۔ انھوں نے بہت قرض لے لیا تو قرض خواہ ان کے ساتھ لگ گئے۔ یہاں تک کہ چند روز وہ ان لوگوں سے اپنے گھر میں چھپے رہے۔

قرض خواہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تقاضا کیا تو رسول اللہ نے کسی کو معاذ کے پاس بھیج کر ان کو بلوایا، وہ آپ کے پاس آئے، ساتھ قرض خواہ بھی تھے۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے لئے ہمارا حق ان سے لے لیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس پر اللہ رحمت کرے جو انھیں معاف کر دے۔

کچھ لوگوں نے انھیں معاف کر دیا، دوسروں نے انکار کیا، اور کہا کہ یا رسول اللہ ہمارے لئے ہمارا حق ان سے لے لیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ تم ان لوگوں کے لئے صبر کرو، رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کا مال لے لیا اور قرض خواہوں کو دیدیا، ان لوگوں نے اسے باہم تقسیم کر لیا۔ انھوں نے اپنے حقوق کے ۷۔۵ حصے وصول کر لئے اب قرض خواہوں نے عرض کی یا رسول اللہ انھیں ہمارے لئے فروخت کر دیجئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں چھوڑ دو، تمہارے لئے ان پر کوئی کجائش نہیں ہے۔

معاذ بن سلمہ کی طرف واپس ہوئے ان سے کسی نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن اگر تم رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگ لیتے تو بہتر ہوتا، کیونکہ آج تم نے ناداری کی حالت میں صبح کی ہے، انھوں نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ آپ سے مانگوں۔

وہ دن بھر ٹھہرے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور یمن بھیج دیا اور فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تمہارا نقصان پورا کر دے اور قرض ادا کر دے، معاذ میں روانہ ہو گئے، وہ برابر وہیں رہے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔ وہ اس سال کے پچھپے جبکہ عمر بن الخطاب نے حج کیا، ان کو ابو بکرؓ نے حج پر عامل بنایا تھا دونوں یوم الترویہ (۸ رزی الحجہ) کو منیٰ میں ملے اور معانقہ کیا۔ دونوں میں سے ہر ایک نے رسول اللہ ﷺ کی تعزیت کی پھر زمین پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

عمرؓ نے معاذ کے پاس چند غلام دیکھے پوچھا اے ابو عبد الرحمن یہ کون لوگ ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے انھیں اپنی ایک وجہ سے پایا، عمرؓ نے کہا کہ کس وجہ سے؟ انھوں نے کہا کہ وہ مجھے ہدیہ دیئے گئے ہیں اور ان کے ذریعے سے میرے ساتھ کرم کیا گیا ہے، عمرؓ نے کہا کہ یہ بات ابو بکرؓ سے بیان کرو معاذ نے کہا کہ مجھے ابو بکرؓ سے اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

معاذ سو گئے تو انھوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ آگ کے گڑھے پر ہیں اور عمرؓ ان کے پیچھے سے ان کا نیفہ پکڑے ہوئے آگ میں گرنے سے روک رہے ہیں۔ معاذ گھبرا گئے اور کہا کہ یہ وہی ہے جس کا عمرؓ نے مشورہ دیا تھا۔ معاذ نے ابو بکرؓ سے ذکر کیا تو ابو بکرؓ نے اسے ان کے لئے جائز رکھا۔ انھوں نے اپنے بقیہ قرض خواہوں کو بھی ادا کر دیا، اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ امید ہے کہ اللہ تمہارا نقصان پورا کر دے گا۔

عبد اللہ بن رافع سے مروی ہے کہ جب ابو عبیدہ بن الجراح کی عمواس کے طاعون میں وفات ہوئی تو انھوں نے معاذ بن جبل کو خلیفہ بنادیا۔ طاعون بڑھ گیا تو لوگوں نے معاذ سے کہا کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ اس عذاب کو ہم

سے اٹھالے۔

معاذ نے کہا کہ یہ عذاب نہیں ہے یہ تمہارے نبی ﷺ کی دعاء ہے اور تمہارے پہلے صالحین کی موت اسی میں ہوئی ہے یہ شہادت ہے اس بات کی کہ تم میں سے اللہ جس کو چاہتا ہے اس کے ساتھ مخصوص کر دیتا ہے، اے لوگو! چار خصلتیں ہیں کہ جیسے یہ ممکن ہو کہ وہ ان میں سے کسی کو نہ پائے تو اسے چاہئے کہ اسے نہ پائے۔

لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ایک زمانہ آئے گا جس میں باطل ظاہر ہوگا آدمی صبح ایک دین پر کرے گا اور شام دوسرے دین پر وہ کہے گا، واللہ میں نہیں جانتا کہ کس دین پر ہوں، نہ بصیرت کے ساتھ وہی زندہ رہے گا بصیرت کے ساتھ مرے گا۔ آدمی کو اللہ کے مال میں سے اس شرط پر مال دیا جائے گا کہ وہ جھوٹا باہمی بیان کرے جو اللہ کو ناراض کریں اے اللہ تو آل معاذ کو اس رحمت زدہ، کا پورا حصہ عطا کر۔

ان کے دونوں بیٹے طاعون میں مبتلا ہوئے، پوچھا کہ تم دونوں اپنے کو کس حالت میں پانے ہو، انھوں نے کہا۔ اے ہمارے والد حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے لہذا آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ انھوں نے کہا کہ انشاء اللہ مجھے تم دونوں صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے۔

ان کی دونوں بیویاں طاعون مبتلا ہوئیں اور ہلاک ہو گئیں۔ خود ان کے انگوٹھے میں طاعون ہوا تو اسے اپنے منہ سے یہ کہہ کر چھونے لگے کہ اے اللہ یہ چھوٹی سی ہے تو اس میں برکت دے، کیونکہ تو چھونے میں برکت دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

حارث بن عسیرہ الزبیدی سے مروی ہے کہ میں اس وقت معاذ بن جبل کے پاس بیٹھا تھا جب انکی وفات ہوئی، کبھی ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی اور کبھی افادہ ہو جاتا تھا افاقے کے وقت میں نے انھیں کہتے سنا کہ تو میرا گلا گھونٹ کیونکہ تیری عزت کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ معاذ کے طلق میں طاعون کا اثر ہو گیا تو انھوں نے کہا کہ یارب تو میرا گلا گھونٹتا ہے۔ حالانکہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ عمو اس کے سال جب طاعون واقع ہوا تو معاذ کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ عذاب ہے جو واقع ہوا ہے۔ معاذ نے کہا کہ آیا تم لوگ رحمت کو، جو اللہ نے اپنے بندوں پر کی اس عذاب کے مثل کرتے ہو جو اللہ نے کسی قوم پر کیا جن سے وہ ناراض ہوا بیشک وہ رحمت ہے جسکو اللہ نے تمہارے لئے خاص کیا، وہ شہادت ہے جس کو اللہ نے تمہارے لئے خاص کیا، اے اللہ معاذ اور اس کے گھر والوں پر بھی یہ رحمت بھیج تم سے جس شخص کو مرنا ممکن ہو، وہ قبل ان قتل کے جو ہوں گے مر جائے، قبل اس کے کہ آدمی اپنے اسلام کے بعد کفر کرے یا کسی کو بغیر حق کے قتل کرے یا اہل بغاوت کی مدد کرے یا آدمی یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ میں کا ہے پر ہوں، اگر میں مروں یا جیوں حق پر ہوں یا باطل پر۔

ابو مسلم الخولانی سے مروی ہے کہ میں مسجد حمص میں گیا تو وہاں تقریباً (۳۰) ادھیڑ عمر کے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تھے، ان میں ایک جوان تھا انکھوں میں سرمہ لگائے تھا۔ دانت چمکدار تھے، وہ خاموشی تھا اور کچھ نہیں بولتا تھا۔ جب قوم کسی امر میں شک کرتی تھیں تو اس کے پاس آکر دریافت کرتے تھے میں نے اپنے پاس بیٹھنے والے سے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اس نے کہا معاذ بن جبل۔

اسحاق بن خارجہ بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ معاذ بن جبل لمبے، گورے خوبصورت دانت کے بڑی آنکھ والے تھے بھویں آپس میں ملی ہوئی تھیں، گھونگھروالے بال تھے، جس وقت بدر میں شریک ہوئے تو تیس یا اکیس سال کے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب غزوہ تبوک میں تھے پھر یمن روانہ ہو گئے اس وقت وہ اٹھارہ سال کے تھے شام اعلیٰ اردن میں دبانے عمواس ۱۸ سیۃ بخلاف عمر بن الخطاب وفات ہوئی، اس وقت وہ اڑتیس سال کے تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

کچھ مشابہت..... سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تو ۳۳ سال کے تھے، معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ بھی ۳۳ سال کے تھے۔

سعید بن ابی عروبہ سے مروی ہے کہ میں نے شہر بن حوشب کو کہتے سنا کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ اگر میں معاذ بن جبل کو پاتا تو انھیں خلیفہ بناتا۔ مجھ سے میرا رب انکے متعلق پوچھتا تو میں کہتا اے میرے رب میں نے تیرے بنی کو کہتے سنا کہ قیامت کے دن جب علماء جمع ہوں گے تو معاذ بن جبل بقدر پتھر پھینکے کے ان کے تھے ہوں گے۔

ابن سعد نے کہا کہ بدر میں قبیلہ سلمہ کی کثرت کیوجہ سے سلمہ بدر کہا جاتا تھا اس قبیلے کے ۴۳ آدمی غزوہ بدر میں شریک تھے۔

بنی رزیق بن عامر بن رزیق بن

عبد بن حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج

قیس بن محصن..... ابن خالد بن مخلد بن عامر بن رزیق۔ انکی والدہ امیہ بنت قیس بن زید بن غلدہ بن عامر بن رزیق تھیں، محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر نے قیس بن محصن کو اسی طرح کہا۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ قیس بن حصن تھے۔

قیس کی اولاد میں ام سعد بنت قیس، انکی والدہ خولہ بنت الفا کہ بن قیس بن مخلد بن عامر بن رزیق تھیں۔ قیس بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت مدینے میں انکی بقیہ اولاد تھی۔

حارث بن قیس..... ابن خالد بن مخلد بن عامر بن رزیق۔ انکی کنیت ابو خالد تھی، ان کی والدہ کبشہ بنت الفا کہ بن زید بن غلدہ بن عامر بن رزیق تھیں۔

حارث بن قیس کی اولاد میں مخلد اور خالد اور غلدہ تھے، ان کی والدہ امیہ نسریں بن الفا کہ بن زید بن غلدہ بن عامر بن رزیق تھیں، واقدی نے صرف نسر کہا۔

حارث بن قیس سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ خالف ولید کے ساتھ یمامہ بھی تھے، اسی روز انھیں ذخم لگا جو مندمل ہو گیا، عمر بن الخطاب کی خلافت میں وہ پھٹ گیا جس سے انکی وفات ہو گئی اس لئے شہداء یمامہ میں شمار کئے جاتے ہیں انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

جبیر بن ایاس..... ابن خالد بن مخلد بن عامر بن رزیق، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر نے جبیر بن ایاس کو اسی طرح کہا ہے، عبد اللہ بن محمد ابن عمارۃ الانصار نے کہا کہ وہ جبیر بن ایاس تھے۔ بدر واحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابو عبادہ..... نام سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن رزیق تھا، ان کی والدہ ہند بنت مجلان بن غنم بن عامر بن بياضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔ ابو عبادہ کی اولاد میں عبادہ تھے، ان کی والدہ سنبہ بنت ماعص ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن رزیق تھیں۔

عبد اللہ، ان کی والدہ انیسہ بنے بشر بن یزید بن زید بن النعمان، ابن خلدہ بن عامر بن رزیق تھیں۔
فرورہ، ان کی والدہ ام خالد بنت عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر ابن بياضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔
عبد اللہ اصغر، انکی والدہ ام ولد تھیں۔
عقبہ، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

میونہ (دختر) انکی والدہ جندہ بنت مری بن ساک بن عتیک ابن امری القیس، بن زید بن الاشہل بن جشم تھیں۔

غزوہ بدر واحد میں شریک تھے، وفات کے وقت مدینے میں انکی بقیہ اولاد تھی ان کے بھائی۔

عقبہ بن عثمان..... ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن رزیق، انکی والدہ ام جمیل بنت قطبہ ابن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں، بدر واحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ذکوان بن عبد قیس..... ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن رزیق، کنیت ابو سعید تھی، انکی والدہ اٹحیح میں سے تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے پہلے انصار میں جو اسلام لائے، وہ اور اسعد بن زرارہ ابو امامہ، دونوں روانہ ہو کر باہم مکہ جا رہے تھے کہ بنی نضیر کو سنا، آپ کے پاس آ کر اسلام لائے اور مدینے واپس چلے گئے۔

ذکوان سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور مکہ میں رسول اللہ ﷺ میں رہے، یہاں تک کہ آپ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی، اسی لئے ان کو مہاجرین انصار کہا جاتا تھا۔

بدر واحد میں شریک تھے۔ غزوہ احد میں ابو الحکم بن الاضہ ابن شریق بن علاج بن عمرو بن وہب اشجعی نے شہید کیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوالحکم بن الاعضیٰ پر جو سوار تھا حملہ کیا اس کے پاؤں پر تلواریں اور آدمی ران سے کاٹ دیا۔ اسے اس کے گھوڑے سے گرا کر ختم کر دیا یہ ہجرت کے بیسویں مہینے شوال میں ہوا۔ ذکوان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

مسعود بن خلدہ..... ابن عامر بن خالد بن عامر بن زریق، انکی والدہ امیہ بنت قیس بن ثعلبہ بن عامر بن فہرہ بن بیاضہ بن الخزرج تھیں۔

مسعود کی اولاد میں یزید وجیہ تھے، انکی والدہ الفارحہ بنت الحباب بن الربیع، بن رافع بن معاویہ بن عبید بن الا بجر تھیں، الا بحر حذرہ ابن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے عامر انکی والدہ قسمہ بنت عبید بن المصلیٰ بن لوزان بن حارث بن عدی بن زید تھیں کہ غضب بن جشم بن الخزرج کی اولاد میں سے تھے۔ مسعود بن خلدہ بدر میں شریک تھے انکے اولاد ختم ہو چکی تھی، کوئی باقی نہ رہا۔

عبادہ قیس..... ابن عامر بن خالد بن عامر بن زریق، انکی والدہ خویلدہ بنت بشر ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

عبادہ کی اولاد میں عبدالرحمن تھے، انکی والدہ ام ثابتہ بنت عبید بن وہب الشجع میں سے تھیں۔ سب کی روایت میں سترائے سار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر واحد میں بھی شریک تھے، وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

اسعد بن یزید ابن الفا کہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق، موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر و محمد بن عمرو و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا ہے صرف محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ سعد بن یزید بن الفا کہ تھے۔ اسعد بدر واحد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

فا کہ بن نسر..... ابن الفا کہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق، ان کی والدہ امامہ بنت خالد بن خالد بن عامر بن زریق تھیں، صرف محمد بن عمر نے اسی طرح الفا کہ بن نسر کہا۔ موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ فا کہ بن بشر تھے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ انصار میں نسر کوئی نہیں سوائے سفیان بن نسر کے جو بنی حارث بن الخزرج میں سے تھے۔ فا کہ کی اولاد میں دو بیٹیاں تھیں ام عبداللہ و رملہ، ان دونوں کی والدہ ام نعمان بنت نعمان بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ تھیں۔

فا کہ بدر میں شریک تھے، وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

معاذ بن معص..... ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق، ان کی والدہ الشجع میں سے تھیں رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن معص اور سالم مولائے ابی حذیفہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

معاذ بن رفاعہ سے مروی ہے کہ معاذ بن ماعص بدر میں مجروح ہوئے اسی زخم سے مدینہ میں وفات پا گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں، ثابت یہ ہے کہ وہ بدر واحد زبیر معونہ میں شریک تھے اور اسی روز مصر میں ہجرت چھتیسویں مہینے شہید ہوئے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔
ان کے بھائی:

عائذ بن ماعص ابن قیس بن غلدہ بن عامر بن زریق، ان کی والدہ اٹھج میں سے تھیں رسول اللہ ﷺ نے عائذ بن ماعص اور سویط بن عمرو۔ العبدری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

عائذ بد۔ واحد یوم بیر معونہ میں شریک تھے، اسی روز شہید ہوئے۔ ابن سعد نے محمد بن سعد سے روایت کی کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ وہ بیر معونہ میں شہید نہیں ہوئے اس روز جو شہید ہوئے وہ ان کے بھائی معاذ ابن ماعص تھے، عائذ بن ماعص غزوہ بیر معونہ اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب تھے خالد بن ولید کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک تھے اور اسی روز ہجرت نبوی کے بارہویں سال خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شہید ہوئے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

مسعود بن سعد ابن قیس بن غلدہ بن عامر بن زریق۔ انکی والدہ میں عامر ام ثابت، ام سعد، ام سہل اور ام کہد بنت الفا کہ بن قیس بن غلدہ بن عامر بن زریق تھیں مسعود بدر واحد و خندق یوم بیر معونہ میں شریک تھے اسی روز بروایت محمد بن عمر شہید ہوئے، عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ مسعود یوم خیبر میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، قیس بن غلدہ ابن عامر بن زریق کی اولاد بھی ختم ہو گئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

رفاعہ بن رافع ابن مالک العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق، ان کی والدہ ام مالک بنت ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الجہلی تھیں۔

رفاعہ کی اولاد میں عبد الرحمن تھے، ان کی والدہ ام عبد الرحمن بنت العنسان بن عمرو بن مالک بن عامر بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

عبید، انکی والدہ ام ولد تھیں۔ معاذ ان کی والدہ ام عبد اللہ تھیں جو سلمیٰ بنت معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔ عبید اللہ، العنسان، رملہ، یحییٰ، ام سعد، ان کی والدہ ام عبد اللہ بنت الفاہ بن نسر بن الفا کہ بن زید بن غلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔

ام سعد صغریٰ۔ انکی والدہ ام ولد تھیں، کثم، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ رفاعہ کے والد رافع بن مالک بارہ نقیبوں میں سے ایک نقیب تھے جو ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے، بدر میں شریک نہ تھے، بدر میں ان کے دونوں بیٹے رفاعہ خلا و فرزند رافع شریک تھے۔

رفاعہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب تھے ابتدائے خلافت معاویہ بن ابی سفیان

میں، انکی وفات ہوئی بقیہ اولاد بغداد مدینہ میں بہت ہے۔

علاء بن رافع ابن مالک النخعیان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن عامر بن زریق، ان کی والدہ ام مالک بنت ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم النخعی تھیں۔ علاء بن رافع کی اولاد میں یحییٰ تھے۔ انکی والدہ ام رافع بنت عثمان بن غلہ بن قلد بن عامر بن زریق تھیں۔

علاء بدر واحد میں شریک تھے ان کی بہت اولاد تھی جو مرتے۔ اب کوئی باقی نہیں۔
عبید بن زید ابن عامر بن النخعیان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی، عمرو بن عامر بن زریق کی اولاد بھی مر چکی تھی، سوائے رافع بن مالک کی اولاد کے کہ ان میں سے قوم کثیر باقی ہے، نعمان بن عامر کی اولاد میں ایک یا دو باقی ہیں۔
 جملہ سولہ آدمی:

بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن النخزرج:

زیاد بن لبید ابن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ، کنیت ابو عبد اللہ۔ انکی والدہ غمرہ بنت عبید بن مطروف بن الحارث بن زید بن عبید بن زید قبیلہ اوس کے بنی عمرو بن زید سے تھیں۔

زیاد بن لبید کی اولاد میں عبد اللہ تھے، ان کی بقیہ اولاد مدینہ اور بغداد میں ہے زیاد سب کی روایت میں مدینہ کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، زیاد جب اسلام لائے تو وہ اور بنی بیاضہ کے وفروہ بن عمرو بت توڑتے تھے۔
 زیاد مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے، آپ کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، انھوں نے بھی آپ کے ہمراہ ہجرت کی اسی لئے زیاد کو مہاجر بنی و انصاری کہتے تھے۔

زیاد بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ موسیٰ بن عمران بن منخ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرموت پر آپ کے عامل زیاد بن لبید تھے یمن میں جب اہل البخیر اشعث بن قیس کے ساتھ مرتد ہوئے تو جنگ مرتد بن انھیں کے سپرد تھی، وہ ان پر کامیاب ہوئے، انھوں نے ان میں سے جسے قتل کیا اسے قتل کیا اور جسے قید کیا اسے قید کیا، اشعث ابن قیس کو بیڑیاں ڈال کے ابو بکرؓ کے پاس بھیج دیا۔

خلیفہ بن عدی ابن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ، ابو معشر و محمد ابن عمر نے اسی طرح ان کا نسب بیان کیا، لیکن موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق نے صرف خلیفہ بن عدی کہا۔ اور ان دونوں نے ان کا نسب آگے تک نہیں بیان کیا۔

خلیفہ کی اولاد میں ایک لڑکی تھی جس کا نام آمنہ تھا، اس سے فروہ بن عمرو بن وذف بن عبید بن عامر بن بیاضہ نے نکاح کیا۔ خلیفہ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

فروہ بن عمرو..... ابن وذفہ بن عبید بن عامر بن بياضہ، انکی والدہ رحیمہ بنت تابی بن زید بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

فروہ کی اولاد میں عبدالرحمن تھے انکی والدہ حبیبہ بنت ملیل ابن ویرہ بن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف تھیں۔ عبید و کبشہ و ام شرجیل، انکی والدہ ام ولد تھیں۔

ام سعد، انکی والدہ آمنہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن عامر بن فہرہ بن بياضہ تھیں خالدہ انکی والدہ ام ولد تھیں، آمنہ، انکی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

فروہ بن عمرو سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور عبداللہ ابن مخرمہ بن عبدالعزی بن ابی قیس کے درمیان جو بنی عامر بن لوی میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا۔

فروہ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں غنائم پر عامل بنایا تھا۔ آپ انھیں مدینہ میں خارص (کھجوروں کا اندازہ لگانے والا) بنا کے بھیجا کرتے تھے، فروہ کی بقیہ اولاد بھی لیکن سب مر گئے ان میں سے کوئی باقیہ نہ رہا۔

خالد بن قیس..... ابن مالک بن العجلان بن عامر بن بياضہ، انکی والدہ سلمیٰ بنت حارثہ بن الحارث بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب ابن جشم بن الخزرج تھیں۔

خالد بن قیس کی اولاد میں عبدالرحمن تھے، ان کی والدہ ام ربیعہ بنت عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بياضہ تھیں۔

خالد بن قیس بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ خالد بن قیس عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے سب نے کہا کہ خالد بن قیس بدر واحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد بھی۔ مگر سب مر گئے۔

زحیلہ بن ثعلبہ..... ابن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بياضہ، بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

کل پانچ آدمی تھے:

بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج

رافع بن معلی..... ابن لوزان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید مناۃ ابن حبیب بن عبد

حارثہ، ان کی والدہ ام بنت عوف بن مبذول بن عمرو ابن مازل بن النجار تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور صفوان بن بیضاء کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا دونوں بدر میں شریک تھے

بعض روایات میں دونوں اسی روز شہید ہوئے۔ یہ بھی روایت کہ صفوان اس روز شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد تک زندہ رہے جس نے رافع بن معلیٰ کو شہید کیا وہ عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

موسیٰ بن عقبیٰ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمرو و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کا اس پر..... اتفاق ہے کہ رافع بن المعلیٰ بدر میں شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔
ان کے بھائی۔

ہلال بن المعلیٰ.....! ابن لوذان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید بن مناة ابن حبیب بن عبد حارثہ۔

ان کی کنیت ابو قیس تھی، انکی والدہ ام بنت عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں۔
موسیٰ بن عقبیٰ و ابو معشر و محمد بن عمرو و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصار نے اس پر اتفاق کیا ہلال بن المعلیٰ بدر میں شریک تھے، لیکن محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں شریک تھے۔
محمد بن عمر نے کہا کہ وہ غزوہ بدر میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد ہے، عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کورافع بن المعلیٰ شہید بدر میں لیکن ہلال اس روز شہید نہیں ہوئے وہ اپنے بھائی عبید بن المعلیٰ کے ساتھ احد میں بھی شریک تھے البتہ عبید بدر میں نہ تھے۔
ہلال کی بقیہ اولاد مدینہ و بغداد میں ہے، حبیب بن عبد حارثہ کی تمام اولاد سوائے اولاد ہلال بن المعلیٰ کے سب انتقال کر گئی۔

قبیلہ خزرج کے جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب بدر میں تھے وہ محمد بن عمر کے شمار میں ایک سو پچھتر آدمی تھے۔ لیکن محمد بن اسحاق کے شمار میں ایک سو تھے وہ تمام مہاجرین و انصار اور وہ لوگ کہ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت و ثواب میں ان کا حصہ لگایا، محمد بن اسحاق کے شمار میں تین سو چودہ آدمی تھے، مہاجرین میں سے تو اسی انصار کے قبیلہ اوس میں سے اکٹھ اور خزرج میں سے ایک سو تھے۔

ابو معشر و محمد بن عمر کے شمار میں جو لوگ بدر میں شریک تھے وہ تین سو تیرہ آدمی تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے یہ روایت بھی سنی وہ ۳۱۴، آدمی تھے اور موسیٰ بن عقبہ کے شمار میں ۳۱۶، آدمی تھے۔

انصار کے وہ بارہ نقیب جنہیں رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں شب عقبہ منتخب فرمایا عبد اللہ

بن ابی بکر محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جماعت والوں سے جو آپ سے عقبہ میں ملے تھے فرمایا (منیٰ میں تین مقام پر رہی کی جاتی ہے ان میں سے ایک کا نام عقبہ ہے جو مکہ سے منیٰ آنے میں سب سے پہلے ملتا ہے، اردنچہ کو اس کی جانی ہے شب عقبہ شب۔ اردنچہ کہتے ہیں) کہ اپنی جماعت میں سے بارہ آدمی نکال کر میرے پاس بھیجو جو اپنی قوم کے ذمہ دار ہوں جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم کے حواری ذمہ دار تھے ان لوگوں نے بارہ آدمی منتخب کرتے۔

کسی اور راوی نے دوسری روایت میان اتنا اور کہا کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے

دل میں یہ محسوس نہ کرے کہ دوسرے کا انتخاب کر لیا گیا، کیونکہ میرے لئے جیسر ٹیل انتخاب کرتے ہیں۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ سال آئندہ رسول اللہ ﷺ سے انصار کے ستر آدمی ملے جو آپ پر ایمان لائے آپ نے ان میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب بنایا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نقیبوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ اپنی کے ذمہ دار ہو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کے حواری ذمہ دار تھے، ان لوگوں نے کہا جی ہاں۔

ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ بارہ نقیب تھے جنکے رئیس اسعد بن زرارہ تھے۔ عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ کو نقیبوں پر نقیب ذمہ دار و رئیس بتایا تھا۔

نقباء کا نام و نسب اور ان کے صفات و وفات عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری اور دوسرے متعدد طریق سے مروی ہے کہ اوس میں سے تین نقیب تھے جن میں سے بنی عبدالاشہل کے حسب ذیل دو تھے۔

اسید بن الحضر ابن ساک بن عتیک بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل کنیت ابو یحییٰ اور ابو الحضر تھی، ان کی والدہ بروایت محمد بن عمرام اسید بنت الصمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل، اور بروایت عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری ام اسید بن سکین بن کرز ابن زعمراء بن عبدالاشہل تھیں۔

اسید کی اولاد میں یحییٰ تھے، ان کی والدہ کندہ میں سے تھیں جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے والد حفیر الکتاب جاہلیت میں شریف (سردار) تھے، اور جنگ بعاث کے دن اوس کے سردار تھے اور ان تمام جنگوں میں جو اوس و خزرج میں ہوا کرتی تھیں آخری جنگ تھی اسی روز حفیر الکتاب مقتول ہوئے یہ جنگ ہو رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے، آپ بنی ہو چکے تھے اور اسلام کی دعوت دی تھی، اس کے چھ سال بعد آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

اشعار ذیل خفاف بن ندبہ السلمی نے حفیر الکتاب کے بارے میں کہے ہیں۔

لوان المنايا جدن عن ذی مہابۃ : نہین حضیر الیوم خلقی والما

مگر موتیں خوفناک آدمی سے بھاگتیں تو وہ اس روز معطیر سے ضرور ڈرتیں جس روز اس نے قلعہ و اقم کو مقفل کر دیا تھا۔

یطوف بہ حتی اذ اللیل جنة نبوا منه مقعد أمتنا عما

وہ اسی قلعہ کے گرد گومتا رہا یہاں تک کہ جب رات نے اسے چھاپا لیا تو اس نے اس سے ایک آرام کی

لشع گاہ بنالی۔

واقم حفیر الکتاب کا قلعہ تھا جو بنی عبدالاشہل میں تھا۔

اسید بن الحضر زمانہ جاہلیت میں اپنے والد کے بعد اپنی قوم میں شریف تھے اسلام میں وہ عقلائے الی الرائے میں شمار ہوتے تھے، جاہلیت میں بھی عربی لکھنا جانتے تھے حالانکہ اس زمانے میں عرب میں کتابت بہت کم تھی، وہ پیرنا اور تیر اندازی اچھی جانتے تھے جس شخص میں یہ صفات جمع ہوتی تھیں اسے جاہلیت کے زمانے میں کامل کہا جاتا تھا۔ یہ سب خوبیاں اسید میں جمع تھیں ان کے والد حفیر الکتاب بھی اس میں مشہور تھے اور ان کا نام بھی کامل تھا۔

واقہ بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ اسید بن الحخیر اور سعد بن معاذ ایک ہی دن مصعب بن عمیر العبدری کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے۔ اسید اسلام میں سعد سے ایک گھنٹہ پہلے تھے رسول اللہ ﷺ سے مصعب بن عمیر ستر اصحاب عقبہ آخرہ سے پہلے مدینہ میں آ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے، انھیں قرآن پڑھاتے تھے اور دین کا فقیہ بناتے تھے۔

اسید سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ آخرہ میں حاضر ہوئے اور بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے، رسول اللہ ﷺ نے اسید بن الحخیر اور زید بن حارثہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

اسید بدر میں حاضر نہیں ہوئے اور وہ اکابر اصحاب رسول اللہ ﷺ جو نقباء وغیرہ نقباء تھے بدر سے پیچھے رہ گئے تھے ان کا یہ گمان نہ تھا کہ وہاں رسول اللہ ﷺ و جنگ و قتال کی نوبت آئے گی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہی محض قافلہ قریش کے روکنے کے لئے نکلے تھے جو شام سے واپس آ رہا تھا۔

اہل قافلہ کو یہ معلوم ہو گیا تو انھوں نے کسی کو مکہ بھیجا کہ قریش کو رسول اللہ ﷺ کی روانگی کی خبر دے، ان لوگوں نے قافلے کو ساحل سے روانہ کیا اور وہ بچ گیا قریش کی جنگی جماعت اپنے قافلہ کی حفاظت کے لئے مکہ سے روانہ ہوئی، ان کا مقابلہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے بغیر کسی قرار و کے کے بدر میں ہو گیا۔

عبداللہ بن ابی سفیان مولائے ابن ابی احمد سے مروی ہے کہ اسید بن الحخیر رسول اللہ ﷺ سے اس وقت ملے جب آپ بدر سے آگئے تھے اور کہا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے آپ کو فتح مند کیا اور آپ کی آنکھ کو ٹھنڈا کیا، یا رسول اللہ میرا بدر سے پیچھے رہنا یہ گمان کر کے نہ تھا کہ آپ دشمن کا مقابلہ کریں گے، میرا گمان یہ تھا کہ وہ تجارتی قافلہ ہے، اگر یہ خیال کرتا کہ وہ دشمن ہے تو پیچھے نہ رہتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسید احد میں شریک تھے اس روز انھیں سات ذخم لگے۔ جس وقت لوٹ بھاگے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اور آپ کے بلند پایہ اصحاب میں سے تھے۔

ابو ہریرہ نے رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اسید بن الحخیر کیسے اچھے آدمی تھے، ابن مالک سے مروی ہے کہ اسید بن الحخیر اور عباد بن بشر مینے کی آخری تاریک رات میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے دونوں آپ کے پاس باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ جب نکلے تو دونوں میں سے ایک کا عصا دونوں کے لئے روشن ہو گیا۔ اس کی روشنی میں چلتے رہے۔ جب راستہ جدا ہوا تو ان میں سے ہر ایک کا عصا اس کے لئے روشن ہو گیا جس کی روشنی میں وہ چلے۔ بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ اسید بن حخیر اپنی قوم کی امامہ کرتے تھے، بیمار ہو گئے تو انھوں نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ سلیمان بن ہلال نے اپنی حدیث میں کہا کہ پھر لوگوں نے ان کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ اسید بن الحخیر کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ وہ اپنے اوپر چار ہزار کا قرض چھوڑ گئے۔ ان کے مال میں ایک ہزار سالانہ کی آمدنی ہوتی تھی۔ لوگوں نے اس کے بیچنے کا ارادہ کیا تو عمر بن الخطاب کو معلوم ہوا۔ انھوں نے ان کے قرض خواہوں کو بلا بھیجا اور کہا کہ آیا تمہیں یہ منظور ہے کہ تم لوگ ہر سال ایک ہزار لے لو اور اسے چار سال میں پورا کر لو۔ ان لوگوں نے کہا ہاں اسے امیر المؤمنین، لوگ جائیداد فروخت کرنے سے باز رہے اور ہر سال ایک ہزار لیتے تھے۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ اسید بن الھیر کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انھوں نے قرض چھوڑا، عمر نے ان کے قرض خواہوں سے مہالت دینے کی گفتگو کی۔

ابو الہیثم بن التیہان نام مالک تھا۔ ملی میں سے تھے جو بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔ ان کی والدہ ام مالک بنت مالک، ملی بن عمرو بن الحاف بن قضاء میں سے تھیں۔ وہ بھی انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے۔ ابو الہیثم دونوں عقبہ اور بدر واحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے ہم نے ان کا پورا حال بنی عبدالاشہل کے شرکائے بدر میں لکھ دیا ہے۔

بنی غنم بن الیسلم بن امری القیس بن مالک بن الاوس میں سے حسب ذیل ایک

صحابی تھے

سعد بن خیشمہ ابن حارث بن مالک بن کعب بن النخاط بن کعب بن حارث بن غنم بن اسلم کنیت ابو عبداللہ تھی، انکی والدہ ہند بنت اوس بن عدی ابن امیہ بن عامر بن ظمرہ بن جشم بن مالک بن الاوس تھیں۔ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے، عقبہ آخر اور بدر میں شریک تھے، اسی روز شہید ہوئے ہم نے ان کا پورا حال بنی غنم بن اسلم کے حاضر بن بدر میں لکھ دیا ہے۔

خزرج کے نو نقیب تھے جن میں بنی النجار کے حسب ذیل ایک تھے

اسعد بن زرارہ ابن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار۔ کنیت ابو امامہ تھی۔ انکی والدہ سعد تھیں۔ ایک روایت ہے کہ الفریجہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن الابجر تھیں، ابجر حذرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے اسعد سعد بن معاذ کے خالہ زاد بھائی تھے۔

اسعد بن زرارہ کی اولاد میں حبیبہ و کعبہ و الفریجہ تھیں جو سب مباہیات میں سے تھیں انکی والدہ عمیر بنت سہل بن ثعلبہ الحارث ابن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں اسعد بن زرارہ کی اولاد زینہ تھی اور سوائے ان بیٹوں کے اولاد کے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی سعد بن زرارہ کی بقیہ اولاد تھی۔

حبیب بن عبدالرحمن بن حبیب بن یاف سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبد قیس مکہ معظمہ عقبہ ربیعہ کے پاس گئے تھے، ان دونوں نے رسول اللہ کو سنا تو آپ کے پاس آئے، آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ دونوں مشرف بہ اسلام ہوئے، پھر عقبہ بن ربیعہ کے پاس نہ گئے بلکہ مدینہ واپس آئے یہ دونوں سب سے پہلے شخص تھے جو مدینہ میں اسلام لے کے آئے۔

عمارة بن غزیہ سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ سب سے پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے آپ سے چھ آدمی ملے جن میں چھٹے اسعد تھے، یہ پہلا سال تھا۔ دوسرے سال انصار کے بارہ آدمی آپ سے عقبہ میں ملے، انھوں نے

آپ سے بیعت کی تیسرے سال آپ سے ستر انصار ملے انھوں نے آپ سے شب عقبہ یعنی ارذی الحجہ کی رات کو بیعت کی، آپ نے انھیں میں سے بارہ نقیب لئے اسعد بن زرارہ بھی نقیب تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسعد بن زرارہ کو ان آٹھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جن سے متعلق لوگوں کا گمان ہے کہ وہ انصار میں سب سے پہلے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے قدمبوس ہوئے اور اسلام لائے۔ ہمارے نزدیک چھ آدمیوں کا واقعہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے وہ لوگ انصار میں سب سے پہلے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اسلام لائے، ان سے قبل انصار میں سے کوئی اسلام نہیں لایا تھا۔

عبادہ بن الولید بن عبادہ الصامت سے مروی ہے کہ لیلۃ العقبہ میں اسعد بن زرارہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے لوگوں! تم جانتے ہو کہ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کس بات پر بیعت کرتے ہو! تم لوگ آپ سے اس بات پر بیعت کرتے ہو کہ عرب و عجم اور جن و انس سب سے جنگ کر دے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کے لئے جنگ ہیں جو جنگ کرے، اور اس کے لئے صلح ہیں جو صلح کرے۔ اسعد بن زرارہ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھ پر لازم کر دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے اس پر بیعت کرنے ہو کہ گواہی دو گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، نماز پڑھو گے، زکوٰۃ دو گے میری بھی حفاظت کو دو گے جس سے اپنی اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہو۔

سب نے عرض کی جی ہاں، انصار کے کسی کہنے والے نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ یہ تو آپ کے لئے۔ اور ہمارے لئے کیا ہے فرمایا جنت اور نصرت الہی۔

یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارہ سے مروی ہے کہ میں نے ام سعد بن سعد بن الربیع کو کہتے سنا جو خارجہ بن زید ابن ثابت کی ماں تھیں کہ مجھے النوار والدہ زید بن ثابت نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے سے پہلے اسعد بن زرارہ کو خواب میں دیکھا۔ وہ لوگوں کو پانچوں نمازیں اور جمعہ اس مسجد میں پڑھا رہے ہیں جو انھوں نے سہل و سہل فرزند ان رافع بن الی عمرو ابن عائد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کے میدان میں بنائی ہے۔ انھوں نے کہا کہ پھر میں رسول اللہ کو دیکھتی تھی کہ جب آپ تشریف لائے تو اسی مسجد میں نماز پڑھی اور اسے تعبیر کیا۔ آپ کی وہ مسجد آج تک ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مصعب ابن عمیر بھی رسول اللہ کے حکم سے اسی جگہ لوگوں کو نماز اور جمعہ پڑھاتے تھے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ ہو گئے کہ آپ کے ساتھ ہجرت کریں تو اسعد بن زرارہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اسعد بن زرارہ اور عمارۃ بن حزم اور عوف بن غضراء جب اسلام لائے تو وہ لوگ بنی مالک بن النجار کے بیت توڑ رہے تھے۔

محمد بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارہ سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کو حلق کی بیماری ہوئی تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ داغ دو، میں تمھارے بارے میں اپنے اوپر ملامت نہ کروں گا۔

بعض اصحاب بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد بن زرارہ کے حلق میں درد (ذبحہ) کی

وجہ سے دو مرتبہ داغ اور فرمایا کہ میں اس سے اپنے دل میں کوئی تنگی نہیں چھوڑتا ہوں یعنی ہی کر سمجھتا ہوں، جابر سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کو ذبح درو حلق تھا تو اسے رسول اللہ ﷺ نے داغ دیا۔ جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انکی اکھل درگ دست میں دو مرتبہ داغ دیا۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ انھیں ابی امامہ سہل بن حنیف نے خبر دے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ کی عیادت فرمائی ان کے جسم پر پتی اچھل آئی تھی۔ جب آپ ان کے پاس تشریف لائے تو فرمایا اللہ یہود کو غارت کرے جو کہتے ہیں کہ آپ نے ان سے اس مرض کو کیوں نہ دور کر دیا حالانکہ میں ان کے لئے اور اپنے لئے کسی بات پر قادر نہیں مجھے ابی امامہ کے بارے میں تم لوگ ملامت نہ کرو۔ آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو انھیں داغ دیا مگر اور داغ سے ان کے حلق میں دائرہ کر دیا گیا۔

یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارہ سے مروی ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کے متعلق جو تین تھیں رسول اللہ ﷺ کو وصیت کی، وہ رسول اللہ ﷺ کے عیال میں ہو گئیں، آپ کے ہمراہ ازواج کے مکانوں میں گشت کرتی تھیں وہ کبشہ وجیبہ والفارغ (الفریجہ) دختر ان اسعد تھیں۔

زینب بنت خبیط بن جابر زوجہ انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابو امامہ یعنی اسعد بن زرارہ نے میری والدہ اور خالہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو وصیت کی وہ آپ کے پاس زیور لائے جس میں سونا اور موتی تھے۔ اس کا نام الرعاش ہالی یا بندہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے وہ زیوران کو پہنا دیئے۔ روایہ نے کہا کہ میں نے ان میں سے بعض زیور اپنے اعزہ کے پاس پائے۔

ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے جو اسعد بن زرارہ کے نواسے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ابو امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس کی عیادت فرمائی وہ لیلۃ المعقبہ میں نقبا کے رئیس تھے ان پر پتی اچھل آئی رسول اللہ ﷺ ان کے پاس عیادت کو آئے اور فرمایا کہ یہ یہود بھی بدترین ہیں کہتے ہیں کہ کیوں نہ آپ نے اس مرض کو ان سے دور کر دیا۔ حالانکہ میں تمہارے لئے یا اپنے لئے کسی چیز پر بھی قادر نہیں۔ لوگ ابو امامہ کے بارے میں ہرگز ملامت نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر پتی کی وجہ سے انھیں داغ دیا گیا۔ ان کی گردن میں داغ کا ایک طوق بنا دیا گیا پھر ابی امامہ کو بہت دیر نہ گزری تھی کہ ان کی وفات ہو گئی۔

عبد الرحمن ابی الرجال سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کی وفات شوال میں ہجرت کے نویں مہینے ہوئی۔ اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ یہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی النجار آئے اور عرض کی، ہمارے نقیب مر گئے، ہم ہر کسی کو نقیب کفیل و ذمہ دار بنادیتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا نقیب میں ہوں۔

یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن نے اپنے اعزہ سے روایت کی کہ جب اسعد بن زرارہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ان کے غسل میں تشریف لائے۔ آپ نے انھیں تین کپڑوں میں کفن دیا جن میں ایک چادر تھی۔ آپ نے ان پر نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا گیا اور آپ نے انھیں بقیع میں دفن کیا۔ عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ بقیع میں سب سے پہلے جو دفن کیا گیا وہ اسعد بن زرارہ تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ انصار کا قول ہے۔ مہاجرین کہتے تھے کہ سب سے پہلے جو بقیع میں دفن کیا گیا وہ عثمان بن

بنی الحارث بن الخزرج کے حسب ذیل دو نقیب تھے

سعد بن الربیع ... ابن عمرو بن ابی زبیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغرا بن ثعلبہ بن کعب بن

الخزرج، ان کی والدہ ہزلیہ بنت عقبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں۔

وہ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے، بدر واحد میں حاضر تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔ ہم نے ان کا حال بنی الحارث بن الخزرج کے شرکائے بدر میں لکھ دیا ہے۔

عبداللہ بن رواحہ ابن ثعلبہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک الاغرا بن ثعلبہ بن

کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج، ان کی والدہ کبشہ بن رواقد بن عمرو بن الاطنبہ بن عامر بن زید مناۃ بن مالک الاغرا تھیں۔ وہ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے۔

بدر واحد و خندق و حدیبیہ میں شریک تھے، یوم موتہ میں شہید ہوئے وہ اس روز ایک امیر تھے ہم نے ان کا حال بنی الحارث بن الخزرج کے حاضرین بدر میں لکھ دیا ہے۔

بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے حسب ذیل دو آدمی تھے

ابن ولیم بن حارثہ ابن حمزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج ابن ساعدہ کنیت ابو ثابت تھی ان کی والدہ عمرہ تھیں جو النشاہ بن مسعود قبلہ بن عمرو بن زید بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار بن الخزرج تھیں، وہ سعد بن زید الاشہل کے جواہل بدر تھے خالہ زاد بھائی تھے۔

سعد بن عبادہ کی اولاد میں سعید و محمد و عبدالرحمن تھے، ان کی والدہ غزیہ بنت سعد بن خلیلہ بن الاشرف بن ابی حمزیمہ بن ثعلبہ بن طریف ابن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

قیس و امامہ و سدوس، ان کی والدہ فکیہہ بنت عبید بن ولیم بن حارث بن ابی حمزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

سعد جاہلیت میں بھی عربی لکھتے تھے حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی وہ پیرنا اور تیر اندازی اچھی جانتے تھے۔ جو اسے اچھی طرح جانتا تھا وہ کامل کہلاتا تھا۔

سعد بن عبادہ اور ان کے قبل ان کے آبا و اجداد زمانہ جاہلیت میں اپنے قلعہ پر ندادیا کرتے تھے کہ جو گوشت اور چربی پسند کرے وہ ولیم بن حارث کے قلعے میں آئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن عبادہ کو اس وقت پایا جب وہ اپنے قلعہ پر ندادیتے تھے کہ جو شخص چربی یا گوشت پسند کرے اسے سعد بن عبادہ کے پاس آنا چاہئے، میں نے ان کے بیٹے کو اسی طرح پایا کہ وہ بھی دعوت دیتے تھے۔

میں مدینہ کے راستے پر چل رہا تھا۔ اس وقت جوان تھا۔ مجھ پر عبداللہ بن عمر گزرے جو عالیہ اپنی زمین کی طرف جا رہے تھے انھوں نے کہا کہ اے جوان، ادھر آؤ۔ دیکھو آتے ہیں سعد بن عبادہ کے قلعے پر کوئی ندادیتا ہوا نظر

آتا ہے میں نے نظر کی تو کہا کہ نہیں۔ انھوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعد بن عبادہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے حمد عطا کر اور مجھے مجد (بزرگی) عطا کر۔ مجد بغیر اچھے کام کے نہیں ہے اور اچھا کام بغیر مال کے نہیں ہے اے اللہ تھوڑا میرے لئے مناسب نہیں ہے اور نہ میں اس پر درست ہوں گا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن عبادہ منذر بن عمرو اور ابو جہانہ جب اسلام لائے تو یہ بنی ساعدہ کے بت توڑتے تھے، سعد بن عبادہ سب کی روایت میں سر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے وہ سردار تھے، بدر میں حاضر نہ تھے، وہ روانگی بدر کی تیاری کر رہے تھے اور انصار کے گھروں میں آکر انھیں بھی روانگی۔ پر برا بیچتے کرتے تھے، مگر روانگی سے پہلے وہ محتاج ہو گئے اور ٹھہر گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر چہ سعد شریک نہ ہوئے۔ لیکن اس کے آرزو مند تھے۔

بعض نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت و ثوات میں ان کا حصہ لگایا یہ نہ متفق علیہ ہے اور نہ ثابت۔ راویان مغازی میں سے کسی نے بھی حاضر بدر میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن وہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے تشریف لائے تو سعد آپ کو روزانہ ایک بڑا پیالہ بھیجتے تھے جس میں گوشت کا ٹرید (ٹرید، روٹی کے ٹکڑے گوشت میں پکے ہوئے) یا دو وہ کا ٹرید یا سرکہ و زیتون یا گھی کا ٹرید ہوتا تھا۔ اکثر گوشت کا ہوتا تھا، سعد کا پیالہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ازواج کے مکانوں میں گھومتا تھا (یعنی جس روز آپ جہاں ہوتے تھے وہیں وہ پیالہ بھیجا جاتا تھا۔)

ان کی والدہ عمرہ بنت مسعودہ مطالعات میں سے تھیں۔ وفات مدینہ میں اس وقت ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ دومہ الجندل کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ غزوہ ربیع الاول ۵ھ میں ہوا تھا سعد بن عبادہ اس غزوہ میں بھی آپ کے ہمراہ تھے، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ان کی قبر پر آئے اور ان پر نماز پڑھی۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ کی والدہ کی وفات اس وقت ہوئی جب بنی ہاشم مدینہ سے باہر تھے۔ آپ سے سعد نے کہا کہ ام سعد کی وفات ہوگئی چاہتا ہوں کہ آپ ان پر نماز پڑھیں، آپ نے پڑھی، حالانکہ ان کو ایک مہینہ گزر گیا تھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس نذر کے بارے میں استفتاء کیا جو ان کی والدہ پر تھی اور اس کو پورا کرنے سے پہلے ان کی وفات ہوگئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کی طرف سے ادا کرو۔

ابن عباس مروی ہے کہ سعد بن عبادہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ موجود نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ کی وفات ہوگئی میں ان کے پاس موجود نہ تھا۔ اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو یہ انھیں مفید ہوگا آپ نے فرمایا۔ ہاں عرض کی میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ خرمان کی طرف سے صدقہ ہے سعید سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ کے پاس آئے اور کہا ام سعد کی وفات ہوگئی۔ انھوں نے وصیت نہیں کی اگر میں انکی جانب سے خیرات کروں تو انھیں مفید ہوگا۔ فرمایا ہاں۔ انھوں نے کہا کہ پھر کون سا صدقہ آپ کو

زیادہ پسند ہے۔ فرمایا کہ پانی پلاؤ (یعنی کنواں وقف کرو)

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ام سعد کا انتقال ہوا تو سعد نے بنی ہاشم سے پوچھا کہ کونسا صدقہ افضل ہے، فرمایا۔ پانی پلاؤ۔

حسن سے مروی ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا آیا میں اس حوض کا پانی پیوں جو..... مسجد میں ہے کیونکہ وہ صدقہ (وقف) ہے حسن نے کہا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ نے ام سعد کے سقایہ سے پانی پیا ہے، بس کافی ہے۔

عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ جس وقت اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے سعد بن عبادہ بھی ساتھ تھے، انھوں نے سعد کی بیعت کا مشورہ کیا۔ یہ خبر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی، دونوں روانہ ہوئے اور ان لوگوں کے پاس آئے، ہمراہ کچھ مہاجرین بھی تھے۔

ان کے اور انصار کے درمیان سعد بن عبادہ کی بیعت کے بارے میں گفتگو ہوئی تو خطیب انصار کھڑا ہوا اور اس نے کہا "اذا جددیلھا المحکمک وعد بقھا المرحب" (میں وہ شاخ ہوں جس سے اونٹ اپنا جسم اٹھاتے ہیں اور وہ میوہ نورس ہوں جو بابرکت ہے) اے گروہ قریش ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے پھر بہت شور ہونے لگا۔ اور آوازیں بلند ہو گئیں۔

عمرؓ نے کہا کہ میں نے ابو بکرؓ سے عرض کی کہ آپ اپنا ہاتھ پھیلائے، انھوں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا تو میں نے ان سے بیعت کر لی اور انصار نے بھی ان سے بیعت کر لی، مہاجرین نے بھی ان سے بیعت کر لی، ہم سعد بن عبادہ کی طرف بڑھے، وہ چادر اڑھے ہوئے ان لوگوں کے درمیان تھے میں نے پوچھا کہ انھیں کیا ہوا ہے، لوگوں نے کہا کہ وہ بیمار ہیں۔

ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ تم لوگوں نے سعد کو قتل کر دیا۔ میں نے کہا کہ اللہ نے سعد کو قتل کیا، واللہ ہمیں جو حالت پیش آئی تھی اس میں ہم نے ابو بکر کی بیعت سے زیادہ مستحکم کوئی امر نہیں پایا۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ اگر ہم نے بیعت نہ کی۔ اور قوم کو چھوڑ دیا تو وہ ہمارے بعد بیعت کر لیں گے پھر یا تو ہم بھی ان سے بیعت کرنے جو ہماری مرضی کے خلاف تھا یا ہم ان کی مخالفت کرتے جس صورت میں فساد ہوتا۔

زبیر بن المنذر بن ابی اسید السعدی سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے سعد بن عبادہ سے کہا کہ تم بھی آ کر بیعت کر لو کیونکہ سب لوگوں نے بیعت کر لی، تمہاری قوم نے بھی بیعت کر لی، تو انھوں نے کہا کہ نہیں واللہ میں اس وقت تک بیعت نہ کروں گا جب تک کہ جتنے تیر میرے ترکش میں ہیں تم سب کو نہ مار لوں گا۔ اور اپنی قوم و قبیلے کے ان لوگوں کی ہمراہی میں جو میرے تابع میں تم لوگوں سے قتال نہ کر لوں گا۔

ابو بکرؓ کے پاس یہ خبر آئی تو بشیر بن سعد نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ انھوں نے انکار کیا اور اصرار کیا۔ وہ تم سے بیعت کرنے والے نہیں ہیں خواہ انھیں قتل کر دیا جائے اور وہ ہرگز قتل نہیں کئے جاسکتے..... تا وقتیکہ ان کے ساتھ ان کی اولاد اور ان کا قبیلہ قتل نہ کیا جائے اور وہ لوگ ہرگز قتل نہیں کئے جاسکتے تا وقتیکہ خزانہ قتل کیا جائے اور خزانہ کو ہرگز قتل نہیں کیا جاسکتا تا وقتیکہ قتل نہ کیا جائے۔ لہذا آپ لوگ انھیں نہ چھیڑے۔ کیونکہ آپ کا معاملہ درست ہو گیا، وہ تمہیں نقصان پہنچانے والے نہیں ہیں جب تک ان سے باز پرس نہ ہو، وہ صرف ایک آدمی ہیں ابو بکرؓ

نے بشر کی نصیحت قبول کر لی اور سعد کو چھوڑ دیا۔

جب عمرؓ والی ہوئے تو ایک روز مدینہ کے راستے پر ان سے ملے کہا کہ ہوائے سعد سعد نے کہا، کہ ہوائے عمرؓ۔ عمرؓ نے کہا کہ تم وہی ہو جو ہو، سعد نے کہا ہاں میں وہی ہوں، یہ حکومت تم تک پہنچ گئی ہے، واللہ تمہارے ساتھی ابو بکرؓ ہمیں تم سے زیادہ محبوب تھے واللہ میں نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ میں تمہاری نزدیکی کو ناپسند کرتا ہوں۔

عمرؓ نے کہا جو اپنے پڑوسی کی نزدیکی کو پسند نہ کرے وہ اس کے پاس سے منتقل ہو جائے سعد نے کہا کہ میں اسے بھولا نہیں ہوں اور میں ان کے پڑوس میں منتقل ہونے والا ہوں جو تم سے بہتر ہیں۔ زیادہ زمانہ نہ گزرا کہ وہ ابتدائے خلافت عمرؓ بن الخطاب میں شام کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہو گئے اور حوران میں انکی وفات ہوئی۔

یحییٰ بن عبد العزیز بن سعید بن سعد عبادہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعد بن عبادہؓ کی وفات حوران ملک شام میں خلافت عمرؓ کے ڈھائی سال بعد ہوئی۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ گویا ۱۵۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

عبد العزیز نے کہا کہ مدینہ میں ان کی موت کا علم اس وقت ہوا کہ لڑکوں نے بیر مسد یا سکن میں جو دو پہر کی سخت گرمی میں گھسے ہوئے تھے کسی کہنے والے کو کنویں سے کہتے سنا کہ

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ رمیناہ بہین قلم نخط فوادہ

(ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہم نے انھیں دو تیر مارے ہم نے ان کے دل پر نشانہ لگانے سے خطانہ کی)

لڑکے ڈر گئے اور اس دن کو یاد رکھا، انھوں نے اس کو وہی ان پایا جس روز سعد کی وفات ہوئی تھی۔ کسی سوراخ میں بیٹھے وہ پیشاب کر رہے تھے کہ قتل کر دیئے گئے اور اسی وقت مر گئے۔ لوگوں نے ان کی کھال کو دیکھا کہ سبز ہو گئی تھی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ جب واپس آئے تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں جراثیم محسوس کرتا ہوں ان کی وفات ہو گئی تو لوگوں نے جنکو کہتے سنا۔

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ رمیناہ بسہین لم نخط فوادہ

(ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا، ہم نے انھیں دو تیر مارے ہم نے ان کے دل پر نشانہ لگانے سے خطانہ کی)

منذر بن عمرو..... ابن خنیس ابن لوزان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدان کی والدہ ہند بنت

المنذر بن النجوح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور بارہ نقیبوں میں سے تھے، بدر واحد میں شریک تھے بیر معونہ میں شہید ہوئے، ان کا حال بنی ساعدہ کے حاضرین بدر میں لکھ دیا ہے۔

بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارودہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کے حسب ذیل دو نقیب تھے۔

براء بن معرور..... ابن صخر بن خضاء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب ابن سلمہ، ان کی والدہ الرباب بنت النعمان بن امری القیس بن زید ابن عبد الاشبل بن جشم بن الاوس تھیں۔

براء کی اولاد میں بشر بن البراء تھے جو عقبہ اور بدر میں حاضر ہوئے تھے، ان کی والدہ خلیدہ بنت قیس بن ثابت بن خالد، وہمان کی شاخ النجع میں سے تھیں۔ مبشر، ہند سلافہ، الرباب مہالعات میں سے تھیں، ان کی والدہ حمیمہ صلی بن صخر بن خضاء بن سنان بن عبید بن سلمہ میں سے تھیں۔

براء معرور سب کیر وایت میں عقبہ میں حاضر تھے، انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے لیلۃ العقبہ میں جس وقت ستر انصار رسول اللہ ﷺ سے قدموں ہوئے تو براء نقباء میں سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے کلام کیا، ان لوگوں نے آپ سے بیعت کی آپ نے ان میں سے نقیب بنائے۔

براء کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے محمد کے ذریعے سے ہمیں بزرگی دی اور آپ کو ہمیں عطا کیا۔ ہم لوگ ان میں سب سے پہلے ہوئے جنہوں نے قبول کیا ان میں سب سے آخر ہوئے جن کو آپ نے دعوت دی ہم نے اللہ اور اس کے رسول اللہ کی دعوت قبول کی اور سنا اور فرماں برداری کی۔ اے گروہ اوس و خزرج اللہ نے اپنے دین سے تمہارا اکرام کیا ہے اگر تم نے فرماں برداری اطاعت اور شکر گزاری اختیار کی ہے تو اللہ اور اس کے رسول اللہ کی اطاعت کرو۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ براء بن معرور سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے بنی ہاشم کے قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پہلے حیات و فوات میں قبلہ اول کی طرف منہ کیا۔ انھیں بنی ہاشم نے یہ حکم دیا کہ وہ بیعت المقدس کی طرف منہ کریں براء نے بنی ہاشم کی اطاعت کی۔

جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اپنے اغرہ کو حکم دیا کہ وہ ان کا منہ مسجد حرام کی طرف کر دیں، بنی ہاشم مہاجر ہو کے آئے تو آپ نے چھ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ پھر قبلہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔

ابو محمد بن معبد بن ابی قتادہ سے مروی ہے کہ براء بن معرور انصاری پہلے شخص ہیں جنہوں نے قبلہ کی طرف رخ کیا، وہ ستر میں سے ایک نقیب تھے، بنی ہاشم کی ہجرت سے پہلے مدینہ آئے اور قبیلے کی طرف نماز پڑھنے لگے وفات کا وقت آیا تو اپنے ثلث مال کی رسول اللہ ﷺ کے لئے وصیت کی کہ آپ اسے جہاں چاہیں خرچ کریں اور کہا کہ مجھے میری قبر میں رو بہ قبلہ رکھنا۔ بنی ہاشم ان کی وفات کے بعد آئے اور آپ نے ان پر نماز پڑھی۔

مطلب بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ براء پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے ثلث مال کی وصیت کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے جائز رکھا۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ براء بن معرور نے وفات کے وقت وصیت کی کہ جب انھیں قبر میں رکھا جائے تو ان کا منہ کعبہ کی طرف کیا جائے، رسول اللہ ﷺ ان کی موت کے کچھ ہی روز بعد مکہ سے ہجرت کر کے

مدینہ تشریف لائے اور آپ نے ان پر نماز پڑھی۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والدین سے روایت کی کہ جب قبلہ پھیر گیا تو ام بشر نے کہا یا رسول اللہ یہ براء کی قبر ہے رسول اللہ ﷺ نے مع اپنے اصحاب کے اس پر تکبیر کہی (کہ وہ پہلے ہی سے قبلہ رخ تھی)۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والدین سے روایت کی کہ بنی سہیلہ جس وقت مدینہ تشریف لائے تو براء بن معرور پہلے شخص ہیں جن پر آپ نے نماز جنازہ پڑھی آپ اپنے اصحاب کو لے گئے ان کے پاس صف باندھی اور کہا کہ اے اللہ ان کی مغفرت کر، ان پر رحمت کر، ان سے راضی ہو جا اور تو نے (یہ سب) کر دیا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ براء بن معرور کی وفات بنی سہیلہ کے مدینے آنے سے پہلے ہوئی۔ جب آپ تشریف لائے تو ان پر نماز پڑھی۔

کسی اہل مدینہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی نقیب کی قبر پر نماز پڑھی، محمد بن عمر نے کہا کہ براء معرور ہی تھے جن کی نقباء میں سب سے پہلے وفات ہوئی۔

عبداللہ بن عمروؓ..... ام حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ ان کی والدہ الرباب بنت قیس بن القریم بن امیہ بن سنان بن کعب ابن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

وہ جابر بن عبداللہ کے والد تھے، سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور بارہ نقیبوں میں سے تھے، بدر واحد میں شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے ہم نے ان کا حال بنی سلمہ کے حاضرین بدر میں لکھا ہے۔

قواقلہ کے نقیب

عبادہ بن الصامت..... ابن قیس بن اصرام بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج ان کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بن نھلہ بن مالک بن العجلان ابن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں، کنیت ابو الولید تھی۔

عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے تھے اور بارہ نقیبوں میں سے تھے بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے ہم نے قواقلہ کے حاضرین بدر میں ان کا حال لکھا ہے۔

بنی رزیق بن عامر بن رزیق بن عبد حارثہ

بن مالک بن غضب ابن جشم بن الخزرج کے نقیب۔

رافع بن مالک..... ابن العجلان بن عمرو بن عامر بن رزیق۔ ان کی والدہ معاویہ بنت العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف، ابن عمرو بن عوف، بن الخزرج تھیں ان کی کنیت ابو مالک تھی۔

رافع بن مالک کی اولاد میں۔ فاعہ و خلد تھے یہ دونوں بدر میں حاضر تھے اور مالک تھے، ان سب کی والدہ ام مالک بنت آبی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم ابی تھیس، رافع بن مالک کا ملین میں سے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں کامل وہ ہوتا تھا جو لکھتا اور پیرنا اور تیر اندازی اچھی طرح جانتا تھا۔ رافع ایسے ہی تھے حالانکہ کتابت قوم میں کم تھی۔

کہا جاتا ہے کہ رافع بن مالک اور معاذ بن عضر، انصار میں پہلے شخص ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں قدموں ہو کر اسلام لائے اور اپنے ساتھ مدینہ میں اسلام لائے، اس امر میں ان دونوں کے لئے ایک روایت ہے رافع کو ان آٹھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جن کے متعلق یہ روایت ہے کہ وہ پہلے انصار ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ان کے قبل کوئی اسلام نہ لایا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک چھ آدمی والا معاملہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے۔ واللہ اعلم، رافع بن مالک سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، رافع بن مالک بدر میں حاضر تھے، بلکہ ان کے دو بیٹے رفہ و خلد حاضر تھے، لیکن احد میں حاضر تھے اور اسی روز ہجرت کے تیسویں مہینے شوال ہوئے۔ عبد الملک بن زید نے اپنے والد سیر روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے رافع بن مالک الزرقی اور سعید بن عمرو ابن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

یہ ہیں وہ اصحاب جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم پر قیام بنایا تھا۔ اور جو تعداد میں بارہ تھے۔

کلتوم بن حدم العمری اور وہ لوگ جن کے متعلق غیر مصدق روایت ہے کہ

بدر میں حاضر تھے

کلتوم بن الہدم..... ابن امری القیس بن الحارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک ابن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک ابن الاوس۔

ابن عباس سے (متعدد طریق سے) مروی ہے کہ کلتوم بن الہدم شریف آدمی اور بہت بوڑھے رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے اسلام لائے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اور بنی عمرو بن عوف میں اترے تو آپ کلتوم بن الہدم کے پاس اترے۔ آپ سعد بن خشمہ کی منزل میں حدیث بیان کیا کرتے تھے اور اس کا نام منزل العزآب تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسی لئے کہا گیا کہ آپ سعد بن خشمہ کے پاس اترے ہمارے نزدیک کلتوم بن الہدم العمری کے پاس آپ کا اترنا ثابت ہے۔

کلتوم کے پاس اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت بھی اتری تھی جن میں ابو عبیدہ بن الجراح، مقداد بن عمرو، خباب بن الارت، سمیل و صفوان فرزند ان بیضاء، عیاض بن زہیر، عبد اللہ بن مخرمہ، وہب ابن سعد بن لی سرح، معمر بن ابی سرح، عمرو بن ابی عمرو جو بنی محارب بن فہر میں سے تھے اور عمیر بن عوف مولائے کھل بن عمرو تھے یہ سب لوگ بدر میں حاضر تھے۔

کلثوم بن الہدم کو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ جانے کے بعد بہت دن نہ گزرے تھے کہ ان کی وفات ہو گئی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے بدر جانے سے کچھ ہی پہلے ہوا۔ ان کے اسلام میں ان پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی گئی اور وہ مرد صالح تھے۔

حارث بن قیس..... ابن ہشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس۔

ان کی والدہ زینب بنت صمنی بن عمرو بن زید بن حشم بن حارثہ ابن الحارث بن الاوس تھیں ان کے بھائی حاطب بن قیس وہ شخص تھے جن کے بارے میں اوس و خزرج میں جنگ ہوئی تھی اس کا نام حرب حاطب تھا۔ حاطب کی والدہ بھی زینب بنت صمنی بن عمرو تھیں، وہی عتیک ابن قیس کی بھی والدہ تھیں، حارث اور حاطب اور عتیک فرزند ان قیس بن ہشہ جبر بن عتیک بن قیس بن ہشہ کے چچا تھے۔ عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ حارث بن قیس بدر میں حاضر تھے محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو یہ بیان کرتے سنا، حالانکہ یہ ثابت نہیں۔

موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے حارث بن قیس کو ان لوگوں میں بیان نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں حاضر تھے۔

تمام علمائے النساب اپنی روایات میں اس امر پر متفق ہیں کہ ان کے بھائی کے بیٹے جبر بن عتیک بدر میں حاضر تھے، انھوں نے ان کے نسب میں غلطی کی اور انھیں جبر بن عتیک بن الحارث ابن قیس بن ہشہ کہہ دیا۔ انھوں نے ان کے چچا کی طرف منسوب کر دیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے و جبر بن عتیک بن قیس تھے جو حارث بن قیس کے بھائی کے بیٹے تھے۔

سعد بن مالک..... ابن خالد بن ثعلبہ بن حارث بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج۔ ان کی والدہ بنی سلیم میں سے تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ الحجوج بن زید بن حرام کی اولاد میں بنی سلمہ سے تھیں۔

سعد بن مالک کی اولاد میں ثعلبہ تھے جو احد میں شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی سعد بن سعد، عمرو اور عمرہ، ان کی والدہ ہند بنت عمرو بنی عذرہ میں سے تھیں۔ سعد بن سعد کے بیٹے سہل بن سعد نے بنی سلیم کی صحبت پائی تھی، ان والدہ ابیہ بنت الحارث بن عبد اللہ بن کعب بن مالک بن حشم تھیں۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ سعد بن مالک نے بدر جانے کی تیاری کی تھی، مگر بیمار ہوئے اور مر گئے، ان کی قبر کا مقام دار بنی قارظ کے پاس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت و ثواب میں ان کا حصہ لگایا۔

عبد المہمن بن عباس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ سعد بن مالک کی وفات الرداء میں ہوئی بنی سلیم نے ان کا حصہ لگایا۔

محمد بن خالد تھے اور سہل بن سعد الساعدی کے والد تھے۔

عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصار نے کتاب نسب الانصار میں ان لوگوں کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے جس

طرح ہم نے اپنی اس کتاب میں بیان کیا ہے، انھوں نے یہ نہیں بیان کیا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی بدر میں حاضر تھا۔ میں عبد اللہ کے بدر میں تذکرہ نہ کرنے کو سوائے اس کے اور کچھ نہیں سمجھتا کہ وہ روانگی بدر سے پہلے بیمار ہو کے مر گئے جیسا کہ ابی عبد المہمین فرزند ان عباس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ان کے والد سعد بن مالک نے بنی ہاشم کے لئے وصیت کی جو اپنے کچھ کے آخری حصے میں لکھ دی انھوں نے آپ کے لئے اپنے کچھ دے اور اپنے اونٹ کی پانچ دس جو کی وصیت کی، بنی ہاشم نے اسے قبول کر لیا۔ اور اسے ان کے ورثے پر واپس کر دیا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ یہ تمہیں اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جن کا ذکر بدر میں کیا گیا وہ سعد بن سعد، لکھ تھے انکی وفات اس وقت ہوئی جب وہ بدر کی تیاری کر رہے تھے انھیں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ وصیت کی۔

ابی اور عبد المہمین فرزند ان عباس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر میں ان کا حصہ لگایا۔ یہ ثابت نہیں ہے۔ راویان مغازی میں سے کسی نے اس کو بیان نہیں کیا۔

موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے سعد بن مالک اور ان کے فرزند سعد بن سعد کا ان لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں حاضر تھے۔

ہمارے نزدیک یہ بھی ثابت ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی بدر میں حاضر نہ تھا شاید وہ روانگی کی تیاری کر رہے ہوں اور پھر اس کے قبل مر گئے ہوں۔ جیسا کہ ابی عبد المہمین فرزند ان عباس نے اپنی حدیث میں روایت کی ہے، سعد بن سعد بن مالک کی بقیہ اولاد ہے۔

مالک بن عمر و النجاری..... ہم نے کتاب نسب انصار میں دیکھا مگر اس میں ان کا نسب نہیں پایا۔ ہم نے مالک بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول پایا۔ وہ عامر بن مالک بن النجاری تھے۔ مالک بن عمرو وہی ہیں جنہیں ہم نے نسب الانصار میں اس طرح پایا کہ حارث بن الصمہ بن عمرو کے چچا ہیں، میں انھیں یہ نہیں سمجھتا۔

یعقوب بن محمد الظفری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مالک بن عمرو النجاری کی وفات جمعہ کے روز ہوئی۔ جب رسول اللہ ﷺ اندر گئے اور اپنے اپنی زرہ پہنی کہ اہل روانہ ہوں تو آپ اس وقت نکلے جب مالک مقام جنازہ کے پاس رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان پر نماز پڑھی پھر اپنا گھوڑا مانگا اور سوار ہو کے اہل روانہ ہو گئے۔

خلا و بن قیس..... ابن النعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کی والدہ اداہ بنت القیس بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔ عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ۔ وہ اپنے بھائی خالد بن قیس بن النعمان بن سنان بن عبید کے ساتھ بدر میں حاضر تھے۔

محمد بن اسحاق و موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر و محمد بن عمر نے ان کو ان لوگوں میں بیان نہیں کیا جو بدر میں شریک تھے۔ محمد بن سعد نے کہا کہ میں اسے (یعنی قول عبد اللہ) کو درست نہیں سمجھتا، اس لئے کہ یہ لوگ (یعنی موسیٰ بن عقبہ وغیرہ) یہ نسبت اوڑن کے سیرت و مغازی کے زیادہ جاننے والے ہیں، عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصار نے جو روایت کی میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ خلا و بن قیس کا اسلام قدیم تھا۔

عبداللہ بن خثیمہ ابن قیس بن صغی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ انکی والدہ عائشہ بنت زید بن ثعلبہ بن عبید بن سلمہ میں سے تھیں، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ وہ اپنے دونوں چچا معبد عبداللہ فرزند ان قیس بن صغی کے ہمراہ بدر میں حاضر تھے۔ موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو بدر میں حاضر تھے۔
عبداللہ بن خثیمہ کی جب وفات ہوئی تو ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حبشہ کو ہجرت کرنے والے اور احد و مشاہد ما بعد میں شریک ہونے والے

بنی ہاشم بن عبد مناف کے مہاجرین

عباس بن عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ کعب بن لوی ابن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مفران بن نزار بن معد بن عدنان۔
عباس کی والدہ ثیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامرہ ابن زید مناة بن عامر تھیں، ابن عامر الضحیان بن سعد بن الخزرج تیم اللہ ابن النضر بن قاسط بن ہنب بن اقصیٰ بن دغلی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان تھے۔ عباس کی کنیت ابو الفضل تھی۔

شعبہ مولائے ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس کو کہتے سنا کہ میرے والد عباس بن عبدالمطلب اصحاب فیل کے آنے سے تین سال پہلے پیدا ہوئے اس طرح رسول اللہ ﷺ سے تین سال بڑے تھے

عباس بن عبدالمطلب کی اولاد لوگوں نے بیان کیا کہ عباس بن عبدالمطلب کی اولاد میں فضل ان کے سب سے بڑے بیٹے تھے انھیں سے ان کی کنیت ابو الفضل تھی وہ خوبصورت تھے رسول اللہ ﷺ نے حج میں انھیں اونٹ پر ہم نشین (رویہ) بنایا تھا۔ شام میں طاعون عمواس میں ان کی وفات ہوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔
(۲) عبداللہ، بڑے زبردست عالم تھے ان کی ترقی علم کے لئے رسول اللہ ﷺ نے دعاء فرمائی تھی، وفات طائف میں ہوئی، بقیہ اولاد نہ تھی۔

(۳) عبید اللہ، بخشش کرنے والے بڑے نخی اور مالدار تھے۔ وفات مدینہ میں ہوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

(۴) عبد الرحمن، وفات شام میں ہوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

قسم (۵) انھیں بنی ہاشم کے ساتھ شکل و شکل میں تشبیہ دی جاتی تھی مجاہد بن کے خراسان گئے تھے، سرقت میں وفات ہو گئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

(۶) معبد، فریقہ میں شہید ہوئے، بقیہ اولاد نہ تھی۔

(۷) ام حبیبہ بنت العباس،

ان سب کی والدہ ام الفضل تھیں جو لبابہ الکبریٰ بنت الحارث ابن حزن بن بجیر بن الہرم بن رویہ بن

عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ ابن قیس بن عیلان بن معمر تھیں۔

ام الفضل کے بطن سے عباس کے ان بیٹوں کی نسبت عبداللہ بن یزید الہلالی نے قطعہ کہا،

ما ولدت نجیۃ من فحل بجبل تعلمہ اوسهل

(کسی شریف عورت نے کسی شوہر سے ایسے بچے نہیں جنے، کسی پہاڑ میں جسے تو جانتا ہو یا زمین پر)

کستمة من بطن ام الفضل اکرم بها من کھلة و کھل

(مثل ان چھ بچوں کے جو ام الفضل کے بطن سے ہیں۔ جو ادھیڑ بیوی اور ادھیڑ میاں سے کیسے اچھے ہیں۔)

ہشام بن محمد بن السائب الکفی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم نے ایک ماں اور ایک باپ کی اولاد کی قبور کو کبھی ایک دوسرے سے اتنا بعید نہیں دیکھا جتنا کہ عباس بن عبدالمطلب کے ان لڑکوں کی قبریں جو ام الفضل سے تھے۔

عباس بن عبدالمطلب کی اولاد ام الفضل کے علاوہ دوسری بیویوں سے بھی تھی۔ کثیر بن العباس بن عبدالمطلب فقیہ و محدث تھے تمام بن العباس اپنے معاصرین میں سب سے سخت تھے۔ صفیہ اور امیرہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ حارث بن العباس، ان کی والدہ قبیلہ بنت جندب بن الربیع بن عامر ابن کعب بن عمرو بن الحارث بن کعب بن عمرو بن سعد بن مالک بن الحارث ابن تمیم بن سعد بن ہذیل مد رکہ بن الیاس بن معمر بن نزار تھیں، حارث کی بقیہ اولاد تھی جن میں السری بن عبداللہ والی یمامہ تھے کثیر اور تمام کی اولاد آج نہیں ہے۔

ابی البداح بن ماسم بن عدی بن عبدالرحمن بن عویم بن ساعدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب مکہ آئے تو مجھ سے سعد بن خیشمہ و معن بن عدی و عبداللہ بن جبیر نے کہا کہ اے عویم ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو کہ آپ پر اسلام لائیں ہم نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ آپ پر ایمان لائے ہیں۔

میں ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا مجھ سے کہا گیا کہ آپ عباس ابن عبدالمطلب کے مکان پر ہیں، ہم لوگ ان کے پاس گئے۔ سلام کیا اور کہا کہ ہم لوگ کب ملاقات کر سکیں گے۔ عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ تمہارے ساتھ تمہاری قوم کا وہ شخص بھی ہے جو تمہارا مخالف ہے لہذا اپنا معاملہ اس وقت تک پوشیدہ رکھو کہ یہ چھٹ جائیں، اس وقت ہم اور تم ملاقات کریں اور تمہارے لئے اس امر کو واضح کریں پھر تم لوگ امر بین کی بنا پر داخل ہو گے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس شب کا وعدہ فرمایا جسکی صبح کو نضر آخر (یعنی ۱۴ ذی الحجہ کا دن) تھا کہ آپ ان لوگوں کے پاس عقبہ کے نیچے آئیں گے جہاں آج مسجد ہے۔ انھیں آپ نے یہ حکم دیا کہ نہ کسی سونے والے کو بیدار کریں اور نہ کسی غائب کا انتظار کریں۔

معاذ بن رفاعہ بن رافع سے مروی ہے کہ اس کے بعد شب نفرادل (شب ۱۲ ذی الحجہ) یہ قوم روانہ ہوئی لوگ پوشیدہ طور پر جا رہے تھے رسول اللہ ﷺ اس مقام پر پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ آپ کے ہمراہ کاب عباس بن عبدالمطلب تھے ان کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا آنحضرت اپنے تمام معاملات میں ان پر اعتماد فرماتے تھے۔

جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عباس بن عبدالمطلب نے کام شروع کیا، انھوں نے کہا اے گروہ خزرج (قبیلہ اوس و خزرج کو ملا کر بھی خزرج پکارا جاتا تھا) تم لوگوں نے محمد ﷺ کو جس بات کی طرف بلایا ہے اس بات کی طرف بلایا ہے (یعنی ہجرت مدینہ کی طرف) محمد کی ان کے قبیلے کے معزز لوگ حفاظت کرتے تھے ہیں، واللہ ہم میں

جوان کے قول پر ہیں وہ بھی ان کے قول پر نہیں ہیں وہ بھی سب و سب و شرف کی وجہ سے ان کے محض ہیں سوائے تمہارے سب لوگوں نے محمد (ﷺ) کی دعوت دی ہے اگر تم لوگ اہل قوت و شجاعت اور جنگ کا تجربہ رکھنے والے ہو، سارے عرب کی عداوت میں ثابت قدم رہے والے ہو تو دعوت دو، کیونکہ عرب سب مل کے تمہیں ایک ہی کمان سے تیر ماریں گے۔ لہذا اپنی رائے پر غور کر لو اپنے معاملے میں مشورہ کر لو اور بغیر اپنے اتفاق و اجتماع کے یہاں سے نہ جاؤ۔ سب سے اچھی بات وہ ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔ مجھے خاص کر جنگ کا اندیشہ ہے تم لوگ اپنے دشمن سے کس طرح جنگ کرو گے۔

قوم نے سنت کیا عبد اللہ بن عمرو بن حرام نے جواب میں کہا کہ واللہ ہم لوگ اہل جنگ ہیں جو ہمیں غذا میں دی گئی ہے ہمیں اس کا خو کر بنایا گیا ہے ہم نے اپنے بزرگوں سے ایسے بعد و پیر سے اسے میراث میں پایا ہے ہم قن ہونے تک تیر اندازی کریں گے نیزوں کے نوٹنے تک نیز بازی کریں گے ہم تلواریں چلائیں گے ہم اسے اس وقت تک چلائیں گے جب تک کہ ہم میں سے یا ہمارے دشمن سے جو جلدی مرنے والا ہے وہ نہ م جاوے۔

عباس بن عبد المطلب نے کہا کہ اے شک تم لوگ اہل جنگ ہو لیا تمہارے پاس زر ہیں۔ لوگوں نے کہا یاں موجود ہیں۔

براء بن معرور نے کہا۔ اے عباس تم نے جو کچھ کہا وہ ہم نے سنا۔ واللہ اگر ہمارے دل میں اس کے علاوہ ہوتا جو عبد اللہ بن عمرو نے کہا تو ہم اسے ضرور کہہ دیتے ہم لوگ وفادار و صدق اور رسول اللہ (ﷺ) پر اپنی جائیں قربان کرنا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ (ﷺ) نے قرآن کی تلاوت فرمائی، انھیں اللہ کی طرف دعوت دی، اسلام کی رغبت دلائی اور وہ امر بیان فرمایا جس کے لئے وہ لوگ جمع ہوئے تھے۔

براء بن معرور نے ایمان و تصدیق کے ساتھ اس کو قبول کیا۔ رسول اللہ (ﷺ) نے اس پر انھیں بیعت کیا۔ عباس بن عبد المطلب اس شب کو رسول اللہ (ﷺ) کا ہاتھ پکڑے ہوئے آپ کے لئے انصار پر بیعت کو موکد کر رہے تھے۔

سفیان بن ابی العوجاء سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو اس شب کو ان لوگوں کے پاس موجود تھا کہ عباس بن عبد المطلب رسول اللہ (ﷺ) کا ہاتھ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار اپنے گروہ کو پوشیدہ رکھنا کیونکہ ہم پر فجر لگے ہوئے ہیں۔ اپنے من رسیدہ لوگوں کو آگے کر دو وہ لوگ تم سے ہمارے کلام کے نگران و محافظ بن جائیں ہمیں تم پر تمہاری قوم سے اندیشہ ہے جب تم لوگ بیعت کر چکو تو اپنے مقامات میں منتشر ہو جاؤ اور اپنا حال پوشیدہ رکھو۔ اگر تم نے اس امر کو اتنا پوشیدہ رکھا کہ یہ موسم چھٹ جائے تو تم لوگ مرد ہو اور تم لوگ آج کے بعد کے لئے بھی ہو۔

براء بن معرور نے کہا کہ اے ابوالفضل ہماری بات سنو، عباس خاموش ہو گئے، براء نے کہا۔ واللہ تم جس امر کو چاہتے ہو ہم پوشیدہ رکھیں تو وہ تمہارے لئے ہمارے پاس پوشیدہ رہے گا۔ وہ چیز ظاہر کی جائے گی جسے تم چاہتے ہو کہ ہم ظاہر کریں اور اپنی جان قربان کریں اور اپنی جانب سے اپنے پروردگار کو راضی کریں، ہم لوگ بہت بڑے گر وہ والے اور کافی حفاظت و غلبے والے ہیں ہم لوگ جس سنگ پرستی پر تھے اس پر تھے ہم لوگ جیسے تھے ویسے تھے، آج ہمارے ساتھ کیونکہ ہو گا جب کہ اللہ نے ہمیں وہ چیز دکھادی جو ہمارے اغیار پر پوشیدہ رکھی ہماری محمد (ﷺ) سے تائید کی

(یا رسول اللہ) آپ اپنا ہاتھ پھیلائے۔

سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے

سب سے پہلے جس..... نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر (بیعت کے لئے ہاتھ) مارا وہ براء بن معرور تھے۔ ایک قول ہے کہ ابوالہیثم بن الہیثم تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ اسعد بن زرارہ تھے۔

سلیمان بن حکیم سے مروی ہے کہ اوس و خزرج نے باہم اس شخص کے بارے میں فخر کیا جس نے لیلۃ العقبہ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی لوگوں نے کہا کہ اس کو عباس بن عبدالمطلب سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے عباس سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ اسے مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے سب سے پہلے اس شب کو جس نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی وہ اسعد بن زرارہ تھے پھر ان کے بعد براء بن معرور، پھر اسید بن الحفیر۔

عامر الشعمی سے مروی ہے کہ بنی ہاشم لیلۃ العقبہ میں درخت کے نیچے ستر انصار کے پاس جو سب کے سب ذی رتبہ تھے عباس بن عبدالمطلب کو لے گئے۔ عباس نے کہا کہ تمہارا مقرر تقریر شروع کرے مگر خطبے میں طول نہ دے۔ تم پر مشرکین کے جاسوس ہیں اگر ان لوگوں کو علم ہو جائے گا تو وہ تمہیں رسوا کریں گے۔

ہمیں یہ تو بتائیں کہ ہمیں ملے گا کیا؟..... ان میں سے ایک خطیب نے جو ابوامامہ اسعد بن زرارہ تھے کہا کہ یا محمد (ﷺ) آپ اپنے پروردگار کے لئے ہم سے جو چاہیں مانگیں اپنے اور اپنے اصحاب کے لئے جو چاہیں طلب کریں۔ مگر ہمیں یہ بتادیجئے کہ جب ہم ایسا کریں تو ہمارے لئے اللہ کے پاس کیا ثواب ہے اور لوگوں کے ذمہ کیا ہے۔

فرمایا میں اپنے پروردگار کے لئے تم لوگوں سے یہ طلب کرتا ہوں کہ اسکی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اپنے اور اپنے اصحاب کے لئے تم سے یہ طلب کرتا ہوں کہ ہمیں ٹھکانا دو اور ہماری مدد کرو جس چیز سے اپنی حفاظت کرنے ہو اس سے ہماری حفاظت بھی کرو۔

اسعد بن زرارہ نے پوچھا کہ ہم یہ کریں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا: جنت، عرض کی: پھر آپ کے لئے بھی وہ ہے جو آپ نے طلب فرمایا۔

سب سے مختصر اور بلند خطبہ..... سعی جب یہ بیان کرتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ بوڑھوں اور جوانوں نے اس سے مختصر اور اس سے بلند خطبہ نہیں سنا۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ قریش جب بدر کی طرف روانہ ہوئے تو مر الظهران میں تھے کہا ابو جہل اپنے خواب سے بیدار ہوا، اس نے پکار کر کہا۔

اے گروہ قریش! کیا ہماری عقل پر تباہی نہ ہوگی، تم نے کیا کیا کہ بنی ہاشم کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ اگر محمد تم پر فتح مند ہو گئے تو اس سے وہ بھی اس کے مثل ہو جائیں گے اور اگر تم محمد ہو گئے تو وہ لوگ تمہارا انتقام عنقریب تم سے، تمہاری اولاد سے اور تمہارے اعزہ سے لیں گے، لہذا تم انھیں اپنے صحن اور اپنے میدان میں نہ چھوڑو انھیں اپنے

ساتھ لے چلو خواہ ان سے کام نہ نکلے۔

لوگ ان کے پاس واپس گئے، عباس بن عبدالمطلب اور نوفل اور طالب اور عقیل کو زبردستی اپنے ساتھ لے لیا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ ہم بنی ہاشم میں سے جو لوگ مکہ میں تھے وہ اسلام لے آئے تھے، لیکن ظاہر کرتے ڈرتے تھے کہ ابولہب اور قریش حملہ کر کے انھیں مقید کر دیں گے جیسا کہ بنی مخزوم نے سلمہ ابن ہشام اور عباس بن ابی ربیعہ وغیرہ کو پاب زنجیر کر دیا طالب قعیل، نوفل اور ابوسفیان سے ملے تو انھیں قتل نہ کرے کیونکہ یہ لوگ زبردستی لائے گئے ہیں۔

ابورافع مولائے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ اسلام ہم اہل بیت میں داخل ہو چکا تھا، عباس اسلام لے آئے تھے، ام الفضل اسلام لے آئی تھیں اور میں بھی اسلام لے آیا تھا، عباس اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے، اپنا اسلام چھپاتے تھے، وہ والد ار تھے ان کا مال قوم میں پھیلا ہوا تھا۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ بدر گئے، حالانکہ اسلام پر تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ غزوہ بدر میں بنی ہاشم نے اپنے اصحاب سے فرمایا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم وغیرہ ہم کے کچھ لوگ زبردستی لائے گئے ہیں ان کو اس جنگ سے کچھ مرد کا نہیں، تم میں سے کوئی شخص بنی ہاشم کے کسی شخص سے ملے تو اسے قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی لائے گئے ہیں۔

ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ ہم اپنے باپ بیٹوں، بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کریں گے اور عباس کو چھوڑ دیں گے؟ واللہ اگر میں ان سے ملوں گا تو ضرور تلوار سے ان کی پزیوں کا گوشت جدا کر دوں گا۔

یہ گفتگو رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے عمر بن الخطاب سے فرمایا کہ اے ابو حفص (عمرؓ نے کہا کہ واللہ یہ پہل دن تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو حفص کی کنیت سے مجھے پکارا) کیا رسول اللہ ﷺ کے چچا کے منہ پر تلوار ماری جائے؟ عمرؓ نے کہا کہ مجھے ابو حذیفہ کی گردن مار دینے دیجئے کیونکہ وہ منافق ہو گیا ہے۔

ابوحذیفہ اپنی گفتگو پر تادم ہوئے، وہ کہا کرتے تھے کہ واللہ میں اپنے اس گلے سے جو اس روز کہا ہے خوف نہیں ہوں۔ میں برابر اس سے خوف میں رہوں گا سوائے اس کے کہ اللہ عزوجل بذریعہ شہادت مجھ سے اس کا کفارہ کر دے وہ جنگ یمامہ میں میں شہید ہوئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ غزوہ بدر میں جس وقت رسول اللہ ﷺ مشرکین سے ملے تو فرمایا کہ جو شخص بنی ہاشم کے کسی فرد سے ملے تو اسے قتل نہ کرے کیونکہ وہ لوگ زبردستی مکہ سے نکالے گئے ہیں ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ واللہ میں تو ان میں سے جس سے ملوں گا اسے ضرور قتل کر دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ایسا ایسا کہا ہے، عرض کی، جی ہاں، یا رسول اللہ جب میں اپنے باپ اور چچا اور بھائی کو مقتول دیکھوں گا تو یہ مجھ پر گراں گزرے گا میں نے جو کہا وہ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا باپ چچا اور بھائی جنگ کی خاطر خوشی خوشی بغیر جبر و کراہ کے نکلے ہیں، یہ لوگ زبردستی بلارضا و رغبت لڑائی کے لئے نکالے گئے ہیں۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ جب غزوہ بدر ہوا تو قریش بنی ہاشم اور ان کے حلفاء، ایک خیمے میں جمع کئے گئے، مشرکین نے ان سے اندیشہ کیا۔ ان پر ان لوگوں کو مقرر کیا جو ان کی حفاظت کریں۔ اور انھیں روکے رکھیں۔

ان میں سے حکیم بن حزام بھی تھا۔

فرشتے کی مدد..... عبید بن اوس سے جو بنی ظفر کے قیدیوں کے محافظ تھے مروی ہے کہ غزوہ بدر ہوا تو میں نے عباس بن عبدالمطلب اور عقیل وعباس کے فہری حلیف کو گرفتار کر لیا۔ میں نے عباس اور عقیل کو رسی سے باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو دیکھا تو میرا نام مقرر (رسی سے باندھنے والا) رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ ان دونوں ایک ہنر رنگ کے فرشتے نے تمہاری مدد کی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جس شخص نے عباس کو گرفتار کیا وہ ابو الیسر کعب بن عمرو بن ابی سلمہ تھے، ابو الیسر دبے پتلے آدمی تھے اور عباس بھاری جسم کے، رسول اللہ ﷺ نے ابو الیسر سے فرمایا کہ اے ابو الیسر تم نے عباس کو کس طرح امیر کر لیا۔ عرض کی یا رسول اللہ! ان پر ایک شخص نے میری مدد کی جس کو نہ میں نے کبھی دیکھا تھا نہ بعد کو اس کی ہیئت ایسی ایسی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان پر ایک بزرگ فرشتے نے تمہاری مدد کی۔

محمدؐ کے سوا ہر چیز باطل ہے..... محمد بن اسحاق کے علاوہ ایک دوسرے راوی نے اپنی حدیث میں اتنا اور کہا کہ ابو الیسر غزوہ بدر میں عباس عبدالمطلب کے پاس پہنچے جو بت کی طرح کھڑے تھے۔ ان سے کہا کہ تمہیں تمہارے کئے کی جزا ملے، کیا تم اپنے بھتیجے کو قتل کرو گے؟ عباس نے کہا کہ محمدؐ گیا ہوئے کیا وہ قتل نہیں ہوئے ابو الیسر نے کہا کہ اللہ بڑا غالب و بڑا مددگار ہے، عباس نے کہا کہ محمدؐ کے سوا ہر چیز باطل ہے تم کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے قتل سے منع کیا ہے، عباس نے کہا کہ یہ ان کی پہلی نیکی اور احسان نہیں ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ غزوہ بدر میں قوم نے اس حالت میں شام کی کہ قیدی بیڑیوں میں مجبوس تھے رسول اللہ ﷺ نے اندائی شب بیداری میں گزاری آپ سے اصحاب نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کو کیا ہوا آپ سوئے نہیں، فرمایا کہ میں نے عباس کی آہنی بیڑیاں پہنے ہوئے سنی، لوگ اٹھ کر عباس کے پاس گئے انھیں کھول دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ سوئے۔

عباس کی آہ جگ رہی ہے..... یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ جب بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس بھی تھے، بنی ہاشم اس رات کو جاگتے رہے، بعض اصحاب نے کہا کہ یا نبی اللہ! آپ کو کیا چیز جگ رہی ہے، فرمایا عباس کی آہ، ایک آدمی تھا اور ان کی بیڑی ڈھیلی کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا بات ہے کہ اب میں عباس کی آہ نہیں سنتا جماعت میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے کس قدر ان کی بیڑی ڈھیلی کر دی ہے، فرمایا، یہی تمام قیدیوں کے ساتھ کرو۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ جس وقت عباس بن عبدالمطلب قیدیوں کے ساتھ لائے گئے تو ان کے ایک کرتہ ور کار ہوا۔ لوگوں نے یثرب میں کوئی کرتہ ایسا نہ پایا جو ان کے ٹھیک ہوتا۔ سوائے عبد اللہ بن ابی کے کرتے کے جو انھوں نے اپنے والد کو پہنا دیا تھا اور ان کے پاس تھا۔

جاہر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جس وقت عباس قید کئے گئے تو کوئی کرتہ نہ ملا جو ان کے ٹھیک ہوتا سوائے ابن ابی کے کرتے کے۔

عباس بن عبدالمطلبؑ کا فدیہ دینا۔ محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب جس وقت یہ لائے گئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عباس اپنا اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب، نوفل بن الحارث اپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن جہم برادر بنی الحارث بن فہر کا فدیہ دو کیونکہ تم مالدار ہو۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں تو مسلمان تھا۔ لیکن قوم نے مجھ پر جبر کیا، فرمایا جو کچھ تم بیان کرتے ہو اگر حق ہے تو اللہ تمہارے اسلام کو زیادہ جانتا تمہیں وہ اس کا اجر دے گا۔ لیکن تمہارا ظاہر حال وہی ہے جو ہمارے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے بیس اوقیا سونا لینے کو فرمایا، عباس نے کہا یا رسول اللہ۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مرا فدیہ میرے ہی لئے ہوگا (یعنی مجھ ہی کو مل جائے گا) فرمایا نہیں۔ یہ تو وہ چیز ہے جو اللہ نے تم سے ہمیں دلائی ہے رض کی میرے پاس مال نہیں ہے۔

فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو تم نے روانگی کے وقت مکہ میں ام الفضل بنت الحارث کے پاس رکھا تھا جبکہ تم بنوں کے ساتھ کوئی نہ تھا؟ تم نے ان سے کہا تھا کہ اگر مجھے اس سفر میں موت آگئی تو فضل کے لئے اتنا اتنا اور عبد اللہ کے لئے اتنا اتنا ہے انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا کہ اس کا سوائے ہرے اور ام الفضل کے کسی کو علم نہ تھا۔ میں ضرور جانتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول اللہ ہیں۔ عباس نے اپنا۔ اپنے بھتیجے کا اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کر دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ کسی انصاری نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اپنے بھتیجے عباس بن عبدالمطلب کو ان کا فدیہ چھوڑ دیں فرمایا نہیں ایک درم بھی نہیں۔ عبد اللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ عباس نے اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل کا فدیہ اسی اوقیا سونا ادا کیا یہ بھی کہا اتنا ہے کہ ایک ہزار دینار۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عباس مکہ گئے انہوں نے اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ بھیج دیا مگر حلیف کا فدیہ نہیں بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے حسان ابن ثابت کو بلایا اور انہیں خبر دی، ابورافع، جو عباس کا فدیہ لاتے واپس چلے گئے عباس نے نا سے پوچھا کہ تم سے کیا فرمایا تو انہوں نے قصہ بیان کر دیا انہوں نے کہا اس سے زیادہ کونسا قول قول سخت ہوگا۔ قبل کے کہ تم اپنا کجا داتا رو میں باقی بھی روانہ کر دو نگاہ لے گئے۔ عباس نے ان سب کا فدیہ ادا کر دیا۔

بن عباسؓ سے ایک آیت کی تفسیر..... ابن عباس سے آیت، یا ایہا النبی قل لمن فی ایدئ من الاسری ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یوقکم خیرا مماخذ منکم ویغفر لکم واللہ نفور ارحیم

(اے نبی ان قیدیوں سے کہہ دو جو تم لوگوں کے قبضے میں ہیں کہ اگر اللہ تمہارے قلوب میں خیر جانے گا تو تم سے لیا گیا اس کے عوض میں تمہیں خیر دے گا اور تمہاری مغفرت کرے گا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے) کی تفسیر میں روئی ہے کہ یہ آیت بدر کے قیدیوں کے بارے میں نازل ہوئی جن میں عباس بن عبدالمطلب، نوفل بن الحارث اور عقیل بن ابی طالب بھی تھے۔ عباس ان لوگوں میں تھے جو اس روز گرفتار کئے گئے تھے۔ ان کے پاس بیس اوقیا سونا تھا۔

ابوصالح مولائے ام ہانی نے کہا کہ میں نے عباس کو کہتے سنا کہ وہ سونا مجھ سے لے لیا گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ اسی کو میرا فدیہ کر دیں آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ پھر اللہ نے مجھے اس کے عوض میں غلام دیدیئے کہ ہر ایک کا اندازہ بیس اقیا کے برابر کیا جاتا ہے مجھے زحرم عطا کیا جس کے بدلے مجھے اہل مکہ کا تمام مال بھی پسند نہیں اور مجھے اپنے پروردگار سے مغفرت کی امید بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر عقیل بن ابی طالب کے فدیہ کا بار ڈالا تو عرض کی یا رسول اللہ آپ نے میری وہ حالت کر دی کہ جب تک زندہ رہوں لوگوں سے بھیک مانگتا رہوں۔ فرمایا کہ اے عباس سونا کہاں ہے؟ عرض کی کون سا سونا؟ فرمایا وہ جو تم نے روانگی کے دن ام الفضل کو دیا اور ان سے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس موقع پر کیا پیش آئے گا۔ لہذا یہ تمہارے لئے اور فضل، عبد اللہ اور قثم کے لئے ہے۔

عرض کی اس کی آپ کو کسی نے خبر دی؟ واللہ سوائے میرے اور ام الفضل کے کسی کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے خبر دی، عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ واقعی اللہ کے رسول اللہ ہیں اور بے شک آپ سچے ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، بیشک آپ اللہ کے رسول اللہ ہیں۔

اللہ کے قول "ان يعلم الله في قلوبكم خيرا" (اگر اللہ کو تمہارے قلب میں خیر معلوم ہوگی) کا یہی مطلب ہے جس کو اس نے سچ کہا ہے۔ یوتکم خیرا مما خذ منکم ویغفر لکم واللہ غفور رحیم" (تم سے جو کچھ لیا گیا ہے اس کے عوض تمہیں اس سے بہتر دے گا۔ اور تمہاری مغفرت کرے گا۔ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے) اس نے مجھے بجائے بیس اقیا سونے کے عوض میں غلام عطا کئے اور اب میں اپنے رب کی طرف سے مغفرت کا منتظر ہوں۔

حمید بن ہلال العدوی سے مروی ہے کہ ملاوا حفری نے بحرین سے رسول اللہ ﷺ کو اسی ہزار درم بھیجے، اس سے قبل نہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس اتنا مال آیا تھا۔ حکم دیا کہ بورے پر پھیلا دیا جائے، اور نماز کی اذان دے دی گئی۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مال کے پاس کھڑے ہو گئے لوگوں نے جس وقت مال دیکھا تو وہ بھی آئے۔ اس زمانے میں نہ شمار کرنے کا رواج تھا اور نہ وزن کا، سوائے مٹھی کے، عباس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے یوم بدر میں اپنا اور عقیل بن ابی طالب کا فدیہ دیا تھا۔ جبکہ عقیل کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ لہذا اس مال میں سے عطا فرمائے، فرمایا لے لو!

اتنا لے جاؤ جتنی تمہاری طاقت ہے۔ عباس نے اپنی چادر اوڑھے تھے بھری۔ جب چنے کے لئے کھڑے ہوئے تو چل نہ سکے، رسول اللہ ﷺ کی طرف اپنا سراٹھا کے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اٹھوادیتے ہو۔ آنحضرت ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں اور فرمایا کہ ایک حصہ مال کا دوبارہ لے جانا۔ اتنا لے جاؤ جتنی تمہیں طاقت ہو۔

وہ اس مال کو دے گئے اور کہتے تھے کہ اللہ نے جو وعدے کئے تھے ان میں سے ایک پورا کر دیا۔ مجھے معلوم

عباس اسی حالت میں تھے کہ ان کے پاس حجاج آئے رسول اللہ ﷺ کی سلامتی کی خبر دی اور کہا کہ آپ نے خیبر فتح کر لیا اور جو کچھ اس میں تھا وہ سب اللہ نے آپ کو غنیمت میں دے دیا عباس اس سے مسرور ہوئے، انھوں نے اپنے کپڑے پیٹے صبح کے وقت مسجد حرام گئے بیت اللہ کا طواف کیا، رسول اللہ ﷺ کی سلامتی، فتح خیبر کی خوشخبری اور یہ اطلاع کہ اللہ نے اہل خیبر کے اسوال آپ کو غنیمت میں دیے قریش کو دی مشرکین رنجیدہ ہوئے انھیں یہ ناگوار ہوا اور معلوم ہو گیا کہ حجاج ان سے جھوٹ بولے تھے۔

وہ مسلمان جو مکہ میں تھے خوش ہوئے، عباس سے پاس آئے اور انھیں رسول اللہ ﷺ کی سلامتی پر مبارکباد دی اس کے بعد عباس روانہ ہوئے اور بنی ہاشم سے مدینہ میں قدمیں ہوتے آنحضرت نے انھیں خیبر کی کھجوریں سے دوسو سبق سالانہ کی جاگیر عطا فرمایا، وہ آپ کے ہمرکاب مکہ روانہ ہوئے، فتح مکہ خنین طائف اور تبوک میں شریک تھے غزوہ خنین میں جب لوگ آپ کے پاس سے بھاگے تو وہ اہل بیت کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

کثیر بن عباس بن عبدالمطلب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں یوم خنین میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھا۔ میں اور ابوسفیان ابن الحارث بن عبدالمطلب اس طرح آپ کے ہمرکاب رہے کہ آپ سے جدا نہ ہوئے رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے جو فروۃ بن نفاث الجذامی نے بطور ید یہ دیا تھا۔

اے بول کے درخت والو! مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہو تو اسل الذکر پشت پھیر کر بھاگے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو ایڑ مار کر کفار کی طرف بڑھانے لگے، عباس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی لگام پکڑے ہوئے اسے تیزی سے روک رہا تھا، ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے عباس لوگوں کو ندا دو کہ اے اصحاب (ان لوگوں نے حدیبیہ میں بول کے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، اسی لئے آنحضرت ﷺ نے اس لقب سے ندا دلوائی۔) مرہ (اے بول کے درخت والو)

عباس نے کہا کہ میں بلند آواز آدی تھا میں نے اپنی بلند آواز سے کہا کہ اصحاب سرہ کہاں ہیں، واللہ جس وقت انھوں نے میری آواز سنی تو ان کا پلٹنا اس طرح تھا جیسے گائے کا پلٹنا اپنے بچوں کی طرف ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا یا لبیک یا لبیک (اے پکارنے والے ہم حاضر ہیں اے پکارنے والے ہم حاضر ہیں) انھوں نے کفار سے جنگ کی دعوت (ندا) انصار میں تھی جو کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار اے گروہ انصار، پھر صرف بنی الحارث بن الخزرج میں رہ گئی جو پکار رہے تھے کہ اے بنی الحارث بن الخزرج اے بنی الحارث!

رسول اللہ ﷺ نے نظر دوڑائی۔ آپ اپنے خچر پر تھے اور گویا گردن اٹھا کے میدان جنگ کی طرف دیکھ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وقت ہے کہ تنور گرم ہو گیا ہے (یعنی جنگ زوروں پر ہے) آپ نے چند کنکریاں لے کے کفار کے چہروں پر ماریں اور فرمایا رب محمد کی قسم، بھاگو۔

میں دیکھتا گیا کہ جنگ اپنی اسی ہیئت پر تھی کہ جس پر پہلے دیکھی تھی اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں کنکریاں ماریں اور خود سوار ہو گئے۔ آنا فانا مشرکین کی تلواروں کی دھائیں پڑ گئیں ان کی حالت برگشتہ ہو گئی اور اللہ نے انھیں شکست دے دی۔

قارہ سے مروی ہے کہ یوم خنین میں جب لوگ بھاگے تو عباس ابن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے آگے

تھے ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو نداد وہ بلند آواز آدمی تھے ایک ایک قبیلے کو اس طرح نداد کہ اے گر وہ مہاجرین، اے گر وہ انصار اے اصحاب سمرہ یعنی اس درخت رضوان والو جس کے نیچے انھوں نے بیعت کی تھی، اے اصحاب سورہ بصرہ، وہ برابر ندادیتے رہے، یہاں تک کہ لوگ ایک ہی طرف رخ کر کے آپ کی جانب متوجہ ہو گئے۔

ابو عبد اللہ الایلی سے مروی ہے کہ غزوہ کا استقف (پاوری) تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ہاشم و عبد شمس جو تاجر تھے میرے پاس مرے یہ ان دونوں کا مال ہے بنی مہنیہ نے عباس کو بلایا اور فرمایا کہ ہاشم کا مال بنی ہاشم کے بوزحوں پر تقسیم کرو ابو سفیان ابن حرب کو بلایا اور فرمایا کہ عبد شمس کی سہرا اولاد پر تقسیم کر دو۔

سلیمان عبد اللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ عباس ابن عبد المطلب اور نوفل بن الحارث جب ہجرت کر کے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، مدینہ میں ایک ہی جگہ زمین عطا فرمائی وسط میں ایک دیوار سے آڑ کر دی دونوں ایک ہی مقام پر باہم پڑوسی ہو گئے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی وہ شریک تھے اور شرکت میں ان کا مال برابر تھا۔ باہم محبت اور خلوص رکھنے والے تھے۔

نوفل کا مکان جو انھیں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا تھا مقام رجتہ الفصاء میں اس جگہ تھا جہاں قریب ہی رسول اللہ ﷺ کی مسجد تھی وہ مقام آج بھی رجب الفصاء میں ہے اور اس دار الامارۃ کے مقابل ہے جس کا نام آج دار مردان ہے۔

عباس بن عبد المطلب کا مکان جو انھیں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔ اس کے پڑوسی میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی طرف دار مروان میں تھا یہ وہی دار الامارت تھا جس کا نام آج دار مروان ہے۔

آنحضرت نے عباس کو ایک اور مکان عطا فرمایا جو بازار میں اس مقام پر تھا جسے محرزہ ابن عباس کہتے تھے۔ عبید بن عباس سے مروی ہے کہ عباس کا ایک پرنا لہ عمر کے راستے پر تھا۔ عمر نے جمعہ کے دن کپڑے پہنے، عباس کے لئے دو چوزے ذبح کئے گئے تھے جب عمر پرنا لے کے پاس پہنچے تو اس میں وہ پانی ڈالا گیا جس میں چوزوں کا خون تھا۔ پانی بہہ کر عمر تک پہنچا۔ انھوں نے اس کے اکھاڑنے کا حکم دیا اور واپس ہو گئے۔ کپڑے اتار کے دوسرے پہنے پھر آئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

تم میری پیٹھ پر چڑھو..... ان کے پاس عباس آئے اور کہا کہ واللہ اس پرنا لے کا مقام وہی ہے جہاں اس کو رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا۔ عمر نے عباس سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میری پیٹھ پر چڑھو اور اسے اسی مقام پر رکھو جہاں رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا۔ عباس نے یہی کیا۔

یعقوب بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب جمعہ کے روز مکان سے روانہ ہوئے ان پر عباس کا پرنا لہ ٹپک گیا جو مسجد نبوی کو آتے ہوئے راستے میں پڑتا تھا، عمر نے اسے اکھاڑ ڈالا عباس نے کہا کہ آپ نے میرا پرنا لہ اکھاڑ ڈالا۔ واللہ وہ جس جگہ تھا وہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمایا تھا۔

عمر نے کہا کہ ضرور ہے کہ تمہارے لئے میرے سوا کوئی سیڑھی نہ ہو اور اسے وائے تمہارے کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ عمر نے عباس کو اپنے کندھے پر چڑھایا، انھوں نے اپنے دونوں پاؤں عمر کے شانوں پر رکھے اور پرنا لہ دوبارہ

اسی جگہ لگا دیا وہ پہلے تھا۔

سالم ابی النضر سے مروی ہے کہ عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں کی کثرت ہو گئی تو مسجد ان کے لئے تنگ، عمرؓ نے مسجد کے گرد کے تمام مکانات سوائے عباس بن عبدالمطلب کے مکان اور المومنین کے حجروں کے خرید لئے۔ عمرؓ نے عباس سے کہا کہ اے ابوالفضل مسلمانوں کی مسجد ان پر تنگ ہو گئی ہے میں نے اس کے گرد کے تمام مکانات سوائے تمہارے مکان اور امہات المومنین کے حجروں کے خرید لئے ہیں۔ جن سے ہم مسلمانوں کی مسجد وسیع کریں گے لیکن امہات المومنین کے حجروں تک رسائی کی کوئی سہیل نہیں ہے بجز تمہارے مکان کے تم اسے بیت المال سے جس عوض میں چاہو میرے ہاتھ فروخت کر دو کہ میں مسلمانوں کی مسجد وسیع کر دوں عباس نے کہا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔

تین باتوں میں سے ایک بات کا اختیار..... عمرؓ نے ان سے کہا کہ تم میری تین باتوں میں سے ایک بات مان لو یا تو اسے بیت المال سے جس قیمت پر چاہوں میرے ہاتھ بیچ ڈالو یا مدینہ میں جہاں چاہو تمہیں زمین دیدوں اور تمہارے لئے بیت المال سے مکان بنادوں یا اسے مسلمانوں پر وقف کر دو کہ ہم انکی مسجد وسیع کریں عباس نے کہا کہ نہیں، ان میں سے مجھے ایک بھی شرط منظور نہیں۔

عمرؓ نے کہا کہ تم اپنے اور میرے درمیان جیسے چاہو حکم کر دو، انھوں نے کہا ابی بن کعب، دونوں ابی کے پاس گئے اور ان سے قصہ بیان کیا۔ ابی نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں وہ حدیث بیان کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، دونوں نے کہا کہ بیان کرو۔

انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ نے داؤد کو وحی کی کہ میرے لئے ایک مکان بناؤ جس میں میرا ذکر کیا جائے انھوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی خطہ معین کیا اتفاق ایسا ہو کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے مکان سے مرلع ہوتا تھا، داؤد نے اس سے درخواست کی کہ وہ اسے ان کے ہاتھ فروخت کر دے، مگر اس نے انکار کیا، داؤد نے اپنے دل میں کہا کہ وہ مکان اس سے چھین لیں، اللہ نے انھیں وحی کی کہ اے داؤد میں نے تمہیں یہ حکم دیا تھا کہ میرے لئے ایک گھر بناؤ جس میں میرا ذکر کیا جائے۔ تم نے یہ ارادہ کیا کہ میرے گھر میں غصب داخل کیا جائے حالانکہ غصب میری شان نہیں ہے۔ تمہاری سزا یہ ہے کہ تم اسے نہ بناؤ، انھوں نے کہا، یا رب میری اولاد میں سے کوئی بنائے، فرمایا تمہاری اولاد میں سے کوئی بنائے گا۔

عمرؓ نے ابی بن کعب کی تمہد کا کمر بند پکڑ کر کہا کہ میں تمہارے پاس ایک چیز لایا مگر تم وہ چیز لائے جو اس زیادہ سخت ہے جو کچھ تم نے کہا اسکی وجہ سے تمہیں ضرور ضروری ہونا پڑیگا۔

عمرؓ انھیں تھینتے ہوئے لائے اور مسجد میں داخل کیا وہاں اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ایک گروہ کے سامنے کھڑا کر دیا جس میں ابوذر بھی تھے، اور کہا میں اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو حدیث بیت المقدس بیان کرتے سنا جس میں اللہ نے داؤد کو حکم یا تھا بیت المقدس کی تعمیر کریں کہو اسی حدیث کو بیان کرے، ابوذر نے کہا کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ایک دوسرے شخص نے کہا کہ میں نے بھی آپ سے سنا ہے ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

عمرؓ نے ابی کو بلا بھیجا، ابی عمرؓ کے پاس اسے اور کہا کہ اے عمرؓ کیا تم مجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث جھوٹ کی تہمت لگاتے ہو؟ عمرؓ نے کہا کہ اے ابوالمختار میں تم پر تہمت نہیں لگاتا۔ البتہ یہ ناپسند کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ظاہر ہو۔

عمرؓ نے عباس سے کہا کہ جاؤ میں تمہارے مکان کے بارے میں تم سے کچھ نہ کہوں گا، عباس نے کہا کہ جب آپ نے ایسا کر دیا تو میں نے اسے مسلمانوں پر وقف کر دیا جس سے میں انکی مسجد وسیع کر دوں گا، لیکن اگر آپ مجھ سے جھگڑا کریں تو وقف نہیں کرتا۔

عمرؓ نے ان لوگوں کے مکان کے لئے وہ زمین دی جو آج بھی ان کی ہے اور اسے انھوں سے بیت المال سے تعمیر کر دیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ مدینہ میں عباس بن عبدالمطلب کا ایک مکان تھا، عمرؓ نے کہا کہ مجھے اسے بیہ کر دیا میرے ہاتھ فروخت کر ڈالوتا کہ میں سے مسجد میں داخل کر لوں انھوں نے انکار کیا، عمرؓ نے کہا کہ میرے اور اپنے درمیان رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی کو حکم بنا دو، دونوں نے ابی بن کعب کو بنایا، ابی نے عمرؓ کے خلاف فیصلہ کیا۔

عمرؓ نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں مجھ پر ابی سے زیادہ کوئی جری نہیں ہے، ابی نے کہا زیادہ جری یا اے امیر المومنین آپ کے لئے ابی سے زیادہ خیر خواہ کوئی نہیں ہے، کیا آپ کو عورت کا قصہ معلوم نہیں ہے کہ جب داؤدؑ نے بیت المقدس کو تعمیر کی تو انھوں نے ایک عورت کا مکان بغیر اس کی اجازت کے داخل کر لیا۔ جب وہ مردوں کے حجرے تک پہنچے تو اس کی تعمیر روک دی گئی انھوں نے کہا یا رب جب تو نے مجھے روک دیا تو یہ تعمیر میرے بعد میری اولاد پوری کرے۔

جب فیصلہ ہو چکا تو ان سے عباس نے پوچھا کہ کیا میرے حق میں فیصلہ نہیں ہوا، عمرؓ نے کہا بے شک ہوا۔ انھوں نے کہا کہ اب وہ مکان آپ کے لئے ہے، میں نے اسے اللہ کے لئے وقف کر دیا۔

ابی جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ عباس عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے بنی ہاشمؓ نے بحرین جاگیر میں دیا ہے، فرمایا اسے کون جانتا ہے، انھوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ، وہ انھیں لائے، مغیرہ بنے ان کو موافق شہادت دی، مگر عمرؓ نے وہ علاقہ عطا نہیں فرمایا۔ گویا انھوں نے ان کی شہادت قبول نہیں کی، عباس نے عمرؓ کو سخت دست کہا۔ عمرؓ نے عبد اللہ بن عباس سے کہا کہ اپنے والد کا ہاتھ پکڑو اور یہاں سے جاؤ۔ شیان راوی نے ایک دوسرے طریق سے کی کہ عمرؓ نے کہا واللہ اے ابوالفضل میں خطاب کے اسلام سے زیادہ تمہارے اسلام سے خوش ہوتا ہوں اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے مطابق اسلام لائے عبد اللہ بن حارثہ سے مروی ہے کہ جب ابو صفوان بن امیہ بن خلف الجمعی مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اب ابو ذبب تم کس کے پاس اترے عرش کی عباس بن عبدالمطلب کے پاس، فرمایا تم قریش میں سب سے زیادہ قریش سے محبت کرنے والے کے پاس اترے۔

ام الفضل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عباس کے گھر والوں کے پاس تشریف لائے۔ عباس عم رسول اللہ ﷺ علیل تھے، انھوں نے موت کی تمنا کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ کے چچا، موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ اگر تم محسن ہو تو مہلت ملے پر تمہارے احسانات اور بڑھیں گے جو تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم بد ہو اور

مہلت دی جائے تو تم اپنی بدی تو بہ کر کے اللہ کو راضی کرنا چاہو گے اس لئے موت کی تمنا نہ کرو۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب کی کان کی لوسب سے زیادہ آسمان کی طرف تھی (یعنی وہ وحی الہی کے سب سے زیادہ خطر تھے اور اسی طرف کان لگائے رہتے تھے)۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عباس اور لوگوں کے درمیان کچھ رنجش تھی بنی ہاشم نے فرمایا کہ عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عباس کے اجداد میں سے کسی کو جو جاہلیت میں گزرتے تھے برا کہا۔ عباس نے اسے طمانچہ مار دیا، اس کی قوم جمع ہو گئی انھوں نے کہا کہ واللہ ہم بھی انھیں طمانچہ ماریں گے جس طرح انھوں نے اس کو طمانچہ مارا ہے، ان لوگوں نے ہتھیار رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ تشریف لائے منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا، اے لوگو تم کس شخص کو جانتے ہو کہ وہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہے عرض کی آنحضرتؐ فرمایا تو عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ تم لوگ ہمارے اموات کو گالیاں نہ دو جس سے ہمارے احیاء کو ایذا پہنچے۔

قوم آئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ، ہم آپ کے غضب سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں، یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمائیے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ بنی ہاشم نے منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا اے لوگو، زمین والوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم کون ہے لوگوں نے کہا آپ ہیں۔ فرمایا تو عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں۔ عباس کو ایذا دے کے مجھے ایذا نہ اور فرمایا جس نے عباس کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

عباس بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص عباس بن عبدالمطلب سے ملے کہا کہ اے ابوالفضل کیا تم نے عبدالمطلب ابن ہاشم اور الغیظہ کا ہنہ بنی سہم پر غور کیا جن کو اللہ نے دوزخ میں جمع کر دیا ہے؟ عباس نے ان سے درگزر کی، وہ ان سے دوبارہ ملے اور اسی طرح کہا تو عباس نے پھر درگزر کی تیسری مرتبہ جب ملے اور اسی طرح کہا تو عباس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر ان کے ناک پر مارا اور اسے توڑ دیا۔

وہ اسی حالت میں بنی ہاشم کے پاس گئے جب آپ نے انھیں دیکھا تو فرمایا یہ کیا، عرض کی، عباس نے مارا ہے، آپ نے انھیں بلا بھیجا، عباس آپ کے پاس سے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم نے مہاجرین میں سے ایک شخص کے ساتھ کیا ارادہ کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے معلوم ہے کہ عبدالمطلب دوزخ میں ہیں، لیکن یہ مجھ سے ملے اور کہا اے ابوالفضل کیا تم نے غور کیا کہ عبدالمطلب بن ہاشم اور الغیظہ کا ہنہ بنی سہم کو اللہ نے دوزخ میں جمع کر دیا ہے تو میں نے ان سے کئی مرتبہ درگزر کی واللہ مجھے اپنے نفس پر قابو نہ رہا، اس شخص نے بھی ان کا ارادہ نہیں کیا تھا لیکن میرے آزاد پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کا کیا حال بیت جو اس امر میں اپنے بھائی کو ایذا دیتا ہے اگر چہ وہ حق ہے۔

علیؑ سے مروی ہے کہ میں نے عباس سے کہا کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ سے بیت اللہ کی درباری کی درخواست کرو۔ انھوں نے آپ سے درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ چیز دیتا ہوں جو اس

سے بہتر ہے۔ سقایہ مع تمھارے شیریں پانی کے (یعنی آب زمزم اور اس کا پلانا تمھارے سپرد کرتا ہو) اس میں سستی نہ کرو ابن عمر سے مروی ہے کہ عباس میں عبدالمطلب نے لیائی منیٰ (یعنی شہائے ۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ) میں بنی علیہ السلام سے سقایہ کی بدولت مکہ میں رات گزرنے کی اجازت چاہی، آپ نے انھیں اجازت دیدی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیت اللہ کا طواف کیا کہ آپ کے پاس ایک لائھی تھی، جس سے آپ حجر اسود کو جب آپ اس پر گزرتے تھے، بوسہ دیتے تھے پھر آپ سقایہ (پانی کی سبیل) کے آب زمزم پینے لگے۔

عباس نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس ایسا پانی نہ لائیں جسے ہاتھوں سے نہ چھوا ہو، فرمایا ہاں، ہاں مجھے پلاؤ، انھوں نے آپ کو ہلایا۔ آپ زمزم پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے لئے اس سے ایک ڈول بھرو، لوگوں نے اس میں سے ایک ڈول نکالا، آپ نے اس سے غرارہ کیا۔

اس کے بعد آپ نے اپنے منہ سے اس میں کلی کر دی اور فرمایا کہ اس کو اسی چاہ زمزم میں ڈال دو پھر فرمایا کہ تم لوگ بیشک نیک کام پر ہو، اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اگر تمھارے مغلوب ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں خود اترتا اور تمھارے ساتھ پانی کھینچتا۔

جعفر بن تمام سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ تم جو لوگوں کو کشمش کا مرق و شربت پلاتے ہو تو اس پر غور بھی کر لیا کہ یہ سنت ہے جسکی تم پیروی کرتے ہو یا اسے اپنے نزدیک دودھ اور شہد سے زیادہ سہل سمجھتے ہو۔

ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عباس کے پاس جو لوگوں کو پانی پلا رہے تھے، تشریف لائے اور فرمایا مجھے بھی پلاؤ، عباس نے نیند کشمش کے زلال کے پیالے منگائے اور ایک پیالہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پیا اور فرمایا تم نے اچھا کیا، ایسا ہی کرو۔

ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد کہ تم نے اچھا کیا اسی طرح کرو اس سقایہ مجھ پر دودھ اور شہد بہاؤ تب بھی مجھے مسرت نہ ہوگی۔ مجاہد سے مروی ہے کہ میں آل عباس کے سقایہ سے پانی پیتا ہوں کیونکہ وہ سنت ہے۔

علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب نے سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی، آپ نے انھیں اسکی اجازت دیدی۔

حکم بن عتیبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر ابن الخطاب کو زکوٰۃ کا عامل بنانے کے بھیجا۔ وہ عباس کے پاس آئے ان کے مال کی زکوٰۃ طلب کرنے لگے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پہلے ہی دو سال کی زکوٰۃ ادا کر دی، وہ انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے چچانے سچ کہا، ہم نے ان سے پہلے ہی دو سال کی زکوٰۃ لے لی ہے۔

حکم سے مروی ہے کہ بنی ہاشم نے عمر کو معاویہ (یعنی وصول زکوٰۃ) پر عامل بنایا۔ وہ عباس کے پاس مال کی زکوٰۃ طلب کرنے آئے، عباس نے انھیں سخت سست کہا، عمر علیؑ کے پاس گئے اور ان سے بنی ہاشم کے پاس مدد چاہی، بنی ہاشم نے فرمایا تمھارے ہاتھ گرد آلود ہوں، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ آدمی کا چچا

اس کے باپ کا بھائی ہوتا ہے؟ عباس نے ہمیں اس سال کی زکوٰۃ بھی سال اول ہی ادا کر دی ہے۔

ابی عثمان انہدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس سے فرمایا اس جگہ بیٹھئے کیونکہ آپ میرے چچا ہیں۔
 قتادہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب اور عباس کے درمیان کوئی بات تھی، عباس نے ان کی طرف غلٹ کی تو عمر بن خطاب ﷺ کے پاس آئے۔ اور عرض کی آپ عباس کو دیکھئے نہیں کہ انھوں نے میرے ساتھ ایسا اور ایسا کیا، میں نے چاہا کہ انھیں جواب دوں پھر مجھے آپ سے ان کا تعلق یاد آ گیا اور میں ان سے باز رہا۔ فرمایا تم پر اللہ رحمت کرے انسان کا چچا اس کے باپ کا بھائی ہوتا ہے۔

ابی مجلر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عباس میرے والد کے بھائی ہیں لہذا جس نے عباس کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔

عبداللہ الوراق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے عباس غسل نہ دیں کیونکہ وہ میرے والد ہیں اور والد اپنی اولاد کے ستر کو نہیں دیکھتا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عباس سے کہا کہ بنی مطلق سے درخواست دیجئے کہ وہ آپ کو زکوٰۃ پر عامل بنادیں، انھوں نے آپ سے درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ لوگوں کے گنہوں کے دھوں پر آپ کو عامل بنادوں۔

محمد بن المکندر سے مروی ہے کہ عباس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ آپ مجھے کسی امارت پر امیہ نہیں بناتے۔ فرمایا کہ وہ نفس جسے تم نجات دو اس امارت سے بہتر ہے جس کا تم احاطہ انتظام نہ کر سکو۔

ضحیٰ ک بن حمزہ سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ آپ مجھے عامل بنادیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عباس اسے بنی کے چچا وہ نفس جسے تم نجات دو اس امارت سے بہتر ہے جس کا تم احاطہ و انتظام نہ کر سکو۔

ابی اعلیٰہ سے مروی ہے کہ عباس نے چھوڑنا لیا تو بنی مطلق نے فرمایا اسے گرا دو، فرمایا کیا اس کی قیمت کے برابر اللہ کی راہ میں خرچ کروں؟ فرمایا اسے گرا دو۔

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا چچا ہوں میرا سن دراز ہو گیا اور میری موت قریب آ گئی لہذا مجھے کوئی ایسی چیز تعین فرمادیجئے جس سے اللہ نفع بخشے، فرمایا اے عباس تم میرے چچا ہو پھر بھی اللہ کے معاملے میں کچھ بھی تمھارے کام نہیں آ سکتا تم اپنے رب ہی سے عفو اور عافیت مانگو۔

ایوب سے مروی ہے کہ عباس نے کہا یا رسول اللہ مجھے کوئی دعا بتائے، فرمایا اللہ سے عفو اور عافیت طلب کرو۔
 عثمان بن محمد الاخنسی سے مروی ہے کہ ہم نے نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں کوئی آدمی ایسا پایا جو عباس بن عبدالمطلب کو عقل میں مقدم نہ کرتا ہو۔

عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے اپنے دادا سے روایت کی کہ میں نے کوفہ میں علیؓ کو کہتے سنا کہ کاش میں نے عباس کا کہنا مان لیا ہوتا، کاش میں نے عباس کا کہنا مان لیا ہوتا انھوں نے نے کہا کہ عباس نے کہا تھا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو، اگر یہ امر (خلافت) ہم میں ہو (تو خیر) ورنہ آپ ہمارے ذریعے سے

لوگوں کو وصیت کر دیں گے۔ بنی مصلیٰؓ کے پاس آئے تو آپ کو یہ کہتے سنا کہ اللہ بہود پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا یہ لوگ آپ کے پاس سے چلے آئے اور آپ سے کچھ نہ کہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کے زمانے میں لوگوں پر قحط پڑا تو عمرؓ عباس کو لے گئے ان کے وسیلے سے بارش کی دعاء کی اور کہا کہ اے الحجب ہم لوگوں پر قحط ہوتا تھا تو ہم لوگ اپنے بنی علیہ اسلام کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں لہذا ہمیں سیراب کر دے۔

موسیٰ بن عمر سے مروی ہے کہ لوگوں پر قحط آیا تو عمرؓ بن الخطاب نماز استسقاء کے لئے نکلے اور عباس کا ہاتھ پکڑ کر انھیں رو بقبلہ کیا اور کہا کہ یہ تیرے بنی مصلیٰؓ کے چچا ہیں ہم لوگ انھیں وسیلہ بنا کے تیرے پاس آئے ہیں لہذا ہمیں سیراب کر لوگ واپس بھی نہ ہوئے تھے کہ سیراب کر دیئے گئے۔

یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انھوں نے عباس کا ہاتھ پکڑ کے کھڑا کیا اور کہا اے اللہ ہم تیرے رسول اللہ ﷺ کو تیرے پاس شفیع بناتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیوان میں عباس ابن عبدالمطلب کے لئے سات ہزار درم سالانہ مقرر کئے تھے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ بعض نے روایت کی ہے کہ انھوں نے ان کی قرابت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے اہل بدر کے حصول کے مثل ان کے لئے پانچ ہزار مقرر کئے تھے انھوں نے ان کو اہل بدر کے حصوں سے ملا دیا تھا، سوائے ازواج بنی مصلیٰؓ کے اور کسی کو اہل بدر پر فضیلت نہیں دی تھی۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ قریش لوگوں کے سردار ہیں ان میں سے کوئی کسی مصیبت میں بھی پڑتا ہے تو لوگ یا لوگوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔

مجھے ان کے اس قول کی تاویل اس وقت تک نہ معلوم ہوئی جب تک کہ انھیں خنجر نہ مارا گیا۔ جب انکی وفات کا وقت قریب آیا تو مصیب کو حکم دیا کہ تین دن تک لوگوں کو نماز پڑھائیں اور لوگوں کے لئے کھانا تیار کریں جو انھیں کھلایا جائے یہاں تک کہ وہ کسی کو خلیفہ بنالیں۔

لوگ جنازے سے واپس آئے تو کھانا لایا گیا، دسترخوان بچھائے گئے لوگ اس غم کی وجہ سے ر کے جس میں وہ مبتلا تھے، عباس بن عبدالمطلب نے کہا اے لوگوں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ہم نے آپ کے بعد کھایا پیا تھا۔ ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تو ہم نے آپ کے بعد بھی کھایا پیا تھا۔ موت سے تو کوئی چارہ کار نہیں لہذا تم یہ کھانا کھاؤ۔

اس کے بعد عباس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کھایا، لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھایا تب میں نے قول عمرؓ کو سمجھا کہ وہ لوگ لوگوں کے سردار ہیں۔

عامر سے مروی ہے کہ عباس نے بعض امور میں عمرؓ کا بہت اکرام کیا، انھوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین کیا آپ نے اس پر غور کیا کہ آپ کے پاس موسیٰ کے چچا مسلمان ہو کر آتے تو آپ ان کے ساتھ کیا کرتے، فرمایا کہ واللہ میں ان کیساتھ احسان کرتا۔ انھوں نے کہا میں تو محمد بنی مصلیٰؓ کا چچا ہوں، فرمایا اے ابو الفضل (اس معاملے میں) تمھاری کیا رائے ہے کہ واللہ مجھے تمھارے والد اپنے والد سے زیادہ پسند تھے۔ انھوں نے کہا اللہ اللہ، عمرؓ نے کہا کہ بیشک میں جانتا ہوں کہ تمھارے والد رسول اللہ ﷺ کو میرے والد سے زیادہ محبوب تھے، میں نے رسول اللہ ﷺ

کی محبت کو اپنی محبت پر اختیار کیا۔

حسن سے مروی ہے کہ لوگوں میں تقسیم کرنے کے بعد بیت المال میں کچھ بچ گیا تو عباس نے عمر سے اور لوگوں سے کہا کہ کیا تم نے اس پر غور کیا ہے کہ تم میں موسیٰ کے چچا ہوتے تو ان کا اکرام کرتے، لوگوں نے کہا ہاں، انھوں نے کہا کہ میں اس کا زیادہ مستحق ہوں اس لئے کہ تمہارے بنی ہاشم کا چچا ہوں، عمر نے لوگوں سے مشورہ کیا سب نے ان کو وہ بقیہ دے دیا جو بچ گیا تھا۔

علی بن عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ عباس نے اپنی موت کے وقت ستر خلافت آزاد کئے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ عباس معتدل قد کے تھے ہمیں عبد المطلب کے متعلق خبر دیا کرتے تھے کہ وہ اس حالت میں مرے کہ ان سے زیادہ معتدل قد کے تھے۔ عباس کی وفات خلافت عثمان بن عفان میں جمعہ ۱۴ رجب ۳۲ء میں اس وقت اٹھاسی سال کے تھے بقیع میں مقبرہ بنی ہاشم میں مدفون ہوئے۔

خالد بن القاسم نے کہا کہ میں نے علی بن عبد اللہ بن عباس کو دیکھا کہ وہ معتدل القنۃ یعنی طویل تھے باوجود بوڑھے ہونے کے اچھی طرح کھڑے ہوتے تھے خمیدہ نہ تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عباس بن عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے پہلے اسلام لائے تھے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ عباس غزوہ بدر سے پہلے مکہ میں اسلام لائے اور اسی وقت ام الفضل بھی ان کے ساتھ اسلام لائیں، ان کا قیام مکہ ہی میں تھا مکہ کی کوئی خبر رسول اللہ ﷺ سے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے جو ہوتا تھا آپ کو لکھ دیتے تھے جو مومنین وہاں تھے انھیں انکی وجہ سے تقویت حاصل تھی وہ ان کے پاس رجوع کرتے تھے اور اسلام پر ان لوگوں کے مددگار تھے اسی فکر میں تھے کہ بنی ہاشم کے پاس آئیں رسول اللہ ﷺ نے لکھا کہ تمہارے مقام جہاد کے لئے نہایت موزوں ہے لہذا رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہجرت کا خیال ترک کر دیا۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ ایک روز کسی مجلس میں لیلۃ العقبہ کا ذکر فرما رہے تھے کہ اس شب کو میرے چچا عباس سے میری تائید کی گئی جو انصار سے لین دین کر رہے تھے۔ (یعنی ایمان و ہجرت کا معاملہ طے کر رہے تھے)۔

عباس بن عبد اللہ بن معبد سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب نے دیوان مرتب کیا تو انھوں نے سب سے پہلے مقام دعوت میں جس سے شروع کیا وہ بنی ہاشم تھے ولایت عمر و عثمان میں بنی ہاشم میں سب سے پہلے عباس بن عبد المطلب ہی کو پکارا جاتا تھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عباس بن عبد المطلب جاہلیت میں بھی امور بنی ہاشم کے والی تھے۔ نملہ بن ابی نملہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عباس بن عبد المطلب کا انتقال ہوا تو بنی ہاشم نے ایک موزن کو بھیجا جو اطراف مدینہ کے باشندوں میں یہ اعلان کرتا تھا کہ ان پر اللہ کی رحمت ہو جو عباس بن عبد المطلب کے جنازے میں شریک ہوں لوگ جمع ہو گئے اور اطراف مدینہ سے آ گئے۔

عبد الرحمن بن یزید بن حارثہ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس قباء میں ایک موزن گدھے پر سوار آیا اور ہمیں عباس بن عبد المطلب کی وفات کی اطلاع دی پھر ایک دوسرا شخص گدھے پر سوار آیا، میں نے دریافت کیا کہ پہلا شخص کون تھا اس نے کہا کہ بنی ہاشم کا مولیٰ اور خود عثمان کا قاصد۔

اس نے انصار کے دیہات میں ایک ایک گاؤں کا رخ کیا یہاں تک سافلہ بنی حارثہ اور اس کے متصل تک پہنچ گیا، لوگ جمع ہو گئے ہم نے عورتوں کو بھی نہ چھوڑا۔ جب عباس کو مقام جنازہ میں لایا گیا تو وہ تنگ ہوا۔ لوگ انھیں بقیع لائے۔

جس روز ہم نے بقیع میں ان پر نماز پڑھی تو میں نے لوگوں کی اتنی کثرت دیکھی کہ اس کے برابر بھی کسی کے جنازے میں لوگوں کو نہیں دیکھا تھا۔ کسی کو یہ ممکن نہ تھا کہ جنازے کے قریب جاسکے۔ بنی ہاشم پر بھی ہجوم ہو گیا۔ جب لوگ قبر تک پہنچے تو اس پر بھی ہجوم ہوا۔ میں نے عثمان کو دیکھا کہ کنارے ہٹ گئے اور ایک محافظ دستے کو بھیجا جو لوگوں کو مار کر بنی ہاشم سے جدا کر رہے تھے اس طرح بنی ہاشم کو نجات ملی، وہی لوگ تھے جو قبر میں اترے اور انھیں نے لاش کو سپرد خاک کیا، میں نے ان کے جنازے پر ایک جرہ کی چادر دیکھی جو لوگوں کو ہجوم سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی۔

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عثمان کا فاصد آیا کہ عباس کی وفات ہو گئی اس وقت ہم لوگ اپنے محل میں تھے جو مدینہ سے دس میل پر تھا میرے والد اور سعد بن زید بن عمر ذفیل بھی گئے، ابو ہریرہ بھی السمرہ سے گئے ایک روز بعد واپس آئے تو انھوں نے کہا کہ لوگوں کی اس قدر کثرت تھی کہ ہم لوگ مغلوب ہو گئے اور اس پر قادر نہ ہوئے کہ جنازے کے قریب جائیں۔ حالانکہ میں انھیں کندھا چا بتا تھا۔

ام عمارہ سے مروی ہے کہ ہم انصار کی عورتیں سب کی سب عباس کی جنازے میں شریک تھیں ان پر رونے والوں میں ہم سب سے پہلے تھے ہمارے ساتھ بیعت کرنے والی پہلی مہاجرہ بھی تھیں۔

عباس بن عبد اللہ بن سعید سے مروی ہے کہ جب عباس کی وفات ہوئی تو عثمانؓ نے ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تمھاری رائے ہو کہ میں ان کے غسل میں موجود ہوں تو بیان کرو میں آ جاؤں وہ آنے اور گھر کے ایک کنارے بیٹھ گئے، علی بن ابی طالبؓ اور عبد اللہ و عبید اللہ و خثم فرزند ان عباسؓ نے غسل دیا بنی ہاشم کی عورتوں نے ایک سال تک سوگ کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عباسؓ نے وصیت کی کہ انھیں حبرہ کی چادروں میں کفن دیا جائے رسول اللہ ﷺ کو اسی میں کفن دیا گیا تھا۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں بقیع میں عثمانؓ کو عباسؓ پر نمازہ میں تکبیر کہتے دیکھا اگرچہ لوگوں کے بولنے کی وجہ سے ان کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ لوگ اکھٹان تک پہنچ گئے تھے مردوں عورتوں اور بچوں میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا تھا۔

جعفر بن ابی طالب..... ابی طالب کا نام عبد مناف عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ابن قصی تھا۔ انکی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ جعفر کی اولاد میں عبد اللہ تھے۔ انھیں سے انکی کنیت تھی اولاد جعفر میں عبد اللہ ہی سے نسل برقرار رہی۔

محمد دعون جن کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ یہ سب کے سب جعفر کے یہاں ملک حبشہ میں بزمانہ ہجرت پیدا ہوئے۔ ان سب کی والدہ اسماء بنت عمیس بن معبد بن حمیم بن مالک قافہ بن عامر بن ربیعہ، بن عامر بن معاویہ بن

زید بن مالک بن نسر بن وہب اللہ ابن شہران بن عفراس بن اقل تھیں وہ حکم بن انمار کے جمع کرنے والے تھے۔
عبید اللہ بن محمد بن عمر بن علی نے اپنے والد سے روایت کی کہ اولاد جعفر میں عبد اللہ عون اور محمد تھے، ان کے
دواخیانی بھائی یحییٰ بن علی بن ابی طالب اور محمد بن ابی بکر تھے انکی والدہ اسماء بنت عمیس خثیمہ تھیں۔
یزید بن ومان سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ کے ارقم کے مکان میں جانے اور اس
میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جعفر ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے، ہمراہ ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس تھیں۔ وہیں
ان کے لڑکے عبد اللہ، عون و محمد پیدا ہوئے، وہ برابر ملک حبشہ میں رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی
طرف ہجرت فرمائی۔ اس کے بعد جعفر سے میں آپ کے پاس آئے اس وقت آپ خیبر میں تھے، ایسا ہی محمد بن
اسحاق نے بھی کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے روایت کی گئی کہ ملک حبشہ کی ہجرت میں لوگوں کے امیر جعفر بن ابی طالب تھے۔
شعسی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس ہوئے تو آپ کو جعفر بن ابی طالب سے رسول
اللہ ﷺ نے انھیں گلے سے لگایا۔ پیشانی کو بوسہ دیا..... اور فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں دونوں میں سے
کس پر خوشی کروں جعفر کی آمد پر یا فتح خیبر پر۔

شعسی سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب جب ملک حبشہ سے آئے تو بنی مہلہ سے ان کا استقبال کیا۔
پیشانی کو بوسہ دیا اور انھیں چٹالیا اور گلے سے لگایا۔

حکم بن عتبہ سے مروی ہے کہ جعفر اور ان کے ساتھی فتح خیبر کے بعد آئے رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں ان کا
حصہ لگایا۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جعفر بن ابی طالب اور معاذ بن جبل کے درمیان مواخاۃ کیا۔
محمد بن عمر نے کہا کہ یہ وہم ہے مواخاۃ تو صرف رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد اور بدر سے پہلے
ہوئی تھی غزوہ بدر ہوا تو آپ میراث نازل ہوئی اور مواخاۃ منقطع ہو گئی جعفر اس زمانے میں ملک حبشہ میں تھے۔

جعفر بن محمد بن اپنے والد سے روایت کی کہ حمزہ کی بنی لوگوں میں گھوم رہی تھی، اتفاق سے علی نے اس کا
ہاتھ پکڑ لیا اور فاطمہ کے ہودے میں ڈال دیا اس کے بارے میں علیؑ اور جعفر اور زید بن حارثہ جھگڑا کرنے لگے۔

آوازیں اتنی بلند ہوئیں کہ رسول اللہ ﷺ خواب سے بیدار ہو گئے۔ فرمایا ادھر آؤ میں اس کے اور دوسری
کے بارے میں تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دوں۔

علیؑ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے میں اسے لایا ہوں اور میں ہی اس کا زیادہ مستحق ہوں جعفر نے کہا
کہ میرے چچا کی بیٹی ہے اس کی خالہ میرے پاس ہیں۔ زید نے کہا کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔

آنحضرت نے ہر شخص کے بارے میں ایسی بات فرمائی جس سے وہ خوش ہو گیا فیصلہ جعفر کے حق میں دیا
اور فرمایا خالہ وادہ ہی ہے۔

جعفر اٹھے اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر بنی مہلہ کے ارد گرد گھومنے لگے آنحضرت نے فرمایا یہ کیا ہے،
عرض کی یہ وہ شے ہے جو میں نے حبشیوں کو اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے دیکھا، ہے اس لڑکی کی خالہ اسماء بنت

میں تھیں اور والدہ سلمیٰ بنت عمیس۔

محمد بن اسامہ بن زید نے اپنے والد اسامہ سے روایت کی کہ بنی ہاشم کو جعفر بن ابی طالب سے فرماتے سنا کہ تمہاری فطرت میری فطرت کے مشابہ ہے اور تمہاری خصلت میری خصلت کے مشابہ ہے تم مجھ سے ہو اور میرے فرے سے ہو۔

علیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیث بنت ہمزہ میں جعفر بن ابی طالب سے فرمایا کہ تم میری طہارت اور خصلت کے مشابہ ہو۔

براء نے بھی بنی ہاشم سے اسی کے مثل روایت کی۔

محمد بن سیر بن سے مروی ہے کہ بنی ہاشم نے جعفر بن ابی طالب سے جب انھوں نے اور علیٰ اور زید نے مزہ کی بیٹی کے ہارے میں جھگڑا کیا تھا۔ فرمایا کہ تمہاری فطرت میری فطرت کے اور تمہاری خصلت میری خصلت کے مشابہ ہے۔

ثابت سے مروی ہے کہ بنی ہاشم نے جعفر سے فرمایا کہ تم میری فطرت و خصلت کے مشابہ ہو۔

جعفر بن ابی طالب سے مروی ہے کہ وہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا ان پر یزید بن حارثہ کو عامل بنایا اور فرمایا کہ زید قتل کر دیے جائیں یا شہید ہو جائیں تو تمہارے امیر جعفر بن ابی طالب ہوں گے، اگر جعفر بھی قتل کر دیے جائیں یا شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن واحد امیر ہوں گے۔

وہ لوگ دشمن سے ملے جھنڈا زید نے لے لیا، انھوں نے جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے، اس کے بعد جعفر نے جھنڈا لیا اور قتال کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیے گئے۔

پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا اور لڑے۔ یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیے گئے۔ ان لوگوں کے بعد جھنڈا خالد بن الولید نے لے لیا ان کے ہاتھ پر اللہ نے فتح دی۔

یہ خبر بنی ہاشم کے پاس آئی تو آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے اللہ کی حمد و ثنایاں کی اور فرمایا کہ تمہارے بھائی دشمن سے ملے جھنڈا زید بن حارثہ نے لے لیا اور لڑے یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے یا شہید ہو گئے، جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے لیا، اور قتال کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیے گئے یا شہید ہو گئے، پھر اسے عبداللہ بن رواحہ نے لیا اور قتال کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیے گئے یا شہید ہو گئے آخر کو اسے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید نے لیا، اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی۔

آنحضرت نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی اس کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرے بھائی پر آج کے بعد نہ رونا، پھر فرمایا کہ میرے بھائی کے لڑکوں کو میرے پاس لاؤ۔ ہمیں اس حالت میں لایا گیا گویا ہم ذلیل و کمزور تھے فرمایا میرے پاس حجام کو بلا لاؤ۔ حجام بلایا گیا تو آپ نے ہمارے سر منڈوائے اور فرمایا کہ محمد تو ہمارے چچا ابی طالب کے مشابہ ہیں عبداللہ یا عون اللہ میری فطرت و خصلت کے مشابہ ہیں۔

عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور تین مرتبہ فرمایا کہ اے اللہ تو جعفر کے اہل میں ان کا خلیفہ ہو جا اور عبداللہ کے ہاتھ کے معاملات میں برکت دے، اس کے بعد ہماری والدہ آئیں اور ہماری

قیسی بیان کر کے آپ کو غمگین کرنے لگیں، فرمایا تم ان لوگوں پر تنگدستی کا اندیشہ کرتی ہو۔ حالانکہ میں دنیا و آخرت میں ان کا ولی ہوں۔

یحییٰ بن عباد نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے میرے رضاعی باپ نے جو بنی قریہ میں سے تھے خبر دیا کہ گویا میں جعفر بن ابی طالب کو غزوہ موتہ میں دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھوڑے سے اترے اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ ۲۱ کے بعد قتال کیا یہاں تک قتل کر دیئے گئے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن حزم سے مروی ہے کہ جب جعفر ابی طالب نے جہنڈا لے لیا تو ان کے پاس شیطان آیا، حیات دنیا کی آرزو دلائی اور موت کو ان کے لئے بھیانک کر دیا انھوں نے کہا کہ اس وقت جبکہ ایمان قلوب مومنین مضبوط ہو چکا ہے تو مجھے دنیا کی آرزو دلاتا ہے پھر وہ بہادری کے ساتھ بڑھے اور شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی ان کے لئے دعا فرمائی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی جعفر کے لئے دعائے مغفرت کرو کیونکہ وہ شہید میں اور جنت میں داخل ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے یا قوت کے دو بازوؤں سے اڑ کر جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے جعفر کو ایک فرشتے کی طرح دیکھا کہ جنت میں اڑتے تھے، ان کے دونوں بازوؤں سے خون بہتا تھا، زید کو اس سے کم درجے میں دیکھا تو میں نے کہا کہ میرا گمان نہ تھا کہ زید جعفر سے کم ہوں گے آپ کے پاس جبریل آئے اور کہا کہ زید جعفر سے کم نہیں ہیں۔ لیکن اللہ نے جعفر کو ان کی آپ سے قرابت کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب کا جسم لایا گیا تو ہم نے ان کے دونوں شانوں کے درمیان نیزے اور تلوار کے نوے یا بہتر زخم پائے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں موتہ میں تھا۔ جب ہم نے جعفر بن ابی طالب کو نہ پایا تو مقتولین میں تلاش کر۔ ہم نے انھیں اس حالت میں پایا کہ نیزے اور تیر کے نوے زخم تھے یہ ہم نے ان کے اس حصہ جسم میں پائے جو لا گیا تھا۔

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ جعفر کے بدن میں ساٹھ سے زیادہ زخم پائے گئے ایک زخم نیزے کا پایا گیا جو پار ہو گیا تھا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جعفر کو ایک رومی نے مارا اس نے ان کے دھڑکے کر دیئے، ایک ٹکڑا تو انگوڑ کے باغ میں جا پڑا اور دوسرے ٹکڑے میں تیس یا تیس سے زائد زخم پائے گئے۔

ایک شخص سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جعفر کو جنت میں اس حالت میں دیکھا کہ ان کے دونوں پر خون آلود ہیں، بازوؤں سے نکلے ہوئے ہیں۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب کے دو پر ہیں سے ملائکہ کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں۔

عبداللہ بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج شب کو جعفر بن ابی طالب ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ میرے پاس سے گزرے ان کے دو خون آلود پر تھے سفید بازو تھے۔

علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب کے دو پرہیزگار جن سے وہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں۔

حسن سے مروی ہے کہ جعفر کے دو پرہیزگار جن سے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑ کے جاتے ہیں انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی ﷺ قبل اس کے کہ جعفر وزید کی خبر مرگ آئے ان کی خبر مرگ سنا دی، جب آپ نے خبر مرگ سنا تو آنسو جاری تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب جنگ موتہ میں اہلبقاء میں قتل کئے گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ تو جعفر کے اہل میں اس سے بہتر خلیفہ ہو جا جیسا کہ تو اپنے کس نیک بندے کا خلیفہ ہوا ہے۔

عامر سے مروی ہے کہ جب جعفر کی وفات ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی بیوی کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے پاس جعفر کے لڑکوں بھیج دو، انھیں لایا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ جعفر تیرے پاس ثواب کی طرف گئے ہیں لہذا تو ان کی ذریت میں اس سے بہتر خلیفہ بن جا جیسا تو اپنے نیک بندوں میں سے کسی کے لئے بنا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ جب جعفر وزید و عبد اللہ بن رواحہ کی سنانی آئی تو رسول اللہ ﷺ اس طرح بیٹھے کہ چہرہ مبارک سے حزن معلوم ہوتا تھا۔

عائشہ نے کہا مجھے دروازے کے پٹ سے خبر ہو رہی تھی ایک شخص آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ جعفر کی عورتوں نے گریہ و زاری کو لازم کر لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ انھیں منع کرے، وہ شخص گیا اس کے بعد آیا اور کہا کہ میں نے انھیں منع کیا۔ مگر انھوں نے کہا نہیں مائے رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ انھیں دوبارہ منع کرے، وہ شخص گیا، اس کے بعد آیا اور کہا کہ واللہ انھوں نے مجھے مغلوب کر لیا رسول اللہ ﷺ نے اسے پھر حکم دیا کہ انھیں منع کرے۔

عائشہ نے کہا کہ وہ گیا اور پھر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ واللہ یا رسول اللہ وہ مجھ پر غالب آ گئی ہیں، میرا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان عورتوں کے منہ میں مٹی ڈال دو۔ عائشہ نے کہا کہ اللہ تجھے ذلیل کرے تو کرنے والا نہیں ہے، میں نے رسول اللہ کو نہیں چھوڑا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ جب وفات جعفر کی خبر آئی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے اندر حزن معلوم کیا۔ ایک شخص آیا اور عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ عورتیں روتی ہیں، فرمایا ان کے پاس جاؤ اور انھیں خاموش کر دو، وہ شخص دوبارہ آیا اور اسی طرح کہا فرمایا ان کے پاس واپس جا کر انھیں خاموش کر دو، وہ سہ بارہ آیا اور اسی طرح کہا، فرمایا اگر وہ انکار کریں تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔

عائشہ نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا واللہ تو نے اپنے نفس کو رسول اللہ ﷺ کا فرماں بردار ہوئے بغیر نہ چھوڑا۔

اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ جب جعفر کی وفات ہوئی تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اپنا غم دور کر د پھر جو چاہوں کرو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی پیداوار سے پچاس دس کھجور سالانہ جعفر بن ابی طالب کو عطا فرمائی تھی۔

عامر سے مروی ہے کہ علیؑ نے اسماء بنت عمیس سے نکاح کیا تو ان کے دو بیٹوں محمد بن جعفرؓ و محمد بن ابی بکر نے باہم فخر کیا۔ ہر ایک نے کہا کہ میں تم سے زیادہ بزرگ ہوں، میرے والد تمہارے والد سے بہتر ہیں علیؑ نے ان دونوں سے کہا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں، اسماء نے کہا کہ میں نے عرب کے کسی جوان کو نہیں دیکھا جو جعفر سے بہتر ہو اور نہ میں نے کسی ادھیڑ کو دیکھا جو ابو بکرؓ سے بہتر ہو۔ علیؑ نے اسماء سے کہا کہ تم نے ہمارے فیصلے کے لئے کچھ نہیں چھوڑا، اسماء نے کہا کہ واللہ تینوں جن میں تم سب سے کم درجے کے ہو بہتر ہیں، علیؑ نے کہا کہ اگر تم اس کے سوا کہتیں تو میں تم سے ناراض ہوتا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی شخص جس نے جوتا پہنا اور سوار یوں پر سوار اور عمامہ باندھا رہا جعفر سے افضل نہ تھا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب مساکین کے حق میں سب سے بہتر تھے، وہ ہمیں لے جاتے تھے اور جو کچھ گھر میں ہوتا تھا سب کھلا دیتے تھے یہاں تک کہ اگر وہ گھی کا کپہ ہمارے پاس نکال لاتے تھے جس میں کچھ نہ ہوتا تھا تو اسے نچوڑتے تھے اور ہم، جو اس میں ہوتا تھا چاٹ لیتے تھے۔

عقیل بن ابی طالب..... ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی مطالب کے بعد ابو طالب کے لڑکوں میں سب سے بڑے تھے۔ طالب کے بقیہ اولاد نہ تھی انکی والدہ بھی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں، طالب عقیل سے دس سال بڑے تھے، عقیل جعفر سے دس سال بڑے تھے، اور جعفر علیؑ سے دس سال بڑے تھے۔ علیؑ سب سے چھوٹے اور اسلام میں سب سے پہلے تھے۔ عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں یزید تھے، جن سے ان کی کنیت تھی۔

سعید تھے ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عمرو بن یزید بن مدیح بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔ جعفر اکبر اور ابو سعید الاحول، یہ ان کا نام تھا (یعنی وہ احول یا بھنگے نہ تھے) ان دونوں کی والدہ ام النہین بنت النضر تھیں (النضر) عمرو بن الہصار بن کعب بن عامر بن عبد بن ابی بکر تھے، اور ابو بکر نجید ابن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھے، النضر کی والدہ اسماء بنت سفیان تھیں جو ضحاک بن سفیان بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب رسول اللہ ﷺ کے صحابی کی بہن تھیں۔

مسلم بن عقیل، یہ وہی تھے جن کو حسینؑ بن علی بن ابی طالب علیہا السلام نے مکہ بھیجا کہ وہ لوگوں سے انکی بیعت لیں، وہ کوفے میں ہانی بن عروۃ المرادی کے پاس اترے، عبید اللہ بن زیاد نے مسلم ابن عقیل اور ہانی بن عروہ کو گرفتار کر لیا اور دونوں کو قتل کر کے دار پر لٹکا دیا اسی واقعے کو شاعر نے نظم کیا ہے۔

فان كنت لاتد رین ما الموت نانظری
الی ہانی فی السوق وابن عقیل
(اگر تو نہیں جانتی کہ موت کیا چیز ہے تو تو دیکھ

تری حد اقلد غیر الموت لونه
ونضح دم قد سانی کل مسیل

تو ایسا جسم دیکھے گی جس کا رنگ موت نیدل دیا ہے
اور خون ک وہ دانی دیکھے گی جو بننے کی جگہ بہہ رہا ہے

عبد اللہ بن عقیل، عبد الرحمن، عبد اللہ اصغر، ان کی والدہ، خلیلہ تھیں جو ام ولد تھیں۔ علیؑ جن کے کوئی بقیہ اولاد

نہ تھی، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

جعفر اصغر و حمزہ و عثمان جو سب کے سب امہات اولاد (باندیوں) سے تھے۔ محمد و رملہ، ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ام ہانی، ساء، قاطمہ، ام القاسم، زینب اور ام نعمان، یہ سب مختلف امہات اولاد (باندیوں) سے تھیں۔ لوگوں نے بیان کیا کہ عقیل بن ابی طالب بھی ان بنی ہاشم میں سے تھے جو زبردستی مشرکین کے ساتھ بدر میں لائے گئے تھے، وہ اس میں حاضر ہوئے اور اسی روز گرفتار کئے گئے، ان کے پاس کوئی مال نہ تھا عباس بن عبدالمطلب نے ان کا خرید لیا۔

معاویہ بن عمار الذہبی سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبید اللہ جعفر بن محمد کو کہتے سنا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر میں فرمایا کہ یہاں سے میرے اہل بیت کو دیکھو، جو بنی ہاشم میں سے ہیں۔ علی بن ابی طالب آئے انھوں نے عباس اور نوفل اور عقیل کو دیکھا اور واپس ہوئے۔ عقیل نے پکارا کہ اے والدہ علیؑ کے فرزند کیا تم نے ہمیں نہیں دیکھا، علیؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا۔ یا رسول اللہ میں نے عباس اور نوفل اور عقیل کو دیکھا ہے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور عقیل کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ فرمایا اے ابویزید، ابو جہل قتل کر دیا گیا۔ انھوں نے کہا کہ اگر آپ نے قوم کو قتل کر دیا تو لوگ آپ سے مکہ کے معاملے میں جھگڑا نہ کریں گے ورنہ آپ ان کے کندھوں پر سوار ہو جائے۔ اسحاق بن الفضل نے اپنے اشیاء سے روایت کی کہ عقیل ابن ابی طالب نے بنی ہاشم سے کہ آپ نے مشرکین کے اشراف (سرداروں) میں سے کس کو قتل کیا، فرمایا، ابو جہل قتل کر دیا گیا، انھوں نے کہا کہ اب مکہ کے لئے صاف ہو گیا، لوگوں نے کہا کہ عقیل مکہ واپس آئے اور وہیں رہے آخر ہجرت کر کے ۸ سیہ کے شروع میں رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہو گئے، غزوہ موتہ حاضر ہوئے، وہاں سے واپس آئے، پھر انھیں ایک مرض لاحق ہو، فتح مکہ طائف، خیبر اور حنین میں ان کا ذکر نہیں سنا گیا، رسول اللہ ﷺ نے انھیں خیبر کی پیداوار سے سا چالیس دینار کھجور سالانہ کی جاگیر عطا فرمائی۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ غزوہ موتہ میں عقیل ابن ابی طالب کو ایک انگوٹھی ملی جس میں تصویریں تھیں، وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے آپ نے انھیں کو دیدی، وہ ان کے ہاتھ میں تھی، قیس نے کہا کہ میں نے اسے اب تک دیکھا ہے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عقیل بن ابی طالب ایک سوئی لائے اپنی زوجہ سے کہا کہ اس سے اپنے کپڑے سینا بنی ہاشم نے ایک منادی بھیجا کہ دیکھو خبردار کوئی شخص ایک سوئی کے یا اس سے کم کے برابر خیانت نہ کرے، عقیل نے اپنی زوجہ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری سوئی تم سے جاتی رہے گی۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عقیل بن ابی طالب سے فرمایا کہ اے ابویزید مجھے تم سے دو طرح کی محبت ہے ایک تمہاری قرابت کی وجہ سے ہے اور دوسری اس وجہ سے کہ مجھے تم سے اپنے چچا (ابوطالب) کی محبت آتی ہے۔

عطاء سے مروی ہے کہ میں نے عقیل بن ابی طالب کو دیکھا جو بہت بوزھے اور عرب کے سردار تھے انھوں نے کہا کہ اس (زحرم) پر چرخی کا سامان تھا۔ میں نے اس جماعت کے افراد اب بھی دیکھے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی

ان سے ولا (الفت) نہیں رکھتا جو اپنی چادر میں لپیٹتے ہیں اور کرتے کھینچتے ہیں یہاں تک کہ ان کے تول کے دامن پانی سے تر رہتے ہیں، حج سے پہلے اور اس کے بعد ایام منیٰ میں یہ نظارہ نظر آتا ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عقیل بن ابی طالب کی وفات ان کے نابینا ہونے کے بعد خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوئی، آج ان کی بقیہ اولاد ہے، بقیع میں ان کا مکان رہتا ہے یعنی (پالنے والا گھر) جس میں بہت سے رہنے والے اور بہت بڑی جماعت ہے۔

نوفل بن الحارث..... ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی، ان کی والدہ غزیہ بن قیس بن

طریف بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ بن وویعہ بن الحارث ابن فہر تھیں۔

نوفل بن الحارث کی اولاد میں حارث تھے انھیں سے انکی کنیت تھی، رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے آدمی تھے آپ کی صحبت پائی تھی اور آپ سے روایت کی ہے ان کے یہاں رسول اللہ کے زمانے میں عبد اللہ بن الحارث پیدا ہوئے۔

سب سے پہلے مدینہ کے محکمہ قضاء کے والی..... عبد اللہ بن نوفل جن کو بنی ہاشم سے تشبیہ دی جاتی تھی، وہ پہلے شخص ہیں جو مدینہ کے محکمہ قضاء کے والی ہوئے، ابو ہریرہ نے کہا کہ یہ سب سے پہلے قاضی ہیں جن کو میں نے اسلام میں دیکھا یہ خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوا۔ عبد الرحمن بن نوفل جنکی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ربیعہ، ان کے بھی اولاد نہ تھی۔ سعید نقیہ (عالم) تھے۔ مغیرہ ام سعد، ام مغیرہ اور ام حکیم۔

ان سب کی والدہ ظریبہ بنت سعید بن المقشیب تھیں، قشیب کا نام جندب بن عبد اللہ بن رافع بن نعلہ بن مخضب بن صعصعہ بن بشر بن دہمان بن قمر بن زہران بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبد اللہ ابن مالک بن نصر بن الازد تھا، ظریبہ کی والدہ ام حکیم بنت سفیان بن امیہ ابن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں جو سعد بن ابی وقاص کی خالہ تھیں۔

نوفل بن الحارث کی اولاد کثیر مدینہ و بصرہ و مغداد میں ہے۔
ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب مشرین نے مکہ کے بنی ہاشم کو زبردستی بدر روانہ کیا تو ان کے بارے میں نوفل بن الحارث نے یہ شعر کہتے:

اری احمد امنی قریبا و امرہ

حرام علی حرب احمد اننی

احمد کے احسانات کو اپنے قریب دیکھتا ہوں

(مجھ پر جنگ احمد حرام ہے کیونکہ میں

علیہ فان اللہ لاشک ناصرہ

وان تک فہر البت و تجمعت

(اگر تمام اولاد فہر آپ کے خلاف ہو جائے اور جمع ہو جائے، تو کوئی شک نہیں کہ اللہ آپ ہی کا مددگار ہوگا)

ہشام نے کہا کہ معرف بن الخزرج نے نوفل بن الحارث کو شعر ذیل پڑھ کر سنایا:

علیہ فان اللہ لاشک ناصرہ

فقل القریشی ایلبی و مخربی

قریش سے کہہ وہ کہ تم لوگ آپ کے خلاف متفق ہو جاؤ اور گردہ بندی کر لو، کوئی شک نہیں کہ اللہ ہی کا مدد

رہو گا نیز نوفل بن الحارث جب اسلام لائے تو انھوں نے اشعار ذیل کہے:

اليكم اليكم اني لست منكم
تبرأت من دين الشيوخ الاكابر
(تم لوگ دور ہو۔ تم لوگ دور ہو کیونکہ میں تم میں سے نہیں ہوں، میں بڑے بوڑھوں کے دین سے بیزار ہو گیا)۔
لعمرك ما ديني بشي ابيعه
وما انا ذا سامت يو ما بكافر
(تیری جان ک قسم میرا دین اچیز پر نہیں ہے جسے میں بیچتا ہوں۔ اور جب میں اسلام لے آیا تو کسی دن کا نہیں ہوا)۔

شهدت على ان النبي محمدا
اتى بالهدى من ربه والبصائر
(میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی ﷺ، اپنے رب کے پاس سے ہدایت اور روشنیاں لائے ہیں،
وان رسول الله يدعوا بي لتقى
وان رسول الله شاعر نہیں ہیں۔
(رسول اللہ تقوے کی دعوت دیتے ہیں۔
علي ذاك احيائهم بعث موفنا
والوى عليه ميتا في المقابر
(اسی پر میری زندگی ہے اس کے بعد وقت مقررہ پر میں اٹھا جاؤں گا، اور اسی پر موت کے بعد مجھے قبر میں دفن کیا جائے گا)۔

اپنی جان کا فدیہ دو... عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ بن نوفل بن الحارث بدر میں گرفتار آئے،
کئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے نوفل اپنی جان کا فدیہ دو، عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس تو کچھ بھی
نہیں جس سے میں اپنی جان کا فدیہ دوں، فرمایا کہ اپنی جان کا فدیہ یہ ان نیزوں سے ادا کرو جو جدے میں ہیں۔ عرض کی
میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ رسول اللہ ہیں

نوفل نے انھیں نیزوں سے اپنی کا فدیہ ادا کیا اور وہ تعداد میں ایک ہزار تھے۔
نوفل بن الحارث مشرف بہ اسلام ہوئے، بنی ہاشم میں سے جو لوگ اسلام لائے تھے وہ ان سب سے زیادہ
سن رسیدہ تھے، اپنے چچا حمزہ و عباس سے بھی زیادہ سن رسیدہ تھے۔

اپنے بھائی ربیعہ و ابی سفیان و عبد شمس فرزند ان حارث سے بھی زیادہ سن رسیدہ تھے۔
نوفل مکہ واپس گئے۔ انھوں نے اور عباس نے غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ہجرت کی، رسول
اللہ ﷺ نے ان کے اور عباس بن عبدالمطلب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ دونوں جاہلیت میں بھی تجارتی مال میں
برابر کے شریک تھے، باہم دوست اور مخلص تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں انھیں مسجد کے ماس مکان کے لئے زمین عطا فرمائی ان کو اور عباس کو ایک ہی
مقام پر زمین عطا فرمائی دونوں کے درمیان ایک دیوار سے آڑ کر دی نوفل بن الحارث کا مکان رجبہ القضاء میں مسجد
نبوی ﷺ کے متصل اس دارالاماء کے مقابل تھا جس کو آج دار مروان کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن الحارث کو بھی مدینہ میں ایک مکان عنایت فرمایا جو بازار کے پاس الشینہ کے
راستے پر ان کے اونٹوں کا طویلہ تھا۔ نوفل نے اپنی حیات ہی میں اسے اپنے لڑکوں میں تقسیم کر دیا تھا ان کے بقیہ لوگ

آج تک اس میں ہیں۔

نوفل رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب فتح مکہ و حنین و طائف میں حاضر ہوئے غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب ثابت قدم رہی وہ آپ کی دہائی جانب تھے انھوں نے یوم حنین میں ہزار نیزوں سے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوالحارث گویا میں تمھارے نیزوں کو مشرکین کی پشتوں میں ٹوٹا ہوا دیکھتا ہوں۔

نوفل بن الحارث کی وفات..... نوفل بن الحارث کی وفات عمر بن الخطاب کے خلیفہ ہونے کے سوا برس ہوئی، عمر بن الخطاب نے ان پر نماز پڑھی، بقیع، تک ان کے ساتھ گئے اور وہیں دفن کیا۔

ربیعہ بن الحارث..... ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ ان کی والدہ غزیہ بنت قیس بن طریف بن عبد العزی بن عامر بن عمیرہ ابن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں، کنیت ابو روئی تھی۔ اولاد میں محمد و عبد اللہ و عباس اور حارث تھے جن کی بقیہ اولاد نہ تھی، امیہ عبد شمس اردوی کبریٰ اور ہند صغریٰ تھیں، ان سب کی والدہ، ام الحکیم بنت الزبیر بن عبدالمطلب تھیں اردوی صغریٰ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ آدم بن ربیعہ یہ وہی تھے جنھیں قبیلہ بنی ہذیل میں دودھ پلایا جاتا تھا۔ بنو لیث بن کمر نے اس جنگ میں قتل کر دیا جو ان کے درمیان ہوئی تھی، وہ بچے تھے۔ مکان کے آگے گھٹنوں کے بل چلتے تھے، بنو لیث نے ایک پتھر مارا جو ان کے لگا اور سر پاش پاش کر دیا انھیں کے متعلق یوم فتح میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ ہو کہ ہر وہ خون جو جاہلیت میں ہوا میرے قدم کے نیچے ہے (یعنی اس کا کوئی شمار اور انتقام نہیں ہے) سب سے پہلا خون جس سے میں درگزر کرتا ہوں وہ ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے بیٹے کا خون ہے۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے والد اور بنی ہاشم اس کتاب میں جس میں وہ ان کا نسب بیان کرتے تھے ان کا نام نہیں لیتے تھے، وہ کہتے تھے کہ وہ ایک چھوٹا سا بچہ تھا جس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی اور نہ اس کا نام یاد رکھا گیا۔

ہماری رائے ہے کہ جس نے آدم بن ربیعہ کہا اس نے کتاب میں دم بن ربیعہ (یعنی ابن ربیعہ کا خون لکھا) دیکھا، اور اس میں الف زیادہ کر کے آدم بن ربیعہ کہا۔ بعض روایان حدیث نے کہا کہ ان کا نام تمام ابن ربیعہ تھا دوسروں نے ایسا بن ربیعہ کہا۔ واللہ اعلم۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ربیعہ بن الحارث اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب سے دو سال بڑے تھے، جب مشرکین مکہ سے بدر کی طرف روانہ ہوئے تو ربیعہ بن الحارث شام میں تھے، وہ مشرکین کے ہمراہ بدر میں موجود نہ تھے۔ اس کے بعد آئے۔

عباس بن عبدالمطلب اور نوفل بن الحارث ایام خندق میں ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ ہوئے تو ربیعہ ابن الحارث نے الا بواک ان دونوں کی مشایعت کی، مکہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو عباس اور نوفل نے کہا کہ تم وارا لشکر کی طرف واپس جاتے ہو۔ جہاں لوگ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرتے ہیں اور آپ کی تکذیب کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ غالب ہو گئے ہیں، آپ کے اصحاب بہت ہو گئے ہیں۔ واپس آؤ۔ ربیعہ تیار ہوئے اور ان دونوں کے ساتھ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ میں مسلم مہاجرین بن کے آئے رسول اللہ ﷺ نے ربیعہ ابن الحارث کو خیبر سے سو سو سالانہ کی جاگیر دی۔

ربیعہ ابن الحارث رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ فتح مکہ و طائف و حنین میں حاضر تھے یوم حنین میں آپ کے ان اہلیت و اصحاب کے ساتھ ثابت قدم رہے جو ہمراہ سعادت تھے انھوں نے مدینہ میں بنی جدیلہ میں ایک مکان بنا لیا تھا، بنی ہاشم سے روایت کی ہے۔

ربیعہ الحارث کی وفات مدینے میں جہد خلافت عمر بن الخطاب اپنے دونوں بھائی نوفل و ابی سفیان بن الحارث کی وفات کے بعد ہوئی۔

عبداللہ بن الحارث ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔ ان کی والدہ غزیہ بنت قیس بن طریف بن عبدالعزی بن عامرہ ابن عمیرہ بن ودیعہ الحارث بن فہر تھیں، عبداللہ کا نام عبد شمس تھا۔ اسحاق بن الفضل نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ عبد شمس ابن الحارث بن عبدالمطلب قبل فتح مکہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مسلم مہاجرین کے روانہ ہوئے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کا نام عبداللہ رکھا، رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بعض غزوات میں بھی گئے، انصرام میں انکی وفات ہوئی بنی ہاشم نے انھیں اپنے کرتے میں دفن کیا اور فرمایا کہ وہ سعید تھے جن کو سعادت نے پالیا، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابوسفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔ نام منیرہ تھا۔ ان کی والدہ غزیہ بنت قیس بن طریف بن عبدالعزی بن عامر بن عمیر بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔ ابوسفیان بن الحارث کی اولاد میں جعفر تھے ان کی والدہ جمالہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

ابوالہیاج، ان کا نام عبداللہ تھا، جمانہ و حفصہ اور کہا جاتا ہے کہ حمیدہ، ان سب کی والدہ نغمہ بنت ہمام بن الاظہم بن ابی عمرو ابن طلحہ بن جحیل بن وہبان بن نصر بن معاویہ تھیں، کہا جاتا ہے کہ حفصہ کی والدہ جمانہ ابی طالب تھیں۔

عائکہ، ان کی والدہ ام عمرو بنت المقوم بن عبدالمطلب ابن ہاشم تھیں۔ امیہ انکی والدہ ام ولد تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ انکی والدہ ابوالہیاج کی والدہ تھیں ام کلثوم جوام ولد سے تھیں۔ اولاد ابی سفیان بن الحارث سب ختم ہو گئی کوئی باقی نہ رہا۔

ابوسفیان اسلام لانے سے قبل ابوسفیان شاعر تھے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی جھوکیا کرتے تھے اسلام میں جو داخل ہوتا تھا اس سے سخت دوری اختیار کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے، حلیمہ نے کچھ دن دودھ پلایا تھا رسول اللہ ﷺ سے الفت کرتے تھے، آپ کے ساتھ پیدا ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ کے دشمن ہو گئے، آپ کی اور آپ کے اصحاب کی بھجوشروع کر دی
میں سال تک رسول اللہ ﷺ کے دشمن رہے کسی ایسے مقام پر پہنچے نہ رہے جہاں قریش رسول اللہ ﷺ سے جنگ
کے لئے جاتے تھے۔

جب اسلام نے خوب ترقی کر لی اور عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ کا بجانب مکہ حرکت کرنا بیان کیا گیا تو اللہ
نے ابوسفیان بن الحارث کے قلب میں اسلام ڈال دیا۔

ابوسفیان نے کہا کہ میں اپنی بیوی اور بچوں کے پاس آیا اور کہا کہ روانگی کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ محمد
(ﷺ) کی آمد قریب آگئی، ان لوگوں نے کہا کہ ہم سب تم پر فدا ہوں تم دیکھتے ہو کہ عرب و عجم نے محمد (ﷺ) کی
پیروی کر لی اور تم اب تک انکی عداوت پر ہو۔ حالانکہ سب سے زیادہ تم انکی مدد پسند کرتے تھے۔

میں نے اپنے غلام مذکور سے کہا کہ جلد میرا گھوڑا اور اونٹ لاؤ ہم مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی قدمبوسی کے
لئے روانہ ہو گئے، ابواء پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کا مقدمہ انجیش اتر چکا تھا اور مکہ کا ارادہ کر رہا تھا۔

میں آؤ منے سے ڈرا، رسول اللہ ﷺ میرے خون کے لئے تیار ہو گئے تھے میں گھبرا گیا اور روانہ ہوا، اپنے
فرزند جعفر کا ہاتھ پکڑ لیا، ہم دونوں اسی صبح کو جس میں رسول اللہ ﷺ نے ابوالابواء میں صبح کی تقریباً ایک میل تک پیادہ
چلے اور آپ کے چہرے کی طرف سے آگے آئے۔

آپ ﷺ کی ناگواری . آنحضرت نے میری طرف سے دوسری جانب منہ پھرایا۔ میں بھی دوسری
جانب آپ کے سامنے پلٹ گیا۔ آپ نے کئی مرتبہ مجھ سے منہ پھیرا، مجھے ہر قریب و بعید نے پکڑ لیا میں نے کہا کہ
شاید آپ کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا جاؤں گا۔ میں آپ کی نیکی و رحم اور آپ کی قرابت آپ کے سامنے
بیان کر رہا تھا۔ اسی بات نے لوگوں کو مجھ سے باز رکھا۔

گمان کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے اسلام سے خوش ہوں گے میں اسلام لایا اور اسی حال پر ہرکاب
روانہ ہوا۔ فتح مکہ و حنین حاضر تھا۔ حنین میں جب ہم دشمن سے ملے تو میں اپنے گھوڑے سے اتر کر ان کی صفوں میں
گھس گیا۔ ہاتھ میں برہنہ تلواری تھی۔

آنحضرت کو معلوم نہ تھا کہ میں آپ سے پہلے موت چاہتا ہوں، آپ میری طرف دیکھ رہے تھے، عباس
نے کہا رسول اللہ یہ آپ کے بھائی اور آپ کے چچا کے بیٹے ابوسفیان بن الحارث ہیں ان سے آپ راضی ہو جائیے۔
فرمایا میں نے کر دیا۔ (یعنی راضی ہو گیا) اللہ نے انکی ہر عداوت کو جو وہ مجھ سے رکھتے تھے بخش دیا، آپ
میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میرے بھائی ہیں، اپنی جان کی قسم میں نے آپ کے پاؤں کو رکاب میں بوسہ دیا۔

ابوسفیان کے اسلام لانے کے بعد اشعار..... ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن

الحارث بن عبدالمطلب اصحاب رسول اللہ کی بھجو کیا کرتے تھے، اسلام لائے تو یہ اشعار کہے،

لعمرك افي يوم اعمل رواية لتغلب خيل اللات خيل محمد

(آپ کی جان کی قسم میں روز جنت اٹھاتا تھا۔ کہ لات کا لشکر محمد (ﷺ) کے لشکر پر غالب ہو جائے)

لکالمد لج الحیران اظلم لیلہ فہذا ادنی الیوم احدی و اہندی
تو بیشک میری یہ حالت ہوتی تھی کہ میں اس پریشان شب رو کی طرح تھا جسکی رات تاریک ہو۔ مگر آج یہ
الم ہے کہ مجھے ہدایت کر دی گئی اور میں نے ہدایت پالی ہے۔

ہدانی ہاد غیر نفسی و دلنی علی اللہ من طروت کل مطرد
(مجھے ایک ایسے ہادی نے ہدایت جو میری ذات کے علاوہ ہے اس نے مجھے اللہ کا راستہ بتایا جسکو میں نے
رے طور پر تکار دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلکہ ہم نے تم کو تکار دیا تھا۔
جرا سے مروی ہے کہ ان سے دریافت کیا تھا کہ اے ابوعمارہ کیا تم لوگوں نے یوم حنین میں پشت پھیری
فی، براء نے جواب دیا اور میں سنتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس روز اللہ کے بنی نے پشت نہیں پھیری، آپ کے
پیر کو ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب باگ پکڑے کے کھینچ رہے تھے۔ جب مشرکین نے آپ کو گھیر لیا تو آپ
پیر سے اتر پڑے اور فرمانے لگے،

انا النبی لا کذب انا ابن المطلب
کچھ جھوٹ نہیں کہ میں بھی ہوں فرزند عبدالمطلب ہوں۔
اس روز آپ سے زیادہ سخت کوئی نہیں دیکھا گیا۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو بنی مطلقہ سے تشبیہ
ی جاتی تھی، وہ شام میں آئے تھے۔ انھیں جب دیکھا جاتا تھا تو بوجہ مشابہت ابن عمر کے انھیں ابن عمر کہا جاتا تھا۔ ابو
غیان بن الحارث نے اپنے شعر (ذیل) میں کہا ہے کہ۔

ہدانی ہاد غیر نفسی و دلنی علی اللہ من طروت کل مطرد
مجھے ایک ایسے ہادی نے ہدایت کی جو میری ذات کے علاوہ ہے، اس نے مجھے اللہ کا راستہ بتایا۔ جسکو میں
نے پورے طور پر تکار دیا تھا۔

افرد و انا لی جاہدا عن محمد و ادعی وان لم انتسب عجمدا
میں کوشش کر لے محمد سے بھاگتا تھا اور دور رہتا تھا۔ اگرچہ میں منسوب نہیں کرتا تھا مگر مجھے محمد پکارا جاتا تھا۔
یعنی بوجہ آپ کی مشابہت کے لوگ ابوسفیان کو دھوکے سے محمد پکارنے لگتے تھے۔
ابوسفیان بن الحارث اور ان کے بیٹے جعفر بن ابی سفیان عمامہ باندھے ہوئے بنی مطلقہ کی خدمت میں
اضر ہوئے جب آپ کے پاس پہنچے تو دونوں نے کہا، اسلام علیکم یا رسول اللہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چہرے
سے کپڑا ہٹاؤ تاکہ پہنچانے جاؤ۔

انھوں نے اپنا نسب بیان کیا۔ چہرے کھول دیئے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
نیک آپ اللہ کے رسول ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوسفیان تم نے مجھے کس دھکار کی جگہ یا کس وقت دھکارا تھا
رض کی یا رسول اللہ ﷺ ملامت کا وقت نہیں ہے۔ فرمایا اے ابوسفیان ملامت نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب سے فرمایا کہ اپنے چچا کے بیٹے کو وضو اور سنت سکھاؤ اور میرے پاس

لاؤ۔ وہ انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے انھوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

رسول اللہ ابوسفیان سے راضی ہو گئے

رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ آگاہ ہوا اللہ کا رسول اللہ ابوسفیان سے راضی ہو گئے، لہذا تم لوگ بھی ان سے راضی ہو جاؤ۔

وہ اور ان کے بیٹے جعفر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کعبہ فتح مکہ یوم حنین اور طائف میں حاضر ہوئے۔ یوم حنین میں لوگ بھاگے تو دونوں باپ بیٹے آپ کے ہمراہ کعبہ ثابت قدم رہے اس روز ابوسفیان کے بدن پر چھوٹی چھوٹی چادریں اور چادروں کا عمامہ تھا۔ انھیں نے ایک چادر سے اپنی کمر باندھ رکھی تھی اور رسول اللہ ﷺ کے نچر کی لگام پکڑ لی تھی۔

جب غبار ہٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے، عرض کی آپ کا بھائی ابوسفیان، فرمایا اے ار تب تو وہ میرا بھائی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ ابوسفیان میرے بھائی ہیں اور میرے بہترین اعزہ میں اللہ۔ حمزہ کے بدلے مجھے ابوسفیان ابن الحارث کو دیا ہے، اس کے بعد ابوسفیان کو اسد اللہ اور اسد الرسول کہا جاتا تھا۔ ابوسفیان بن الحارث نے یوم حنین کے بارے میں سے اشعار کہے ہیں جنھیں ہم نے ان کی کثرت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے ان کے کلام میں یہ بھی ہے۔

لقد علمت الفناء كعب وعامر
غداة حنين حين عم التضعف
كعب وعامر کے گناہ لوگوں نے حنین کی صبح کو جس وقت کمزوری عام طور پر تھی یہ جان لیا کہ

بانی لنعو الہیجاء اركب حدها امام رسول اللہ لا اتنفع

میں جنگ کا ماہر ہوں کہ اس کی حد تک کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ کے آگے اس طرح کہ میں خوف نہیں کر۔

رجاء ثواب اللہ واللہ واعم الیہ تعالیٰ کل امر بسر جمع

اللہ کے ثواب کی امید پر کرتا ہوں اور اللہ سعت والا ہے، اسی بزرگ و برتر کی طرف تمام امور لوٹیں گے لوگوں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان بن الحارث کو خیبر سے سودق کھجور سالانہ کی جاگیر دی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن الحارث گرمی میں نصف النہار کے وقت نماز پڑھتے تھے جو مکہ وہ بھی جاتی تھی، اس کے بعد ظہر عصر تک پڑھتے تھے۔ ایک روز علیؑ ملے۔ ابوسفیان وقت سے پہلے نماز فارغ ہو کر واپس ہو چکے تھے انھوں نے ان سے کہا کہ آج کیا ہے جو تم اس وقت سے پہلے واپس ہو گئے جب عم واپس ہوتے تھے انھوں نے نے کہا کہ میں عثمان بن عفان کے پاس آیا۔ ان کی بیٹی کا پیام دیا۔ انھوں نے کچھ جوار نہ دیا۔ میں تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر بھی کچھ جواب نہ دیا۔ علیؑ نے کہا کہ میں تم سے ایسی لڑی کا نکاح کرتا ہوں جوں بہر قریب ہے انھوں نے اپنی بیٹی کا ان سے نکاح کر دیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوسفیان بن الحارث نو جوان! جنت کے سردار ہیں انھوں نے ایک سال حج کیا منیٰ میں حجام نے ان کا سر مونڈا سر میں مسہ تھا حجام نے اسے کاٹ جس سے وہ مر گئے لوگوں کا خیال تھا کہ وہ شہید ہوئے یا لوگ یہ امید کرتے تھے کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔

بوسفیان کی وفات..... ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ابوسفیان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے اپنے لھر والوں سے کہا کہ مجھ پر رونا نہیں کیونکہ جب سے میں اسلام لایا ہوں کسی گناہ میں آلودہ نہیں ہوا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوسفیان بن الحارث کی وفات مدینہ میں اپنے بھائی نوفل بن الحارث کے تیرہ دن لم چار مہینے کے بعد ہوئی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۲۰ سیئہ میں انکی وفات ہوئی اور عمر بن الخطاب نے نماز پڑھی، انھیں بقیع عقیل بن ابی طالب کے مکان کید یوار میں دفن کیا گیا۔

انھوں نے خود ہی وفات سے تین روز قبل اپنی قبر کھودنے کا انتظام کیا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے کہا اے نبی میں رسول اللہ ﷺ اور اپنے بھائی کے بعد زندہ نہ رہوں مجھے ان دونوں کے ساتھ کر دے اسی روز آفتاب بھی روبرو نہ ہوا تھا کہ انکی وفات ہوگئی انکا مکان عقیل بن ابی طالب کے مکان کے قریب تھا۔ یہ وہی مکان تھا جو راکرامی کہلاتا تھا اور علی بن ابی علیہ اسلام کے مکان کے پڑوسی میں تھا۔

نخل بن عباس..... ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، کنیت ابو محمد تی، انکی والدہ ام الفضل میں جولہا بہ کبریٰ بنت الحارث بن حزن ابن تحیر بن الزم بن رویہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ابن معا یہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن رکر مد بن صفہ بن قیس بن عیلان بن معز تھیں۔

فضل بن عباس کی اولاد میں صرف ام کلثوم تھیں، ان کے کوئی دوسری اولاد نہ ہوئی ان کی والدہ صفیہ بنت یہ بن جز بن الحارث ابن مرتج بن عمرو الخزیمہ قبیلہ مذحج کے سعد العشیرہ میں سے تھیں۔

فضل بن عباس، عباس بن عبدالمطلب کے سب لڑکوں سے بڑے تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے رکاب مکہ وحنین کا جہاد کیا اس روز جب لوگ پشت پھیر کے بھاگے تو رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب ثابت قدم رہنے لے اصحاب و اہل بیت میں تھے۔

نشینین کا لقب..... آپ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں بھی حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنی اونٹنی پر انھیں ردیف (ہم نشین) بنایا اس لحاظ سے انھیں ردیف رسول اللہ (رسول اللہ کا ہم نشین) کہا جاتا ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ یوم عرقہ (۹ ذی الحجہ) کو فضل بن عباس رسول اللہ ﷺ کے ہم نشین (ردیف) تھے، جوان عورتوں کو دیکھنے لگے اور ان کی طرف نظر کرنے لگے رسول اللہ ﷺ پیچھے سے اپنے ہاتھ سے ہار باران کا منہ رتے تھے وہ انھیں نکلیوں سے دیکھنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بھائی یہ وہ دن ہے کہ جو شخص اپنے کان آنکھ اور اپنی زبان پر قادر رہا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ یوم عرفہ میں رسول اللہ ﷺ نے فضل بن عباس کو شرف ہم نشینی بخشا، وہ صورت بدن کے آدی تھے جن کے فتنوں کا عورتوں پر اندیشہ تھا۔ فضل نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجرہ عقبہ رمی کرنے تک برابر تلبیہ کہا۔

ابن عباس نے فضل بن عباس سے روایت کی کہ وہ نبی ﷺ کے ہم نشین تھے آپ حجرہ عقبہ کی رم کرنے برابر رمی کرتے رہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ بنی ہاشم نے عرقات سے منیٰ تک فضل بن عباس کو اپنا ہم نشین بنایا، انھوں نے کہا کہ مجھے فضل نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ حجرہ عقبہ کی رمی کرنے سے برابر تلبیہ کرتے رہے لوگوں نے بیان کیا کہ فضل بھی ان لوگوں میں تھے جنھوں نے بنی ہاشم کو غسل دیا اور آپ کے دفن کو اپنے ذمہ لیا، اس کے بعد وہ مجاہد بن کے شام چلے گئے ۱۸ سیہ کا واقعہ ہے کہ اردن کے نواح میں جب طاعون عمواس کا زور ہوا تو انتقال کر گئے۔ یہ واقعہ خلافت عمر بن الخطاب کا ہے۔

جعفر بن ابی سفیان..... ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں، جمانہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔ جعفر کے صلب سے ام کلثوم پیدا ہوئیں جن کے فرزند سعید بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھے، جعفر کی اولاد کا سلسلہ چل نہ سکا۔

جس وقت رسول اللہ ﷺ (مدینہ سے فتح مکہ کے لئے) آئے جعفر بن ابی سفیان اپنے والد کے ہمراہ تھے دونوں اسلام لائے۔

انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ و خنین کا جہاد کیا جس روز لوگ پشت پھیر کر بھاگے وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب و اہل بیت میں تھے جو آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ اپنے والد کے ساتھ برابر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو اٹھالیا۔ جعفر کی وفات وسط خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوئی۔

حارث بن نوفل..... ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ ان کی والدہ ظریہ بنت سعید بن القشیب تھیں، قشیب کا نام جندب بن عبد اللہ بن رافع بن نھلہ بن مخضب بن صعصعہ بن مبشر بن وہار تھا جو قبیلہ ازد میں سے تھے۔

حارث بن نوفل کی اولاد میں عبد اللہ بن الحارث تھے جنھیں المل بصرہ نے پتہ کا لقب دیا تھا ابن الزہیرا جنگ کے زمانے میں انھوں نے ان سے صلح کی اور ان کے والی ہو گئے۔

محمد اکبر ابن الحارث: ربیعہ عبد الرحمن، رملہ، ام الزہیر جو مغیرہ کی والدہ تھیں اور ظریہ ان سب کی والدہ ہست ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

عتبہ، محمد اصغر، حارث بن الحارث، ریط اور ام الحارث، ان سب کی والدہ ام عمرو بنت المطلب بن ابی ودا بن خبیرہ السہمی تھیں۔

سعید بن الحارث ام ولد سے تھے۔

حارث بن نوفل رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی تھی اور آ سے روایت کی ہے، وہ اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے ان کے بیٹے عبد اللہ بن الحارث رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے ان کی اصلاح فرمائی اور دعاء کی۔

رسول اللہ ﷺ نے حارث بن نوفل کو مکہ کے بعض اعمال کا امیر مقرر فرمایا انھیں ابو بکر و عمر و عثمان نے مکہ کا والی بنایا۔

عبداللہ بن الحارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز جنازہ (اس طرح) تعلیم فرمائی۔ اللہم غفر لا جائنا و اموا اصلح ذات بیناء الف میں قلو بنا اللہم عبدک فلان بن لانعم الاخیر او انت اعلم یہ فاغفر لنا ولہ۔ (اے اللہ ہمارے زندہ لوگوں کی اور ہمارے مردہ لوگوں کی مغفرت کر ہمارے آپس میں اصلاح کر اور ہمارے دلوں میں الفت ڈال دے، اے اللہ تیرے بندے سے فلاں بن فلاں کو ہم سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتے تو اسے زیادہ جانتے والا ہے لہذا ہماری اور اس کی مغفرت کر) میں نے کہا حالانکہ میں اس جماعت میں سب سے چھوٹا تھا کہ اگر میں اسے خیر نہ جانتا ہوں فرمایا، اس کے سوا کچھ نہ کہو جو تم جانتے ہو۔

علی بن عیسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حارث بن نوفل بصرے منتقل ہو گئے تھے وہیں انھوں نے محدود مکان بنالیا تھا۔ عبداللہ بن عامر بن کریم کی ولایت کے زمانے میں وہاں اترے تھے، بصرہ میں آخر زمانہ خلافت عثمان بن عفان میں وفات ہوئی۔

عبدالمطلب بن ربیعہ..... ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ام الحکیم بنت الزبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

عبدالمطلب بن ربیعہ کی اولاد میں محمد تھے ان کی والدہ ام النہین بنت حمزہ بن مالک بن سعد بن حمزہ بن مالک تھیں جو ابو الشعیرہ بن منبہ ابن سلمہ بن مالک بن غدر بن سعد بن رافع بن مالک بن جشم بن حاشد ابن جشم بن النخوع ابن بن نوف بن ہمدان تھے۔

(ام النہین) قیس بن حمزہ کی بہن تھیں، یہی مالک بن حمزہ دونوں حکموں کی موجودگی میں معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ تھے۔

ہشام بن محمد بن السائب نے کہا کہ مجھے والد نے خبر دی کہ حمزہ بن مالک نے چار سو غلاموں کے ہمراہ یمن سے شام کی طرف ہجرت کی اور انھیں آزاد کر دیا، سب نے شام میں ہمدان کی طرف اپنے کو منسوب کیا، اہل عراق نے شامیوں کے کثرت فریب اور اغیار کے ان کی طرف منسوب ہو جانے کی وجہ سے ان لوگوں سے شادی کرنا ناپسند کیا۔ ان کی اولاد میں اردی بنت عبدالمطلب بن ربیعہ تھیں، ان کی والدہ بنت عمیر ابن مازن تھیں،

ہشام نے کہا کہ میرے والد محمد بن السائب نے محمد بن عبدالمطلب کو پایا ہے اور ان سے روایت کی ہے، عبدالمطلب بن ربیعہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ وہ آپ کے زمانے میں بالغ تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ انھیں عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث ابن عبدالمطلب نے خبر دی کہ ربیعہ بن الحارث اور عباس بن عبدالمطلب یکجا ہوئے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر ہم ان دونوں لڑکوں کو (یعنی عبدالمطلب ابن ربیعہ اور فضل بن عباس کو) رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجتے اور آپ ان کو صدقات پر مامور کر دیتے تو یہ بھی وہ (خدمت) ادا کرتے جو دوسرے ادا کرتے ہیں اور وہ نفع پاتے جو دوسرے پاتے ہیں۔

یہی گفتگو تھی کہ علی بن ابی طالب آئے اور کہا کہ تم کیا چاہتے ہو انھوں نے اپنا خیال ظاہر کیا۔ علیؑ نے کہا کہ ایسا مت کرو کیونکہ آپؐ کرنے والے نہیں ہیں۔ دونوں نے کہا کہ یہ تم محض ہم لوگوں پر حسد کی وجہ سے کہتے ہو واللہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی اور انکی دامادی حاصل کی مگر ہم نے تمہارے ساتھ حسد نہیں کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں حسن کا باپ ہوں تم ان دونوں کو بھیجو، اس کے بعد علیؑ لیٹ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھ لی تو ہم آپؐ سے پہلے حجرے کے پاس جا کے کھڑے ہو گئے، آپؐ ہمارے پاس سے گزرے تو کان پکڑ کے فرمایا جو دل میں ہوا اسے ظاہر کرو اور حجرے میں داخل ہو گئے، ہم بھی اندر گئے آپؐ اس وقت زینب بنت جحش کے گھر میں تھے طرض کی یا رسول اللہ ہم آپؐ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ آپؐ ہمیں صدقات وصول کرنے پر مامور فرمادیں، تاکہ جو نفع لوگوں کو ہوتا ہے وہ ہمیں ہو اور جو (خدمت) لوگ ادا کرتے ہیں ہم ادا کریں۔

رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اور گھر کی چھت کی طرف اپنا سر اٹھایا۔ ہم نے آپؐ سے گفتگو کرنے کا ارادہ کیا تو زینب نے پردے سے اشارہ کیا، گویا آپؐ سے کلام کرنے کو ہمیں منع کرتی ہیں۔

صدقہ محمد و آل محمد کے لئے مناسب نہیں..... آپؐ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ خبردار، صدقہ محمد و آل محمد کے لئے مناسب نہیں، کیونکہ وہ لوگوں کو میل ہے حکم ہوا کہ میرے پاس حمیہ بن جزہ کو جو عشور (محصول زمین) پر (عامل) تھے اور ابوسفیان کو بلاؤ..... دونوں حاضر ہوئے آپؐ نے حمیہ سے فرمایا کہ اس لڑکے فضل سے..... اپنی لڑکی کا نکاح کر دو، انھوں نے ان سے نکاح کر دیا۔ ابوسفیان سے فرمایا کہ اس لڑکے (عبدالمطلب) سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دو، انھوں نے مجھ سے نکاح کر دیا حمیہ سے فرمایا کہ جس ان دونوں کا مہر ادا کر دو۔

علیؑ بن عیسیٰ بن عبد اللہ النوفلی سے مروی ہے کہ عبدالمطلب ابن ربیعہ عمر بن الخطاب کے زمانے تک مدینہ رہے اس کے بعد وہ دمشق میں منتقل ہو گئے، وہیں اترے اور ایک مکان بنا لیا یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت کا زمانہ تھا کہ دمشق میں انکی وفات ہوئی انھوں نے یزید بن معاویہ کو وصیت کی، اس نے وصیت قبول کی۔

عتبہ بن ابی الہب..... نام عبد العزیٰ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھا انکی والدہ ام حبیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

اولاد میں ابو علی، ابوالہیثم، ابو فلیط تھے، ان کی والدہ ام عباس بنت شیراحیل بن اوس بن حبیب الوجیہ تھی جو حیر کی شاخ ذی الکلاع میں سے تھیں، جاہلیت کے زمانے کی قیدی تھیں۔

عبید اللہ و محمد و شیبہ، یہ سب لا ولد مر گئے اور ام عبد اللہ ان سب کی والدہ ام عکرمہ بنت خنیفہ بن قیس جو الازد کے الحجد رہ میں سے تھیں وہ لوگ بنی الدیل بن بکر کے حلیف تھے۔

عامر بن عتبہ، ان کے والدہ ہالہ حمیریہ تھیں، بنی الاحمر بن الحارث ابن عبد مناة بن کنانہ میں سے تھیں۔

ابو داثلہ بن عتبہ، ان کی والدہ خولان میں سے تھیں۔

عبید بن عتبہ، ام ولد سے تھے۔

اسحاق بن عتبہ، ام ولد سوداء سے تھے۔

ام عبد اللہ بنت عتبہ، انکی والدہ خولہ ام ولد تھیں۔

عباس بن عبد المطلب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح کے زمانے میں مکہ آئے تو مجھ سے فرمایا، اے عباس تمہارے دونوں بیٹے عتبہ و معتبہ کہاں ہیں ان کو میں نے نہیں دیکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ! مشرکین قریش سے جو لوگ چلے گئے انھیں کے ساتھ وہ بھی ہیں فرمایا ان دونوں کے پاس جاؤ اور میرے پاس لے آؤ۔ میں سوار کے ان کے پاس غرہ گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو بلا تے ہیں وہ فوراً سوار ہو کے میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آئے اور بیعت کر لی۔

رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے۔ ان کے ہاتھ پکڑ لئے اور اس طرح لے چلے کہ آپ ان کے درمیان تھے ملتزم پر لائے جو باب کعبہ و حجر اسود کے درمیان ہے آپ نے دعا کی اور واپس ہوئے۔ عارض منور سے مسرت نمایاں تھی۔ عباس نے کہا کہ میں عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو خوش و خرم رکھے میں چہرے پر مسرت دیکھتا ہوں، فرمایا ہاں میں نے اپنے چچا کے ان دو بیٹوں کو اپنے رب سے مانگا تھا، اس نے مجھے دونوں عطا کر دیئے۔

حمزہ بن عتبہ نے کہا کہ دونوں اسی وقت آپ کے ہمراہ حنین روانہ ہو گئے غزوہ حنین میں حاضر ہوئے اس روز دونوں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آپ کے اہل بیت اور ٹاپے قدم رہنے والے اصحاب کے ساتھ ثابت قدم رہے اس روز حسب کی آنکھ میں چوٹ لگ گئی۔ فتح مکہ کے بعد بنی ہاشم کے مردوں میں سے سوائے عتبہ و معتبہ فرزند ان ابولہب کے کوئی مکہ میں نہیں رہا۔

معتب بن ابی لہب ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔ معتب کی اولاد میں عبد اللہ و محمد و ابوسفیان و موسیٰ و جبید اللہ و سعید و خالدہ تھیں ان سب کی والدہ عاتکہ بنت ابی سفیان بن الحارث ابن عبد المطلب تھیں، عاتکہ کی والدہ ام عمرو بنت امقوم بن عبد المطلب ابن ہاشم تھیں۔

ابو مسلم و مسلم و عباس فرزند ان معتب مختلف ام ولد سے تھے۔

عبد الرحمن بن معتب، ان کی والدہ حمیر میں سے تھیں۔

ہم نے معتب ابی لہب کے اسلام کا ذکر ان کے بھائی عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ کیا ہے۔

اسامہ الحب بن زید ابن حارث بن شراحیل بن عبد العزی بن امری القیس بن عامر ابن النعمان بن

عامر بن عبد ود بن عوف بن کنانہ بن عوف بن غدرہ بن زید الالات بن رفیدہ بن ثور بن کلب۔

رسول اللہ ﷺ کے حب (محبت و محبوب) تھے کنیت ابو محمد تھی انکی والدہ ام ایمن تھیں، ام ایمن کا نام برکہ تھی، رسول اللہ ﷺ کی کھلائی اور آپ کی آزاد کردہ باندہ تھیں زید بن حارثہ بعض اہل علم کی روایت میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں چھوڑا، اسامہ کے یہاں مکہ ہی میں پیدا ہوئے، بڑھے یہاں تک کہ عاقل ہو گئے انھوں نے سوائے اللہ تعالیٰ کے اسلام کے اور کچھ نہیں جانتا نہی اس کے خلاف کوئی دین اختیار کیا رسول اللہ

ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی رسول اللہ ﷺ ان سے شدید محبت کرتے تھے، وہ آپ کے پاس مثل آپ کے بعض اعزہ کے تھے۔

اسامہؓ کا خون اور حضرت عائشہؓ کی کراہت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اسامہؓ دروازے کی دہلیز پر پھسل کر گر پڑے جس سے انکی پیشانی پھٹ گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ ان کا خون پونچھو، عائشہؓ کو کراہت ہوئی، رسول اللہ ﷺ ان کے زخم کو چوسا اور اسے تھوک کے فرمانے لگے کہ اگر اسامہؓ لڑکی ہوتے تو انھیں ضرور کپڑے پہناتا، زیور پہناتا یہاں تک کہ مشہور کر دیتا۔

ابو اسفر سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ اور عائشہؓ بیٹھے تھے اسامہؓ ان کے پاس تھیں رسول اللہ ﷺ نے اسامہؓ کا چہرہ دیکھا اور ہنسے، فرمایا کہ اگر اسامہؓ لڑکی ہوتے تو میں انھیں زیور پہناتا، ان کی آرائش کرتا یہاں تک کہ ان کا بازار گرم ہو جاتا۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اور حسنؓ کو (گود میں) لے کر فرماتے تھے کہ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ بنی ہاشمؓ مجھے اپنے ایک زانو پر بٹھا لیتے تھے اور حسنؓ بن علیؓ کو دوسرے پر پھر ہم دونوں کو چٹنا لیتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ ان دونوں پر رحمت کر کیونکہ میں بھی ان دونوں پر رحمت کرتا ہوں۔
قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ جس وقت بنی ہاشمؓ کو معلوم ہوا کہ جعندہ اخالد بن الولید کے پاس پہنچ گیا تو فرمایا کیوں نہ اس شخص کے پاس گیا جس کے والد قتل کر دیئے گئے یعنی اسامہ بن زید کے پاس۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید اپنے والد کے قتل کے بعد رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے دوسرے دن پھر آئے اور اسی مقام پر کھڑے ہوئے بنی ہاشمؓ نے فرمایا کہ میں آج تم سے اسی مقام پر ملوں گا جہاں کل ملا تھا۔

باپ بیٹے پر صرف ایک چادر عائشہؓ سے مروی ہے کہ بحذر الدلجی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انھوں نے اسامہؓ اور زیدؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک چادر تھی جس سے سر تو چھپے ہوئے تھے لیکن قدم کھلے تھے، مجذرنے کہا کہ یہ قدم تو ایک دوسرے کا جز ہیں (یعنی دونوں باپ بیٹے ہیں) رسول اللہ ﷺ خوش ہو کے میرے پاس آئے آپ کے چہرے کے خط چمک رہے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس طرح تشریف لائے کہ آپ کہ چہرے کے خطوط چمک رہے تھے، فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ابھی ابھی مجزرنے زید بن حارثہؓ اور اسامہؓ ابن زیدؓ کو دیکھا اور کہا کہ ان میں سے بعض قدم بعض سے ہیں (یعنی ایک دوسرے کا جز ہیں) رسول اللہ ﷺ اسامہؓ کی زیدؓ سے مشابہت پر خوش ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات سے واپسی میں اسامہ بن زید کی وجہ سے تاخیر کر دی جن کے آپ منظر تھے وہ آئے تو ایک چھٹی ناک والے کالے لڑکے تھے، اہل یمن نے کہا کہ

ہم لوگ محض اس وجہ سے روکے گئے اسی سبب سے اہل یمن نے کفر کیا۔

”اسی سبب سے اہل یمن نے کفر کیا“ سے مراد؟ محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے یزید بن

ہارون سے پوچھا کہ ان کے اس قول کی کیا مراد ہے کہ اسی سبب سے اہل یمن نے کفر کیا“ تو انھوں نے کہا کہ جب وہ لوگ ابوبکرؓ کے زمانے میں مرند ہوئے تو ان کا مرتد ہونا محض بنی ہاشم کے حکم کی توہین کرنے سے ہوا۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپسی ہوئے تو مجھے ہم نشینی کا شرف بخشا۔ آپ اپنی سواری کی باگ کھینچ رہے تھے یہاں تک کہ اس کے دونوں کانوں کا پچھلا حصہ قریب تھا کبادے کے اگلے حصے سے لگ جائے، فرماتے تھے کہ اے لوگو تمہیں سکون دو قار لازم ہے کیونکہ اونٹ کے ضائع کرنے میں نیکی نہیں ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ اس طرح تشریف لائے کہ آپ کے ردیف اسامہ بن زید تھے، ہم نے آپ کو اس غنیمت (شریت شمس) میں سے پلایا تو آپ نے نوش فرمایا اور فرمایا، تم نے اچھا کیا، اسی طرح کرو۔

عامر الشعمی سے مروی ہے کہ اسامہ نے کہا کہ وہ شبِ عرفہ میں بنی ہاشم کے ہم نشین تھے۔ جب آپ واپس ہوئے تو مزدلفہ پہنچے تک سواری نے دوڑ کر قدم نہیں اٹھایا (یعنی آہستہ آہستہ چلتی رہی)

ابن عمر سے مروی ہے کہ بنی ہاشم فتح کے روز مکہ میں اسی طرح داخل ہوئے کہ اسامہ بن زید ہم نشین تھے، آپ نے کعبہ کے سائے میں اونٹ بٹھا دیا، میں لوگوں کے آگے ہو گیا، بنی ہاشم بلال اور اسامہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ میں نے بلال سے جو دروازے کے پیچھے تھے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی انھوں نے کہا کہ تمہارے مقابل دونوں ستونوں کے درمیان۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک مونا مصری کپڑا پہنایا جو وحیہ الکلی کے ہدایا میں سے تھا میں نے اسے اپنی زوجہ کو پہنا دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا کہ وہ مصری کپڑا نہیں پہنا، عرض کیا رسول اللہ ﷺ وہ میں نے اپنی زوجہ کو پہنا دیا، فرمایا انھیں حکم دو کہ نیچے انگلیا (چولی یا کرتی) پہن لیں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ (کپڑا) ان کی ہڈیوں کی موٹائی ظاہر کرے گا۔

عبد اللہ بن المغیرہ سے مروی ہے کہ حکیم بن ہزام نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جوڑا ہڈی بھجوا جو ذی یزن کا تھا، حکیم بن ہزام اس زمانے میں مشرک تھے انھوں نے اس کو پچاس دینار میں خریدا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم مشرک سے قبول نہیں کرتے لیکن جب تم نے بھجوا ہے تو ہم بہ قیمت لے لیں گے، تم نے کتنے میں یہ ہے؟ انھوں نے کہا پچاس دینار میں رسول اللہ ﷺ نے اسے لے لیا اور یہی کر جمعہ کے لئے منبر پر بیٹھے۔ پھر آپ اترے اور وہ جوڑا رحلہ اسامہ کو پہنا دیا۔

عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شکر بھجوا اس پر اسامہ بن زید کو امیر بنایا، بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ ان کی امارت پر اعتراض کرتے ہو (تو تعجب نہیں) کیونکہ تم لوگ اس سے قبل ان کے والد کی امارت پر اعتراض کرتے تھے اللہ کی قسم وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے تھے اور بیشک میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں۔

مہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ ان سے رسول اللہ کی یہ حدیث بیان کرتے سنتے تھے کہ جس وقت آپ نے اسامہ کو امیر بنایا تو آپ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اسامہ کی عیب جوئی کی اور ان کی امارت میں طعن کیا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے جیسا کہ سالم نے مجھ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خبردار تم لوگ اسامہ کی عیب جوئی کرتے ہو اور ان کی امارت میں اعتراض کرتے ہو اس کے قبل یہی تم ان کے باپ کے ساتھ کر چکے ہو اگرچہ وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے تھے اور وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے ان کے بعد ان کے یہ فرزند مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں، لہذا ان کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں کسی جانب روانہ کیا مگر ان کے اس جانب روانہ ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور ابو بکر ظلیہ بنادئے گئے۔ ابو بکر نے اسامہ سے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے تمہیں وصیت فرمائی ہے انھوں نے کہا کہ مجھے یہ وصیت فرمائی ہے کہ صبح کے وقت اپنی پر حمد کروں اس کے بعد انتہا تک چلا جاؤں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ بنی ہاشم نے ایک مر یہ بھیجا۔ جس میں ابو بکر و عمر بھی تھے ان پر اسامہ بن زید کو عامل بنایا۔ لوگوں نے ان کے چھوٹے ہونے پر اعتراض کیا رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ منبر پر تشریف فرمائے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا کہ لوگوں نے اسامہ بن زید کی امارت میں اعتراض کیا ہے۔ اس سے قبل وہ ان کے والد کی امارت میں بھی اعتراض کر چکے تھے حالانکہ وہ دونوں اسی لئے پیدا ہوئے تھے، وہ بھی میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں اور ان کے والد بھی میرے محبوب ترین لوگوں میں سے تھے سوائے فاطمہ کے لہذا میں تمہیں اسامہ کے متعلق خیر کی وصیت کرتا ہوں۔

حنس سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ بنی ہاشم نے اسامہ بن زید کو اس وقت عامل بنایا جب وہ اٹھارہ سال کے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید کو امیر بنایا اور حکم دیا کہ وہ ساحل سندھ سے اپنی پر حملہ کریں۔

ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو امیر بناتے تھے تو اسے اٹھ کر دیتے تھے اور ساتھیوں کو مزد فرمادیتے تھے، وہ اس طرح روانہ ہوئے کہ ان کے ہمراہ لوگوں کے سردار اور منتخب لوگ تھے، ان کے ہمراہ عمر بھی تھے۔

لوگوں نے اسامہ کے امیر بنانے میں اعتراض کیا۔ جیسا کہ انھوں نے ان کے والد کو امیر بنانے پر کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ بعض لوگوں نے اسامہ کے امیر بنانے میں اعتراض کیا ہے۔ جیسا کہ انھوں نے ان کے والد کو امیر بنانے پر کیا تھا۔ حالانکہ وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور اپنے والد کے بعد مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں مجھے امید ہے کہ وہ تمہارے صالحین میں سے ہوں گے لہذا ان کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو۔ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو مرض میں فرمانے لگے کہ لشکر اسامہ کو روانہ کرو، لشکر اسامہ کو روانہ کر دو، اسامہ الجرف تک پہنچے تو انھیں ان کی زوجہ فاطمہ بنت قیس نے کہلا بھیجا کہ جلدی نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ سخت علیل ہیں، وہ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔

اسامہ ابوبکرؓ کے پاس واپس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا آپ لوگوں سے میری حالت جدا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ عرب کافر ہو جائیں گے وہ لوگ کافر ہو گئے تو سب سے پہلے وہی ہوں گے جن سے قتال کیا جائے گا اور اگر وہ کافر نہ ہوئے تو میں روانہ ہو جاؤں گا کیونکہ میرے ہمراہ لوگوں کے سردار اور منتخب حضرات ہیں۔

ابوبکرؓ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور کہا کہ واللہ اگر مجھے پرندے اچک لے جائیں تو یہ اس سے زیادہ پسند ہے کہ کوئی کام رسول اللہ ﷺ حکم سے پہلے شروع کر دے۔

ابوبکرؓ نے انھیں اہل بھیج دیا اور عمرؓ کے لئے اجازت لے لی کہ ان کے پاس چھوڑ جائیں اسامہ نے عمرؓ کے لئے اجازت دیدی۔ ابوبکرؓ نے اسامہ کو قتال میں ہاتھ پاؤں اور درمیانی حصے کاٹنے کا حکم دیا کہ دشمن پریشان ہو جائے۔

اسامہ روانہ ہوئے اور انب پر حملہ کر دیا۔ انھوں نے لشکر کو حکم دیا کہ خوب مجروح کریں تاکہ دشمن خوفزدہ ہو جائے اس کے بعد یہ لوگ اس حالت میں واپس ہوئے کہ صحیح و سالم تھے اور مال غنیمت میں کامیاب تھے۔

عمرؓ کہا کرتے تھے کہ میں وائے اسامہ کے کسی کو امارت پر لانے والا نہیں ہوں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بھی وہ امیر تھے، یہ لوگ روانہ ہوئے ملک شام کے قریب پہنچے تو انھوں نے سخت کھربے گھیر لیا۔ جس میں اللہ نے انھیں پوشیدہ کر دیا۔

مسلمانوں نے حملہ کیا اور اپنے مقصود کو پہنچے ایک ہی وقت میں ہر قتل کے پاس رسول اللہ ﷺ کی وفات اور اس کے علاقے پر اسامہ کے حملے کی خبر دلائی گئی اس پر اہل روم نے کہا کہ اس قوم نے ہمارے ملک پر حملہ کرنے میں اپنے صاحب کی موت کی بھی پروانہ کی، عروہ نے کہا کہ کوئی لشکر اس سے زیادہ صحیح و سالم نہیں دیکھا گیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے حدیث اسامہ کے مثل روایت کی اور یہ اضافہ کیا کہ جس لشکر پر انھیں عامل بنایا اس میں ابوبکرؓ و عمرؓ اور ابو عبیدہ بن الجراح بھی تھے ان کی زوجہ فاطمہ بنت قیس نے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ سخت علیل ہو گئے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کیا بات پیدا ہو اس لئے اگر تم قیام کرنا مناسب سمجھو تو قیام کرو اسامہ الجحرف ہی میں مقیم رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ ان لوگوں کو خوب مجروح کیا جائے اور زخمی کیا جائے پھر عرب کافر ہو گئے۔

محمد بن اسامہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ بنی ہاشم کو لوگوں کا یہ اعتراض معلوم ہوا کہ آپ نے اسامہ کو مہاجرین و انصار پر عامل بنادیا۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا کہ اے لوگو! لشکر اسامہ کو روانہ کرو۔ میری جان کی قسم اگر تم نے ان کی امارت میں کلام کیا ہے (تو یہ نئی بات نہیں) تم نے اس کے قبل ان کے والد کی امارت میں بھی کلام کیا ہے، وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے ان کے والد بھی ایسے کے لئے پیدا ہوئے تھے۔

لشکر اسامہ روانہ ہوا۔ انھوں نے الجحرف میں پڑاؤ کیا۔ یہاں سب لوگ ان کے پاس آ گئے۔ جس وقت وہ روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ سخت علیل تھے، اسامہ ٹھہر گئے لوگ دیکھ رہے تھے کہ اللہ اپنے رسول اللہ کے حق میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔

اسامہ نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سخت علیل ہو گئے تو میں اپنے لشکر سے واپس آ گیا اور لوگ بھی

میرے ساتھ واپس آئے رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری تھی آپ بات نہیں کرتے تھے، آپ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانے لگے پھر اسے میری طرف اٹھا میں سمجھا کہ آپ میرے لئے دعا کرتے ہیں۔

انحضری سے جواب مل گیا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ کو روانہ کیا۔ آپ ان سے اور ان سے پہلے ان کے والد سے محبت کرتے تھے۔ انھیں ایک لشکر پر امیر بنائے بھیجا۔ یہ سب سے پہلا موقع تھا کہ اسامہ کو قتال میں آزمایا گیا، وہ (دشمن سے) ملے اور جنگ کی، انکی شجاعت کا چرچا ہو گیا۔

اسامہ نے کہا میں رسول اللہ کے پاس اسوقت آیا کہ غزوہ فتح لانے والا پہنچ چکا تھا۔ آپ کا چہرہ (خوشی سے) چمک رہا تھا، مجھے اپنے قریب کر لیا اور کہا کہ واقعات جنگ بیان کرو، میں نے بیان کیا کہ جب وہ قوم بھاگی تو ایک شخص ملا۔ میں نے نیزہ اس کی طرف جھکا دیا، اس نے لا الہ الا اللہ کہا مگر میں نے اسے نیزہ مار کے قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ (غضب سے) متغیر ہو گیا اور فرمایا اے اسامہ تم پر افسوس ہے، تمہیں لا الہ الا اللہ کے ساتھ کیونکہ جرات ہوئی اسی کا بار بار اعادہ فرماتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ پسند تھا کہ میں اپنے بر عمل سے جو میں نے کیا بری ہو جاؤں اور اس روز از سر نو اسلام لاؤں، واللہ رسول اللہ سے سننے کے بعد میں کسی ایسے شخص سے قتال نہیں کرتا تھا جو لا الہ الا اللہ کہتا۔

ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بڑے پیٹ والے اسامہ بن زید نے کہا کہ میں کبھی ایسے شخص سے قتال نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کہے۔ سعد نے بھی کہا کہ واللہ میں بھی اس شخص سے قتال نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کہے ان دونوں سے کسی نے کہا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ ، ”وقاتلوہم حتی لا تکنون فتنہ ویکون الدین کلہ اللہ“ (یہاں تک قتال کرو کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے) ان دونوں نے کہا کہ ہم نے اتنا قتال کیا کہ فتنہ نہیں رہا اور وہ دین اللہ ہی کے لئے ہو گیا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ بعض معاملے میں اسامہ بن علیؓ کے پاس آتے تھے اور اس میں آپ سے سفارش کرتے تھے، وہ ایک مرتبہ کسی حد (شرعی مقرر سزا) میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اسامہ کسی حد میں سفارش نہ کرو۔

عائشہ سے مروی ہے کہ قریش کو اس عورت کے حال نے پریشان کر دیا جس نے چوری کی تھی، ان لوگوں نے کہا کہ کون ہے جو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کرے لوگوں نے کہا کہ سوائے اسامہ بن زید کے جو رسول اللہ کے محب و محبوب ہیں کون جرات کر سکتا ہے؟ اسامہ نے آپ سے سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی حدود میں کیوں سفارش کرتے ہو۔

اس کے بعد بنی ہاشم کھڑے ہوئے آپ نے خطبی ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں کو صرف اسی امر نے ہلاک کر دیا کہ جب ان میں شریف چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور کمزور چوری کرتا تھا پر حد قائم کرنے تھے اللہ کی قسم اگر نہ طرہ بنت محمد چوری کرتیں تو ان کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے مہاجرین و انصار کو فضیلت (ترجیح) دی، ان کے فرزندوں کو اس سے کم دیا، اسامہ ابن زید کو عبد اللہ بن عمر پر ترجیح دی۔

عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ امیر المومنین نے تم پر ایسے شخص کو ترجیح دی جو نہ تم

سے عمر میں زیادہ ہے نہ ہجرت میں افضل ہے اور وہ نہ وہاں مشاہد حاضر ہوا جن میں تم حاضر نہ ہوئے۔

عبداللہ نے عرض کی یا امیر المومنین آپ نے مجھ پر ایسے شخص کو فضیلت دی جو نہ عمر میں مجھ سے زیادہ ہمت نہ ہجرت میں مجھ سے افضل ہے اور نہ وہ ایسے مشاہد میں حاضر ہوا جن میں میں حاضر ہوا، فرمایا کہ وہ کون ہے، عرض کی اسامہ بن زید، فرمایا تم نے عمر سے سچ کہا، واللہ میں نے یہ اس لئے کیا کہ زید بن حارثہ عمر سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے، اسامہ بن زید عبداللہ بن عمر سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے بس اسی لئے میں نے کیا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے اسامہ بن زید کے لئے ایسا ہی حصہ مقرر کیا جیسا کہ بدر میں کے لئے چار ہزار مقرر کیا تھا اور میرے لئے ساڑھے تین ہزار مقرر کیا عرض کی آپ نے میرے لئے جو مقرر کیا اسامہ کے لئے اس سے زیادہ کیوں مقرر کیا حالانکہ وہ بھی انھیں مشاہد میں حاضر ہوئے جن میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے اور ان کے والد تمھارے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان کے زمانے میں کھجور کے درخت کی قیمت ہزار درم تک پہنچ گئی تھی۔ اسامہ نے کھجور کے ایک درخت کا قصد کیا اسے انھوں نے چیر ڈالا اور گودا نکال کے اپنی والدہ کو کھلا دیا۔ لوگوں نے کہا کہ تمھیں اس کام پر کس نے برا بھلا کہتا ہے حالانکہ تم دیکھتے ہو کہ کھجور کا درخت ہزار درم کو پہنچ گیا ہے، انھوں نے کہا کہ میری والدہ نے مجھ سے فرمائش کی تھی، وہ مجھ سے جب کسی ایسی چیز کی فرمائش کریں گی جس پر میں قادر ہوں گا تو انھیں ضرور دوں گا۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ وہ ام المومنین میمونہ کے پاس اس حالت میں تھے کہ انکی پیٹ کی تہ بند لگی ہوئی تھی، میمونہ نے انھیں اس بارے میں شدید ملامت کی، انھوں نے کہا کہ میں نے اسامہ بن زید کو دیکھا کہ اپنی تہ بند لگائے تھے، میمونہ نے کہا کہ تم نے غلط کہا۔ اسامہ بڑے پیٹ والے تھے شاید ان کی تہ بند پیٹ کے نچلے حصہ کی طرف لٹک جاتی ہو۔

مولائے اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید سوار ہو کے اپنے مال کی طرف جاتے تھے جو وادی القریٰ میں تھا، وہ دو شنبے اور پنجشنبے کو روزہ رکھتے تھے، میں نے ان سے کہا کہ آپ سفر میں بھی روزہ رکھتے ہیں حالانکہ آپ بوڑھے ہو گئے اور بڑے ہو گئے، فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ دو شنبے اور پنجشنبے کو روزہ رکھتے تھے، اور آپ نے فرمایا کہ اہل دو شنبے اور پنجشنبے کو پیش کئے جاتے ہیں۔

حرملہ مولائے اسامہ سے مروی ہے کہ اسامہ نے مجھے غلے کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان سے سلام کہنا اور کہنا کہ اگر آپ وہاں شہر میں ہوں تو میں بھی آپ کے ساتھ اس میں داخل ہونا پسند کروں گا۔ لیکن یہ ایسا امر ہے جس میں میری رائے نہیں ہے میں غلے کے پاس آیا مگر انھوں نے مجھے کچھ نہ دیا۔ پھر میں حسن اور ہطلن جعفر کے پاس آیا تو ان لوگوں نے میرے لئے سواری پر ہار کر دیا۔

بشام بن محمد السائب النخعی اپنے والد سے روایت کی کہ اسامہ ابن زید نے ہند بنت النفاک بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم سے، اور دروہ بنت عدی بن قیس بن مذاہ بن سہم سے نکاح کیا، وروہ کے یہاں ان سے محمد و ہند پیدا ہوئیں۔

نیز انھوں نے فاطمہ بنت قیس ہمشیرہ ضحاک بن قیس القہری سے نکاح کیا جن سے جبیر و زید و عائشہ پیدا

ہوئیں۔ ام النخیم بنت عتبہ بن ابی وقاص اور بنت ابی ہمدان انہی سے نکاح کیا جو بنی عذرہ کی شہ رزات سے تھیں۔ ان کے یہاں ان سے حسن و حسین پیدا ہوئے۔

ابن بکر بن عبد اللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسامہ بن زید سے محبت کرتے تھے۔ جب وہ چودہ سال کے ہوئے تو انھوں نے ایک عورت سے نکاح کیا جن کا نام زینب بنت حنظلہ ابن قسامہ تھا۔ پھر انھیں طلاق دیدی۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ میں خوبصورت کم کھانے والی عورت کس کو بتاؤں کہ میں اس کا خرم ہوں یہ فرما کے آنحضرت ﷺ نعیم بن عبد اللہ بن النحام کی طرف دیکھنے لگے، نعیم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ گویا آپ کی مراد مجھ سے ہے، فرمایا، ہاں انھوں نے ان سے نکاح کر لیا۔ ان کے یہاں ان سے براہیم بن نعیم پیدا ہوئے، ابراہیم یوم احمرہ میں قتل کئے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسامہ کی اولاد ذکور دنائت کسی زمانے میں ہیں سے زیادہ نہیں ہوئی محمد بن عمر نے کہا کہ جس وقت بنی ہاشم کی وفات ہوئی تو اسامہ بیس سال کے تھے بنی ہاشم کے بعد انھوں نے وادی القریٰ میں سکونت اختیار کر لی پھر مدینہ آگئے وفات الجرف میں معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں ہوئی۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید کا جس وقت انتقال ہوا تو وہ (دفن کے لئے) الجرف میں مدینہ لائے گئے۔

ابورافع مولا رسول اللہ ﷺ..... نام اسلم تھا، عباس بن عبد المطلب کے غلام تھے، انھوں نے ان کو بنی ہاشم کو بھیہ کر دیا تھا، رسول اللہ ﷺ کو عباس کے اسلام کی خوشخبری دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد کر دیا۔

مکرمہ، مولا ابن عباس سے مروی ہے کہ ابورافع مولا رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ میں عباس بن عبد المطلب کا غلام تھا۔ اسلام ہم اہل بیت میں داخل ہو چکا تھا عباس اسلام لائے (انکی زوجہ) ام الفضل بھی اسلام لائیں اور میں بھی اسلام لایا۔ اور عباس اپنی قوم سے ڈرتے تھے انکی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے اور اپنا اسلام چھپاتے تھے وہ شیرمان وائے تھے جو انکی قوم میں پھیلا ہوا تھا۔

اللہ کا دشمن ابولہب بدر سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے بجائے اپنے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو بھیج دیا تھا۔ وہ لوگ اسی طرح کرتے تھے کوئی شخص بغیر اس کے پیچھے نہیں رہتا تھا کہ اپنے بجائے کسی کو بھیج دے جب قریش کے اصحاب بدر کے مصیبت کی خبر آئی تو اللہ نے اسے سرنگوں اور سوا کر دیا اور ہم لوگوں نے اپنے دلوں میں قوت و غلبہ محسوس کیا۔

میں ایک کمزور آدمی تھا۔ ایک حجرے میں پیالے بنایا کرتا تھا اور انھیں گھڑتا تھا۔ بس واللہ میں اس میں بیٹھا ہوا اپنے پیالے بناتا تھا۔ میرے پاس ام الفضل بھی بیٹھی ہوئی تھیں جو خبرتی اس سے ہم لوگ خوش تھے کہ یکا یک بدر کا ابولہب شرکیسا تھا اپنے پانو کھینچتا ہوا آیا۔ حجرے کی رسیوں کے پاس اس طرح بیٹھ گیا کہ اسکی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی۔

وہ بیٹھا ہوا تھا کہ لوگوں نے کہا، یہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آیا ہے، ابولہب نے کہا اسے میرے بھائی کے بیٹے، ادھر آؤ، میری جان کی قسم تمہارے پاس خبر ہے وہاں کے پاس بیٹھ گیا اور نوگ کھڑے رہے اس نے کہا کہا ہے میرے بھائی کے بیٹھے، بتاؤ کہ لوگوں کی کیا کیفیت تھی۔

اس نے کہا، واللہ مجھ نہ تھا سوائے اس کے کہ ہم لوگ اس قوم سے ملے اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا وہ لوگ جس طرح چاہتے تھے ہمیں قتل کرتے تھے اور جس طرح چاہتے تھے ہمیں قید کرتے تھے، اللہ کی قسم باوجود اس کے میں نے لوگوں کو ملامت نہیں کی، ہم ایسے گورے آدمیوں سے ملے جو ابلیح گھوڑوں پر آسمان وزمین کے درمیان (معلق) تھے، واللہ نہ وہ (گھوڑے) کسی کے لائق تھے، اور نہ کوئی شے ان کے مناسب تھی (جس سے مثال دہ جائے) ابورافع نے کہا کہ میں نے حجرے کی رسیاں اپنے پانچھ سے اٹھائیں اور کہا واللہ وہ سلا نکدے تھے۔ ابولہب نے اپنا ہاتھ اٹھا کر بڑے روزر سے میرے پر مارا میں اچھل کر اس پر گر پڑا۔ اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر دے مارا، سینے پر چڑھ کر مارنے لگا، حالانکہ میں کمزور آدمی تھا۔

ام الفضل اٹھ کر حجرے کے کھبوں میں سے ایک کچھے تک گئیں اور لے کے اس سے ایسا مارا کہ سر میں گہرا زخم پڑ گیا اور کہا اس کا آقا موجود نہیں ہے تو تو اسے کمزور سمجھتا ہے وہ ذلیل ہو کے پشت پھیر کے کھڑا ہو گیا۔

واللہ وہ سات رات سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اللہ نے اسے عذر کی بیماری لگا دی (جس میں پیشانی پر مسور کے والے کے برابر ایک زہریلا دانہ نکل آتا ہے) اس نے اسے قتل کر دیا اس کے دونوں بیٹے سے دو یا تین رات تک اس طرح چھوڑ سے رہے کہ دفن نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں مڑ گیا۔

قریش مرض عذر اور اس کے متحد ہونے سے پرہیز کرتے تھے جس طرح لوگ طاعون سے پرہیز کرتے ہیں، قریش کے ایک شخص نے ان دونوں سے کہا کہ تم پر افسوس ہے تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارے باپ اپنے گھر میں مڑ گیا ہے اور تم اسے دفن..... نہیں کرتے۔

ان دونوں نے کہا کہ ہم اس زخم سے ڈرتے ہیں اس نے کہا کہ چلو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ ان لوگوں نے صرف اس طرح اسے غسل دیا کہ دور سے پانی پھینک دیتے تھے اور اسے چھوتے نہ تھے پھر اسے لا کر مکہ کے اونچے حصے میں ایک دیوار کی طرف دفن کیا اور پتھر ڈال کے اسے چھپا دیا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ بدر کے بعد ابو رافع ہمدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقیم ہو گئے احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر رہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ باندی سلمیٰ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔

وہ بھی ان کے ساتھ خیبر میں حاضر ہوئے ان کے یہاں ابورافع سے عبد ابن ابی رافع پیدا ہوئے، وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کے کا حب تھے۔

حکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارقم بن ابی الارقم کوزکات پر عامل بنا کے بھیجا انھوں نے ابورافع سے کہا کہ آیا تمہیں موقع ہے کہ میری مدد کرو اور میں تمہارے لئے عاملین کا حصہ مقرر کروں انھوں نے کہا کہ (میں کچھ نہیں کہہ سکتا) وقتیکہ بنی مہملہ سے ذکر نہ کروں، انھوں نے بنی علیہ السلام سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا، اے ابو رافع ہم لوگ اہل بیت ہیں ہمارے لئے ذکوۃ حلال نہیں ہے۔ قوم کا مولیٰ انھیں میں ہے۔

اسمعیل بن عبید اللہ بن رفاعہ الرزقی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہمارا

ضعیفہ ہم میں سے ہے ہمارا مولیٰ ہم میں سے ہے اور ہمارا بھانجہ ہم میں سے ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو رافع کی وفات عثمان بن عفان کے قتل کے بعد مدینہ میں ہوئی اور ان کی بقیہ اولاد تھی۔

سلمان فارسیؓ..... ابی سفیان نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ سلمان کی کنیت ابو عبد اللہ۔ ابی عثمان البندی سے مروی ہے کہ مجھ سے سلمان نے پوچھا کہ تم رام ہرگز کا مرتبہ جانتے ہو، میں نے کہا ہاں، انھوں نے کہا میں بھی اسی کے اعزہ میں سے ہوں۔

سلمان سے مروی ہے کہ میں اہل جنی میں سے ہوں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ سلمان فارسی نے خود مجھ سے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں اصہبان کے قصبہ حتی کے باشندوں میں سے تھا۔ میرے والد اسکی زمین کے کاشتکار تھے میں تمام بندگان خدا میں سب سے زیادہ انھیں محبوب تھا میرے ساتھ انکی محبت برابر قائم رہی انھوں نے مجھے گھر میں اس طرح قید کر دیا جس طرح لڑکی قید کی جاتی ہے۔

میں مجوسیت میں خوب سرگرم تھا یہاں تک کہ اس آگ کا پرستار ہو گیا جس کو ہم لوگ روشن کرتے ہیں اسے بجھنے نہ دیتا تھا میرے والد کی ان کے بعض حلاقوں میں جائداد تھی۔ وہ اپنے مکان میں ایک بنیاد کی مرمت کر رہے تھے۔

انھوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ اب میرے بیٹے مجھے اس بنیاد نے مشغول کر لیا بہت جیس کہ تم دیکھتے ہو لہذا تم میری جائداد کی طرف جاؤ مگر دیر نہ کرنا کیوں کہ اگر تم ایسا کرو گے تو مجھے ہر جائداد سے باز رکھو گے۔ میں جس حالت میں ہوں تم میرے نزدیک اس سے زیادہ اہم ہو۔ میں روانہ ہوا۔ نصاریٰ کے کسینے پر گزرا تو وہاں انکی نماز سنی ان کے پاس چلا گیا کہ دیکھو وہ کیا کرتے ہیں، میں برابر انھیں کے پاس رہا۔ انکی جو نماز دیکھی وہ مجھے بہت پسند آئی دل میں کہا کہ یہ ہمارے اس دین سے بہتر ہے جس پر ہم ہیں۔

میں برابر ان کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا نہ والد کی جائداد تک گیا اور نہ ان کے پاس، انھوں نے میری تلاش میں کسی کو بھیجا جس وقت مجھے نصاریٰ کی حالت اور ان کی نماز اچھی معلوم ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس دین میں کہاں داخل ہو سکوں گا۔ انھوں نے کہا کہ شام میں۔

والد کے پاس گیا انھوں نے کہا اے بیٹے تم کہاں تھے میں نے تمھیں نصیحت کی تھی اور حکم دیا تھا کہ دیر نہ کرنا۔ میں نے کہا کہ کچھ لوگوں پر گزرا جو کسینے میں نماز پڑھ رہے تھے، انکی حالت اور ان کی نماز دیکھی تو مجھے پسند آئی، میری رائے یہ ہے کہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے انھوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے تمھارا دین اور تمھارے باپ کا دین ان کے دین سے بہتر ہے، میں نے کہا واللہ ہرگز نہیں۔ انھیں مجھ پر اندیشہ ہوا تو پاؤں میں بیڑی ڈال دی اور قید کر دیا۔

میں نے نصاریٰ کو خبر کرا دی کہ میں انکی حالت سے خوش ہوں، جب شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ ان کے پاس ایک قافلہ آیا جن میں تاجر بھی تھے انھوں نے مجھے کہلا بھیجا۔ میں نے انھیں کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپسی کا ارادہ کریں تو مجھے اطلاع دینا۔

جب ان لوگوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو مجھے کہلا بھیجا۔ میں نے بیڑیاں اپنے پاؤں سے نکال پھینکیں اور

ان لوگوں کے ہمراہ شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ شام میں آیا تو ان لوگوں کے عالم کو دریافت کیا کہا گیا کہ کنسے والا ان لوگوں کا اقف (عالم اور پادری) ہے۔

میں اس کے پاس آیا، اپنا حال بتایا اور اجازت چاہی کہ ساتھ رہ کر تمہارے خدمت کروں نماز پڑھوں اور علم حاصل کروں۔ کیونکہ مجھے تمہارے دین میں برا آدمی تھا۔ لوگوں کو صدقے کا حکم دیتا تھا۔ اور انھیں اس کی

ترغیب دیتا تھا۔ جب لوگ اس کے پاس مال لاتے تھے تو وہ اسے اپنے لئے جمع کر لیتا تھا اس طرح دینار و درم کے چار منگے جمع کر لئے تھے۔

اس کے بعد وہ مر گیا۔ لوگ جمع ہوئے کہ دفن کریں۔ میں نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ تمہارا یہ ساتھی بہت برا آدمی تھا وہ جو کچھ ان کے صدقے میں کیا کرتا تھا میں نے انھیں بتایا لوگوں نے پوچھا کہ اس کی پہنچا کیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم لوگوں کو اس کا راستہ بتاتا ہوں میں نے اسے نکالا تو سات منگے تھے جو سونے چاندی سے بھرے ہوئے تھے۔

جب ان لوگوں نے منگوں کو دیکھا تو کہا کہ واللہ ہم اس شخص کو کبھی دفن نہ کریں گے انھوں نے اسے ایک لکڑی پر لٹکا دیا اور پتھر مارے دوسرے شخص کو لائے اور اس کی جگہ مقرر کیا۔

سلمان نے کہا کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو پانچ وقت کی نماز اس سے بہتر ادا کرتا ہو، آخرت کے شوق میں اس سے بڑھا ہو، ترک دنیا میں اس سے زائد ہو۔ رات دن کی عبادت میں اس سے بڑھ کر مشقت اٹھانے والا ہو۔ مجھے اس سے ایسی محبت ہو گئی کہ معلوم نہیں اس سے پہلے کسی شے سے محبت کرتا تھا۔

جب اس کا وقت مقدر آیا تو میں نے اس سے کہا کہ تمہارے پاس اللہ کا جو حکم آگیا ہے وہ تم دیکھتے ہو، مجھے کیا حکم دیتے ہو اور کس کے متعلق وصیت کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے جس طریقے پر میں ہوں سوائے اس شخص کے موصول میں ہے اور کسی کو اس طریقے پر نہیں دیکھتا۔ لوگوں نے دین کو بدل دیا ہے اور ہلاک ہو گئے ہیں۔ جب اس کی وفات ہو گئی تو میں موصول والے کے پاس آیا اسے وصیت کی خبر دی جو اس نے مجھ سے کی تھی کہ میں اس سے مومن اور اس کے ساتھ رہوں۔ اس نے کہا رہو۔ میں اس کے پاس اس کے ساتھی کے طریقے پر اتنا رہا جتنا اللہ نے چاہا۔

اس کے بعد اسکی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا تمہارے پاس اللہ کا جو حکم آیا وہ تم دیکھتے ہو، لہذا کس کی جانب مجھے وصیت کرتے ہو۔ اس نے کہا اے میرے بیٹے مجھے سوا ایک شخص کے جو نصیب میں ہے اور کوئی نہیں معلوم جو ہمارے طریقے پر ہو وہ فلاں شخص ہے تم اس سے ملو۔

میں اس کے پاس آیا وہ اسی طریقے پر تھا جس پر ان کے دونوں ساتھی تھے۔ میں نے اسے اپنا حال بتایا اس کے پاس اتنا قیام کیا جتنا اللہ نے چاہا۔ جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا کہ فلاں نے مجھے فلاں کی طرف (جانے کی) وصیت کی تھی اور فلاں نے فلاں کی طرف اور فلاں نے تمہاری طرف، اب مجھے کس طرف جانے کی وصیت کرتے ہو۔

اس نے کہا اے میرے بیٹے میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس طریق پر ہو جس پر ہم ہیں سوائے ایک شخص کے جو عموریہ ملک روم میں ہے تم اگر اس سے مل سکو تو ملو۔ وہ مر گیا تو میں عموریہ والے سے ملا۔ اسے اپنا اور اس

فخص کا جس نے مجھے وصیت کی تھی حال بتایا اس نے کہا ٹھہرو۔ میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔

میں نے اسے اسی طریق پر پایا جس پر اس کے ساتھی تھے وہاں بھی اتنا ٹھہرا جتنا اللہ نے چاہا۔ میرے پاس کچھ جمع ہو گیا اس سے گائے اور بکریاں لے لیں۔ اسکی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا کہ تم مجھے کس کی طرف جانے کی وصیت کرتے ہو۔

اس نے کہا اے میرے بیٹے واللہ روئے زمین پر مجھے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جس نے اس طریقے پر میرے کی ہو جس پر ہم ہیں کہ میں تمہیں اس کے پاس جانے کی ہدایت کروں۔ لیکن ایک ایسے بنی کا زمانہ قریب آ گیا ہے جو دین حنیفہ ابراہیم پر مبعوث ہوں گے، اپنی ہجرت گاہ سے نکلیں گے ان کا قیام دو پتھر ملی جلی ہوئی زمینوں کے درمیان کھجور والے مقام پر ہوگا۔ ان کے پاس پہنچ سکو تو پہنچ جاؤ۔ ان کے ساتھ چند غلامیں ہوں گی جو پوشیدہ نہ ہوں گی۔ وہ صدقہ نہیں کھائیں گے، ہدیہ کھائیں گے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوں گی جن تم اسے دیکھو گے تو پہچان لو گے۔

اس کے بعد وہ مر گیا۔ میرے پاس قبیلہ کلب کا ایک قافلہ اترامیں نے ان کے شہروں کا حال پوچھا انھوں نے مجھے بتایا۔ میں نے کہا کہ میں تمہیں اپنی یہ گائیں اور بکریاں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھے سوار کر لو، اور اپنے ملک کو لے چلو۔ وہ راضی ہو گئے۔

مجھے سوار کیا اور واوی القرئی میں لے گئے، یہاں مجھ پر ظلم کیا کہ غلام بنا کے ایک یہودی کے ساتھ فروخت کر دیا۔ میں نے کھجور کے درخت دیکھے گمان ہوا کہ یہ وہی شہر ہوگا جو مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ بعد کو ثابت ہوا۔

جس وقت کھجور کے درخت دیکھے تو مجھے امید ہو گئی تھی۔ میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔

یہودی قریظہ کا ایک شخص آیا اور مجھے اس سے خرید کے مدینہ لایا واللہ میں نے اپنے ساتھی کے حال بیان کرنے کی وجہ سے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی شہر ہے جو مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ میں اس کے پاس ٹھہر کر قریظہ کے ایک باغ میں کام کرنے لگا اسی اثنا میں اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث کیا۔ ان کا حال پوشیدہ رہا یہاں تک کہ آپ مدینہ تشریف لائے اور قباء میں بنی عمرو بن عوف کے پاس اترے۔

میں کھجور کے درخت پر چڑھا تھا اور میرا ساتھی نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے چچا کے خاندان کا ایک یہودی آیا۔ اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا کہ یہ فلاں، اللہ بنی قبیلہ کو غارت کرے وہ قباء میں ایک شخص کے پاس جو مکہ سے آیا ہے جمع ہو گئے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ بنی ہے۔

اس نے یہ کہا ہی تھا کہ مجھے لرزہ آ گیا جس سے کھجور کا درخت تھر تھرانے لگا میں نے گمان کیا کہ ضرور اپنے ساتھی پر گر پڑوں گا اس کے بعد میں تیزی سے یہ کہتا ہوا اتر آیا کہ تم کیا کہتے ہو یہ کیا خبر ہے؟ آقا نے اپنا ہاتھ اٹھا کے بڑے زور سے مجھے ایک گھونسا مارا اور کہا کہ تجھے اس سے کیا تو اپنے کام پر متوجہ ہو۔ میں نے کہا کہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ چاہا تھا کہ اس خبر کی تحقیق کر لوں جو میں نے اس شخص کو بیان کرنے سنی۔ اس نے کہا اپنی حالت کی طرف متوجہ ہو۔ میں اپنے کام پر لگ گیا اور اس سے باز آ گیا۔

شام ہوئی تو جو کچھ میرے پاس جمع کیا اور چل کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آنحضرت قبائیں تھے میں آپ کے پاس گیا آپ کے ہمراہ اصحاب کی ایک جماعت بھی تھی۔

عرض کی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ نہیں اور ہر راہ اصحاب بھی ہیں آپ لوگ مسافر و حاجتمند ہیں۔ میرے پاس کچھ ہے جسے میں نے صفحہ کے لئے رکھا تھا۔ جب مجھ سے آپ لوگوں کا حال بیان کیا گیا تو سب سے زیادہ اس کا مستحق آپ لوگوں کو سمجھا۔ وہ آپ کے پاس لایا ہوں اس کے بعد میں نے اسے آپ کے لیے رکھ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے (اپنے اصحاب سے) فرمایا کہ تم لوگ کھاؤ اور آپ خود باز رہے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ واللہ (ربان کی بتائی ہوئی علامات میں سے) یہ ایک ہے میں واپس آ گیا۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف منتقل ہو گئے، میں نے کچھ جمع کیا، آپ کے پاس آیا سلام کیا اور عرض کی کہ میں نے سمجھ لیا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے میرے پاس کچھ ہے چاہتا ہوں کہ اس کے ذریعے آپ کا اکرام کروں آپ کے اکرام کے طور پر بدیہدیتا ہوں جو صدقہ نہیں ہے۔ اس کو آپ نے بھی نوش فرمایا اور اصحاب نے بھی کھایا۔ دل میں کہا کہ یہ (راہب کی بتائی ہوئی علامات میں سے) دوسری ہے۔

میں واپس ہو گیا اور جتنا اللہ نے چاہا بٹھرا۔ پھر جب حاضر خدمت ہوا تو بیع الغرقہ میں ایک جنازے کے ساتھ پایا۔ گرد آپ کے اصحاب تھے بدن دو بڑی چادریں تھیں ایک کی آپ تہ بند باند ہے بٹھے اور دوسری کو اوڑھے ہوئے تھے میں نے آپ کو اسلام کیا اور پلٹ گیا کہ پشت دیکھوں۔

آنحضرت سمجھ گئے کہ میں کیا چاہتا ہوں اور کس بات کی تحقیق مطلوب ہے آپ نے اپنی چادر اٹھا کر پشت سے ہٹادی میں نے مہر نبوت کو اسی طرح دیکھا جس طرح میرے ساتھی نے بیان کیا تھا میں اس پر اوندھا ہو کر بوسہ دینے لگا اور رونے لگا۔

آنحضرت نے فرمایا کہ ادھر پلٹ آؤ۔ میں پلٹ آیا اور آپ کے آگے بیٹھ گیا۔ آپ سے اپنا حال بیان کیا، اے ابن عباس جس طرح تم سے بیان کیا۔ آنحضرت بہت خوش ہوئے اور چاہا کہ اپنے اصحاب کو سنائیں اس کے بعد اسلام لے آیا۔ غلامی اور جس حالت میں میں تھا وہ مجھے روکے رہی یہاں تک کہ مجھ سے غزوہ بدر واحد چھوٹ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مکاتب بن جاؤ (مکاتب بننے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آقا سے ایک خاص رقم پر معاہدہ کر لو کہ ہم اتنا کما کے دیں گے تو آزاد ہو جائیں گے) میں نے آقا سے درخواست کی اور برابر کرتا رہا اس نے مجھے اس شرط پر مکاتب بنایا کہ میں اس کے لئے کھجور کے تین سو درخت لگا دوں اور چالیس اوقیہ چاندی دوں۔

رسول اللہ ﷺ نے (اصحاب سے) فرمایا کہ اپنے بھائی کی کھجور کے درختوں سے مدد کرو ہر شخص نے اپنی قدرت کے مطابق تیس، بیس، پندرہ اور دس (درختوں) سے میری مدد کی۔ فرمایا کہ اے سلمان جاؤ اور ان کے بونے کے لئے نڑھا کھودو، مگر جب تم ان کے لگانے کا ارادہ کر دو تو تا وقتیکہ میرے پاس آ کر اطلاع نہ کر لو درخت نہ لگانا۔ کیونکہ میں ہی اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔

پھر میں کھودنے کے لئے انھا ساتھیوں نے بھی مدد کی، ہم نے تین سو تھالے بنائے ہر شخص وہ درخت لے

آیا جس سے اس نے میری مدد کی تھی، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے انھیں اپنے ہاتھ سے رکھنے لگے تھ لوں کو برابر کرتے تھے اور دعائے برکت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان سب سے فارغ ہو گئے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں سلیمان کی جان ہے، ان میں سے کوئی پودا نہیں مرجھا یا درم باقی رہ گئے۔

رسول اللہ ﷺ ایک روز اپنے اصحاب میں تشریف فرمائے تھے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لایا جو انھیں کسی معدن سے ملا تھا۔ انھوں نے صدقے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (سلمان) فارسی مسکین مکاتب کہان ہیں میرے پاس لاؤ، مجھے بلایا گیا۔ میں آیا تو آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اپنی جانب سے اس مال کے عوض ادا کر دو جو تم پر واجب ہے، عرض کی یا رسول اللہ یہ اتنا کہاں ہوگا جو مجھ پر واجب ہے فرمایا کہ اللہ تمھاری جانب سے ادا کرے گا۔

یزید بن ابی حبیب نے کہا کہ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی زبان پر رکھا۔ پھر منہ سے نکال دیا۔ مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور اسے اپنی طرف سے ادا کر دو، اس کے بعد ابن عباس کی حدیث ہے، یہ اور زائد ہے کہ سلمان نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں نے اس میں سے چالیس واقعہ قول دیا اور جو اس کا حق تھا ادا کر دیا۔ سلمان آزاد ہو گئے، خندق اور بقیہ مشاہدہ..... رسول اللہ ﷺ میں آزاد سلمان کو حاضر ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے انھیں وفات دیدی۔

عمر بن عبدالعزیز کہتے تھے کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس نے سلمان سے سنا تھا کہ جس وقت انھوں نے اپنا واقعہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو اس میں یہ بھی تھا کہ عموریہ والے استقف نے ان سے کہا کہ کیا تم نے اس طرح کے آدمی کو ملک شام کی دو جھاڑیوں کے درمیان دیکھا ہے جو ہر سال رات کو نکل کر اس جھاڑی سے اس جھاڑی تک جاتا ہے اسی طرح دوسرے سال معینہ وقت پر رات کو نکلتا ہے لوگ اسے روکتے ہیں، وہ بیماروں کا علاج کرتا ہے اور ان کے لئے دعا کرتا ہے جس سے وہ شفا پاتے ہیں۔ اس شخص کے پاس جاؤ جس امر کی تلاش ہے اس سے دریافت کرو۔

میں آیا دونوں جھاڑیوں کے درمیان لوگوں کے ساتھ ٹھہر گیا جب ویرات ہوئی جس میں وہ جھاڑی سے نکل دوسری جھاڑی میں چلا جاتا تھا تو وہ نکلا لوگ اس پر غالب آ گئے وہ دوسری جھاڑی میں گھس گیا سوائے اس کے شانے کے اور سب مجھ سے پوشیدہ ہو گیا۔ میں اس کے پاس پہنچ گیا اور شانہ پکڑ لیا مگر اس نے میری طرف التفات نہ کیا۔ پوچھا کہ تجھے کیا ہوا ہے، میں نے کہا کہ میں آپ سے دین ضیفہ ابراہیم کو دریافت کرتا ہوں اس نے کہا کہ تم ایسی شے دریافت کرتے ہو، جس کو آج لوگ دریافت نہیں کرتے، ایک بنی تمھارے قریب ہیں جو اس بیت سے نکلیں گے اور اسی دین کو لائیں گے جیسے ت، م دریافت کرتے ہو، بس ان سے ملو۔ میں واپس ہوا جس وقت انھوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے سلمان اگر تم نے مجھ سے سچ بیان کیا ہے تو تم عیسیٰ بن مریم سے ملے ہو۔

سلمان سے مروی ہے کہ میں نے اپنے آقا سے اس شرط پر مکاتبت کی کہ میں ان لوگوں کے لئے کھجور کے پانچ سو پودے لگا دوں..... جب وہ ہمیک جائیں گے تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ بنی ہاشم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تم درخت لگانے کا ارادہ کرو تو مجھے اطلاع دینا، میں نے آپ کو اطلاع دی، رسول اللہ ﷺ نے سوائے

ایک درخت کے جسے میں نے ہاتھ لگایا تھا سب درخت اپنے پاتھ سے لگا دیئے، وہ سب پھلے سوائے ایک کے جو میں نے بویا تھا۔

سلمان فارسی سے مروی ہے کہ میں فارس کے سواروں کے بیٹوں میں تھا اور کاتب تھا میرے ہمراہ دو غلام تھے۔ جب وہ دونوں اپنے معلم کے پاس سے لوٹتے تھے تو ایک عالم کے پاس جاتے تھے وہ دونوں اس کے پاس گئے میں بھی ان کے ساتھ گیا تو اس نے کہا کہ کیا میں نے تم دونوں کو کسی اور کو میرے پاس لانے سے منع نہیں کیا تھا۔ میں اس کے پاس آمد و رفت کرنے لگا اور اس کے نزدیک ان دونوں سے زیادہ محبوب ہو گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ جب تم سے تمھارے گھر والے..... دریافت کریں کہ تمہیں کس نے روکا تھا۔ تو کہنا معلم نے جب معلم دریافت کرے کہ تمہیں کس نے روکا تھا تو کہنا گھر والوں نے۔

اس نے (وہاں سے) منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ میں بھی تمھارے ساتھ منتقل ہوں گا، میں بھی اس کے ساتھ منتقل ہو گیا۔ وہ ایک گاؤں میں اترادہاں ایک عورت اس کے پاس آتی تھی، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ اے سلمان میرے سر ہانے کھودو، میں نے کھود کر درم کی ایک تھیلی نکال اس سے مجھ سے کہہ کہ اسے میرے سینے پر ڈال دو میں نے اس کے سینے پر ڈال دیا۔

وہ مر گیا تو میں نے درموں کے متعلق قصد کیا کہ انھیں جمع کر لوں یا (اس کے سینے سے) منتقل کر دوں پھر میں نے یاد کیا علمائے وزاہد بن (قسیس و رہبان) کو اطلاع دی۔ لوگ اس کے پاس آئے میں نے کہا کہ اس نے مال چھوڑا ہے۔ گاؤں کا ایک جوان کھڑا ہوا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ ہمارے والد کا مال ہے جن کی باندی اس کے پاس آتی تھی۔ اس نے اسے لے لیا۔

میں نے راہبوں سے کہا کہ کوئی عالم بتاؤ جس کی پیروی کروں ان لوگوں نے کہا کہ ہم روئے زمین پر ترجیح اس شخص سے زیادہ عالم کسکو جانتے جو خمس میں ہے، میں اس کے پاس گیا اس سے مل کر قصہ بیان کیا تو اس نے کہا کہ تمہیں صرف طلب علم رائی ہے مگر میں روئے زمین پر اس شخص سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتا جو بیت المقدس میں ہر سال آتا ہے اگر تم اب جاؤ گے تو اس کے گدھے کے ساتھ پہنچو گے۔

میں روانہ ہوا، اتفاق سے اس کا گدھا بیت المقدس کے دروازے پر تھا۔ میں اس کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ نکلا تو اس سے قصہ بیان کیا اس نے کہا کہ تمہیں صرف طلب علم ہی لائی ہے میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے مجھے بیٹھنے کو کہا اور خود چلا گیا، اسے سال بھر تک نہیں دیکھا۔ جب آیا تو میں نے کہا، اے اللہ کے بندے میرے ساتھ تم نے کیا کیا۔ پوچھا کہ تم اسی جگہ ہو میں نے کہا جی ہاں۔

اس شخص نے کہا کہ واللہ مجھے آج روئے زمین پر اس سے زیادہ عالم کوئی نہیں معلوم جو ایک کشادہ صحرا کی زمین پر نکلا ہے۔ اگر تم ابھی جاؤ تو اس میں تین نشانیاں پاؤ گے وہ ہدیہ کھاتا ہے صدقہ نہیں کھاتا اس کے داہنے شانے کی کمری کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر ہر نبوت ہے جس کا رنگ اس کی کھال کے رنگ کی طرح ہے۔

میں اس طرح روانہ ہوا ایک زمین مجھے اٹھاتی تھی اور دوسری گراتی تھی، اعراب کیا ایک جماعت پر گذر ہوا۔ انھوں نے مجھے غلام بنا کر بیچ ڈالا، مدینہ کی ایک عورت نے مجھے خرید لیا۔ ان لوگوں کو بنی حنین کا ذکر کرتے سنا زندگی اچھی گذرتی تھی۔

میں نے اس عورت سے کہا کہ ایک دن (کی رخصت) دو، اس نے اجازت دی، میں گیا لکڑیاں چنیں اور انہیں بیچ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لایا وہ تھوڑا سا تھا میں نے آپ کے آگے رکھ دیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے میں نے کہا صدقہ ہے۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا تم لوگ کھاؤ، خود آپ نے کچھ نہیں کھایا، میں نے دل میں کہا کہ یہ آپ کی علامت ہے۔

جبکہ دل اللہ نے چاہا میں نے توقف کیا۔ پھر آقا سے کہا کہ مجھے ایک دن (کی رخصت) دیدو اس نے منظور کیا، میں گیا جنگل سے لکڑیاں چنیں اور پہلے سے زیادہ فروخت کیں کھانا تیار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے اسے آپ کے آگے رکھ دیا پوچھا یہ کیا ہے عرض کی ہدیہ آپ نے اپنا ہاتھ رکھا۔ اصحاب سے فرمایا تو بسم اللہ میں پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنی چادر اتار دی، یکا یک مہر نبوت ظاہر ہو گئی۔ میں نے کہا گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرمایا یہ کیا ہے میں نے آپ سے اس شخص کا حال بیان کیا اور عرض کی یا رسول اللہ وہ جنت میں داخل ہوگا کیونکہ اسی نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ آپ بنی ہیں، فرمایا سوائے نفس مسدہ کے ہرگز کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلمان فارس کے سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔

کثیر بن عبد اللہ المزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سال جسے عام الاحزاب کہا جاتا ہے الہمد اوکی زمین کے ایک حصہ پر بنی حارثہ کی طرف جو اجم الشیخین ہے اس پر خندق کا نشان لگایا ہر دس آدمی کے لئے چالیس گز (خندق کھودنا) فرمایا۔

مہاجرین و انصار نے سلمان فارسی کے بارے میں حجت کی وہ قومی آدمی تھے، مہاجرین نے کہا کہ سلمان ہم میں سے ہیں اور انصار نے کہا نہیں سلمان ہم میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلمان ہم ابھیبت میں سے ہیں۔

عمر بن عوف نے کہا کہ میں سلمان، حذیفہ بن الیمان، نعمان بن مقرن المزنی اور چھ انصار اصل ذہاب کے نیچے داخل ہوئے، ہم لوگ کھودنے لگے۔ یہاں تک کہ تری تک پہنچ گئے خندق کے بیچ سے اندھ نے ایک سفید سخت پتھر نکال دیا جس نے ہمارے کدال توڑ دیئے، ہم پر بہت دشوار ہوا۔

میں نے سلمان سے کہا کہ خندق پر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ، آپ پر ایک ترکی خیمہ نصب تھا سلمان چڑھ کر آ کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ، ایک سفید چٹان خندق کے اندر سے نکلی ہے جس نے ہمارے کدال توڑ دیئے اور ہم پر دشوار ہو گئی ہے یا تو ہم اس سے درگزر کریں اور درگزر کرنا قریب ہے یا اس کے بارے میں جو حکم دیں۔ کیونکہ ہم لوگ یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے نشان سے ہت جائیں۔

فرمایا اسے سلمان اپنی کدال دکھاؤ۔ آپ ان کی کدال لے کے ہمارے پاس اترے ہم لوگ خندق کے ایک کنارے ہو گئے رسول اللہ ﷺ کشائش کے لئے اترے اس پر ایسی ضرب لگائی کہ ٹوٹ گیا اس سے ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے خندق کے دونوں کناروں کے درمیان روشن کر دیا رسول اللہ ﷺ نے فتح کی تکبیر کہی، ہم نے بھی تکبیر کہی۔

آنحضرت نے دوبارہ مارا تو پھر اس سے ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے اس کے دونوں کناروں کے درمیان روشن کر دیا گویا اندھیر گھر میں ایک چراغ ہو، رسول اللہ ﷺ نے فتح کی تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی تیسری ضرب لگائی تو پارہ پارہ ہو گیا۔ اس سے ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے اس کے دونوں کناروں کے درمیان روشن کر دیا، آپ نے فتح کی تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی۔

آنحضرت اوپر چڑھ کر سلمان کی نشست گاہ میں پہنچے تو سلمان نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک ایسی چیز دیکھی جیسی کبھی نہیں دیکھی تھی رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کے فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے بھی دیکھی عرض کی یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قداہوں جی ہاں ہم نے آپ کو مارتے دیکھا، موج کی طرح ایک روشنی نکلی، آپ بھی تکبیر کہہ رہے تھے ہم بھی تکبیر کہہ رہے تھے اس کے سوا ہم کوئی روشنی نہیں دیکھتے تھے۔

فرمایا تم نے سچ کہا۔ میں نے پہلی ضرب لگائی تو وہ چمک پیدا ہوئی جو تم نے دیکھی، اس نے میرے لئے خیرہ اور مدائن کسری کے محل اس طرح روشن کر دیئے گویا وہ کتوں کے دانت ہیں مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ میری امت ان پر غالب آئے گی،

میں نے دوسری ضرب لگائی تو وہ چمک پیدا ہوئی جو تم نے دیکھی۔ جس نے میرے لئے ملک روم کے بنی احمر کے قصر روشن کر دیئے جو کتوں کے دانت جیسے دکھائی دیتے تھے جبرئیل نے مجھے خبر دیکہ میری امت ان پر غالب آئے گی۔

تیسری ضرب لگائی تو وہ چمک پیدا ہوئی جو تم نے دیکھی جس نے ساتھ ہی صنعاء کے محل روشن کر دیئے کہ گویا وہ کتوں کے دانت ہیں، جبرئیل نے خبر دی کہ امت ان پر غالب آئے گی جن کو مدد پہنچے گی۔ لہذا تم لوگوں کو خوشخبری ہو اس کو آپ نے تین مرتبہ دہرایا۔

مسلمان خوش ہو گئے کہ ایسے سچے نیکو کار کا وعدہ ہے جس نے ہم سے گھرے ہونے کے بعد مدد اور فتوح کا وعدہ کیا ہے انھوں نے باہم احزاب (کفاروں کے لشکروں) کو دیکھا۔

اللہ نے فرمایا۔ ولما رآنی المؤمنون الاحزاب والو هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله وما زادهم الايمان وتسليمان من المؤمنين (جال صدق اماما هد والله عليه لي آخر الاية)، (اور جب مؤمنین نے احزاب (لشکر کفار کو دیکھا تو انھوں نے کہا کہ یہ وہی ہے جو ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کا رسول سچے ہیں اور اس امر نے ان میں سوائے ایمان اور تسلیم کے اور کچھ اضافہ نہ کیا۔ یہ ایسے مومن لوگ ہیں جنہوں نے اس عہد کو سچائی سے پورا کیا جو انھوں نے اللہ سے کیا تھا۔

ابن میرین سے مروی ہے کہ بنی ہاشم نے سلمان فارسی اور ابوالدرداء کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، ایسا ہی محمد بن اسحاق بن نے بھی کہا۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ سلمان و ابوالدرداء کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔ ابوالدرداء نے شام میں سکونت اختیار کی اور سلمان نے کوفہ میں۔

انس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے سلمان اور حذیفہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

زہری سے مروی ہے کہ وہ دونوں ہر اس موافقہ کے منکر تھے جو بدر کے بعد ہوئی اور کہتے تھے کہ بدر نے میراث و منقطع کر دیا، سلمان اس زمانے میں غلامی میں تھے اس کے بعد ہی آزاد ہوئے۔ سب سے پہلا غزوہ جو انھوں نے لہا جس میں وہ شریک ہوئے غزوہ خندق تھا جو مدینہ میں ہوا۔

ابن صالح سے مروی ہے کہ سلمان ابو الدرداء کے پاس اترے، ابو الدرداء جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو سلمان انھیں روکتے تھے اور جب وہ روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تھے تب بھی روکتے تھے، ابو الدرداء نے کہا کہ تم مجھے اس سے روکتے ہو کہ میں اپنے رب کے لئے روزہ رکھوں اور نماز پڑھوں۔ سلمان نے جواب دیا کہ تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی لہذا روزہ بھی رکھو اور ترکہ صوم بھی کرو، نماز بھی پڑھو اور سوو جی رسول اللہ ﷺ کو حضور ﷺ کو تو فرمایا کہ سلمان علم سے سیر کر دیئے گئے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جمعہ کے روزہ سلیمان ابو الدرداء کے پاس آئے ان سے کہا گیا کہ وہ سوتے ہیں پوچھا انھیں کیا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ جب شب جمعہ ہوتی ہے تو وہ اس میں بیدار رہتے ہیں اور جمعہ کے دن روزہ رکھتے ہیں لوگوں کو حکم دیا تو انھوں نے جمعہ کے دن کھانا تیار کیا سلمان ان کے پاس آئے اور کہا کہ کھانا کھاؤ۔ ابو الدرداء نے کہا کہ میں روزے سے ہوں وہ برابر اترتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے کھانا کھالیا۔

دونوں بنی ہاشم کے پاس آئے اور بیان کیا بنی ہاشم ابو الدرداء کے زانو پر ہاتھ مار رہے تھے تین مرتبہ فرمایا کہ عویر سہمان (سہمان کے یہاں کے رہنے والے) سے زیادہ عالم ہیں راتوں میں سے شب جمعہ و عبادت کے لئے خاص نہ کر لو نہ روز جمعہ کو اور ایام میں سے روزوں کے لئے خاص کر لو۔

قنادہ سے مروی ہے کہ سلمان ابو الدرداء کے پاس آئے تو ام الدرداء نے شکایت کی کہ وہ رات بھر عبادت کرتے ہیں اور دن بھر روزہ رکھتے ہیں، وہ رات کو ابو الدرداء کے پاس رہے جب انھوں نے عبادت کا ارادہ کیا تو سہمان نے انھیں روکا یہاں تک کہ وہ سو گئے۔ صبح ہوئی تو سلمان نے ان کے لئے کھانا تیار کیا اور اتنا مصر ہوئے کہ انھوں نے افطار کیا ابو الدرداء بنی ہاشم کے پاس آئے، بنی ہاشم نے فرمایا عویر سہمان تم سے زیادہ عالم ہیں اتنا نہ چلو کہ تھک جاؤ اور نہ کہ تم سے آگے لوگ نکل جائیں درمیان راستہ اختیار کرو کہ شبانہ دہری مشفقین برداشت کر سکو۔

ابی اسخری سے مروی ہے کہ علی سے سلمان کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ انھیں علم اول و آخر دیا گیا جو ان کے پاس تھا اسے پایا نہیں جاسکتا۔

زادان سے مروی ہے کہ علی سے سلمان کو پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ ایک آدمی ہیں جو ہم میں سے ہیں اور ہماری طرف ہیں اے اہل بیت تم میں سے (سوائے سلمان کے) لقمان حکیم کے مثل کون بیت جو علم اول و آخر کو جانتے ہیں اور جنھوں نے کتاب اول بھی پڑھی ہے اور کتاب آخر بھی وہ ایک دریا تھے جس کا پورا پانی نکالا نہیں جاسکتا۔

یزید بن میرت السلسلی سے جو معاذ کے شاگرد تھے مروی ہے کہ معاذ نے انھیں چار آدمیوں سے طلب علم کا مشورہ دیا تھا جن میں سے ایک سلمان فارسی بھی تھے۔

بنی عامر کے ایک شخص نے اپنے ماموں سے روایت کی کہ سلمان جب عمر کے پاس آئے تو عمر نے لوگوں سے کہا کہ ہمیں لے چلو تا کہ سلمان سے ملیں۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ عمرؓ نے سلمان کا وظیفہ چھ ہزار مقرر کیا تھا مالک بن عمیر سے مروی ہے کہ سلمان فارسی کا وظیفہ چار ہزار تھا۔

مسلم البطلین سے مروی ہے کہ سلمان کا وظیفہ چار ہزار تھا۔

مسلم البطلین سے ایک اور طریق سے مروی ہے کہ سلمان کا وظیفہ چار ہزار تھا۔

میمونہ سے مروی ہے کہ سلمان فارسی کا وظیفہ چار ہزار تھا اور عبد اللہ ابن عمرؓ کا وظیفہ سارہ ہے تین ہزار میں نے کہا اس فارسی کی کیا شان ہے چار ہزار میں اور فرزند امیر المومنینؓ کی ساڑھے تین ہزار میں؟ لوگوں نے کہا کہ سلمانؓ رسول اللہ کے ہمراہ جس مشہد میں حاضر ہوئے ابن عمرؓ اس میں حاضر نہیں ہوئے۔

حسن سے مروی ہے کہ سلمان کا وظیفہ پانچ ہزار تھا اور فوج کے تین ہزار آدمیوں پر مال تھے چار در میں لکڑیاں چھتے تھے، اس کا نصف بیچتے اور نصف اوزتے تھے۔ جب انیس ہزار تین سو دس روپے اپنے ہاتھ سے پورے دیتے اور اسکی آمدنی پر گزارا کرتے۔

خلفہ بن سعید المرادی نے اپنے چچا سے روایت کی کہ میں نے سلمان فارسی کو مدائن کے بعض راستوں پر گزرتے ہوئے دیکھا انھیں بانس سے لدے ہوئے اونٹ نے دھکا دیا اور تکلیف پہنچائی وہ پیچھے ہٹ کر اس کے مالک کے پاس گئے جو سے بتکار ہاتھ باز و پکڑ کر اسے جھجھوزا اور کہا کہ تو نہ مرے جب تک کہ وہ جوان کی اہارت نہ پالے۔

ثابت سے مروی ہے کہ سلمان مدائن کے امیر تھے باہر نکلتے تو اس طرح کہ اندر ایک کلابی پھرتا اور اوپر سے پھٹا پرنا خرقہ پہنے ہوئے لوگ دیکھ کر کہتے کہ آئندہ یہ آئندہ سلمان پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں لوگ کہتے کہ آپ کو اپنی گزریا سے تشبیہ دیتے ہیں، وہ کہتے وہی حریف نہیں کیونکہ خیر تو آج کے بعد ہے۔

ہریم سے مروی ہے کہ میں نے سلمان فارسی کو ایک بدبند بندھے پر اس طرح سوار دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک چھوٹا سا سنبھالی کریت تھا جس کیداسن تنگ تھے وہ اپنی پنڈلی اور بہت بال والے آدمی تھے، کرتہ اوپر کھسک کے گھنٹوں کے قریب تک پہنچ گیا تھا، میں نے انہیں دیکھا تو کہا کہ تم لوگ امیر سے کنارے نہیں بیٹھے، سلمانؓ نے کہا کہ انھیں چھوڑ دو کیونکہ خیر و شر تو آج کے بعد ہی ہے۔

میمون بن مہران نے عبد القیس کے ایک شخص سے روایت کی کہ میں سلمان فارسی سے ملتا تھا جو ایک سر پہے پر امیر تھے ان کا گزر لشکر کے چند نو جوان پر ہوا لوگ منے اور کہا کہ یہ تمہارے امیر میں نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ آپ دیکھتے نہیں کہ لوگ کیا کہتے ہیں فرمایا انھیں چھوڑ دو کیونکہ خیر و شر تو آج کے بعد ہے اگر تم مٹی کھا سکو تو کھاؤ اور دو آدمیوں پر ہرگز امیر نہ ہو، مظلوم اور مفطر کی بددعا سے وہ روئے نہ روئے نہیں جاتی۔

ثابت سے مروی ہے کہ سلمان مدائن کے امیر تھے، شام کے بنی تمیمہ میں سے ایک شخص آیا تھا۔ ہمراہ ایک غریب انجیر تھی، سلمان نے ہم پر اندر دو جو ایک قسم کا فارسی جامہ ہے، اور مباحی، اس شخص نے سلمان سے کہا کہ ادھر آؤ بوجھاٹھا وہ سلمان کو پہچانتا تھا۔ سلمان نے بوجھاٹھا لیا لوگوں نے دیکھ کر پہچانا تو کہا کہ یہ تو امیر ہیں، اس شخص نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ سلمان نے اسے سے کہا کہ نہیں تا وقتیکہ تمہاری منزل تک نہ پہنچا دوں۔

بنی عیس کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بازار کو گیا ایک درم کا چارہ خرید اسلمان کو دیکھا میں انھیں پہچانتا نہ تھا، تا واقعیت میں انھیں بیگار بنایا اور چارہ ان پر لا دو بارہ ایک قوم پر سے گزرے تو لوگوں نے کہا اے ابو عبد اللہ آپ کا بوجھ ہم اٹھائیں گے، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی سلمان ہیں میں نے کہا کہ آپ کو پہچانتا نہیں تھا، بوجھ رکھ دیجئے اللہ آپ کو عافیت دے انھوں نے انکار کیا اور میری منزل تک لائے فرمایا کہ میں نے یہ سنت کی تھی کہ اسے نہیں رکھوں گا تا وقتیکہ تمھارے گھر تک نہ پہنچا دوں۔ میسرہ سے مروی ہے کہ سلمان کو جب عجم نے سجدہ کیا تھا تو انھوں نے اپنا سر جھکا لیا تھا اور کہا کہ میں اللہ سے ڈر گیا۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ سلمانؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کو امارت سے کیا چیز ناپسند کراتی ہے تو انھوں نے کہا کہ اسکی رضاعت دودھ پلانے کی شیرینی اور قظام دودھ چھڑانے کی تلخی۔

عبادہ بن نسق سے مروی ہے کہ سلمان کے پاس عبا، کا عمامہ تھا حالانکہ وہ لوگوں کے امیر تھے، مالک بن انس سے مروی ہے کہ سلمان فارسی سایہ جہاں جہاں گھومتا تھا اسی سے سایہ حاصل کرتے تھے، ان کا کوئی گھر نہ تھا۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ اپنے لئے گھر کیوں نہیں بنالیتے، جس سے گرمیوں میں سایہ اور سردیوں میں سکون حاصل ہو۔ فرمایا اچھا، جب اس شخص نے پشت پھیری اور جانے لگا تو اسے پکارا اور پوچھا کہ تم اسے کیونکہ بناؤ گے، عرض کی اس طرح بناؤں گا کہ اگر آپ اس میں کھڑے ہوں تو سر میں لگے اور ٹین تو پاؤں میں لگے سلمانؓ نے کہا، ہاں۔

نعمان بن حمید سے مروی ہے کہ میں اپنے ماموں کے ہمراہ مدائن میں سلمان کے پاس گیا۔ وہ بوریاٹن رہے تھے، میں انھیں کہتے سنا کہ ایک درم کھجور کے پٹے خریدتا ہوں اسے بناتا ہوں اور تین درم میں فروخت کرتا ہوں ایک درم اسی میں لگا دیتا ہوں اور ایک درم عیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک درم خیرات کر دیتا ہوں، اگر عمر بن الخطابؓ مجھے منع نہ فرماتے تو میں اس سے باز نہ آتا۔

عبد اللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ سلمان کو جب کچھ ملتا تھا تو اس سے گوشت خرید کے محدثین کی دعوت کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھائے تھے۔

ابراہیم ایتیمی سے مروی ہے کہ جب سلمان کے آگے کھانا رکھا جاتا تو کہتے۔ الحمد للہ الذی کفانا الموزنة واحسن الرزق (تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری ضرورت پوری کی اور ہمیں اچھا رزق دیا)

حارث بن سويد سے مروی ہے کہ سلمان جب کھانا کھاتا تو کہتے تھے۔ الحمد للہ الذی لفانا السمونة واوسع علينا فی الرزق (سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری ضرورت پوری کی اور ہمیں رزق میں وسعت دی)

حارث بن مضرب سے مروی ہے کہ میں نے سلمان کو کہتے سنا کہ اس خوف سے کہ خادم سے مجھے بدگمانی پیدا نہ ہو میں اس کے لئے بہت سا سامان فراہم کرو دیتا ہوں۔

ابی لیلیٰ الکندی سے مروی ہے کہ سلمان کے غلام نے کہا کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے پوچھا تمھارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا، مکاتب کہا سے ہوگی، اس نے کہا کہ لوگوں سے مانگ لوں گا، فرمایا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے لوگوں کا دھوون کھلاؤ۔

ابولیلی سے (ایک اور طریق سے مروی ہے کہ سلمان کے غلام نے کہا کہ مجھے مکاتیب بنا دیجئے پوچھا کیا تمہارے پاس مال ہے اس نے کہا نہیں، فرمایا تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ لوگوں کے ہاتھ کا دھون کھاؤں۔ راوی نے کہا کہ سلمان کے مویشی کا چارہ چوری ہو گیا تو انھوں نے اپنے باندی یا غلام سے کہا کہ اگر مجھے قصاص کا خوف نہ ہوتا تو میں تجھے ضرور مارتا۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سلمان کے پاس جو آٹا گوندھ رہے تھے آیا۔ عرض کی کہ خادم کہاں ہے، فرمایا ہم نے سے ایک کام سے بھیجا ہے پھر یہ ناپسند کیا کہ اس پر در کام جمع کریں اس نے کہا کہ فلان آپ کو سلام کہتا ہے پوچھا تم کسب سے آئے ہو، اس نے کہا تین دن سے فرمایا دیکھو اگر تم سلام نے پہنچاتے تو ایک امانت تھی جسے تم نہ ادا کرتے۔

عمر بن ابی قریہ سے مروی ہے کہ سلمان نے کہا کہ ہم تمہاری مساجد میں امامت نہیں کریں گے اور نہ تمہاری عورتوں سے نکاح کریں گے انکی مراد عرب سے تھی۔

ابی اسحاق وغیرہ سے مروی ہے کہ سلمان اپنے آپ سے کہا کرتے تھے کہ اے سلمان مر جا و سلمان ابی سفیان نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ سعد بن ابی وقاص کے پاس عیادت کو آئے تو سلمان رونے لگے اسعد نے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک تم سے راضی رہے مرنے کے بعد تم اپنے ساتھیوں سے ملو گے اور خوش کوثر پر آپ کے پاس آؤ گے۔

سلمان نے کہا کہ واللہ نہ موت کی پریشانی سے روتا ہوں اور نہ دنیا کی حرص سے البتہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک وصیت کی تھی کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی عیش ایسا ہونا چاہئے جیسے سوار کا توشہ اور میرے ارد گرد یہ اشیاء میں۔

سعد نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے کہ آپ کے بعد اسے اختیار کریں۔ انھوں نے کہا اے سعد جب قصد کرو تو اس وقت اللہ کو یاد کرو جب حکم کرو تو اس وقت اللہ کو یاد کرو اور جب تقسیم کرو تو قبضے کے وقت اللہ کو یاد کرو۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سعد بن مسعود و سعد بن مالک سلمان کے پاس عیادت کرنے گئے تو وہ روئے پوچھا اے ابو عبد اللہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک وصیت کی تھی جسے ہم میں سے کسی نے یاد نہ رکھا، آنحضرت نے فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی عیش سوار کے توشے کی طرح ہونا چاہئے۔

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ سلمان کے اصحاب نے ان سے کہا کہ ہمیں وصیت کیجئے انھوں نے کہا کہ جو شخص تم میں سے حج یا عمرہ جہاد یا تحصیل قرآن میں مر سکے تو اسے مرنا چاہئے تم میں سے کوئی شخص فاجر (بدکار) اور خائن (وغا باز) ہو کے ہرگز نہ مرے۔

حسان سے مروی ہے کہ جب سلمان فارسی کی وفات کا وقت آیا اور ان پر موت نازل ہوئی تو وہ رونے لگے پوچھا گیا کہ آ کو کیا چیز رلاتی ہے فرمایا آگاہ ہو کہ نہ میں موت کی پریشانی سے روتا ہوں اور نہ پلٹنے کی ہوس پر روتا ہوں میں عرف ایک امر کے لئے روتا ہوں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی اندیشہ ہے کہ ہم نے اپنے نبی ﷺ کی

وہیت دیا نہیں دھا۔ آنحضرتؐ نے ہم سے فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی پیش سوار کے تو شے کی طرح ہونا چاہئے۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ امیر نے سلمانؓ کی بیماری میں انکی عیادت کی سلمان نے ان سے کہا ہے امیر تم جس وقت قصد کرو تو اپنے قصد کے وقت اور جب حکم کرو تو اپنی زبان چلنے کے وقت اور جب تقسیم کرو تو اپنے قبضے کے وقت اللہ واپس دے۔ میرے پاس سے اٹھ جاؤ، امیر اس زمانے میں سعد بن۔ نب۔ تھے۔

الشمسی سے مروی ہے کہ جب سلمانؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے اپنی گھروانی سے ہا کہ وہ پوشیدہ چیز لاؤ جو میں نے تمھارے پاس پوشیدہ کرائی تھی، میں ان کے پاس مشک کی قھلی لائی فرمایا میرے پاس ایک پیالا لاؤ جس میں پانی ہو انھوں نے مشک اس میں ڈال کے اپنے ہاتھ سے گھول دیا اور کہا کہ اسے میرے گرداگرد چھڑک دو کیونکہ میرے پاس اللہ کی مخلوق میں سے ایک ایسی مخلوق آئے گی جو خوشبو محسوس کرتی ہے اور کھانا نہیں کھاتی۔ پھر دروازے پر چھپ رہو اور اتر جاؤ میں نے اسی طرح کیا تھوڑی دیر چھٹی تھی کہ ایک جھنکار کی آواز سنی، میں چڑھی اور وہ مچے تھے۔

حاضر الشمسی سے مروی ہے کہ جس روز جلولا، فتح ہوا سلمانؓ کو مشک کی ایک قھلی ملی وہ انھوں نے اپنی روجہ کے پاس امانت رکھوا دی، جب انکی وفات کا وقت آیا انھوں نے کہا کہ وہ مشک لاؤ اس کو انھوں نے پانی میں گھول دیا اور کہا کہ میرے گرداگرد چھڑک دو کیونکہ ابھی ابھی میرے پاس زیارت کرنے والے آئیں گے میں نے اسی طرح کیا، اس کے بعد بہت کم دیر ہوئی تھی کہ انکی وفات ہو گئی۔

بقیرہ زوجہ سلمانؓ سے مروی ہے کہ جب سلمانؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے مجھے بلایا وہ اپنے ایک بالا خانے میں تھے جس کے چادر دروازے تھے، انھوں نے کہا کہ اے بقیرہ یہ دروازے کھول دو کیونکہ آج میرے زیارت کرنے والے آئیں گے مجھے معلوم نہیں کہ وہ ان دروازوں میں سے کس سے میرے پاس آئیں گے انھوں نے اپنی مشک منگائی اور کہا کہ اسے تنور میں پگھلاؤ جب وہ پگھل گئی تو کہا کہ اسے میرے بستر کے گرداگرد چھڑک کے اتر جاؤ اور ٹھہر ہو عنقریب تم خبردار ہو جاؤ گی اور میرے بستر پر دیکھو گی، مجھے خبر ہوئی کہ ان کی روح پر دروازہ کھل گئی اور وہ اس حالت میں ہیں کہ گویا بستر پر سو رہے ہیں اور اسی کے قریب تھے۔

عطاء بن السائب سے مروی ہے کہ جب سلمانؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے مشک کی قھلی منگائی جو بستر سے ملی تھی حکم دیا کہ اسے پگھلا کے ان کے گرداگرد چھڑک دیا جائے اور کہا کہ آج رات کو میرے پاس ملائکہ آئیں گے جو خوشبو محسوس کرتے ہیں اور کھانا نہیں کھاتے۔

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ سلمانؓ نے ان سے کہا کہ اے میرے بھائی ہم میں سے جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے مرے گا اسے چاہئے دیکھنے آئے، میں نے کہا کہ ایسا ہو گا۔ فرمایا، ہاں، مومن کی روح آزاد رہتی ہے زمین پر جہاں چاہے جاتی ہے اور کافر کی روح قید خانے میں رہتی ہے۔ سلمانؓ کی وفات ہو گئی ایک روز جس وقت میں وہ پہرہ اپنے تخت پر قیلولہ کر رہا تھا مجھے کسی قدر غنودگی آگئی یکا یک سلمانؓ آئے اور کہا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیکم میں نے بھی کہا کہ اللہ علیکم ورحمۃ اللہ علیکم ابوالعباس نے اپنی منزل کو کیسے پایا انھوں نے کہا کہ بہتر پایا، تم تو کل اختیار کرو کیونکہ تو کل بہترین شے ہے تم تو کل اختیار کرو کیونکہ تو کل بہترین شے ہے تم تو کل اختیار کرو کیونکہ تو کل بہترین شے ہے۔

مغیرہ بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ سلمانؓ کی وفات عبداللہ بن سلام سے پہلے ہوئی۔ عبداللہ بن سلام نے انھیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: ابو عبداللہ تم کس حال میں ہو انھوں نے کہا: خیر میں پوچھا: تم نے کس عمل کو افضل پایا انھوں نے کہا: میں نے تو اس کو عیب چیز پایا۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سلمان فارسی کی وفات مدائن میں عثمان بن عفانؓ کی خلافت میں ہوئی۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف

خالد بن سعید بن العاص..... ابن امیہ عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ ام خالد بنت

خباب بن عبد یاسل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد منات ابن ننانہ تھیں۔

خالد بن سعید کی اولاد میں سعید تھے جو ملک حبشہ میں پیدا ہوئے لاولد مر گئے، امہ بنت خالد تھیں جو ملک حبشہ میں پیدا ہوئیں جن سے زبیر بن العوام نے نکاح کیا ان سے عمرو خالد پیدا ہوئے ان کے بعد سعید بن العاص نے ان سے نکاح کر لیا۔

ان دونوں کی والدہ ہمینہ بنت خلف اسعد بن عامر بیاضہ بن سبیح بن جعفر بن سعد بن ملیح بن عمرو و خزامہ میں سے تھیں آج خالد بن سعید کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان سے مروی ہے کہ خالد بن سعید کا اسلام قدیم تھا اپنے بھائیوں میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔

ان کے اسلام کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ خواب میں دیکھا کہ آگ کے مڑھے پر کھڑے ہیں انھوں نے اسکی وسعت ایسی بیان کی جس کو اللہ ہی زیادہ جانتا ہے پھر دیکھا کہ ان کے والد اس میں دھکیلتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کا نیفہ پکڑے ہوئے ہیں کہ گر نہ پڑیں۔

خواب سے بیدار ہوئے تو پریشان ہوئے، کہا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ یہ خواب سچا ہے ابو بکر بن ابی قحافہ سے ملے اور بیان کیا تو ابو بکرؓ نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ خیر چاہتا ہوں، یہ رسول اللہ ﷺ ہیں لہذا آپ کی پیروی کرو، کیونکہ تم عنقریب آپ کی پیروی کرو گے اور آپ کے ساتھ اسی اسلام میں داخل ہو گے جو تمہیں آگ میں گرنے سے روکے گا اور تمہارا باپ اس میں گرتے گا۔

خالد بن سعید رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرتؐ اجیاد میں تھے عرض کی یا محمد ﷺ آپ کسی چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں، فرمایا، میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں، جو تباہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول اللہ ہیں تم پتھر کی جس پرستش پر ہو اس سے چھوڑ لے (دعوت دیتے ہوں) کہ نہ سنتا ہے، نہ دیکھتا ہے نہ ضرر پہنچاتا ہے نہ نفع پہنچاتا ہے اور نہ یہ جانتا ہے کہ کون اس کی پرستش کرتا ہے اور کون نہیں۔

خالد نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول اللہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ان کے اسلام سے مسرور ہوئے خالد بوشیدہ ہو گئے ان کے والد کو قبول اسلام کا علم ہو گیا تو

حلاش میں بقیہ لڑکوں کو جو اسلام نہیں لائے تھے اور مولیٰ رافع کو بھیجا، جب مل گئے ان کے باپ ابواججہ کے پاس لائے۔

اس نے ملامت کی اور ڈانٹا، کوڑے، جو اس کے ہاتھ میں تھا، اتنا مارا کہ سر زخمی ہو گیا پھر کہا کہ تم نے محمد (ﷺ) کی پیروی کر لی، حالانکہ تم اپنی قوم سے انکی مخالفت کو دیکھتے ہو۔ تم دیکھتے نہیں کہ وہ ہمارے معبودوں کی اور مرے ہوئے آباؤ جداد کی عیب گوئی کرتے ہیں خالد نے کہا کہ واللہ وہ سچے ہیں اور میں نے انکی پیروی کر لی ہے۔

ابواججہ کو غصہ آیا اس نے اپنے بیٹے کو آزاد پہنچایا اور گالیاں دیں اور کہا اے بد معاش جہاں چاہے چلا جا واللہ میں تیرا کھانا بند کر دوں گا۔ خالد نے کہا کہ اگر تو بند کر دے گا تو اللہ مجھے لاق دے گا جس سے میں زندہ رہوں گا۔ اس نے انھیں نکال دیا اور بیٹوں سے کہا کہ تم میں سے کوئی ان سے بات نہ کرے ورنہ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو ان کے ساتھ کیا۔ خالد رسول اللہ (ﷺ) کے پاس آئے وہ آپ ہی کے ساتھ اور ہمراہ رہنے لگے۔

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ خالد بن سعید کا اسلام تیسرا چوتھا تھا اور یہ اس وقت ہوا جب رسول اللہ (ﷺ) خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے وہ رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ رہتے تھے۔ اطراف مکہ میں تنہا نماز پڑھتے تھے۔

ابواججہ کو معلوم ہوا تو اس نے انھیں بلایا اور اس دین کے ترک کرنے کو کہا جس پر وہ تھے خالد نے کہا کہ میں دین محمد ترک نہ کر دوں گا، بلکہ اسی پر مروں گا۔

ابواججہ نے انھیں کوڑے سے مارا جو اس کے ہاتھ میں تھا، اسے اس نے ان کے سر توڑ دیا ان کو قید کرنے کا حکم دیا، تنگی کی اور بھوکا پیاسا رکھا۔ وہ مکہ کی گرمی میں تین تین دن تک اس طرح رہتے تھے کہ پانی تک نہ پکھتے تھے۔

خالد نے ایک سوراخ دیکھا وہ نکل کر مکہ کے اطراف میں اپنے والد سے پوشیدہ ہو گئے اصحاب رسول اللہ (ﷺ) کا ہجرت ثانیہ میں حبشہ کی طرف جانے کا وقت آیا تو وہ سب سے پہلے شخص تھے جو اس کی طرف روانہ ہوئے۔

خالد بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن العاص بن امیہ بیمار ہو تو اس نے کہا کہ اگر اللہ نے مجھے اس بیمار سے اٹھا دیا تو مکہ کے اندر ابن ابی حنیہ کے خدا کی پرستش نہیں کی جائے گی، اس وقت خالد بن سعید نے کہا کہ اے اللہ اسے نہ اٹھاتا۔

ام خالد بن خالد بن سعید بن العاص سے مروی ہے کہ میرے والد اسلام میں پانچویں شخص تھے راوی نے پوچھا کہ ان سے پہلے کون تھا انھوں نے کہا کہ ابن ابی طالب ابن ابی قحافہ، زید بن حارثہ اور سعد بن ابی وقاص، میرے والد حبشہ کی پہلی ہجرت کے قبل اسلام لائے، دوسرے ہجرت میں وہاں گئے تو سال رہے میں وہیں پیدا ہوئی ہجرت نبوی کے ساتویں سال خیبر میں بنی ہاشم کے پاس آئے۔

رسول اللہ (ﷺ) نے مسلمانوں سے گفتگو کی انھوں نے ہمیں بھی حصہ دیا۔ ہم لوگ رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ مدینہ واپس آئے اور مقیم ہو گئے، والد رسول اللہ کے ہمراہ عمرہ قضاء میں روانہ ہوئے، غزوہ فتح مکہ میں وہ اور میرے چچا عمرو آنحضرت کے ساتھ تھے دونوں آنحضرت کے ساتھ ہو کر گئے، رسول اللہ (ﷺ) نے میرے والد کو صدقات یمن پر عامل بنانے کے بھیجا، والد یمن ہی میں تھے کہ رسول اللہ (ﷺ) کی وفات ہو گئی۔

محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ ملک حبشہ سے آنے کے بعد خالد رسول اللہ (ﷺ) کے ہمراہ مدینہ میں مقیم ہو گئے تھے آنحضرت کے کاتب تھے انھیں نے وفد تقیف کو اہل طایف کا فرمان لکھ دیا اور وہی

تھے جو ان لوگوں کے اور رسول اللہ کے درمیان صلح میں گئے تھے۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز کو اپنے خلافت کے زمانے میں کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو خالد بن سعید یمن کے عامل تھے۔

موسیٰ بن عمران مناخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت صدقات حج پر خالد بن سعید عامل تھے۔

ام خالد بنت خالد بن سعید العامی سے مروی ہے کہ خالد بن سعید ملک حبشہ روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہ انکی بیوی ہمینہ بنت حلف بن اسعد الخزاعیہ بھی تھیں وہاں ان سے سعید و ام خالد پیدا ہوئیں (ہمینہ) زبیر بن العوام کی زوجہ کی لونڈی تھیں ابو معشر بھی ہمینہ خلع کہتے تھے لیکن موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق کی روایت میں امینہ بنت خلع ہے۔

ابراہیم بن عقبہ سے مروی ہے کہ میں نے ام خالد بنت خالد ابن سعید بن العامی کو کہتے سنا کہ میرے والد ابو بکر سے بیعت ہو جانے کے بعد یمن سے مدینہ آئے علی و عثمان سے کہا کہ یہ فرزند اعبد مناف کیا..... تم راضی ہو گئے کہ اس امر میں تم ایک غیر شخص والی ہو جائے۔

عمرؓ نے یہ بات ابو بکر سے نقل کر دی مگر ابو بکرؓ نے خالد پر ظاہر نہیں کیا، عمرؓ نے ان پر ظاہر کیا، خالد نے یمن میں تک ابو بکرؓ سے بیعت نہیں کی۔

اس کے بعد ابو بکرؓ ان کے پاس سے گزرے وہ اپنے مکان میں تھے، سلام کیا تو خالد نے کہا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے بیعت کروں، ابو بکرؓ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اس صلح میں داخل ہو جاؤ جس میں مسلمان داخل ہوئے ہیں خالد نے کہا کہ اچھا، یہ وعدہ ہے کہ رات کو بیعت کروں گا وہ اس وقت آئے، ابو بکرؓ ہر تھے انھوں نے ان سے بیعت کر لی۔

ابو بکرؓ کی رائے ان کے بارے میں اچھی تھی، انکی تعظیم کرتے تھے جب شام پر لشکر کشی کی تو ان کے لئے مسلمانوں پر (جھنڈا) باندھا اور ان کے مکان پر لے آئے۔

عمرؓ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ خالد کو والی بنادیا گیا حالانکہ وہ ان باتوں کے کہنے والے ہیں جو انھوں نے کہیں، عمرؓ یہی کہتے رہے، ابو بکرؓ نے ابو روی الدوسی کو بھیجا، انھوں نے کہا کہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ تم سے کہتے ہیں کہ ہمارا جھنڈا واپس کر دو۔

انھوں نے اسے نکال کر دے دیا اور کہا کہ واللہ نہ تمھارے ولایت نے ہمیں سرور کیا تھا اور نہ تمھاری معزولی نے رنج پہنایا، قابل ملامت تو کوئی اور ہے۔

مجھے سوائے ابو بکرؓ کے کوئی معلوم نہ ہوا کہ میرے والد کے پاس آئے جو ان سے عذر کرتے تھے اور قسم دیتے تھے کہ عمرؓ سے ایک حرف بھی نہ بیان کرنا۔ واللہ میرے والد پیش اپنی وفات تک عمرؓ پر مہربانی کرتے رہے۔

سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ نے خالد کو معزول کیا تو یزید بن ابی سفیان کو لشکر کا والی بنایا اور جھنڈا یزید کو دیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم الحارثی نے اپنے والد سے روایت کی، جب ابو بکرؓ نے خالد بن سعید کو معزول کیا تو ان کے متعلق شرجیل بن حسنہ کو جو امراء میں سے تھے وصیت کی کہ خالد بن سعید اگر تم پر والی بن کے آئے تو ان کا خیال

رہنا۔ اپنے اوپر ان کا ایسا ہی حق سمجھنا جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ اپنے اور رمھارا حق سمجھیں تمہیں اسلام میں ان کا مربہ معلوم ہے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت تک وہ آپ کے والی تھے میں نے بھی انہیں وافی بنایا تھا، پھر ان کا معزول کرنا مناسب سمجھا قریب ہے کہ یہ (عزل) ان کے لئے ان کے دین میں بہتر ہو، میں کسی پر امارت کی تمنا نہیں کرتا میں نے انہیں امر نے لشکر (کے انتخاب) میں اختیار دیا تھا۔

انہوں نے تم کو دوسروں پر اور اپنے چچا زاد بھائی پر (انتخاب میں) ترجیح دی، جب تمہیں کوئی ایسا امر پیش ہوا۔ بس میں غم کسی شئی وانا صبح کے مشورے کے محتاج ہو تو سب سے پہلے شخص جن سے تم مشورہ کرو ابو عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل ہوں خالد بن سعید تیسرے ہوں کیونکہ ان کے پاس نیکی اور خیر خواہی پائے گئے ان لوگوں کے مقابلہ میں خدرا کی سے کسی چیز پوشیدہ کرنے سے پرہیز کرنا۔

ثم بن مرنے کہا کہ میں نے موسیٰ بن محمد سے پوچھا کہ آیا تم نے ابو بکر کے اس قول پر غور کیا کہ انہوں نے تم کو اوروں پر ترجیح دی، انہوں نے کہا کہ مجھے والد نے بتایا کہ جب ابو بکر نے خالد بن سعید کو معزول کیا تو انہوں نے لکھا کہ کون امیر تمہیں زیادہ پسند ہے انہوں نے کہا کہ میرے چچا کے بیٹے قرابت میں زیادہ پسند میں اور دین میں بھی زیادہ پسند ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے میرے دینی بھائی ہیں۔ اور چچا کے بیٹے کے مقابلے میں میرے مددگار ہیں، انہوں نے شرجیل ابن حسن کے ساتھ ہونا پسند کیا۔

عبد الحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن سعید فتح اجنادین محل و مرقہ صفر میں شریک تھے ام الحکیم بنت الحارث بن ہشام، حکمرانہ بن ابی جبل کے نکاح میں تھیں، وہ اکبادین میں انہیں چھوڑ کے قتل ہو گئے انہوں نے چار مہینے دس دن عدت کے گزارے، یزید بن ابی سفیان انہیں پیام نکاح دیتے تھے، خالد بن سعید بھی ان کی عدت کے زمانے میں کسی کو ان کے پاس بھیج کر پیام نکاح دیتے تھے وہ خالد ابن سعید کی طرف مائل ہو گئیں چار سو دینار (مہر) پر نکاح کر لیا۔

جب مسلمان مرقہ الصفر میں اترے تو خالد نے ام حکیم کے ساتھ شادی (رخصتی) کرنا چاہی۔ کہنے لگیں کہ اگر تم رخصتی کو اتنا موخر کر دیتے کہ اللہ ان جماعتوں کو منتشر کر دیتا (تو مناسب ہوتا) خالد نے کہا کہ میرا دل کہتا ہے کہ میں ان جماعتوں میں مقتول ہوں گا انہوں نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے۔

انہوں نے الصفر کے پل کے پاس ان سے شادی کی، اسی وجہ سے اس کا نام قطرہ ام الحکیم (ام حکیم کا پل) ہو گیا صبح کو ولیمہ کیا، اپنے اصحاب کو کھانے پر مدعو کیا، ابھی کھانے سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ رومیوں نے آگے پیچھے اپنی صفیں باندھ لیں، ایک شخص نشان جنگ لگائے ہوئے نکلا اور مبارز طلب کرنے لگا۔

ابو جندل بن سہب بن عمرو العامری اس کی جانب نکلے تو ابو عبیدہ نے منع کیا حبیب بن مسلمہ نے نکل کر اسے قتل کر دیا اور اپنے مقام پر واپس آ گئے، خالد بن سعید نکلے جنگ کی اور قتل کر دیئے گئے۔

ام حکیم بنت الحارث نے اپنے اوپر کپڑے باندھ لئے اور بھاگیں بدن حلقوں کی زرہ تھی۔

نہر پر ان لوگوں نے شدید جنگ کی، دونوں فریق نے صبر کیا، تلواریں ایک دوسرے کو لگنے لگیں نہ تو کوئی تیر پھینکا جاتا تھا نہ کوئی نیزہ مارا جاتا تھا اور نہ کوئی پتھر مارا جاتا تھا، سوائے تلواروں کے لوہے، آدمیوں کی کھوپڑیوں پر اور ان کے بدن پر لگتے کی آواز کے سوا کچھ نہ سنائی دیتا تھا۔

اس روز ام حکیم نے خیمہ کی میٹھوں سے جس میں خالد بن سعید نے ان سیٹھا دی کر کے رات گزار لی تھی
سات آ میوں قتل کر دیا، جنگ مرج الصفر محرم ۱۴ء میں عمر بن الخطاب کی خلافت میں ہوئی۔

موسیٰ بن جبہ نے اشیاخ سے روایت کی کہ خالد بن سعید ابن العاص نے جو مہاجرین میں سے تھے
مشرکین کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ اس کا سامان دیا و حریر پہن لیا۔ لوگوں نے انکی طرف دیکھا وہ عمر کے ساتھ تھے، عمر
نے کہا: تم لوگ یہ دیکھو جو چاہو وہ خالد کا سا عمل کرے اس کے بعد خالد کا لباس پہنے۔

خالد بن سعید ابن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں قریش کے ایک گروہ کے ساتھ حبشہ
کے پاس بھیجا۔ وہ لوگ اس کے پاس آئے خالد کے ساتھ انکی زوجہ تھیں ان کے یہاں ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو
وہیں یا کونو چلی اور ہوئی۔

خالد اور ان کے ساتھی اس وقت آئے کہ رسول اللہ جنگ بدر سے فارغ ہو چکے تھے، ہمراہ ان کی بیٹی بھی
تھیں، عرض کی یا رسول اللہ ہم بدر میں حاضر نہیں ہوئے، فرمایا اے خالد کیا تم راضی نہیں ہو کہ لوگوں کے لئے ایک
ہجرت ہو اور تمہارے لئے دو ہجرتیں ہوں، عرض کی بیشک، یا رسول اللہ، فرمایا تو یہ تمہارے لئے ہے۔ خالد نے اپنی
بیٹی سے کہا کہ اپنے چچا کے پاس جاؤ، رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ آپ کو سلام کرو، وہ چھوٹی بچی گئی آپ کے پاس
پیچھے سے آئی اور آپ پر واندھیں پڑی اس کے جسم پر ایک زردہ کرتہ تھا۔ پھر اس سے اس نے رسول اللہ ﷺ کی
طرف اشارہ کیا آپ کو دکھائی تھی، سنہ، سنہ، سنہ، یعنی اچھا ہے حبشی زبان میں پرانہ کرد، پھر یہ ان پ کرو اور کہنے کرو۔

عمرو بن سعید..... ابن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ صفیہ بنت المغیرہ بن
عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں، بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبد اللہ بن عمرو بن سعید بن العاص سے مروی ہے کہ جب خالد ابن سعید اسلام لائے اور ان کے ساتھ
ان کے باپ ابو جحہ نے جو سلوک کیا خالد اس پر بھی اپنے دین سے نہ پھرے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ اور
ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابو جحہ کو یہ ناگوار گزرا، رنج پہنچا، قرار دیا کہ میں ضرور اپنے مال سے یکسو ہو جاؤں گا اور نہ پھر آباؤ اجداد کی
گالیاں سنوں گا اور نہ معبودوں کی مذمت، یہ مجھے ان لڑکوں کے ساتھ قیام کرنے سے زیادہ پسند ہے، نظریہ میں
بجانب طائف چلا گیا جہاں اس کا مال و متاع تھا۔ اس کا بیٹا عمرو بن سعید اس کے دین پر تھا وہ اس سے محبت کرتا اور
خوش رہتا تھا، ابو جحہ نے (بروایت مغیرہ بن عبد الرحمن الخزاعی) شعار ذیل کہے۔

الالبیت شعری عک یا عمرو وسانلا اذاشب واستد نیدہ و سلحا

(اے کاش میں جانتا، کاش اے عمرو میں تجھ سے پوچھتا، اس وقت کہ عمرو جوان ہو چکا تھا ہاتھ سخت ہو چکے
ہوئے، اور مسلح ہو جاتا)

تترک امر القوم فیہ ملا بل وتکشف غیظا کان فی صدر مو ججا

(میں پوچھتا کہ قوم کے معاملہ کو تو اسی جنگا سے کی حالت میں چھوڑ دینا، اور اس غیظ و غضب سے پرانا
انہا سے ناگوار میں مشتعل ہے)

اس کے بعد اری اشعار نے عبدالکلیم کی حدیث کی طرف رجوع کیا جو عبداللہ بن عمرو بن سعید سے مروی ہے، اور جو اوپر بیان کی گئی۔

ابو اجمہ الظریہ میں اپنے مال کی طرف چلا گیا تو عمرو بن سعید اسلام لے آئے اور اپنے بھائی خالد بن سعید سے ملک حبشہ میں جا ملے۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عمرو بن سعید، خالد بن سعید کے تھوڑے ہی زمانے بعد اسلام لائے ہجرت ثانیہ وہ بھی مہاجرین حبشہ میں تھے۔ ان کے ساتھ انکے زوجہ فاطمہ بنت صفوان بن امیہ محرث بن شق بن رقبہ بن محرز الکنانیہ بھی تھیں، محمد بن اسحاق بھی فاطمہ کا اسی طرح نام و نسب بیان کرتے تھے۔

ام خالد بنت خالد سے مروی ہے کہ میرے چچا عمرو بن سعید ملک حبشہ میں والد کے آنے کے دو سال بعد آئے وہ برابر وہیں رہے یہاں تک کہ دو کشتیوں میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے ساتھ سوار ہوئے مکہ سے یہاں اس وقت بنی ہاشم کے پاس آئے کہ آپ خیر میں تھے۔

عمر و رسول اللہ ﷺ ہمراہ فتح مکہ حنین و طائف و تبوک میں موجود تھے۔ جب مسلمان شام کی طرف روانہ ہوئے تو وہ بھی شریک تھے، جنگ اجنادین میں جو ابو بکر صدیق کی خلافت میں جمادی الاول ۳۱ء میں ہوئی شہید ہوئے اس زمانے میں لوگوں پر امیر عمرو بن العاص تھے۔

یہ اصل کے اعتبار سے جز و نیم کا آخر ہے اور جز و دوم کا اول حصہ، حلفائے بنی عبد شمس بن عبد مناف، اس کے متصل ہے تمام تعزلیں اول میں بھی اور آخر میں بھی اللہ ہی کے لئے ثابت ہیں

وصلی اللہ علی سیدنا محمد بنی الامی العربی الملی المدنی الابطحی الهاشمی
وعلی آلہ وعلی جمیع الانبیاء علیہم السلام اجمعین .

(کتاب الطبقات کی اصل کا حصہ دہم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حلفائے بنی عبد شمس بن عبد مناف

ابو احمد بن جحش ابن رباع بن یحمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دوران بن اسد بن خزیمہ۔ نام عبد اللہ تھا۔ انکی والدہ امیہ بنت عبد المطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ ابو احمد بن جحش اپنے دونوں بھائیوں عبد اللہ و عبید اللہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل ہوتے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عمر بن عثمان الجحشی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو احمد بن جحش نے اپنے بھائی عبد اللہ اور اپنی قوم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی بشر ابن عبد المذر کے پاس اترے، ابوسفیان بن حرب نے ابو احمد کے مکان کا قصد کیا اور ابن علقمہ العامری کے ہاتھ چار سو دینار کو بیچ ڈالا۔

عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے خطبے سے فارغ ہوئے تو ابو احمد مسجد حرام کے دروازے پر اپنے اونٹ پر کھڑے ہوئے اور چلانے لگے کہ میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اے بنی عبد مناف، میرا حلف (معاہدے کا پاس کرو) اور اللہ کی قسم دیتا ہوں، اے بنی عبد مناف میرا مکان میرے سے مکان کا پاس کرو)

رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان کو بلایا اور بطور راز ان سے کچھ فرمایا۔ عثمان ابو احمد کے پاس گئے ان سے کچھ کہا۔ ابو احمد اپنے اونٹ سے اترے اور قوم کے ساتھ بیٹھ گئے پھر انھیں اس کا ذکر کرتے نہیں سنا گیا یہاں تک کہ وہ اللہ سے مل گئے۔

ابو احمد کے اعزہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہ فرمایا تھا کہ تمہارے لئے اس کے عوض جنت میں گھر ہے۔ ابو احمد نے اپنے مکان کے بچنے کے متعلق (اشعار ذیل میں)۔ ابوسفیان سے خطاب کیا ہے:

اقطعت عقدک بیننا والجاریات الی ند اما

(آیا تو نے اس معاملے کو منقطع کر دیا جو ہم میں ہوا تھا۔ اور ان معاملہ کو جو جاری ہوئے تھے ندامت تک

(منقطع کر دیا)

الا ذکرک لیالی العشر الی فیہا القامہ

(تو نے ان دس راتوں کو کیوں نہ یاد کیا جن میں صلح ہوئی تھی)

عقدی وعقدک قائم ان لا عقوق ولا اثمہ

(میرا عہد اور تیرا قائم ہے! نہ تو نافرمانی ہوگی نہ گناہ)

دار ابن عمک بعثنا قسری بہا عنک الغرامہ

(تو نے اپنے چچا کا مکان بچ ڈالا۔ جس سے تو اپنا قرض ادا کرے گا)

وجريت فيه الى العقو ق واسو الخلق الزعامه

(اس میں تو نے قرمانی کا قصد کیا اور جھوٹ سب سے بری عادت ہے)

قد كنت آدمي ذري فيه المقعنه السلامه

(ایک پناہ لیتا تھا، جس میں قیام و سلامتی تھی)

ما كان عقدك مثل ما عقد ابن عمر والا بن مامه

(تیرا عقد ایسا بھی تھا کہ جیسا بن عمرو نے ابن مامہ سے کیا تھا)

(اشعار ذیل) بھی ابواحمد بن جحش نے اسی بارے میں کہے ہیں۔

ابني امامه كيف اخذل فيكم وانا ابنكم وحليفكم في العشر

(اے بنی امامہ مجھے تمہارے درمیان کس طرح نقصان پہنچایا جائے گا حاراکہ میں تمہارا بیٹا ہوں اور (ذی

الحجہ) کے دس دن میں تمہارا حلیف ہوں)

ولقد دعاني غيركم فاتية وجسنا تكم لنواب الدهر

(مجھے تمہارے اغیار نے دعوت دی، میں اسکے پاس آ گیا اور میں نے حوادث زمانہ کی وجہ سے پوشیدہ کیا)

اسود بن عبدالمطلب نے ابواحمد کو اس امر کی دعوت دی کہ وہ اس سے تمہارے مخالفت کریں اور کہا کہ

میرا خون تمہارے خون سے پہلے اور میرا مال تمہارے سے مال سے پہلے (کام آنے کا) انھوں نے انکار کیا اور جب

بن امیہ سے مخالفت کر لی وہ لوگ ذی الحجہ کے دس دن میں کھڑے ہو کر اس طرح مخالفت کرتے تھے کہ ہاتھ سے ہاتھ

ملاتے جس طرح دو خرید و فروخت کرنے والے ہاتھ سے ملاتے ہیں ان دس دنوں پہلے اسے ہاتھ سے ہاتھ دے دیتے تھے۔

عبدالرحمن بن رقیش..... ابن رباب بن عمرو بن مہر بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ، احد

میں حاضر ہوئے، یزید بن رقیش کے بھائی تھے جو بدر میں شریک تھے۔

عمرو بن محسن..... ابن حرمات بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ، احد میں حاضر

ہوئے عکاشہ بن محسن کے بھائی تھے جو بدر میں شریک تھے۔

قیس بن عبداللہ..... بنی اسد بن خزیمہ سے تھے، مکہ میں قدم الاسلام تھے، ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے

ہمراہ انکی زوجہ برکہ بنت یسار الازدی بھی تھیں جو ابی نجراد کی بہن تھیں، قیس بن عبداللہ، عبید اللہ بن جحش کے دوست

تھے انھیں کے۔ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی، عبید اللہ بن جحش نصرانی ہو گیا اور وہیں ملک حبشہ میں مر گیا قیس بن

عبداللہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔

صفوان بن عمرو..... قیس عیلان کے بنی سلیم بن منصور میں سے تھے بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن

خزیمہ کے حلیف تھے جو بنی عبد شمس کے حلفاء تھے احد میں حاضر ہوئے مالک و مدلاج و ثقف فرزند ان مروان بن ابی بوہرہ میں موجود تھے۔

ابوموسیٰ الاشعری..... نام عبد اللہ بن قیس بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن عنز بن بکر بن عامر بن ندر بن وائل بن ناجیہ بن الجہاہر بن الاشعر تھا۔ اشعر بنت بن ادد بن زید بن شجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن شجب بن عریب بن حرب بن قحطان تھے، ابوموسیٰ کی والدہ ظبیہ بنت وہب عک میں سے تھیں، اسلام لائی تھیں، مدینہ ہی میں انکی وفات ہوئی۔

محمد بن عمرو وغیرہ اہل علم سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری مکہ آئے۔ ابواجمہ سعید بن العاص سے مخالفت کی، مکہ میں اسلام لائے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی دو کشتی والوں کے ہمراہ اس وقت آئے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے۔

ابی بردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جعفر بن ابی طالب کے ہمراہ نجاشی کے ملک میں جانے کا حکم دیا۔ قریش کو معلوم ہوا تو ان لوگوں نے عمرو بن العاص اور عمارۃ بن الولید کو بھیجا، نجاشی کے لئے ہدیہ جمع کیا، نجاشی کے پاس ہم بھی آئے اور وہ بھی آئے۔

ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی الجہم سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ مہاجرین حبشہ میں سے نہیں تھے نہ قریش میں انکا معاہدہ حلف تھا، ابتدائی زمانے میں مکہ میں اسلام لائے پھر اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے گئے اور وہیں رہے یہاں تک کہ وہ وادہ اشعریین کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، ان کا آنا اہل سفینین (دو کشتی والوں) جعفر اور ان کے ہمراہیوں کے ملک حبشہ سے آنے کے ساتھ ساتھ ہوا۔

یہ سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں ایک ساتھ پہنچے، لوگوں نے کہا کہ ابوموسیٰ اہل سفینین کے ساتھ آئے لیکن بات وہی تھی جو ہم نے بیان کی کہ ان کا آنا ان لوگوں کے آنے کے ساتھ ہوا، محمد بن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے بھی ان کو مہاجرین ملک حبشہ میں شمار نہیں کیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (بطور پیشین گوئی) فرمایا کہ تمہارے پاس ایسی قومیں آئیں گی جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں، اشعری آئے، جن میں ابوموسیٰ بھی تھے، جب یہ لوگ مدینہ کے قریب ہوئے تو (ذیل کا) رجز پڑھنے لگے۔

محمد او حنظلہ

غدا یلقی الاحیہ

(یعنی صبح ہم احباب سے ملاقات کریں گے، محمد اور ان کے گروہ سے) ابوموسیٰ الاشعری سے مروی ہے کہ ہم نے اپنی قوم کے انسٹھ آدمیوں کے ساتھ ہجرت کی ہم تین بھائی تھے، ابوموسیٰ، ابورہم اور ابوبردہ کشتی نجاشی کی طرف لے چلی، ان کے پاس جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھی تھے، سب کے سب ایک کشتی میں اس وقت بنی عقیلہ کے پاس آئے جس وقت آپ نے خیبر فتح کیا تھا، آنحضرت نے سوا ان لوگوں کے جو آپ کے ہمراہ تھے فتح خیبر میں کسی کا حصہ نہیں لگایا، البتہ اصحاب سفینہ جعفر اور ان کے ساتھیوں کا دیگر اصحاب کے ساتھ حصہ لگایا اور فرمایا کہ تمہارے لئے دو مرتبہ ہجرت (کا ثواب) ایک مرتبہ تم نے نجاشی کی طرف ہجرت کی اور ایک مرتبہ میری طرف۔

ابوموسیٰ نے کہا کہ میں اور میرے کشتی والے ساتھی جب کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تھے اور وہ لوگ بقیع بطنان میں اترے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک گروہ ہر شب کو نماز عشاء کے وقت باری باری رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا تھا۔ میں اور میرے ساتھی رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے کہ آپ اپنے بعض امور میں مشغول تھے آنحضرت نے نماز میں رات زیادہ گزار دی، آدمہ رات ہو گئی تب رسول اللہ ﷺ نکلے، لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز پوری کر لی تو جو لوگ آپ کے پاس موجود تھے ان سے فرمایا تم لوگ اپنی حالت پر رہو تم سے گفتگو کروں گا اور خوش ہو جاؤ کہ تم پر اللہ کی نعمت میں ہے کہ اس ساعت میں سوائے تمہارے اور کوئی نماز نہیں پڑھتا ہے یا یہ فرمایا کہ تمہارے سوا یہ نماز کسی نے نہیں پڑھی۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جو سنا اس سے خوش ہو کے واپس ہوئے۔

ابوموسیٰ نے کہا کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا۔ آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اسے کھجور کھلائی، ابوموسیٰ کا وہ سب سے بڑا لڑکا تھا۔

سنا کہ سے مروی ہے کہ میں نے عیاض اشعری سے آیت یٰٰتٰی اللہ بقوم مجہم و یحبونہ اللہ ایک ایسی قوم لائے گا جس سے آپ محبت کریں گے اور جو آپ سے محبت کرے گی (کی تفسیر میں سنا کہ بنی ہاشم نے فرمایا وہ یہی قوم ہے یعنی ابوموسیٰ)۔

نعیم بن یحییٰ انجلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احواروں کے سردار۔ ابوموسیٰ ہیں عہد اللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبد اللہ بن قیس یا اشعری کو مزا میر آل داؤد میں سے ایک مزار دی گئی ہے (یعنی خوش آوازی)۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے ایک شخص کی قرأت سنی تو پوچھا کہ یہ سب ہے کہا گیا کہ عبد اللہ بن قیس ہیں، فرمایا انھیں مزا میر آل داؤد سے ایک مزار دی گئی ہے (یعنی خوش آوازی) عائشہ سے مروی ہے کہ بنی ہاشم نے ابوموسیٰ کی قرأت سن کر فرمایا انھیں مزا میر آل داؤد سے ایک مزار دی گئی ہے (یعنی خوش آوازی)۔

عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ کو (قرآن) پڑھتے سنا تو فرمایا کہ تمہارے بھائی کو مزا میر آل داؤد میں سے دیا گیا ہے۔

ابو عثمان سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے اگر میں کہتا کہ میں نے کبھی جانچ کی آواز نہیں سنی اور نہ برہہ کی تو اس سے زیادہ اچھا ہوتا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری ایک رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑ رہے تھے، ازواج بنی ہاشم نے ان کی آواز سنی، وہ شیریں آواز تھے، وہ کھڑے ہو کر سنتی رہیں جب انھوں نے صبح کی تو کہا گیا کہ عورتوں سنتی تھیں انھوں نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں تم عورتوں کو رغبت دلانا اور شوق دلانا۔

سعید بن ابی بردہ نے اپنے باپ داؤد سے روایت کی بنی ہاشم نے ان کو اور معاذ کو یمن بھیجا تھا۔

سعید بن ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے میرے والد یعنی ابوموسیٰ نے کہا کہ اے میرے بیٹے اگر تم ہمیں اس حالت میں دیکھتے کہ ہم اپنے بنی ہاشم کے ساتھ ہوتے اور ہم پر بارش ہوتی تو ہمارے کپڑے کے لباس کی وجہ سے تم ہم میں بھیڑ کی بو پاتے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ مجھے (ابوموسیٰ) اشعری نے عمر کے پاس بھیجا، عمر نے پوچھا کہ تم نے

اشعری کو کس حالت میں چھوڑا، میں نے کہا کہ انھیں اس حالت میں چھوڑا کہ وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ فرمایا خبردار وہ بڑے آدمی ہیں اور یہ بات انھیں نہ سنانا پوچھا کہ تم نے اعراب کو کس حالت میں چھوڑا، عرض کی اشعری یوں کو؟ ارشاد ہوا، نہیں بلکہ اہل بصرہ کو میں نے کہا کہ اگر وہ اسے سن لیں تو انھیں مشاق گذرے، فرمایا کہ (یہ بات) انھیں نہ پہنچاتا، وہ اعراب ہیں، سوائے اس کے کہ اللہ کسی کو جہاد فی سبیل اللہ عطا فرمائے۔

ابو سلمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ جب ابو موسیٰ کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ اے ابو موسیٰ ہمیں ذکر سناؤ، وہ ابن کے پاس قرآن پڑھتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ عمرؓ جب ابو موسیٰ کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ اے ابو موسیٰ ہمیں ذکر سناؤ وہ ان کے پاس قرآن پڑھتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا شام میں چالیس آدمی ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی امر امت کا دالی ہو جائے تو اسے کافی ہو۔ انھوں نے ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ ایک گردہ آیا جن میں ابو موسیٰ اشعری تھے، فرمایا کہ میں نے لوگوں کو بلا بھیجا تھا کہ (اے ابو موسیٰ) میں تمہیں لشکر کی ایسی قوم کے پاس بھیجوں جن کے درمیان شیطان ہے، انھوں نے کہا کہ پھر آپ مجھے نہ بھیجے، فرمایا کہ وہاں جہاد ہے یا لشکر ہے اور ان کو بصرہ بھیج دیا۔ اشعری سے مروی ہے کہ عمرؓ نے وصیت کی کہ ان کے بعد ابو موسیٰ کو ایک سال تک ان کے عمل پر (عہدے پر) چھوڑا جائے۔

ابی نضرہ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ سے کہا کہ ہمیں ہمارے رب کا شوق دلاؤ۔ انھوں نے قرآن پڑھا لوگوں نے کہا کہ نماز (کا وقت) ہے عمرؓ نے جواب دیا کہ کیا ہم نماز میں نہیں ہیں۔

حبیب بن ابی امرزدی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب بسا اوقات ابو موسیٰ اشعری سے فرماتے تھے کہ ہمیں ہمارے رب کو یاد دلاؤ ابو موسیٰ ان کے پاس قرآن پڑھتے تھے وہ قرآن (پڑھتے ہیں) خوش آواز تھے۔

ابی الہنسب سے مروی ہے کہ میں نے ابو موسیٰ کو منبر پر کہتے سنا کہ جس کو اللہ نے علم دیا وہ اس کو سکھائے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اسے علم نہیں ہے کیونکہ وہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوگا اور دین سے خارج ہو جائے گا۔

ابو موسیٰ کی ایک باندی سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا، اگر مجھے علاقہ سواد عراق کا خراج دو سال ملتا رہے اور تیز و تہذیب پذیر بنی پڑے تو اس سے میں خوش نہ ہوں گا۔

قسامہ بن زبیر سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے بصرے میں لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو، رود اور اگر نہیں روتے تو رونے کی صورت بناؤ، کیونکہ اہل دوزخ آنسو روتے ہیں یہاں تک کہ اگر اس میں کشتیاں چلائی جائیں تو چنے لگیں۔

عبداللہ بن جبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ (قطعی وجہ سے) حرب ہلاک ہو گئے۔ لہذا مجھے خدہ بھیجو، انھوں نے خدہ بھیجا اور لکھا کہ میں نے آپ کے پاس اتنا اتنا غنہ بھیجا ہے، یا امیر المومنین اگر آپ کی رائے ہو تو مختلف شہروں کو لکھنے تاکہ ایک دن جمع ہوں اس روز تکلیفیں اور بارش کی دعا کریں، عمرؓ نے مختلف شہروں کو لکھا، ابو موسیٰ نے دوائے بارش کی اور نماز (استسقاء) نہیں پڑھی۔

بشیر بن ابی امیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ (ابو موسیٰ) اشعری اصحابان میں اترے، لوگوں پر سلام

پیش کیا تو انھوں نے انکار کیا، جزیہ (حفاظتی محصول) پیش کیا تو اس پر صلح کرنی، صلح پر رات گزارہ، صبح ہوئی تو بد مہدی کی، انھوں نے لوگوں سے جنگ، اس سے زیادہ تیزی نہ پائی کہ اللہ نے انکو غالب کر دیا۔

ام عبدالرحمن بنت صالح نے اپنے دادا سے روایت کی کہ ابو موسیٰ اشعری اصہبان میں اترے ہوئے تھے، دادا کے دوست تھے، جب بارش ہوتی تھی تو ابو موسیٰ اس میں کھڑے ہو جاتے تھے بارش ان پر ہوتی تھی، گویا وہاں سے پسند کرتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اشعری نے، جب وہ بصرہ پر عامل تھے، کہا کہ میرا سامان سفر درست کر دو فلاں فلاں دن روانہ ہونے والا ہوں، میں ان کا سامان درست کرنے لگا جب وہ دن آیا تو ان کے سامان میں سے کچھ رہ گیا تھا جس سے میں فارغ نہیں ہوا تھا۔ انھوں نے کہا کہ اے انس میں روانہ ہوتا ہوں میں نے کہا کہ آپ اتنا ٹھہر جاتے کہ بقیہ سامان سفر بھی درست کر دیتا تو مناسب ہوتا انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے گھر والوں سے کہہ دیا تھا فلاں فلاں دن روانہ ہونے والا ہوں اگر میں ان سے جھوٹ بولوں گا تو وہ مجھ سے جھوٹ بولیں گے۔ اگر میں ان سے خیانت کروں گا تو وہ مجھ سے خیانت کریں گے۔

اور اگر میں ان سے وعدہ خلافی کروں گا تو وہ مجھ سے وعدہ خلافی کریں گے، وہ روانہ ہو گئے حالانکہ انکی ضروریات میں سے کچھ چیزیں رہ گئی تھیں جن سے فراغت نہیں ہوئی تھی۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا کہ ابو موسیٰ جس وقت بصرے سے معزول کئے گئے تو وہ اس طرح ہوئے کہ پاس چھ سو درم سے زیادہ نہ تھے جو ان کے عیال کے وظیفے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری جب سوتے تھے تو اس اندیشے سے کہ ان کا ستر نہ کھل جائے کپڑے پہن لیتے تھے۔

ابی لبید سے مروی ہے کہ ہم ابو موسیٰ کے کلام کو (بالکل صحیح و درست ہونے میں) تصاب سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ جو (ہڈی کے) جوڑ (کاٹنے) میں غلطی نہیں کرتا۔

ابی بردہ بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے طاعون کے زمانے میں ابو موسیٰ اشعری سے کہا کہ ہمیں وابق کی طرف لے چلو کہ وہاں قیام کریں، ابو موسیٰ نے کہا کہ ہم تو اللہ ہی کی طرف بھاگیں گے نہ کہ وابق کی طرف (الی اللہ آبق لا وابق)

ابی بردہ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا کہ مجھے معاویہ نے لکھا: سلام علیکم انا بعد عمرو بن العاص نے مجھ سے ان امور پر بیعت کی لی جن پر انھوں نے بیعت کی ہے، خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ تم بھی اگر مجھ سے ان شرائط پر بیعت کر لو گے جن پر انھوں نے کی ہے تو میں ضرور ضرور تمھارے دونوں بیٹوں میں سے ایک کو بصرے پر عامل بنا کے بھیج دوں گا اور دوسرے کو کوٹنے پر تمھارے آگے دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔ میں نے تمہیں اپنے ہاتھ سے لکھا ہے لہذا تم بھی مجھے اپنے ہاتھ سے لکھتا۔

انھوں نے کہا کہ اے میرے لڑکو، میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد معجم (مشکلات) سیکھی ہے، رادی نے کہا کہ انھوں نے ان کو بچھوؤں کی طرح لکھا ہے کہ ابا بعد آپ نے امت محمدیہ ﷺ کے امر عظیم میں مجھے لکھا ہے، آپ نے جو کچھ پیش کیا ہے اس کی مجھے کوئی حاجت نہیں ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر جب وہ والی ہوئے تو میں ان کے پاس آیا، نہ تو میرے آگے دروازہ بند کیا گیا اور نہ میری کوئی حاجت بغیر پوری ہوئے رہی۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان کو جس وقت زخم لگا تو میں ان کے پاس آیا، انھوں نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے، ادھر آؤ پلٹ کر دیکھو، میں نے پلٹ کر دیکھا تو ان کا زخم بھر گیا تھا، میں نے کہا کہ اے میرا مومنین آپ پر کوئی اندیشہ نہیں ہے، اتفاق سے یزید بن معاویہ آیا اس سے معاویہ نے کہا کہ اگر تم لوگوں کی حکومت کے والی ہونا تو اس شخص کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرنا کیونکہ ان کے والد میرے بھائی یا دوست تھے یا اسی کے قریب انھوں نے کوئی اور کلمہ کہا سوائے اس کے کہ میری رائے قتال کی تھی جو ان کی نہ تھی۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ کوئی ابو موسیٰ کا ہم ہی تھا جس نے ان سے اسلام کے بارے میں بغیر سوچے ہوئے گفتگو کی، اس نے مجھ سے کہا کہ قریب ہے کہ ابو موسیٰ چلے جائیں اور ان کی حدیث محفوظ رہے تم ان سے (حدیث) لکھ لو، میں نے کہا تمہاری بڑی اچھی رائے ہیں میں ان کی حدیث لکھنے لگا۔

انھوں نے ایک حدیث بیان کی تو میں اسے لکھنے لگا۔ جس طرح میں لکھا کرتا تھا انھیں شک ہوا اور کہا کہ شاید تم میری حدیث لکھتے ہو، میں نے کہا کہ جی ہاں، انھوں نے کہا تم نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب میرے پاس لاؤ، میں ان کے پاس لایا تو انھوں نے اسے مٹا دیا اور کہا کہ تم بھی اسی طرح یاد کرو جس طرح میں نے یاد کیا۔

قنادہ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ کو معلوم ہوا کہ ایک قوم کو جسے سے یہ امر مانع ہے کہ ان کے پاس کپڑے نہیں ہیں وہ ایک عہد میں لوگوں کے پاس گئے۔

یونس بن عبداللہ الجری سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ معاویہ کے پاس آئے جو انجیلہ میں تھے ان کے جسم پر سیاہ عمامہ اور سیاہ جہتھا اور ان کے پاس سیاہ لاشی تھی۔

حسن سے مروی ہے کہ (علیٰ معاویہ کے درمیان) دونوں حکم ابو موسیٰ اور عمرو بن العاص تھے ایک ان سے دنیا چاہتا تھا اور دوسرا آخرت۔

سروق بن الاعدع سے مروی ہے کہ میں حکمین کے زمانے میں (یعنی جس زمانے میں حضرت علیؓ و حضرت معاویہؓ کے باہمی فیصلہ کے لئے دو حکموں کا تقرر ہوا تھا) ابو موسیٰ کے ساتھ تھا میرا خیال ان کے خیمے کے کنارے تھا، جب موسیٰ نے صبح کی تو انھوں نے اپنے خیمے کا پردہ اٹھایا اور کہا کہ اے سروق بن الاعدع، میں نے کہا لیکن اے ابو موسیٰ انھوں نے کہا کہ امارت وہ ہے جس میں مشورہ کیا جائے اور سلطنت وہ ہے جس پر بذر یحہ شمشیر غلبہ پایا جائے۔

قنادہ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا کہ قاضی کو اس وقت تک فیصلہ کرنا جائز نہیں جب تک کہ حق اسے طرح واضح نہ ہو جائے جس طرح رات دن سے واضح ہوتی ہے عمر بن الخطاب کو یہ معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ ابو موسیٰ نے سچ کہا۔

سمیٹ بن عبداللہ السدوسی سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے دوران خطبہ کہا کہ (قبیلہ) بابلہ ایک ٹانگ کی حیثیت رکھتا تھا ہم نے اسے ایک دست بنادیا، ایک شخص نے کھڑے ہو کے کہا کہ کیا میں ان سے بھی زیادہ ٹھم و سٹکے کا نشان نہ بتا دوں پوچھا وہ کون ہے اس نے کہا کہ (قبیلہ) عک اور اشعر انھوں نے کہا اسے اپنے میرا کو گالی دینے

والے وہ لوگ تمہارے باپ اور میرے دار ہوئے) دھر آؤ، انھوں نے ایک خیمہ نصب کر کے اس میں نظر بند کر دیا۔ ایک رکاب کھانے کی شام کو ملتی ایک صبح کو یہ اس کا قید خانہ تھا۔

ابی بکر سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا کہ میں تاریک کوٹھری میں نہاتا ہوں اور اپنے رب سے بوجھ حیا پیٹھ جھکا لیتا ہوں۔

قنادہ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ جب کسی تاریک کوٹھری میں نہاتے تھے تو کپڑے لینے تک اپنی پیٹھ جھکائے رکھتے اور سید ہے کپڑے نہیں ہوتے تھے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا کہ میں خالی کوٹھری میں نہاتا ہوں مجھے اپنے رب سے حیا روتی ہے کہ پشت سیدھی کروں۔

عبادہ بن نستی سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے ایک قوم کو دیکھا کہ بغیر تہ بند کے پانی میں کھڑے ہیں انھوں نے کہا کہ میں مرجاؤں زندہ کیا جاؤں پھر مرجاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں تو ایسا کرنے سے مجھے یہ زیادہ پسند ہے۔

ابی عمرو الشیبانی سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا کہ مجھے اپنی ناک مردار کی بدبو سے بھرنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ کسی (نامحرم) عورت کی خوشبو سے بھرے۔

عبدالرحمن مولائے ابن برثن سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ و زیاد عمر بن الخطاب کے پاس آئے انھوں نے زیاد کے ہاتھ میں سونے کی انگٹھی (دیکھی تو کہا کہ تم لوگوں نے سونے کا چھلہ بنایا ہے ابو موسیٰ نے کہا کہ میری انگٹھی تو لو ہے کی ہے، عمر نے کہا کہ یہ بہت ہی برا ہے تم میں سے جو شخص انگٹھی پہنے اسے چاہئے کہ چاندی کی انگٹھی پہنے۔

عبدالملک بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے ابو موسیٰ کو اس دروازے کے اندر اس طرح دیکھا کہ ان کے بدن پر چھوٹی چادر اور بڑی چادر حیری تھی (یعنی نسری) عبدالملک نے کندھے کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ راوی نے کہا کہ میں نے زبیر پوچھا کہ تم نے ابو موسیٰ کو دیکھا انھوں نے کہا کہ پھر اور کس کو۔

عبداللہ بن بربدہ سے ابو موسیٰ اشعری کا حلیہ مروی ہے کہ وہ بے پتلے پست قد تھے داڑھی نہیں نکلی تھی ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ بنی سلیطہ نے فرمایا، اے اللہ ابو عامر عبید کو قیامت کے دن اکثر لوگوں سے بلند کر جنگ او طاس میں وہ شہید ہوئے ابو موسیٰ نے ان کے قاتل کو قتل کر دیا۔ ابو وائل نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ ابو موسیٰ اور قاتل عبید دوزخ میں جمع نہیں ہوں گے۔

سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ جب ابو موسیٰ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ دیکھو جب میں مروں تو کسی کو میری اطلاع نہ کرنا اور نہ میرے ساتھ (رونے کی) آواز اور آگ ہو، تم میں سے کسی کی رات گزرنے کی جگہ میرے تابوت کے سامنے گھنٹوں کے پاس ہو۔

ربیع بن حراش سے مروی ہے کہ جب ابو موسیٰ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان پر والدہ ابو بروہہ ابیہ الدوی رونے لگیں انھوں نے کہا کہ میں تم لوگوں میں ان سے بری ہوتا ہوں جو سر منڈائے رنج کی باتیں کرے اور کپڑے پھاڑے۔

یزید بن اوس سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو لوگ رونے لگے، انھوں نے کہا کہ تمہیں

معلوم نہیں کہ رسول اللہ نے کیا فرمایا، لوگوں نے یہ بات ان کی بیوی سے بیان کی۔ انھوں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا جو سرمنڈائے اور رنج کی باتیں کرے اور کپڑے پھاڑے۔

صفعان بن محرز سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو لوگ پر رونے لگے۔ انھیں افاقہ ہو گیا تو کہا کہ میں تم لوگوں سے بری ہوتا ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ بری ہوئے، جو سرمنڈائے، کپڑے پھاڑے اور رنج کی باتیں کرے۔

ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ انکی علالت میں ان پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ابو بردہ کی والدہ بیچ کر رونے لگیں، افاقہ ہو گیا تو انھوں نے کہا میں اس سے بری ہوتا ہوں جو کپڑے پھاڑے سرمنڈائے اور رنج کی باتیں کرے۔ وہ اپنا منہ پھٹنے والی کو کہتے تھے۔

ابو موسیٰ اشعری کے بعض گورکن سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ جب تم لوگ میرے لئے قبر کھودنا تو اسکی یہ کو گہرا کر دینا۔

ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ میرے لئے قبر گہری کرنا۔

ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ کی وفات ۵۲ء میں ہوئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے بعض اہل علم کو کہتے سنا کہ انکی وفات اس سے دس سال پہلے ۴۲ء میں ہوئی۔

ابی بردہ وہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ کی وفات ۵۲ء میں معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی۔

معقیب بن ابی فاطمہ الدوسی..... قبیلہ ازد سے تھے، بنی عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کے حلیف

تھے جو سعید بن العاص یا عتبہ بن ربیعہ کے حلیف تھے، قدیم زمانے میں مکہ اسلام لائے بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمرو و محمد بن اسحاق و ابو معشر ہجرت ثانی میں مہاجرین حبشہ میں تھے۔

ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ انھوں نے اس سے انکار کیا کہ معقیب کا عتبہ بن ربیعہ کے خاندان میں کوئی معاہدہ طف تھا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ معقیب اسلام لانے کے بعد مکہ سے روانہ ہو گئے بعض کہتے ہیں کہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی اور بعض کہتے ہیں کہ اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے گئے اور ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ آئے جس وقت یہ لوگ آئے رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے وہ خیبر میں حاضر ہوئے اور عثمان بن عفان کی خلافت تک زندہ رہے۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ مجھے یحییٰ بن الحکیم نے جرش کا امیر بنایا۔ میں وہاں گیا تو لوگوں نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن جعفر نے ان لوگوں سے کہا رسول اللہ نے مرض جذام والے کے لئے فرمایا کہ اس سے اس طرح نچو جس طرح درندے سے بچا جاتا ہے جب وہ کسی وادی میں اترے تو تم لوگ دوسری وادی میں اترو، میں نے کہا کہ واللہ اگر ابن جعفر نے تم لوگوں سے یہ بیان کیا ہے تو غلط نہیں کہا۔

جب مجھے جرش سے معذول کر دیا اور میں مدینہ آ گیا تو عبد اللہ ابن جعفر سے ملا پوچھا اے ابو جعفر، وہ حدیث کیا ہے جو اہل جرش نے مجھ سے تمھاری طرف منسوب کی ہے انھوں نے کہا واللہ ان لوگوں نے غلط کہا میں نے ان سے یہ حدیث نہیں بیان کی میں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس برتن لایا جاتا تھا جس میں پانی ہوتا

تھا تو وہ اسے معقیب کو دیتے تھے، معقیب ایسے شخص تھے کہ انہیں یہ مرض تیزی سے دوڑ رہا تھا وہ اس سے پیتے تھے پھر عمرؓ ان کے ہاتھ سے لے لیتے اور اپنا منہ ان کے منہ کے مقام پر رکھ کر پیتے تھے، میں سمجھا کہ عمرؓ اس خیال سے بیچنا چاہے ہیں کہ ان میں متعدی ہونے کی وجہ سے کوئی چیز اثر کرے گی۔

وہ جس کے پاس علاج سنتے تھے اس سے ان کا علاج کراتے تھے۔ یمن کے دو آدمی آئے تو پوچھا کہ کیا تمہارے پاس اس امر دسالح کا کوئی علاج ہے، یہ مرض تیز سے ان میں دوڑ رہا ہے انہوں نے کہا کہ کوئی ایسی چیز جو اسے دور کر دے اس پر ہم قادر نہیں البتہ اس کی ہم ایسی دوا کریں گے جو اسے روک دے اور بڑھے گا نہیں عمرؓ نے کہا یہی بہت ہے کہ رک جائے اور بڑھے نہیں دونوں نے پوچھا کہ اس سرزمین میں حظل بھی پیدا ہوتا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ عرض کی کہ اس میں سے کچھ ہمارے لئے پیدا کیجئے۔

عمرؓ نے اس کے در بہت بڑے ٹوکڑے جمع کرنے کا حکم دیا۔ دونوں نے ہر حظل کے دو ٹوکڑے کئے معقیب کو لٹایا ہر ایک نے ان کا ایک ایک پاؤں پکڑ لیا اور ٹوکڑے میں حظل ملنے لگے جب گھس جاتا تھا تو دوسرا حظل لے لیتے تھے، ہم نے معقیب کو دیکھا کہ وہ سبز تلخ بلغم تھوکتے تھے پھر انہیں چھوڑ دیا اور کہا کہ اس کے بعد ان کا مرض کبھی نہیں بڑھے گا، واللہ معقیب اسی حالت میں رہے ان کا مرض بڑھتا نہ تھا یہاں تک کہ وفات ہو گئی۔

خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ان لوگوں کو اپنے ناشتے کے وقت بلایا تو وہ ڈرے، معقیب بھی ساتھ تھے، انہیں جذام تھا، معقیب نے لوگوں کے ساتھ کھایا، عمرؓ نے ان سے کہا کہ جو تمہارے قریب اور تمہارے نزدیک ہے اس میں سے لو کیونکہ تمہارے سوا کوئی اور ہوتا تو وہ ایک پیالے میں میرے ساتھ نہ کھاتا۔ میرے اور ان کے درمیان نیزہ بھر فاصلہ تھا۔

خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ عمرؓ کے لئے رات کا کھانا لوگوں کے ساتھ رکھا گیا جو کھا رہے تھے وہ لٹکے معقیب بن ابی فاطمہ الدوسی سے جو ان کے دوست تھے اور مہاجرین حبشہ میں سے تھے کہا کہ قریب آؤ اور بیٹھو، قسم خدا کی اگر تمہارے سوا کوئی اور ہوتا جیسے وہی مرض ہوتا جو تمہیں ہے تو وہ مجھ سے نیزہ بھر سے زیادہ قریب نہ بیٹھتا۔

صبح مولائے ابی اجمہ سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس

محمد بن عمرؓ نے بیان کیا کہ ہمیں ہمارے بعض اصحاب نے خبر دی کہ صبح مولائے سعید بن العاص نے تیار ہو کر بدر کی روانگی کا قصد کیا، مگر غلیل ہو گئے اور وہ رہ گئے اپنے اونٹ پر ابو سلمہ بن عبدالاسد الخزومی کو سوار کر دیا، صبح احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب تھے اسی طرح محمد بن اسحاق و ابو معشر و عبداللہ بن محمد بن الانصاری نے بھی بیان کیا۔

بنی اسد بنی عبد العزیٰ بن قصی

سائب بن العوام..... ابن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی انکی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں، زبیر بن العوام کے بھائی تھے احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب

رہے جنگ یمامہ میں جو ہجرت نبوی کے بارہویں سال خلافت ابی بکر صدیق میں ہوئی شہید ہوئے سائب کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

خالد بن حزام..... ابن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی، انکی والدہ ام حکیم تھیں جن کا نام فاختہ بنت

زہیر بن الحارث بن اسد بن عبد العزی بن قصی تھا، قدیم الاسلام تھے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

مغیرہ بن عبد الرحمن الحزامی نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد ابن حزام دوسری ہجرت میں حبشہ روانہ ہوئے مگر راستے ہی میں سانپ نے ڈس لیا، ملک حبشہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی مر گئے، انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، **وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ** (اللہ جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول اللہ کی طرف ہجرت کر کے نکلے اور راستے ہی میں) موت آجائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہو گیا)

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ہم نے اپنے اصحاب کو اس امر متعلق نہیں دیکھا کہ خالد بن حزام مہاجرین حبشہ میں سے تھے، موسیٰ بن حبشہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بھی ان لوگوں میں بیان نہیں کیا جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، واللہ اعلم، ان کی والدہ میں سے ضحاک بن عثمان اور مغیرہ بن عبد الرحمن الحزامی ہیں یہ دونوں حامل علم و راوی علم ہیں

اسود بن نوفل..... ابن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی، انکی والدہ ام لیث بنت ابی لیث تھیں، ابولیث

مسافہ بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس تھے،

اسود مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے انھیں موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق محمد بن عمر نے بیان کیا، ابو معشر نے بیان نہیں کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کے نام میں غلطی کی کہ انھیں نوفل ابن خویلد کر دیا حالانکہ اسود بن نوفل بن خویلد ہی میں جو اسلام لائے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

انکی اولاد میں سے محمد بن عبد الرحمن بن نوفل بن الاسود بن نوفل ابن خویلد تھے جنکی کنیت ابو اسود تھی یہ وہی ہیں جنھیں مردودہ بن الزبیر کا یتیم کہا جاتا ہے عالم و راوی تھے۔ اسود بن نوفل کا کوئی بقیہ نہ رہا۔

عمرو بن امیہ ابن الحارث بن اسد بن عبد العزی بن قصی، انکی والدہ عائکہ بنت خالد بن عبد مناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھیں۔

مکہ میں قدیم الاسلام تھے، دوسری مرتبہ کی ہجرت میں ملک حبشہ کو گئے۔ سب کی روایت میں وہیں انکی وفات ہوئی، بقیہ اولاد نہ تھی۔

یزید بن زمعہ..... ابن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی، انکی والدہ قریہ کبریٰ بنت ابی امیہ

بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں مکہ میں قدیم الاسلام تھے، سب کی روایت میں انھوں نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی طائف میں شہید ہوئے بقیہ اولاد نہ تھی، اس روز ان کے گھوڑے نے انھیں گرا کے کچل دیا۔

ان کے متعلق کہا جاتا تھا کہ طائف کی طرف کے گروہ میں تھے ان لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ مجھے امن دو کہ تم لوگوں سے گفتگو کروں ان لوگوں نے انہیں امن دیا پھر اتنے تیر مارے کہ قتل ہو گئے۔

ابن عبدالدار بن قصی

ابوالروم بن عمیر بن ہاشم ابن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی انکی والدہ رومیہ تھیں مصعب ابن عمیر کے علاقائی بھائی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے، ہجرت ثانیہ میں انہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق نے بھی اپنی روایت میں ان لوگوں میں بیان کیا جنہوں نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، احد میں حاضر ہوئے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالرحمن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوالروم مہاجرین حبشہ میں سے نہیں تھے اگر وہ ان میں سے ہوتے تو ان لوگوں کے ساتھ ضرور بدر میں حاضر ہوتے جو ملک حبشہ سے بدر سے پہلے آئے تھے لیکن وہ احد میں حاضر ہوئے تھے۔

فراس بن النضر ابن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی ان کی والدہ زینب بنت النہاش بن زرارہ تھیں جو بنی اسد بن عمرو بن تمیم تھیں مکہ میں قدیم الاسلام تھے، انہوں نے سب کی روایت میں دومرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ سوائے اس کے کہ موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر ان کے بارے میں غلطی کرتے تھے اور النضر بن الحارث بن علقمہ کہتے تھے النضر بن الحارث تو یوم بدر میں شجاعت کے ساتھ کافر مارا گیا بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر جو شخص اسلام لائے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ اس کے بیٹے فراس بن النضر بن الحارث تھے اور جنگ یرموک میں شہید ہوئے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

جہم بن قیس ابن عبد بن شریل بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی، ان کی والدہ ریمہ تھیں خیانی بھائی جہم بن ملت مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف اس طرح ہجرت کی تھی کہ ان کے ساتھ انکی بیوی حریہ بنت عبدالاسود ابن خزیمہ بن قیس بن عامر بن بیاضہ الخزاعیہ بھی تھیں، ہمراہ دونوں بیٹے جو انہیں حریہ سے تھے۔ عمرو خزیمہ فرزند ان جہم بھی تھے حریملہ بنت الاسود ملک حبشہ ہی میں وفات پا گئیں۔

حلقائے بنی عبدالدار

ابو فکیہہ..... کہا جاتا ہے کہ ازو میں سے تھے بعض نے کہا کہ بنی عبدالدار کے مولیٰ تھے مکہ میں اسلام لائے ان پر عذاب کیا جاتا تھا کہ اپنے دین سے پھر جائیں مگر وہ انکار کرتے تھے بنی عبدالدار کی ایک قوم کے لوگ انھیں دو پہر کو سخت گرمی میں لوہے کی بیڑیوں میں نکالتے تھے کپڑے پہنائے جاتے تھے اور گرم ریت میں اوندھے منہ لٹا دیا جاتا تھا اور پتھرائی پیٹھ پر رکھ دیا جاتا تھا۔ جس سے وہ بے ہوش ہو جاتے تھے وہ برابر اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اصحاب رسول ﷺ نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ ان کے ہمراہ ہجرت ثانیہ میں روانہ ہوئے۔

بنی زہرہ بن کلاب

عامر بن ابی وقاص..... ابن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، ان کی والدہ حمہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھیں، سعد بن ابی وقاص کے حقیقی بھائی تھے۔

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ عامر بن ابی وقاص دس آدمیوں کے بعد اسلام لائے اور گیارہویں تھے انھوں نے اپنی والدہ سے جو سختیاں اور ایذائیں اٹھائیں وہ قریش میں سے کسی سے نہیں اٹھائیں۔ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں تیر اندازی سے فارغ ہو کر آیا تو لوگ میری والدہ حمہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس اور میرے بھائی عامر کے پاس جو اسلام لائے تھے جمع تھے، میں نے کہا، لوگوں کی کیا حالت ہے، ان لوگوں نے کہا کہ یہ تمھاری والدہ ہیں تمھارے بھائی عامر کو پکڑا سے اور اللہ سے عہد کرتی ہیں کہ وہ نہ کسی چیز کے سارے میں بیٹھیں گی نہ کھانا کھائیں گی اور نہ پانی پیئیں گی تا وقتیکہ عامر نئے دین کو ترک نہ کر دیں۔

سعد ان کے پاس گئے اور کہا کہ بے والد میرے پاس آؤ اور قسم کھاؤ، انھوں نے کہا کس کے لئے سعد نے کہا اس کے لئے کہ تم نے تو کسی چیز کا سایہ حاصل کر دگی نہ کھانا کھاؤ گی نہ پانی پیو گی تا وقتیکہ اپنی جہنم کی نشست گاہ نہ دیکھ لو گی۔ ماں نے کہا کہ میں تو صرف اپنے بیٹے پر نیکی کی قسم کھاتی ہوں، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ وان جہاہ اک علی ان تشرک بسی مالیس لک بد علم فلا تطعہما وما جہما فی اللہ نیا معر دفا" انی آخر آیت (اور اگر تیرے والدین تجھ پر اس امر کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی فرمانبرداری نہ کر اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہ) عامر بن ابی وقاص احد میں حاضر ہوئے تھے۔

مطلب بن ازہرہ..... ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب انکی والدہ البکیرہ بنت عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں، مکہ میں زمانہ قدیم میں اسلام لائے، دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی ہمراہ قان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن ضمیرہ بن سعید ابن سعد بن سہم بھی تھیں، مطلب کی اولاد میں عبد اللہ تھے، ان کی والدہ رملہ بنت ابی عوف تھیں عبد دوسری مرتبہ کی ہجرت میں ملک حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔

طلیب بن ازہر..... ابن عبد مناف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب انکی والدہ بھی الکبیرہ بنت عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں مکہ میں قدیم الاسلام تھے، بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے انھیں بیان نہیں کیا۔

طلیب بن ازہر کی اولاد میں محمد تھے، انکی والدہ رملہ بنت ابی عوف ابن ضمیرہ بن سعید بن سعد بن سہم تھیں

طلیب اپنے بھائی مطلب بن ازہر کے بعد رملہ کے دوسرے شوہر تھے۔

عبد الاصر..... ابن شہاب بن عبد اللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، انکی والدہ بنت عتبہ بن مسعود بن رباب بن عبد العزی بن سمیع بن جعشم بن سعد بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں عبد اللہ کا نام عبد الجان تھا۔ جب اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ رکھا وہ عبد اللہ الاصر بن شہاب تھے زمانہ قدیم میں اسلام لائے بروایت محمد بن وہب شام بن محمد بن السائب الکافی انھوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ آئے اور مدینہ کی ہجرت سے پہلے وفات پا گئے

زہری کے ماں کی جانب سے نانا تھے باپ کی طرف سے ان کے دادا، عبد اللہ اکبر بن شہاب بن عبد اللہ ابن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھے۔

عبد اللہ اکبر کی والدہ بھی بنت عتبہ بن مسعود بن رباب بن عبد العزی ابن سمیع بن جعشم بن سعد بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں۔ مکہ سے انھوں نے ہجرت نہیں کی مشرکین کے ساتھ بدر میں موجود تھے ان چار آدمیوں میں سے ایک تھے جنھوں نے یوم احد میں باہم عہد و پیمان کیا تھا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو دیکھیں گے تو ضرور ضرور آپ کو قتل کر دیں گے۔

یا آپ کے آگے قتل ہو جائیں گے۔ عبد اللہ بن شہاب ابنہ بن خلف، ابن قتیہ اور عتبہ بن ابی وقاص۔
ان کے بھائی:

عبد اللہ بن شہاب..... ابن عبد اللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، ان کی والدہ بنت عتبہ بن مسعود ابن رباب بن عبد العزی بن سمیع بن جعشم بن سعد بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں مکہ میں بزمانہ قدیم اسلام لائے، ملک حبشہ کی دونوں ہجرتوں سے پہلے وفات پا گئے انھوں نے انکی اولاد میں زہری فقیہ ہیں جن کا نام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب تھا۔

حلفائے بنی زہرہ بن کلاب

عتبہ بن مسعود..... ابن غافل بن حبیب بن شیح بن فہر بن مخزوم بن صاہلہ بن کامل بن الحارث ابن تمیم بن سعید بن ہذیل بن مدرکہ انکی والدہ ام عبد بنت عبد و بن سوی ابن قریم بن صاہلہ بن کامل بن الحارث ابن تمیم بن سعد بن ہذیل تھیں ام عبد کی والدہ ہند بنت عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں، عبد اللہ بن مسعود کے حقیقی بھائی تھے، مکہ میں قدیم الاسلام تھے، سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے پھر مدینہ آ کے احد میں حاضر ہوئے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ عقبہ بن مسعود احد میں حاضر ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد وہ تمام مشاہد میں حاضر ہوئے۔ عمر بن الخطاب کی خلافت میں مدینہ میں انکی وفات ہوئی، عمر نے ان پر نماز پڑھی۔

قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے عقبہ بن مسعود کی نماز جنازہ میں ام عبد کا انتظار کیا حالانکہ وہ جنازے کے آگے جا چکیں تھیں۔

خثیمہ سے مروی ہے کہ جب عبد اللہ (بن مسعود کے پاس ان کے بھائی عقبہ کے خبر مرگ آئی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہنے لگے کہ یہ رحمت ہے جسے اللہ نے بنا دیا ہے، فرزند آدم اس پر قادر نہیں۔

شرجیل بن حسنہ حنا کی والدہ تھیں جو عدویہ تھیں، والد کا نام عبد اللہ بن المطاح ابن عمرو بن کندہ تھا بنی زہرہ کے حلیف تھے، کنیت ابو عبد اللہ تھی، ہجرت ثانیہ میں مہاجرین بن حبشہ کے شریک تھے۔

محمد بن اسحق کہتے تھے کہ حسنہ والدہ شرجیل، سفیان بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح کی بیوی تھیں، سفیان سے ان کے یہاں خالد و جنادہ پیدا ہوئے، سفیان بن معمر نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تو اپنی بیوی حسنہ کو بھی ساتھ لے گئے، خالد و جنادہ اور ان کے اخیانی بھائی شرجیل حسنہ بھی ہمراہ تھے۔

محمد بن عمر کہتے تھے کہ سفیان بن معمر بن حبیب انجی شرجیل بن حسنہ کے اخیانی بھائی تھے اور حسنہ سفیان کی والدہ تھیں بیوی نہ تھیں انھوں نے ملک حبشہ کو ہجرت کی تو ہمراہ ان کے بھائی شرجیل، ان کی والدہ حسنہ اور دونوں بیٹے جنادہ و خالد بھی تھے۔

ابو مشر بیان کرتے تھے کہ شرجیل بن حسنہ اور انکی والدہ ان بنی جح میں سے تھے جنھوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہ نہ سفیان ابن معمر کا ذکر کرتے تھے اور نہ ان کے کسی لڑکے کا موسیٰ بن عقبہ نے ان میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا، اور نہ ان کی روایت میں شرجیل کا ان لوگوں میں ذکر ہے جنھوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ شرجیل اور ان کے والد کا معاہدہ حلف بنی زہرہ سے تھا، صرف سفیان بن معمر انجی کے سبب سے بنی جح میں ذکر کیا گیا۔

شرجیل بن حسنہ رسول اللہ ﷺ کے بلند پایہ اصحاب میں سے تھے متعدد غزوات میں شرکت کی، ان امراء میں سے تھے جنھیں ابو بکر صدیق نے ملک شام میں مقرر کیا تھا شرجیل بن حسنہ کی وفات ملک شام میں عمواس کے طاعون سے ہوئی یہ واقعہ بعد خلافت عمر بن الخطاب ۱۸ء میں ہوا اس وقت وہ سرسٹھ سال کے تھے۔

بنی تیم بن مرہ

حارث بن خالد..... ابن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، ان کی والدہ یمن کی تھیں، حارث مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے ہمراہ انکی بیوی ریط بنت الحارث ہشیرہ حبیبہ بن الحارث بن حبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بھی تھیں ریط سے ان کے یہاں ملک حبشہ میں موسیٰ و عائشہ و زینب و فاطمہ پیدا ہوئیں، سب راوی متفق ہیں کہ موسیٰ ابن الحارث ملک حبشہ ہی میں وفات پا گئے۔

موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے کہا کہ یہ لوگ حبشہ سے بہ ارادہ مدینہ النبی روانہ ہوئے راستے میں کسی کنویں پر اترے، پانی پیا، ابھی ہٹے نہ تھے کہ ریڑ اور سوائے فاطمہ بنت الحارث کے ان کے تمام بچے مر گئے۔

عمر و بن عثمان..... ابن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں شریک تھے، جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔

بنی مخزوم بن یقط بن مرہ

عیاش بن ابی ربیعہ..... ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ بن جندل بن ابیر بن ہشفی بن دارم بنی تیم میں سے تھیں، ابو جہل کے خیانی بھائی تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے،

محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو نے کہا کہ عیاش بن ابی ربیعہ ہجرت ثانیہ میں حبشہ کو گئے اہمراہ ان کی بیوی اسماء بنت سلمہ بن مخربہ بن جندل بن ابیر بن ہشفی بن دارم بھی تھیں ان سے ملک حبشہ ہی میں عبد اللہ بن عیاش پیدا ہوئے موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے اپنی کتابوں میں ملک حبشہ کی طرف روانہ ہونے والوں میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو نے کہا کہ عیاش بن ابی ربیعہ حبشہ سے مکہ آئے اور وہیں رہے اصحاب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ روانہ تو وہ بھی عمر بن الخطاب کے ساتھ ہو گئے، جب قباء میں اترے تو ان کے دونوں خیانی بھائی ابو جہل و حادثہ فرزند ان ہشام آئے اور اصرار کر کے مکہ واپس لے گئے وہاں پہنچ کے بیڑیاں ڈال دیں اور مقید کر دیا۔ اس کے بعد وہ بچ کر مدینہ آ گئے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک وہیں رہے پھر شام چلے گئے اور جہاد کیا مکہ واپس آئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے ان کے بیٹے عبد اللہ مدینہ سے نہیں ہٹے۔

سلمہ بن ہشام..... ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ ضیاعہ بنت عامر ابن قرطہ بن سلمہ بن قیس بن کعب بن ربیعہ تھیں، سلمہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے، بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر..... ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے بھی..... ان کا ذکر نہیں کیا۔

محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو نے کہا کہ سلمہ بن ہشام ملک حبشہ سے مکہ واپس آ گئے ابو جہل نے قید کیا،،،،، اور بھوکا پیاسا رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے کہ اے اللہ سلمہ بن ہشام بن ابی ربیعہ ولید اور ان کمزور مسلمانوں کو نجات دے جو نہ کسی حیلے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ظلم سے بچنے کا راستہ پاتے ہیں۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے اپنا ہر نماز فجر کی رکعت سے اٹھایا تو فرمایا اے اللہ ولید بن الولید، سلمہ بن ہشام عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ کے کمزور لوگوں کو نجات دے اے اللہ مضر پر اپنی گرفت سخت کر اے اللہ

ان کی قحط سالی کو یوسف کی قحط سالی جیسی بناوے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں دعا فرمائی کہ اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ ولید بن الوہید اور سلمہ بن ہشام اور مکہ کے کمزور لوگوں کو کفار کے ظلم سے نجات دے، عضل، بھیان، رعل، ذکوان اور عصیہ پر اللہ لعنت کرے کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کے لئے جو مکہ میں قید تھے دعا فرماتے تھے، دونوں مہاجرین حبشہ میں سے تھے، ولید بن الوہید اپنی قوم کے دین پر تھے، مشرکین کے ساتھ بدر میں آئے اور گرفتار ہوئے انھوں نے فدیہ دیا اسلام لائے اور مکہ واپس آ گئے، قوم نے ان پر حملہ کیا اور عیاش بن ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کے ساتھ قید کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ولید کو بھی ان دونوں کے ساتھ دعا میں شریک کیا، سلمہ بن ہشام بچ گئے اور رسول اللہ ﷺ سے مدینہ میں پابوس ہوئے یہ غزوہ خندق کے بعد ہوا انکی والدہ ضیاء نے اشعار ذیل کہے۔

اللهم رب الكعبة المسلم اظهر على كل عدو سلمه

اے اللہ کعبہ مسلمہ کے رب، ہر دشمن پر سلمہ کو غالب کر

لديد ان في الامور المبهمة كف بها عطى و كف منعمه

مشکل کاموں میں ان کے دو ہاتھ ہو جائیں کہ ایک ہاتھ سے وہ عطا کریں اور ایک ہاتھ احسان کرنے والا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ ہی کے ہمراہ رہے جس وقت ابو بکرؓ نے جہاد روم کیلئے لشکر روانہ کئے تو مسلمانوں کے ساتھ شام گئے، مرخ المصفر واقع محرم ۱۴ھ میں شہید ہوئے یہ واقعہ عمر بن الخطاب کی خلافت کے شروع میں ہوا۔

ولید بن الولید بن المغیرہ ابن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم انکی والدہ امیمہ بنت الولید بن عثی بن ابی

حرملہ بن عتر کی بن جریر بن شق بن صعب قبیلہ بھلیہ میں سے تھیں۔ ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ولید بن الولید اپنی قوم ہی کے دین پر رہے ان کے ساتھ بدر گئے اس روز گرفتار ہوئے ابن جحش نے ان کو پکڑا۔ کہا جاتا ہے کہ سلیط بن قیس الماذنی نے گرفتار کیا جو انصار میں سے تھے۔

فدیہ کے بارے میں ان دونوں بھائی خالد و ہشام فرزند ان ولید ابن المغیرہ آئے عبد اللہ بن جحش نے انکار کیا تا قتیکہ وہ چار ہزار درم نہ دیں خالد نے ارادہ کیا کہ وہ اس کو پورا نہ کرے تو ہشام نے خالد سے کہا کہ ولید تمھاری ماں کا بیٹا نہیں، (یعنی تمھارا علاقہ بھائی ہے اس لئے پہلو تہی۔ تے ہو) واللہ اگر عبد اللہ بغیر اتنی اتنی رقم کے ران کے رہا کہ سنے سے) انکار کر دیں تو ضرور مہیا کرونگا۔

کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے ولید بن المغیرہ کے اسلحہ کے بغیر جو ایک کشادہ زدہ تلوار اور خود مشتمل تھا، فدیہ لینے سے انکار کیا اسے سودینار کا قرار دیا گیا دونوں راضی ہو گئے اور رقم ادا کر دی ولید رہا ہو کر اپنے بھائیوں کے ساتھ ذوالحیفہ پہنچے یہاں سے چھوٹ کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے۔

خالد نے کہا کہ جب تمھاری یہی مرضی تھی تو پہلے ہی کیوں نہ ایسا کیا، تم نے فدیہ ادا کرایا اور والد کی نشانیاں

ہمارے ہاتھ سے نکلوا دیں انھوں نے کہا کہ میں ایسا نہ تھا کہ تا وقتیکہ اپنی قوم کی طرف فدیہ نہ ادا کر دیتا اسلام لے آتا قریش کہتے کہ انھوں نے صرف فدیے سے بچنے کے لئے محمد ﷺ کا اتباع کیا ہے۔

وہ انھیں مکہ لے کے گئے۔ ولید بالکل بے وقوف تھے دن دنوں نے انھیں مکہ میں نبی مخدوم کی ایک جماعت کے ساتھ قید کر دیا جو پہلے اسلام لائے تھے ان میں عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام مہاجرین حبشہ تھے رسول اللہ ﷺ نے بدر سے پہلے ان کے لئے دعا فرمائی اور بدر کے بعد ان کے ساتھ ولید بن الولید کو بھی دعا میں شریک فرمایا۔ آنحضرت نے ان تینوں کے لئے تین سال تک دعا فرمائی۔

ولید نے الولید بیڑیوں سے بچکر مدینہ آ گئے ان سے رسول اللہ ﷺ نے عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کو در یافت کیا انھوں نے کہا کہ میں ان دونوں کو تنگی اور سختی میں چھوڑا ہے وہ اس طرح پایہ زنجیر ہیں کہ ایک پاؤں اپنے ساتھی کے پاؤں کے ساتھ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مکہ جاؤ، پوہار کے پاس اترو جو اسلام لے آیا اور اسی کے پاس پوشیدہ رہنا عیاش اور سلمہ کے پاس پہنچنے کی کوشش کرنا خبر دینا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہو آنحضرت نے حکم دیا ہے کہ تم مکہ سے رہانہ ہو جاؤ۔ ولید نے کہا کہ میں نے یہی کیا۔ دونوں روانہ ہو گئے، میں بھی ان کے ساتھ چلا اور ان کو فتنے اور جستجو کے خوف سے بھگا دیا تھا یہاں تک کہ ہم مدینہ کے سنگ ریزے والی زمین کے ساحل تک پہنچ گئے۔ یحییٰ بن المظہر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام سے مرسی ہے کہ جب ولید بن الولید مدینہ سے عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کے پاس گئے رو وہ ان کے پاس روانہ ہو گئے قریش کو معلوم ہوا تو خالد بن الولید اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوا عسفان تک پہنچا کیا مگر نہ کوئی نشانہ نہ کوئی خبر، اس جماعت نے سمندر کا کنارہ اختیار کیا تھا اور نبی ﷺ کے اس گرم و خشک راستے پر روانہ ہوئے جس پر آپ مدینہ کی ہجرت کے وقت روانہ ہوئے تھے۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن الولید مہاجر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہوئے قریش کے چند لوگوں نے انھیں تلاش کیا کہ واپس لائیں مگر ان پر قادر نہ ہوئے جب یہ لوگ ساحل حرہ تک پہنچے تو ولید بن الولید کی انگلی کٹ گئی اور خون نکل آیا انھوں نے یہ شعر کہا:

هل انت الاصبع دميت ولى سبيل الله مالقيت

تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہو گئی، تجھے جو تکلیف ملی وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

دل کی حرکت بند ہو گئی مدینہ میں مر گئے تو ام سلمہ بنت ابی امیہ ان پر روئیں اور یہ

اشعار کہے:

با عين فابكى للوليد بن الوليد بن المغيرة

اے میری آنکھ تو ولید بن الولید بن المغیرہ کے لئے رو۔

كان الوليد بن الوليد ابو الوليد فاضى العيشه

ولید بن الولید ابو الولید خاندان کا جوان تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے سلمہ، اس طرح نہ کہو، بلکہ یہ کہو:

”وجات سكوت الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد“

(موت کی سختی آگئی۔ یہ وہ ہے جس سے تو گریز کرتا ہے)

ام سلمہ بنت ابی امیہ سے مروی ہے کہ جس وقت بن الولید کی وفات ہوئی تو میں اتنا پریشان ہوئی کہ کسی میت پر اتنا پریشان نہ ہوئی تھی۔ میں نے کہا کہ ان پر ایسا رونا روئی گئی جس کا اوس و خزرج تذکرہ کریں گے، وہ مسافر تھے، غریب الوطنی میں وفات پائی رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی آنحضرتؐ نے اجازت مرحمت فرمائی میں نے کھانا تیار کیا اور عورتوں کو جمع کیا ان کے رونے میں یہ مضمون ظاہر ہوا:

یا عین فابکی للولید بن الولید بن المغیرہ مثل الولید بن الولید ابی الولید کفی

العشیرہ

(اے میری آنکھ ولید بن الولید بن المغیرہ کے لئے رو۔ ولید بن الولید ابی الولید جیسا شخص خاندان کو کافی تھا) رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا۔ تم نے ولید کو بالکل رحمت ہی بنا دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ولید کے حال میں ایک وجہ بھی ہے جو روایت کی گئی ہے مگر جو وجہ ہم نے پہلے ذکر کی وہ اس سے زیادہ ثابت ہے لوگوں نے بیان کیا کہ ولید بن الولید اور ابو جندل بن سمیل بن عمرو مکہ میں قید سے بچ کر روانہ ہو گئے اور ابی بصیر کے پاس آئے جو قافلہ قریش کے راستے پر ساحل پر تھے دونوں انھیں کے ساتھ مقیم ہو گئے۔ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے ولید اور ابو جندل کی قرابت کے واسطے سے درخواست کی کہ آپ نے ابو بصیر اور ان کے ساتھیوں کو (مدینہ میں) کیوں نہ داخل کر لیا کیوں کہ ہمیں ان لوگوں کی کوئی حاجت نہیں رسول اللہ ﷺ نے ابو بصیر کو تحریر فرمایا کہ وہ اور ان کے ساتھی آجائیں۔

فرمان ایسے وقت آیا کہ وہ انتقال کر رہے تھے اسے پڑھنے لگے۔ ان کے ہاتھ ہی میں تھا کہ وفات ہو گئی، ساتھیوں نے اسی جگہ دفن کر دیا ان پر نماز پڑھی اور قبرستان مسجد بنادی یہ قافلہ جس میں ستر آدمی تھے اور ان میں ولید بن الولید بن المغیرہ بھی تھے مدینہ کو روانہ ہو گیا جب ولید ظہر الحرمہ میں تھے تو پھسل گئے اور انگی انگلی کٹ گئی انھوں نے اسے ہاندھ دیا اور یہ شعر کہنے لگے:

هل انت الاصبع دمیت وفي سبیل اللہ مالقت

تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہو گئی، تجھے جو تکلیف ملی وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

مدینہ میں داخل ہوئے اور وہیں انتقال کیا، انکی بقیہ اولاد تھی جن میں ایوب بن سلمہ بن عبد اللہ بن الولید تھے، ولید بن الولید نے اپنے بیٹے کا نام بھی ولید رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ولید کو بالکل رحمت ہی بنا لیا ہے، جب انھوں نے عبد اللہ نام رکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حدیث اول ہمارے نزدیک اس شخص کو قول سے زیادہ ثابت ہے جس نے کہا کہ ولید ابی بصیر کے ساتھ تھے۔

ہاشم بن ابی حذیفہ ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، انکی والدہ ام حذیفہ بنت اسد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں، بقیہ اولاد نہ تھی مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ باوایت بن اسحاق و محمد بن عمر۔ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے، محمد بن اسحاق بن ابی حذیفہ کہتے تھے جو ان کا وہم ہے ہشام بن محمد بن السائب الکلسی اور محمد بن عمرو بنی مخزوم کی روایت میں ہاشم بن ابی حذیفہ ہے موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جنھوں نے ان کے

نزدیک ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ہبار بن سفیان ابن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، انکی والدہ بنت عبد بن ابی قیس بن عبد و بن رضی اللہ عنہ نے یوم خندق میں قتل کیا تھا۔

ہبار بن سفیان مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں شریک تھے، جنگ اجنادین میں شام میں شہید ہوئے۔

عبد اللہ بن سفیان ابن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ بنت عبد بن ابی قیس بن عبد و بن نصر بن مالک بن عسل بن عامر بن موی تھیں۔

مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں شریک تھے عمر بن الخطاب کی خلافت میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

حلفائے بنی مخزوم اور ان کے موالی:

یاسر بن مالک بن مالک ابن کثانہ بن قیس بن الحصین بن الوذیم بن ثعلبہ بن عوف بن حارثہ ابن عامر بن الاکبر بن یام بن غنس، وہ زید بن مالک بن اودین - شجب بن عریب بن دید بن کہلان بن سبا بن شجب بن یعر ب بن قحطان تھے قحطان تک اہل یمن کی مختلف جماعتیں ملتی ہیں، بنو مالک بن اود مذحج میں سے تھے۔

یاسر بن عامر اور ان کے بھائی حارث اور مالک اپنے ایک بھائی کی تلاش میں یمن سے مکہ آئے، حارث و مالک یمن واپس چلے گئے یاسر مکہ ہی میں رہ گئے انھوں نے ابو حذیفہ بن المغیرہ بن عبد اللہ ابن عمر بن مخزوم سے معاہدہ صف کر لیا۔ ابو حذیفہ نے ان سے اپنی باندی کا نکاح کر دیا۔ جس کا نام سمیہ بنت خیاط تھا۔ ان سے عمار پیدا ہوئے۔ جن کو ابو حذیفہ نے آزاد کر دیا۔

یاسر عمار ابو حذیفہ کی وفات تک برابر انھیں کے ساتھ رہے، اسلام ظاہر ہوا تو یاسر و سمیہ و عمار اور ان کے بھائی عبد اللہ بن یاسر مسلمان ہوئے یاسر کے ایک بیٹے اور تھے جو عمار و عبد اللہ سے بڑے تھے نام حریش تھا انھیں زمانہ جاہلیت میں بنو الدلیل نے قتل کر دیا۔ یاسر جب اسلام لائے تو انھیں بنی مخزوم نے گرفتار کر لیا اور عذاب دینے لگے تاکہ اپنے دین سے پلٹ جائیں۔

عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ اس طرح آئے کہ آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے ہم لوگ بٹھا میں ٹھیل رہے تھے کہ عمار کے والد، عمار اور ان کی والدہ کے پاس آئے ان لوگوں پر عذاب کیا جا رہا تھا فرمایا اب تم عمار صبر کرو تم لوگوں کے وعدے کی جگہ جنت ہے۔ اب اللہ آل یاسر کی مغفرت فرما اور تو نے (مغفرت) کر دی۔

یوسف الحکی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمار اور عمار کے والد اور انکی والدہ کے پاس گزرے ان پر بٹھا، میں عذاب کیا جا رہا تھا۔ فرمایا اے آل عمار صبر کرو تم لوگوں کے وعدے کی جگہ جنت ہے۔

حکم بن کیسانب فی مخروم کے مولیٰ تھے حکم اس قافلہ قریش میں تھے جس کو عبد اللہ جش نے نخلہ میں پا کر گرفتار کیا تھا۔ مقداد بن عمرو سے مروی ہے کہ حکم بن کیسان کو میں نے گرفتار کیا امیر نے گردن مارنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ انھیں چھوڑ دو، ہم انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ انھیں اسلام کی دعوت دینے لگے آپ نے بہت طول دیا تو عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ کب تک آپ اس سے کلام فرمائیں گے یہ تو ابد تک بھی اسلام نہ لائے گا اجازت دیجئے کہ میں اسکی گردن مار دوں اور یہ اپنے ٹھکانے ہاویہ میں آجائے نبی ﷺ نے عمرؓ کی طرف التفات نہ فرمایا یہاں تک کہ حکم اسلام لے آئے۔

عمرؓ نے کہا کہ میں نے سوائے اس کے کچھ نہ دیکھا کہ وہ اسلام لے آئے، مجھے اگلے پچھلے واقعات نے (اس مشورے پر) مجبور کیا تھا، میں نے کہا نبی ﷺ کے سامنے وہ امر کیونکر پیش کر دجن کو آنحضرتؐ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں پھر میں کہتا تھا کہ اس سے صرف اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی مقصود ہے بہر حال وہ اسلام لائے، ان کا اسلام بہت اچھا تھا انھوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا پیر معمود میں اس حالت میں شہید ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے راضی تھے۔ اور وہ جنت میں داخل ہو گئے۔

زہری سے مروی ہے کہ حکم نے کہا کہ اسلام کیا ہے، فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم صرف اسی اللہ کی پرستش کرو جو تمہارے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دو کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں انھوں نے کہا کہ میں اسلام لایا۔ نبی ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر میں ان کے بارے میں ابھی تم لوگوں کا کہنا مان لیتا اور قتل کر دیتا تو وہ دوزخ میں چلے جاتے۔

بنی عدی بن کعب:

نعیم النخام بن عبد اللہ بن اسید..... ابن عبد عوف بن عبید بن عوث بن عدی بن کعب انکی والدہ بنت ابی حرب بن صداد بن عبد اللہ تھیں جو بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔
نعیم کی اولاد میں ابراہیم تھے انکی والدہ زینب بنت حظلہ ابن قسامہ بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعان بن ذہل بن رومان کے قبیلہ طے سے تھیں۔

امتہ بنت نعیم جن کے یہاں نعمان بن عدی بن فضلہ سے اولاد ہوئی تھی، جو بنی عدی بن کعب میں سے تھے امتہ کی والدہ عاتکہ بنت حذیفہ بن غانم تھیں۔

ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی جهم العدوی سے مروی ہے کہ نعیم بن عبد اللہ دس آدمیوں کے بعد اسلام لائے، اپنا اسلام چھپاتے تھے ان کا نام النخام (کھنکھارنے والا) صرف اس لئے رکھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جنت میں گیا تو نعیم کی نحمہ (کھنکھارنے کی آواز) سنی اس سے النخام مشہور ہو گئے۔

نعیم مکہ ہی میں رہے قوم بوجدان کے شرف کے ہر وقت کھیرے رہتے تھے جب مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو انھوں نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا، قوم ان سے لپٹ گئی اور کہا کہ تم جو دین چاہو اختیار کرو مگر ہمارے ہی پاس رہو، وہ مکہ ہی میں رہے یہاں تک کہ ۶ھ ہوا تب وہ مہاجر ہو کر مدینہ آئے ہمراہ ان کے خاندان کے چالیس آدمی بھی تھے

بحاست اسلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آنحضرتؐ نے ان سے معاف کیا اور انھیں بوسہ دیا۔
ہشام بن عمروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نعیم بن عبد اللہ النخام بن عدی بن کعب کے فقراء کو ایک
ایک مہینے کی خوراک دے دیتے تھے۔
محمد بن عمر نے کہا کہ نعیم نے ایام حدیبیہ میں ہجرت کی اور بعد کے مشاہد میں نبی ﷺ کے ہمراہ رہے۔
جب ۵ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

معمر بن عبد اللہ ابن نضلہ بن عوف بن عویج الاسلام تھے، سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں ملک
حبشہ چلے گئے۔ اس کے بعد مکہ آئے اور وہیں قیام کیا مدینہ کی ہجرت میں دیر کی، لوگ کہتے تھے کہ نبی ﷺ سے
حدیبیہ میں قدموں ہوئے ان کے اور خراش بن امیہ الکعبی (کی ہجرت) میں اختلاف ہے معمر وہی شخص ہیں جو حجۃ
الوداع میں نبی ﷺ کے سر میں کنگھی کرتے تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بھی روایت کی ہے۔
معمر بن عبد اللہ نضلہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ سوائے گناہگار کے کوئی احتکار
نہیں کرتا (احتکار یہ ہے کہ قحط سالی کے زمانے میں لوگوں کے غلبے کی سخت ضرورت ہو اور کوئی شخص مزید گرائی کے
انتظار میں اسے فروخت نہ کرے اور لوگوں کو بھوکا مرنے دے)
محمد بن یحییٰ بن حیان سے مروی ہے کہ عمر قنبا میں جس نے رسول اللہ کا سر مونڈا وہ معمر بن عبد اللہ العدوی تھے۔

عدی بن نضلہ ابن عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب، انکی والدہ بنت
مسعود بن حذافہ بن سعد بن سہم تھیں عدی بن نضلہ کی اولاد میں نعمان و نعیم و آمنہ تھیں، انکی والدہ بنت نجمہ بن خویلد
بن امیہ بن المہر بن حیان بن غنم بن طیخ خزاعہ میں سے تھیں۔
عدی بن نضلہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے، سب کی روایت میں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور وہیں
حبشہ میں انکی وفات ہوئی وہ مہاجرین میں پہلے شخص ہی جن کی وفات ہوئی اور اسلام میں پہلے شخص ہیں جنکی میراث لی
گئی ان کے بیٹے نعمان بن عدی وارث ہوئے عمر بن الخطاب نے نعمان کو میسان کا عامل بنایا تھا۔ شعر بھی کہتے تھے۔
کلام یہ ہے:

الاهل انی الخنساء ان هليلها ميسان يسقى في زجاج و حنتم
آگاہ ہو کیا یہ خبر الخنساء کے پاس آئی کہ اس کے شوہر کو میسان میں شیشے اور سبز پیالوں میں پلایا جاتا ہے۔
اذا شنت خنتني دهاقين قربة ورقامة تجشو على كل منسم
جب میں چاہتا ہوں تو مجھے گاؤں کے دہقان کا گانا سناتے ہیں۔ اور ہر موقع پر ناچنے والی بچو کے بل کھڑی
ہوتی ہے۔

فان كنت قد ماني فبالا كبر اسقني ولا تسقني بالا صفر المتسلم
اگر تو میرا ساقی تو بڑے پیالے میں مجھے پلا۔ اور مجھے کنارہ ٹوٹے ہوئے چھوٹے پیالے میں نہ پلا۔
لعل امير المؤمنين ليسوه تناد مناقي الجو سوق المتهدم

شاید امیر المومنین کو ناگوار ہو تھوڑے تھوڑے کرنے والے محل میں ہمارا باہم (شراب خواری کے لئے) ہم نشین ہوتا۔

خالد بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو یہ اشعار پڑھتے سنا۔ عمر بن الخطاب کو ان کا یہ کلام معلوم ہوا تو فرمایا ہاں واللہ مجھے ناگوار ہے جو شخص ان سے ملے خبر کر دے کہ میں نے انہیں معزول کر دیا ہے۔

قوم کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور معزولی کی خبر دی تو وہ عمر کے پاس آئے اور کہا کہ واللہ میں نے جو کچھ (اپنے اشعار میں کہا) اس میں سے کچھ نہیں کیا، میں ایک شاعر ہوں ایک مضمون میں کچھ خوبی پائی تو شعر کہہ دیا عمر نے کہا واللہ جب تک میں زندہ ہوں تم میرے کسی عمل کے عامل نہیں ہو گے، تم نے جو کہہ دیا وہ کہہ دیا

عروہ بن ابی اثاثہ..... ابن عبد العزیز بن حرمات بن عوف عبید بن عوٹج بن عدی ابن کعب، مغمہ بن عمر کی روایت میں بھی عروہ بن ابی اثاثہ ہے انکی والدہ تابغہ بنت خزیمہ تھیں جو غزوہ میں سے تھیں ان کے اخیانی بھائی عروہ بن العاص بن وائل السہمی تھے۔

عروہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے، روایت محمد بن عقبہ و ابی معشر و محمد بن عمر، انھوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر مہاجرین حبشہ کے ساتھ نہیں کیا۔

مسعود بن سوید..... انکی والدہ عاتکہ بنت عبد اللہ بن نھلہ بن عوف تھیں، قدیم الاسلام تھے موتہ میں جمادی الاول ۸ھ میں شہید ہوئے۔

عبد اللہ بن سراقہ..... ابن المعتمر بن انس بن اذات بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی، انکی والدہ بنت عبد اللہ بن عمیر ابن اسیب بن حذافہ بن جمع تھیں۔ عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن سراقہ اپنے بھائی عمر کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دونوں رفاعہ بن عبد الممنہ کے پاس اترے۔

صرف محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبد اللہ بن سراقہ اپنے بھائی عمرو بن سراقہ کے ہمراہ بدر میں موجود تھے موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر محمد بن عمرو عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ عبد اللہ بن سراقہ بدر میں حاضر نہ تھے البتہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کام میں رہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبد اللہ بن سراقہ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبد اللہ بن عمر بن الخطاب..... ابن فضیل بن عبد العزیز بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح ابن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر انکی والدہ زینب بنت مطعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمع بن عمرو بن مصیص تھیں۔ اپنے والد عمر بن الخطاب کے ساتھ مسلمان ہوئے اس زمانے میں بالغ نہ تھے والد کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی، کیفیت ابو عبد الرحمن تھی۔

عبداللہ بن عمرؓ کے بارہ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔

ابوبکر، ابو عبیدہ، واقد، عبداللہ، عمر حفصہ و سودہ، ان سب کی والدہ صفیہ بنت ابی عبیدہ بن مسعود بن عمرو بن عکیر بن عوف بن عقدہ ابن غیرہ بن عوف بن کسی تھیں کسی ثقیف تھے۔

عبدالرحمن، انھیں سے انکی کنیت تھی، والدہ ام علقمہ بن ناقش بن وہب بن ثعلبہ بن وائدہ بن عمرہ بن شیبان ابن محارب بن فہر تھیں۔

سالم، عبید اللہ، حمزہ، انکی والدہ ام ولد تھیں۔

ابوسلمہ و قلابہ ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ زید بن عبداللہ کی والدہ سہلہ بنت مالک بن الشحاح تھیں، بنی جشم بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلبہ میں سے تھیں۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یوم بدر میں جب میں تیرہ برس کا تھا رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ غزوہ احد میں جب میں چودہ برس کا تھا آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ غزوہ خندق میں پندرہ برس کا تھا آپ نے قبول کر لیا۔ یزید بن ہارون نے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ وہ خندق میں سولہ برس کے ہوں گے اس لئے کہ احد و خندق کے درمیان بدر صغریٰ ہوا تھا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یوم احد میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو میں چودہ برس کا تھا آپ نے مجھے اجازت نہیں دی۔ جب یوم خندق ہوا تو مجھے پیش کیا گیا اس وقت میں پندرہ برس کا تھا آپ نے مجھے اجازت دیدی۔

نافع نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا جو اس زمانے میں خلیفہ تھے، میں نے ان سے یہ حدیث بیان کی تو انھوں نے کہا صغیر و کبیر کے درمیان یہی حد ہے عمال کو فرمان لکھا کہ پندرہ برس والے کا عطاء مقرر کریں اور اس عمر سے کم والے کو عیال میں شامل کریں۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یوم احد میں مجھے نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو میں چودہ برس کا تھا آپ نے مجھے اجازت نہیں دی یوم خندق میں آپ کے سامنے پیش ہوا تو پندرہ برس کا تھا۔ آپ نے مجھے اجازت دیدی۔

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمرؓ سے کہا کہ کون لوگ ہوں انھوں نے کہا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ تم لوگ سبط ہو، تم لوگ وسط ہو، انھوں نے کہا، سبحان اللہ سبط تو صرف بنی اسرائیل کے اوسط ہیں اور جو کوئی اس کے سوا کچھ کہے تو وہ جھوٹا اور گنہگار ہے۔

عاصم ال حولی نے کسی بیان کرنے والے سے روایت کی کہ جب کوئی عمر کو دیکھتا تھا تو ان میں اتباع نبی ﷺ کے آثار پاتا تھا۔

ابی جعفر محمد بن علی مروی ہے کہ کوئی شخص عبداللہ بن عمرؓ سے زیادہ احتیاط کرنے والا نہ تھا کہ جب نبی ﷺ سے کچھ سنتے تو نہ اس میں زیادہ کرتے نہ اس میں کم کرتے نہ یہ کرتے نہ وہ کرتے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمرؓ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ جب اس شخص نے پشت پھیری تو خود بخود کہا کہ ابن عمرؓ سے وہ بات پوچھی گئی جس کا انھیں علم نہ تھا انھوں

نے کہہ دیا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ ابراہیم سے مروی ہے کہ عبد اللہ نے کہا کہ قریش کے نوجوانوں میں دنیا میں سب سے زیادہ اپنے نفس پر قابو رکھنے والے ابن عمر تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ میں اپنے اصحاب سے کسی امر پر اس طرح ملا کہ اس خوف سے انکی حلیفت کرتے ڈرتا تھا کہ ان کے ساتھ شامل نہ ہوں گے۔

محمد مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ تو جب تک عبد اللہ بن عمر کو زندہ رکھے اس طرح زندہ رکھ کہ میں انکی پیروی کرتا رہوں کیونکہ میں امراؤں پر ان سے زیادہ عالم کی کوئی نہیں جانتا۔ محمد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کو فتنے نے نہ پایا ہو البتہ اگر میں چاہوں تو یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ سوائے ابن عمر کے۔

الشعمی سے مروی ہے کہ میں ایک سال تک ابن عمر کے ساتھ رہا مگر انھیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بیان کرتے نہیں سنا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ اے لوگوں مجھ سے دور رہو، میں ایک، ایسے حضرات کے ساتھ تھا جو مجھ سے زیادہ علم والے تھے اگر میں یہ جانتا کہ تم لوگوں میں اتنا زندہ رہوں گا کہ تم لوگ مجھ سے طلب کرو گے تو تمہارے لئے سیکھ لیتا۔ عائشہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے منزل میں آپ کے آثار کا کوئی شخص ایسا اتباع نہیں کرتا تھا جیسا کہ ابن عمر کرتے تھے۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ اولاد عمر میں سب سے زیادہ عمر کے مشابہ عبد اللہ تھے اور اولاد عبد اللہ میں سب سے زیادہ عبد اللہ کے مشابہ سالم تھے۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ ابن عمر نے ان سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کسی سرے میں تھا لوگوں نے تردد کیا میں بھی تردد کرنے والوں میں تھا۔ تشویش اس بات پر تھی کہ ہم لوگ لشکر سے بھاگے اور غضب کے مستحق ہوئے ہذا اب کیا کرنا چاہئے آخر قرار پایا کہ ہم مدینے میں داخل ہوں گے وہیں رات کو رہیں گے اور اس طرح جائیں گے کہ کوئی ہمیں نہ دیکھے گا ہم داخل تو سوچا کہ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کریں گے اگر ہمارے لئے توبہ ہوگی تو ٹھہر جائیں گے اور اس کے سوا ہوگا تو چلے جائیں گے۔

ہم لوگ نماز فجر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بیٹھ گئے آنحضرت برآمد ہوئے تو اٹھ کر آپ کی طرف گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم دھوکہ دینے والے ہیں فرمایا نہیں بلکہ تم لوگ دوبارہ حملہ کرنے والے ہو ہم لوگ نزدیک اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو فرمایا تم لوگ مسلمانوں کی جماعت ہو ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دھاری دار حملہ جوڑا پہنایا اور اسامہ کو دو مصری چادریں اور فرمایا کہ جتنے حصہ کو لینے کی وجہ سے زمین چھوئے گی وہ دوزخ میں ہوگا ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی جانب ایک سریہ بھیجا جس میں ابن عمر بھی تھے اور ان کے حصے بارہ اونٹوں کو پہنچ گئے اور اس کے بعد انھیں اس حصہ سے زیادہ ایک ایک اونٹ دیا گیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تغیر نہیں کیا موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمر پر رحمت کرے (راوی نے یا تو ان کا نام لیا یا کنیت بیان کی) واللہ میں انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر قائم سمجھتا تھا جو آپ نے کی تھی آپ کے بعد نہ وہ فتنے میں مبتلا ہوئے اور نہ ان میں تغیر ہوا واللہ انھیں قریش اپنے پہلے فتنوں میں بھی دھوکہ نہ دے سکے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ اپنے والد کے قتل میں انھیں عیب لگائیں گے۔

یزید بن مویب سے مروی ہے کہ عثمان نے عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو

(یعنی قاضی بنو) انھوں نے کہا نہ تو میں دو کے درمیان فیصلہ کروں گا اور نہ دو کی امامت کروں گا۔ عثمانؓ نے کہا کہ کیا تم مجھے قاضی بناتے ہو، انھوں نے کہا نہیں، مجھے معلوم ہوا ہے قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اپنے جہل سے فیصلہ کرے تو وہ دوزخ میں ہے، دوسرے وہ جسے خواہش نفسانی گھیرے اور اسے جھکا لے وہ بھی دوزخ میں ہے۔ تیسرے وہ شخص جو اجتہاد کرے اور ضوابط کو پہنچے وہ برابر برابر ہے۔ اسے ثواب ہے گناہ ہے۔

عثمانؓ نے کہا کہ تمھارے والد بھی تو فیصلے کیا کرتے تھے۔ جواب دیا کہ بے شک میرے والد فیصلہ کرتے تھے لیکن جب انھیں کسی چیز میں دشواری ہوتی تھی تو نبی ﷺ سے پوچھتے تھے اور جب نبی ﷺ کو دشواری ہوتی تھی تو جبریلؑ سے پوچھتے تھے۔ میں کوئی ایسا شخص نہیں پاتا جس سے پوچھ لوں، کیا آپؐ نے نبی ﷺ کو فرماتے نہیں سنا کہ جس نے اللہ سے پناہ مانگی اس نے جائے پناہ سے پناہ مانگی عثمانؓ نے کہا بے شک۔ پھر انھوں نے کہا کہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھے عامل بنائیں، عثمانؓ نے انکو معاف کر دیا اور کہا کہ اس کو کسی سے بیان نہ کرنا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خواب دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ایک ٹکڑا کھواب کا ہے، اور کنت کے جس مقام کا ارادہ کرتا ہوں وہ مجھے اس طرف اڑا لے جاتا ہے میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے جو مجھے دوزخ میں لے جانا چاہتے ہیں ان دونوں سے ایک فرشتہ ملا اور مجھ سے کہا کہ مت گھبراؤ پھر ان دونوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

حفصہؓ نے نبی ﷺ سے میرا خواب بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبد اللہ کیسے اچھے آدمی ہیں۔ کاش وہ رات کی نماز تہجد پڑھتے، عبد اللہ رات کی نماز (تہجد) پڑھا کرتے تھے۔ اور بہت پڑھتے تھے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ دن بلند ہوئے تک رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں بیٹھے رہتے تھے اور نماز نہیں پڑھتے تھے، پھر بازار جا کے اپنی حوائج پوری کرتے تھے گھر والوں کے پاس آتے ابتدا مسجد سے کرتے پھر دو رکعت نماز پڑھتے اور اپنے گھر میں جاتے تھے۔

مجاہدؓ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ جب جوان تھے لوگ ان کی اقتدا ترک کئے رہے جب بوڑھے ہو گئے تو ان لوگوں نے انکی اقتدا کی۔

مالک بن انسؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے امیر المومنین ابو جعفرؓ نے پوچھا کہ تم لوگوں نے تمام اقوال میں سے ابن عمرؓ کے قول کو کیوں اختیار کر لیا ہے؟ میں نے کہا یا امیر المومنین وہ زندہ رہے اور لوگوں کے نزدیک انھیں علم و فضل حاصل تھا، ہم نے اپنے پیش روؤں کو دیکھا کہ انھوں نے ان سے حاصل کیا تو ہم نے بھی ان سے حاصل کیا۔ انھوں نے کہا کہ پھر انھیں کا قول اختیار کرو اگر چہ وہ غلط اور عباسؓ کے مخالف ہو۔

سالمؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کو کسی معاملے میں وصیت کرنا ہو تو اسے یہ حق نہیں ہے کہ تین رات تک اس طرح سوئے کہ اس کے پاس اس کی وصیت نکھی ہوئی نہ ہو ابن عمرؓ نے کہا کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تو میں کسی رات کو اس طرح نہ سویا کہ میری وصیت میرے پاس نہ ہو۔

تافعؓ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ کے پاس اسیس ہزار درم لائے گئے اور وہ اپنی مجلس سے نہ اٹھے یا وقتیکہ انھوں نے بانٹنے دیئے اور اس پر اضافہ نہ کر لا وہ برابر دیتے رہے یہاں تک کہ جوان کے پاس ختم ہو گیا۔ اتنے

بعض لوگ آئے جنہیں وہ دیا کرتے تھے انہوں نے ان لوگوں سے قرض لیا جن کو دیا تھا اور ان آئے والو کو دیا۔
گمبون نے کہا انہیں کہنے والے بخیل کہتے تھے مگر یہ جھوٹ ہے، واللہ وہ اس چیز میں بخیل نہ تھے جس میں ان کا نفع ہو
ابی ریحان سے مروی ہے کہ جو شخص ابن عمر کے ہم سفر ہوتا تھا وہ اس سے رفقہ نہ رکھتا (اپنے لئے) اذان
کہنے اور قوم کے لئے (خود) قوبانی خریدنے کی شرط کر لیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے اور قریب حضر میں روزہ ترک بھی نہیں کرتے
تھے سوائے اس کے کہ بیمار ہوں یا اس زمانے میں کہ (کوئی مہمان ان کے پاس) آئے کیونکہ وہ نخی آدمی تھے چاہتے
تھے کہ ان کے پاس کھانا کھایا جائے۔ کہا کرتے تھے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا اور اللہ کی رخصت کو اختیار کرنا مجھے روزہ
رکھنے سے زیادہ پسند ہے۔

خالد بن الحذاء سے مروی ہے کہ جو شخص ابن عمر کے ہم سفر ہوتا تھا وہ اس سے یہ شرط کر لیتے تھے تم ہمارے
ساتھ نجاست خوار اونٹ کونہ لوگے نہ ہم سے اذان میں جھگڑا کرو گے اور نہ بغیر ہماری اجازت کے روزہ رکھو گے۔
نافع سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمر سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے ان کے ساتھ بنی لیث کے ایک شخص تھے
جو روزہ رکھتے تھے عبد اللہ انہیں منع نہ کرتے تھے بلکہ حکم دیتے تھے کہ اپنی سحری کا خیال رکھیں۔

ابی جعفر القاری سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے ساتھ سے مدینہ گیا ان کا ثرید (شور باروٹی) کا ایک بڑا
پیالہ تھا جس پر ان کے بیٹے، ان کے ساتھی اور ہر وہ شخص جو آئے جمع ہو جاتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگ کھڑے ہو کر
کھاتے تھے ہمراہ ایک اونٹ تھا جس پر دو توشہ دان نبید (عرق خرما) اور پانی بھرے ہوئے، تھے ہر شخص کے لئے اسی
نبید میں (گھلے ہوئے) ستوکا ایک پیالہ ہوتا تھا یہاں تک کہ ہر شخص خوب شرم سیر ہو جاتا تھا۔

معن سے مروی ہے کہ ابن عمر جب کھانا تیار کرتے تھے اور ان کے پاس کوئی ذی حیثیت آدمی کدڑا تھا تو
اسے نہیں بلاتے تھے ان کے بیٹے یا بھتیجے اسے بلاتے تھے اور کوئی غریب آدمی کدڑا تھا تو وہ اسے بلاتے تھے اور وہ
لوگ اسے نہیں بلاتے تھے، ابن عمر کہتے تھے کہ تم لوگ اسے بلاتے ہو جو اس کی خواہش نہیں کرتا اور اسے پھوڑ دیتے ہو
جو اسکی خواہش کرتا ہے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنے زاد راہ کو خوش ذائقہ کرنا پسند کرتے تھے۔
یحییٰ بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ کیا ابن عمر کو باریک غلہ ملتا تھا انہوں نے کہا کہ ابن
عمر مرغیاں اور چوزے اور حلواء کھاتے تھے جو پتھر کی ہانڈی میں ہوتا تھا۔ زید بن اسلم سے مروی ہے کہ فتنے کے
زمانے میں کوئی امیر ایسا نہ تھا جو ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھتا... اور اپنے مال کی زکوٰۃ انہیں نہ دیتا۔

سیف المازنی سے مروی ہے کہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ میں فتنے میں قتال نہیں کروں گا اور جو غالب ہوگا
اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر مکہ میں حجاج کے ساتھ نماز پڑھتے تھے جب نماز میں دیر کرتے تھے تو اس کے
ساتھ آنا چھوڑ دیتے تھے اور وہاں سے روانہ ہو جاتے تھے۔

حفص بن عاصم سے مروی ہے کہ ابن عمر سے ان لوگوں کی ایک آزاد کردہ باندی کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے
کہا کہ اللہ اس پر رحمت کرے وہ ہم لوگوں کو یہ کھانا کھلایا کرتی تھی۔

اند بن سیر بن سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس ایک ہتھیلی لایا تو انھوں نے پوچھا یہ کیا ہے، اس نے کہا، یہ وہ چیز ہے کہ جب آپ کھائیں گے اور اس سے آپ بے چینی ہو تو اس میں سے کچھ کھالیں، کھانا ہضم ہو جائیگا، ابن عمر نے کہا کہ میں نے چار مہینے سے کھانے سے اپنا پیٹ نہیں بھرا۔

نافع سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس جوارش لایا۔ پوچھا یہ کیا ہے، اس نے کہا یہ کھال ہضم کرتی ہے، انھوں نے کہا ایک مہینہ ہوتا ہے میں نے کھانے سے پیٹ نہیں بھرا۔ میں اسے کیا کرونگا۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر کو مال بھیجا جاتا تھا تو وہ اسے قبول کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ نہ میں کسی سے کچھ مانگتا ہوں اور نہ اسے واپس کرتا ہوں جو اللہ نے عطا کیا۔

نافع سے مروی ہے کہ مختار ابن عمر کو مال بھیجتے تھے تو وہ اسے قبول کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نہ کسی سے کچھ مانگتا ہوں اور نہ اسے واپس کرتا ہوں جو اللہ نے مجھے دیا۔

تھعاع بن حکیم سے مروی ہے کہ عبدالعزیز بن ہارون نے ابن عمر کو لکھا کہ اپنی حاجت مجھے لکھ بھیجئے، عبداللہ نے لکھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم اپنے عیال سے (حاجت ردائی) شروع کرو۔ بلند ہاتھ پست ہاتھ سے بہتر ہے میں بلند ہاتھ سوائے عطا کرنے والے (ہاتھ) کے اور پست ہاتھ سوائے مانگنے والے (ہاتھ) کے اور کچھ نہیں سمجھتا میں تمہارا سائل نہیں ہوں اور نہ اس چیز کا پھیرنے والا ہوں جو تمہارے ذریعے سے اللہ مجھے بھیجے گا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان سے پوچھا گیا کہ عبداللہ بن عمر کو لوگوں کی حکومت کا والی بنایا جائے تو تم کیسا سمجھتے ہو، اسلم نے کہا کہ اندر یا باہر مسجد کے دروازے کا کوئی شخص قصد کرنے والا ایسا..... نہیں ہے جو عبداللہ کے والد کے عمل کا ان سے زیادہ قصد کرنے والا ہو۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اگر تمام امت محمد (ﷺ) سوائے دو آدمیوں کے مجھ پر (امر خلافت میں) متفق ہو جائے تو میں ان دو سے بھی قتال نہ کرونگا۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر نے ایک شخص سے کہا کہ اگر ہم لوگوں نے قتال کیا تو دین اللہ کے لئے ہو گیا اور فتنہ نہ رہا۔ تم لوگوں نے قتال کیا تو دین غیر اللہ کے لئے ہو گیا اور فتنہ شروع ہو گیا۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن عفان شہید کر دیئے گئے تو لوگوں نے عبداللہ بن عمر سے کہا کہ آپ لوگوں کے سردار ہیں اور سردار کے بننے ہیں، آپ آمادہ ہوں تو ہم لوگوں سے بیعت لیں، انھوں نے کہا کہ واللہ اگر مجھ سے ہو سکے گا تو میری وجہ سے ایک قطرہ خون کا بھی نہ بہایا جائے گا لوگوں نے کہا کہ آپ ضرور ضرور ٹکنا ہو گا ورنہ ہم آپ کو بستر پر قتل کر دیں گے انھوں نے قول اول ہی کی طرح جواب دیا حسنؓ نے کہا کہ ان لوگوں نے طمع دلائی اور خوف بھی دلا یا۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ سے مل گئے۔

خالد بن سمیر سے مروی ہے کہ ابن عمر سے کہا گیا کہ اگر آپ لوگوں کی حکومت قائم کریں تو سب آپ سے راضی ہوں گے، جواب دیا کہ کیا تم لوگوں نے عنور کیا کہ اگر مشرق میں کوئی شخص مخالفت کرے (تو کیا ہو گا) لوگوں نے کہا کہ جو شخص مخالفت کرے گا وہ قتل کیا جائے گا۔ امت کی خیر خواہی میں کسی کا قتل (گناہ) نہیں ہے، ابن عمر نے کہا واللہ اگر امت محمد ﷺ تیرے کا دست لے اور اسکی انی سے کسی مسلمان کو قتل کہ ساری دنیا میرے لئے ہو جائے تو یہ مجھے پسند نہیں۔

ابو العالیہ البراء سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے پیچھے چل رہا تھا لیکن انھیں معلوم نہ تھا وہ کہہ رہے تھے کہ ایک دو سے کو قتل کر کے تلواریں اپنے کندھوں پر کئے والے کہتے ہیں کہ اے عبداللہ بن عمر اپنا ہاتھ (بیعت کے لئے) دیجئے۔

قطن سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس آیا اور کہا کہ امت محمدیہ کے لئے تم سے زیادہ شر کوئی نہیں ہے۔ پوچھا کیوں، واللہ نہ میں نے ان کا خون بہایا ہے نہ انکی جماعت کو متفرق کیا اور نہ میں نے ان کے عصا کو توڑا۔ اس نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو تو تمہارے بارے میں (خلافت کے متعلق) دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے۔ انھوں نے کہا کہ مجھے پسند نہیں کہ خلافت میرے پاس اس طرح آئے کہ ایک شخص ”نہیں“ کہے اور دوسرا ”ہاں“۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ بغیر تیل اور خوشبو لگائے جمعہ (کی نماز) کو نہیں جاتے تھے سوائے اس کے وہ تیل کی خوشبو حرام ہو۔

ابن عمر سے مروی ہے وہ عید کے روز خوشبو لگاتے تھے ربیعہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر عطا میں تین ہزار سالانہ پانے والوں میں تھے بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ کوئی شخص سلام میں ابن عمر پر سبقت نہیں کر سکتا تھا ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ اپنے غلاموں سے کہا کرتے تھے کہ جب تم لوگ مجھے خط لکھا کرو تو اپنے نام سے شروع کیا کرو اور وہ بھی جب لکھتے تھے تو اپنے پہلے کسی نام سے شروع نہیں کرتے تھے کیونکہ یہی سنت ہے

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر خیبر میں اپنے غلاموں کو لکھ کر حکم دیتے تھے کہ وہ لوگ جب ان کو خط لکھیں تو اپنے نام سے شروع کریں یمن بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عمر نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا اور اپنے نام سے شروع کیا انہوں نے لکھا کہ، اما بعد، فاللہ لا الہ الا ہو لیجمعنکم امی یوم القیامت لاریب فیہ امی آخر لا ینہ (اللہ کہ جس سوا کوئی نہیں ضرور ضرور قیامت میں تم لوگوں کو جمع کرے گا اس میں کوئی شک نہیں) مجھے معلوم ہے کہ مسلمان تمہاری تمہا بیعت پر متفق ہو گئے ہیں۔

میں بھی اس میں داخل ہوں جس میں مسلمان داخل ہوئے۔ والسام حبیب بن ابی مرزوق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عبدالملک بن مروان جو اس زمانے میں خلیفہ تھے لکھا کہ عبداللہ بن عمر کی جانب سے عبدالملک بن مروان کو تو کسی شخص نہیں جو عبدالملک کے پاس تھا کہا کہ آپ کے نام سے پہلے انھوں نے اپنے نام سے (خط) شروع کیا۔ عبدالملک نے کہا کہ ابو عبد الرحمن (یعنی عبداللہ بن عمر) کی طرف سے یہ بھی بہت ہے۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر جب اپنے والد کو خط لکھتے تھے تو لکھتے تھے کہ عبداللہ بن عمر کی جانب سے عمر بن الخطاب کو۔ نافع سے مروی ہے کہ میں گھر میں ابن عمر کے ب (چونہ) لگاتا تھا۔ ان کے بدن پر تہبند ہوتی تھی۔ جب میں فارغ ہو جاتا تو باہر آ جاتا۔ کپڑے نیچے وہ خود لگاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کبھی چونہ نہیں لگایا سوائے ایک مرتبہ کے انھوں نے مجھے اور اپنے مولیٰ کو حکم دیا تو ہم دونوں ان کے لگایا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر حمام میں نہیں جاتے تھے بلکہ اپنے گھر کو ٹھہری میں چونہ لگاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ حمام والا ابن عمر کے (چونہ) لگاتا تھا۔ جب وہ بیڑ و تک پہنچتا تو وہ اسے اپنے ہاتھ

سے خود لگاتے تھے۔

بکر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے ساتھ حمام کو گیا انھوں نے کوئی چیز باندھ لی اور میں نے بھی باندھ لی۔ میں اندر گیا وہ بھی میرے پیچھے پیچھے اندر گئے، دوسرا دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا۔ وہ بھی میرے پیچھے اندر داخل ہوئے جب میں نے تیسرا دروازہ کھولا تو انھوں نے چند آدمیوں کو برہنہ دیکھا فوراً اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیا اور کہا کہ سبحان اللہ، اسلام میں یہ امر عظیم اور سخت قبیح ہے، واپس ہوئے اپنے کپڑے پہنے اور چلے گئے۔

لوگوں نے حمام کے مالک سے کہا تو اس نے لوگوں کو نکال دیا۔ حمام کو دھویا، انھیں بلا بھیجا اور کہا کہ اے ابو عبد الرحمن حمام میں کوئی نہیں ہے۔ وہ آئے میں بھی ساتھ تھا میں اندر گیا وہ بھی میرے پیچھے پیچھے داخل ہوئے۔ میں دوسری کوٹھری میں داخل ہوا، وہ بھی میرے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوئے پھر میں تیسری کوٹھر میں داخل ہوا تو وہ بھی اس میں داخل ہوئے۔ جب انھوں نے پانی کو چھوا تو اسے سخت گرم پایا۔ کہا کہ وہ گھر سب سے برا ہے جس سے حیا چھین لی جائے اور سب سے اچھا وہ گھر ہے کہ جو یاد کرنا چاہے تو اسے یاد کرے۔ ابی کثیر دینار سے مروی ہے کہ ابن عمر بیمار ہوئے تو ان سے حمام کی تعریف کی گئی وہ اس میں تہبند کے ساتھ داخل ہوئے اتفاق سے انھوں نے برہنہ لوگوں کو دیکھا تو منہ پھیر لیا اور کہا کہ مجھے باہر لے چلو۔

سکین بن عبد العزی العبدی سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ میں عبد اللہ بن عمر کے پاس گیا تو ایک لہندی ان کے بال مونڈ رہی تھی انھوں نے کہا کہ چونکہ کھال کو نرم کرتا ہے۔

زید بن عبد اللہ الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ جب نماز کو جاتے تھے تو اتنا آہستہ چلتے تھے کہ اگر چیونٹی ان کے ساتھ چلتی تو میں کہتا ہوں وہ اس سے آگے نہ بڑھتے۔ عبد الرحمن ب سعد سے مروی ہے کہ ابن عمر کے پاس تھا ان کا پاؤں سن ہو گیا تو میں نے کہا اے ابو عبد الرحمن آپ کے پاؤں کو کیا ہوا۔ انھوں نے کہا کہ اس مقام سے اس کے پٹھے جمع ہیں، میں کہا کہ آپ کو جو سب سے زیادہ محبوب ہوا سے پکار لے۔ انھوں نے کہا یا محمد پھر اسے کھول دیا۔

ابو شعیب الاسدی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو منیٰ میں دیکھا تو کہا۔ سر منڈا چکے تھے اور حجام ان کی باہیں منڈ رہا تھا، لوہوں انی طرف متوجہ دیکھا تو کہا۔ سیکھو یہ سنتیں ہے میں اس آدمی ہوں جو حمام میں نہیں جاتا ایک شخص نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن آپ حمام میں جانے سے کون روکتا ہے، کہا کہ یہ مجھے ناپسند ہے کہا کہ میرا ستر دیکھا جائے اس نے کہا کہ اس امر سے تو آپ کو صرف س ایک تہبند کافی ہے انھوں نے کہا کہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں کسی اور کا ستر دیکھوں۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ انھوں نے اپنا سر منڈایا اور خلوق (جو زعفران وغیرہ مرکب ایک خشبوں ہے) لگایا۔

یوسف بن مایک سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ مردہ پر اپنا سر منڈایا اور حجام سے کہا کہ میرے بال بہت ہے جو مجھے بہت تکلیف دیتے ہیں میں چونا نہیں لگاتا ہوں اسے منڈو گے اس نے کہا جی ہاں وہ کھڑا ہو کے ان کا سینہ مونڈنے لگا لوگ گردن اٹھا کے ان کی طرف دیکھنے لگے تو انھوں نے کہا اے لوگوں یہ سنت نہیں ہے، میرے بال مجھے تکلیف دیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنے کسی لڑکے کو گاتے سنتے تھے تو مارتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ ابن عمر نے اپنے بعض لڑکوں کے پاس اربع عشر کا کھیل پایا تو اس کے مہرے لے کے ان کے سر پر مارے۔

ابو الحجاج سے مروی ہے کہ ابن عمر نے متی اپنا سر منڈایا حجام کو حکوم دیا تو اس نے ان کی گردن موٹ دی، لوگ جمع ہو کر دیکھنے لگے، انھوں نے کہا اے لوگو یہ سنت نہیں ہے میں نے حمام کو ترک کر دیا ہے کیونکہ وہ خوش عیسیٰ ہے۔

والدہ عیسیٰ بن ابی عیسیٰ سے مروی ہے کہ ابن عمر نے مجھ سے پانی مانگا تو میں ان کے پاس شیشے میں لائی انھوں نے پینے سے انکار کیا پھر لکڑی کے پیالے میں لائی تو پی لیا۔ وضو کا پانی مانگا تو ان کے پاس تور (ایک چھوٹا سا برتن) اور طشت لائی مگر انھوں نے وضو کرنے سے انکار کیا۔ پھر چھوٹی سی مشک لائی تو وضو کیا۔

ایک شیخ سے مروی ہے کہ ابن عمر کے پاس ایک شاعر آیا۔ انھوں نے دو رم دیئے لوگوں نے اعتراض کیا تو کہا کہ میں اس صرف اپنی آبرو کا فدیہ دیتا ہوں۔

سعید المقبریٰ سے مروی ہے کہ میں بازار جاتا ہوں، کوئی حاجت نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ سلام کروں اور مجھے سلام کیا جائے۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنا پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ جب ابن عمر نے جنگ نہادند کی تو انھیں مرض تنفس ہو گیا۔ لہسن کو ڈورے میں پروکے ہریرے میں ڈالا اور پکانے لگے جب لہسن کا مزہ آ گیا تو لہسن پھینک دیا اور اسے پی گئے۔

نافع سے مروی ہے کہ جب کہ عبداللہ بن عمر سفر کرتے آتے تھے تو نبی ﷺ اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی قبر سے شروع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اسلام علیکم یا رسول اللہ، اسلام علیک یا ابو بکرؓ۔ اسلام علیک یا ابراہیمؑ۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر جب سفر سے آتے تھے تو مسجد سے شروع کرتے تھے پھر قبر پر آ کر سلام پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن عطا سے مروی ہے کہ ابن عمر بغیر سلام کئے ہوئے کسی پر نہیں گزرتے تھے ان کا ایک زنجی پر گزر ہوا سلام کیا تو اس نے جواب نہیں دیا۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن یہ زنجی طمطمانی ہے، پوچھا طمطمانی کیا لوگوں نے کہا کہ ابھی کشتی سے نکالا گیا ہے، کہا کہ میں اپنے گھر سے نکلتا ہوں تو صرف اس لئے کہ سلام کروں یا مجھے سلام کیا جائے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے یوم الدار (یعنی شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے دن) وہ مرتبہ روہ پہنی۔ ابی جعفر القاری سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے ہاتھ بیٹھا کرتا تھا۔ کوئی شخص انھیں سلام کرتا تھا تو وہ جواب دیتے تھے سلام علیکم۔

واسع بن حبان سے مروی ہے کہ ابن عمر جب نماز پڑھتے تھے تو اپنی ہر چیز کو قبلہ رخ رکھنا پسند کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنا انگوٹھا بھی قبلہ رخ رکھتے تھے۔

محمد بن یمن سے مروی ہے کہ فتنے کے زمانے میں عبدالعزیز بن مروان نے ابن عمر کو مال بھیجا تو انھوں نے اسے قبول کر لیا۔

عبدالرحمن السراج نے نافع کے پاس بیان کیا کہ حسن روانہ کنگھا کرنے کو ناپسند کرتے تھے، نافع ناراض ہوئے اور کہا کہ ابن عمروں سے دو مرتبہ تیل لگاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کسی کی وصیت کو رد نہیں کیا اور نہ سوائے مختار کے کسی کے ہدیے کو رد کیا۔
 عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی پھوپھی رملہ کو دوسو دینار کے ساتھ ابن عمر کے پاس بھیجا تو انھوں نے اسے قبول کر لیا اور پھوپھی کے لئے دعائے خیر کی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر کو بچھو سے جھاڑا گیا اور ان کے ایک بیٹے کو بھی جھاڑا گیا انھوں نے لقوے کی وجہ سے داغ لیا۔ اپنے ایک بیٹے کو بھی لقوے کی وجہ سے داغ دیا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر مکہ سے مدینہ تیج دن میں گئے یہ اس لئے کہ وہ صفیہ پر مستغیث تھے۔
 نافع سے مروی ہے کہ صفیہ نے ابن عمر کے پاس اسے لائیں کہ وہ کھائیں، انھوں نے مجھے بد بھیجا میں سو گیا تھا۔ مجھے بیدار کیا اور کہا کہ بیٹھو اور کھاؤ۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ میں نے تین دن کے راستے پر افطار کیا اگر میں کسی راستے میں پہنچتا تو اور بڑھتا۔

ابی غالب سے مروی ہے کہ ابن عمر جب مکہ آتے تھے تو عبداللہ بن خالد بن اسید کے خاندان میں اترتے تین دن انکی مہمانی میں رہتے پھر کسی بازار کو بھیجتے اور انکی ضروریات خریدی جاتی تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ عام طور پر ابن عمر کی نشت اس طرح ہوتی تھی۔

نافع نے اپنا داہنا پاؤں بائیں پر رکھا۔

یحییٰ بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں سے سعید بن المسیب سے یوم عرفہ کے رازے کو پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ابن عمر نہیں رکھتے تھے میں نے کہا کہ کیا ان کے سوا (کوئی رکھتا تھا) انھوں نے کہا کہ باعتبار تیج ہونے کے وہی تمہیں کافی ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر قریب قریب رات کا کھانا تنہا کھاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کہا میرا بچھلی کو دل چاہتا ہے لوگوں نے اسے بھون کر ان کے آگے رکھ دیا اور ایک مسئلہ یہ تو انھوں نے حکم دیا اور وہ اسے دے دی گئی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر ایک مرتبہ علیل ہو گئے تو ان کے لئے چھ درم میں چھ یا سات انگور خرید کے لئے گئے۔ ایک مسئلہ آیا تو انھوں نے اسے (دینے کا) حکم دیا لوگوں نے کہا کہ ہم اسے دیدیں گے۔ مگر انھوں نے انکار کیا بعد کو ہم نے یہ انگور اس مسئلہ سے خرید لئے۔

عبداللہ بن مسلم برادرزہری سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ انھوں نے راستے میں ایک کھجور پائی اسے لے کے کچھ حصہ دانت سے کترا، ایک مسئلہ کو دیکھا تو وہ اسے دیدی۔

سلم بن عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ان کے والد نے کہا کہ اسلام کے بعد مجھے اس سے زیادہ کسی بات کی خوشی نہ تھی کہ میرے قلب نے ان مختلف نفسانی خواہشوں سے کچھ نہ پیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر نے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنے

بیٹے کا نام سالم کیوں رکھا۔ میں نے کہا نہیں انھوں نے کہا سالم مولائے ابو حذیفہ کے نام پر۔ پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کا نام دانت کیوں رکھا میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ کے نام پر۔
سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر کی شان یہ تھی کہ اپنے کپڑوں کے متعلق حکم دیتے تھے تو ہر جمعے نو دھولی دی جاتی تھی۔ جب جمع یا عمر کے لئے مکہ کی روانگی کا وقت ہوتا تھا تو حکم دیتے تھے کہ ان کے کپڑوں کو دھولی نہ دیں۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ حجاج لوگوں کو خطبہ سناتا تھا حالانکہ ابن عمر مسجد میں ہوتے تھے اس نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور شام کر دی تو ابن عمر نے پکارا کہ اے شخص نماز کا وقت ہے بیٹھ جا۔ دوبارہ پکارا کہ بیٹھ جاؤ تیسری مرتبہ اسے پکارا کہ بیٹھ جاؤ، چوتھی مرتبہ لوگوں سے کہا ہے کہ کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر میں اٹھ کھڑا ہوں تو تم بھی اٹھ کھڑے ہو گے، لوگوں نے کہا جی ہاں، وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ نماز کا وقت ہے اے حجاج میں تجھ میں اسکی حاجت نہیں دیکھتا۔

حجاج منبر سے اتر ا۔ نماز پڑھی، پھر انھیں بلایا اور کہا کہ آپ نے جو کچھ کیا اس پر کس نے برا بیچھا کیا انھوں نے کہا کہ ہم صرف نماز کے لئے آتے ہیں نماز کا وقت ہو جائے تو اس وقت پر نماز پڑھا کر اس کے بعد جو بکواس چاہے کر۔

ابو عبد الملک مولائے ام مسکین عاصم بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ وہ برآمد ہوئے اور کہنے لگے، السلام علیکم، السلام علیکم ایک زنجی پر گزر رہے اور کہا اے حبشی السلام علیک، ایک آراستہ لڑکی دیکھی وہ ان کی طرف دیکھنے لگی تو کہا کہ بڑے بوزھے کی طرف کیا دیکھتی ہے جس کو لقمے نے مارا ہے اور جس سے دونوں اچھی چیزیں جا چکی ہیں۔

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے انکور کی خواہش کی، اپنے متعلقین سے کہا کہ میرے لئے انکور خریدو، لوگوں نے انکور کا ایک خوشہ خریدا اور افطار کے وقت لایا گیا ایک مسائل بھی دروازے پر پہنچ گیا انھوں نے کہا کہ اے لڑکی یہ خوشہ اس سائل کو دیدے، بیوی نے کہا کہ سبحان اللہ وہ چیز جس کی تم نے خواہش کی ہے ہم سائل کو دیدیں سائل کو وہ چیز دیتے ہیں۔ جو اس سے افضل ہے انھوں نے کہا کہ اے لڑکی یہ خوشہ اسے دیدے لڑکی نے وہ خوشہ سائل کو دیدیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ابن عمر نے ایک غلام کو اپنی والدہ پر وقف کیا بازار میں ایک دودھ دینے والی بکری دیکھی جو فردخت کی جا رہی تھی غلام سے کہا کہ میں اس بکری کو تمہارے حصہ سے خریدتا ہوں انھوں نے اسے خریدا لیا۔ دودھ سے افطار کرنا انھیں پسند تھا۔ افطار کے وقت اس بکری کا دودھ لایا گیا اور ان کے آگے رکھا گیا تو کہا کہ دودھ بکری کا ہے بکری غلام کے حصہ سے ہے اور غلام میری ماں پر وقف ہے اسے اٹھا لو مجھے اسکی حاجت نہیں۔

ساک بن حرب سے مروی ہے کہ ابن عمر کے پاس مٹی کا ایک برتن لایا گیا انھوں نے اس سے وضو کیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اپنے اوپر (کس کے زیریے سے) پانی ڈالنے کو ناپسند کرتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں نے جمعہ کے دن مدینہ میں ابن عمر کے لئے دو چادروں کو دھونی دی انھوں نے وہ چادریں اس روز استعمال کیں پھر حکم دیا تو دونوں اٹھا کر رکھ دی گئیں دوسرے دن مکہ روانہ ہوئے۔ جب مکہ میں

داخل ہونے کا ارادہ کیا تو چادروں کو منگایا ان میں خوشبو محسوس کی تو استعمال کرنے سے انکار کیا۔ دونوں چادروں کا جوڑا (حلہ برود) تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر احرام، دخول مکہ اور وقوف عرفہ کے لئے غسل کرتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ تم لوگ اپنا تہائی کا حصہ اختیار کرو۔

قزعہ سے مروی ہے کہ ابن عمر کو ہر وہی کپڑے بطور ہدیہ دیئے گئے تو انھوں نے واپس کر دیئے اور کہا کہ ہمیں ان کے استعمال سے صرف تکبر کا خوف مانع ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے اپنی چھوٹی لڑکی کو پیار کیا، پھر کلی کی۔

نافع سے مروی ہے ابن عمر ایک ہی وضو سے سب نمازیں پڑھا کرتے تھے ابن عمر نے کہا کہ مجھے والد سے ایک تلوار میراث میں ملی ہے جسے وہ بدر میں لے گئے تھے ان کے نیام کی شام میں بہت سی چاندی ہے۔

ابی الوازع سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر سے کہا کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک اللہ آپ کو ان کے لئے باقی رکھے گا۔ وہ ناراض ہوئے اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم عراق ہوتے تھے کس نے بتایا کہ تمہاری ماں کا بیٹا ان پر اپنا دروازہ بند نہ کرے گا۔

زید زید بن اسلم سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے ابن عمر کے پاس بھیجا۔ میں نے انھیں بسم اللہ الرحمن الرحیم، اما بعد لکھتے دیکھا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عمر کے پاس کسی شخص نے لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم فلاں شخص کے لئے انھوں نے کہا کہ بس کرو اللہ کا نام اسی کے لئے ہے۔ یوسف بن ماکہ سے مروی ہے کہ ابن عمر کے ساتھ عبید بن عمیر کے پاس گیا۔ چنانچہ ساتھیوں سے باتیں کر رہے تھے میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ انکی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی۔ ”فکیف اذا جنتنا من کل امۃ بشہید“ (پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت کے گواہ کو لائیں گے) یہاں تک کہ انھوں نے آیت ختم کی، ابن عمر رونے لگے، اتنا روئے کہ داڑھی اور گریبان آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ عبداللہ نے کہا کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو ابن عمر کے پہلو میں تھا کہ میں نے ارادہ کیا کہ اٹھ عبید بن عمیر کے پاس جاؤں اور ان سے کہوں کہ اپنی بات روکو کیونکہ تم نے اس شیخ کو اذیت پہنچائی ہے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو عاص کے پاس دیکھا کہ اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے، دونوں ہاتھ شانوں کے برابر (اونچے) تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے آذریجان میں چھ مہینے قیام کیا وہاں انھیں برف نے روکا تھا۔ نماز میں قصر کرتے تھے۔

سالم (ابی المنذر) سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر کو سلام کیا تو انھوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ آپ کا ہم نشین ہے انھوں نے کہا کہ یہ کیا ہے تمہاری آنکھوں کے درمیان کیا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اور ابو بکرؓ ان کے بعد عمرؓ عثمانؓ کی صحبت پائی، تم نے اس جگہ یعنی اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کوئی شے دیکھی تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر جب کا عمرہ ترک نہیں کرتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے اپنے مکان کو اس طرح وقف کیا کہ وہ بیع نہ کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے اور انکی اولاد میں سے جو شخص اس میں رہے نہ اسے اس میں سے نکالا جائے اس کے بعد ابن عمر نے اس میں سکونت کی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر یہودیوں پر گزرے ان لوگوں کو سلام کیا۔۔۔ تو کہا گیا یہ لوگ تو یہودی ہیں انھوں نے ان لوگوں سے کہا کہ میرا سلما مجھے واپس کر دو۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر کے لئے جب کوئی شخص اپنی مجلس سے کھڑا ہوتا تھا تو وہ اس مجلس میں نہیں بیٹھتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر گلڑی اور خربوزہ ناپسند کرتے تھے وہ اس وجہ سے اسے نہیں کھاتے تھے کہ اس میں نجاست (پانس) ڈالی جاتی تھی۔

نافع مولا ابن عمر سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کسی چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنی انگلیوں کانوں پر رکھ لیں اور سواری کو راستے سے پھیر لیا۔ کہتے جاتے تھے کہ اسے نافع کیا تم سنتے ہو، میں..... کہتا تھا، جی ہاں وہ چلتے رہتے تھے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ نہیں تو انھوں نے اپنے ہاتھ کانوں سے ہٹائے راستے کی طرف پلٹ آئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اسی طرح کیا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ جب زید یمامہ میں شہید ہوئے تو عمر بن الخطاب نے ان کا مال ان کے وارثوں کو دے دیا۔ نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر زید سے قرض لیتے تھے اور اپنے لئے قرض مانگتے تھے اور جہاد میں اس سے ان لوگوں کے لئے تجارت کرتے تھے۔

معاویہ بن ابی مزرہ سے مروی ہے کہ میں ہر شنبے کی صبح کو ابن عمر کو قباء کی طرف اس طرح پیادہ جاتے دیکھا کہ جوتے ان کے ہاتھ میں ہوتے تھے وہ عمر بن ثابت الغناری پر گزرتے تھے جو شاخ کننا میں سے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ اے عمرو ہمارے ساتھ چلو پھر دونوں پیادہ جاتے تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ سفر کرتا تھا۔ جس کام کی وہ طاقت رکھتے تھے خود کرتے، ہمارے سپرد نہ کرتے، میں نے انھیں دیکھا ہے کہ میری اونٹنی کو تھام لیتے کہ میں سوار ہو جاؤں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نزد (چوسر) اور اربع عشر (ایک کھیل جس میں چودہ مہرے ہوتے) کو توڑ ڈالتے تھے۔

الاذاعی سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ جب سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی آج تک نہ اسے توڑا، نہ بعد لا، نہ کسی فتنے والے سے بیعت کی اور نہ کسی مومن کو اسکی خواب گاہ سے جگایا۔

میمون سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ میں نے اپنا ہاتھ روکا اور شرمندہ نہیں ہوا۔ حق پر قتال کرنے والا افضل ہے۔

میمون سے مروی ہے کہ ابن عمر نے سورۃ البقرہ چار سال میں سیکھی۔

میمون سے مروی ہے کہ معاویہ نے عمرو بن العاص سے خفیہ تدبیر کی وہ چاہتے تھے کہ ابن عمر کو دل کا حال معلوم کریں کہ وہ قتال چاہتے ہیں یا نہیں انھوں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ آپ نکلیں اور ہم

لوگ آپ سے بیعت کریں آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور امیر المؤمنین کے فرزند ہیں، آپ ہی اس امر (خلافت) کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ پوچھا تم جو کچھ کہتے ہو سب لوگ اس پر متفق ہیں۔ معاویہؓ نے کہا جی ہاں سوائے ایک بہت ہی قلیل جماعت کے۔ ابن عمرؓ نے کہا سوائے ہجر کے تین کافروں کے اگر کوئی باقی نہ رہے جب بھی مجھے اسکی حاجت نہیں۔

معاویہؓ نے معلوم کر لیا کہ ابن عمرؓ قائل نہیں چاہتے، پوچھا، کیا آپ کی رائے ہے کہ آپ اس شخص سے بیعت کر لیں جس پر قریب قریب سب لوگ متفق ہو گئے اور وہ آپ کے لئے زمینوں اور اموال میں سے اتنا لکھ دے کہ اس کے بعد نہ آپ محتاج ہوں نہ آپ کی اولاد انھوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے میرے پاس سے نکل جاؤ، پھر میرے پاس نہ آنا۔ تم پر افسوس ہے۔ میر دین نہ تمھارا دینا رہے اور نہ تمھارا درم میں آرزو کرتا ہوں کہ دنیا سے اس طرح جاؤں کہ میرا ہاتھ سفید و صاف ہو جائے۔

میمون سے مروی ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ ابن عمرؓ (کھانے) کی دعوت پر (لوگوں کو) جمع کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ایک مرتبہ کے سوا انھوں نے نہیں کیا، اونٹنی تھک گئی، تو انھوں نے اسے ذبح کیا۔ مجھ سے کہا کہ اہل مدینہ پاس جمع کرو۔ میں نے کہا، اے سبحان اللہ۔ آپ کسی چیز پر لوگوں کو جمع کرتے ہیں حالانکہ آپ کے پاس ایک روٹی بھی نہیں ہے۔ کہا اے اللہ مغفرت کر، تم کہو کہ یہ شور با ہے اور یہ گوشت ہے پھر جو چاہے گا کھائے گا... اور جو چاہے گا چھوڑے گا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں ابن عمرؓ کے پاس گیا۔ ہر چیز کی قیمت کا اندازہ کیا جو ان کے گھر میں تھی۔ بستر یا لیف یا فرش اور ہر وہ چیز جو ان کے بدن پر تھی میں نے اسے سودرم کے برابر بھی نہ پایا۔ دوسری مرتبہ پھر ان کے پاس گیا تو میں نے اسے اتنا بھی نہ پایا کہ میرے اس طیلسان (لباس) کے برابر ہوتا۔ ابوالخلیج نے کہا کہ میمون کی جس وقت وفات ہوئی تو ان کا طیلسان ان کی میراث میں سودرم کو فروخت کیا گیا۔ طیلسان کردی لباس تھے کہ اسے تیس برس تک پہنچتے تھے پھر الٹ لیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ ہر شب اپنے گھر والوں کو ایک بڑے پیالے میں مدعو کرتے تھے۔ بسا اوقات وہ کسی مسکین کی آواز سنتے تھے تو اپنے حصہ کا گوشت روٹی اس کے پاس لے جاتے ان کے واپس آنے تک جو کچھ پیالے میں ہوتا تھا اس سے لوگ فارغ ہو جاتے تھے، پھر اگر تم اس میں کچھ پاتے تو وہ بھی، پھر اس حالت میں صبح کرتے تھے کہ روزہ دار ہوتے تھے۔

حبیب بن ابی مرزوق سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے مچھلی کی خواہش کی تو ان کے لئے ان کی بیوی کی صفیہ نے تلاش کی۔ مچھلی مل گئی تو اسے بہت اچھی طرح طیار کیا اور ان کے پاس بھیجی، ابن عمرؓ نے دروازے پر ایک مسکین کی آواز سنی تو کہا کہ یہ مچھلی اسے دید و صفیہ نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہوں کہ آپ اس میں سے کچھ بھی واپس کریں، انھوں نے کہا کہ یہ اس مسکین کو دے دو۔ صفیہ نے کہا کہ ہم لوگ اس مچھلی کے عوض اسے راضی کر لیں گے کہا کہ تم لوگ جانو ان لوگوں نے مسائل سے کہا کہ ابن عمرؓ کو اس مچھلی کو خواہش ہے۔ اس نے کہا کہ واللہ مجھے بھی اسکی خواہش ہے مسائل اسکی قیمت میں کمی بیشی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ انھوں نے ایک دینار دیا۔ صفیہ نے کہا کہ ہم لوگوں نے سائل کو راضی کر لیا۔

انھوں نے سائل سے کہا کہ کیا تمہیں لوگوں نے راضی کر لیا ہے اور تم راضی ہو گئے ہو اور قیمت لے لی ہے اس نے کہا جی ہاں، ارشاد ہوا، یہ پھلی اسی کو دے دو۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ ابن عمر اس شعر کو مثل کے طور پر پڑھا کرتے تھے۔

يحب الخمر من مال الندامى ويكره ان تفارقه الفلوس
(وہ اپنے ہم نشینوں کے خزانے سے شراب پینا چاہتا ہے۔ اسے یہ مکروہ گزرتا ہے کہ پیسے اس سے جدا ہو جائیں)

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عمر کی بیوی پر ابن عمر کے بارے میں عتاب کیا گیا کہ تم اس شیخ کے ساتھ مہربانی نہیں کرتیں۔ انھوں نے کہا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ جو کھانا تیار کیا جاتا ہے وہ کسی کو بلا لیتے ہیں۔ بیوی نے مساکین کی ایک جماعت کو بلا بھیجا جو ابن عمر کو مسجد سے نکلنے کے راستے پر بیٹھتے تھے۔ انھیں کھانا کھلا دیا اور کہا کہ ابن عمر کے راستے پر نہ بیٹھنا۔ ابن عمر اپنے گھر آئے اور کہا کہ فلاں اور فلاں کو بلاؤ، بیوی ان لوگوں کو کھانا بھیج چکی تھیں اور کہہ دیا تھا کہ اگر ابن عمر تمہیں بلائیں تو ان کے پاس نہ آنا۔ ابن عمر نے کہا کہ تم لوگوں نے یہ چاہا کہ میں رات کا کھانا نہ کھاؤں۔ انھوں نے اس رات کو کھانا نہیں کھایا۔

عطاء مولائے ابن سہاب سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دو ہزار درم قرض دیئے تھے انھوں نے دو ہزار درم بھیجے۔ میں نے وزن کیا تو دو سو زائد تھے۔ خیال ہوا کہ شاید ابن عمر مجھے آزما رہے ہیں۔ میں نے کہا اے عبدالرحمن وہ تو دو سو درم زائد ہیں۔ انھوں نے کہا وہ تمہارے لئے ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر کو اپنے مال میں جب کوئی چیز زیادہ پسند آئی تو اسے اپنے رب کے لئے قربانی کر دیتے تھے ایک شب میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ ہم لوگ حجاج تھے ابن عمر رات کو اپنے نفیس اونٹ پر روانہ ہوئے جو انھوں نے مال کے عوض لیا تھا جب انھیں اس کا رات کا چلنا پسند آیا اور اس کا بٹھا نا اچھا معلوم ہوا تو اس سے اترے اور کہا اے نافع تم اسکی نیل اور کبادہ اتار لو۔ جھول ڈال دو اور شعار کر دو (اشعار یہ ہے کہ اسے بار پہنا دیا جائے یا اس کے کوہان سے خون نکال دیا جائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ حرم کی قربانی کے لئے ہے) اور قربانی کے اونٹوں میں داخل کر دو۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر کی ایک جاریہ (لوٹھی) جب اس کے ساتھ ان کی پسندیدگی بہت بڑھ گئی تو اسے آزاد کر دیا اور اپنے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سے اس کا نکاح کر دیا۔ محمد بن یزید نے کہا کہ وہ نافع ہی تھے (جن سے انھوں نے اس کا نکاح کیا) اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ نافع نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ اس لڑکے کے لے کے پیار کرتے اور کہتے کہ فلاں عورت کی خوشبو کیسی اچھی ہے یعنی اس جاریہ کی جسے انھوں نے آزاد کیا تھا۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر اپنے غلاموں میں سے کسی کو دیکھتے تھے جو انھیں اچھا معلوم ہوتا تھا تو اسے آزاد کر دیتے تھے۔ غلاموں کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی تھی۔ میں نے ان کے غلام.... کو دیکھا کہ بسا اوقات بھاگتا ہوا گیا اور مسجد میں رہ گیا جب انھوں نے اسے اچھی حالت پر دیکھا تو آزاد کر دیا۔ ان کے حباب کہتے تھے کہ واللہ اے ابو عبدالرحمن وہ لوگ صرف آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ عبداللہ کہتے تھے کہ جو ہمیں اللہ کے ذریعے سے دھوکا

دے گا ہم اس سے دھوکا کھائیں گے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں عبد اللہ بن عمر کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوا، انھوں نے سجدہ کیا تو سجدے میں یہ کہتے سنا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر ہمیں تیرا خوف نہ ہوتا تو ہم اپنی قوم قریش سے اس دنیا کے بارے میں باہم لڑ جاتے۔

نافع سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمر کو عروہ بن الزبیرؓ نے طواف میں پایا تو اپنے ساتھ ان کی بیٹی کا پیہم دیا مگر ابن عمر نے کوئی جواب نہ دیا، عروہ نے کہا کہ میری رائے میں انھوں نے اس امر کی موافقت نہیں کی جو میں نے ان سے طلب کی، لامحالہ میں اس معاملے میں ان سے دوبارہ کہوٹگا۔

نافع نے کہا ہم لوگ عروہ سے پہلے مدینہ آ گئے اور ہمارے بعد وہ آئے ابن عمر کے پاس گئے سلام کیا تو ان سے ابن عمر نے کہا کہ تم نے طواف میں میری بیٹی کا ذکر کیا حالانکہ ہم لوگ اللہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے تھے یہی امر تھا جس نے مجھے اس معاملے میں جواب دینے سے باز رکھا، جو چیز تم نے طلب کی تھی اس میں تمھاری کیا رائے ہے۔ کیا اب بھی اسکی حاجت ہے، عروہ نے کہا کہ اس وقت سے زیادہ میں کبھی اس پر حریص نہ تھا۔

ابن عمر نے مجھ سے کہا کہ لڑکا کے دونوں بھائیوں کو بلاؤ۔ عروہ نے بھی کہا کہ زیر کے لڑکوں میں سے جسے پانا بلا لانا۔ ابن عمر نے کہا ہمیں ان لوگوں کی ضرورت نہیں، عروہ نے کہا اچھا تو ہمارے موسیٰ، فلاں (کو بلا لیا جائے) ابن عمر نے کہا کہ یہ تو بہت بعید ہے۔

لڑکی کے دونوں بھائی آ گئے تو ابن عمر نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور کہا کہ یہ عروہ ہیں جو ان لوگوں میں سے ہیں جنھیں تم دونوں پہچانتے ہو۔ انھوں نے تمھاری بہن سودہ کا ذکر کیا ہے۔ میں ان سے اس عہد پر نکاح کرتا ہوں جو اللہ نے عورتوں کے لئے مردوں سے لیا۔ ہے کہ یا تو نیکی کے ساتھ نکاح میں رکھنا یا احسان کے ساتھ طلاق دے کر آزاد کر دینا اور اس پر مہر پر نکاح کرتا ہوں جس سے مرد عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کر بیٹے ہیں، اے عروہ اس قسم کے عہد پر تم راضی ہو؟ انھوں نے کہا جی ہاں۔ انھوں نے کہا میں نے تم سے اللہ کی برکت پر اس کا نکاح کر دیا۔

عروہ نے ولیمہ کیا تو عبد اللہ بن عمر کو بھی بلا بھیجا۔ وہ آئے اور کہا کہ اگر تم مجھ سے کل شام کو کہہ دیتے تو میں آج روزہ نہ رکھتا۔ اب تمھاری کیا رائے ہے بیٹھو یا واپس جاؤ انھوں نے کہا۔ نیکی کے ساتھ واپس جائیے، ابن عمر واپس چلے گئے۔ نافع سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر سے کوئی مسئلہ پوچھا تو ابن عمر نے اپنا سر جھکا لیا۔ اور اسے پسند نہیں کیا۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ انھوں نے مسئلہ نہیں سنا، دوبارہ عرض کی، اللہ آپ پر رحمت کرے کیا آپ نے میرا مسئلہ نہیں سنا، انھوں نے کہا کیوں نہیں تم لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جو کچھ ہم سے سوال کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے ہم سے نہیں پوچھے گا اللہ تم پر رحمت کرے ہمیں اتنی محنت دو کہ مسئلہ سمجھ لیں۔ اگر ہمارے پاس اس کا جواب ہوگا تو تمھیں بتا دیں گے ورنہ آگاہ کر دیں گے کہ ہمیں اس کا علم نہیں۔

عاصم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابن عمر کو بغیر اس کے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے نہیں سنا انکی آنکھیں رونے میں سبقت کرتی تھیں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے ساتھ تھا۔ لوگ انھیں سلام کرنے لگے۔ اپنے گھوڑے تک پہنچے تو مجھ سے کہا کہ اے مجاہد لوگ مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اگر میں انھیں سونا چاندی دینا تب بھی محبوبیت میں نہ بڑھتا۔

یہ بد سے مروی ہے کہ ابن عمر کے ذمے چند درم تھے، انھوں نے اس سے زیادہ کھرے ادا کئے۔ اس شخص نے جس کو دا کئے تھے کہا کہ یہ میرے درموں سے بہتر ہیں، انھوں نے کہا مجھے معلوم ہے یمن میرا دل اسی سے خوش ہے۔ ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب ابن زبیر کا زمانہ ہوا تو کھجوریں لٹائی گئیں، ہم نے بھی حریریں اور سرکہ بنایا، والدہ نے ابن عمر کو بھیجی، میں نے بھی قاصد کے ساتھ گیا تو ابن عمر نے دریافت کر کے کہا کہ اسے گرا دو۔

یوسف بن مالک بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو عبید بن عمیر کے پاس دیکھا کے عبید قصہ بیان کر رہے تھے اور ابن عمر، رکی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

عاصم بن ابی النخود سے مروی ہے کہ مردان نے ابن عمر سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم بیعت کریں گے۔ آپ عرب کے سردار ہیں اور سردار کے فرزند ہیں، ابن عمر نے کہا کہ میں اہل مشرق کے ساتھ کیا کروں اس نے کہا کہ انھیں اتنا مارئیے کہ وہ بیعت کر لیں ابن عمر نے کہا واللہ، مجھے اگر میرے لئے ستر سال تک سلطنت ہو اور ایک شخص بھی بقتل کیا جائے تو مجھے پسند نہیں۔

مروان کہتا تھا:

انی اری فتنة تغلی مراحلہا وال ملک بعد ابی لیلی لمن غلبا
(میں فتنے کو دیکھتا ہوں کہ اسکی دیکیں اہل رہی ہیں۔ اور ابولیلی (معاویہ) کے بعد سلطنت اس شخص کے لئے ہوگی جو غالب آئے گا)

ابولیلی معاویہ بن یزید بن معاویہ تھے، اپنے والد یزید کے بعد چالیس شب تک خلیفہ رہے یزید نے اپنی زندگی ہی میں لوگوں سے ان کے لئے بیعت لی تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن الزبیر، خوارج اور شہید کے زمانے میں ابن عمر سے پوچھا گیا کہ آپ اس گروہ اور اس گروہ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ جو شخص جی علی الفلاح (فلاح کے لئے آؤ) کہے گا اسے میں جواب دوں گا اور جو شخص کہے گا کہ اپنے برادر مسلم کے قتل کو اور اس کا مال لوٹنے کو آؤ تو میں کہوں گا کہ نہیں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ غزوہ عراق میں ایک دیہاتی س، جنگ کی اور اسے قتل کر کے سامان لے لیا جو انھیں کے سپرد کر دیا گیا۔ وہ اپنے والد کے پاس آئے اور اسے ان کے سپرد کر دیا۔

حبیب بن الشہید سے مروی ہے کہ نافع سے پوچھا گیا کہ ابن عمر اپنی منزل میں کیا کرتے تھے انھوں نے کہا کہ وہ جو کام کرتے تھے اس کی دوسروں کو طاقت نہیں۔ ہر نماز کے لئے وضو اور بار وضو اور نماز کے درمیان قرآن پڑھا کرتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تھیں میں نے کوئی اینٹ اینٹ پر رکھی اور نہ کوئی کھجور کا درخت بویا۔

عمرو بن دینار مروی ہے کہ ابن عمر نے ارادہ کیا کہ نکاح نہ کریں، حفصہ نے کہا کہ نکاح کرو۔ اگر بچے مریں گے تو تمہیں ان کے زریعہ سے ثواب ملے گا اور زندہ رہیں گے تو اللہ سے تمہارے لئے دعا کریں گے۔

عمرو بن یحییٰ اپنے دادا سے روایت کی کہ ابن عمر سے کچھ پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ وہ

شخص پلٹا تو اپنے آپ سے کہا کہ اچھا ہوا کہ ابن عمر نے اپنی لاعلمی ظاہر کر دی۔

ابن عون سے مروی ہے کہ ابن عمر کو معاویہ سے کچھ ضرورت تھی تو ان کو لکھنے کا ارادہ کیا اور اپنے نام سے شروع کیا لوگ ان کے ساتھ رہے۔ یہاں تک لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم معاویہ کی جانب۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں بازار میں اس لئے جاتا ہوں کہ میں سلام کروں اور مجھے سلام کیا جائے اس کے سوا کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

کثیر بن بشار الحدادی نے اپنے والد روایت کی کہ میں نصرہ سے ابن عمر کے پاس بیہ لے کے آیا تو انھوں نے قبول کر لیا۔ ان کے موٹی سے پوچھا کہ آیا وہ خلقت ظلم کرتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ نہیں وہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ بزرگ ہیں۔ راوی نے کہا کہ میں نے انھیں روزے کی حالت میں دو گہروں میں رنگی ہوئی چادروں میں اس طرح دیکھا کہ ان پر (وضو یا غسل کے لئے) پانی ڈالا جا رہا تھا۔

نافع سے مروی ہے کہ ایک روز ابن عمر نے پانی مانگا تو شیشے پانی لایا گیا انھوں نے دیکھا تو نہیں پیا۔ جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں سالم کے پاس تھا، انھوں نے پانی مانگا پانی ایسے پیالے میں لایا گیا جس میں چاندی کا طمع تھا جب انھوں نے اسکی طرف بڑھایا تو اسے دیکھ کر اپنا ہاتھ روک لیا۔ اور نہیں پیا۔ میں نے نافع سے پوچھا کہ ابو عمر کو پانی پینے سے کیا چیز روکتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ وہ بات جو انھوں نے چاندی کا کئے ہوئے برتن کے بارے میں اپنے والد سے سنی ہے، میں نے کہا کہ کیا ابن عمر چاندی کے طمع کئے ہوئے برتن میں نہیں پیتے تھے، وہ ناراض ہوئے اور کہا کہ ابن عمر کے طمع کئے ہوئے برتن میں پیئیں گے؟ واللہ ابن عمر تو پتیل میں وضو نہیں کرتے تھے کہا کہ کیتلی اور لکڑی کے پیالوں میں۔

حشف بن السجف سے مروی ہر کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا کہ ابن الزبیر سے بیعت کرنے میں کونسا امر مانع ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بیعت کے سوائے (کھیل) کے اور کچھ نہیں پایا۔ تم جانتے ہو کہ، کیا تم نے بچے کو نہیں دیکھا کہ وہ پاخانہ پھرتا ہے اور پاخانہ پھرنے میں اپنے ہاتھ رکھتا ہے تو اسکی ماں کہتی ہے کہ فقہ۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ اس فتنے میں ہماری مثال اس قوم کی سی ہے جو اس راہ پر چل رہی ہو جسے وہ جانتے ہوں، اس حالت میں تھے کہ ابرو تاریکی نے گھیر لیا۔ بعض نے داہنی سمت اختیار کی اور بعض نے بائیں، وہ راستہ بھول گئے، ہم نے جب یہ حالت دیکھی تو کھڑے ہو گئے، تاریکی دور ہو گئی۔ پہلا راستہ نظر آیا۔ اسے پہچان کر اختیار کر لیا۔

قریش کے یہ نوجوان اس سلطنت اور اس دینار پر باہم کشت و خون کرتے ہیں، واللہ میں اپنے ایک جوتے کے برابر بھی اس چیز کے ہونے کی پروا نہیں کرتا جس میں بعض لوگ بعض کو قتل کریں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر فتح مکہ میں آئے تو میں برس کے تھے۔ ایک مرکب گھوڑے پر سوار تھے، پاس بھاری نیزہ تھا جسم پر ایک چھوٹی سی چادر تھی جس کے سرے منجھلتے نہ تھے نبی ﷺ نے دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے کی وجہ سے علیحدہ ہیں۔ تو فرمایا عبداللہ ہیں: عبداللہ۔ یعنی آپ نے انکی تعریف فرمائی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر فتح مکہ میں جس وقت آئے تو بیس سال کے تھے۔ موسیٰ المعلم سے مروی ہے کہ کسی دعوت میں ابن عمر... بلائے گئے تو ایک فرش پر بیٹھ گئے جس پر گلابی رنگ

کا کپڑا تھا۔ دستار خوان تو انھوں نے بسم اللہ کہہ کر اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور کہا کہ میں روزے سے ہوں اور دعوت کے لئے حق ہے۔

یحییٰ البرکاء سے مروی ہے کہ ابن عمر کو ایک تہبند اور ایک چادر میں نماز پڑھتے دیکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طرح کرتے تھے (ابو جعفر راوی اپنا ہاتھ بغل میں داخل کرتے تھے) اور انگلی کو اس طرح کرتے تھے، ابو جعفر نے اپنی انگلی ناک میں داخل کی۔

قزعة العقلی سے مروی ہے کہ ابن عمر کو سردی محسوس ہوئی۔ حالانکہ احرام باندھے ہوئے تھے انھوں نے کہا کہ مجھے چادر از حداد، میں نے چادر از حدادی بیدار ہوئے تو اس کی خوبصورتی اور دھاریوں کو دیکھنے لگے، دھاریاں ریشم کی تھیں انھوں نے کہا کہ اگر یہ نہ ہوتا تو کوئی حرج نہ تھا۔ نافع سے مروی ہے کہ میں نے بسا اوقات ابن عمر پر پانچ سو درم قیمت کی دھاری چادر دیکھی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ لیسر (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) پہنتے تھے لیکن کسی لڑکے کے بدن پر دیکھتے تھے تو منع بھی نہیں کرتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ گیر کارنگا ہوا لباس بھی پہنتے تھے اور زعفران کارنگا ہوا بھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر یا تالاب یا نہر میں بغیر تہبند کے نہیں داخل ہوتے تھے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے پاؤں میں دو چپل دیکھے کہ ہر ایک میں انگوٹھے اور انگلی کے بیچ میں تسمہ تھا۔ میں نے انھیں صفا و مروہ کے درمیان دیکھا کہ بدن پر دو سفید چادرین تھیں جب وہ میل پر (سیلاب گاہ پر جو اس زمانے میں بھی دو سبز ستونوں سے محدود ہے) آتے تھے قح معمول رفتار سے کسی قدر تیز چلتے تھے اور جب میل سے گزر جاتے تھے تو معمولی طور پر چلتے تھے، جب صفا و مروہ میں کسی پر آتے تھے تو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوتے تھے۔

زید بن جبیر سے مروی ہے کہ وہ ابن عمر کے پاس گئے دو کھل کی چھولداریاں اور ایک خیمہ ان کے یہاں دیکھا پاؤں میں دو تسمہ والے چپل تھے۔ ایک تسمہ چار انگلیوں کے درمیان تھا جس پر زبان کی طرح نوکدار بال تھے ہم لوگ اسے اٹھایے کہتے ہیں۔ جبکہ بن سہیم سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابن عمر نے ایک کریمہ خرید کر پہنا پھر اسے واپس کرنا چاہا تو اس کے کرتے میں انکی داڑھی سے زردی لگ گئی جس کی وجہ سے انھوں نے واپس نہیں کیا۔ نافع یا سالم سے مروی ہے کہ ابن عمر سفر میں کرتے کے اوپر سے تہبند باندھتے تھے۔

الازرق بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو بہت کم گھنڈیاں لگائے دیکھا۔ ثابت بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو اپنے کرتے میں گھنڈیاں لگائے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

جمیل بن زید الطائی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کی تہبند کو دیکھا کہ ٹخنوں سے اوپر اور پنڈلیوں سے نیچے تھی دو زچادریں اوڑھے اور داڑھی زرد رنگ تھی۔

ابی المتوکل التاجی سے مروی ہے کہ گویا میں ابن عمر کو دیکھ رہا ہوں جو چادریں اوڑھے تھے اور گویا انکی پنڈلی کی مچھلی کی طرح دیکھ رہا ہوں جو تہبند سے نیچے ہوتی تھی اور کرتا اوپر۔

یحییٰ بن عیینہ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ والد کے پاس کھڑے تھے بدن پر ایک

اونچے دامن کا کرتا تھا۔ والد نے ان کے کرتے کا دامن پکڑ کے چہرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ گویا یہ عبداللہ ابن عمر کا کرتہ ہے۔

صدقہ بن سلیمان العجلی سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ بلند آواز تھے اور زرد خضاب کرتے تھے۔ بدن پر ایک دستواری کرتا تھا جو نصف ساق تک تھا۔

موسیٰ بن وہبان سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ نصف ساق تک کہ تہبند باندھتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عمامہ باندھا اور شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکایا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ جب وہ سجدہ کرتے تھے تو دونوں ہاتھ چادر سے باہر کر دیتے تھے۔

نضر ابی ثعلوبہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

حیان البارقی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو ایک تہبند میں جسے وہ باندھے ہوئے تھے نماز پڑھتے دیکھا یا میں نے سنا وہ ایک تہبند میں کہ ان بدن پر اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ ہوتا تھا فتویٰ دیتے تھے یا نماز پڑھتے تھے۔

عمران المخملی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو ایک تہبند میں نماز پڑھتے دیکھا۔

عثمان بن ابراہیم الحاطبی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنی مونچھ اچھی طرح کترواتے تھے اور عمامہ باندھتے تھے اور اسے اپنے پیچھے لٹکاتے تھے۔

محمد بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ ابن ابی عثمان القرشی سے پوچھا۔ کیا تم نے ابن عمر کو اپنی تہبند نصف تک اٹھاتے پوئے دیکھا ہے انھوں نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ نصف ساق کیا ہے۔ البتہ میں نے انھیں دیکھا ہے کہ کرتے کے دامن بہت چھوٹے رکھتے تھے۔

عبداللہ بن حنشل سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کے بدن پر دو معافری (خاکی) چادریں دیکھیں اور تہبند نصف ساق تک تھی۔

ابوریحان سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو مدینہ میں دیکھا کہ تہبند چھوڑے ہوئے مدینہ کے بازاروں میں آتے اور پوچھتے کہ یہ کیونکر فروخت ہوتا ہے یہ کیونکر فروخت ہوتا ہے۔

کلیب بن دائل سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ عمامہ اپنے پیچھے لٹکاتے تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ ان کی گھنڈیاں کھلی تھیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی محلول الازار دیکھا۔

عظیم بن لسطاس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ وہ اپنے کرتے میں گھنڈیاں نہیں لگاتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ ان کی ایک مہر تھی، وہ اسے اپنے بیٹے ابی عبید کے پاس رکھتے تھے جب مہر لگانا چاہتے تھے تو اسے لے کے مہر لگاتے تھے۔

ابن دعون سے مروی ہے کہ لوگوں نے نافع کے پاس ابن عمر کی مہر کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ ابن عمر انگوٹھی نہیں پہنتے تھے، ان کی مہر (انگوٹھی) صفیہ کے پاس رہتی تھی جب وہ مہر لگانے چاہتے تھے تو مجھے بھیجتے تھے اور میں اسے

لے آتا تھا۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمر کی مہر کا نقش عبد اللہ بن عمر تھا۔ عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نکی مہر میں، عبد اللہ بن عمر، منقوش تھا۔

اس سے مروی ہے کہ عثمان بن الخطاب نے مہر میں عربی میں نقش کھودنے کو منع کیا ابان نے کہا میں نے محمد بن سیرین کو اس کی خبر دی تو انھوں نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر کی مہر کا نقش ”اللہ“ تھا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ اچھی طرح اپنی مونچھیں کترواتے تھے اور تہبند نصف ساق تک رہتی تھی۔ عثمان بن ابراہیم الحلیطی سے مروی ہے میں نے ابن عمر کی تہبند کو ان کی نصف ساق تک دیکھا، میں نے دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے۔

عثمان بن ابراہیم بن محمد بن حاطب سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ ابن عمر کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے، انھوں نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا، محمد بن کناسہ نے کہا کہ عثمان بن ابراہیم کی والدہ قدامہ بن مظعون بن بنی تھیں۔

عثمان بن ابراہیم الحلیطی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو اس طرح اپنی مونچھیں کترواتے ہوئے دیکھا کہ گمان ہوا کہ وہ اسے اکھاڑتے ہیں۔

الحلیطی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو ہمیشہ گھنڈیاں کھولے ہوئے ہی دیکھا۔ عاصم بن محمد نے اپنے والد سے۔ روایت کی کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے میں نکی جلد کی سفیدی دیکھتا تھا یا انکی جلد کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔

نحاک بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے دریافت کیا کہ تم کسی اہل علم کو جانتے ہو جو اپنی مونچھیں کترواتا ہو؟ انھوں نے کہا کہ سوائے عبد اللہ بن عمر، و عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ کے کسی کو نہیں جانتا، یہی دونوں ایسا کرتے تھے۔

عاصم بن محمد بن زید العمری نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر اپنی مونچھیں کترواتے تھے جس سے جلد کی سفیدی نظر آتی تھی۔

عبدالرحمن بن عبد اللہ بن دینار نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر اپنی مونچھیں کترواتے تھے اور اتنی کترواتے تھے کہ..... ان کے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا۔

محمد بن عبد اللہ الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ ابن ابی عثمان القرشی سے دریافت کیا کہ تم نے ابن عمر کو اپنی مونچھیں کترواتے دیکھا ہے، انھوں نے کہا کہ ہاں، میں نے کہا کہ تم نے خود دیکھا ہے انھوں نے کہا، ہاں۔

عبد اللہ بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو اپنی مونچھیں کترواتے دیکھا ہے۔ ابوالخیر سے مروی ہے کہ میمون اپنی مونچھیں کترواتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ ابن عمر بھی اپنی مونچھیں کترواتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ دونوں مونچھوں کو لے لیتے تھے یعنی مونچھ کا لبا حصہ (کتر و اڈا لیتے تھے)

حبیب بن الریان سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنی مونچھ کتر واکی ہے اتنی کہ گویا اسے منڈوا دیا، اور اپنی تہبند نصف ساق تک اٹھائی ہے۔ راوی نے کہا کہ میں نے اسے میمون بن مہران سے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ حبیب نے سچ کہا۔ ابن عمر ایسے ہی تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر مونچھ کا یہ حصہ (کتر وا) لیتے تھے، اوہر (راوی) نے اپنی مونچھوں کی طرف اشارہ کیا۔

عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو اس طرح مونچھیں کترواتے دیکھا ج منڈنے کے برابر ہوتی تھیں۔ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنی داڑھی سے پکڑتے تھے اور جوٹھی سے بڑھتی تھی کتر و ڈالتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر اس طرح (اپنی داڑھی) ٹھی میں لیتے تھے (نافع اپنا ہاتھ ٹھڈی کے پار رکھتے) اور جوٹھی سے بڑھتی تھی اسے کتر و ڈالتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر سوائے حج یا عمرے کے اپنی داڑھی بڑھنے دیتے تھے۔ عبدالکریم الجزری سے مروی ہے کہ مجھے اس حجام نے خبر دی جو ان عمر کی داڑھی کتر تا تھا جوٹھی سے زائد ہوتی تھی۔

حارث بن عبدالرحمن بن ابی ذباب الدوسی سے مروی ہے کہ انھوں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

نوفل بن مسعود سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ اپنی داڑھی خلوق سے (جو زعفران و گیر سے مرکب خوشبو ہے) زرد رنگتے تھے اور میں نے ان کے پاؤں میں دو چل دیکھے جن میں دو تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ خلوق کا تیل لگا لے کے پیری میں تغیر کرتے تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے، کپڑوں میں بھی یہ زردی لگ جاتی تھی۔ ان سے کہا گیا کہ آپ زردی سے کیوں رنگتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے رنگتے دیکھا ہے۔

عبدالعزیز بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو زرد خضاب کرتے دیکھا۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ داڑھی زرد تھی۔ بند کرتے کے اندر بھی ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے اور عمامہ باندھے تھے جو آگے اور پیچھے لگتا تھا، معلوم نہیں جو آگے تھا وہی زیادہ طویل تھا یا جو پیچھے تھا۔

سلیمان الاحول سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے اس سے یہ تر ہو جاتا تھا راوی نے اپنے کرتے کے گریبان کی طرف اشارہ کیا۔

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر سے کہا کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے، میں نے کہا کہ آپ کو سبہ چل پہنتے دیکھا ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ وہی پہنتے تھے، وہی پسند فرماتے تھے اور انھیں میں وضو کرتے

تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ اپنی داڑھی زعفران سے رنگتے تھے۔ جب پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی سے رنگتے تھے یا کہا کہ آپ سب رنگوں سے زیادہ یہ رنگ پسند تھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنی داڑھی زردی سے رنگتے تھے جس سے ان کے کپڑے بھر جاتے تھے کہا گیا کہ آپ زردی سے کیوں رنگتے ہیں تو انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی سے رنگتے دیکھا ہے آپ کو کوئی رنگ اس سے زیادہ پسند نہ تھا۔ آنحضرت اس سے اپنے تمام کپڑے رنگتے تھے حتیٰ کہ اپنا عمامہ بھی۔

عشیم بن نسطاس مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ داڑھی زرد رنگتے تھے اور کرتے میں گھنڈی نہیں لگاتے تھے ایک بار وقرب سے گزرے اور سلام کرنا بھول گئے تو پھر لوٹے اور کہا کہ میں السلام علیکم بھول گیا تھا۔

عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر خلوق درس سے (وہ خلوق جس میں کسم بھی شامل ہوتا تھا) اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے، اس ان کے کپڑے بھر جاتے تھے۔

محمد بن زید سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ خلوق وزعفران سے اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔ عطا سے مروی ہے کہ ابن عمر (داڑھی) زرد رنگتے تھے۔

عثمان بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے اور ہم لوگ مکتب میں تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنی داڑھی زعفران اور کسم سے جس میں مشک ہوتی تھی زرد رنگتے تھے۔

موسیٰ بن ابی مریم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زردی کا خضاب کرتے تھے زردی انکی داڑھی سے کرتے

پر نظر آتی تھی۔

عبید جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر سے کہا کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگتے ہیں اور لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ زرد رنگتے ہیں اور رنگین کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

جہیل بن زید الطائی سے مروی ہے کہ میں نے اب عمر کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

محمد بن عبداللہ الانصاری نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن ابی عثمان القرشی پوچھا کہ تم نے ابن عمر کو اپنی داڑھی زرد رنگتے دیکھا تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے زرد رنگتے تو نہیں دیکھا البتہ داڑھی کو زرد دیکھا ہے جو بہت شوخ رنگ کی نہ تھی بلکہ بکی زرد تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنی داڑھی، سوائے حج یا عمرے کے بڑھنے دیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے ایک یا دو مرتبہ سر منڈانا ترک کر دیا، سر کے پیچھے حصہ کے کنارے کتروائے، راوی نے کہا کہ وہ اصلح تھے (یونی چند یا پر بال نہ تھے) راوی نے کہا کہ میں نینافع سے کہا کہ کیا داڑھی سے بھی (کترواتے تھے) انھوں نے کہا کہ اس کے بھی کنارے کترواتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے ایک سال حج نہیں کیا تو انھوں نے مدینہ میں قربانی کی اور اپنا سر منڈایا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کے بہت سے (بال) جمع کئے تھے جو لانے تھے یا اتنے

بڑھے ہوئے تھے کہ ان کے شانوں سے لگتے تھے، بشام نے کہا کہ پھر مجھے ان کے پاس لایا گیا۔ وہ مروہ پر تھے، انھوں نے مجھے با کے پیار کیا، میں نے دیکھا کہ اس روز انھوں نے بال کتروائے۔

علی عبد اللہ البارقی سے مروی ہے کہ ابن عمر جس وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو میں نے انکی چندیا دیکھی جس پر بال نہ تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ دومتہ الجندل میں علی و معاویہ کے وعدے وقت ہوا تو معاویہ اور علی کو اس سے نکلنے اندیشہ نہ تھا۔ ایک بہت بڑے دراز بختی، اونٹ پر معاویہ آئے اور کہا کہ کون ہے جو اس امر خلافت میں طمع کے گھایا اس کی طرف اپنی گردن دراز کرے گا، ابن عمر نے کہا کہ سوائے اس روز کے میں نے کبھی اپنے دل سے دنیا کی بات نہیں کی، میں نے ارادہ کہا کہ (معاویہ کے جواب میں) کہوں کہ (وہ شخص طمع کرتا ہے) جس نے تم کو اور تمھارے والد کو برہنہ اسلام مارا تھا اور اتنا مارا تھا کہ تم دونوں اسلام میں داخل ہو گئے، یہ کہنا چاہتا ہی تھا کہ جنت اور اس کی نعمتوں اور میوؤں یاد کر کے ان سے منہ پھر لیا۔

ابی حصین سے مروی ہے کہ معاویہ نے کہا کہ اس خلافت کا ہم سے زیادہ کون مستحق ہے عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ وہ شخص تم سے زیادہ مستحق ہے جانے تم کو اور تمھارے والد کو ضرب لگائی ہے، پھر میں نے جنت کی نعمتوں کو یاد کیا اور اندیشہ ہوا کہ اس کے کہنے فساد ہو گا۔

زہر سے موری ہے کہ جب معاویہ کے پاس لوگ جمع ہوئے تو وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اس امر خلافت کا مجھے زیادہ کون مستحق ہے؟ ابن عمر نے کہا کہ میں تیار ہوا کہ کھڑا ہوں اور کہوں کہ وہ شخص اس کا زیادہ حق دار ہے جس نے تم کو اور تمھارے والد کو کفر پر مارا ہے۔ پھر مجھے اندیشہ ہوا کہ میرے ساتھ وہ گمان کیا جائے گا جو مجھ میں نہیں ہے (یعنی خواہش خلافت)

نافع سے مروی ہے کہ معاویہ نے ابن عمر کو ایک لاکھ درم بھیجے، جب یہ چاہا کہ یزید بن معاویہ سے بیعت کی جائے تو (ابن عمر نے) کہا کہ میرا خیال ہے کہ مادیہ سمجھتے ہیں کہ ابن عمر کا دین اس وقت زائل ہے۔

محمد بن اسمکدہ سے مروی ہے کہ جب یزید بن معاویہ سے بیعت کی گئی اور ابن عمر کو معصوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ اگر ہم راضی ہیں اور اگر بلا ہے تو ہم نے صبر کیا۔

نافع سے مروی ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کے ساتھ زبردستی کی اور اسے معزول کر دیا تو عبد اللہ بن عمر نے اپنے لڑکوں کو بلایا انھیں جمع کیا اور کہا کہ ہم نے اس شخص (یزید) سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بیعت پر بیعت کی تھی، میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن بد عہدی کرنے والے کے لئے ایک جہنم نصب کیا جائے گا اور وہ جہنم اس کے لئے ہے کہ یہ فلاں کی بد عہدی سے اللہ کے ساتھ شرک کے سوا سب سے بڑی بد عہدی یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بیعت پر بیعت کرے پھر اس کی بیعت کو توڑ دے ہذا تم میں سے ہرگز کوئی شخص یزید کو معزول نہ کرے اور نہ کوئی اس امر میں غلبت کرے کہ میرے اس کے درمیان تلوار ہو۔

نافع سے مروی ہے کہ جب معاویہ مدینہ میں آئے تو رسول ﷺ کے منبر پر قسم کھائی کہ ابن عمر کو ضرر و ضرر قتل کریں گے۔ پھر جب وہ مکہ کے قریب ہوئے تو لوگ ملے جن میں عبد اللہ بن صفوان بھی تھے اور پوچھا کہ بتاؤ تم

ہمارے پاس کیا لارے ہو۔ کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو عبد اللہ بن عمر کو قتل کرو۔ معاویہ نے تین مرتبہ کہا کہ یہ کون کہتا ہے، یہ کون کہتا ہے، یہ کون کہتا ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ جن معاویہ مدینہ میں آئے تو رسول اللہ ﷺ کے منبر پر قسم کھائی کہ ابن عمر کو ضرور قتل کریں گے اس پر ہمارے متعقبن آئے لگے عبد اللہ بن صفوان ابن عمر کے پاس آئے اور دونوں ایک مکان میں داخل ہو گئے میں مکان کے دروازے پر تھا۔ عبد اللہ بن صفوان کہنے لگے کہ کیا آپ معاویہ کو چھوڑتے ہیں کہ وہ آپ کو قتل کریں واللہ اگر سوائے میرے اور میرے اہل بیت کے کوئی نہ ہو گا تب بھی میں آپ کے لئے قتال کروں گا۔ ابن عمر نے کہا کہ میں اللہ کے حرام میں صبر نہ کروں۔

نافع نے کہا کہ میں نے اس شب کو دو مرتبہ ابن عمر سے ابن صفوان کو سرگوشی کرتے سنا۔ جب معاویہ قریب آئے تو لوگ ان سے ملے، عبد اللہ بن صفوان بھی ملے اور پوچھا تم ہمارے پاس کیا لائے۔ آہو کہ عبد اللہ کو قتل کرو، انھوں نے کہا کہ واللہ میں انہیں قتل نہیں کروں گا۔

عبد اللہ بن دینار سے مروی ہے کہ جب عبد الملک بن مروان پر اتفاق کر لیا تو انھیں ابن عمر نے لکھا: اما بعد، میں نے اللہ کے بندے امیر المومنین عبد الملک سے اللہ کی سنت اور اس کے رسول ﷺ سنت پر ان امور میں سماعت و اطاعت کی بیعت کی جو میں کر سکوں گا اور میرے لڑکوں نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ میں نے ایک شخص کو محمد سے بیان کرتے سنا عمر کی وصیت ام المومنین حفصہ کے پاس تھی، جب ان کی وفات ہو گئی تو ابن عمر کے پاس چلی گئیں۔ ان کی وفات وقت قریب آیا تو انھوں نے اسے اپنے بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ کو دے دیا اور سالم کو چھوڑ دیا، لوگوں نے اسکی وجہ سے انھیں ملامت کی۔

عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان حجاج بن یوسف کے پاس گئے، حجاج نے کہا کہ میں نے ابن عمر کی گردن مارنے کا ارادہ کیا تھا، عبد اللہ بن عبد اللہ نے کہا، دیکھ واللہ، اگر تو یہ کرتا تو اللہ دوزخ کی آگ میں تجھے سرنگوں کر کے ڈال دیتا۔ حجاج سر جھکا لیا میں سمجھا کہ حجاج ابھی ان کے قتل کا حکم دے گا۔ اس کے بعد اس نے سر اٹھایا اور کہا کہ قریش میں سب سے بزرگ گھر کس کا ہے اور وہ کسی اور بات میں لگ گیا۔

خالد بن سمیر سے مروی ہے کہ فاسق حجاج نے منبر پر خطبہ پڑھا اور کہا کہ ابن الزبیر نے کتاب اللہ میں تحریف کر دی (اور اسے بدل دیا) ابن عمر نے اس سے کہا کہ تے جھوٹا ہے، تو جھوٹا ہے، تو جھوٹا ہے۔ نہ انھیں اس کی طاقت تھی اور نہ ان کے ساتھ تجھے، حجاج نے کہا کہ خاموش رہو، تم بوڑھے ہو، بے ہودہ کہتے ہو، تمھاری عقل جاتی رہی ہے، قریب ہے کہ بڑھا گرفتار کیا جائے، اس کی گردن ماری جائے اور اسے اس طرح گھسیٹا جائے کہ اس کے دونوں ہنسیے پھولے ہوئے ہوں اور اہل بیعت لڑکے گھماتے ہوں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کوئی وصیت نہیں کی۔

نافع سے مروی ہے کہ جب ابن عمر سخت علیل ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ وصیت کی کیجئے انھوں نے کہا کہ میں وصیت نہیں کرتا۔ میں زندگی میں جو کچھ کرتا تھا، اللہ اسے زیادہ جانتا ہے، اب تو میں ان لوگوں سے زیادہ اس کا مستحق کسی کو نہیں پاتا، میں ان کی جائیداد میں کسی کو ان کا شریک نہیں کرتا (یعنی اپنی اولاد کا) نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر علیل ہوئے تو لوگوں نے ان سے وصیت کا ذکر کیا۔

انہوں نے کہا کہ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ میں اپنے مال میں کیا کیا کرتا تھا یہی میری جائیداد اور زمین تو میں نہیں چاہتا کہ اولاد کے ساتھ اس میں کسی کو شریک کروں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ اے اللہ میری موت مکہ میں نہ کر۔

عطیہ العوفی سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمر کے موٹی سے عبد اللہ بن عمر کی وفات کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ایک شامی نے اپنے نیزے کی انی ان کے پاؤں میں مار دی تھی ان کے پاس حجاج عیادت کے لیے آیا اور کہا کہ اگر میں اس شخص کو جان لیتا جس نے آپ کو تکلیف پہنچائی تو ضرور اس کی گردن مادیتا۔ عبد اللہ نے کہا کہ تو ہی تو ہے جس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اس نے کہا، کیونکہ، انہوں نے کہا کہ جس روز تو نے اللہ کے حرم میں ہتھیار داخل کئے تھے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ جب ابن عمر کو وہ فتنہ پہنچا جو انہیں مکہ میں پہنچا تھا اور انہیں تیر مارا گیا جس سے وہ زمین پر گر پڑے تو انہیں اندیشہ ہوا کہ زخم کا درد روکے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس مصائب کے فرزند مجھے مناسب ادا کرینے دے، درد شدید ہو گیا۔ تو حجاج کو معلوم ہوا وہ ان کے پاس عیادت کے لیے آیا اور کہنے لگا کہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ کس نے آپ کو تکلیف پہنچائی ضرور یہ کرتا اور وہ کرتا۔ جب اس نے بہت باتیں بنائیں تو ابن عمر نے کہا کہ تو ہی تو ہے جس نے مجھے تکلیف پہنچائی، تو نے اس دن ہتھیار اٹھائے جس دن ہتھیار نہیں اٹھائے جاتے، حجاج چلا گیا تو ابن عمر نے کہا کہ سوائے تین چیزوں کے دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہیں ہے، دو پہر کے پیاس (کہ اس حالت میں نفل روزے نہ رکھے) رات کی مصیبت (کہ عبادت الہی میں شب کیوں نہ بسر کی) اور اس پر کہ میں نے اس باغی گروہ سے قتال نہ کیا جو ہمارے پاس گھس آیا تھا۔

بنی مخزوم کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب ابن عمر کے پاؤں میں زخم لگ گیا تھا تو ان کے پاس عیادت کے لئے حجاج آیا، وہ داخل ہوا، انہیں سلام کیا، ابن عمر اپنے بستر پر تھے انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ حجاج نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن آپ جانتے ہیں کہ آپ کا پاؤں کس نے زخمی کیا۔ انہوں نے کہ نہیں، اس نے کہا واللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کس نے آپ کو زخمی کیا تو میں ضرور اسے قتل کر دیتا۔ ابن عمر نے گردن نہیں اٹھائی نہ اس سے کلام کیا نہ اس کی طعنت متفت ہوئے جب حجاج نے یہ دیکھا تو اس طرح اٹھ کھڑا ہو جیسے کوئی ناراض ہو، نکل کر تیز جا رہا تھا۔ مکان کے صحن میں تھا کہ اپنے پیچھے والے کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ شخص گمان کرتا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہم عہد اہل کو اختیار کریں گے۔ سعید سے مروی ہے کہ حجاج، ابن عمر کی عبادت کے لئے آیا۔ ان کے پاس سعید بھی تھے یعنی سعید بن العاص، پاؤں میں زخم لگ تھا اس نے کہا کہ اسے..... ابو عبد الرحمن آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں۔ ہمیں اگر معلوم ہو جائے کہ کس نے آپ کو زخم پہنچایا تو ہم اسے سزا دیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ کس نے آپ کو زخمی کیا انہوں نے کہا کہ مجھے اس نے زخمی کیا جس نے حرم میں ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا جس میں ان کا اٹھانا حلال نہیں۔

اثر بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے عبد اللہ بن عمر کو زخم لگا تھا اس کو پوچھا تو سالم نے کہا کہ میں نے پوچھا اسے والد، یہ خون کیسا ہے جو اونٹنی کے شانے پر بہتا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، اونٹنی کو ہٹاؤ۔ میں نے ہٹاؤ، پھر انہوں نے اپنا پاؤں رکاب سے نکالا۔ قدم رکاب میں چمٹ گیا تھا، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر نہیں کہ کس نے زخمی کیا۔

ابو ایوب سے مروی ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ ابن عمر کی وفات کیسے ہوئی؟ انھوں نے کہا کہ جمرے کے پاس ہجوم میں انکی انگلیوں کے درمیان محل کے آگے کی لکڑی لگ گئی جس سے وہ بیمار ہو گئے۔ حاج انکی عیادت کے لئے آیا۔ جب ان کے قریب پہنچا اور ابن عمر نے اسے دیکھا تو اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ حاج نے ان سے کلام کیا مگر انھوں نے کچھ نہ کہا اس نے پوچھا کہ آپ کو کس نے مارا آپ کو کس پر شبہ کرتے ہیں ابن عمر نے جواب نہ دیا۔ حاج چلا گیا اور کہا یہ شخص کہتا ہے کہ میں طریقے پر ہوں۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ مجھے ابن عمر سے یہ روایت پہنچی کہ جس میں انکی وفات ہوئی اس میں انھوں نے کہا کہ میں امور دنیا میں سے کسی پر افسوس نہیں کرتا سوائے اس کے کہ میں باغی وہ سے قتال کرتا۔ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے ایک شخص کو وصیت کی تھی کہ انھیں غسل دے وہ انھیں مشک سے ملنے لگا۔ سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابن عمر کی وفات ۳۷ء میں مکہ میں ہوئی اور نافع میں مدفون ہوئے۔ وفات کے روز وہ چوراسی برس کے تھے۔

فضل بن دکین سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر کی وفات ۳۷ء میں ہوئی۔ عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ حاج کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کے نیزے کی انی ابن عمر کے پاؤں میں لگ گئی تھی۔ زخم بھر گیا تھا۔ لوگ حج سے واپس ہوئے تو ابن عمر کا زخم پھٹ گیا۔ وفات کا وقت آیا ان کی عیادت کے لئے حاج آیا اور کہا کہ اسے ابو عبدالرحمن جس نے آپ کو زخمی کیا وہ کون ہے۔ انھوں نے کہا تجھی نے تو مجھ کو قتل کیا، پوچھا کس بارے میں انھوں نے کہا کہ تو نے اللہ کے حرم میں ہتھیار اٹھائے۔ تیرے کسی ساتھی نے مجھے زخمی کر دیا۔ ابن عمر کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ انھیں حرم میں نہ دفن کیا جائے بلکہ حرم سے باہر۔ مگر غلبہ آرائے انھیں حرم ہی میں دفن کیا گیا اور حاج نے نماز پڑھی۔

شرحیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر وفات کے وقت سالم سے کہا کہ اسے فرزند اگر میں مر جاؤں تو مجھے حرم سے دفن کرنا کیونکہ مہاجر کے نکلنے کے بعد میں وہاں مدفون ہونا ناپسند کرتا ہوں، میں عرضی اسے والد بشرطیکہ ہم اس پر قادر ہوئے انھوں نے کہا کہ تم مجھے سناتے ہو، میں کہتا ہوں کہ حاج ہم پر غالب ہو جائے گا۔ اور وہی آپ پر نماز پڑھے گا، ابن عمر خاموش ہو گئے۔

سالم سے مروی ہے کہ والد نے مجھے یہ وصیت کی کہ میں انھیں حرم سے باہر دفن کروں مگر ہم قادر نہ ہوئے ہوئے اور حرم کے اندر حج میں مقررہ مہاجرین میں دفن کیا۔

نافع سے مروی ہے کہ جب لوگ حج ہو کے، واپس ہوئے اور ابن عمر کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے وصیت کی کہ حرم میں نہ دفن کیا جائے مگر حاج کی وجہ سے اس پر قدرت نہ ہو سکی، ہم نے انھیں ذی طوی کی طرف مقررہ مہاجرین میں دفن کیا انکی وفات ۳۷ء میں مکہ میں ہوئی۔

خارجہ بن حزامہ..... ابن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عتوج بن عدی بن کعب انکی والدہ فاطمہ بنت

عمرو بن بجرہ بن خلف صداد بنی عدی بن صداد تھیں۔

خارجہ کی اولاد میں عبدالرحمن اور ابان تھے ان دونوں کی والدہ قبیلہ کندہ کی ایک بیوی تھیں۔

عبداللہ و عون کی والدہ ام ولد تھیں۔

خارجہ بن حذافہ مصر میں عمرو بن الحاص کے قاضی تھے جب اس روز کی صبح ہوئی جس میں خارجی پہنچا کہ عمرو بن العاص کو مارے تو عمرو نماز کے لئے نہیں نکلے۔ خارجہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ خارجی بڑھا خارجہ کو مارا۔ اس کو خیال تھا کہ یہ عمرو بن العاص ہیں اسے گرفتار کر کے عمرو پاس پہنچا دیا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ واللہ تو نے عمرو کو نہیں مارا خارجہ کو مارا۔ اس نے کہا کہ میں نے عمرو کا ارادہ کیا مگر اللہ نے خارجہ کا ارادہ کیا چنانچہ یہ مثل ہو گئی۔

خارجہ بن حذافہ العدوی سے مروی ہے کہ صبح کی نماز کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے آج رات کو تم لوگوں کی ایک ایسی نماز سے مدد کی جو تمہارے لئے چوپالیوں کے گدھوں سے بہتر ہے، ہم نے کہا یا رسول اللہ وہ کون سی ہے، فرمایا نماز عشاء سے طلوع فجر تک وتر۔

بنی سہم بن عمرو بن حصیص بن کعب

عبداللہ بن حذافہ..... حارث بن عبدمناب بن کنانہ میں سے تھیں۔ وہ ان خنیس بن حذافہ کے بھائی تھے جو رسول اللہ ﷺ سے پہلے حصہ بنت عمر بن الخطاب کے شوہر تھے۔ خنیس بدر میں حاضر ہوئے البتہ عبداللہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔ لیکن وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا رسول اللہ ﷺ کے فرمان بنام کسریٰ میں آپ کے قاصد تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا فرمان بنام کسریٰ عبداللہ بن حذافہ اسکی کے ہمراہ بھیجا، حکم دیا کہ وہ سردار بحرین کو دیدیں، سردار بحرین نے اسے کسریٰ کے پاس بھیج دیا جب اس نے اسے پڑھا تو پھاڑ دیا بروایت المسیب (رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر بددعا فرمائی کہ وہ لوگ بالکل پارہ پارہ کر دیئے جائیں۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ میرے والد کون ہیں۔ فرمایا کہ تمہارے والد حذافہ ہیں، حذافہ کے والدہ نے تمہارے والد کے لئے شریف لڑکا پیدا کیا۔ اس غنی طبعت کے۔ بعد ان کی والدہ نے کہا کہ اے فرزند آج تم نے اپنی والدہ کو بہت بڑے مقام پر کھڑا کر دیا تھا۔ اگر آپ کوئی دوسری بات فرماتے تو کیسا ہوتا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے یہ چاہا تھا کہ جو کچھ میرے دل میں ہے وہ ظاہر کر دوں۔ زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سنی میں عبداللہ بن حذافہ اسکی کو بھیجا کہ لوگوں میں ندا کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں (یعنی ان ایام میں کوئی روزہ نہ رکھے)

محمد بن عمر نے کہا کہ رومیوں نے عبداللہ بن حذافہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ عمر بن الخطاب نے ان کے بارے میں قسطنطین کو لکھا تو اس نے رہا کر دیا۔ عبداللہ بن حذافہ کی وفات عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ! میرے والد کون ہیں؟ فرمایا کہ تمہارے والد حذافہ بن قیس ہیں۔

ابی سلمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور یہ آواز بلند قراءت کی تو بنی عدی نے فرمایا کہ اے ابو حذیفہ نہیں۔ مجھے نہ سناؤ۔ اللہ کو سناؤ۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ اصحاب بدر میں سے تھے ان میں (مزاح) دل لگی کی عادت تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبد اللہ بن حذافہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔
ان کے بھائی:

قیس بن حذافہ..... ابن قیس بن عدی بن سعد سہم، انکی والدہ حمیمہ بنت حذافہ بنی حارث بن عبد منقہ بن کنانہ میں سے تھیں۔ محمد بن عمر نے اسی طرح قیس بن حذافہ، کہا لیکن ہشام بن محمد السائب الکفی نے کہا کہ قیس بن حذافہ کے والد تھے اور ان کا نام حسان تھا۔
محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے اور بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

ہشام بن العاص..... ابن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم، انکی والدہ ام حرمہ بنت ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک تھے جس وقت بنی مطلقہ کی ہجرت کی خبر پہنچی تو آپ کے ساتھ شامل ہونے کے ارادے سے مکہ آئے، مگر والد اور قوم نے قید کر دیا۔ خندق کے بعد بنی مطلقہ کے پاس مدینہ میں آئے اور بعد کے مشاہد حاضر ہوئے، اپنے بھائی عمرو بن العاص سے عمر میں چھوٹے تھے، بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عاص کے دونوں بیٹے ہشام و عمرو مومن ہیں۔
بنی مطلقہ سے مروی ہے کہ عاص کے دونوں بیٹے مومن ہیں۔ عاص کے دونوں بیٹوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم جس مجلس میں بیٹھتے پہلی مجلس سے زیادہ مسرور ہوتے تھے ایک دن ہم دونوں آئے، لوگ رسول اللہ ﷺ کے حجروں کے پاس باہم قرآن میں بحث کر رہے تھے جب ہم نے ان کو دیکھا تو ان سے الگ رہے رسول اللہ ﷺ اپنے حجروں کے پیچھے سے ان کا کلام سن رہے تھے۔ آنحضرتؐ اس قدر غضبناک ہو کر برآمد ہوئے کہ غضب آپ کے چہرے سے نمایاں تھا۔ آپ لوگوں کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اے قوم تمہارے پہلے امتیں اپنے انبیاء پر اختلاف کرنے اور کتاب کے ایک حصہ کو لے دوسرے کو چھوڑ دینے سے گمراہ ہو گئیں۔

قرآن اس لئے نازل نہیں ہوا کہ تم لوگ اس کے ایک حصہ کو لو اور دوسرے کو چھوڑ دو، اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے اس میں سے تم جو کچھ جان سکو اس کا علم رکھو اور جو تم پر دشوار ہو اس پر ایمان رکھو اس کے بعد آپ میری اور میرے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے ہم اپنے دل میں خوش ہوئے کہ آپ نے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ نہیں رکھا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمرو بن العاص سے پوچھا کہ تم بہتر ہو یا تمہارے بھائی ہشام بن العاص، انھوں نے کہا کہ میں تمہیں اپنی اور ان کی خبر دیتا ہوں ہم دونوں نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے پیش کیا اس نے انھیں قبول کر لیا اور مجھے چھوڑ دیا سفیان نے کہا ہشام مشاہد پر موک و غیرہ سے کسی میں شہید ہوئے۔

عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمیر سے مروی ہے کہ قریش کا حلقہ جس وقت مسجد کے اس مکان میں جو کعبہ پشت پر بنے بیٹھا ہوا تھا تو عمرو بن العاص طواف کرتے ہوئے گزرتے قوم نے آپس میں کہا کہ تمہارے دلوں میں ہشام

بن العاص افضل ہیں یا ان کے بھائی عمرو بن العاص عمرو نے طواف پورا کر لیا تو اس حلقے کی طرف آئے ان لوگوں کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا کہ تم نے مجھے دیکھ کر کیا کہا تھا؟ مجھے معلوم ہے کہ کچھ کہا تھا قوم نے کہا کہ ہم نے تمہارا اور تمہارے بھائی ہشام کا ذکر کیا تھا۔

ہم نے کہا کہ ہشام افضل ہیں یا عمرو انہوں نے کہا کہ تم نے ایسے شخص کی جانب رجوع کیا جو اس حقیقت سے آگاہ ہے، میں عنقریب اس کو تم سے بیان کروں گا۔ میں اور ہشام پر موک میں حاضر ہوئے انہوں نے اور میں نے رات بھر اللہ سے دعا کی کہ ہمیں شہادت عطا کرے۔ صبح ہوئی تو انہیں شہادت عطا کر دی گئی اور میں محروم رہا کیا اس واقعے میں وہ چیز نہیں کہ مجھ پر انکی فضیلت کو تمہارے سامنے ظاہر کر دے۔

عمرو نے کہا کہ مجھے کیا ہے میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ ان فوجوانوں کو اپنی مجلس سے ہٹا دیا، ایسا نہ کرو، ان کے لئے وسعت کرو، ان سے حدیث بیان کرو اور انہیں سمجھاؤ وہ لوگ آج قوم کے چھوٹے ہیں مگر قریب ہے کہ قوم کے بزرگ ہو جائیں گے، ہم لوگ بھی قوم کے چھوٹے تھے آج ہم نے اس حالت میں صبح کی کہ قوم کے بزرگ ہیں۔

زیادہ سے مروی ہے کہ یوم اجنادین میں ہشام بن العاص نے کہا کہ اے گروہ مسلمین ان غیر مختون لوگوں کو تلوار پر صبر نہیں لہذا تم لوگ ایسا ہی کرو جیسا میں کرتا ہوں وہ صفوں میں گھس کر انکی جماعت کو قتل کرنے لگے۔ یہاں تک کہ خود قتل کر دئے گئے۔

ام بکر بنت المسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ہشام بن العاص بن وائل مرد صالح تھے جب اجنادین میں انہوں نے مسلمانوں کی اپنے دشمن سے کسی قدر بے پروائی دیکھی تو خود اپنے چہرے سے اتار دیا اور دشمن کے قاب میں بڑھنے لگے۔ آواز دئے رہے تھے کہ اے گروہ مسلمین میرے پاس آؤ، میرے آؤ، میں ہشام بن العاص ہوں کیا تم لوگ جنت سے بھاگتے ہو، یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔

سید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو ہشام بن العاص کے پاس موجود تھا۔ کہ انہوں نے قبیلہ غسان کے ایک شخص پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا پیچھڑا نکل پڑا۔ بنی غسان ہشام پر پلٹ پڑے اور اپنی تلواروں سے اتنا مارا کہ شہید ہو گئے۔ لشکر نے انہیں روند ڈالا تھا۔ عمرو ان پر دوبارہ گزرے تو ان کو گوشت جمع کر کے دفن کیا۔

خلف بن معدان سے مروی ہے کہ جنگ اجنادین میں رومیوں کو شکست ہوئی تو وہ ایسے جنگ مقام پر پہنچے جیسے ایک انسان سے زیادہ عبور نہیں کر سکتا تھا رومی قتال کرنے لگے وہ لوگ پہلے سے وہاں چلے گئے تھے اور اسے عبور کر لیا تھا ہشام بن العاص بن وائل آگے بڑھے جنگ کی اور شہید ہو کر اس سوراخ پر گر پڑے اور اسے بند کر دیا۔ مسلمان وہاں تک پہنچے تو ڈرے کہ کہیں لاش گھوڑے سے روند نہ جائے۔

عمر بن العاص نے کہا کہ اے لوگوں اللہ نے انہیں شہید کر دیا، انکی روح کو اٹھا لیا اب تو وہ صرف ایک جثہ ہے، لہذا تم اسے گھوڑوں سے روندو، پھر خود انہوں نے اسے روند لوگ ان کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ انہیں کاٹ ڈالا۔ جب پوری شکست ہو گئی اور مسلمان لشکر کی طرف لوٹے تو عمر بن العاص ان کے پاس دوبارہ گئے گوشت اعضاء اور ہڈیوں کو جمع کر کے چمڑے کے فرش میں لا ڈالا اور دفن کیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب کو انکی شہادت کی خبر پہنچی تو کہا کہ اسلام کے لئے وہ کیسی اچھی مدد تھی۔

خالد بن معدان (اور دوسرے طرق) سے مروی ہے کہ مسلمانوں اور رومیوں کی سب سے پہلی جنگ اجنادین تھی جو جمادی الاولیٰ ۱۳ء میں ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں ہوئی، اس روز عمر بن العاص امیر تھے۔

ابوقیس بن الحارث ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، انکی والدہ ام ولد تھیں جو حفریہ تھیں، مکہ میں قدیم الاسلام تھے، ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ گئے، پھر آئے اور اس کے بعد کے مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر کام رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ابو بکر صدیق کی خلافت میں ۱۲ء میں ہوئی۔

عبداللہ بن الحارث..... ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، ان کی والدہ ام الحجاج تھیں جو بنی شنوف بن مرہ بن عبدمنات بن کنناہ میں سے تھیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبداللہ بن الحارث شاعر تھے ان کو البرق (سفر بعید کرنے والا) کہتے تھے، یہ نام ان کے شعر ذیل کی وجہ سے رکھا گیا جو انھوں نے کہا تھا:

اذا ان لم أبرق فلا يستغنى
من الأرض برزق فضاء ولا بحر
(جب میں سفر بعید نہ کروں گا تو مجھے ہرگز کافی نہ ہوگا۔ زمین کا میدان والا خشکی کا حصہ اور نہ سمندر)
مہاجرین حبشہ میں سے تھے، جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابو بکر صدیق کی خلافت میں ہوئی۔

سائب بن الحارث..... ابن قیس بن عدی بن سعد سم ان کی والدہ ام الحجاج بنی شنوف بن مرہ بن عبد مناف بن کنانہ میں سے تھیں۔ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں موجود تھے، جنگ طائف میں راوانہ ہوئے اور اس کے بعد جنگ نخل میں شہید ہوئے جو سوادارون میں پیش آئی، بقیہ اولاد نہ تھی۔ جنگ نخل میں عمر بن الخطاب کی خلافت کی ابتداء میں ذی القعدہ ۳ھ میں ہوئی۔

حجاج بن الحارث ابن قیس بن عدی بن سعد بن بن سہم، ان کی والدہ ام الحجاج بنی شنوف بن مرۃ عبد مناة میں سے تھیں۔ ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے رجب ۵ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے، بقیہ اولاد نہ تھی۔

تقسیم یا نمیر بن الحارث..... ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، ان کی والدہ دختر حرثان بن حبیب بن
سواۃ بن عامر بن صعصعہ تھیں، صرف محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ بشیر بن الحارث بن قیس تھے، ہجرت ثانیہ میں
مہاجر بن حبشہ کے ساتھ تھے۔

سعید بن الحارث ابن قیس بن عدین سعد بن سہم، ان کی اولاد دختر عروہ بن سعد بن عمرو بن عمروہ بن سعد کی بیٹی تھیں، سعید ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے جب ۱۵ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

معد بن الحارث..... ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، ان کی والدہ دختر عروہ بن سعد بن خزیم بن سلمان

بن سعد بن جمح تھیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبد عمرو بن عروہ بن سعد کی بیٹی تھیں۔ ہشام بن محمد بن معبد بن الحارث کہا، محمد بن عمر نے معمر بن الحارث کہا۔

سعید بن عمرو التمیمی..... ان لوگوں کے حلیف اور ماں شریک بھائی تھے ان کی والدہ دختر حریثان بن حبیب بن سواہ بن عامر بن صعصعہ تھیں موسیٰ بن عقبہ اور حمس بن اسحاق نے اسی طرح سعید بن عمرو نے کہا۔ محمد بن عمرو ابو معشر نے معبد بن عمرو کہا۔ ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے۔

عمیر بن رباع..... ابن حزام بن سعید بن کم، محمد بن عمرو نے اسی طرح کہا۔ ہشام بن محمد بن السائب نے کہا کہ وہ عمیر بن رباع بن حریفہ بن سعد بن کم تھے۔ ان کی والدہ ام وائل بنت معمر بن وہب بن حزام بن جمح تھیں۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ عمیر بن رباع ہجرت ثانیہ کے مہاجرین حبشہ میں تھے جن کو سب نے اپنی روایت میں بیان کیا۔ عین التمر میں شید ہوئے۔

حلفائے بنی سعد

حمیہ بن جزء..... ابن عبد بن یغوث بن عویج بن عمرو بن زبید الاصفہانی کا نام نہ تھا۔ زبید اس لئے ہوا کہ جب ان کے چچا اور چچا کے بیٹے بہت ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے اپنی مدد سے کون بڑھائے گا۔ بنی اود پر مجھے کون اپنی مدد دے گا ان لوگوں نے جواب دیا، اس لئے ان سب کا نام زبید اصفہانی سے زبید اکبر تک زبید ہو گیا، زبید بن اصفہانی ربیعہ بن سلمہ بن مازن بن ربیعہ بن مہدہ تھے، دو زبید اکبر تھے، انہی تک زبید بن صعب بن سعد العشرہ کی جو مذبح میں سے تھیں جماعتیں ملتی ہیں۔

حمیہ بن جزء کی والدہ ہند تھیں، یہی خولہ بنت عوف بن زہیر بن الحارث بن حماط حمیر کے ذی طلیل میں سے تھیں۔

حمیہ بن جزء ام الفضل لہا بہ بنت الحارث کے جو عباس بن عبد المطلب کے لڑکوں کی والدہ تھیں ماں شریک بھائی تھے۔

محمد بن عمر علی بن محمد بن عبد اللہ بن ابی سیف القرشی نے کہا کہ حمیہ بنی سہم کے حلیف تھے، ہشام بن السائب الکفسی نے کہا کہ حمیہ بن جمح کے حلیف تھے ان کی بیٹی فضل بن العباس بن عبد المطلب کے پاس تھیں، ان سے ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ حمیہ بن جزء مکہ میں زمانہ قدیم میں اسلام لائے۔ سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو چلے گئے۔

ان کے مشاہد میں سب سے پہلا المرسیع ہے جو غزوہ بنی المصطلق ہے۔ ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ المرسیع میں خمس کی تقسیم اور مسلمانوں کے حصوں پر حمیہ بن جزء الزبیدی کو عامل بنایا آنحضرت ﷺ نے تمام مال غنیمت میں سے خمس نکالا، حمیہ بن جزء اس کے محافظ تھے عبد اللہ بن عبد اللہ بن الحارث..... بن نوفل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے خمس پر حمیہ بن جزء الزبیدی کو مامور فرمایا۔ خمس انہیں کے پاس جمع کیا۔

نافع بن بدیل بن ورقاء بنی جمح بن عمرو بن حصیص بن کعب:

عمیر بن وہب بن خلف ابن وہب بن حزام بن جمح، ان کی کنیت ابو امیہ تھی، والدہ ام خلیلہ بنت ہاشم بن سعدی بن سہم تھیں۔ عمیر کی اولاد میں وہب بن عمیر بنی جمح کے سردار امیہ اور ابی تھے، ان کی والدہ رقیقہ تھیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ خالدہ بن کلدہ ابن خلف بن وہب بن حزام بن جمح تھیں۔

عمیر بن وہب مشرکین کے ساتھ بدر میں شریک تھے۔ ان لوگوں نے خبر بنا کر بھیجا تھا کہ اصحاب رسول ﷺ کا شمار کریں اور ان کی تعداد معلوم کریں، جمیر نے تعمیر کی، بدر میں قریش کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے سے واپس کرنے کے سخت خواہش مند تھے۔

جب ان لوگوں کو شکست ہوئی تو ان کے بیٹے وہب بن عمیر اسیر ہو گئے رقاہ ابن رافع بن مالک الزرقی نے گرفتار کیا۔ عمیر مکہ واپس گئے۔ ان سے صفوان بن امیہ نے جو ان سے ساتھ حرم میں بھاگے کہ تمہارا قرض میرے ذمہ ہے، تمہارے عیال میرے ذمہ ہیں جب تک زندہ رہوں گا ان کا خرچ برداشت کروں گا۔ اور تمہارے لئے یہ یہ کروں گا بشرطیکہ تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور انہی قتل کر دو۔

انہوں نے اس شرط پر اس سے موافقت کر لی اور کہا کہ ان کے جانے میں مجھے ایک بہانہ بھی ہے میں کہاں گیا کہ آپ کے اس اپنے بیٹے کے ذریعے میں آیا ہوں۔ عمیر مدینہ آئے، رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے تو اس طرح کہ ہاتھ میں تلوار تھی، رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: یہ شخص غدر کا ارادہ رکھتا ہے مگر اللہ اس کے اور اس غداری کے درمیان حائل ہے۔

جب آگے بڑھا تو رسول اللہ ﷺ کی جانب جھکا۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا کہ ہتھیار لئے ہو۔ انھوں نے کہا کہ حاضر ہوتے وقت میں بھول کے تلوار لئے چلا آیا۔ فرمایا کہ تم کیوں آئے؟ انھوں نے کہا کہ میں اپنے لڑکے کے فدیے میں آیا ہوں۔

فرمایا کہ تم نے حرم میں صفوان بن امیہ سے عہد کیا کہ؟ عرض کی میں نے کچھ نہیں کیا۔ فرمایا، تم نے یہ کیا کہ مجھے اس شرط پر قتل کر دو گے کہ وہ تمہیں یہ یہ چیزیں دے گا۔ تمہارا قرض ادا کرے گا اور تمہارے عیال کا خرچ برداشت کرے گا۔

عمیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ، واللہ میرے اور صفوان کے سوا اسکی کسی کو اطلاع نہ تھی۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو آگاہ کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے سہولت کرو اور ان کے امیر کو رہا کر دو، وہب بن عمیر کو بغیر فدیے کے رہا کر دیا گیا۔

عمیر مکہ واپس گئے، مگر صفوان بن امیہ کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ صفوان کو معلوم ہو گیا کہ وہ اسلام لے آئے ہیں۔ ان کا اسلام بہت اچھا رہا۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی اہل اور بعد کے مشاہد میں نبی ﷺ کے ہجر کا ب رہے۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ عمیر بن وہب یوم بدر میں نکلے۔ وہ مقتولین میں گر پڑے جس شخص نے انھیں زخمی

کیا تھا تلوار لے کے ان کے پیٹ پر رکھ دی۔ انھوں نے تلوار آواز سنی جو عمر یزوں میں تھی۔ گمان کیا کہ ان کو قتل کر دیا گیا۔
عمر نے رات کی ٹھنڈک پائی تو کسی قدر افاقہ ہو گیا۔ وہ کھسکنے لگے اور مقتولین سے نکل کر مکہ واپس گئے اور
اچھے ہو گئے۔

ایک روز جبکہ وہ اور صفوان بن امیہ حرم میں تھے تو انھوں نے کہا کہ والدہ میں مضبوط کلائی والا۔ عمدہ ہتھیار
وال، خوب دوڑنے والا ہوں۔ اگر میرے عیال نہ ہوتے تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا اور اچانک قتل کر دیتا۔
صفوان نے کہاں کہ تمھارے عیال میرے ذمے ہیں تمھارا قرض بھی میرے ذمے ہے۔

عمر گئے اپنی تلوار لی۔ جب وہ داخل ہوئے تو عمر بن الخطاب نے دیکھا، اٹھ کر ان کے پاس گئے تلوار کی
پٹی لے لی اور انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ عمر نے پکارا اور کہا کہ جو شخص تمھارے پاس دین میں داخل
ہونے کو آئے اس کے ساتھ تم لوگ ایسا ہی کرتے ہو؟
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عمر انھیں چھوڑ دو۔

انھوں نے (بجائے سلام کے) نعم صبا حنا (یعنی نعمت میں صبح کرو) کہا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ
نے ہمیں انعم صبا حنا کے بدلے وہ چیزیں دے دی جو اس سے بہتر ہے۔ یعنی ”السلام علیکم“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
تمھارا اور صفوان کا حال جو کچھ تم دونوں نے کہا مجھے معلوم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے بتایا کہ تم نے کہا تھا کہ اگر میرے
عیال نہ ہوتے اور مجھ پر قرض نہ ہوتا تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا اور اچانک قتل کر دیتا۔ اس پر صفوان نے کہا
کہ تمھارے عیال اور تمھارا قرض میرے ذمے ہے۔

عمر نے پوچھا کہ آپ داسکی کس نے خبر دی، والدہ ہم دونوں کے ساتھ کوئی تیسرا نہ تھا۔
فرمایا کہ مجھے جبریل نے خبر دی۔

انھوں نے کہا کہ ہمیں آپ آسمان کی خبر دیتے تھے تو ہم تصدیق نہیں کرتے تھے آپ ہمیں اہل زمین کی خبر
دیتے ہیں۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (ﷺ) اس کے جذبے اور اس کے
رسول ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عمر بن وہب عمر بن الخطاب کے عہد تک زندہ رہے۔

حاطب بن الحارث ابن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ انکی والدہ قتیلہ بنت
مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔ مکہ میں قدیم الاسلام تھے، ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف
ہجرت کی تھی۔ ہمراہ انکی بیوی فاطمہ بنت الحکم بن عبد اللہ بن ابی قیس بن عبدود، ابن نصر بن مالک بن حسل بن عامر
بن لوی بھی تھیں۔

موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق بن محمد بن السائب فاطمہ بنت الحکم کہتے تھے، ہشام ام جمیل کہتے تھے۔
ہجرت حبشہ میں طالب کے ہمراہ ان کے دونوں بیٹے محمد و حارث فرزند ان حاطب بن الحارث بھی تھے،
حبشہ ہی میں حاطب کا انتقال ہو گیا۔ انکی بیوی اور لڑکوں کو دونوں کشتیوں میں سے ایک میں باندھ کر لایا گیا۔
یہ سب موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو محشر و محمد بن عمر نے اپنی روایتوں میں بیان کیا ہے۔

حاطب کی اولاد میں عبداللہ بھی تھے جنکی والدہ حمیرہ ام ولد تھیں۔
ان کے بھائی۔

خطاب بن الحارث..... ابن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمع۔ انکی والدہ قتیلہ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمع تھیں۔

قدیم الاسلام تھے، ہجرت ثانیہ میں شریک تھے، ہمراہ انکی بیوی قلیہ بنت یسار الا زردی، بھی تھیں جو ابی تجرانہ کی بہن تھیں۔ ملک حبشہ ہی میں خطاب کی وفات ہوئی انکی بیوی کو دو کشتیوں میں سے ایک لایا گیا۔
خطاب کی اولاد میں محمد تھے۔

سفیان بن معمر..... ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمع۔ ہشام بن محمد بن السائب نے کہا کہ سفیان کی والدہ اہل یمن میں سے تھیں۔ انھوں نے اس سے زیادہ نہیں بیان کی اور نہ انکی والدہ کا نسب بتایا گیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ سفیان بن عمر کی والدہ حنہ شرجیل بن حنہ کی والدہ تھیں۔
محمد بن اسحاق نے کہا کہ حنہ شرجیل کی والدہ سفیان بن معمر کی زوجہ تھیں۔ ان سے انکی اولاد میں خالد اور جنادہ فرزند ان سفیان بن معمر تھے۔

سفیان مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ہمراہ ان کے دونوں فرزند خالد اور شرجیل بن حنہ اور شرجیل کی والدہ حنہ بھی تھیں۔ حنہ کو بھی انھوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرائی تھی۔ یہ محمد بن اسحاق و محمد ابن عمر کی روایت میں ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔ موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے نہ سفیان بن معمر کو نہ ان کے کسی لڑکے کو ہجرت ملک حبشہ میں بیان کیا۔

بنی عامر لوی:

نبیہ بن عثمان..... ابن ربیعہ بن وہبان بن حذافہ بن جمع، محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ ملک حبشہ میں ہجرت کی لیکن محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جس نے ملک حبشہ کو ہجرت کی وہ انکے والد عثمان بن ربیعہ تھے، واللہ اعلم موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے ان باپ بیٹوں میں سے کسی کو بھی مہاجرین حبشہ میں شمار نہیں کیا۔

بنی عامر بن لوی:

سلیط بن عمرو..... ابن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن عسل بن عامر بن لوی انکی والدہ خولی بنت عمرو بن الحارث بن عمرو یمن کے قبیلہ خنس میں سے تھیں، سلیط بن عمرو کی اولاد میں سلیط بن سلیط تھے۔ انکی والدہ دقہطم حلقہ بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن عسل بن عامر بن لوی تھیں۔

سلیط مہاجرین اولین میں سے مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ حبشہ میں شریک تھے ہمراہ انکی بیوی

فاطمہ بنت عاتکہ بھی تھیں۔ روایت محمد بن اسحاق محمد بن عمر، لیکن موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے ہجرت ملک حبشہ میں انکا ذکر نہیں کیا۔

سبط احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنا فرمان دے کر ہوذ بن علی انصاری کے پاس محرم ۷۰ء میں بھیجا تھا۔ ابو بکر صدیق کی خلافت میں ہجرت نبوی کے بارہویں سال جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

سکمران بن عمرو..... ابن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن عسل بن عامر بن لوی۔ انکی والدہ جی بنت قیس بن خبیس بن ثعلبہ بن حبان بن عنم بن طیح بن عمرو خزاعہ میں سے تھیں۔
سکمران بن عمرو کی اولاد میں عبد اللہ تھے انکی والدہ سودہ بنت زعمہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن عسل بن عامر بن لوی تھیں۔
سکمران بن عمرو مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔

ہجرت ثانیہ حبشہ میں شریک تھے، ہمراہ انکی بیوی سودہ بنت زمعہ بھی تھیں، سب نے اپنی روایت میں اتفاق کیا کہ سکمران بن عمرو مہاجرین حبشہ میں تھے۔ اور ہمراہ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ بھی تھیں۔
موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے کہا کہ سکمران کی وفات ملک حبشہ میں ہوئی، محمد بن اسحاق و محمد بن عمر نے کہا کہ سکمران مکہ واپس آ گئے تھے۔ ہجرت مدینہ سے پہلے ہی مکہ میں وفات ہو گئی۔
رسول اللہ ﷺ نے انکی بیوی سودہ بنت زمعہ سے نکاح کر لیا۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کی وفات کے بعد وہ سب سے پہلی عورت تھیں۔ جن سے آپ نے نکاح کیا۔

مالک بن زمعہ..... ابن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن عسل بن عامر بن لوی۔
سودہ بنت زمعہ زوجہ نبی ﷺ کے بھائی تھے اور قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے ہمراہ انکی بیوی عمیرہ بنت السعدی بن وقدان بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن عسل بن عامر بن لوی بھی تھیں۔
اس پر سب نے اپنی روایت میں اتفاق کیا۔
وفات کے وقت مالک بن زمعہ کے بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابن ام مکتوم..... اہل مدینہ ان کا نام عبد اللہ کہتے ہیں۔ عراق والے اور ہشام بن محمد ابن السائب کہتے ہیں کہ ان کا نام عمرو تھا۔ اس کے بعد ان کے نسب پر سب نے اتفاق کیا۔

ابن قیس بن زائدہ بن الاصم بن رواد بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی انکی والدہ عاتکہ تھیں۔ وہی ام مکتوم بنت عبد اللہ بن عنکبہ بن عامر بن مخزوم بن یثقبہ تھیں۔ ابن ام مکتوم یزمانہ قدیم مکہ میں اسلام لائے۔ نابینا تھے اور بدر کے کچھ دن بعد مدینہ میں مہاجر ہو کے آئے۔ دار القراء میں جو مخرمہ بن نوفل کا مکان تھا اترے۔ بلالؓ کے ساتھ وہ بھی نبی ﷺ کے موزن تھے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے اکثر غزوات میں انھیں مدینہ پر خلیفہ بنا دیا کرتے تھے وہ لوگوں کو نماز پڑھا یا کرتے تھے۔
 شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ غزوات ایسے کئے کہ ان میں ابن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا
 جانشین بنایا۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔ لوگوں کی امامت کرتے
 تھے حالانکہ نابینا تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ بنایا جو لوگوں کی
 امامت کرتے تھے۔

قادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام مکتوم کو دو مرتبہ مدینہ پر خلیفہ بنایا، حالانکہ وہ نابینا تھے۔
 شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ..... جس وقت بدر جانے لگے تو ابن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا جانشین
 مقرر فرمایا، لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔ ابو عبد اللہ محمد بن سعد (مولف کتاب ہذا) نے کہا کہ ہم سے
 یہ بھی روایت کی گئی کہ ابن ام مکتوم..... رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد اور بدر سے پہلے مدینہ آئے۔

براء سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ نبی عبدالدار بن قصی کے بھائی
 کے مصعب بن عمیر تھے۔ ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا۔ انھوں نے کہا کہ آپ اپنے مقام پر تھے اور
 اصحاب میرے پیچھے تھے پھر ہمارے پاس عمرو بن ام مکتوم نابینا آئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے
 اصحاب نے کیا کیا۔ انھوں نے کہا کہ وہ لوگ اور بھی زیادہ میرے پیچھے تھے۔

براء سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے سب سے پہلے جمع ہمارے پاس آئے مصعب بن
 عمیر اور ابن مکتوم تھے، دونوں لوگوں کو قرآن سکھانے لگے۔

ابو غلال سے مروی ہے کہ میں انس بن مالک کے پاس تھا، انھوں نے پوچھا کہ تمہارے آنکھ کب جاتی
 رہی میں نے کہا کہ اس وقت گئی کہ میں چھوٹا تھا۔

انس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل آئے، ابن ام مکتوم بھی حاضر تھے، جبریل نے پوچھا کہ
 تمہاری نظر کب گئی، انھوں نے کہا کہ اس وقت جب میں بچہ تھا۔ انھوں نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ
 جب میں بندگی آنکھ لیتا ہوں تو اس کے بدلے سوائے جنت کے کوئی جزا نہیں پاتا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم رسول اللہ ﷺ کے موزن تھا حالانکہ نابینا تھا۔
 رسول اللہ ﷺ کے موزنوں کے کسی لڑکے نے روایت کی کہ بلالؓ اذان اور ابن مکتوم اقامت کہتے تھے، بسا
 اوقات ابن ام مکتوم اذان کہتے تھے اور بلالؓ اقامت۔

سالم بن عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلالؓ رات کی یعنی مغرب کی اذان دیں تو
 کھاؤ پیو یہاں تک کہ ام مکتوم (فجر کی) اذان دیں انھوں نے کہا کہ ابن مکتوم نابینا تھے وہ اس وقت تک اذان نہیں
 کہتے تھے جب تک ان سے نہیں کہا جائے کہ صبح ہوگئی، صبح ہوگئی۔

سالم بن عبد اللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے درمضان میں فرمایا کہ بلالؓ مغرب کی
 اذان کہیں تو کھاؤ پیو۔ یہاں تک کہ ام مکتوم فجر کی اذان کہیں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ بلال بن رباح اور ابن ام مکتوم رسول اللہ ﷺ کے موزن تھے، بلال رات کی اذان کہتے تھے اور لوگوں کو پیدا کرتے تھے ابن ام مکتوم فجر کی اذان کا خیال کرتے تھے اس (کے وقت) میں کبھی غلطی نہیں کرتے تھے۔ آنحضرت فرماتے ہیں کہ کھاؤ پیو تا وقتیکہ ابن ام مکتوم اذان نہ کہیں۔

جابر بن عبد اللہ الانصاری سے مروی ہے کہ ام ابن مکتوم نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرا مکان دور ہے نظر سے معذور ہوں اور میں اذان سنتا ہوں، فرمایا کہ اگر تم اذان سنتے ہو تو اس کا جواب دو خواہ سرین کے بل ہی کیوں نہ چلنا پڑے یا فرمایا کہ گھنٹوں کے بل ہی کیوں نہ چلنا پڑے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرو بن ام مکتوم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اپنے لانے والے کی شکایت کی اور کہا کہ میرے اور مسجد کے درمیان ایک درخت حائل ہے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم اقامت سنتے ہو، انھوں نے کہا جی ہاں آپ نے انھیں ترک جماعت کی اجازت نہیں دی۔

جابر بن عبد اللہ الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو ابن ام مکتوم حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ، میرا مکان دور ہے، نظر سے معذور ہوں اور میرا ایک کتا ہے، آپ نے انھیں چند روز کے لئے اجازت دیدی، پھر انھیں بھی اپنے کتے کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ قریش کے لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جن میں عتبہ بن ربیعہ اور قریش کے چند باوجاہت لوگ تھے، آپ ان لوگوں سے فرما رہے تھے کہ کیا یہ خوب نہیں ہے۔ اگر میں لاؤں اور وہ لاؤں، وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ خونوں کی قسم، ہاں، ہاں ابن ام مکتوم آئے آپ ان لوگوں میں مشغول تھے۔ انھوں نے آپ سے کچھ دریافت کیا تو آپ نے ان سے منہ پھیر لیا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل کی۔ عبس وتولی جاء الاعلیٰ (آپ چیں جبیں ہو گئے اور متوجہ نہ ہوئے کہ آپ کے پاس (ابن مکتوم) نایبنا آئے، اما استغنیٰ (لیکن جس شخص نے بے پرائی کی (یعنی عتبہ) اور اس کے ساتھ۔ "فانت له تصدی واما من جانک یسعی وهو یخشی فانت عنه تلہی" (تو آپ اس کے درپے ہیں لیکن جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا (یعنی ابن ام مکتوم) اور وہ اللہ سے ڈرتا ہے تو آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں)۔

ضحاک سے اس آیت۔ عبس وتولی ان جاء الاعلیٰ کی تفسیر میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قریش کے ایک شخص کے درپے ہو کر اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ عبد اللہ بن ام مکتوم نایبنا آئے اور دریافت کرنے لگے، رسول اللہ ﷺ ان سے منہ پھیر رہے تھے اور چیں بہ چیں ہو رہے تھے اور اس دوسرے شخص کی طرف توجہ فرما رہے تھے، جب وہ آپ سے سوال کرتے تھے تو آپ چیں بہ چیں ہو کے منہ پھیر لیتے تھے۔ اللہ نے اپنے رسول کو پھیر دیا اور فرمایا:

"عبس وتولی ان جاء کا الاعلیٰ دماید ریک لعلہ یزکی الی قولہ فانت عنه تلہی"۔

(آپ نایبنا کے پاس آنے سے چیں بچیں ہوئے اور منہ پھیر لیا۔ حالانکہ آپ کو کیا خبر شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا یا نصیحت قبول کرتا اور اسے نصیحت سے فائدہ ہوتا لیکن جس شخص نے رد گردانی کی تو آپ اس کے درپے ہوئے حالانکہ اسکی پاکیزگی حاصل نہ کرنے کی آپ پر ذمہ داری تھی۔ جو شخص آپ کے پاس دوڑ کر آیا وہ اللہ سے ڈرتا

بھی ہے تو آپ اس سے بے پروائی کرتے ہیں۔

یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا اکرام کیا اور دو مرتبہ اپنا جانشین بنایا۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے عامر سے پوچھا کہ کیا نابینا جماعت کی امامت کر سکتا ہے انھوں نے کہا کہ ہاں، رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو (مدینہ پر) خلیفہ بتایا اور آپ غزوات میں تشریف لے گئے تو وہ آپ کے بجائے امامت کرتے رہے حالانکہ وہ نابینا تھے۔

ابی غنیر یعنی محمد بن سہل بن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت غزوۃ قرقرة الکدر میں بنی سلیم و غطفان کی طرف روانہ ہوئے تو مدینہ پر ابن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا جو لوگوں کو جمعہ پڑھاتے تھے اور نبر کے پہلو میں خطبہ پڑھتے تھے۔ منبر کو اپنی بائیں جانب کرتے تھے۔ نیز جس وقت آپ بنی سلیم کے غزوہ بحران میں گئے جو نواح القراع میں ہے تو آپ نے انھیں خلیفہ بنایا، غزوہ احد، حمہ الاسد، بنی النضیر، خندق، بنی قریظہ، غزوہ بنی لحيان، غزوہ الغابہ، غزوہ ذی قردہ اور عمر حدیبیہ میں آپ تشریف لے گئے تو انھیں کو جانشین بنایا۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن ام مکتوم رات کی اذان دیں تو کھا ڈھپو یہاں تک کہ بلال (صبح کی) اذان دیں۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم مدینہ میں ایک یہودیہ کے پاس اترے جو ایک انصاری کی پھوپھی تھی، وہ ان پر مہربانی کرتی تھی مگر اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں ایذا دیتی تھی، انھوں نے اسے مار کر قتل کر دیا۔ بنی ہاشم سے شکایت کی گئی۔ عرض کی یا رسول اللہ وہ مجھ پر مہربانی کرتی تھی۔ لیکن اس نے مجھے اللہ اور اس کے رسول اللہ کے بارے میں ایذا دی تو میں نے اسے مار کر قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اسے دور کرے اس نے اپنا خون باطل کر دیا۔

ابی عبدالرحمن سے مروی ہے کہ جب یہ آیت۔

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

(یعنی جو مومن جہاد سے بیٹھنے والے ہیں وہ ثواب میں مجاہدین فی سبیل اللہ کے برابر نہیں ہیں) نازل ہوئی

تو ابن ام مکتوم نے کہا: یا رب تو نے مجھے (نابینائی میں) مبتلا کیا، میں کیونکہ (جہاد) کروں۔

غیر اولی الضرر،

(سوائے ان کے جو نابینائی والے یا بے غزوہ والے ہیں)

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت:

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ :

نازل ہوئی تو عبداللہ بن ام مکتوم نے کہا یا رب میرا غدر بھی نازل کر دے، میرا غدر بھی نازل کر دے۔ اللہ

نے ”غیر اولی الضرر“ نازل کر دیا۔

یہ دونوں (المؤمنین والمجاهدون) کے درمیان کر دی گئی ہے

”من المؤمنين غير اولي الضرر المجاهدون في سبيل الله“

اس کے بعد وہ جہاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جہنڈا مجھے دیدو، کیونکہ میں نابینا ہوں بھاگ نہیں سکتا، اور

مجھے دونوں صفوں کے درمیان کھڑا کر دو۔

البراسے مروی ہے کہ جب یہ آیت:

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید کو بلایا اور حکم دیا، وہ کاغذ لائے اور اس پر (اس آیت کو لکھا۔ پھر ابن ام مکتوم آئے اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی نابینائی کی شکایت کی تو یہ حصہ نازل ہوا۔

”غیر اولی الضرر“

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں تھا آپ پر سکون نازل ہوا تو آپ کی ران میری ران پر گری پڑی۔ میں نے کوئی چیز رسول اللہ ﷺ کی ران سے زیادہ گراں نہیں پائی۔ یہ حالت جب جاتی رہی تو فرمایا کہ اسے زید لکھ لو میں نے کاغذ پر لکھا:

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ:

عمر بن ام مکتوم نے جو نابینا تھے مجاہدین کی فضیلت سنی تو کھڑے ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ اس کے ساتھ کیا (معاملہ) ہوگا۔ جو جہاد کی طاقت نہیں رکھتا ان کا کلام ختم نہ ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر سکون طاری ہوا۔ آپ کی ران میری ران پر گر پڑی۔ میں نے ویسی ہی گرائی محسوس کی جیسی پہلی مرتبہ محسوس کی تھی جب یہ حالت جاتی رہی تو فرمایا۔ اسے زید پڑھو۔ میں نے پڑھا

”لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ“ فرمایا (اس کے بعد ہی لکھو:

”غیر اولی الضرر“.

زید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تھا اسی حصہ آیت کو نازل فرمایا کہ گویا میں کاغذ کے کنارے اس کو اس کے متصل کی آیت کے پاس دیکھ رہا ہوں۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں کہا۔

”لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“

وہ لکھ ہی رہے تھے کہ آپ کے پاس ابن ام مکتوم آئے جو نابینا تھے۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر قرآن نازل فرمایا۔ آپ کی ران میری ران پر تھی کہ میں نے سمجھ لیا کہ میری ران کھل جائے گی۔ پھر آپ سے (سکون) جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ”غیر اولی الضرر“ نازل فرمایا۔

زید بن ثابت دوسرے طریق سے بھی نبی ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جنگ قادسیہ میں عبداللہ بن ام مکتوم کے پاس سیاہ جھنڈا تھا۔ ان کے بدن پر زرہ تھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم جنگ قادسیہ میں اس طرح روانہ ہوئے کہ بدن پر بڑی زرہ تھی۔

انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زائدہ یعنی ابن ام مکتوم جنگ قادسیہ میں اس طرح قتال کر رہے تھے کہ

بدن پر مضبوط اور بڑی زرہ تھی۔

انس سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم جنگ قادسیہ میں حاضر تھے انھیں کے پاس جھنڈا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ پھر وہ مدینے واپس آ گئے اور وہیں انکی وفات ہوئی۔ عمر بن الخطاب کی وفات کے بعد ان کا کوئی ذکر نہیں سنا گیا۔

بنی فہر بن مالک:

سہیل بن بیضاء بیضاء ان کی والدہ تھیں، والد وہب بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضہ بن الحارث بن فہر بن مالک تھے، انکی والدہ بیضاء تھیں جو وعد بنت جدم بن عمرو بن عائشہ طرب بن الحارث بن فہر تھیں۔ مکہ میں اسلام لائے۔ اپنا اسلام پوشیدہ رکھا۔ قریش انھیں اپنے ہمراہ بدر میں لائے۔ وہ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ گرفتار ہوئے تو عبداللہ بن مسعود نے شہادت دی کہ انھوں نے مکہ میں انھیں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ انھیں رہا کر دیا گیا۔

جس نے اس قصے کو سہیل بن بیضاء کے بارے میں روایت کیا اس نے غلطی کی سہیل بن بیضاء عبداللہ بن مسعود سے پہلے اسلام لائے اور اپنا اسلام چھپایا نہیں انھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسلمان ہو کر بدر میں حاضر ہوئے اسے کوئی شک نہیں۔

جس نے اس حدیث کو ان کے اور ان کے بھائی کے درمیان روایت کر دیا اس نے غلطی کی اس لئے کہ سہیل اپنے بھائی سے زیادہ مشہور تھے۔ اور وہ قصہ سہیل کے بارے میں تھا۔ اہل نے مدینہ میں قیام کیا۔ نبی ﷺ کے درمیان بعض مشاہد میں حاضر ہوئے اور نبی ﷺ کے بعد تک زندہ رہے۔

عمرو بن الحارث بن زہیر ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضہ بن الحارث بن فہر بن مالک۔

ان کی والدہ ہند بنت المضر بن عمرو بن وہب بن بکر بن عبد بن معیض بن عامر بن لوی تھیں۔ مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔

بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر انھوں نے حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شرکت کی۔ مگر موسیٰ بن عقبہ نے وابو معشر نے ان کا مہاجرین ملک حبشہ میں ذکر نہیں کیا۔

عثمان بن عبد غنم بن زہیر ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن عقبہ بن الحارث بن فہر بن مالک۔ ہشام بن محمد نے کتاب النسب میں بیان کیا کہ وہ عامر بن عبد غنم تھے کنیت ابو نافع تھی اور والدہ عبد عوف بن عبد الحارث ابن زہرہ عبد الرحمن بن عوف کی پھوپھی تھیں۔

انکی اولاد میں نافع اور سعید تھے ان دونوں کی والدہ برزہ بنت مالک بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن الحارث بن زہرہ تھیں، مکہ میں قدیم الاسلام تھے بروانیہ۔ موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر ہجرت ثانیہ

میں ملک حبشہ کو گئے۔ اس کے بعد انکی وفات ہو گئی۔

ان کا کوئی فرزند جانشین نہ تھا۔

سعید بن عبد قیس..... ابن لقیط بن عامر بن امیہ بن الحارث بن فہر بن مالک مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ بر وایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمر انھوں نے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی ہجرت کی تھی۔

بقیہ عرب

عمرو بن عبسہ..... ابن خالد بن حذیفہ بن عمرو بن خلف بن مازن بن مالک بن ثعلبہ بن بہشہ بن سلیم بن منظور بن عکرمہ بن فحہ بن قیس بن عیلان بن مضر۔ کنیت ابو النخع تھی۔

عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ عکاظ میں تھے۔ پوچھا کہ اس امر میں کس نے آپ کی پیروی کی؟ فرمایا، ایک آزاد نے اور ایک غلام نے۔ آپ کے ساتھ سوائے ابو بکرؓ اور بلال کے کوئی نہ تھا۔ فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ اللہ نے رسول اللہ اپنے رسول کو قدرت دے۔

عمرو بن عبسہ سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ میں..... رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ عکاظ میں آئے ہوئے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اس امر (اسلام) میں کون آپ کے ساتھ ہے۔ فرمایا، میرے ساتھ دو شخص ہیں ابو بکرؓ و بلالؓ اس وقت بھی اسلام میں آیا۔ میں نے اپنے آپ کو اسلام کا چہارم دیکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کے ہمراہ ٹھہروں یا اپنی قوم میں شامل ہو جاؤں۔ فرمایا۔ اپنی قوم میں شامل ہو جاؤ۔ کیونکہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے (وعدہ) وفا کرے گا جن کو تم دیکھتے ہو اور اسلام زندہ کر دے گا۔ میں آپ کے پاس فتح مکہ سے پہلے حاضر ہوا۔ اسلام کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ میں عمرو بن عبسہ السلمی ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ سے وہ امور دریافت کروں جو آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا مجھے نفع ہوا اور آپ کو ضرور نہ ہو۔

عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا یا رسول کون اسلام لایا۔ فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام، یا فرمایا ایک غلام اور ایک آزاد۔ یعنی ابو بکرؓ و بلالؓ۔ انھوں نے کہا میں اسلام کا چوتھا ہوں۔ عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ وہ اسلام میں تیسرے یا چوتھے تھے۔

ابو عمار شداد بن عبد اللہ سے جنھوں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت کو پایا تھا مروی ہے کہ ابو امامہ نے کہا۔ اے عمر بن عبسہ (تم) اونٹ کی رسیوں والے بنی سلیم کے آدمی ہو۔ کس نے بنا پر یہ دعویٰ کرتے ہو کہ اسلام کے چہارم ہو۔

انھوں نے کہا کہ میں جاہلیت میں بھی لوگوں کو گمراہی پر بھٹاتا تھا اور بتوں کو بیچ جانتا تھا۔ میں نے ایک شخص کو مکہ کی خبریں بیان کرتے اور وہاں کی باتیں کہتے سنا تو اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور مکہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس خفیہ طور پر گیا قوم آپ کے پاس دو حصوں میں تھی۔

میں حیلہ کر کے آپ کے پاس گیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا کہ میں نبی ہوں پوچھا بنی کیا۔ فرمایا، اللہ کا رسول! عرض کی اللہ نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ فرمایا ہاں۔ پوچھا کس چیز کا (رسول بنایا ہے) فرمایا کہ اس امر کا کہ اللہ کا واحد جانو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ بتوں کے توڑنے کا اور صلہ رحم (قربت داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے) کا حکم دیا۔

عرض کی اس امر پر آپ کے ساتھ کون ہے؟

فرمایا کہ ایک آزاد ایک غلام۔ اس وقت آپ کے ساتھ ابو بکر و بلالؓ تھے میں نے کہا کہ میں بھی آپ کا پیروکار ہوں۔ فرمایا کہ تمہیں آج اسکی طاقت نہیں۔ اپنے متعلقین کے پاس جاؤ جب میرے متعلق سننا کہ میں غالب ہو گیا تو مجھ سے ملنا۔

میں متعلقین کے پاس گیا۔ نبی ﷺ مہاجرین کے مدینہ تشریف لائے۔ میں اسلام لے آیا اور خبریں معلوم کرنے لگا۔ یثرب سے آپ کے سوار آئے تو میں نے پوچھا کہ ان میں شخص نے کیا کہا جو تمہارے پاس آئے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ قوم نے ان کے قتل کا ارادہ کیا مگر وہ اسے نہ کر سکے، آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان رکاوٹ کر دی گئی۔ میں نے لوگوں کو اس طرف دوڑتا ہوا چھوڑا۔

میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ آیا۔ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے جانتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ کیا تم وہ شخص نہیں ہو جو میرے پاس مکہ میں آئے تھے۔ میں نے کہا بے شک۔ عرض کی یا رسول اللہ مجھے وہ باتیں بتائیے۔ جو اللہ نے آپ کو بتائیں۔ اور میں ان سے ناواقف۔

فرمایا کہ جب تم صبح نماز پڑھو تو آفتاب طلوع ہونے تک نماز ختم کر دو۔

پھر جب طلوع ہو تو اس وقت تک نماز پڑھو جب تک کہ وہ بلند نہ ہو جائے کیونکہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔

جب وہ بقدر ایک یا دو نیزے کے بلند ہو جائے تو نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز قیامت میں موجود اور حاضر کی جائے گی۔ یہاں تک کہ نیزہ سائے کے مقابل ہو جائے۔ پھر نماز روک دو اس وقت جہنم سجدہ کرتی ہے۔ پھر جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز موجود اور حاضر کی جائے گی۔

پھر عصر پڑھ کے نماز روک تو یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ کیونکہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔ اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ مجھے وضو بھی بتائیے۔

فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنا وضو بطور عبادت کے کرے غرارہ اور کلی کرے، ناک میں پانی ڈال کے چھینکے اور اس میں پانی کے ساتھ منہ اور ناک کے گناہ نہ بہیں۔ وہ اپنا منہ دھوئے جس طرح اللہ نے اسے حکم دیا اور اس کے چہرے اور داڑھی کے کناروں کے گناہ پانی کے ساتھ نہ بہیں۔ اپنے ہاتھ دھوئے اور پانی کے ساتھ اس کے ہاتھوں کے گناہ انگلیوں کی پوروں سے نہ بہیں۔ سر کا مسح کرے جس طرح اللہ نے حکم دیا اور پانی کے ساتھ بالوں کے کناروں سے سر کے گناہ نہ بہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے دونوں قدم نختوں تک دھوئے جس طرح اللہ نے اسے حکم دیا۔ اور اس کے قدموں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ نہ بہیں وہ کھڑا ہو اور اللہ کی حمد و ثنا کرے جس کا وہ اہل ہے۔ دو رکعت نماز پڑھے تو اس بیت سے وہ اپنے گناہوں سے پاک و صاف ہو جائے گا

جس طرح سے پیدائش کے دن اس کی ماں نے اسے پاک و صاف جنا تھا۔

ابو امامہ نے کہا کہ اے عمرو بن عبسہ غور کرو۔ تم کیا کہتے ہو، کیا تم نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کیا آدمی کو یہ سب اپنے مقام میں دیا جائیگا۔ عمرو بن عبسہ نے کہا کہ اے ابو امامہ، میرا سن بڑھ گیا، ہڈیاں پتلی ہو گئیں اور موت قریب آگئی۔ مجھے کوئی ایسی حاجت نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ پر جھوٹ بولوں اگر میں نے اسے صرف ایک یا دو یا تین مرتبہ سنا ہوتا۔ میں نے اسے سات یا آٹھ مرتبہ۔ یا اس سے بھی زیادہ آپ سے سنا ہے۔

عمرو بن عبسہ السلمی سے مروی ہے کہ میں جاہلیت میں بھی اپنی قوم کے معبودوں (بتوں) سے متعضر تھا۔ یہ اس لئے کہ وہ باطل تھے۔ پھر میں اہل التیماء کے کاتبوں میں سے ایک شخص ملا۔ میں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو پتھر کو پوجتے ہیں، قبیلے میں اترتے ہیں تو ان کے ساتھ معبود نہیں ہوتے۔ ایک شخص نکل کر چار پتھر لاتا ہے تین کو تو وہ اپنی ہانڈی (کے چولہے) کے لئے کرتا ہے۔ اور اچھے پتھر کو معبود بنا لیتا ہے جس کی وہ پرستش کرتا ہے۔ جب وہ کسی دوسری منزل میں اترتا ہے تو کوچ کرنے سے پہلے اگر اس سے اچھا پتھر پایا جائے تو اسے چھوڑ دیتا ہے اور دوسرے کو اختیار کر لیتا۔ میری رائے ہے کہ وہ معبود باطل ہے جو نہ نفع پہنچاتا ہے۔ نہ ضرر۔ مجھے ایسا طریقہ بتاؤ جو اس سے بہتر ہو۔

اس نے کہا کہ مکہ سے ایک شخص ظاہر ہو گا جو اپنی قوم کے معبودوں سے نفرت کرے گا اور کسی دوسرے معبود کی طرف دعوت دے گا۔ جب تم اسے دیکھنا تو اس کی پیروی کرنا کیونکہ وہ سب سے بزرگ دین لائے گا۔ جب سے اسے یہ کہا تھا تو میرا مقصد سوائے مکہ کے کہیں کا نہ ہوتا تھا۔ میں آتا تھا اور لوگوں سے پوچھتا تھا کہ کیا مکہ میں کوئی نئی بات ہوئی ہے؟ کہا جاتا تھا کہ نہیں۔ ایک بار اسی طرح سے آیا اور دریافت کیا تم لوگوں نے کہا کہ مکہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو اپنی قوم کے معبودوں سے نفرت کرتا ہے اور دوسرے معبود کی طرف دعوت دیتا ہے۔

میں اپنے متعلقین کے پاس آیا۔ اونٹنی پر کجاوا اکسا اور مکہ میں اپنی اس منزل میں آیا جہاں میں اتر کر تا تھا۔ دریافت کیا تو اسے پوشیدہ پایا اور قریش کو دیکھا کہ اس معاملے میں بہت سخت تھے۔ میں نے بہانہ تلاش کیا اور آنحضرت کے پاس گیا دریافت کیا کہ آپ کیا ہیں۔ فرمایا کہ بنی امیہ نے کہا کہ آپ کو کس نے بھیجا۔ فرمایا اللہ نے میں نے کہا۔ اس نے آپ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا، فرمایا اللہ کی عبادت کے ساتھ جو واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور خونوں کی حفاظت بتوں کے توڑنے قرابت داروں سے اچھے برتاؤ اور راستے کے امن کے ساتھ معبود ہوا ہوں۔

عرض کی۔ یہ تو بہت اچھی باتیں ہیں جن کے ساتھ آپ بھیجے گئے۔ میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ کیا آپ مجھے حکم دیتے ہیں آپ کے ساتھ ٹھہروں یا واپس جاؤں۔ فرمایا میں کو کچھ لایا ہوں کا تم اس کے ساتھ لوگوں کی ناگواری نہیں دیکھتے؟ ایسی صلیبی رت میں تمہارا یہاں ٹھہرنا ناممکن نہیں، تم اپنے متعلقین میں رہو۔ جب سننا کہ میں نے کس طرف ہجرت کی تو میری پیروی کرنا۔

میں اپنے م، متعلقین میں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ آپ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں بھی آپ کے پاس روانہ ہوا۔ اور مدینہ آیا۔ قدموں ہو تو عرض کی یا نبی! اللہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ فرمایا ہاں، تم وہی السلمی ہو جو

میرے پاس مکہ میں آئے تھے۔ اور مجھ سے قلان فلاں باتیں پوچھی تھیں۔ میں نے تم سے یہ یہ کہا تھا۔
میں نے مکہ کی اس صحبت معتنم سمجھا اور جان لیا کہ اس مجلس میں نے زمانے بنے آپ کے قلب کو مجھ سے فارغ
نہیں کیا، عرض کی یا نبی اللہ کس ساعت کی (نماز و علی زیادہ سنی اور قبول) کی جاتی ہے۔

فرمایا آخر کی تنہائی شب کی، کیونکہ اس وقت نماز حاضر کی جاتی ہے اور قبول کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ
آفتاب طلوع ہو۔ جب دیکھو کہ وہ سرخ سرخ طلوع ہو گیا کہ یا وہ ڈھال ہے تو نماز روک دو کیونکہ وہ شیطان کے دو
سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ اور کفا اس کی نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ بقدر ایک یا دو نیزے کے بلند ہو جائے تو
نماز حاضر کی جائے گی اور قبول کی جائے گی۔ جب آدمی کا سایہ اس کے برابر ہو جائے تو اسے روک دو کیونکہ اس وقت
جہنم سجدہ کرتی ہے۔ سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو کیونکہ نماز حاضر کی جائے گی اور قبول کی جائے گی۔ یہاں تک کہ
آفتاب غروب ہو۔ جب دیکھو کہ آفتاب سرخ سرخ ہو کر غروب ہو گیا۔ گویا وہ ایک ڈھال ہے تو نماز روک دو۔

وضو کو بیان فرمایا کہ جب تم وضو کرو تو دونوں ہاتھ منہ اور دونوں پاؤں دھوؤ۔ وضو کر کے تم بیٹھ گئے تو یہ
تمہارے لئے پاک کرنے والا ہے۔ اور اگر تم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور اپنے رب کو ان صفات سے یاد کیا جن کا
وہ اہل ہے تو تم اپنی نماز سے اس طرح پلٹو گے پڑھی اور اپنے رب کو ان صفات سے یاد کیا جن کا وہ اہل ہے تم اپنی نماز
سے اس طرح پلٹو گے جس طرح تم کو تمہاری ماں نے پاک جتنا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب عمرو بن عاصہ مکہ میں اسلام لائے تو اپنی قوم بنی سلیم کے شہروں میں واپس چلے
گئے۔ وہ صفہ اور حاذہ میں اتر کر رہے تھے جو بنی سلیم کی زمین ہے وہ وہیں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ بدر واحد خندق
وحدیبیہ و خیبر (کا وقت) گزر گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ابو ذرؓ

نام جندب تھا۔ ابن جنادہ بن کعب بن صعیر بن الوقعہ بن حرام بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار بن
ملیل بن ضمرہ بن بکر بن عبدمنہ بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

نعم بن عبد اللہ الحمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو ذر کا نام جندب بن جنادہ تھا۔ ایسا ہی محمد بن عمر
وہشام بن محمد بن السائب الکلبی وغیرہ اہل علم نے کہا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ابو معشر فحج کو کہتے سنا کہ ابو ذر کا
نام بربر بن جنادہ تھا۔ ابی ذر سے مروی ہست کہ ہم لوگ اپنی قوم غفار سے نکلے، وہ لوگ شہر حرام در جب وشوال تا محرم
میں قتل و قتال کو حلال جانتے تھے۔ میں اور میرے بھائی انیس اور ہماری والدہ نکلیں، ہم لوگ روانہ ہوئے اپنے ایک
ماموں کے پاس اترے انھوں نے ہمارا اکرام کیا اور ہمارے احسان کیا۔

ان کی قوم نے ہم لوگوں کو حسد کیا، ان لوگوں نے ان سے کہا کہ جب تم اپنے متعلقین سے علیحدہ ہو گے تو
انیس تمہارے خلاف ان لوگوں سے مل جائیں۔ ماموں ہمارے پاس آئے اور جو کچھ ان سے کہا گیا تھا ہم سے بیان
کر دیا۔ میں نے کہا کہ گزشتہ احسان کو تم نہ مکدر کر دیا۔ اب تم سے ہماری موافقت ممکن نہیں۔

ہم نے اپنے اونٹوں کو قریب کیا اور سوار ہو گئے۔ ماموں چادر سے منہ ڈھا تک کر رونے لگے، ہم لوگ
روانہ ہوئے اور مکہ کے قریب اترے۔

انہیں نے ہم سے منافرہ (منافرہ وہی ہے جسے گنوا ری زبان میں آجکل ڈکھل کہتے ہیں) کیا۔ جتنے اونٹ ہمارے پاس تھے اتنے ہی اور فراہم کئے اور منافرے کے لئے کاہن کے پاس آئے، اس نے انہیں کو ان کی حالت کی خبر دی، ہم نے اونٹنوں کو اور ان کے ہمراہ دوسری اونٹنوں کو لائے رسول اللہ ﷺ کی ملاقات سے تین سال پہلے میں نے بھتیجے کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ پوچھا کہ (یہ نماز) کس کے لئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے لئے۔ میں نے کہا کہ دھر رخ کرتے ہو۔ انہوں نے کہا جدر اللہ میرا رخ کر دیتا ہے، میں عشاء کی نماز پڑھتا ہوں۔ جب آخر سحر ہوتی ہے تو مجھے اس طرح القا کیا جاتا ہے کہ گویا میں ایک تختی شے ہوں، یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جاتا ہے۔

انہیں نے کہا کہ مجھے مکہ میں ایک کام، اجازت دو کہ کام کر کے تمہارے پاس آؤں، انہیں گئے اور بہت دیر کے بعد آئے تو پوچھا کہ تمہیں کس نے روکا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں ایک شخص سے ملا جو تمہارے دین پر ہے۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اسے رسول بنایا ہے۔ پوچھا کہ لوگ اسے کیا کہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ لوگ شاعر کا من اور ساحر کہتے ہیں۔

انہیں ایک شاعر تھے، مگر انہوں نے کہا کہ واللہ میں نے کاہنوں کا قول بھی سنا ہے لیکن یہ باتیں کاہنوں کے قول کے مطابق نہیں ہے۔ میں نے ان کے قول کو اقسام شعر پر بھی رکھ کر پرکھا مگر وہ کسی زبان پر نہیں بھرتا، یہ بعید ہے کہ وہ شعر ہو، واللہ وہ ضرور سچے ہیں اور لوگ جھوٹے ہیں۔

میں نے کہا کہ مجھے بھی فرصت دو کہ جاؤں اور دیکھوں انہوں نے کہا اچھا، مگر مکہ والوں سے خبردار رہنا۔ کیونکہ ان لوگوں نے ان کے ساتھ برائی اور بد اخلاقی کی ہے۔

میں روانہ ہو کر مکہ آیا، ایک شخص کو کنزور سمجھ کر اس سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے۔ جسے تم لوگ بے دین کہتے ہو۔ اس نے مجھے اشارہ کیا اور کہا یہ ہے وہ بے دین! مجھ پر اہل وادی ڈھیلے اور ہڈی سے ٹوٹ پڑے۔ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اٹھا تو اس طرح کہ گویا ایک سرخ بت ہوں۔

میں زحزم پر آیا، اس کا پانی پیا، اور اپنے جسم، سے خون دھویا، اے بھتیجے میں شبانہ روز وہاں اس طرح رہا کہ میرے لئے سوائے آب زحزم کے کچھ نہ تھا مگر میں موٹا ہو گیا، پیٹ کی شکلیں جاتی رہیں اور میں نے اپنے جگر پر بھوک کی کمزوری محسوس نہیں کی۔

اہل مکہ ایک روشن چاندنی رات میں تھے کہ اللہ نے ان کے دماغوں پر ضرب لگا دی سوائے دو عورتوں کے کوئی بھی بیعت اللہ کا طواف نہیں کرتا تھا۔ دونوں عورتوں میرے پاس آئیں اساف اور ناکہ (بتوں) کو پکارتی تھیں۔ میں نے کہا کہ تم دونوں اساف و ناکہ میں سے ایک دوسرے کا نکاح کر دو۔

اس بات نے ان کا پکارنے سے باز نہ رکھا۔ وہ میرے پاس آئیں تو میں نے کچھ اس طرح کہا جیسے لکڑی سے آواز آئے۔ البتہ میں نے بات چھپانی نہیں، عورتیں پشت پھیر کے یہ کہتی ہوئی چلی گئیں۔ کہ کاش اس جگہ ہمارے گردہ میں سے کوئی ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ ان دونوں کے سامنے آئے۔ آپ دونوں (حضرات) پہاڑ سے اتر رہے تھے، عورتوں سے پوچھا کہ تمہارے لئے کیا ہوا ہے۔ تو ان دونوں نے کہا کہ کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان ایک بے دین ہے فرمایا کہ اس نے تم دونوں سے کیا کہا۔ انہوں نے کہا کہ اس نے ہم سے ایک ایسا کلمہ کہا جو منہ بھر دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صاحب (ابوبکرؓ) آئے حجر اسود کو بوسہ دیا بیعت اللہ کا طراف کیا اور نماز پڑھی۔ جب نماز پوری کر لی تو میں آپ کے پاس آیا۔ میں پہلا شخص تھا جس نے آپ کو اسلامی سلام کیا۔ آپ نے فرمایا وعلیک (السلام) ورحمۃ اللہ تم کن لوگوں میں سے ہو۔ عرض کی قبیلہ غفار سے، آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی کی طرف اس طرح بڑھایا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ آپ نے یہ ناپسند کیا کہ میں نے اپنے آپ کو غفار کی طرف منسوب کیا۔

میں نے بڑھ کے آپ کے ہاتھ کو پکڑنا چاہا کہ حضرت کے ساتھی (ابوبکر صدیقؓ) نے توجہ کی جو آپ سے زیادہ مجھے جانتے تھے پوچھا کہ تم یہاں کب سے ہو، عرض کی تیس دن سے فرمایا کہ تمہیں کھانا کون کھلاتا ہے۔ عرض کی میرے لئے سوائے آب زمزم کے کوئی کھانا نہیں۔ میں مونا ہو گیا۔ شکم کی شکنیں جاتی رہیں۔ مجھے جگر پر بھوک کی تکلیف بھی معلوم نہیں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مبارک ہے، وہ بھوکے کی غذا ہے۔

ابوبکرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ آج رات انکی مہمانی کی مجھے اجازت دیجئے آپ نے اجازت دی۔ نبی ﷺ اور ابوبکرؓ روانہ ہوئے۔ میں بھی ان کے ہمراہ چلا، ابوبکرؓ نے ایک دروازہ کھولا اور میرے لئے طائف کی کشمش لینے لگے۔ یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں کھایا۔

میں نے مکہ میں قیام کیا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا مجھے کھجور کے ایک باغ والی زمین کی طرف روانگی کا حکم دیا گیا میں اسے سوائے یثرب (مدینہ) کے اور کوئی نہیں خیال کرتا۔ یا تم میری جانب سے اپنی قوم کو (پیام حق) پہنچا سکو گے؟ قریب ہے کہ اللہ ان لوگوں کے ذریعے سے فائدہ دے اور تمہیں ان کے بارے میں اجر دے۔

میں روانہ ہو گیا۔ اپنے بھائی انیس سے ملا تو انھوں نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا کہ اسلام لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔ انیس نے کہا مجھے بھی تمہارے دین سے انکار نہیں، میں بھی اسلام لے آیا اور میں نے بھی تصدیق کی ہم دونوں والدہ کے پاس آئے تو انھوں نے بھی کہا کہ مجھے تم دونوں کے دین سے انکار نہیں۔ میں بھی اسلام لے آئی اور میں نے بھی تصدیق کی۔ ہم لوگ سوار ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے ان کے نصف لوگ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے لے آئے۔ ایماء بن رحمہ ان کی امامت کرتے تھے اور وہی ان کے سردار تھے، بقیہ لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم بھی اسلام قبول کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہ لوگ بھی اسلام لے آئے قبیلہ اسلم کے لوگ آئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! ہم بھی ان باتوں پر اسلام لاتے ہیں جن پر ہمارے بھائی اسلام لائے۔ وہ لوگ بھی داخل دین ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غفار کے لئے اللہ مغفرت کرے اور اسلم سے اللہ مسامت (مصالحت) کرے۔

خفاف بن ایماء بن رحمہ سے مروی ہے کہ ابوذرؓ راستہ روکتے تھے اور ایسے شجاع (بہادر) تھے کہ تنہا جا کر رہزنی کرتے تھے، صبح کی تاریکی میں اپنے گھوڑے کی پشت پر یا پیادہ اس طرح اونٹوں کو لوٹتے تھے گویا وہ درندے ہیں، رات کو وہ قبیلے میں جاتے تھے اور جو چاہا لے لیتے تھے۔

اللہ نے ان کے قلب میں اسلام ڈال دیا۔ انھوں نے نبی ﷺ کو سنا جو اس زمانے میں مکہ تھے اور خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے۔ وہ..... آپ کو درہافت کرتے ہوئے آپ کے مکان پر آئے۔ اس کے قبل انھوں نے کسی

ایسے شخص کو تلاش کیا جو انھیں رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دے مگر کوئی نہ ملا وہ خود دروازے تک پہنچے اور احازت جاتی۔ اندر گئے تو آپ کے پاس ابو بکر تھے جو ایک یا دو دن پہلے اسلام لے چکے تھے اور کہہ رہے تھے۔ یہ رسول اللہ ﷺ، سلام و چھپا نہیں شے نہیں، ہم اسے ضرور ظاہر کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ انھیں چھ جو بے تدریتے تھے۔

ابو ذر نے کہا، یا محمد (ﷺ) آپ کس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ فرمایا، اللہ کی طرف جو واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور بتوں کے چھوڑنے کی طرف تم گواہی دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ابو ذر نے کہا، یا رسول اللہ! میں اپنے متعلقین کے پاس واپس ہوتا ہوں۔ اور جہاد کے حکم کا انتظار کرتا ہوں۔ اس وقت آپ سے ملونگا۔ کیونکہ میں ساری قوم کو آپ کے خلاف دیکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے درست کہا۔

وہ واپس ہوئے۔ ثیبہ غزال کے نیچے رہتے تھے، قافلہ اے قریش کے روکتے اور لوٹ لیتے کہتے کہ میں اس میں سے کوئی چیز تم کو واپس نہ کروں گا تا وقتیکہ یہ شہادت نہ دو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

شہادت دیتے تو جو کچھ لیا تھا سب واپس کر دیتے اور اگر وہ انکار کرتے تو کچھ نہ واپس کرتے، اسی حال پر وہ رہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اور بدر واحد کا زمانہ گزرا۔ پھر وہ آئے اور نبی ﷺ کے پاس مدینہ میں مقیم ہو گئے۔

شیخ ابو معشر سے مروی ہے کہ ابو ذر زمانہ جاہلیت میں بھی عبادت کرتے تھے لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور بتوں کی پرستش نہیں کرتے تھے رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے کے بعد اہل مکہ میں سے ایک شخص ان سے ملا اور کہا کہ اے ابو ذر مکہ میں ایک شخص ہے جو تمہاری ہی طرح کہتا ہے جس طرح تم لا الہ الا اللہ کہتے ہو۔ اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے، پوچھا کہ کن لوگوں میں سے ہے تو اس نے کہا کہ قریش میں سے۔

ابو ذر گوگل میں سے کچھ لیا۔ اس کا توشہ بنایا اور مکہ آئے اور ابو بکرؓ کو دیکھا کہ لوگوں کی ضیافت کرتے ہیں اور انھیں کشمش کھلاتے ہیں۔ انھوں نے بھی سب کے ساتھ بیٹھ کر کھائی۔

پھر دوسرے روز پوچھا کہ اہل مکہ میں سے کسی میں تم کوئی نئی بات دیکھی ہے نبی ہاشم کے ایک شخص نے کہا کہ ہاں، میرے چچا زاد بھائی لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نبی ہیں، انھوں نے کہا کہ مجھے ان کو بتاؤ۔

نبی ﷺ ایک دکان پر اپنی چادر منہ پر ڈالے ہوئے سو رہے تھے ابو ذر نے آپ کو جگایا۔ بیدار ہوئے تو انھوں نے ”انعم صبا حا“ (آپ کی صبح نعمت میں ہو) کہا نبی ﷺ نے کہا کہ علیک السلام، ابو ذر نے کہا کہ آپ جو شعر کہتے ہیں مجھے بھی سنائیے فرمایا کہ میں شعر نہیں کہتا وہ قرآن ہے میں نے اسے نہیں کہا ہے بلکہ اللہ نے کہا ہے انھوں نے کہا مجھے پڑھ کر سنائیے، قرآن کی ایک سورت پڑھ کر سنائی تو ابو ذر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو، انھوں نے کہا کہ نبی غفار میں سے، نبی ﷺ نے تعجب کیا کیونکہ وہ لوگ رہزنی کرتے تھے نبی ﷺ ان کو بغور دیکھنے لگے اور اس واقعے کے تعجب سے اپنی رائے درست فرما

ے گئے اس لئے کہ آپ ان بوؤں کے حالات جانتے تھے۔ فرمایا کہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ ابوذر رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی تھے کہ ابو بکر آئے۔ آپ نے انھیں ان سے اسلام کی خبر دی، ابو بکر نے کہا کہ یہاں شام کو میرے مہمان نہ ہوئے؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ انھوں نے کہا کہ میرے ساتھ چلو وہ ابو بکر کے ساتھ ان کے مکان پر گئے ابو بکر نے انھیں دو گھروں کے رینگ کی چادروں کی پوشاک دی۔

ابوذر چند روز مقیم رہے ایک عورت کو دیکھا کہ بیعت اللہ کا طواف کرتی ہے اور دنیا کی سب سے اچھی دعا کرتی ہے۔ کہتی ہے کہ مجھے یہ اور دے اور میرے ساتھ یہ اور کر سب سے آخر تو اس نے کہا کہ اے اساف اور اے نائلہ، ابوذر نے کہا کہ ان میں سے ایک کا اس کے ساتھی سے (یعنی اساف کا نائلہ سے) نکاح کر دے، وہ ان کے لپٹ گئی اور کہا کہ تو بد دین ہے، قریش کے چند نوجوان آئے اور ان کو مارا بنی بکر کے چند لوگ آئے انھوں نے مدد کی اور کہا کہ ہمارے ساتھی کو کیا ہوا کہ وہ مارا جاتا ہے حالانکہ تم لوگ اپنے لڑکوں کو چھوڑ دیتے ہو، وہ لوگ باہم رک گئے۔ ابوذر نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ! میں قریش کو تو نہ چھوڑوں گا تا وقتیکہ ان سے انتقام نہ لے لوں۔ انھوں نے مجھے مارا۔ وہ روانہ ہو گئے اور عسفان میں قیام کیا۔ جب کبھی کوئی قافلہ قریش غلہ لے کر آتا تھا وہ ان لوگوں کو بھیہ غزال لے جاتے تھے اور ان کے بارے لیتے تھے لوگ گیبوں جمع کرتے تھے، ابوذر اپنی قوم سے کہتے تھے کہ کوئی شخص ایک حب بھی نہ چھوئے..... تا وقتیکہ لا الہ الا اللہ نہ کہے، لوگ لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور لوٹ کا مال لیتے تھے۔

ابی ذر سے مروی ہے کہ میں اسلام میں پانچواں تھا۔

حکام بن ابی الوضاع سے مروی ہے کہ ابوذر کا اسلام چوتھا یا پانچواں تھا ابو جمرۃ النضعی سے مروی ہے کہ ابن عباس نے ان لوگوں کو ابوذر کے اسلام کی ابتداء کی خبر جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو انھوں نے اپنے بھائی کو بھیجا اور کہا کہ تم جاؤ اور میرے پاس اس شخص کی خبر لاؤ اور جو کچھ ان سے سنو بیان کر دو ان کے بھائی روانہ ہوئے اور مکہ میں آئے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور ابوذر کے پاس لوٹ گئے، انھیں خبر دی کہ وہ نیکی اور اخلاقی حمیدہ کی خبر دیتے ہیں اور بدی سے منع فرماتے ہیں۔

ابوذر نے کہا کہ تم نے میرا اطمینان نہیں کیا، خود روانہ ہوئے ہمراہ ایک پرانی مشک رکھ لی جس میں پانی اور توشہ تھا، مکہ آئے اور اس سے گھبرائے کہ کسی س، کچھ دریافت کریں جب رسول اللہ ﷺ سے ملے تو رات ہو چکی تھی مسجد (حرام) کے کسی گوشے میں سو رہے آدمی رات ہو گئی تو انھیں علیؑ لے گئے آنحضرتؐ نے پوچھا یہ کن لوگوں میں سے ہیں؟ علیؑ نے کہا کہ بنی غفار کے ایک شخص ہیں، فرمایا کہ اپنے مکان لے جاؤ، وہ انھیں اپنے مکان لے گئے۔ ان دونوں (علیؑ و ابوذرؓ) میں سے کسی نے بھی اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھا۔

ابوذر صبح کو جستجو میں روانہ ہوئے، مگر آپ سے نہ ملے انھوں نے کسی سے آپ کو دریافت کرنا ناپسند کیا، پلٹ کے سو گئے، شام ہوئی تو علیؑ لے گئے۔ انھوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس شخص کا مکان معلوم کیا جائے۔ علیؑ انھیں لے گئے، وہ سوئے، صبح ہوئی تو دونوں میں سے کوئی بھی اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھتا تھا۔

تیسرے روز صبح کو انھوں نے علیؑ سے عہد لیا کہ اگر وہ اس بات کو ان سے ظاہر کریں گے جو وہ چاہتے ہیں تو وہ ضرور پوشیدہ رکھیں گے اور چھپائیں گے علیؑ نے وعدہ کیا تو انھوں نے خبر دی کہ ان کو اس شخص کے نکلنے کی خبر پہنچی جو

دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو بھیجا کہ میرے پاس آگئی اور جو کچھ ان سے سنیں اسکی خبر لائیں وہ ان کی کوئی ایسی بات میرے پاس نہیں لائے جو مجھے مطمئن کرتی تو میں خود آیا تاکہ ان سے ملوں۔

علیؑ نے کہا کہ میں صبح کو جانے والا ہوں تم میرے پیچھے پیچھے چلنا۔ اگر میں کوئی ایسی بات دیکھوں گا جس سے مجھے تم پر اندیشہ ہوگا تو کھڑے ہونے کا یہاں نہ کروں گا کہ گویا میں پانی پھینکتا ہوں پھر تمہارے پاس آؤں گا اور اگر میں کسی کو نہ دیکھوں گا تو تم میرے پیچھے ہو جانا اور جہاں میں داخل ہوں تم بھی داخل ہونا۔

ابو ذر نے اس ہدایت پر عمل کیا اور علیؑ کے نقش قدم پر نبی ﷺ کے پاس گئے آپ کو واقعہ بتایا۔ رسول اللہ ﷺ کا کلام سن کر اسی وقت اسلام لے آئے اور کہا کہ یا نبی اللہ! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا کہ اپنی قوم کے پاس جاؤ یہاں تک کہ میرا حکم پہنچے۔ عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں اس وقت تک واپس نہ ہوں گا جب تک مسجد میں اسلام کا اعلان نہ کر دوں۔

ابو ذر مسجد حرام میں داخل ہوتے بلند آواز سے ندا دی کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا عبده رسول اللہ علیہ وسلم۔ مشرکین نے کہا کہ یہ شخص بے دین ہو گیا۔ یہ شخص بے دین ہو گیا، لوگوں نے انھیں اتنا مارا کہ وہ گر پڑے۔

عباس آئے ان پر اوندھے پڑے اور کہا کہ اے گروہ قریش تم نے اس شخص کو قتل کر دیا، تم لوگ تاجر ہو اور تمہارے راستے پر غفار رہتے ہیں، کیا یہ چاہتے ہو کہ تمہاری رہبری کی جائے، لوگ ان سے باز آئے ابو ذر دوسرے روز آئے اور پھر ایسا ہی کیا لوگوں نے انھیں مارا جس سے وہ گر پڑے، عباس ان پر اوندھے پڑے اور ان سے اسی طرح کہا جس طرح پہلی مرتبہ کہا تھا، لوگ ان سے باز آ گئے، یہی ابو ذر کے اسلام کی ابتدا تھی۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ ابو ذر نے اپنے اسلام کے شروع ہی میں اپنے بھتیجے سے، یا ابن الامت، (اے لونڈی کے بیٹے) کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اب تک تم میں سے اعرابیت (گنوار پن) نہ گئی۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو ذر غفاری اور منذر بن عمرو کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا جو نبی ساعدہ کے ایک فرد تھے اور وہی شخص تھے جنہوں نے (بیر معبودہ میں) اپنے کو موت کے لئے پیش کر دیا تھا۔

محمد بن عمر نے ابو ذر اور منذر بن عمرو کے درمیان عقد مواخاۃ سے انکار کیا ہے اور کہا کہ مواخاۃ تو صرف قبل بدر ہی تھی۔ جب آیت میراث نازل ہو گئی تو مواخاۃ ختم ہو گئی اور ابو ذر جب اسلام لائے تو اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے گئے۔

بدر واحد و خندق کا زمانہ گزر گیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابی ذر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ذر اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے امراء ہوں گے جو مال غنیمت کو خود لے لیں گے۔ عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، اس وقت میں اپنی تلوار سے اتنا ماروں گا کہ آپ سے مل جاؤں، فرمایا میں تمہیں وہ طریقہ نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہے، (وہ یہ کہ) صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے مل جانا۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں الریذہ سے گزرا تو ابو ذر ملے، میں نے کہا کہ تم کو اس منزل میں کس نے اتارا، انھوں نے کہا کہ میں شام میں تھا۔ مجھ سے اور معاویہ سے اس آیت میں اختلاف ہوا۔ "والذی یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونها فی سبیل اللہ" (اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں

خرچ نہیں کرتے) معاویہ نے کہا کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی میں نے کہا کہ ہمارے بارے میں لوگ ان کے بارے میں نازل ہوئی، میرے اور ان کے درمیان اس بارے میں بحث ہوگئی۔

معاویہؓ نے عثمانؓ کو میری شکایت لکھی، عثمانؓ نے لکھا کہ میں مدینہ آؤں، میں مدینہ آگیا لوگ اس طرح مجھ پر جمع ہو گئے کہ گویا انھوں نے مجھے اس سے قبل نہیں دیکھا تھا۔ یہ عثمانؓ سے بیان کیا گیا تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو کنارے ہو جاؤ اور قریب ہو جاؤ۔ یہ سبب ہے جس نے مجھے اس منزل پر اتارا۔ اگر مجھ پر کوئی حبشی امیر بنا دیا جاتا تو میں اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتا۔

محمد بن میرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذرؓ سے فرمایا کہ جب خبر (کوہ) سلع پہنچے تو اس سے نکل جانا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ فرمایا، میں تمہارے امراء کو نہیں دیکھتا کہ وہ تمہیں بلائیں۔ انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ جو میرے اور آپ کے حکم کے درمیان حائل ہو تو کہا میں اس سے قتال نہ کروں؟ فرمایا نہیں، انھوں نے کہا کہ پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا کہ (اس کی بات) سنو اور، نو اگر حبشی غلام ہی ہو۔

جب یہ ہوا تو وہ شام کی طرف گئے۔ معاویہؓ نے عثمانؓ کو لکھا کہ ابوذرؓ نے شام میں لوگوں کو بگاڑ دیا ہے۔ عثمانؓ نے انھیں بلا بھیجا۔ وہ ان کے پاس آگئے لوگوں نے ان کے متعلقین کو بھی بھیج دیا ان لوگوں نے ابوذرؓ کے پاس ایک تھیلی یا کوئی چیز دیکھی گمان کیا کہ وہ درم ہیں مگر وہ پیسے تھے۔

ابوذرؓ مدینہ آئے تو عثمانؓ نے ان سے کہا کہ میرے پاس رہو، صبح و شام تمہارے پاس (دودھ پینے کے لئے) دودھ والی اونٹنیاں آئیں گی۔ انھوں نے کہا کہ مجھے تم لوگوں کی دنیا کی کوئی حاجت نہیں اجازت دیجئے کہ میں الربذہ چلا جاؤں، انھوں نے اجازت دیدی اور وہ الربذہ چلے گئے۔

الربذہ میں جب پہنچے تو نماز کی اقامت کہی جا چکی تھی۔ عثمانؓ کی طرف سے ایک حبشی امیر تھا وہ (مصلے سے) پیچھے ہٹا تو ابوذرؓ نے کہا کہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سنو اور فرمانبرداری کروں اگرچہ حبشی غلام ہی کی ہو۔ تم حبشی غلام ہو۔ بنی ثعلبہ دو بوڑھے میاں بیوی سے مروی ہے کہ ہم الربذہ میں اترے تو ایک بوڑھا پراگندہ سراور داڑھی والا شخص گزرا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں۔ ہم نے ان کا سر دھونے کی اجازت چاہی۔ انھوں نے اجازت دی اور ہم سے مانوس ہو گئے۔

ہم اسی حالت میں تھے کہ ان کے پاس عراق یا کوفہ کی ایک جماعت آئی اور کہا کہ اے ابوذرؓ آپ کے ساتھ اس شخص (عثمانؓ) نے یہ کیا۔ کیا آپ ہمارے لئے ایک جھنڈا نصب کر دیں گے۔ ہم اتنے پورے کر دیں گے جتنے آپ چاہیں گے۔

انھوں نے کہا کہ اے اہل اسلام، تم لوگ مجھ پر یہ امر نہ پیش کرو اور نہ سلطان کو ذلیل کرو کیونکہ جس نے سلطان کو ذلیل کیا اس کے لئے تو بہ نہیں ہے، واللہ اگر عثمانؓ مجھے بڑی سے بڑی لکڑی یا بڑے سے بڑے پہاڑ پر سولی پر چڑھا دیتے تو میں سنتا مانتا صبر کرتا سمجھتا اور مجھے نظر آتا کہ یہی میرے لئے بہتر ہے اور اگر وہ مجھے ایک افق سے دو سرے افق (کنارہ آسمان) تک چلاتے یا مشرق و مغرب کے درمیان چلاتے تو میں سنتا اور فرمانبرداری کرتا اور سمجھتا اور اسے قائم کرتا۔ یہی میرے لئے بہتر اور گروہ مجھے مکان واپس کر دیتے تو میں سنتا اور مانتا اور صبر کرتا اور خیال کرتا اور یہ رائے قائم کرتا کہ میرے لئے یہی بہتر ہے۔

عبداللہ بن سیدان السلمی سے مروی ہے کہ عثمانؓ و ابوذرؓ نے تہائی میں باتیں کیں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں ابوذر مسکراتے ہوئے واپس ہوئے لوگوں نے کہا کہ تمہارے اور امیر المومنین کے لئے کیا ہے۔ انہوں نے کہا میں سننے اور ماننے والا ہوں اگر وہ مجھے یہ حکم دیں کہ صنعاء یا عدن جاؤں اور مجھے اس کے کرنے کی طاقت بھی ہو تو ضرور کروں گا۔ عثمانؓ نے انہیں حکم دیا کہ وہ الربدہ چلے جائیں۔

ابی ذر سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ کا ہم نشین تھا۔ آپ ایک گدھے پر سوار تھے اور اس پر چار جامہ تھایا چادر تھی۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ابوذر سے زیادہ سچے آدمی کو نہ زمین نے اٹھایا اور نہ آسمان نے سایہ ڈالا۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوذر سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اسے اٹھایا۔ جیسے عیسیٰ بن مریم کی تواضع دیکھنا پسند ہو وہ ابوذر کی طرف دیکھے۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کون مجھ سے اس حال پر ملے گا جس حال پر میں اسے چھوڑوں گا۔ ابوذر نے کہا کہ میں! نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم سچ ہو پھر فرمایا کہ ابوذر سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اٹھایا۔ جیسے عیسیٰ بن مریم کا زہد دیکھنا پسند ہو وہ ابوذر کی طرف دیکھے۔ ابی الدراء سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوذر سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اٹھایا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوذر سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اٹھا۔

عراک بن مالک سے مروی ہے کہ ابوذر نے کہا کہ قیامت کے دن میری مجلس تم سب سے زیادہ رسول ﷺ کے قریب ہوگی اس لئے میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ مجلس شخص کی ہوگی جو دنیا سے اس طرح نکل جائے جس طرح میں نے اسے چھوڑا تھا۔ سوائے میرے واللہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس نے اس میں سے کچھ نہ کچھ حاصل نہ کیا ہو۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں مدینہ آیا۔ پھر شام گیا۔ جمعہ کی نماز پڑھی تو ایسے شخص سے ملا جو کسی ستون کے پاس پہنچتا تو پاس والے جھک جاتے، وہ نماز پڑھتا اور اپنی نماز کو مختصر کرتا تھا میں اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس سے کہا کہ اے بندہ خدا آپ کون ہیں انہوں نے کہا کہ میں ابوذر ہوں، مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو میں نے کہا کہ میں حنف بن قیس ہوں، انہوں نے کہا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ میں تمہیں شر کے لئے تیار نہ کروں گا، پوچھا کہ تم مجھے شر کے لئے کیونکہ تیار کرو گے انہوں نے کہا کہ معاویہ کے منادی نے یہ ندا دی ہے کہ کوئی شخص میرے ساتھ نہ بیٹھے۔

سات باتوں کی وصیت

ابی ذر سے مروی ہے کہ مجھے میرے خلیل (ﷺ) نے سات باتوں کی وصیت فرمائی۔

۱۔ مساکین سے محبت کرنے اور ان کے قریب رہنے کا حکم دیا۔

۲۔ اپنے سے کمتر کو دیکھو اور اپنے سے برتر کو نہ دیکھو۔

۳۔ میں کسی سے کچھ سوال نہ کروں۔

۴۔ میں صدر رحم کروں (قرابت داروں سے اچھا برتاؤ کروں) اگرچہ مجھے اچھی نظر سے نہ دیکھا جائے۔

۵۔ حق کہوں اگرچہ وہ سخت ہو۔

۶۔ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کروں۔

۷۔ اور مجھے یہ حکم دیا کہ ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ کی کثرت کروں کیونکہ یہ کلمات عرش کے نیچے کے

خزانے کے ہیں۔

عبداللہ بن الصامت سے مروی ہے کہ وہ ابوذر کے ساتھ تھے، ان کو عطالی ہمراہ انکی لڑکی بھی تھی جو انکی حواجج (اسی وظیفے) سے پوری کرنے لگی اس کے پاس کچھ سامان زیادہ ہو گیا تو انھوں نے حکم دیا کہ اس سے پیسے بھنالے میں نے کہا کہ اس کو ضرورت کے لئے رکھ چھوڑیے جو آپ کو پیش آئے گی یا مہمان کے لئے جو آپ کے پاس اترے گا۔ انھوں نے کہا کہ میرے غلیل (علیہ السلام) نے وصیت کی ہے کہ جس مال پر کوادہ سونا ہو یا چاندی بخل کیا جائے گا تو وہ اپنے مالک پر چنگاری تا وقتیکہ وہ اسے اللہ کی راہ میں صرف نہ کرے۔

سعید بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ ابوذر کی چار ہزار (سالانہ) تھی جب وہ اپنا وظیفہ لیتے تو خادم کو بلاتے اس سے وہ چیزیں پوچھ لیتے جو انھیں ایک سال کے لئے کافی ہوں، خادم ان کے لئے خرید لیتا تھا، جو بچتا تھا اس کے پیسے کرا لیتے اور کہتے کہ جس نے سونے یا چاندی کا بخل کر کے جمع کیا وہ اپنے مالک پر آگ بن کر بھڑکے گا۔ احنف بن قیس سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوذرؓ نے کہا کہ وہ وظیفہ لو جب تک کہ وہ پوشیدہ ہے اور جب وہ قرض ہو جائے تو اسے ترک کر دو۔ ابی بریدہ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ الاشعری آئے اور ابوذرؓ سے طے ابو موسیٰ ان کے ساتھ رہنے لگے ابو موسیٰ الاشعری دبلے پتکے اور پست قد تھے اور ابوذرؓ کالے اور گھونگر والے بال کے آدمی تھے اشعری ان کے ساتھ رہنے لگے ابوذرؓ کہتے تھے کہ تم مجھ سے الگ رہو اور اشعری کہتے تھے کہ میرے بھائی کو مرحبا یعنی آنا مبارک ابوذرؓ انھیں دیتے اور کہتے کہ میں تمہارا بھائی نہیں ہو تو صرف تمہارے عامل بنائے جانے سے پہلے تمہارا بھائی تھا۔

ابوذرؓ ابو ہریرہ سے طے، ابو ہریرہؓ ان کے ساتھ ہو گئے اور کہا کہ میرے بھائی کو مرحبا! ابوذرؓ نے کہا کہ مجھ سے الگ رہو، کیا تم نے ان لوگوں کے لئے عمل کیا ہے (یعنی عامل بنے ہو) انھوں نے کہا، ہاں، ابوذرؓ نے کہا کہ تم نے عمارت میں طول دیا ہے یا زراعت یا مواشی اختیار کئے ہیں، انھوں نے کہا نہیں، ابوذرؓ نے کہا کہ تم میرے بھائی ہو، تم میرے بھائی ہو۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابوذرؓ کو دیکھا وہ دراز قد گندم گوں سفید سراور داڑھی والے آدمی

تھے۔

کلب بن شہلب الجمری سے مروی ہے کہ میں نے ابوذرؓ کو کہتے سنا کہ مجھے اپنی پڑیوں کی باریکی اور اپنے بالوں کی سفیدی نے عیسیٰ بن مریمؑ کی ملاقات سے مایوس نہیں کیا ہے۔

عبداللہ بن خراش سے مروی ہے کہ میں نے ابوذرؓ کو ایک سایہ بان کے نیچے دیکھا جس نے زیریں حصہ میں ایک بی بی بیٹھی تھیں، اس روایت میں لفظ، سایہ بان کے ساتھ راویوں نے بانوں کا سایہ بان کہا ہے۔

محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر کے ایک بھانجے سے پوچھا کہ ابوذر نے کیا چھوڑا تو انھوں نے کہا کہ دو گدھیاں، ایک گدھا، چند بھٹریں، اور چند سواری کے اونٹ۔

ابی زر سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر میں تمہیں کمزور دیکھتا ہوں اور تمہا رے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، تم دو آدمیوں پر بھی حکم نہ دینا اور نہ مال یتیم کے والی بننا۔

حارث بن یزید الحضری سے مروی ہے کہ ابوذر نے رسول اللہ ﷺ سے امارت کی درخواست کی تو فرمایا کہ تم ضعیف ہو اور وہ امارت ہے۔ قیامت کے روز سوائی شرمندگی ہے۔ سوائے اس شخص کے جو اسے اس کے حق کے ساتھ اختیار کرے اور اسے ادا کرے جو اس پر اس کے بارے میں ہے۔

غالب بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ میں ایک شخص سے ملا جس نے کہا کہ میں بیت المقدس میں ابوذر کے ساتھ نماز پڑھتا تھا جب وہ داخل ہوتے تھے تو اپنے موزے اتار دیتے تھے۔ تھوکتے یا کھنکھارتے تھے تو انھیں (دونوں موزوں) پر اس نے کہا کہ جو کچھ ان کے گھر میں تھا اگر وہ جمع کیا جاتا تو ان تمام چیزوں سے اس شخص کی چادر (قیمت میں) زیادہ ہوتی۔ جعفر نے کہا کہ پھر میں نے یہ حدیث مہران بن میمون سے بیان کی تو انھوں نے کہہ میں تو نہیں سمجھتا کہ ان کے گھر میں جو کچھ تھا وہ درم کے بھی برابر تھا۔

علیٰ سے مروی ہے کہ سوائے ابوذر کے آج نہ میں اور نہ کوئی شخص ایسا باقی ہے۔ جو اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پروا نہ کرتا ہو، انھوں نے (اظہار افسوس کے لئے) اپنا ہاتھ اپنے سینے پر مارا۔

ابن جریج وغیرہ سے مروی ہے کہ علیٰ سے ابوذر رگور یافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ابوذر نے اتنا علم (اپنے سینے میں) بھرا کہ وہ (بھرتے بھرتے) عاجز ہو گئے۔ وہ نجیل و حریص تھے، نجیل اپنے دین پر تھے اور حریص علم پر وہ بہت سوال کیا کرتے تھے، انھیں (جواب یا علم) دیا جاتا تھا اور ان (کی حاجت) کو روکا جاتا ہے۔ ان کے ظریف میں اتنا بھر گیا تھا کہ وہ بھر گئے تھے۔

مگر لوگوں کو یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ (علیٰ) اپنے اس قول دلی علامہ عزیٰ سے کیا مراد لیتے تھے (انھوں نے علم کو اتنا بھرا کہ وہ بھرتے بھرتے عاجز ہو گئے) آیا جو علم ان کے پاس تھا اس کے ظاہر کرنے سے عاجز ہو گئے یا جو علم انھوں نے طلب کیا اس کے نبی ﷺ سے طلب کرنے میں عاجز ہو گئے۔

عبداللہ بن الصامت سے مروی ہے کہ میں ابوذر کے ساتھ قوم غفار کے ایک گروہ کے ہمراہ عثمان کے پاس اس دروازے سے گیا جس سے ان کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا۔ خوف ہوا کہ عثمان تا خوش ہو جائیں، ابوذر ان کے پاس گئے، سلام کیا، پھر سوائے اس کے کوئی اور بات شروع نہ کی کہ، آپ نے مجھے ان لوگوں سے سمجھ رکھا ہے، میں ان (اہل فتنہ) سے نہیں ہوں۔ اگر آپ مجھے حکم دیں کہ کجاوے کی دونوں لکڑیاں پکڑوں تو آپ کے حکم تک میں انھیں ضرور پکڑوں گا۔ پھر ان سے ربذہ جانے کی اجازت چاہی۔ انھوں نے کہا، اچھا ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں۔ تمہارے لئے صدقے کے اونٹوں میں سے اونٹوں کا حک دیتے ہیں جو تمہیں مہلت کے ساتھ میں گے ابوذر نے نداوی کہ اے گروہ قریش دنیا کو تمہیں اختیار کتو اور تمہیں لوگ اسے سمیٹو ہمیں اسکی حاجت نہیں ہم اسے کوئی چیز نہیں سمجھتے۔

وہ روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ میں بھی چلا، ہم دونوں الربذہ آئے، عثمان کے مولیٰ کے پاس پہنچے جو ایک

جہشی غلام تھا۔ اور ان لوگوں کی امامت کرتا تھا، نماز کی اذان کہہ دی گئی تھی، وہ آگے بڑھا..... مگر ابوذر کو دیکھ کے پیچھے ہٹا۔ ابوذر نے اسے اشارہ کیا کہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ اور خود اس کے پیچھے نماز پڑھی۔

ابراہیم بن الاشتر سے مروی ہے کہ ابوذر کی وفات کا وقت آیا تو وہ الربذہ میں تھے۔ ان کی بیوی رونے لگی پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے تو انہوں نے کہا کہ میں اس لئے روتی ہوں کہ مجھے تمہارے دفن کرنے کی طاقت نہیں اور نہ میرے پاس کوئی ایسی چادر ہے جو تمہیں کفن کے لئے کافی ہو۔

انہوں نے کہا کہ روؤ نہیں، میں نے ایک روز رسول اللہ ﷺ سے جب کہ میں خدمت نبوی میں ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ فرماتے سنا کہ ضرور ضرورت میں سے ایک شخص ایک بیابان میں مرے گا جس کے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہوگی۔ جیتنے لوگ اس مجلس میں میرے ساتھ تھے۔ وہ جماعت اور آبادی میں مرے! سوائے میرے کوئی باقی نہیں رہا۔ میں نے اس حالت میں بیابان میں صبح کی کہ اب مرتا ہوں۔ لہذا تم راستے میں انتظار کرو۔ غمغریب وہی دیکھو گی جو میں تم سے کہتا ہوں۔ واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔ بیوی نے کہا کہ یہ کیونکہ ممکن ہے۔ حاجی بھی تو اب نہیں انہوں نے کہا کہ تم راستے میں انتظار کرو۔

وہ اسی حالت میں تھیں کہ ایک جماعت نظر آئی جن کو انکی سواریاں اس طرح لئے جا رہی تھیں کہ گویا وہ لوگ چمرگدھ (مرغ مردار خوار) ہیں۔ قوم سامنے آئی لوگ انکی بیوی کے پاس کھڑے ہو گئے اور پوچھا کہ تمہیں کیا ہو، انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان ہے جس کو تم لوگ دفن کرو گے تو اجر ملے گا۔ پوچھا وہ کون ہے۔ ان (بیوی) نے کہا کہ ابوذر ہیں انہوں نے کہا کہ ہمارے ماں باپ ان پر قدا ہوں۔

لوگ اپنے کوڑے گلے میں ڈال کر ابوذر کی طرف بڑھنے لگے۔ ابوذر نے کہا کہ تمہیں مبارک ہو۔ وہ جماعت ہو کہ تمہارے حق میں رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ فرمایا تم لوگ خوش ہو جاؤ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دریا تین لڑ کے ہلاک ہو جائیں اور وہ لوگ اسے (موجب اجر سمجھیں اور صبر کریں تو کبھی وہ دوزخ نہ دیکھیں گے۔

پھر کہا کہ میں نے آج جہاں صبح کی تم لوگ بھی دیکھتے ہو۔ اگر میرے کپڑوں میں سے کوئی چادر کافی ہوتی تو میں اسی کو کفن کے لئے اختیار کرتا، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص جو حاکم ہو یا، قاصد مجھے ہرگز کفن نہ دے ساری قوم نے ان..... اوصاف میں سے کچھ نہ کچھ حاصل کیا تھا سوائے انصار کے ایک نوجوان کے جو ان کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کا ساتھی ہوں۔ میرے صندوق میں دو چادریں ہیں جو میری والدہ کی بنی ہوئی ہیں ان میں سے ایک میرے بدن پر ہے۔ ابوذر نے کہا کہ تم میرے ساتھی ہو، تم مجھے کفن دو۔

ابراہیم بن الاشتر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوذر کی وفات کا وقت آیا تو انکی بیوی رونے لگیں، انہوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے۔ کہنے لگیں کہ میں اس لئے روتی ہوں کہ تمہارے دفن کی مجھے طاقت نہیں، نہ میرے پاس کوئی ایسا کپڑا ہے جو کفن کے لئے کافی ہو۔

انہوں نے کہا روؤ نہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جماعت سے جن میں بھی فرماتے سنا کہ ضرور ضرورت میں سے ایک شخص بیابان میں مرے گا جس کے پاس مومنین کی ایک جماعت آئیگی میں وہی شخص ہوں جو بیابان میں ہوتا ہے واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔ لہذا راستہ دیکھو انہوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوگا حاجی

بھی تو چلے گئے اور راستے طے ہو گئے۔

وہ ایک نیلے پر جاتیں کھڑی ہو کر دیکھتیں پھر واپس آ کر انکی تیمارداری کرتیں اور نیلے کی طرف لوٹ جاتیں۔ اسی حالت میں تھیں کہ انھیں ایک قوم نظر آئی جن کی سواریاں انھیں اس طرح لئے جا رہی تھیں کہ گویا چمر گدھ ہیں، چادر ہلائی تو وہ لوگ آئے اور ان کے پاس رک گئے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا، انھوں نے کہا کہ ایک مسلمان کی وفات ہوئی ہے، تم لوگ اسے کفن دو، پوچھا وہ کون ہے، انھوں نے کہا، ابو ذر ہیں، کہنے لگے کہ ان پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں۔

اپنے کوزے گلوں میں ڈال لئے اور ان کی طرف بڑھے، پاس آئے تو ابو ذر نے کہا کہ تم لوگوں کی خوشخبری ہو، اور حدیث بیان کی جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی، پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو یا تین لڑکے مرتے ہیں اور وہ ثواب سمجھ کر مبر کرتے ہیں تو وہ دوزخ نہیں دیکھیں گے۔ تم لوگ سنتے ہو، اگر میرا کوئی کپڑا ہو جو کفن کے لئے کافی ہو تو سوائے اس کپڑے کے..... کسی میں کفن نہ دیا جائے، یا میری بیوی کا کوئی ایسا کپڑا ہو جو مجھے کافی ہو تو سوائے ان کے کپڑے کے کسی میں نہ کفن دیا جائے۔ میں تم کو اللہ کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں جو شخص حاکم یا نائب یا نقیب یا قاصد ہو وہ ہر گز مجھے کفن نہ دے۔

قوم ان اوصاف میں سے کسی نہ کسی کی حامل تھی، سوائے ایک نوجوان انصاری کے جس نے کہا کہ میں آپ کو کفن دوں گا کیونکہ آپ نے جو بیان کیا میں نے اس میں سے کچھ نہیں پایا۔ میں آپ اس چادر میں کفن دوں گا جا میرے بدن پر اور ان چادروں میں سے ہے جو میرے صندوق میں تھی اور انھوں نے میرے لئے بنا تھا، انھوں نے کہا کہ تم مجھے کفن دینا، رادی نے کہا کہ انھیں اس انصاری نے کفن دیا جو اس جماعت میں تھے اور ان کے پاس حاضر ہوئے، انھیں میں حجر بن العابد اور مالک الاشتر بھی ایک جماعت کے ساتھ، یہ سب کے سب یہی تھے۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ نے ابو ذرؓ کو بزدل و بے وطن کیا اور وہاں انکی شے مقدر (موت) پہنچی اور سوائے انکی بیوی اور ایک غلام کے ان کے ساتھ کوئی نہ تھا تو انھوں نے وصیت کی کہ تم دونوں مجھے غسل و کفن دینا اور شاہ راہ پر رکھ دینا، سب سے پہلے جو جماعت گذریا سے کہنا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ذر ہیں ان کے دفن میں ہماری مدد کرو۔

جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان دونوں نے انکے ساتھ یہی کیا انھیں شاہ راہ پر رکھ دیا، عبداللہ بن مسعود اہل عراق کی ایک جماعت کے ساتھ جو شہر کے رہنے والے تھے آئے وسط راہ پر جنازے نے ان لوگوں کو خوف پریشانی میں ڈالا کہ قریب تھا کہ ادنا سے روند ڈالیں۔ غلام اٹھ کر ان کے پاس گیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو ذر ہیں، ان کے دفن میں میری مدد کرو۔

عبداللہ بلند آواز رونے لگے اور کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ تم تنہا جاؤ گے، تنہا مرو گے اور (قیامت میں) تنہا اٹھائے جاؤ گے، وہ اور ان کے ساتھی اترے اور انھیں دفن کیا۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے ان لوگوں سے آپ کی حدیث بیان کی اور جو کچھ آپ نے ان سے اپنی رواگتی تھوک میں فرمایا تھا بیان کیا۔

سعید بن عطا ابن مروان نے اپنے والد سے راایت کی کہ ابو ذرؓ کو ایک چادر میں دیکھا جسے وہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے، میں نے کہا کہ اے ابو ذرؓ کیا تمہارے پاس اس چادر کے سوا دوسری چادر نہیں ہے، انھوں نے کہا کہ اگر

میرے پاس ہوتی تو تم ضرور اسے میرے بدن پر دیکھتے، میں نے کہا کہ میں نے بہت دنوں پہلے تمہارے بدن پر دو چادریں دیکھی تھیں، انھوں نے کہا کہ بھتیجے وہ دونوں میں نے ایسے شخص کو دیدی جو ان کا مجھ سے زیادہ محتاج تھا، میں نے کہا واللہ تم بھی تو ان کے محتاج تھے، انھوں نے کہا اے اللہ مغفرت کرتا تو دنیاں کو بہت بڑا سمجھتے ہو، کیا تم دیکھتے نہیں کہ میرے بدن پر یہ چھادر ہے اور مسجد کے لیے ایک اور ہے، میرے پاس بھینڑیں ہیں، جنکا ہم دودھ دوتے ہیں اور گدھے ہیں جن پر ہم غلہ لاتے ہیں، میرے پاس وہ شخص ہے جو ہماری خدمت کرتا ہے اور کھانے کی مشقت سے ہمیں سبکدوش کرتا ہے، پھر اور کونسی نعمت ہے جو اس سے افضل ہے جس میں ہم ہیں۔

ابی شعبہ سے مروی ہے کہ ہماری قوم کا ایک شخص ابوذر کے پاس آکر سمجھ بڑیہ پیش کرنے لگا۔ ابوذر نے ان کے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ ہمارے پاس گدھے ہیں جن پر ہم سوار ہوتے ہیں، بھینڑیں ہے جنہیں ہم دوتے ہیں، لونڈی ہے جو ہماری خدمت کرتی ہے اور ہمارے پہننے سے زیادہ عبا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ زیادہ مجھ سے حساب لیا جائیگا، عیسیٰ بن عمیلہ الفزاری سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے ابوذر کو اپنی بکری کا دودھ دوتے دیکھا ہے کہ وہ اپنی ذات سے پہلے اپنے ہمسایہ اور مہمانوں سے (اس کا پلانا) شروع کرتے تھے۔ میں نے انہیں ایک رات کو دیکھا کہ انھوں نے اتنا دواہا کہ بکری کے تھنوں میں کچھ نہ رہا۔

سب انھوں نے نچوڑ لیا اور مہمانوں کے آگے کھجوریں بھی رکھ دیں جو تھوڑی سی تھیں پھر معذرت کی کہ اگر ہمارے پاس وہ چیز ہوتی جو اس سے افضل ہے تو ہم اسے بھی لے آتے، میں نے انہیں اس رات کو کچھ چکھتے نہیں دیکھا۔ خالد بن حیان سے مروی ہے کہ ابوذر و ابوالدرد مشق میں بالوں کے ایک ہی سایہ بان میں تھے۔

عبداللہ بن خواش الکعبی سے مروی ہے کہ میں نے الربزہ میں ابوذر کو بالوں کے ایک سایہ بان میں پایا جس کے نیچے ایک عورت سنا بھی تھی، میں نے کہا کہ اے ابوذر سحما سے نکاح کر لو، انھوں نے کہا میں اس سے نکاح کروں گا جو مجھے زلیل کرے یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے جو میری عزت کرے میرے لیے امر بالمعروف اور نہیں عن المنکر برابر رہا۔ یہاں تک کہ حق نے میرے لیے کوئی دوست نہ چھوڑا۔

ابی اسامہ الرجبی سے مروی ہے کہ میں ابوذر کے پاس گیا وہ ربزہ میں تھے ساتھ ان کی بیوی بی تھیں جو کالی اور آراستہ تھیں زعفران و عطر کا کوئی نشان نہ تھا۔ ابوذر نے کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ مجھے یہ کالی کیا مشورہ دیتی ہے یہ کہتی ہے کہ میں عراق جاؤں، وہاں لوگ مجھ پر اپنی دنیا کے سات جھک پڑیں گے لیکن میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ جہنم کے پل کے نیچے ایک ایسا راستہ ہے جو چکنا اور پھسلنے والا ہے، ہم اگر اس پر اس حالت میں آئیں کہ ہماری گٹھریوں میں قوت ہوگی تو ہم اس حالت سے نجات پانے کے زیادہ اہل ہوں گے کہ ہم اس پر حالت میں آئے کہ لدی ہوئی پھلدار کھجور کی طرح ہوں۔

ابی عثمان البندی سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر کو اس حالت میں دیکھا کہ اپنی سواری پر جھکے ہوئے تھے اور مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے تھے، میں نے انہیں سوتا ہوا خیال کیا ان سے قریب ہو گیا اور کہا کہ اے ابوذر کیا تم سوتے ہو انھوں نے کہا نہیں بلکہ میں نماز پڑھتا تھا۔

یزید بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابوذر کے ساتھ ایک کالی لڑکی ہو گئی ان سے کہا گیا کہ اے ابوذر تمہاری بیٹی ہے انھوں نے کہا کہ اس کی ماں تو یہی دعویٰ کرتی ہے۔

عون بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابو ذر نے دو چادریں اوڑھیں ایک کو تہہ بنایا اس کے لیے حصہ کو چادر بنا لیا دوسری اپنے غلام کو اوڑھادی قوم کے پاس برآمد ہوئے تو لوگوں نے کہا اگر تم دونوں اوڑھتے تو زیادہ بہتر ہوتا انھوں نے کہا، ہاں، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ غلاموں کو اسی میں سے کھلاؤ جو تم کھاؤ۔ اور انھیں اسی میں سے پہناؤ جو تم پہنو۔

ایک اہل البادیہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو ذر کی صحبت اٹھائی مجھے ان کے تمام اخلاق پسند آئے سوائے ایک خلق کے، پوچھا کہ وہ خلق (عادت) کیا ہے انھوں نے کہا کہ وہ عاقل تھے، جب بیت الخلاء سے آتے تو پانی بہا دیتے۔

طفیل بن عمرو ابن طریف بن العاص بن ثعلبہ بن فہم بن غنم بن دوس بن حدثان بن عبد اللہ بن زہران بن الحارث بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن الازو۔

عبد الواحد بن ابی عون الدوسی سے جس کا قریش سے معاہدہ حلف تھا مروی ہے کہ طفیل بن عمر الدوسی شریف، شاعر، مالدار بہت دعوت کرنے والے آدمی تھے، مکہ میں آئے رسول اللہ ﷺ بھی وہیں تھے۔ قریش کے کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے طفیل تم ہمارے شہر میں آئے ہو یہ شخص جو ہمارے درمیان ہے اس نے ہمیں حیران کر دیا ہے، ہماری جماعت کو متفرق کر دیا اور ہماری حالت کو منتشر کر دیا ہے۔ اس کا کلام مثل سحر کے ہے جو بیٹے اور باپ کے درمیان بھائی اور بھائی کے درمیان، میاں اور بیوی جدائی ڈال دیتا ہے ہم لوگ تم پر اور تمھاری قوم پر اس بات کا اندیشہ کرتے ہیں جو ہم میں آگئی لہذا تم اس سے کلام نہ کرو اور نہ اس کی کوئی بات سنو۔

طفیل نے کہا کہ واللہ وہ لوگ برابر میرے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ اس شخص سے کچھ نہ سنوگا اور نہ اس سے کلام کرونگا۔ صبح کو مسجد گیا تو اس اندیشے سے اپنے دونوں کانوں میں روٹی ٹھونس لی تھی کہ اس کے کلام کی آواز پہنچے گی یہاں تک کہ مجھے دور دئی والا کہا جاتا تھا۔

ایک روز صبح کو مسجد گیا، اتفاق سے، رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے قریب کھڑا ہو گیا اللہ کو اسکے سوا کچھ منظور نہ ہوا کہ وہ مجھے آپ کا کچھ کلام سنائے، میں نے اچھا کلام سنا، اپنے دل میں کہا کہ دائے گریہ مادر، واللہ میں بھی ایک عقلمند شاعر ہوں مجھ پر برے سے اچھا پوشیدہ نہیں ہے۔ کیا چیز اس امر سے مانع ہے کہ یہ شخص جو کچھ کہتا ہے اسے نہ سنو جو کچھ وہ لائے اگر وہ اچھا ہو تو اسے قبول کروں برا ہو تو چھوڑ دو۔

میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ آپ اپنے مکان کی طرف واپس ہوئے۔ میں آپ کے پیچھے گیا۔ جب آپ اندر گئے تو میں بھی ساتھ گیا۔ میں نے کہا یا محمد (ﷺ) آپ کی قوم نے مجھ سے اور یہ جس سبب سے کہا، کہا، واللہ انھوں نے مجھے آپ سے اس وقت تک خوف دلانا نہ چھوڑا جب تک کہ میں نے اپنے دونوں کان روٹی سے بند نہ کر لئے تاکہ میں آپ کا کلام نہ سنو، اللہ تعالیٰ کو اس کے سوا کچھ منظور نہ ہوا کہ وہ مجھے آپ کا کلام سنائے، میں نے اچھا کلام سنا، لہذا آپ اپنا معاملہ مجھ پر پیش کیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی، انھوں نے کہا کہ واللہ میں نے کبھی

اس سے اچھا کلام نہیں سنا اور نہ کوئی معاملہ اس سے زیادہ مناسب دیکھا، میں اسلام لاتا ہوں اور حق کی شہادت دیتا ہوں، عرض کی، یا نبی اللہ میں ایسا آدمی ہوں کہ قوم میں میری فرمانبرداری کی جاتی ہے۔ میں انھیں کے پاس لوٹنے والا ہوں، لہذا اللہ سے دعا کیجئے کہ میں جس امر کی انھیں دعوت دوں اس میں وہ میرا مددگار ہو جائے، فرمایا اے اللہ ان کے لئے کوئی نشانی کر دے۔

میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس گھائی میں تھا جہاں حاضر و موجود لوگ نظر آتے تھے۔ تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ کی طرح ایک نور پیدا ہو گیا میں نے کہا اے اللہ میرے منہ کے علاوہ اس نور کو کہیں اور پیدا کر دے میں ڈرتا ہوں کہ لوگ گمان کریں گے کہ وہ مثلہ (چہرے کا تغیر یا داغ) جو ان کے دین کے اختلاف کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے، وہ نور بدل کر میرے کوڑے کے سرے میں پیدا ہو گیا حاضرین اس نور کو میرے کوڑے میں اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے آویزاں قندیل۔

طفیل اپنے مکان میں داخل ہوئے انھوں نے کہا کہ میرے پاس والد آئے میں نے ان سے کہا کہ اے والد مجھ سے دور ہو کیونکہ اب تم میرے نہیں ہو اور نہ میں تمھارا ہوں۔ پوچھا، میرے بیٹے، کیوں، میں نے کہا میں اسلام لے آیا اور دین محمد (ﷺ) کی پیروی کر لی انھوں نے کہا کہ اے فرزند میرا دین بھی وہی ہے جو تمھارا دین ہے۔ میں نے کہا کہ جاؤ غسل کرو اور اپنے کپڑے پاک کرو، وہ آئے تو میں نے انم پر اسلام پیش کیا جس کو انھوں نے قبول کر لیا۔

میری بیوی آنیں تو میں نے ان سے بھی کہا کہ مجھ سے دور ہو کیونکہ نہ میں تمھارا ہوں نہ تم میری، انھوں نے کہا کہ میرے باپ تم پر فدا ہوں، کیوں، میں نے کہا کہ اسلام نے میرے اور تمھارے درمیان جدائی کر دی، میں اسلام لے آیا اور دین محمد کی پیروی کر لی۔

انھوں نے کہا کہ میرا دین بھی وہی ہے جو تمھارا دین ہے، میں نے کہا کہ حسی ذی الشریٰ جاؤ اور اس سے خوب طہارت کرو۔

ذی الشریٰ دوس کا بت تھا اور حسی اس کے محافظ تھے وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا جو پہاڑ سے گرتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ میرے باپ تم پر فدا ہوں کیا تمھیں ذی الشریٰ کے لڑکوں سے کسی شرارت کا اندیشہ ہے؟ میں نے کہا، نہیں تمھیں جو بات پیش آئے اس کا میں ضامن ہوں، وہ گئیں غسل کیا اور آئیں تو میں نے اسلام پیش کیا۔ وہ اسلام لے آئیں۔

میں نے دوس کو اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے تاخیر کی، مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ دوس مجھ پر غالب آگئے آپ اللہ سے ان پر بددعا کیجئے، فرمایا، اے اللہ دوس کو ہدایت دے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ اللہ سے دوس پر بددعا کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ دوس کو ہدایت کر دے اور انھیں لے آئے۔

اس کے بعد پھر طفیل کی حدیث ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی قوم کی طرف روانہ ہو، انھیں دعوت دو اور ان کے ساتھ نرمی کرو، میں روانہ ہوا اور دوس کی بس تی میں رہ کر برابر انھیں دعوت دیتا رہا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور بدر و احد و خندق کا زمانہ بھی گزر گیا۔

قوم کے ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا جو اسلام لائے تھے رسول اللہ خیر میں تھے مدینہ میں دوس کے نشتر یا انتی گھر (کے لوگ) اتارے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر میں ملے، آپ نے مسلمانوں کے ساتھ ہمارا بھی حصہ لگایا، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگوں کو اپنے لشکر کا میمنہ بنادیتے اور ہمارا شعار (جو وقت جنگ اپنی شناخت کے لئے زباں سے کہتے ہیں) میرور کردیتے، آنحضرت نے ہماری درخواست منظور فرمائی، تمام قبیلہ ازوکا شعار آج تک مبرور ہے۔

طفیل نے کہا کہ میں برابر رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو مکہ فتح دی، عرض کی یا رسول اللہ مجھے ذی الکفین کی طرف بھیج دیجئے جو عمرو بن حمہ کا بت تھا کہ میں اسے جلادوں آنحضرت نے انھیں اس کی طرف بھیجا اور انھوں نے اس کو جلادیا۔ بت لکڑی کا تھا طفیل اس پر آگ لگاتے وقت کہہ رہے تھے

یا ذی الکفین لست من عبادک میلادنا اقدم من میلادک

انا حششت النادفی فوادک

(اے ذی الکفین میں تیرے بندوں میں نہیں ہوں۔ ہماری ولادت تیری ولادت سے پہلے ہے۔

میں نے تیرے دل میں آگ لگادی)

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ طفیل بن عمرو کا ایک بت تھا جس کا نام ذی الکفین تھا انھوں نے اسے توڑ کے آگ لگادی اور کہا:

یا ذی الکفین لست من عبادک میلادنا اقدم من میلادک

انا حشوت النارفی فوادک

اس کے بعد حدیث اول کی طرف رجوع ہے۔

جب میں نے ذی الکفین کو آگ لگادی تو ان لوگوں کو جو اس کا سہارا لیتے تھے ظاہر ہو گیا۔ کہ وہ کوئی چیز نہیں ہے اور سب کے سب اسلام لے آئے۔ طفیل بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کی وفات تک مدینہ میں رہے۔

جب عرب مرتد ہو گئے تو مسلمانوں نے ساتھ نکلے اور جہاد کیا۔ طلحہ اور سارے ملک نجد سے فارغ ہو گئے پھر وہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ گئے۔ ہمراہ ان کے بیٹے عمرو بن طفیل بھی تھے، طفیل بن عمر یمامہ میں شہید ہو گئے۔

ان کے بیٹے عمرو الطفیل مجروح ہوئے، ایک ہاتھ کاٹ ڈالا گیا پھر وہ تندرست ہو گئے اور ہاتھ بھی اچھا ہو گیا۔ عمر بن الخطاب کے پاس تھے کہ کھانا لایا گیا۔ وہ اس سے الگ ہٹ گئے، عمر نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا شاید اپنے ہاتھ کی وجہ سے الگ ہو گئے انھوں نے کہا، ہاں، عمر نے کہا کہ اللہ میں اسے نہ چکھوں گا تا وقتیکہ تم اپنے ہاتھ سے نہ چھولو، کیونکہ واللہ سوائے تمہارے قوم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کا کچھ حصہ جنت میں ہو۔

خلافت عمر بن الخطاب میں جنگ یرموک میں شریک تھے کہ شہید ہو گئے۔

ضما والا زردی..... از دشنوه میں سے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ از دشنوه سے ایک شخص عمر کے لئے مکہ آیا نام ضما تھا۔ کفار قریش کو کہتے سنا

کہ محمد (ﷺ) مجنون ہیں، اس نے کہا کہ اگر میں اس شخص کے پاس جا کر اس کا علاج کر دوں (تو اچھا ہو جائے گا) وہ آپ کے پاس آئے اور کہا، یا محمد (ﷺ) میں ہوا سے علاج کرتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کا علاج کروں شاید اللہ نفع دے۔

رسول اللہ (ﷺ) نے کلمہ شہادت پڑھا، اللہ کی حمد کی اور ایسے کلمات فرمائے جنہوں نے ضداد کو تعجب میں ڈال دیا۔ عرض کی میرے سامنے ان کا اعادہ فرمائیے آپ نے ان کلمات کا اعادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس کلام کے مثل کبھی نہیں سنا میں نے کانہوں کا اور شاعروں کا اور ساحروں کا کلام سنا ہے مگر اس کا مثل کبھی نہیں سنا جو دریا کی گہرائی تک پہنچا ہوا ہے۔ وہ اسلام لے آئے اور حق کی شہادت دی۔ اپنے اوپر اور اپنی قوم پر آپ سے بیعت کر لی۔ اس کے بعد علی بن ابی طالبؓ ایک سریے میں یمن کی طرف روانہ ہوئے لوگوں کو چھڑے کے برتن ملے تو علیؓ نے فرمایا انھیں واپس کر دو کیونکہ یہ قوم ضداد کے برتن ہیں کہا جاتا ہے۔ کہ انھیں کسی مقام پر جس اونٹ ملے۔ لوگوں نے لے لیا۔ علیؓ کو معلوم ہوا کہ وہ قوم ضداد کے ہیں تو کہا کہ لوگوں کو واپس کر دو۔ اونٹ واپس کر دیئے گئے۔

بریدہ بن الحصیب ابن عبد اللہ بن الحارث بن لاعرج بن سعد بن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلمان بن اسلم بن افسی، اسلم ان لوگوں میں ہیں جو خود ان کے دونوں بھائی مالک و ملک بن فرزدان ان الصبی بن حادش بن عمرو بن عامر جو ماء السماء تھے بطون خزاعہ سے الگ ہو گئے تھے۔

بریدہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی، وہ اس وقت اسلام لائے جب رسول اللہ (ﷺ) ہجرت کے لئے ان پر گزرے۔ ہاشم بن عاصم الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ (ﷺ) نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو تنعیم میں بریدہ بن الحصیب حاضر ہوئے رسول اللہ (ﷺ) نے اسلام کی دعوت دی۔ وہ اور جو لوگ ان کے ہمراہ تھے سب اسلام لے آئے وہ لوگ قریب انہی گھر کے تھے، رسول اللہ (ﷺ) نے عشاء کی نماز پڑھی تو ان لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

منذر بن جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے اسی رات کو بریدہ بن الحصیب کو سورہ مریم کے شروع کی تعلیم دی تھی۔ بریدہ بن الحصیب بدر حد گزرنے کے بعد رسول اللہ (ﷺ) کے پاس مدینہ آئے اور رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ مقیم ہو گئے۔ وہ ساکین مدینہ میں سے تھے اور آپ کے ہر کاب مغازی میں شرکت کی۔

ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے الریسع کے قیدیوں کے متعلق حکم دیا تو ان کے بازو باندھ دیئے گئے اور انھیں ایک کنارے کر دیا گیا آپ نے ان پر بریدہ بن الحصیب کو عامل مقرر کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے غزوہ فتح مکہ میں دو جھنڈے باندھے ایک کو بریدہ بن الحصیب نے اٹھایا اور دوسرے کو ناجیہ بن الاعم نے، رسول اللہ (ﷺ) نے بریدہ بن الحصیب کو قبیلہ اسلم و غفار سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ رسول اللہ (ﷺ) نے جس وقت غزوہ تبوک کا ارادہ فرمایا تو ان کو اسلم کے پاس بھیجا۔ ان لوگوں کو دشمن کے مقابلے پر چلنے کو کہیں، رسول اللہ (ﷺ) کی وفات کے بعد مدینہ میں مقیم رہے، بصرہ جب فتح ہوا اور اسے شہر بنایا گیا تو وہاں منتقل ہو گئے اور زمین لے لی وہاں سے وہ جہاد کے لئے خراسان کی طرف روانہ ہوئے۔ مرد میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں وفات ہوئی ان کے بیٹے وہیں رہے۔ ان کی ایک جماعت آئی اور بغداد میں اتری سب

نے وہیں وفات پائی۔

محمد بن ابی النضی سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے بریدہ الاسلمی کو نہر بلخ کے پیچھے سے کہتے سنا کہ ایک لشکر کے دوسرے کو دفن کرنے کے سوا کوئی زندگی نہیں ہے۔

بکر بن وائل کے ایک شخص سے جن کا نام ہم سے نہیں لیا گیا مروی ہے کہ میں بختان میں بریدہ الاسلمی کے ساتھ تھا بریدہ نے کہا کہ میں علیب و عثمان و طلحہ و زبیر پر اعتراض کرنے لگا کہ انکی رائے معلوم کروں قبلہ رہو کے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ اے اللہ عثمان کی مغفرت کر، اے اللہ علی بن ابی طالب کی مغفرت کر۔ اے اللہ طلحہ بن عبید اللہ کی مغفرت کر اور اے اللہ زبیر بن العوام کی مغفرت کر۔

اس کے بعد وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تمہارا باپ نہ رہے۔ کیا تم نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے، میں نے کہ واللہ میں نے تمہارے قتل کا ارادہ نہیں کیا لیکن میں تم سے یہی چاہتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ وہ ایک قوم تھی جن کے لئے اللہ کی طرف سے بہر سے نیکیاں گزر گئیں پھر اگر وہ چاہے تو جو نیکیاں انکی گزریں انکی وجہ سے ان کی مغفرت کر دے اور اگر چاہے تو جو کچھ انھوں نے نئی باتیں کیں انکی وجہ سے ان پر عذاب کرے، ان کا حساب اللہ پر ہے۔

مالک و نعمان

فرزند ان خلف..... ابن عوف بن دارم بن غز بن وائل بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلمان بن اسلم بن قصین حادثہ۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلی نے ہمیں ان کے نام و نسب اسی طرح بتائے اور کہا کہ دونوں یوم احد میں نبی ﷺ کے مجبر تھے۔ اسی روز شہید ہوئے اور ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے۔

ابو رہم الغفاری..... نام کلثوم بن الحصین بن خلف بن عبید بن معشر بن زید بن احمیس بن غفار بن ملیک بن ضمرہ بن بکر بن عبدمنہ بن کنانہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد اسلام لائے، غزوہ احد میں طافر ہوئے اسی روز انھیں ایک تیر مارا گیا جو سینے میں لگا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے اس پر تھوک دیا جس سے وہ اچھے ہو گئے۔ ابو رہم کا نام مختور ہو گیا (یعنی جس کا سینہ چھیدا جائے) ابی رہم الغفاری سے مروی ہے کہ عمرہ قضاء میں میں ان لوگوں میں تھا جو قربانی کے اونٹوں کو ہنکاتے تھے اور ان پر سوار ہوتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ طائف سے ہجراتہ جا رہے تھے تو ابو رہم الغفاری رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں اپنی اونٹنی پر تھے پاؤں میں..... ناپاک جوتیاں تھیں، ان کی اونٹنی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی سے ٹکرا گئی۔

ابو رہم نے کہا کہ میری جوتی کا کنارہ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلی پر لگا جس سے آپ کو چوٹ لگ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاؤں پر کوزا مارا اور فرمایا کہ تم نے میرے پاؤں کو چوٹ لگا دی اپنا پاؤں پیچھے رکھو۔ مجھے اپنے اگلے

پچھے گن ہوں کی فکر ہوئی اور اندیشہ ہوا کہ اس سخت فعل کی وجہ سے جو میں نے کیا میرے بارے میں قرآن نازل ہوگا۔ جب ہم نے ہجرانہ میں صبح کی تو میں جانوروں کو چرانے کے لئے نکل گیا حالانکہ میری باری کا دن نہ تھا۔ اس خوف سے بچنا چاہتا تھا کہ بنی علیہ السلام کا قاصد مجھے بلانے کیلئے آئے گا۔

شام کو اونٹ واپس لایا۔ دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ تمہیں نبی ﷺ نے یاد فرمایا تھا۔ میں نے کہا واللہ ایک بات پیش آ ہی گئی۔ میں آپ کے پاس ڈرتے ڈرتے آیا۔ فرمایا کہ تم نے مجھے اپنے پاؤں سے دکھ دیا تو میں نے تمہیں کوڑا مارا۔ لہذا یہ بکریاں اس مار کے بدلے لے لو۔

ابورہم نے کہا کہ آپ مجھ سے داخل ہو جانا مجھے دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت تبوک کی روانگی کا ارادہ فرمایا تو ابورہم کو انکی قوم کی طرف بھیجا کہ دشمن کے مقابلے پر چلنے کو کہیں اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو بستیوں میں تلاش کریں۔ وہ ان کے پاس ان کے گھومنے کے مقام پر آئے ان لوگوں کی بہت بڑی جماعت تبوک میں حاضر ہوئی۔

ابورہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ ہی میں رہے۔ جب آپ جہاد کرتے تھے تو وہ بھی شریک ہوتے تھے بنی غفار میں ان کا ایک مکان تھا اکثر الصفر، عقیقہ اور اس کے قرب و جوار میں اترتے تھے جو کنانہ کی زمین ہے۔

عبداللہ و عبدالرحمن

فرزند ان ہبیت ب..... فی سعد بن لیث بن بکر بن عبدمنافہ بن کنانہ میں سے تھے۔

دونوں کی والدہ ام نوفل بنت نوفل بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی تھیں۔ دونوں زمانہ قدیم میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب احد میں حاضر ہوئے۔ اور اسی روز شوال میں ہجرت کے تیسویں مہینے شہید ہوئے۔

جعال بن سراقہ الضمری..... کہا جاتا ہے کہ ثعلبی تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی سواد میں ان کا شمار ہوتا تھا جو انصار بنی سلمہ میں سے تھے، فقراء مہاجرین میں سے تھے۔ مرد صالح، کریمہ منظر اور بد شکل تھے، زمانہ قدیم میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب احد میں حاضر تھے۔ اسامہ بن زیدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جعال بن سراقہ نے احد کی طرف جاتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ آپ کا قتل کر دیئے جائیں گے وہ بے چینی سے سانس لیتے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے سینے پر پھیرا اور فرمایا کہ کیا کل سارا زمانہ ہوگا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جعیل بن سراقہ مرد صالح، کریمہ منظر اور بد شکل تھے، خندق میں مسلمانوں کے ساتھ کام کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس روز ان کا نام بدل دیا آپ نے ان کا نام عمر رکھا مسلمان لوگ رجز بڑھنے اور کہنے لگے:

سماہ من بعد جعیل عمر و کان للباس یوما ظہر

(آپ نے جعیل کے بعد ان کا نام عمر رکھا۔ اور آپ اس دن فقیر کے پشت و پٹا تھے)

رسول اللہ ﷺ ان ناموں میں سے کچھ نہ کہتے تھے سوائے اس کے کہ آپ عمر کہتے تھے۔

شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر سے مروی ہے کہ جھیل بھی مسلمانوں کے ساتھ، مہماہ من بعد جھیل عمر کہنے لگے اور سب کے ساتھ وہ بھی ہنستے تھے۔ مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ پروا نہیں کرتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ جھال بن سراقہ تھے۔ تصغیر کر کے جھیل کہا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عمرو رکھا، لیکن شعر میں اسی طرح عمر آیا۔ جھال المرسیع اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ جرانہ میں گنائم خیبر میں سے ان لوگوں کو دیا جن کی تالیف قلوب منظور تھی تو سعد بن ابی وقاص نے کہا یا رسول اللہ آپ نے عینیہ بن حصین اور الاقرع بن حابس اور ان کے مشابہ لوگوں کو تو سوسواونٹ عطا فرمائے اور جھیل بن سراقہ انصمری کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جھیل بن سراقہ روئے زمین کے تمام عینیہ اور الاقرع جیسے لوگوں سے بہتر ہیں، لیکن میں نے ان لوگوں کے قلوب کو مانوس کیا تاکہ یہ اسلام لے آئیں اور میں نے جھیل بن سراقہ کو ان کے اسلام کی سپرد کر دیا۔

عمارہ بن غزیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ ذات الرقاع میں جھیل بن سراقہ کو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی سلامتی کا بشیر (خوش خبری دینے والا) بنا کے مدینے بھیجا تھا۔

وہب بن قابوس الحمزنی کوہ مزنیہ سے اپنی بکریاں لائے، ہمراہ ان کے بھتیجے حارث بن عقبہ بن قابوس تھے ان دونوں نے مدینے کو متغیر پایا تو دریافت کیا کہ لوگ کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ احد میں ہیں، رسول اللہ ﷺ مشرکین قریش سے قتال کرنے گئے ہیں ان دونوں نے کہا کہ چشم خود دیکھ لینے کے بعد ہم کوئی علامت دریا فت نہیں کرتے دونوں اسلام لے آئے اور نبی ﷺ کے پاس احد میں حاضر ہوئے قوم کو جنگ کرتے ہوئے پایا غلبہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی طرف تھا۔

یہ لوگ بھی مسلمانوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہو گئے پیچھے سے خالد بن ابولید اور عکرمہ بن ابی جہل کا لشکر آیا، سب لوگ مل گئے ان دونوں نے اتنا سخت قتال کیا کہ مشرکین کا ایک گروہ ہٹ گیا، رسول اللہ ﷺ نے دوسرے گروہ مشرکین کو بڑھتے ہوئے دیکھ کے فرمایا کہ اس گروہ کو کون بنائے گا۔ وہب بن قابوس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کھڑے ہوئے اور لوگوں پر اتنے تیر برسائے کہ سب واپس ہو گئے وہب لوٹے ایک اور گروہ ہٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس لشکر کو کون بنائے گا؟ الحمزنی نے کہا، یا رسول اللہ میں وہ کھڑے ہوئے اور اس لشکر کو تلوار سے وضع کیا۔ وہ سب بھاگے الحمزنی واپس آئے۔

ایک اور لشکر ظاہر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے کون اٹھے گا، الحمزنی نے کہا یا رسول اللہ میں، فرمایا، اٹھو، تمہیں جنت کی خوشخبری ہے، الحمزنی خوش ہو کے یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ واللہ نہ میں قیلول کرونگا نہ جہاد سے معافی چاہوں گا وہ کھڑے ہوئے ان لوگوں کھس کر تلوار مارنے لگے اور ان کے انتہائی حصہ سے نکل جاتے تھے، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ان کی طرف دیکھنے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہاے اللہ ان پر رحمت کر۔

وہ برابر اسی طرح لڑتے رہے لوگ انھیں گھیرے ہوئے تھے کہ ایک دم سے تلواریں اور نیزے ان پر پڑنے لگے ان لوگوں نے انھیں قتل کر دیا۔ اس روز ان کے جسم پر بیس انہم پائے گئے جو سب کے سب نیزے کے تھے اور

ہر زخم موت کے لئے کافی تھا اس روز بہت بری طرح ان کا مشلہ کیا گیا۔ (یعنی ان کے اعضاء کاٹے گئے)

پھر ان کے بھتیجے حارث کھڑے ہوئے اور انھیں کے طریقے پر قتال کیا۔ وہ بھی قتل ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ انکی لاش کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تم سے راضی ہے کیونکہ میں تم سے راضی ہوں، یعنی وہب سے۔ آپ ان کے قدموں کے پاس کھڑے ہوئے باوجود اس کے کہ آپ کو زخم لگے تھے اور کھڑا ہونا آپ پر گراں تھا مگر آپ برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ المزنی قبر میں رکھ دیئے گئے۔

کفن ایک چادر کا تھا جس میں سرخ دھاریاں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چادر سر پر کھینچ دی اور اسے ڈھانک دیا اور لہبان میں اس میں انھیں داغ کیا۔ تو انکی نصف ساق تک پہنچی، آپ نے حکم دیا، ہم نے گھانس (حزب) جمع کی اور ان کے پاؤں پر ڈال دی جو لحد میں تھے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے۔

عمر بن الخطاب اور سعد بن ابی وقاص کہا کرتے تھے کہ ہمیں کوئی حال المزنی کے حال سے زیادہ پسند نہیں جس پر ہم مر کر اللہ سے ملیں۔

عمر و بن امیہ..... ابن خویلد بن عبد اللہ بن ایاس بن عبد بن ناشرہ بن کعب بن جدی بن ضمرہ بن بکر بن عبد منات بن کنانہ۔

انکی بیوی خلیلہ بنت عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں جن سے ان یہاں ایک جماعت پیدا ہوئی۔

عمر و بن امیہ بدر واحد میں مشرکین کے ساتھ آئے تھے۔ مشرکین احد سے واپس ہوئے تو وہ اسلام لے آئے۔ بہادر آدمی تھے جن کو جبراً تھے۔ کینت ابو امیہ تھی وہ وہی شخص ہیں جن سے اس طرح روایت آئی ہے۔ ابو قلابہ الجمری عن ابی امیہ (یعنی ابو قلابہ الجمری ابی امیہ سے روایت کرتے ہیں)

ابی قلابہ سے اس حدیث میں مروی ہے کہ جو انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے عمرو بن امیہ الضمری سے فرمایا ابا امیہ (اے ابو امیہ)

محمد بن عمر نے کہا کہ سب سے پہلے مشہد جس میں عمرو بن امیہ مسلمان ہو کر حاضر ہوئے پیر معجونہ تھا جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا اس روز انھیں بنی عامر نے گرفتار کر لیا۔ عامر بن الطفیل نے ان سے کہا کہ میری ماں کے ذمہ ایک قیدی کا آزاد کرنا تھا لہذا تم ان کی طرف سے آزاد ہو۔ انکی پیشانی کو قطع کر دیا، وہ مدینہ آئے آپ کو اصحاب کی خبر دی جو پیر معجونہ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بچ گئے اور قتل نہیں کئے گئے جس طرح وہ لوگ قتل کئے گئے۔

عمرو پیر معجونہ سے واپس آ رہے تھے کہ مدینہ کے قریب بنی کلاب کے دو آدمی ملے انھوں نے ان دونوں سے قتال کیا اور قتل کر دیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے انھیں امان تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو خون بہا ادا کیا یہ مقتول وہی تھے جن کے سبب سے رسول اللہ ﷺ بنی الضمیر کی طرف تشریف لے گئے تاکہ ان لوگوں سے انکی دیت میں مدد مانگیں۔

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ اور ان کے ساتھ سلمہ بن اسلم بن حیش الانصاری کو بطور سریرہ مکہ میں ابو

سفیان بن حرب کے پاس بھیجا قریش کو معلوم ہوا تو انکی جستجو کی۔ یہ دونوں پوشیدہ ہو گئے۔

عمر بن امیہ شہر کے کنارے ایک غار میں پوشیدہ تھے کہ عبید اللہ بن مالک بن عبید اللہ التیمی پر قابو پا گئے اور اسے قتل کر دیا۔ ضیب بن عدی کی طرف قصد کیا جو دار پر تھے اور انھیں تھوڑے اٹار لیا۔ مشرکین کے ایک اور شخص کو جو بنی الدیل میں سے تھا اور کانا اور سالانہ تھا قتل کیا پھر مدینہ آئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے تے سے سرور ہوئے اور دعائے خیر دی۔

رسول اللہ ﷺ نے انھیں دو فرمان دے کر نجاشی کے پاس بھیجا ایک میں آپ نے لکھا تھا کہ وہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب کا آپ سے نکاح کر دیں اور دوسرے میں فرمائش تھی کہ جو اصحاب ان کے پاس باقی ہیں وہ انھیں آپ کے پاس سوار کر راویں۔ نجاشی نے ام حبیبہ کا نکاح آپ سے کر دیا اور آپ کے اصحاب کو دو کشتیوں میں آپ کے پاس روانہ کر دیا۔ مدینہ میں عمر بن امیہ کا مکان بڑھیوں کے پاس تھا معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں مدینہ میں انکی وفات ہوئی۔

وحید بن خلیفہ..... ابن فردہ بن فزالہ بن زید بن امری القیس بن الخزرج وہ زید مناۃ ابن عامر بن بکر بن عامر الکبریٰ بن عوف بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید الالات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن دہرہ بن تغلب بن حلوان ابن عمران بن الحاف بن قضاء تھے۔

وحید بن خلیفہ زمانہ قدیم میں اسلام لائے بدر میں حاضر نہیں ہوئے انھیں جبریل سے یحییٰ دی جاتی تھی۔ عامر الشعمی سے مروی ہے کہ آنحضرت نے امیہ کے تین آدمیوں کو تشبیہ دی فرمایا کہ وحید الکفسی جبریل کے مشابہ ہیں، عروہ بن مسعود الکفسی عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہیں اور عبدالعزیٰ ذوال کمال کے مشابہ ہے۔ ابی وائل سے مروی ہے کہ وحید الکفسی کو جبریل سے تشبیہ دی جاتی تھی، عروہ بن مسعود کی مثال حاجب یسین کی سی تھی اور عبدالعزیٰ بن قطن کو ذوال کمال سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے جس شخص کو سب سے زیادہ جبریل کے مشابہ دیکھا وہ وحید الکفسی ہیں۔

ابن عمر نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ جبریل نبی ﷺ کے پاس وحید الکفسی کی صورت میں آتے تھے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہایت تیزی کے ساتھ انھ کھڑے ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ ایک شخص جوڑ کی گھوڑے پر کھڑا تھا اس کے سر پر سفید عمامہ تھا جس کا کنارہ وہ اپنے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ اس کے گھوڑے کی ایال پر رکھے ہوئے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ، آپ نے ایک دم کھڑے ہو کے مجھے اس شخص سے ڈرا دیا، فرمایا، کیا تم نے اسے دیکھا تھا۔ عرض کہ جی ہاں، فرمایا تم نے کس کو دیکھا تھا، عرض کی میں نے وحید الکفسی کو دیکھا تھا۔ فرمایا جبریل علیہ السلام تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تنہا وحید الکفسی کو بطور سر یہ بھیجا۔

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیصر کو ایک فرمان لکھا جس میں اسے اسلام کی

دعوت دی فرمان وحید لکھی کے ہمراہ روانہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ اسے بھرنی کے سردار کو دے دیں کہ اسے قیصر کے پاس بھیج دے۔ بھرنی کے سردار نے اسے قیصر کو بھیج دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وحید اس سے حمیس میں طے رسول اللہ ﷺ کا فرمان دیا۔ یہ واقعہ محرم ۷ھ کا ہے۔ وحید بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمام مشاہد میں حاضر ہوئے۔ خلافت معاویہ بن ابی سفیان تک زندہ رہے۔

کتاب الطبقات کے حصہ و ہم کا جزو آخر تم۔ ہوا۔ الحمد للہ رب العلمین و صلوة علی خیر نہ من خلقہی و حمد و آلہ صحبہ (اجمعین)

تذکرہ مہاجرین کے بعد انصار کا طبقہ ثانیہ مذکور ہوگا جو بدر میں حاضر نہیں ہوئے مگر احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ وصلى الله على محمد وآله۔

صحابہ جو فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے

خالد بن الولید..... خالد کہتے ہیں۔ میں مصاحب تھا، عثمان بن طلحہ سے ملا، ان سے وہ بات بیان کی جس کا ارادہ کرتا تھا، انھوں نے فوراً قبول کر لیا۔ ہم دونوں روانہ ہوئے اور پچھلی شب کی تاریکی میں چلے اہل پہنچے تو اتفاق سے عمر بن العاص طے انھوں نے ہم کو مرحبا (خوش آمدید) کہا ہم نے کہا کہ تم کو بھی (مرحبا) پوچھا کہ تمھاری روائی کہاں ہے۔ ہم نے انھیں خبر دی انھوں نے بھی ہمیں یہ خبر دی کہ نبی ﷺ کا قصد رکھتے ہیں۔ تاکہ اسلام لائیں۔ ہم تینوں ساتھ ہو گئے۔ یکم صفر ۸ھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ حاضر ہوئے جب میں نبی ﷺ کے سامنے آیا تو آپ کو یا نبی اللہ کہہ کر سلام کیا آنحضرت نے خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا۔ میں اسلام لایا اور حق کی شہادت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمھارے لئے عقل سمجھتا تھا اور امید کرتا تھا کہ وہ تمھیں سوائے خیر کے اور کسی کے سپرد نہ کرے گی۔ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کے بعد عرض کی۔ میں نے اللہ کے راستے سے روکنے میں جو کچھ نقصان پہنچایا اس میں میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا کہ اسلام اپنے قبل کے گناہوں کو قطع کر دیتا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ اس کے باوجود (دعائے مغفرت فرمائیے) فرمایا، اے اللہ خالد بن الولید نے تیرا راہ سے روکنے میں جو کچھ نقصان پہنچایا اس میں ان مغفرت کر دے۔

خالد نے کہا کہ عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ بھی آئے اور اسلام لائے، دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی، واللہ جس روز سے میں اسلام لایا رسول اللہ ﷺ چیز میں جزا دیتے تھے اس میں کسی کو میرے برابر نہیں کرتے تھے۔

نبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو مکان کے لئے زمین عطا فرمائی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیر کے بعد اور خالد کے اپنے پاس آنے کے بعد انھیں المنا (جو مکان کا نام ہے) عطا فرمایا، المنا حارثہ بن العثمان کے مکانات تھے جو انھیں اپنے بزرگوں سے وراثت میں ملے تھے

وہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو جب کر دیئے ان میں سے رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید اور عمار بن یاسر کو بطور جاگیر عطا فرمایا۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ جنگ موتہ میں امراء شہید ہو گئے۔ تو ثابت بن اقرام نے جھنڈا لے لیا اور پکارنے لگے کہ اے آل انصار! لوگ ان کی طرف لوٹنے لگے انھوں نے خالد بن الولید کو دیکھا تو کہا کہ اے ابوسلیمان تم جھنڈا لے لو خالد نے کہا کہ میں اسے نہ لوں گا۔ تم مجھ سے زیادہ اس کے مستحق ہو تمھارے لئے کیونکہ اللہ میں نے اسے صرف تمھارے ہی لئے لیا ہے۔ ثابت نے لوگوں سے کہا کیا تم پر خالد متفق ہو، انھوں نے کہا ہاں۔

خالد نے جھنڈا لے لیا اور تھوڑی دیر اٹھائے رہے۔ مشرکین ان پر حملہ کرنے لگے تو وہ ثابت قدم رہے۔ اس پر مشرکین پس پیش کرنے لگے۔ خالد نے مع اپنے اصحاب کے حملہ کر دیا۔ انھوں نے ان کے گروہ میں سے ایک جماعت کو جدا کر دیا ان کے بہت سے آدمیوں کو چھاپ لیا۔ پھر مسلمانوں کو جمع کیا، مشرکین ہزیمت کے ساتھ پلٹے۔ عبد اللہ بن الحارث بن الفضل نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب خالد بن الولید نے جھنڈا لیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اب تنور (جنگ) بھڑکا۔

قیس بن ابی خازم سے مروی ہے کہ میں نے حیرہ میں خالد بن الولید کو کہتے سنا کہ یوم موتہ میں میرے ہاتھ میں تلواریں ٹوٹیں۔

عمر و بن العاصؓ..... (کہتے ہیں کہ)..... میرے (پہلے بیٹے کی بات جنھوں نے معاویہ کی بجائے علیؓ کا ساتھ دینے کا مشورہ دیا تھا جو دین کے حق میں زیادہ بہتر تھا۔) لئے میرے دین میں زیادہ مناسب ہے۔ اے محمد تم نے مجھے ایسی چیز کا مشورہ دیا ہے جو دنیا میں میرے لئے زیادہ معقول ہے اور آخرت میں بدتر، علیؓ سے بیعت کر لی گئی، وہ اپنی گزشتہ روایات پر اترتے ہیں مجھے اپنی خلافت کے کسی کام میں شریک کرنے والے نہیں ہیں۔ اے وردان میں کوچ کروں گا، وہ روانہ ہوئے، ہمراہ ان کے دونوں بیٹے بھی تھے، معاویہ بن ابی سفیان کے پاس آئے ان سے خون عثمانؓ کے انتقال کے مطالبے پر بیعت کی اور دونوں کے مابین ایک عہد نامہ لکھا گیا۔ جس کی نقل یہ ہے:

ایک عہد نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ عہد نامہ ہے جو قتل عثمانؓ بن عفان کے بعد بیعت

المقدس میں معاویہ بن ابی سفیان و عمرو بن العاص کے درمیان ہوا ہے دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کی امانت برداشت کی ہے ہمارے درمیان اللہ اور اسلام کے امر میں باہم مدد کرنے، خلوص کرنے اور خیر خواہی کرنے پر اللہ عہد ہے۔ ہم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی

کی طرح کسی کی مدد ترک نہ کرے گا اور نہ بغیر اس کے کوئی راہ اختیار کرے گا ان امور میں جو ہمارے امکان میں ہونگے۔ ہماری حیات تک نہ بیٹا ہمارے درمیان حائل ہوگا نہ باپ، جب مصر فتح ہو جائے گا تو عمر و اس کے ہلاک اور اسکی امارت پر ہوں گے جس پر امیر المومنین نے انھیں امیر بنایا ہے۔

ہمارے درمیان میں ان امور پر جو ہمیں پیش آئیں گے باہم خیر خواہی مشورہ اور مدد رہے گے۔ لوگوں میں اور عام امور میں معاویہ عمرو بن العاص پر امیر ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ امت کو متفق کر دے پھر جب متفق ہو جائے گی تو دونوں اس کے عمدہ طریقے میں اس عمدہ شرط پر ان لوگوں میں بھی ہونگے جو اللہ کے معاملے میں ان دونوں کے درمیان اس صحیفے میں ہے۔ (یعنی ساری امت کے متفق ہونے پر بھی عمرو بن العاص معاویہ کے ماتحت ہونگے۔) یہ قلم وردان ۳۸ علیؑ کو معلوم ہوا تو وہ کھڑے ہوئے اہل کوفہ کو خطبہ سنایا اور کہا کہ اما بعد، مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ عمرو بن العاص نے جو یدتر ابن بدتر ہیں معاویہ سے خون عثمان کے انتقال کے مطالبے پر بیت کر لی ہے اور انھوں نے اس پر ان لوگوں کو برا بیچتہ کیا ہے واللہ عمرو اور ان مدد خشک باز رہے۔

عمر بن خالد وغیرہ سے مروی ہے کہ زمانہ صفین میں عمرو بن العاص قلب لشکر میں خود اپنے ہاتھ سے قتال کرتے تھے، جب انھیں دنوں میں سے ایک دن ہوا تو اہل شام و اہل عراق نے باہم قتال کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا ہماری صفوں کے پیچھے سے ایک بہت ہتھیار والا لشکر نظر آیا جنھوں میں پانچ سو سمجھتا ہوں ان میں عمرو بن العاص تھے، علیؑ ایک دوسرے لشکر کے ساتھ آئے جو تعداد میں عمر بن العاص کے لشکر کے برابر تھا، رات کے ایک گھنٹہ تک باہم جنگ ہوئی۔ مقتولین کی کثرت ہو گئی عمرو بن العاص نے اپنے ساتھیوں سے چلا کر کہا کہ اے اہل شام، اپنی زمین کا خیال کرو، لوگ پیادہ ہو گئے اور وہ انھیں لے گئے، اہل عراق بھی پیادہ روانہ ہوئے۔ میں نے عمر بن العاص کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے قتال کرتے تھے اور کہتے تھے:

و صبرنا علی مواطن ضنک و خطوب تری البیاض الولید

(ہم نے ان جنگ اور خطروں کے مقامات میں صبر کیا ہے۔ جو بچے کو بوڑھا بنا دیتے ہیں)

اہل عراق کا ایک شخص آ رہا تھا وہ بچ کر عمر تک پہنچ گیا اور انھیں ایک ایسی تلوار ماری جس نے ان کا شانہ مجروح کر دیا وہ کہہ رہا تھا کہ میں ابوالسراء ہوں، عمرو بھی اسے پا گئے اور ایسی تلوار ماری کہ اس کے آ رہا کر دی، عمرو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہٹ آئے ان کے ساتھ بھی ہٹ گئے۔

عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے جنگ صفین میں عمرو بن العاص کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے لئے کرسیاں رکھیں گئیں۔ لوگوں کی صفیں وہ خود قائم کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ مونچھ کترنے کی طرح (کاٹ ڈالو) وہ بغیر زرہ کے تھے میں ان سے قریب تھا اور انھیں کہتے سن رہا تھا کہ شیخ از دی یاد جال (کا قتل) تم پر لا زم ہے یعنی ہاشم بن عقبہ کا۔

الزہری سے مروی ہے کہ لوگوں نے صفین میں ایسا شدید قتال کیا کہ اس کا مثل اس دنیا میں کبھی نہیں ہوا۔ اہل شام و عراق نے بھی قتال کو ناپسند کیا۔ باہمی شمشیر زنی نے طرفین کو بیزور کر دیا تو عمرو بن العاص جو اس روز معاویہ

کی طرف سے امیر جنگ تھے۔ کہا کہ (اے معاویہ) کیا تم میری بات مانو گے کہ کچھ لوگوں کو قرآن بلند کرنے کا حکم دو جو کہیں کہ اے اہل عراق ہم تمہیں قرآن کی طرف اور جو اس کے شروع میں ہے اور اس کے ختم میں ہے اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اے معاویہ اگر تم یہ کرو گے تو اہل عراق میں باہم اختلاف ہو جائے گا اور یہ امر اہل شام میں سوائے اتفاق کے اور کچھ زیادہ نہ کرے گا۔

معاویہ نے انکی بات مان لی اور عمل کیا، عمرو نے اہل شام میں سے چند آدمیوں کو حکم دیا جنہوں نے قرآن پڑھا اور ندا دی، اے اہل عراق ہم تمہیں قرآن کی دعوت دیتے ہیں۔ اہل عراق میں اختلاف ہو گیا۔ ایک گروہ نے کہا کہ ہم کتاب اللہ اور اپنی بیعت پر نہیں ہیں دوسروں نے جو قتال کو ناپسند کرتے تھے ہماری دعوت کتاب اللہ کو قبول کر لیا۔

جب علی علیہ السلام نے ان لوگوں کو سستی اور انکی جنگ سے بیزاری دیکھی تو معاویہ نے جس امر کی دعوت دی تھی اس میں ان قریب ہو گئے باہم قاصدوں کی آمد و رفت ہوئی۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ ہم نے کتاب اللہ کو قبول کر لیا۔ مگر ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کون کرے گا؟ معاویہ نے کہا کہ ایک آدمی ہم اپنی جماعت میں سے لیں گے جسے ہم منتخب کریں گے اور ایک تم اپنی جماعت سے لینا جسے تم منتخب کرنا۔ معاویہ نے عمرو بن العاص کو منتخب کیا اور علی نے ابو موسیٰ الاشعری کو۔

زیاد بن النضر سے مروی ہے کہ علی علیہ السلام نے ابو موسیٰ الاشعری کو بھیجا ان کے ہمراہ چار سو آدمی تھے جن پر (امیر) مشرغ بن ہانی تھے اور عبد اللہ بن عباس بھی تھے جو ان لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور ان کے امور کے نگران تھے۔ معاویہ نے بھی عمرو بن العاص کو چار سو شامیوں کے ہمراہ بھیجا۔ دونوں گروہ دومۃ الجندل پہنچ گئے۔

عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ جب لوگ دومۃ الجندل میں جمع ہوئے تو ابن عباس نے اشعری سے کہا کہ عمرو سے ہوشیار رہنا وہ یہی چاہیں گے کہ تم کو آگے کریں اور کہیں گے کہ تم رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہو اور مجھ سے عمر میں زیادہ ہو لہذا ان کے کلام میں خوب غور کر لینا۔

یہی ہوا کہ جب دونوں جمع تھے تو عمر کہتے تھے کہ تم نے مجھ سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل کی ہے اور تم مجھ سے عمر میں بھی زیادہ ہو لہذا تم تقریر کرو۔ پھر میں تقریر کروں گا۔ عمرو یہی چاہتے تھے کہ تقریر میں ابو موسیٰ کے آگے کریں تاکہ وہ علی کو معزول کر دیں۔

دونوں اس پر متفق ہو گئے تو عمرو نے خلافت کو معاویہ پر باقی رکھنا چاہا مگر ابو موسیٰ نے انکار کیا۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر (کو خلیفہ کیا جائے) عمرو نے کہا کہ مجھے اپنی رائے سے خبر دو ابو موسیٰ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم لوگ ان دونوں کو معزول کر دیں اور اس امر خلافت کو مسلمانوں کو مشورے پر چھوڑ دیں، وہ لوگ اپنے لئے جسے چاہیں انتخاب کر لیں عمرو نے کہا یہی میری بھی رائے ہے۔

دونوں لوگوں کے سامنے جو جمع تھے عمر نے ابو موسیٰ سے کہا کہ اے ابو موسیٰ دونوں کو بتا دو کہ ہم دونوں کی رائے متفق ہو گئی ہے۔ ابو موسیٰ نے تقریر کی انہوں نے کہا کہ ہماری رائے ایک ایسے امر پر متفق ہو گئی ہیں جس سے ہمیں امید ہے کہ اس امت کی حالت درست ہو جائے گی۔

عمر نے کہا کہ مسیح کہا اور نیکی کی۔ ابو موسیٰ اسلام اور اہل اسلام کے کیسے اچھے نجبان ہیں لہذا اے ابو موسیٰ اتفاق پڑو۔

ابن عباس موسیٰ کے پاس آئے ان سے خلوت میں گفتگوں کی اور کہا کہ تم فریب میں ہو۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم شروع نہ کرنا اور ان کے بعد تقریر کرنا؟ مجھے اندیشہ ہے کہ انھوں نے تمہیں خالی بات دیدی۔ اس کے بعد وہ لوگوں کو مجمع میں اور ان کے جمع ہونے پر اس سے ہٹ جائیں گے۔ اشعری نے کہا کہ تم اس کا اندیشہ نہ کرو۔ ہم دونوں متفق ہو گئے ہیں اور ہم نے صلح کر لی ہے۔

ابوموسیٰ کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ اے لوگوں ہم دونوں نے اس امت کے معاملے میں غور کیا۔ کوئی بات اس سے زیادہ امت کے حال کے مناسب اور اس کی پراگندگی کو زیادہ جوڑنے والی نہیں دیکھی کہ ہم لوگ اس کے امور پر زبردستی قبضہ نہ کریں اور نہ اسے مجبور کریں یہاں تک کہ امر امت کی رضا مندی اور مشورے سے ہو۔ میں اور میرے رفیق عمرو (ایک ہی بات پر متفق ہیں) علیؓ و معاویہؓ کے معزول کرنے پر آئندہ یہ امت اس امر میں گور کرے گی، ان میں مشورہ ہوگا اپنے میں جس کو چاہیں گے وانی بنائیں گے۔ میں نے علیؓ و معاویہؓ کو معزول کر دیا ہے۔ لہذا تم اپنا والی امر جس کو چاہو بنا لو۔

یہ تقریر کر کے ابوموسیٰ کنارے ہٹ گئے، عمرو بن العاص آگے آئے اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ انھوں نے جو کچھ کہا وہ تم لوگوں نے سن لیا۔ انھوں نے اپنے ساتھی (علیؓ) کو معزول کر دیا۔ میں نے بھی ان کے ساتھی معزول کر دیا جیسا کہ انھوں نے کیا۔ میں اپنے ساتھی معاویہؓ کو قائم رکھتا ہوں کیونکہ وہ ابن عفان کے ولی اور ان کے خوف کے انتقام کے طلب گار ہیں اور انکی قائم مقامی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ اے ابوموسیٰ تم پر افسوس ہے تمہیں عمرو اور ان کے مکائد سے کس نے معزول کر دیا۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ میں کیا کروں انھوں نے ایک امر میں مجھ سے اتفاق کیا پھر اس سے ہٹ گئے۔

ابن عباس نے کہا کہ اے ابوموسیٰ تمہارا کوئی گناہ نہیں۔ گناہ کسی اور کا ہے جس نے تمہیں اس مقام پر آگے کیا۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ تم پر خدا کی رحمت ہو انھوں نے مجھ سے وعدہ خلافی کی تو میں کیا کروں۔

ابوموسیٰ نے عمرو سے کہا کہ تمہاری مثال کتے کی سی ہے کہ اگر اس پر حملہ کرو تو زبان نکال دیتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دو تو زبان نکال دیتا ہے۔ عمرو نے جواب دیا کہ تمہاری مثال اس گدھے کی سی ہے جو دفتر اٹھاتا ہے۔

ابن عمر نے کہا کہ یہ امت کس کی طرف جائے گی، اسکی طرف جو پروا نہیں کرنا کہ اس نے کیا کیا اور وہ سرے کمزور کی طرف۔

عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے کہا کہ اگر اشعری اس کے قبل مر جاتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔

الزہری سے مروی ہے کہ جس وقت خوارج نے علیؓ کے خلاف بغاوت کی تو عمرو معاویہؓ سے کہتے تھے تم نے میری تدبیر کو اپنے لئے کیسا دیکھا۔ جس وقت تمہارا دل تنگ تھا اور اپنے گھوڑے اور دو کوست رفتہ سمجھ کر اس پر افسوس کر رہے تھے تو میں نے تمہیں مشورہ دیا کہ تم ان لوگوں کتاب اللہ کی طرف دعوت دو میں جانتا تھا کہ اہل عراق شیعہ والے ہیں، وہ اس امر پر اختلاف کریں گے۔ علیؓ تمہیں چھوڑ کر ان میں مشغول ہو جائیں گے اور وہ لوگ آخر کو (علیؓ) کے قاتل ہوں گے اور کوئی لشکر جنگ میں ان لوگوں سے زیادہ کمزور نہ ہوگا۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ جب حکومت معاویہؓ کے ہاتھوں میں ہو گئی تو انھوں نے تہہ مصر و عمو کے لئے انکی زندگی بھر کے لئے بہت سمجھا۔ عمو نے یہ سمجھا کہ پورا معاملہ انکی وجہ اور خوش تدبیری انکی توجہ اور کوشش

سے سلجھا۔ معاویہؓ نے یہ گمان کیا کہ مصر کے ساتھ شام کا بھی اضافہ کر دیں گے مگر کیا نہیں تو عمرو معاویہؓ سے بھڑک گئے۔ دونوں میں اختلاف اور غلط فہمی ہو گئی۔ لوگ بھی سمجھ گئے اور گمان کیا کہ ان دونوں کی رائے متفق نہ ہوگی۔

معاویہؓ بن حدیج نے بیچ میں پڑ کے انکی حالت درست کر دی انھوں نے دونوں کے درمیان ایک اقرار نامہ لکھا جس میں لوگوں کے لئے اور خاص کر معاویہؓ اور عمرو کے لئے عمرو پر کچھ شرطیں مقرر کیں۔ یہ عمرو کے لئے سات سال تک مصر کی ولایت ہوگی۔ یہ اس شرط کی عمرو پر معاویہؓ کی فرمانبرداری و طاعت ضروری ہوگی۔ اس پر دونوں نے باہم اعتبار اور اقرار کر لیا۔ اور دونوں نے اپنے اپنے اوپر گواہ بنائے۔

عمرو بن العاص مصر پر والی ہو کے چلے گئے۔ یہ آخر ۳۷ء میں ہوا پھر واللہ وہ مصر میں دو یا تین سال سے زائد نہ رہے کہ وفات پا گئے۔

ابن شامہ السمری سے مروی ہے کہ جس وقت عمرو بن العاص موت کے آچار میں تھے تو ہم لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے وہ اپنا منہ دیوار کی طرف پھیر کر خوب رو رہے تھے بیٹے کہہ رہے تھے کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یہ بشارت نہیں دی اور کیا آپ کو یہ بشارت نہیں دی؟ وہ اس پر بھی رو رہے تھے اور ان کا منہ پور ہی کی طرف تھا۔

انھوں نے ہماری طرف منہ کیا اور کہا کہ جو تم چیز تم سب سے بہتر مجھ پر شمار کرتے ہو وہ کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے لیکن میں تین حالات پر رہا ہوں۔

۱۔ میں نے اپنے کو اس حالت پر دیکھا ہے کہ ایک زمانہ میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قابل بغض و عداوت کوئی نہ تھا، مجھے اس سے زیادہ کوئی امر پسند نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر قابو پاؤں اور آپ کو قتل کر دوں اگر میں اس حالت پر ماجاتا تو اہل دوزخ میں سے ہوتا۔

اللہ نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تا کہ آپ سے بیعت کروں، عرض کی یا رسول اللہ آپ اپنا دایہ ہاتھ پھیلائیے میں آپ سے بیعت کروں گا۔ آپ نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ میں نے اپنے ہاتھ سمیٹ لیے۔ فرمایا کہ اے عمرو تمہیں کیا ہوا۔ عرض کی میں کچھ شرط چاہتا ہوں، فرمایا کی شرط کرتے ہو۔ عرض کی، یہ کہ میری مغفرت کر دی جائے، فرمایا اے عمرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام انسان کے پہلے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے۔ ہجرت بھی اپنے قبل کے گناہ ڈھا دیتی ہے اور حج بھی اپنے قبل کے گناہ ڈھا دیتا ہے۔

میں نے اپنے واسطے اس حالت میں دیکھا کہ میں نے میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب نہ تھا اور نہ میری نظر میں آپ سے زیادہ بزرگ تھا اگر مجھ سے درخواست کی جاتی کہ میں آپ کی تعریف کر دوں تو مجھے طاقت نہ تھی اس لئے کہ آپ کی بزرگی کو اپنی آنکھ میں بھرنے کی طاقت نہ تھی۔ پھر اگر میں اس حالت پر مرجاتا تو امید تھی کہ میں اہل جنت سے ہوتا۔

بعد کو چند چیزیں ہمارے قریب آ گئیں، مجھے معلوم نہیں کہ میں اس میں کیا ہوں، یا اس میں میرا کیا حال ہے۔ جب میں مرجاؤں تو نوحہ کرنے والی اور آگ میرے ساتھ نہ ہو جب تم لوگ مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈالنا۔ اس سے فارغ ہو کے اتنی دیر میری قبر کے پاس ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کیا جائے۔ کیونکہ تمہاری وجہ سے مجھے اس رہے گا۔ یہاں تک کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے پروردگار کے قاصد کس امر کے ساتھ میرے

پاس لوٹائے جاتے ہیں۔

حسن سے مروی ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ عمرو بن العاص جب موت کے قریب تھے تو انھوں نے اپنے درباریوں کو بلایا اور کہا کہ میں تمہارا کیسا ساتھی تھا۔ انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے محبت والے ساتھی تھے کہ ہمارا اکرام کرتے تھے، ہمیں دیتے اور یہ کرتے اور وہ کرتے انھوں نے کہا کہ میں یہ صرف اس لئے کرتا تھا کہ تم لوگ مجھے موت سے بچا لو گے اور موت یہ آگنی لہذا تم لوگ مجھے اس سے بچاؤ۔

قوم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا واللہ اے ابو عبد اللہ ہم لوگ آپ کو ایسا نہیں سمجھتے تھے کہ آپ ایسی باریک باتیں کریں گے آپ کو معلوم ہے کہ ہم لوگ موت کو آپ سے ذرا بھی نہیں ہٹا سکتے۔ عمرو نے کہا واللہ میں نے اس بات کو کہا ہے اور میں ضرور جانتا ہوں کہ تم لوگ ذرا بھی موت سے مجھے نہیں بچا سکتے۔ لیکن واللہ مجھے اپنا اس حالت میں ہونا کہ میں نے تم میں سے کسی کو بھی اس لئے نہیں اختیار کیا کہ مجھے موت سے بچائے گا فلاں فلاں امر سے زیادہ محبوب ہے اے انفس ابن ابی طالب پر جو کہتے ہیں کہ دربان انکی موت کے امر ہیں۔

عمر نے کہا کہ اے اللہ میں بری نہیں ہوں۔ میرا عذر قبول کر۔ میں قوی نہیں ہوں میری مدد کر اور اگر تو نے مجھے رحمت کے ساتھ نہ پایا تو میں ہلاک ہونے والوں میں سے ہوگا۔ عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ ان کے والد نے انھیں وصیت کی کہ اے بیٹے جب میں مر جاؤں تو مجھے ایک غسل تو پانی سے دینا پھر کپڑے سے پوچھنا دوبارہ خالص پانی سے غسل دینا اور کپڑے سے پوچھنا، سہ بارہ ایسے پانی سے غسل دینا جس میں کسی قدر کافور ہو۔ پھر کپڑے سے پوچھنا۔

جب مجھے کپڑے پہنانا (یعنی کفن دینا) تو گھنڈی لگا دینا کیونکہ میں جھگڑا کرنے والا ہوں پھر تابوت پر اٹھانا تو ایسی رفتار سے لے چلنا جو دونوں رفتاروں (یعنی ست و تیز) کے درمیان ہو۔ تم میرے جنازے کے پیچھے ہونا کیونکہ اس کے آگے کا حص ملائکہ کے لئے ہے اور پیچھے کا بنی آدم کے لئے جب مجھے قبر میں رکھ دینا تو مٹی ڈال دینا۔

اس کے بعد کہا کہ اے اللہ تو نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے عمل کیا اور تو نے ہمیں منع کیا تو ہم نے ترک کیا۔ میں بری نہیں ہوں۔ میرا عذر قبول کر، میں قوی نہیں ہوں۔ میری مدد کر، لیکن لا الہ الا اللہ، وہ برابر انھیں کلمات کو کہتے رہے۔ یہاں تک کہ وفات ہو گئی۔

معاویہ بن حداد سے مروی ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ (مرضی سے) کھلتا ہوں اور تندرست نہیں ہو۔ اپنی نجات کو مسیبت سے زیادہ پاتا ہوں۔ اس حالت پر بوڑھے کی زندگی کیا ہوگی۔

عوانہ بن الحکیم سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص کہتے تھے کہ اس شخص کے لئے تعجب ہے جس پر موت نازل ہو مگر عقل اس کے ساتھ ہو تو وہ کیسے اسے نہ بیان کرے جب ان پر موت نازل ہوئی تو ان کے بیٹے عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ اے والد آپ کہا کرتے تھے کہ اس شخص پر تعجب ہے کہ جس شخص پر موت نازل ہو اور اسکی عقل اس کے ساتھ ہو تو وہ کیسے اسے نہ بیان کرے۔ لہذا آپ ہم سے موت کو بیان کیجئے کیونکہ آپ کی عقل آپ کے ساتھ ہے۔

انھوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے موت اس سے برتر ہے کہ اسے بیان کیا جائے لیکن میں اس میں سے کچھ تم سے بیان کرونگا۔ میں اپنے کو اس حالت میں پاتا ہوں۔ کہ گویا میری گردن پر کوہ رضوی ہے اور میں اپنے کو اس

حالت میں پاتا ہوں کہ گویا میرے پیٹ میں کھجور کے خار ہیں اور میں اپنے کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ گویا میری سانس سوئی کے ٹاکے سے نکلتی ہے۔

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص کی وفات عید کے دن مصر میں ۴۳ء میں ہوئی اور وہی والی مصر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ انکی وفات ۴۳ء میں ہوئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے بعض اہل علم کو کہتے سنا کہ عمرو بن العاص کی وفات ۵۱ء میں ہوئی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے عمرو بن العاص کو لکھا کہ ان لوگوں کو دیکھو جنہوں نے تم سے پہلے درخت کے نیچے بیٹھے سے بیت کی تھی انکے لئے دوسو دینار پورے کر دو، اپنے لئے امارت کی وجہ سے اور خارجہ بن حذافہ کے لئے انکی شجاعت کی وجہ سے اور قیس بن العاص کے لئے انکی مہمان نوازی کی وجہ سے دوسو دینار پورے کر دو۔

حیان بن ابی جہلہ سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص سے پوچھا گیا کہ مروت کیا ہے انھوں نے کہا کہ آدمی اپنے مال کی اصلاح کرے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ احسان کرے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص ابن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم،

انکی والدہ ریظ بنت منبہ ابن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم تھیں۔ عبداللہ بن عمرو کی اوما د میں محمد تھے۔ انھیں سے انکی کنیت تھی۔ انکی والدہ بنت حمیہ بن جزاء الزبیدی تھیں۔

ہشام و ہاشم و عمران و ام اما میں و امج عبداللہ و ام سعید، ان سب کی والدہ ام ہاشم الکندیہ بنی وہب بن الحارث میں سے تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو اپنے والد سے پہلے اسلام لائے۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے ان احادیث کے لکھنے کی اجازت چاہی جو میں نے آپ سے سنیں تو آپ نے مجھے اجازت دی۔ میں نے انھیں لکھ لیا۔ عبداللہ نے اس صحیفہ کا نام، الصادقہ رکھا تھا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کے پاس ایک صحیفہ دیکھا اور دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ یہ الصادقہ ہے جس میں وہ احادیث ہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنیں کہ ان میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی نہیں ہے۔

خالد بن یزید الاسکندرانی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا یا رسول اللہ میں آپ سے جو احادیث سنتا ہوں چاہتا ہوں کہ انھیں محفوظ رکھوں۔ کیا میں اپنے قلب کے ساتھ اپنے ہاتھ سے مدد لے دو۔ یعنی انھیں لکھ لوں۔ فرمایا، ہاں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا مجھے معلوم نہیں ہو گیا کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو؟ عرض کی میں زیادہ قوی ہوں، فرمایا کہ تم جب ایسا کرو گے تو نگاہ کمزور ہو جائے گی اور دل ضعیف ہو جائے گا۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو۔ یہ ہمیشہ روزے کے مثل ہوں گے

۔ عرض کی میں قوت محسوس کرتا ہوں فرمایا کہ صوم واؤڈ رکھو جو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ ترک کرتے تھے، اور ہزار میں دشمن کا جب مقابلہ کرتے تھے تو بھاگتے نہ تھے،

سلیمان بن حیان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو عبد اللہ بن عمرو تم (روزانہ) دن کو روزہ رکھتے، برادر رات بھر عبادت کرتے ہو، ایسا نہ کرو۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حصہ ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حصہ ہے۔ روزہ رکھو اور روزہ ترک کرو، ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو۔ یہی ہمیشہ کا رہا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنے اندر قوت محسوس کرتا ہوں فرمایا داؤڈ کا روزہ رکھو، ایک دن روزہ رکھو ایک دن ترک کرو۔ عبد اللہ کہتے تھے کہ اے کاش میں نے رخصت پر عمل کیا ہوتا۔

عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا مجھے خبر نہیں ہوگئی کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو عبادت کرتے ہو؟

عرض کی یا رسول اللہ بے شک۔

فرمایا۔ روزہ رکھو اور روزہ ترک کرو۔ نماز پڑھو اور سوؤ۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے سینے کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہیں یہ کافی ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو۔ انھوں نے کہا کہ پھر میں نے سختی کی تو مجھ پر سختی کر دی گئی۔ عرض کی، یا رسول اللہ میں قوت محسوس کرتا ہوں۔

فرمایا، تو اللہ کے بنی داؤڈ کے روزے رکھو، اس پر نہ بڑھاؤ۔

عرض کی، یا رسول اللہ داؤڈ علیہ السلام کے روزے کیا ہیں؟

فرمایا: وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ ترک کرتے تھے۔

ابو سلمیٰ بن عبد الرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کو (میرے متعلق) یہ خبر دی گئی کہ میں کہتا ہوں۔ کہ میں عمر بھر روزہ رکھو گا اور رات بھر نماز پڑھوں گا۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ میں جب تک زندہ رہو گے دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو نماز پڑھوں گا۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے یہ کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہیں اس کی طاقت نہیں ہے۔ لہذا روزہ ترک کرو اور روزہ رکھو۔ سوؤ اور نماز پڑھو، مہینے میں تین دن روزہ رکھو کیونکہ ایک نیکی میں دس گونہ ثواب ہے۔ اور تین روزے مثل ہمیشہ کے روزے کے ہیں عرض کی میں اس سے بہت زائد طاقت رکھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور دو دن ترک کرو۔ عرض کی میں اس سے زیادہ رکھتا ہوں، فرمایا کہ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ جب عبد اللہ بن عمرو کا سن زیادہ ہو گیا تو انھوں نے کہا کہ کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کی رخصت کو قبول کر لیا ہوتا۔ انہی دنوں میں (جن میں وہ روزے تھے) ایام تشریق (از ۱۰ رزحہ ۱۳ رزحہ) کا کوئی دن تھا۔ عمرو نے بلایا اور کہا کہ ناشتے کے لئے آؤ۔ انھوں نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔

انھوں نے کہا کہ یہ تمہارے لئے جائز نہیں اس لئے کہ یہ تو کھانے پینے کے دن ہیں۔ انھوں نے ان سے پوچھا کہ تم قرآن کیونکہ پڑھتے ہو، انھوں نے کہا کہ میں اسے ہر شب میں (پورا) پڑھتا ہوں، پوچھا کہ کیا تم اسے ہر دن میں نہیں پڑھتے انھوں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ قوی ہوں۔ انھوں نے کہا کہ اسے ہر چھ دن میں پڑھا کرو۔

جعفر بن المطلب سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص ایام منیٰ (از ۱۰ تا ۱۳ رذ الحجہ) میں عمرو بن العاص کے پاس صبح کو گئے، انھوں نے ان کو دسترخوان پر بلایا۔ انھوں نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ دوبارہ بلایا تو انھوں نے اسی طرح کہا۔ سہ بارہ بلایا تو انھوں نے کہا، نہیں، سوائے اس کے کہ آپ نے اس کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو۔ عمرو نے کہا کہ میں نے اسی کو (یعنی ان ایام میں روزہ افطار کرنے کو) رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اے عبد اللہ بن عمرو تم کتنے دن میں قرآن پڑھتے ہو؟

عرض کی، ایک دن اور ایک رات میں۔

فرمایا، سوؤ اور نماز پڑھو، اور سوؤ اور اسے ہر مہینے میں پڑھو۔ میں برابر آپ سے بحث کرتا رہا اور آپ مجھ سے بچ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ وہ روزے رکھو جو اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہیں، میرے بھائی داؤد کے روزے، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن روزہ ترک کرو۔

رادی نے کہا کہ پھر عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی اجازت کا قبول کر لینا اس سے زیادہ پسند تھا کہ میرے لئے سرخ رنگ کے جانور ہوتے جن کے مرجانے پر میں صبر کرتا۔

خیشمہ سے مروی ہے کہ میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے پاس گیا جو قرآن پڑھ رہے تھے۔ پوچھا کہ تم کیا چیز پڑھتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ میں اپنا وہ حصہ پڑھتا ہوں جو آج رات کی نماز میں پڑھوں گا۔

عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ مجھے سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد اللہ بن عمرو۔ تم فلاں شخص کے مثل نہ ہونا جو رات کو عبادت کرتے تھے، پھر انھوں نے رات کی عبادت ترک کر دی۔

عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بدن پر دوسرخ چادریں دیکھیں تو فرمایا کہ یہ کپڑے تو کفار کے کپڑے ہیں۔ تم انھیں نہ پہنو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن عمرو کے جسم پر دوسرخ چادریں دیکھیں تو پوچھا کہ کیا تمھاری ماں نے تمھیں اس کا حکم دیا ہے عرض کی یا رسول اللہ میں انھیں دھو ڈالوں گا۔ فرمایا انھیں جلا ڈالو۔

راشد بن کریب سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو کو دیکھا کہ وہ حر قاتی عمامہ باندھے ہوئے تھے اور ایک بالشت یا ایک بالشت سے کم لٹکائے ہوئے تھے۔ (یعنی پشت کی طرف)

عمرو بن عبد اللہ بن شویح سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو دیکھا کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔

عریان بن البیثم سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس گیا تو ایک لاینا سرخ اور بڑے پیٹ والا شخص آیا۔ اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا والد نے پوچھا یہ کون ہیں تو کہا گیا کہ عبد اللہ بن عمرو۔

عبد الرحمن بن ابی بکرہ سے مروی ہے کہ انھوں نے عبد اللہ بن عمرو کا حلیہ بیان کیا کہ وہ سرخ بڑے پیٹ والے اور لائے آدھی تھے مسلم مولائے بنی مخزوم سے مروی ہے کہ تاہینا ہونے کے بعد بھی عبد اللہ بن عمرو نے بیت اللہ کا طواف کیا۔

شریک بن ۔۔۔ سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو دیکھا کہ سیرانی پڑھ سکتے تھے۔

عبداللہ بن ابی ملکہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو النخعی سے جمع کو آتے تھے اور صبح کی نماز پڑھتے تھے، پھر چلے جاتے تھے اور طلوع آفتاب تک تک تسبیح و تکبیر پڑھتے، وسط حرم میں کھڑے ہوئے لوگ ان کے پاس بیٹھ جاتے۔ ایک روز انھوں نے کہا کہ میں اپنے اوپر صرف تین مقامات سے ڈرتا ہوں:

۱۔ خون عثمانؓ، عبداللہ بن صفوان نے کہا کہ اگر آپ ان کے قتل سے راضی تھے تو آپ ان کے خون میں شریک ہو گئے۔

۲۔ میں مال لیتا ہوں کہ آج شب کو قرض دوں گا (یعنی خیرات کر دوں گا) مگر وہ (مال) اپنی جگہ ہی میں صبح کرتا ہے، ابن صفوان نے کہا کہ (کیا) آپ ایسی آدمی ہیں کہ نفس کے نجل و حرص سے محفوظ نہیں ہیں۔

۳۔ انھوں نے کہا کہ تیسرے جنگ صفین۔

ابن ابی ملکہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ میرے لئے اور صفین کے لئے کیا ہوگا۔ میرے لئے اور قتال مسلمین کے لئے کیا ہوگا۔ چاہتا تھا کہ اس سے دس سال پہلے مر جاتا۔ واللہ اس کے باوجود کہ نہ میں نے کوئی تلوار ماری نہ کوئی نیزہ مارا نہ کوئی تیر پھینکا۔ جن لوگوں نے ان کاموں میں سے کچھ نہ کیا ان میں کوئی آدمی مجھ سے زیادہ طاقتور نہ تھا۔

نافع نے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا اور ایک یاد و منزل تک لوگوں کے پاس آئے تھے۔ زیادہ بن سلامہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ یہ ستون ہوتا۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے جنگ میں اکثر رجز کے اشعار میں انی تلوار کو منظم کیا۔ طلحہ بن عبداللہ بن کریر الخزاعی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو جس وقت بیٹھتے تو قریش بولتے نہ تھے۔ ایک روز انھوں نے کہا کہ تم لوگ اس خلیفہ کے ساتھ کیونکہ ہو گے جو تمھارے اور پر بادشاہ ہوگا اور تم میں سے نہ ہوگا، ان لوگوں نے کہا اس اور قریش کہاں ہوں گے۔ انھوں نے کہا کہ انھیں تلوار فنا کر دی گئی۔

سلیمان بن الربیع سے مروی ہے کہ میں حجاج اہل بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ گیا۔ ہم لوگوں نے کہا کہ اگر اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی کو دیکھتے تو ان سے باتیں کرتے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو بتایا گیا تو ہم انکی منزل میں آئے وہاں قریب تین سو سوار یوں کے تھیں ہم لوگ نے کہا کہ کیا ان سب پر عبداللہ بن عمر نے حج کیا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ وہ اور ان کے متعلقین اور ان کے احباب۔

ہم بہت اللہ گئے۔ وہاں ایک ایسے شخص ملے جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور دو قطری چادروں کے درمیان تھے۔ سر پر عمامہ تھا اور بدن پر کرتہ نہ تھا۔ ہم لوگوں نے کہا کہ آپ عبداللہ بن عمرو ہیں اور آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور قریش کے ایک فرد ہیں۔ آپ نے کتاب اول پڑھی ہے ہمیں کوئی شخص جس سے ہم علم حاصل کریں آپ سے زیادہ پسند نہیں، لہذا ہم سے کوئی حدیث بیان کیجئے شاید اللہ ہمیں اس سے نفع دے۔

پوچھا تم لوگ کون ہو۔ ہم نے کہا کہ ہم اہل عراق ہیں، انھوں نے کہا کہ اہل عراق سے ایک قوم ہے جو خود بھی جھوٹ بولتے ہیں اور (دوسرے کو بھی) جھوٹا بتاتے ہیں اور مسخرہ پن کرتے ہیں۔

ہم نے کہا کہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ جھوٹ بولیں اور جھوٹا بتائیں یا آپ سے تمسخر کریں، ہم سے کوئی حدیث بیان کیجئے شاید اللہ ہم کو اس سے نفع دے انھوں نے اس سے بنی تھپور بن کر کر کے بارے میں حدیث بیان کی۔

مجد سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص اپنا خیمہ حل ر بیرون حرم میں نصب کرتے تھے اور مصلی حرم میں رکھتے تھے۔ کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ اس لئے کہ حرم میں احادیث (نئی بات اور بدعت کرنا) ہل (بیرون حرم) میں کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ اگر میں کسی شخص کو اس طرح شراب پیتے دیکھوں کہ مجھے سوائے اللہ کے کوئی نہ دیکھتا ہو تو اگر اس شخص کو قتل کر سکوں تو ضرور قتل کر دوں۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ منظم و بط نے (جو عمرو بن العاص کی جائداد کا نام تھا) وہب کا بیٹا ہوا پانی فروخت کر دیا تو اسے عبداللہ بن عمرو بن العاص نے واپس کر دیا۔

عبدالرحمن بن اسلمانی سے مروی ہے کہ کعب الاحبار اور عبداللہ بن عمرو ملے، کعب نے پوچھا کہ کیا تم فال لیتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں، پوچھا تم کیا کہتے ہو، انھوں نے کہا کہ میں کہتا ہوں، اے اللہ، سوائے تیرے عمل کے کوئی عمل نہیں، نہ سوائے تیری خیر کے کوئی خیر ہے، تیرے سوائے رب ہے اور نہ تیرے بغیر قوت اور (گناہ و شر سے) باز رہنا ہے انھوں نے کہا کہ تم عرب میں سے سب زیادہ فقیہ ہو، یہ کلمات جیسا کہ تم نے کہے ایسے ہی توریت میں لکھے ہوئے ہیں۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کی وفات ۶۵ھ میں شام میں ہوئی، وہ اس زمانے میں بہتر سال کے تھے، انہوں نے ابو بکر و عمرؓ سے روایت کی ہے۔

بنی جمح بن عمرو

سعید بن عامر بن حزمیم ابن سلامان بن ربیعہ بن سعد بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب، ان کی والدہ اروی بنت ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف تھیں۔ سعد کی کوئی اول نہ دیا پس ماندہ نہیں تھا۔ پس ماندہ ان کے بھائی جمیل بن عامر بن حزمیم کے تھے جن کی اولاد میں سعید بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن جمیل تھے جو لشکر مہدی میں بغداد کے والی قضاہ (قاضی) تھے۔

سعید بن عامر خیبر سے پہلے اسلام لائے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر اور اس کے بعد مشاہد میں حاضر ہوئے، ہمیں مدینہ میں ان کے کسی مکان کا علم نہیں۔

سعید بن عبدالرحمن انجی سے مروی ہے کہ جب عیاض بن غنم کی وفات ہو گئی تو عمر بن الخطابؓ نے سعید بن عامر بن حزمیم کو ان کے عمل کا والی بنایا، جمص اور اس کے قریب شام کے علاقے پر (عاطل) تھے (عمر بن الخطابؓ نے) انھیں ایک فرمان لکھا جس میں انھیں اللہ سے ڈرنے کی اور اللہ کے کام میں کوشش کرنے کی اور اس کے حق کے ادا کرنے کی جو ان پر واجب ہے نصیحت کی تھی اور خراج مقرر کرنے اور رعیت کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیا تھا، سعید بن عامر نے ان کے فرمان کے طریقے پر اسے قبول کیا۔

حجاج بن علاط (سے مروی ہے کہ) ہم لوگ ہرگز اسے قتل نہ کریں گے، تاوقتیکہ ہم اسے اہل مکہ کے پاس نہ بھیج دیں۔ راوی نے کہا کہ وہ لوگ مکہ پر چلائے اور کہا کہ تمہارے پاس خبر آگئی ہے۔ میں نے کہا کہ اپنا مال اپنے قرض داروں کے پاس جمع کرنے پر تم لوگ میری مدد کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ آؤں اور قبل اس کے کہ اس مقام پر تجارت پہنچیں میں محمد (ﷺ) اور ان اصحاب کے مال غنیمت میں سے کچھ حاصل کروں۔

(وہ لوگ کھرے ہوئے اور میرے مال اس سے زیادہ بخلت کے ساتھ جمع کر دیا جتنا میں نے سنا اپنی بیوی کے پاس آیا جس کے پاس میرا مال تھا۔ اس سے کہا کہ میرا مال دے دو شاید میں خیبر پہنچ جاؤں اور تجارت کے پہنچنے سے پہلے بذریعہ بیع کچھ حاصل کر لوں۔

عباس بن عبدالمطلب نے سنا تو رنج سے انکی پیٹھ نوٹ گئی اور کھڑے نہ ہو سکے انھوں نے اپنے غلام کو بلایا جس کا نام ابو ذبیہ تھا۔ اس سے کہا کہ حجاج کے پاس جاؤ اور کہو کہ عباس تم سے کہتے ہیں کہ تم نے خوشخبری دی ہے وہ حق ہے تو اللہ اس سے بہت بزرگ و بڑ تر ہے۔ غلام آیا، حجاج نے کہا کہ ابو الفضل سے کہو کہ اپنے کسی مکان میں مجھ سے تنہائی میں ہو کہ میں ظہر کے وقت تمہارے پاس کوئی ایسی خبر لاؤں جو تم پسند کرتے ہو۔ مجھے ظاہر نہ کرنا۔

وہ ظہر کے وقت ان کے پاس آئے اور اللہ کی قسم دی کہ تین تک ظاہر نہ کریں گے عباس نے وعدہ کر لیا انھوں نے کہا کہ میں اسلام لے آیا ہوں، میرا مال بیوی کے پاس تھا اور لوگوں پر میرا قرض تھا اگر انھیں میرا اسلام معلوم ہو جاتا تو مجھے کچھ ادا نہ کرتے۔ میں نے رسول اللہ (ﷺ) کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ آپ نے خیبر فتح کر لیا اور اس میں اللہ اور اس کے رسول کے حصے جاری ہو گئے۔ میں نے آپ کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ نے یحییٰ بن اخطب کی لڑکی سے شادی کر لی تھی۔ اور بنی ابی الحقیق کو قتل کر دیا تھا۔

حجاج اس روز شام کو روانہ ہو گئے، مدت گزر جانے کے بعد عباس اس طرح آئے کہ ان کے بدن پر ایک حلہ تھا، عطر لگائے ہوئے تھے، ہاتھ میں ایک لاتھی تھی وہ آئے اور حجاج بن علاط کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ اسے کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ حجاج کہاں ہیں انکی بیوی نے کہا کہ وہ محموب (ﷺ) اور ان کے اصحاب کے مال غنیمت کے لئے گئے ہیں کہ اس میں سے خریدیں، عباس نے کہا کہ وہ شخص تمہارا شوہر نہیں ہے تاوقتیکہ تم اس کے دین کی پیروی نہ کرو۔ وہ اسلام لے آئے اور فتح خیبر میں رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ حاضر ہوئے۔

حجاج مسجد میں آئے۔ قریش حجاج بن علاط کی خبر بیان کر رہے تھے عباس نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کی تم لوگ قسم کھاتے ہو کہ رسول اللہ (ﷺ) نے خیبر فتح کر لیا۔ اور آپ کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ نے یحییٰ بن اخطب کی لڑکی سے شادی کر لی تھی اور ان کے گورے بھئیوں بنی ابی الحقیق کی سردنیں مار دیں جن کو تم نے خیبر و یثرب کے بنی النضیر کا سردار دیکھا ہے۔ اور حجاج اپنا وہ مال لے کے بھاگ گئے جو انکی بیوی کے پاس تھا۔

لوگوں نے پوچھا کہ تمہیں یہ خبر کس نے دی انھوں نے کہا کہ حجاج نے جو میرے دل میں سچے اور میرے سینے میں معتبر ہیں تم لوگ انکی بیوی کے پاس بھیجو (اور دریافت کرالو) ان لوگوں نے بھیجا تو معلوم ہوا کہ حجاج اپنا مال لے گئے اور جو کچھ عباس نے کہا تھا وہ سب ان لوگوں نے سچ پایا۔ مشرکین رنجیدہ ہوئے اور مسلمان خوش، قریش پانچ دن بھی نہ ٹھہرے تھے کہ ان کے پاس اس کے متعلق خبر آگئی۔

یہ کل محمد بن عمر کی حدیث ہے جو انھوں نے اپنے ان راویوں سے روایت کی ہے جن سے انھوں نے غزوہ خیبر کو روایت کیا ہے۔

سعید بن عطا بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوہ مکہ کا ارادہ کیا تو آپ نے حجاج بن علاط اور عریاض بن ساریہ السلمی کو (اطراف مدینہ میں) بھیجا کہ وہ لوگوں کو مدینہ آنے کا حکم دیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حجاج بن علاط نے ہجرت کی اور مدینہ میں بنی ابن زید میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ایک مکان اور مسجد بنائی جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ وہی ابولضر بن حجاج تھے انکی روایت حدیث بھی ہے۔

عباس بن مرداس ابن ابی عامر بن حارثہ بن عبد بن عیسیٰ بن رفاعہ بن الحارث بن ہش بن سلیم، فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ اپنی قوم کے نو سو آدمیوں کے ہمرا گھوڑوں پر نیزوں اور مضبوط زرہوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرا کا رہے۔

معاویہ بن جاہمہ بن عباس بن مرداس سے مروی ہے کہ عباس بن مرداس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس وقت قہ مبوس ہوا جب آپ وادی المشلل سے اتر کر مکہ جا رہے تھے ہم لوگ آلات جنگ واسلحہ کے ساتھ تھے جو ہم پر ظاہر تھے اور گھوڑوں کی باکیں کھینچ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہم صف بستہ ہو گئے آپ کے پہلو میں ابو بکرؓ و عمرؓ تھے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عینیہ یہ بنو سلیم ہیں جو اس سامان و تیاری کے ساتھ آئے ہیں جو تم بھی دیکھتے ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ ان کے پاس آپ کی داعی (بلائے والا) آیا اور میرے پاس نہیں آیا واللہ میرے ہم قوم بھی مستعد ہیں گھوڑوں اور ہتھیاروں کے ساتھ تیار ہیں۔ وہ لوگ شہسوار، مردان جنگی اور آنکھ کے حلقے میں تیر مارنے والے ہیں۔ عباس بن مرداس نے کہا کہ اے شخص بس کرو اللہ تم بھی جانتے ہو کہ ہم لوگ تم سے اور تمھاری قوم سے زیا دہ گھوڑوں کی جنگی پیٹھ پر بیٹھنے والے نیزہ مارنے والے اور مشرق کیواریں چلانے والے ہیں۔

عینیہ نے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا اور دغا کی تم نے جو کچھ بیان کیا اس میں ہم لوگ تم سے بہتر ہیں جس کو تمام عرب جانتے ہیں نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے دونوں کی طرف اشارہ کیا تو خاموش ہو گئے۔

عبدالرحمن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایام خیبر میں) عباس بن مرداس کو ان لوگوں کے برابر دیا جن کی تالیف قلوب منظور تھی آپ نے انھیں چار اونٹ دیئے تو اشعار میں نبی ﷺ سے شکایت کی:

کانت تھا اباتلا فلیتھا نوکری علی القوم بالاجوع

جنگ میں جو غنیمت حاصل ہوئی اسے میں نے حاصل کیا۔ اور ریگستان میں قوم پر میرے حملے نے (حاصل کیا)۔

وحشی الجنود لکی یدلجوا اذا جمع القوم لم امجع

اور میرے لشکر کے براہیختہ کرنے نے (حاصل کیا) تاکہ لوگ رات کے وقت چلیں، جس وقت رات کو قوم سو گئی میں نہیں سویا۔

فاصبح نہی ونهب البعید بین عینہ والاقرع

میں نے تاخت و تاراج کرتے ہوئے صبح کی، جو غلام تھے وہ علاوہ صیدہ اقرع کے درمیان لوٹ رہے تھے۔

الا افائل اعطبتھا عدید قوائمه الاربع

بایں ہر تاخت و تاراج میں نے اپنے لئے کچھ مال غنیمت حاصل نہ کیا مگر چند خواروزبوں چوپایوں کے کہ (میرے کلاف مرضی) مجھے دیئے گئے۔

وما کان بدرو ولا حابس یفوقان مرداس فی المجمع

معرکہ میں مرداس پر نہ بدرو کو فوقیت تھی نہ حابس کو۔

وقد کنت فی الحرب ذاتدرا فلم اعط شینا ولم امنع

اور میں جنگ میں قوت و مدافعت والا ہوں، نہ مجھے کچھ دیا گیا اور نہ مجھ سے روکا گیا۔

وما کنت دون امری منہما ومن تضع الیوم لا یرفع

اور میں ان دونوں آدمیوں (بدرو و حابس) سے کم نہ تھا۔ اور جو آج گرا دیا گیا وہ اٹھ نہیں سکتا۔

ابو بکرؓ نے ان کے اشعار نبی ﷺ کے پاس پہنچائے نبی وانے عباس سے کہا کہ تم نے اپنے اس شعر پر غور

کیا ہے۔

اصبح نہی ونهب البعید بین الاترع وعینہ

ابو بکرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ یہ شعر اس طرح نہیں ہے، فرمایا پھر کیونکر

ہے، ابو بکرؓ نے اسے اسی طرح پڑھا جس طرح عباس نے کہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا برابر ہے، میں نے الاقرع سے شروع کیا یا عینہ سے تمہیں معذرتیں۔

ابو بکرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نہ شاعر ہیں نہ شعر کے روایت کرنے والے اور نہ

آپ کے لئے مناسب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی زبان کاٹ دو، لوگ گھبرائے اور کہا کہ عباس کے متعلق مثلہ کرنے (اعضاء کاٹنے) کا حکم دیا گیا۔ آنحضرتؐ نے انھیں سواونٹ دیئے اور کہا جاتا ہے کہ پچاس اونٹ دیئے۔

عروہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایام خیبر میں ابوسفیان اور عینہ اور الاقرع بن حابس کو جو

دیاوہ دیا تو عباس بن مرداس نے (اشعار ذیل بطور شکایت) کہے:

الجمل نہی ونهب البعید بین عینہ والاقرع

(کیا آپ میرے تاخت و تاراج کو ان غلاموں کے برابر قرار دیں گے۔ جو عینہ و اقرع کے درمیان

لوٹ مار چائے تھے۔

وقد کنت فی القوم ذاترۃ فلم اعط شینا ولم امنع

(میں اپنی جماعت میں صاحب ثروت تھا۔ نہ مجھے کچھ ملانہ کسی شے کو لینا چاہا تو اس سے باز رکھا گیا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ضرور ضرورت تمہاری زبان کاٹوں گا اور بلالؓ سے (خفیہ طور پر) فرمایا کہ

جب میں تمہیں یہ حکم دوں کہ ان کی زبان کاٹ دو تو تم انھیں حلقہ (جوڑا) دینا، فرما سے بلال انھیں لے جاؤ اور ان کی زبان

کاٹ دو۔ بلالؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا کہ لے جائیں، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میری زبان کاٹی جائے گی، اے گروہ مہاجرین، کیا میری زبان کاٹی جائے گی، اے گروہ مہاجرین (فریاد) کیا میری زبان کاٹی جائے گی۔ انھیں بلالؓ ٹھیسٹ رہے تھے، جب انھوں نے فریاد کی تو بلالؓ نے کہا کہ مجھے آنے یہ حکم دیا ہے کہ تمہیں حلقہ پہناؤں جس سے تمہاری زبان کاٹ دوں، وہ انھیں لے گئے اور حلقہ دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عباس بن مرداس بن مرداس نے نہ مکہ میں سکونت کی نہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے اور اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے جاتے وادی بصرہ میں اترتے اور بصرے میں بہت آتے تھے، بصریوں نے ان سے روایت کی ہے۔ انکی پسماندہ اولاد یا مدینہ بصرہ میں تھی، ایک تھی تا یک جماعت بصرے میں آگئی تھی۔

جاہمہ بن العباس بن مرداس اسلام لائے نبی ﷺ کی محبت اختیار کی اور آپ سے احادیث روایت کیں معاویہ بن جاہمہ السلمی سے مروی ہے کہ جاہمہ بنی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ جہاد کروں، آپ کے پاس آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں، فرمایا تمہاری ماں (زندہ) ہیں عرض کی ہاں فرمایا انھیں کے ساتھ رہو۔ کے ساتھ رہو کیونکہ جنت ان کے قدم کے نیچے ہے، پھر دوبارہ اور سہ بارہ مختلف مجالس میں اسی کلام کے مثل (آپ نے فرمایا)

یزید بن الاخنس بن حبیب ابن جرہ بن زغب بن مالک نم خناف بن امری القیس بن ہشہ بن سلم، وہ ان معن بن یزید السلمی کے والد ہیں جن سے ابوالجوریہ نے روایت کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے اور میرے باپ دادا نے نبی ﷺ سے بیعت کی میں نے آپ سے شکایت کی تو آپ نے مجھے کامیاب کر دیا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے ان چار جہنڈوں میں سے ایک جہنڈا یزید بن الاخنس کے لئے باندھا جو آپ نے نبی سلیم کے لئے باندھا ہے تھے اس کے بعد یزید اور ان کی اولاد کو فے میں رہی معن بن یزید جنگ م ح رابطہ میں (جو شام میں ایک مقام ہے) حاضر تھے۔

ضحاک بن سفیان الحارث ابن زائدہ بن عبد اللہ بن حبیب بن مالک بن خفاف بن امری القیس بن ہشہ بن سلیم، اسلام لائے اور نبی ﷺ کی محبت پائی۔ فتح مکہ کے دن آپ نے ان کے لئے جہنڈا باندھا۔

عقبہ بن فرقد فرقد بن یوع بن حبیب بن مالک بن اسعد بن رفاعہ بن الحارث بن ہشہ بن سلیم تھے، کو فے کے شریف تھے، ان لوگوں انفرادہ کہا جاتا تھا۔

خفاف بن عمیر بن الحارث ابن الشریہ، ان کا نام عمرو بن رباح بن یقطہ بن عصیہ بن خفاف بن امری القیس بن ہشہ بن سلیم تھا، شاعر تھے اور وہی شخص ہیں جن کو خفاف بن ندبہ کہا جاتا ہے۔ ندبہ انکی والدہ تھیں جن کے نام سے وہ مشہور ہو گئے (ندبہ) الشیطان بن قنان کی بیٹی تھیں اور بنی حارث بن کعب میں سے قیدی تھیں۔ کہا

جاتا ہے کہ نہ یہ سوداء کی لائڈی تھیں۔ خفاف فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر تھے اور بنی سلیم کا دوسرا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

ابی العوجاء السلمی..... زہرطی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی الحجہ ۷ء میں ابن ابی العوجاء السلمی کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ بطور سر بنی سلیم کی جانب بھیجا تو ان لوگوں پر غالب آگئی اور شدید قتال کیا، مشکل روا نہ ہوئے اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس یکم صفر ۸ء کو پہنچے۔

ورد بن خالد بن حذیفہ ابن عمر بن خلف بن بازن بن مالک بن ثعلبہ بن بیہد بن سلیم، اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ فتح مکہ کے دن آپ کے لشکر کے مہینہ پر تھے۔

ہوذہ بن الحارث بن عجرہ..... ابن عبد اللہ بن یقط بن عصبہ بن خفاف بن امری القیس بن بیہد ابن سلیم، اسلام لائے اور فتح مکہ میں حاضر ہوئے، یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے اپنے چچا زاد بھائی سے جھنڈے کے بارے میں جھگڑا کیا، اور عمر بن الخطاب کو کہتے تھے:

نقد دار هذا الامر في غير اهله فالصروي الامر ابن قديد

(یہ اقرار (یعنی جھنڈے کا معاملہ) اس شخص میں گھوما جو اس کا اہل نہ تھا۔ لہذا اے والی امر دیکھو کہ تم کہاں کا قصد کرتے ہو۔)

عرباض بن ساریہ السلمی..... کنیت ابو نجیح تھی حبیب بن عبید سے مروی ہے کہ عرباض بن ساریہ نے کہا کہ کاش لوگ یہ نہ کہتے ابو نجیح (یعنی خود العرباض بن ساریہ) نے کہا، ابو نجیح نے کیا۔

ابو حصین السلمی..... جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ابو حصین السلمی ان لوگوں کی کان میں سے سونا لائے اور اس سے انھوں نے وہ قرض ادا کیا جو ان پر تھا اور رسول اللہ ﷺ نے انکی طرف سے برداشت کر لیا تھا۔ ان کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر سونا بیچ گیا تو اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسے وہاں خرچ کیجئے جہاں آپ کو اللہ بتائے یا جہاں آپ کی رائے ہو۔ وہ آپ کے پاس دائیں جانب سے آئے تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ بائیں جانب سے آئے تو منہ پھیر لیا، بعدہ آپ کے سامنے سے آئے رسول اللہ ﷺ نے سر جھکا لیا۔ پھر جب انھوں نے آپ کے پاس (آنے میں) کثرت کی تو آپ نے وہ سونا ان کے ہاتھ سے لے لیا اور اسی سے انھیں مارا کہ اگر لگ جاتا تو ضرور زخمی ہو جاتے رسول اللہ ﷺ انکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص اپنے مال کا قصد کرتا ہے، اسے خیرات کرتا ہے اس کے بعد بیٹھ کر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ صدقہ تو صرف مالدار کی طرف سے ہے۔ اور (صدقہ دو تو) اپنے عیال سے شروع کرو۔

بنی اشجع بن ریث بن غطفان بن سعد بن قیس عیلان بن مضر

نعیم بن مسعود بن عامر ابن انیف بن ثعلبہ بن قنقذ بن حلاوہ بن سمیع بن بکر بن اشجع۔

عبداللہ بن عامر الاشجع نے اپنے والد سے روایت کی کہ نعیم بن مسعود نے کہا کہ میں بنی قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس آتا بہت دنوں تک ان کے پاس ٹھہر کر انھیں کا پانی پیتا اور کھانا کھاتا، وہ لوگ کھجوریں میری سواری پر لا دیتے، میں اپنے متعلقین کے پاس لے آتا۔

جب احزاب (مختلف گروہ مشرکین) رسول اللہ ﷺ کی جانب روانہ ہوئے تو میں بھی اپنی قوم کے ساتھ چلا، میں اپنے اسی دین پر تھا اور رسول اللہ ﷺ بھی مجھ سے واقف تھے، پھر اللہ نے میرے قلب میں اسلام ڈال دیا۔ میں نے اسے اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔

ایک دن میں روانہ ہوا، مغرب و عشاء کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آنحضرت نماز میں مشغول تھے، مجھے دیکھا تو بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اے نعیم تمہیں کیا چیز لائی، عرض کی میں آپ کی تصدیق کرنے آیا ہوں، اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے، یا رسول اللہ ﷺ آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں، فرمایا کہ جہاں یک تم ان مشرکین کے گروہ کو ہم سے دفع کر سکتے ہو کرو، عرض کی یا رسول اللہ میں بات بناؤں گا۔ فرمایا کہ جو تمہیں مناسب معلوم ہو بات بناؤ۔ تمہارے لئے حلال ہے۔

میں بنی قریظہ کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے ظاہر نہ کرنا، ان لوگوں نے کہا کہ ہم (عمل) کریں گے، میں نے کہا کہ قریش اور غطفان نے محمد علیہ السلام کے مقابلے سے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اگر وہ لوگ (حملے وغیرہ کی) فرصت پا گئے تو اسے مال غنیمت سمجھیں گے ورنہ اپنے اپنے شہروں کو چلے جائیں گے۔ لہذا تم لوگ انکی ہمراہی میں وصال نہ کرو تا وقتیکہ ان سے ضمانت نہ لے لو لوگوں نے کہا کہ تم نے ہمیں عقل کا اور ہمارے ساتھ خیر خواہی کا مشورہ دیا۔

نعیم سفیان بن حرب کے پاس آئے اور کہا کہ میں تمہارے پاس خیر خواہی لایا ہوں۔ لہذا مجھے ظاہر نہ کرنا، اس نے کہا کہ میں (عمل) کروں گا۔ انھوں نے کہا تم جانتے ہو کہ قریظہ نے جو کچھ اپنے اور محمد علیہ السلام کے ساتھ کیا ہے اس پر نادم ہیں اور اسکی اصلاح اور اس سے واپس ہونا چاہتے ہیں۔ میرے سامنے انھوں نے آپ کے پاس کہلایا کہ ہم لوگ قریش اور غطفان کے ستر اشراف لے کے آپ کے سپرد کر دیں گے تاکہ آپ انکی گردن مار دیں، ہم لوگ قریش اور غطفان کے مقابلے پر آپ کے ساتھ ہونگے اور انھیں آپ کے مقابلے سے واپس کر دیں گے آپ ہمارے اس بازو جس کو آپ نے ان لوگوں کے شہروں کی طرف توڑ دیا یعنی بنی النضیر کو واپس کر دیں گے اس لئے اگر وہ لوگ تم سے ضمانت منگا بھیجیں تو کسی کو ان کے حوالے نہ کرنا اور ان سے ڈرنا۔

نعیم غطفان کے پاس آئے ان سے بھی وہی کہا جو قریش سے کہا تھا وہ انھیں میں کے ایک فرد تھے اس لئے ان لوگوں نے ان کی تصدیق کی۔

بنی قریظہ نے قریش سے کہلا بھیجا کہ ہم لوگ تمہارے ہمراہ محمد ﷺ سے قتال نہ کریں گے تا وقتیکہ ہمیں

اپنے میں سے ضمانت نہ دو جو ہمارے پاس رہیں۔

کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ تم لوگ بھاگ جاؤ گے اور ہمیں اور محمد کو چھوڑ جاؤں گے، ابوسفیان نے کہا کہ یہ وہی بات ہے جو نعیم نے کہی تھی، ان لوگوں نے بنی غطفان کے پاس بھی اسی طرح کہلا بھیجا جس طرح قریش کے پاس کہلا بھیجا تھا اور ان سے بھی اسی طرح کہا، غطفان و قریش نے کہا کہ ہم لوگ تم کو کوئی ضمانت نہ دیں گے البتہ تم نکلو اور ہمارے ہمراہ قتال کرو۔

یہود (بنی قریظہ) نے کہا کہ ہم لوگ توریت کی قسم کھاتے ہیں وہ خبر جو نعیم نے بیان کی سچ ہے، قریش و غطفان بھی کہنے لگے کہ خبر وہی (درست) ہے جو نعیم نے بیان کی یہ لوگ ان لوگوں کی مدد سے مایوس ہو گئے، ان کا کام مختلف ہو گیا اور سب جدا جدا ہو گئے۔

نعیم کہا کرتے تھے کہ میں نے احزاب (مختلف گروہ کفار) کے درمیان ترک جنگ کی تدبیر کی، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ ہر طرح سے متفرق ہو گئے اور میں رسول اللہ ﷺ کے راز پر آپ کا امین ہوں، اس کے بعد وہ صحیح الاسلام رہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد نعیم بن مسعود نے ہجرت کی اور مدینہ میں سکونت اختیار کی، انکی اولاد بھی وہیں تھی، رسول اللہ ﷺ جہاد کرتے تو وہ آپ کے ہر کام پر رہتے، رسول اللہ ﷺ نے جب روانگی تبوک کا قصد فرمایا تو انھیں انکی قوم کے پاس بھیجا کہ دشمن کے جہاد کے لئے ان کے ساتھ چلیں۔

سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے نعیم بن مسعود و معقل بن سنان کو قبیلہ کی جانب بھیج کر ان لوگوں کو غزوہ مکہ کے لئے مدینہ حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔

خلف بن خلیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت نعیم بن مسعود کی وفات ہوئی (تو ان کے منہ میں کیلیں تھیں) رسول اللہ ﷺ نے اپنے منہ سے نعیم بن مسعود کی کیلیں نکالیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ حدیث وہم ہے۔ نعیم بن مسعود کی وفات رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں ہوئی۔ وہ عثمان بن عفانؓ کے زمانے تک زندہ ہے۔

مسعود بن زحیلہ بن عائد ابن مالک بن حبیب بن نبیح بن ثلبہ بن قنقذ بن خلاوہ بن مسعود بن ابی بکر بن اشجع یوم احزاب (غزوہ خندق) میں قبیلہ اشجع کے سردار تھے جو مشرکین کے ساتھ تھے اس کے بعد وہ اسلام لے آئے، ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔

حسین بن نوریۃ الاشجعی غزوہ خیبر میں نبی ﷺ کے رہبر تھے۔ یہ وہی شخص تھے کہ الجباب سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی کہ غطفان کی ایک جماعت الجباب میں ہے رسول اللہ ﷺ نے اس وقت بشر بن سعد کو بطور مہربان بھیجا، ہمراہ تین سو مسلمان تھے، ان لوگوں نے برکت و خیریت کے ساتھ مقابلہ کیا۔

عبداللہ بن نعیم الاشجعی غزوہ خیبر میں حسین بن نوریہ کے ساتھ یہ بھی نبی ﷺ کے رہبر تھے۔

عوف بن مالک الاشجعی..... ایوسان نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے ابوالدرداء اور عوف بن مالک الاشجعی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عوف بن مالک مسلمان ہو کر خیر میں حاضر ہوئے، فتح مکہ کے دن اشجع کا جھنڈا عوف بن مالک کے پاس تھا۔

مکھول سے مروی ہے کہ عوف بن مالک الاشجعی سونے کی انگٹھی پہنے ہوئے عمر بن الخطاب کے پاس آئے تو عمرؓ نے ان کے ہاتھ پر مارا اور کہا کہ کیا تم سونا پہنتے ہو، انھوں نے اسے پھینک دیا، عمرؓ نے کہا کہ ہمیں تمہیں تکلف دی اور تمہاری انگٹھی ضائع کر دی دوسرے دن لوہے کی پہنے ہوئے آئے تو کہا یہ اہل دوزخ کا زیور ہے۔ تیسرے دن چاند کی انگٹھی پہنے ہوئے آئے تو وہ ان سے خاموش رہے۔

جاریہ بن حمیل بن شبہ..... ابن قرطمرہ بن نصر بن وہبان بن یسار بن سبیع بن بکر بن اشجع، زمانہ قدیم میں اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

ہشام بن محمد بن السائب الکفسی نے اپنے والد سے بیان کیا کہ جاریہ بن محمد حمیل نبی ﷺ کے ہر کاب بدر میں شریک تھے۔ یہ بات ان کے سوا علماء میں سے کسی نے بیان نہیں کی اور نہ یہ ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

عامر بن الاضبط الاشجعی..... عبدالرحمن بن ابی حدرد الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ابو قتادۃ الانصاری کے ساتھ یثرب اضم روانہ کیا تو عامر بن الاضبط الاشجعی ہمارے پاس سے گزرے اور ہمیں اسلامی طریقے سے سلام کیا، ہم لوگ تو ان سے باز رہے لیکن محکم بن جثامہ جو ہمارے ساتھ تھے حمد کر کے انھیں قتل کر دیا اور ان کا اونٹ اور اسباب اور دودھ کا برتن چھین لیا۔

ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہمارے بارے میں قرآن نازل ہوا یا ایہا الذی آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فقیسوا ولا تقولوا لمن القی السلام لست مومننا۔ الی آخر الایۃ۔ (اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو ہوشیار رہا کرو جو شخص تمہیں سلام کہے اسے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ آخر آیت تک)

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ہم نے محکم بن جثامہ کا قصہ سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن الاضبط کے بدلے انھیں مقید کرنے کا ارادہ فرمایا تھا، عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس کی حنین میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کی گفتگو کا واقعہ بھی سنہ تھا اور اس کے بعد یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خوں بہا میں پچاس اونٹ فوراً ادا کرنا مناسب سمجھا اور پچاس اونٹ اس وقت کہ جب ہم لوگ مدینہ واپس ہوئے رسول اللہ ﷺ محکم بن جثامہ کے قصہ میں برابر اس قوم کا ساتھ دیتے رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے خوں بہا کر قبول کیا۔

معقل بن سنان بن مظہر..... ابن عمر کی بن فہیان بن سبیع بن بکر بن اشجع، یوم الفتح میں رسول اللہ ﷺ

کے ہمرکاب تھے اور یوم الحمرہ تک زندہ رہے۔

عبدالرحمن بن عثمان بن زیان الاحمسی نے اپنے والد سے روایت کی کہ معقل بن سنان نے نبی ﷺ کی صحبت پائی اور فتح مکہ میں اپنی قوم کا جھنڈا لئے تھے وہ خوش حراج جوان تھے اور اس کے بعد بھی زندہ رہے انھیں ولید بن عقبہ بن ابی سفیان نے، جو مدینہ کی امارت پر تھا یزید بن کی بیعت کے لئے بھیجا۔

معقل بن سنان تھا اہل مدینہ کے ایک وفد کے ساتھ شام آئے اور وہ مسلم بن عقبہ جس کا عرف سرف تھا یکجا ہوئے، معقل بن سنان نے سرف سے جس نے انھیں مانوس کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ باتیں کیں کہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر کیا، اور کہا کہ میں بکجوری اس شخص کی بیعت کے لئے نکلا ہوں۔ میرا اس کی طرف روانہ ہونا بھی مقدرات میں تھا جو ایسا آدمی ہے کہ شراب پیتا ہے اور محرمات سے نکاح کرتا ہے۔

معقل نے یزید کو برا بھلا کہا، اور برا بھلا کہتے رہے، پھر سرف سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باتیں تمہیں تک رہیں۔ سرف نے کہا کہ میں آج تو اس کو امیر المومنین سے بیان نہ کروں گا، لیکن اللہ کے لئے یہ مجھ پر عہد و پیمان ہے کہ میرے ہاتھوں کو جب تم پر قابو ہوگا اور مجھے تم پر قدرت ہوگی تو میں اس امر میں جس میں تم ہو تمہاری آنکھیں پھوڑ دوں گا۔

سرف مدینہ آیا تو اس نے جنگ حرہ میں جس روز معقل کو گرفتار کر کے اس کے پاس لایا گیا۔ اس نے کہا کہ اے معقل بن سنان کیا تم پیاسے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں، اللہ امیر کی اصلاح کرے، اس نے کہا کہ ان کے لئے بادام کا شربت بناؤ، لوگوں نے شربت بنایا، انھوں نے پیاسے سرف نے ان سے پوچھا کہ تم نے پی لیا اور سیراب ہو گئے انھوں نے کہا کہ ہاں۔

سرف، بخرج کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اور کہا کہ مجھے اس (شربت) سے ذلیل نہ کر، اٹھ اور معقل کی گردن مار دے، پھر اس نے کہا کہ تو بیٹھ جا۔ نوفل بن مساحق سے کہا کہ تو کھڑا ہو اور انکی گردن مار دے، اٹھ کر ان کے پاس گیا اور گردن مار دی۔

سرف معقل کی لاش کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ واللہ اس کلام کے بعد جو میں نے تم سے سنا تھا تم کو چھوڑنے والا نہ تھا۔ تم نے اپنے امام (یزید) پر طعنہ زنی کی تھی (کہ اسے شراب خوار و زانی کہہ دیا تھا) اس نے انھیں جرأت کے ساتھ قتل کر دیا، واقعہ حرہ ذی الحجہ ۶۶ء میں ہوا تھا۔ شاعر نے کہا کہ:

الان تلکم الانصار تغنی سواتھا واشجع تغنی معقل بن سنان

(آگاہ ہو کہ تم انصار کی ایک جماعت اپنی جماعت کی خبر مرگ دیتے ہو۔ اور اشجع، معقل بن سنان کی خبر

مرگ دیتے ہیں)

ابو ثعلبہ الاحمسی..... ابی ثعلبہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اسلام میں میرے دو بچے مرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے اسلام میں دو بچے مریں گے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں پر کمال رحمت کی وجہ سے اس شخص کو بھی جنت میں داخل کرے گا۔

ابو مالک الاشجعی..... ابی مالک الاشجعی نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑی خیا
نت گرز زمین کی ہے کہ تم دو شخصوں کو پاؤ جو دونوں زمین یا مکان میں بمسایہ ہوں ان میں سے ایک شخص اپنے بھائی کے
حصے میں سے ایک گرز زمین لیے تو قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالا جائیگا۔

ثقیف کی شاخ قسی بن مہبہ بن بکر ابن سوزان بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس

ابن اعلان بن مضر

مغیرہ بن شعبہ بن ابی عامر..... ابن مسعود بن محب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف ابن
ثقیف، انکی والدہ اسماء بنت الاثیم بن ابی عمرو وطلحیم بن یحییٰ بن عمرو بن دہمان بن نصر تھیں، مغیرہ بن شعبہ کی کنیت ابو
عبداللہ تھی انھیں مغیرہ الرائے (رائے کو برا بھختہ کرنے والا) کہا جاتا تھا۔ وہ ایسے عاقل تھے کہ جب دو باتیں ان کے
دل میں کھٹکتی تھیں تو ضرور کسی ایک میں راہ پالیتے تھے۔

محمد بن یعقوب بن عتبہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ہم لوگ عرب کی وہ قوم
تھے جو اپنے دین کو مضبوط پکڑے تھے ہم لوگ لات (بت) کے خدام تھے اپنے متعلق میری رائے یہ تھی کہ اگر میں اپنی
قوم کو دیکھوں کہ وہ اسلام لے آئے تو میں انکی پیروی نہ کروں گا۔

بنی مالک کے ایک گروہ نے مقوقش (بادشاہ مصر) کے پاس (بطور وفد) جانے کا ارادہ کیا، انھوں نے اس
کے لئے ہدایا و تحائف جمع کئے میں نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جانے پر اتفاق کیا اور اپنے چچا عروہ ابن مسعود سے
مشورہ کیا، انھوں نے مجھے منع کیا اور کہا کہ تمہارے ساتھ تمہارے والد کی اولاد میں سے کوئی نہیں، لیکن میں نے
سوائے روانگی کے انکار کیا۔

میں نے ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا، ان کے حلیفوں میں سوائے میرے کوئی نہ تھا ہم لوگ اسکر یہ
میں داخل ہوئے، مقوقش دریا پر ایک سایہ دار مجلس میں تھا میں کشتی میں سوار ہو کر اس کی مجلس کے سامنے گیا۔

اس نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے اندیشہ کیا، ایک شخص کو حکم دیا کہ دریافت کرے کہ میں کون ہوں اور
کیا چاہتا ہوں، اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اسے اپنا کام اور اس کے پاس اپنا آنا بتایا۔ ہمارے متعلق حکم
دیا کہ کنیسہ میں اتارے جائیں اور ہماری مہمان داری کی جائے۔

اس نے ہمیں بلایا تو اس کے پاس گئے بنی مالک کے رئیس کی طرف دیکھا اسے اپنے قریب کیا اور اپنے
پاس بٹھایا، دریافت کیا کہ کیا ساری قوم بنی مالک میں سے ہے اس نے کہا کہ ہاں سوائے ایک شخص کے جو حلیفوں
میں سے ہے اس نے میرا تعارف کرایا اس میں نزدیک قوم بھر میں سب سے ذلیل تھا۔

ان لوگوں نے اپنے ہدایا اس کے آگے رکھے وہ خوش ہوا اور ان لینے کا حکم دیا جس میں بعض کو بعض پر
فضیلت دی۔ میرے ساتھ نخل کیا، مجھے اس قدر شے دی جو قابل ذکر نہیں۔

ہم لوگ روانہ ہوئے بنی مالکی اپنے متعلقین کے لئے ہدایا خریدنے لگے وہ لوگ سردرتھے کسی نے بھی میرے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں کی۔ وہ لوگ روانہ ہوئے اپنے ساتھ شراب لے لی تھی، وہ بھی پیتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ پیتا تھا۔

میرا دل انکار کرتا تھا اور کسی طرح راجی نہ ہوتا تھا۔ لوگ بادشاہ کے عطا کردہ جحف و ہدایا لئے ہوئے طائف جا رہے تھے اور اس نے میرے ساتھ جو نخل کیا اور میری توہین کی اس کی خبر میری قوم کو ہو گئی میں نے ان لوگوں کے قتل کا عزم کر لیا۔

میں بساق میں مریض بن گیا۔ سر میں پٹی باندھ لی، لوگوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا۔ میں نے کہا کہ درود سر ہے انھوں نے اپنی شراب رکھی اور مجھے بلایا تو میں نے کہا کہ میرے سر میں درود ہے لیکن میں بیٹھوں گا اور تم لوگوں کو پلاؤں گا، ان لوگوں نے انکار نہ کیا، میں بیٹھ کر انھیں پلانے لگا، پیالے پر پیالہ پلاتا تھا۔ جب درود چلا اور شراب کی خواہش ہوئی، میں خالص شراب دینے لگا، لوگ پی رہے تھے اور جانتے نہ تھے، شراب نے انھیں مدہوش کر دیا اور اس طرح سو گئے کہ عقل جاتی رہی میں نے حملہ کر کے سب کو قتل کر دیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا لے لیا۔

نبی ﷺ کی خدمت حاضر ہوا۔ آپ کو اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا پایا، میں سفری لباس میں تھا آپ کو اسلامی سلام کیا تو آپ نے ابو بکر بن ابی قحاصہ کی طرف دیکھا۔ جو مجھے پہچانتے تھے، فرمایا میرے بھائی عروہ کے بیٹے ہو۔ عرض کی جی ہاں میں آیا ہوں کہ شہادت دوں، لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے تمہیں اسلام کے لئے ہدایت کی ابو بکر نے کہا کہ کیا تم لوگ مصر سے آئے ہو؟ میں نے کہا ہاں، پوچھا کہ وہ مالکی کہاں گئے جو تمہارے ساتھ تھے۔

میں نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان بعض وہ امور ہوئے ہیں جو عرب کے درمیان ہوتے ہیں ہم لوگ دین شرک پر تھے میں نے انھیں قتل کر کے سامان لے لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا ہوں کہ آپ فہم لے لیں جا جو رائے آپ کی ہو۔ یہ تو مشرکین کی غنیمت ہے اور میں مسلم ہوں۔ محمد ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اسلام تو میں نے قبول کر لیا لیکن ان لوگوں کے مال میں سے کچھ نہ لوٹا اور اس نے اسکا ٹمب لٹکا، اس لئے کہ یہ عہدی ہے اور بد عہدی میں کوئی خیر نہیں۔

مجھے قریب و بعید کے اندیشے دامن گیر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں نے تو اس حالت میں انھیں قتل کیا کہ اپنی قوم کے دین پر تھا جب آپ کے پاس آیا تو اسلام لایا فرمایا کہ اسلام اپنے ماقبل کے گناہ مٹا دیتا ہے انھوں نے کہا کہ ان لوگوں میں سے قتل کئے گئے.....

عمران بن الحصین..... عمران بن الحصین سے مروی ہے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ہے میں نے اپنا خاص وضو اس ہاتھ سے نہیں چھوا۔

حکم بن الاعرج سے مروی ہے کہ عبید اللہ بن زید نے عمران بن الحصین کو قاجی بنایا دو شخصوں نے ان کے پاس اپنا مقدمہ پیش کیا۔ جن میں سے ایک خلاف شہادت قائم ہو گئی اور انھوں نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ اس

شخص نے کہا کہ آپ نے بغیر غور کئے میرے خلاف فیصلہ کر دیا، واللہ یہ فیصلہ باطل ہے انھوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اٹھے اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس گئے اس سے کہا کہ مجھے عہدہ قضا سے معزول کر دو، اس نے کہا اے ابوانجید ذرا ٹھہرو، انھوں نے کہا نہیں، قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں جب تک اللہ کی عبادت کروں گا دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ بصرے سے اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک بھی ایسا نہیں آیا جسے عمران بن حصین پر فضیلت دی جاتی۔

مطرف سے مروی ہے کہ میں عمران بن حصین کے ساتھ کوفہ سے بصرہ روانہ ہوا، کوئی دن ایسا نہیں آیا کہ وہ ہمیں ایک شعر نہ سناتے ہوں، اور کہتے تھے کہ تمہارے لئے ان کلمات میں کذب سے بچنے کا راستہ ہے۔
قادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عمران بن حصین نے کہا، مجھے پسند تھا کہ وہ راکھ ہوتا جسے ہوائیں اڑاتی ہیں۔

مجیر بن الربیع سے مروی ہے کہ عمران بن حصین نے انھیں بنی عدی کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم ان سب کے پاس جاؤ جو مسجد میں ہوں۔ یہ عصر کا وقت تھا، پھر تم کھڑے ہو جانا۔

مجیر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ مجھے تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کے صحابی عمران بن حصین نے بھیجا ہے جو تمہیں اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہیں اور خبر دیتے ہیں کہ میں تم لوگوں کا خیر خواہ ہوں۔ وہ اس اللہ کی قسم کھاتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ایک ایسا نکلا جھٹی غلام ہونا جسے پہاڑ کی چوٹی پر درودھ والی بھینریں چراتے چراتے موت آ جاتی ہے۔ اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ کسی ایک فریق پر بھی تیر اندازی کریں خواہ وہ صحیح راستے پر ہو یا غلط راستے پر لہذا تم لوگ بھی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں باز رہو۔

قوم نے اپنے سر اٹھائے اور کہا کہ اے غلام اپنی طرف سے ہمیں چھوڑ دے۔ واللہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے میل کچیل کو بھی کسی شے کے عوض کبھی نہ چھوڑیں وہ..... لوگ یوم الجمل میں صبح کو گئے واللہ بہت سے لوگ اس روز عائشہؓ کے گرد قتل ہوئے جن میں ستر حافظ قرآن تھے اور جو حافظ قرآن نہ تھے اس سے بھی بہت تھے۔

ابن قادہ سے مروی ہے کہ مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ تم اپنی مسجد ہی میں رہو میں نے کہا کہ اگر لوگ میرے پاس گھس آئیں، تو انھوں نے کہا کہ پھر اپنے گھر میں رہو، پوچھا اگر لوگ میرے گھر میں گھس آئیں، عمران بن حصین نے کہا کہ اگر کوئی شخص میرے گھر میں گھس آئے اور وہ میری جان اور مال کا خواہاں ہو تو میری رائے میں میرے لئے اس کا قتال حلال ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ میں سال تک عمران بن حصین کو مرض استقاء رہا جس میں ہر سال داغنے کو ان سے بہا جاتا تھا مگر وہ ان سے انکار کرتے رہے یہاں تک کہ وفات سے دو سال قبل داغ لیا۔

قادہ سے مروی ہے کہ عمران بن حصین سے ملائکہ مصافحہ کرتے تھے لیکن انھوں نے جب داغ لیا تو کنارہ کش ہو گئے۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ ہم نے داغ لیا مگر داغ لینے کی سلائیاں نہ مفید ہوئیں نہ کامیاب۔

حسن سے مروی ہے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ ہم نے داغ لیا مگر وہ (سلائیاں) نہ مفید ہوئیں نہ کامیاب۔

لاحق بن عبید سے مروی ہے کہ عمران بن حصین داغنے سے منع کرتے تھے وہ بتلا ہوئے تو داغ لیا۔ چلاتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے آگ کی سلائی سے داغا گیا جس نے نہ تکلیف سے نجات دی نہ مرض سے شفا۔

مطرف سے مروی ہے کہ مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ ملائکہ کی طرف سے مجھے سلام کیا جاتا ہے۔ جب مجھے داغا گیا تو سلام کرنا بند ہو گیا، پوچھا آپ کے سر کی جانب سے سلام کی آواز آتی تھی یا پاؤں کی طرف سے، انھوں نے کہا کہ سر کی طرف سے، میں نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ بغیر اس کے دوبارہ آئے آپ کی وفات ہوگی جب اس کے بعد کا زمانہ ہوا تو انھوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کرنا میرے لئے دوبارہ آگیا، وہ بہت ہی کم زندہ رہے کہ وفات ہو گئی۔

مطرف بن عبد اللہ بن الشجر سے مروی ہے کہ مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ جو چیز مجھ سے بند ہوئی تھی وہ لوٹ آئی یعنی ملائکہ کا سلام کرنا۔ راوی نے کہا کہ انھوں نے مجھ سے کہا، میری اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔

مطرف سے مروی ہے کہ بیماری میں عمران بن حصین نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ مجھے ملائکہ سلام کرتے ہیں، اگر میں زندہ رہوں تو میری بات پوشیدہ رکھنا اور اگر مر جاؤں تو تمہارا جی چاہے تو اسے بیان کر دینا۔ مطرف سے مروی ہے کہ عمران بن حصین کو (ملائکہ کی طرف سے) سلام کیا جاتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے اس وقت تک سلام کو نہ پایا جب تک کہ مجھے آگ سے داغنے کا اثر نہ چلا گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کہاں سے سلام سنتے ہیں انھوں نے کہا کہ گھر کے اطراف سے میں نے کہا کہ اگر آپ کو سر کی جانب سے سلام کیا جائے گا تو وہ آپ کی موت کے قریب ہوگا۔ انھوں نے اپنے سر کے پاس سلام کرنے کی آواز سنی۔ مگر میں نے اسے محض اپنی رائے سے کہا تھا جو ان کے وقت وفات کے موافق ہو گیا۔

مطرف بن عبد اللہ بن الشجر سے مروی ہے کہ مجھے عمران بن حصین نے اپنے مرض وفات میں بلا بھیجا اور کہا کہ تم میں سے احادیث بیان کرتا تھا۔ شاید میرے بعد اللہ تمہیں ان سے نفع دے اگر میں زندہ رہوں تو میری بات پوشیدہ رکھنا اور اگر مر جاؤں تو اگر تم چاہو تو اسے..... بیان کر دینا کہ (مجھے ملائکہ کی جانب سے) سلام کیا جاتا ہے۔ جان لو کہ نبی ﷺ نے (ایک ہی سفر میں) حج و عمرہ کو جمع کیا ہے اس کے بارے میں نہ قرآن نازل ہوا اور نہ اس سے نبی کو رد کیا گیا جس کے بارے میں کسی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

مطرف سے مروی ہے کہ میں نے عمران بن حصین سے کہا کہ مجھے آپ کی عیادت سے صرف یہی چیز روکتی ہے کہ میں آپ کا حال دیکھتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ ترک عیادت نہ کرو مجھے بھی سب سے زیادہ (اپنا) وہی حال پسند ہے جو اللہ کو زیادہ پسند ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ عمران بن حصین کو نہایت سخت بیماری ہوئی۔ لوگ اسی کی وجہ سے انکی عیادت کو آنے لگے۔ آنے والے نے ان سے کہا کہ ہمیں صرف یہی امر روکتا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ آپ کے پاس آنے والوں کو دیکھتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو کیوں کہ مجھے بھی وہی حال زیادہ پسند ہے جو اللہ کو زیادہ پسند ہے۔

حفص بن النضر السلمی نے اپنی والدہ جو عمران بن حصین کی بیٹی تھیں روایت کی کہ عمران بن حصین کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے میرے عمائے سے تابوت پر باندھ دینا پھر جب دفن کر کے پلٹنا تو اونٹ ذبح کر کے کھلانا۔

ابی رجاء العطاری سے مروی ہے کہ عمران بن حصین ہم لوگوں کے پاس آئے۔ وہ ایک ایسی دھاری دار سوت اور ریشم ملی ہوئی چادر اوڑھے تھے کہ ہم نے نہ پہلے ان کے بدن پر دیکھی تھی نہ بعد کو۔ پھر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر دیکھا جائے۔

ابو عمران الجونی سے مروی ہے کہ انھوں نے عمران بن حصین کے بدن پر دھاری دار سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے کی چادر دیکھی۔

قنادہ سے مروی ہے کہ عمران بن حصین سوت ریشم ملا ہوا کپڑا استعمال کرتے تھے۔

ہلال بن یساف سے مروی ہے کہ میں بھرے آیا مسجد میں گیا تو سفید سر اور داڑھی والے شیخ کو دیکھا کہ ایک حلقے میں ستون سے تکیہ لگائے ہوئے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ عمران بن حصین۔

محمد بن عمرو غیرہ نے کہا کہ عمران بن حصین نے ابو بکر و عمر سے روایت کی ہے۔ انکی وفات زیادہ بن ابی سفیان کی وفات سے ایک سال پہلے ہوئی۔ زیادہ کی وفات معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت ۵۳ء میں ہوئی۔

اکثم بن ابی الجون..... وہ عبدالعزیٰ بن منذر بن ربیعہ بن اصرام بن عئیس بن حرام بن حبشہ بن کعب بن عمرو تھے، یہ وہی شخص ہیں جن کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے دجال پیش کیا گیا جو سیاہ گھونگر والے بار کا تھا جس شخص کو سب سے زیادہ اس کے مشابہ دیکھا وہ اکثم بن ابی الجون ہیں، اکثم نے عرض کی یا رسول اللہ! جو میری اس کے ساتھ مشابہت مجھے مضرب ہوگی، فرمایا، نہیں تم مسلم ہو، وہ کافر ہے۔

سلیمان بن صرد بن الجون..... ابن ابی الجون اور وہ عبدالعزیٰ بن منذر بن ربیعہ بن اصرام بن عئیس بن حرام بن حبشہ بن کعب بن عمرو تھے، کنیت ابو مطرف تھی، اسلام لائے اور نبی ﷺ کی محبت پائی۔

نام یار تھا سلیمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے سلیمان رکھا۔ عمر بہت زیادہ تھا اور اپنی قوم میں بھی شرف حاصل تھا، نبی ﷺ کی وفات ہو گئی تو مدینہ سے چلے گئے، کوفہ میں جب مسلمان اترے تو وہ بھی وہاں جا بسے، علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ہمراہ جنگ جمل وصفین میں شریک ہوئے۔

سلیمان ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے حسین بن علیؑ کو کوفہ آنے کی دعوت دی، لیکن جب وہاں آئے تو وہ ان سے الگ رہے اور ان کے ہمراہ جنگ میں شریک نہ ہوئے، وہ بہت شکی اور انتظار کرنے والے آدمی تھے، حسینؑ شہید ہو گئے تو وہ اور مستب بن بجرہ انضاری اور وہ تمام لوگ جنھوں نے حسینؑ کی مدد ترک کی اور ان کے ساتھ جنگ میں شرکت نہیں کی نادم ہوئے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے جو کچھ کیا اس سے نجات اور توبہ کی کیا صورت ہے آخر کار شروع ماہ ربیع الاول ۶۵ء میں اخیلہ میں لشکر جمع کیا۔ سلیمان بن صرد کو اپنے امور کا والی بنایا اور کہا کہ ہم لوگ شام جائیں گے اور خون حسینؑ کا قصاص طلب کریں گے۔ ان لوگوں کا نام تو ابین (توبہ کرنے والے) رکھا گیا، کل چار ہزار تھے۔

یہ لوگ روانہ ہوئے اور عین الورداء میں آئے جو قرقیسیا کے نواح میں ہے، اہل شام کی ایک جماعت نے

ان کا مقابلہ کیا جو بیس ہزار تھے اور ان پر امیر حصین بن نمیر تھا انھوں نے ان سے قتال کیا۔
 سلیمان بن مرد نے کوچ کیا اور لڑے، یزید بن الحصین بن نمیر نے ایک تیر مار کر انھیں قتل کر دیا، وہ گرے
 اور کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا، ان کے اکثر ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ جو کوچ گئے وہ کوئے واپس آ گئے،
 سلیمان بن مرد اور مستب بن نجمہ کے سر مروان بن الحکم کے پاس اوہم بن محرز الباہلی لے گیا، سلیمان بن مرد جس روز
 قتل ہوئے ترانوے سال کے تھے۔

خالد الاشعر بن حلیف ابن معاذ بن ربیعہ بن اصرم بن فہس بن حرام بن حبشہ بن کعب بن عمرو وہ
 ان حزام بن ہشام بن خالد الکعبی کے دادا تھے جن سے محمد بن عمرو عبد اللہ بن مسلمہ بن تعصب و ابو النصر ہاشم بن القاسم
 نے روایت کی ہے، حزام قدید میں اتر کر تے تھے۔

خالد الاشعر فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ وہ اور
 کرز بن جابر رسول اللہ ﷺ کے اس راستے کے خلاف چلے جس سے آپ داخل ہوئے راستہ بھال گئے مشرکین کا
 ایک لشکر ملا، دونوں شہید کر دیئے گئے، جس نے خالد الاشعری کو قتل کیا وہ ابی الاعدع الجمہی کا بیٹا تھا، ہشام بن محمد بن
 السائب کہتے تھے کہ وہ ہمیشہ بن خالد الاشعری تھے۔

عمرو بن سالم بن حفصہ ابن سالم جو بنی طیہ بن عمرو بن ربیعہ میں سے تھے اور شاعر تھے، رسول اللہ
 ﷺ حدیبیہ میں اترے تو انھوں نے آپ کو ایک بھیڑ اور ایک اونٹ ہدیہ بھیجا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عمرو کو
 برکت عطا فرمائے۔ عمرو اور بدیل بن ورقاء اسی روز رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو قریش کا حال بتایا۔ فتح
 مکہ کے دن عمرو ایک جعندہ بنی کعب کے ان تین جعندوں میں سے اٹھائے ہوئے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں
 کے لئے باندھا تھا، یہ وہی شخص ہیں جو اس روز یہ شعر پڑھتے تھے:

حلف ابنا وابیہ الا تلدا

اللہم انی ناشد محمد

(اے اللہ میں محمد کو (ﷺ) اپنے باپ اور ان کے باپ الا تلہ کے معاہدہ حلف کی قسم دیتا ہوں)

بدیل بن ورقاء بن عبد العزی ابن ربیعہ بن جزی بن عامر بن مازن بن عدی بن عمرو بن ربیعہ
 ، ان کو اور بسر بن سفیان کو نبی ﷺ نے لکھ کر اسلام کی دعوت دی تھی۔
 ان کے بیٹے نافع بن بدیل اپنے والد سے پہلے اسلام لائے یہ معجونہ میں مسلمانوں کے ساتھ حاضر ہوئے
 اور اسی روز شہید ہو گئے۔

عبد اللہ بن بدیل جنگ صفین میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ہر اہی میں قتل ہوئے۔
 بدیل میں ورقاء رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب فتح مکہ و حنین میں شریک تھے رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ہوازن
 کے قیدیوں کو حنین سے البحر انہ تک تقسیم کیا اور ان پر بدیل بن ورقاء الخزامی کو و عامل بنایا، رسول اللہ ﷺ نے جب
 روانگی تبوک کا ارادہ کیا تو انکو اور عمرو بن سالم اور بسر بن سفیان کو بنی کعب کی طرف بھیجا کہ یہ لوگ ان سے اپنے دشمن

کے مقابلے میں چلنے کو کہیں، سب رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب تبوک میں حاضر ہوئے، بدیل بن ورقاء رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں بھی حاضر ہوئے۔

بدیل بن ورقاء سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے (منیٰ میں) ایام تشریق (۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) میں ندادینے کا حکم دیا کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں لہذا روزہ نہ رکھو۔

ابو شریح الکعبی..... نام خولید بن عمرو بن صخر بن عبد العزیٰ بن معاویہ بن الحشر ش بن عمرو بن زمان بن عدی بن عمرو ربیعہ تھا۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ فتح مکہ میں خزاعہ کی شاخ بنی کعب کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا لئے ہوئے تھے، وفات ۶۸ھ میں مدینہ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے احادیث بھی روایت کی ہیں

تمیم بن اسد بن عبد العزیٰ..... ابن جعونہ بن عمرو بن الضرب بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب ابن عمرو، فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عام الفتح میں تمیم بن اسد الخزاعی کو بھیجا، انھوں نے حرم کے ان جتوں کو توڑ ڈالا جن پر غیر اللہ کو پکارا جاتا تھا اور ان کے نام کی قربانی ہوئی تھی۔

علقہ بن القعو ابن عبید..... ابن عمرو بن زمان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ، قدیم الاسلام تھے، ابن شریل کے چشموں پر اتر ا کرتے تھے جو ذی شہب اور مدینہ کے درمیان تھے۔ کثرت سے مدینہ آتے تھے، تبوک کی طرف رسول اللہ ﷺ کے رہبر تھے۔ ان کے بھائی:

عمرو بن القعو..... عبد اللہ بن عمرو بن القعو الخزاعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا۔ آپ کا ارادہ یہ تھا کہ بعد فتح مکہ مجھے ابوسفیان کے پاس مال دے کے بھیجیں کہ وہ اسے مکے میں قریش میں تقسیم کر دیں۔ فرمایا کہ اپنا ساتھی ڈھونڈ لو، میرے پاس عمرو بن امیہ الضمری آئے اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نکلنا چاہتے ہو اور ساتھی ڈھونڈتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ انھوں نے کہا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں نے ساتھی پالیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا..... تمہیں ساتھی مل جائے تو مجھ سے اجازت لے لینا۔ آپ نے فرمایا کہ کون؟ عرض کی عمرو بن امیہ الضمری، فرمایا کہ جب انکی قوم کی آبادی میں اتنا نہ ہو ان سے ہوشیار رہنا کیونکہ کہنے والے نے کہا ہے کہ "احوک البکوی ولا تاملہ" (تیرا بھائی اسیلری ہے اور تو اس سے بے خوف نہ رہ)

ہم روانہ ہوئے جب میں الالباء میں آیا تو انھوں نے کہا کہ میں اپنی قوم سے جو وہاں میں ہے جا کے اپنی حاجت پوری کرنا چاہتا ہوں، تم میرا انتظار کرو، میں نے کہا کہ کامیابی کے ساتھ (جاؤ) جب وہ پلٹے تو رسول اللہ ﷺ کا قول یاد آیا اپنے اونٹ پر کجاوا کسا اور اسے تیز بھگاتا ہوا روانہ ہوا۔ اصافر میں ایک جماعت کے ہمراہ انھوں نے

مجھے روکا میں نے اونٹ کو بھگایا۔ اور ان سے آگے نکل گیا۔

جب انھوں نے دیکھا کہ میں ان سے بچ گیا تو واپس ہو گئے۔ عمرو بن امیہ الضمری میرے پاس آئے اور کہا کہ مجھے اپنی قوم کے پاس ایک ضرورت تھی، میں نے کہا بے شک پھر ہم دونوں روانہ ہوئے اور مکہ آئے میں نے مال ابی سفیان کو دیدیا۔

عبداللہ بن اقرم الخزاعی..... عبید اللہ بن عبداللہ بن اقرم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں

صحراے نمرہ میں اپنے والد کے ساتھ تھا کہ سواروں کی ایک جماعت گزری انھوں نے راستے کے کنارے اونٹ بٹھا دیئے، مجھ سے والد نے کہا کہ اے میرے بیٹے تم اپنی بکریوں میں رہو تا کہ میں اس قوم کے پاس جاؤں اور ان لوگوں سے سوال کروں وہ روانہ ہوئے اور میں بھی روانہ ہوا۔ یعنی وہ بھی قریب گئے اور میں بھی قریب گیا، دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے، نماز کا وقت تھا میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی گویا میں آپ کے بغل کے بالوں کو دیکھ رہا ہوں جب آپ نے سجدہ کیا تھا۔

ابولاس الخزاعی..... ابی لاس الخزاعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے ایک ایسے اونٹ پر حج کے لئے سوار جس پر سواری نہیں کی گئی تھی ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ! ہماری رائے نہیں ہے کہ آپ ہمیں اس پر سوار کریں۔ فرمایا کوئی اونٹ ایسا نہیں ہے جس کے کوہان میں شیطان نہ ہو، لہذا جب اس پر سوار ہو تو اللہ کا نام یاد کرو جس طرح میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ پھر اسے اپنی خدمت کے لئے استعمال کرو کیونکہ اللہ ہی سوار کرتا ہے۔

ان لوگوں میں سے جو کمزوری کی وجہ سے جدا رہے تھے۔

اسلم بن افسی بن حادثہ ابن عمرو بن عامر: انھیں میں سے:

جرہد بن رزاح..... ابن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن افسی شریف تھے کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔ اہل صفہ (فقراء صحابہ) میں سے تھے۔

زرعد بن عبد الرحمن بنجرہد بن الاسلمی نے اپنے دادا جرہد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مجھ پر گزرے میری ران کھلی ہوئی تھی، فرمایا، اپنی ران ڈھانکو کیونکہ ران بستر میں سے ہے۔

محمد بن عمر نے جرہد بن رزاح کہا۔ اسی طرح ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے بھی کہا، انھوں نے بھی ان کا نسب وہی بیان کیا جو اسلم تک ہم نے بیان کیا۔ مدینہ میں جرہد کا زقاق میں حنین میں ایک مکان تھا۔ وفات مدینہ میں آخر خلافت معاویہ بن ابی سفیان اور شروع خلافت یزید بن معاویہ میں ہوئی۔

ابو برزہ الاسلمی..... نام جیسا کہ محمد بن عمر نے ابو برزہ کے کسی لڑکے سے بیان کیا۔ عبداللہ ابن زہلہ تھا

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی وغیرہ اہل علم نے کہا کہ ان کا نام نعلہ بن عبد اللہ تھا۔ بعض اہل علم نے کہا کہ ابن عبید اللہ بن الحارث ابن حبال بن ربیعہ بن دعلج بن انس بن خریجہ بن مالک بن سلامان بن اسلم ابن اقصی تھے اور دعلج تک عیال ہیں، قدیم اسلام تھے اور فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ سب لوگوں کو امن ہے سوائے عبد العزیٰ بن خطل اور بدکار بناتہ کے، پھر میں نے عبد العزیٰ بن خطل کو جو کعبہ کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا قتل کر دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبد اللہ بن خطل بنی الدرم بن تیم بن غالب ابن فہر میں سے تھا۔ ابی ہریرہ الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نے کہا، یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو میں کروں، فرمایا کہ راستے سے ایذا پہنچانے والی چیز (کاٹنے پھرو وغیرہ) دور کرو یہی تمہاری خیرات ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو ہریرہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک برابر آپ کے ہمراہ جہاد کرتے رہے۔ جب مسلمان بصرے میں اترے تو وہ بھی بصرے میں جا بسے اور وہاں ایک مکان بنا لیا اس میں ان کے پس ماندگان تھے، اس کے بعد خراسان کا جہاد کیا اور وہیں وفات پائی۔

حسن بن حکیم سے مروی ہے کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ الاسلمی کا ایک بہت بڑا پیالہ ٹرید کا صبح کو اور ایک بہت بڑا پیالہ شام کو بیوگان دینائی و مساکین کے لئے ہوتا تھا۔

سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ کو سفید سر اور داڑھی والا دیکھا۔ ثابت البنانی سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ کبیل کا لباس پہنتے تھے ان سے ایک شخص نے کہا کہ آپ کے بھائی عائد بن عمرو سوت اور ریشم ملا ہوا لباس پہنتے ہیں اور آپ کے لباس سے نفرت کرتے ہیں انھوں نے کہا تم پر افسوس ہے، عائد کے مثل کون ہے ان کا مثل کوئی نہیں پھر وہ شخص عائد کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے بھائی ابو ہریرہ کبیل کا لباس پہنتے ہیں اور آپ کے لباس سے نفرت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ تم افسوس ہے ابو ہریرہ کے مثل کون ہے، ابو ہریرہ کے مثل کوئی نہیں جب ان دونوں میں سے ایک کی وفات ہوئی تو انھوں نے وصیت کی کہ ان پر دوسرا بھائی نماز پڑھے۔

ثابت البنانی سے مروی ہے کہ ثابت بن عمرو سوت ریشم ملا ہوا لباس پہنتے تھے اور گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اور ابو ہریرہ سوت ریشم ملا ہوا لباس (خز) نہیں پہنتے تھے اور نہ گھوڑے پر سوار ہوتے تھے بلکہ گھروں میں رگی ہوئی دو چادریں استعمال کرتے تھے۔

ایک شخص نے دونوں چغل خوری کا ارادہ کیا عائد ابن عمر کے پاس آیا اور کہا کہ آپ ابو ہریرہ کو نہیں دیکھتے کہ آپ کے لباس وضع و طریقے سے نفرت کرتے ہیں اور (خز) سوت ریشم ملا ہوا کپڑا نہیں پہنتے نہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں عائد نے کہا کہ ابو ہریرہ پر اللہ رحمت کرے ابو ہریرہ کے مثل ہم میں کون ہے۔ وہ شخص ابو ہریرہ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ عائد کو نہیں دیکھتے کہ آپ کی وضع اور طریقے سے نفرت کرتے ہیں گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اور (خز) سوت ریشم ملا ہوا لباس پہنتے ہیں انھوں نے کہا کہ عائد پر اللہ رحمت کرے ہم عائد کے مثل کون ہے۔

عبد اللہ بن زیاد سے مروی ہے کہ جس نے ہمیں حوض کی خبر دی اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی

ابو ہریرہ اس جگہ تھے، ابو ہریرہ مومن نے آدمی تھے جب اس نے انہیں دیکھا تو کہا کہ تمہارا یہ محمدی پست قد ہے ابو ہریرہ ناراض ہوئے اور کہا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں کہ میں بغیر رسول اللہ ﷺ کا اپنے اوپر عیب لگائے ہوئے نہیں مرا۔ پھر وہ غصہ میں آئے اور یہاں تک کہ بید اللہ کے تخت پر بیٹھ گئے ان سے حوض (کوثر) کیا تو انہوں نے کہا جو شخص اسکی تکذیب کرے اللہ اسے اس پر وارد نہ کرے اور نہ اللہ اسے اس سے سیراب کرے۔ وہ ناراض ہوتے ہوئے چلے گئے۔

ابو الہمہنال سیال بن سلام سے مروی ہے کہ جب ابن زیاد (کی امارت) کا زمانہ ہوا تو ابن زیاد کو نکالا گیا۔ شام میں (امارت کے لئے) ابن مروان جہاں کھڑا ہوا ابن الزبیر مکہ میں کھڑے ہوئے، وہ لوگ قاری کہلاتے تھے، بصرے میں کھڑے ہوئے میرے والد کو شیدی غم ہوا۔ ابو الہمہنال اپنے والد کی بہتین تعریف کرتے تھے راوی نے کہا کہ انہوں نے مجھ سے کہا میرے ساتھ اس شخص ابو ہریرہ کے پاس چلو جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں ہیں۔

عبداللہ بن ابی اوفی ابی بن اوفی سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات جہاد کے جن میں ہم لوگ ٹڈیاں کھاتے تھے۔ عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات جہاد کئے، ہم لوگ آپ کے ساتھ ٹڈیاں کھاتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ کوفیوں نے عبداللہ بن ابی اوفی کے متعلق ان کے مشاہد کے بارے میں روایت کی ہے وہ تم ہو لیکن ہماری روایت میں سب سے پہلا مشہد جس میں وہ ہمارے نزدیک حاضر ہوئے خیبر ہے، پھر اس کے بعد مشاہد ہیں۔

اسماعیل بن ابی خالد نے عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کی ہے کہ میں نے ان (بن ابی اوفی) کے ہاتھ میں ایک تلوار کے زخم کا نشان دیکھا۔ پوچھا یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ مجھے حنین کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ حنین کی جنگ میں حاضر تھے، انہوں نے کہا کہ ہاں، اور اس سے پہلے بھی۔

اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی کو دیکھا کہ ان کا خضاب سرخ تھا۔ ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی کو دیکھا کہ وہ سر اور واڑھی والے تھے۔

ابی سعید البقال سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی کے سر پر بھورے رنگ کی (خن) سوت ریشم ملی ہوئی کپڑے کی ٹوپی دیکھی۔

عمرو سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے کوئی مضمون سنا وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے۔ (یعنی حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے تھے)۔

سعید بن جہان سے مروی ہے کہ ہم لوگ عبداللہ بن ابی اوفی کے ہمراہ خوارج سے قتال کر رہے تھے۔ بد اللہ کا ایک غلام خوارج سے مل گیا ہم لوگوں نے اسے پکارا جو اس کے کنارے (ساحل) پر تھا کہ اے فیروز تیرے مولیٰ عبداللہ یہ ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر وہ ہجرت کریں تو بہت اچھے آدمی ہیں، ابن ابی اوفی نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن کیا کہتا ہے۔ ہم نے کہا..... وہ کہتا ہے کہ اگر وہ ہجرت کریں تو بہت اچھے آدمی ہیں۔ انہوں نے تین مرتبہ کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ میری ہجرت کے بعد بھی کوئی ہجرت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ

اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو باغیوں کو قتل کرے اور باغی اسے قتل کریں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبد اللہ بن ابی اوفی مدینہ میں رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو کوفہ کی طرف چلے گئے اور وہیں اترے جہاں مسلمان اترے تھے۔ اسلم کے محلے میں ایک مکان بنالیا۔ پھر بصرے چلے گئے وفات ۸۶ھ میں کوفہ میں ہوئی۔

حسن سے مروی ہے کہ کوفہ میں عبد اللہ بن ابی اوفی کی رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے آ کر میں و ذت ہوئی۔

محمد بن اعین ابو العلاء المرائی سے مروی ہے کہ میں کوفہ میں تھا۔ عبد اللہ بن ابی اوفی کو دیکھا کہ انھوں نے کوفہ کی مسجد الرمادہ سے احرام باندھا اور تبلیغہ کہنے لگے۔

الاکوع نام شان بن عبد اللہ بن قیس بن خزیمہ بن مالک بن سلمان بن اسلم بن انصی تھا وہ ان کے دونوں بیٹے عامر و سلمہ قدیم الاسلام تھے۔ سب نبی ﷺ کی صحبت سے مستفید ہوئے۔

عامر بن الاکوع شاعر تھے۔

مخزاة بن زاہر سے مروی ہے کہ عامر بن الاکوع نے جنگ خیبر میں مشرکین کے ایک شخص کو مار کے قتل کر دیا اور اپنے آپ کو زخمی کر لیا۔ انھوں نے کہنا شروع کیا کہ میں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا۔ نبی ﷺ ہوا تو فرمایا، ان کے لئے دوا جر ہیں۔

زہری وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی روانگی خیبر میں عامر بن شان سے فرمایا تھا کہ اے نبی الاکوع اتر دو اور ہمارے لئے اپنی بعض لذیذ اشیا (اشعار) شروع کرو، عامر اپنی سواری سے اتر پڑے۔ رسول اللہ ﷺ کو رجز کے اشعار سناتے تھے۔ اور کہتے تھے:

اَلْهَم لَوْلَا اَنْتَ مَا اَهْنَدْنَا وَلَا نَصَدُقْنَا وَلَا صَلَبْنَا

یا اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے۔ نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فَالْقَسْكِينَةُ عَلَيْنَا وَثَبْتَ الْاَقْدَامُ اِنْ لَا قَيْنَا

اگر ہم دشمن کا ہتھیار نہ کریں تو اے اللہ ہم پر سکون نازل کر اور ہمیں ثابت قدم رکھ۔

اَنَا اِذَا صَبَحَ بَنَّا اَقَيْنَا وَبَا لَصَبَاحِ عَوْلُوا عَلَيْنَا

جب ہمیں بکا را گیا تو ہم آگئے، اور پکارنے ہی کے ذریعے سے ہم سے مدد مانگی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ رحمت کرے عمر بن الخطاب نے کہا واللہ یا رسول اللہ (رحمت ان پر) واجب ہو گئی پھر قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ان کے ذریعے سے ہمیں فائدہ پہنچائیے۔

عامر یوم خیبر میں شہید ہو گئے، وہ مشرکین میں سے ایک شخص کو تلوار مارنے گئے تو تلوار پلٹ آئی۔ انھوں نے اپنے آپ کو زخمی کر لیا اور انکی وفات ہو گئی انھیں اٹھا کر رجح لایا گیا اور محمود بن مسلمہ کے ساتھ گار کے اندر ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

محمد بن مسلمہ نے عرض کی، یا رسول اللہ مجھے میرے بھائی کی قبر کے پاس زمین دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے ایک گھوڑا دوڑانے بھرنے کی جگہ ہے اور اگر تم نے عمل (کاشت وغیرہ) کیا تو دو گھوڑے دوڑانے بھرنے کی جگہ ہے۔

امید بن حفیر نے کہا کہ عامر کا عمل (رایگاں ہو گیا) اس لئے کہ انھوں نے خود کشتی کر لی رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا جس نے یہ کہا اس نے غلط کہا کیونکہ ان کے لئے دواجر ہیں، وہ مجاہد ہونے کی حالت میں مقتول ہوئے، وہ جنت میں بھٹکے کی طرح تیرتے ہیں۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عامر سے کہا کہ ہمیں اپنی عمدہ چیزوں میں سے کچھ سناؤ، عامر شاعر تھے وہ اتر کر صدی (وہ اشعار جن سے اہانت مست ہو کر چلتا ہے) پڑھنے اور کہنے لگے:

اللهم لولا انت اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے اور نہ زکوٰۃ دیتے۔ نہ نماز پڑھتے

فاغفر فداء لك ما اقتنينا انا اذا صبح بنا اتينا

ہم نے جو کچھ جمع کر لیا تیرے قربان۔ مغفرت کر دے۔ جب ہمیں پکارا گیا تو ہم آ گئے۔

وبالصبح عولوا علينا

اور پکارنے ہی کے ذریعے سے ہم سے مدد مانگی گئی۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ حدی خواں کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابن الاکوع فرمایا اللہ ان پر رحمت کرے، قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ (ان کے لئے رحمت) واجب ہو گئی، یا نبی اللہ آپ نے ہمیں ان کے ذریعے سے کیوں نہ فائدہ پہنچایا۔

راوی نے کہا کہ خیبر ہی میں ان پر مصیبت آ گئی، وہ یہود کے ایک شخص کو مارنے لگے تو انکی تلوار کی نوک ان کے گھٹنے کی چھنی میں لگی لوگوں نے کہا کہ عامر کا عمل رایگاں گیا تو انھوں نے خود کشتی کر لی۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ تشریف آوری کے بعد حاضر ہوا آپ مسجد میں تھے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ لوگ خیال کرتے ہیں کہ عامر نے اپنا عمل رایگاں کر دیا۔ فرمایا کون کہتا ہے۔ عرض کی انصار کے کچھ لوگ کہتے ہیں جن میں فلاں فلاں ہیں اور اسید بن حفیر ہیں۔ فرمایا۔ غلط کہا جس نے کہا، ان کے لئے دواجر ہیں۔ آنحضرتؐ نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا کہ ایک مجاہد نے جہاد کیا۔ ایک عربی نے طع کیا۔ اس میں اس کے مثل پیدا ہوا۔

سلمہ بن الاکوع..... سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب سات جہاد کئے اور زید بن حارثہ کے ساتھ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہم پر امیر بنایا تھا نو جہاد کئے۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر ابو بکرؓ کو امیر بنایا ہم نے چند مشرکین سے جہاد کیا ان پر شب خون مارا اور قتل کیا۔ ہمارا شعار ”امت! امت!“ تھا اس شب کو میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھر والوں کو قتل کیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات جہاد کئے۔ راوی نے کہا کہ انھوں نے حدیبیہ، خیبر، حنین اور یوم القریٰ کا ذکر کیا اور کہا کہ بقیہ گزوات میں بھول گیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے الکابہ کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ عبدالرحمن بن عوف کے غلام سے ملنا سے کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اکی دو دھ والی اونٹیاں پکڑ لی گئیں۔ میں نے کہا کہ اسے کس نے پکڑا۔ اس نے کہا کہ عطفان نے۔

میں گیا اور عدا دی، وائے صبح، وائے صبح یہاں تک کہ اپنی آواز ان لوگوں کو سن دی جو دونوں سنگیزے والی سر زمین کے درمیان تھے، پھر گیا اور اونٹنیوں کو ان لوگوں سے چھین لایا، رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ آئے، عرض کی یا رسول اللہ قوم پیاسی ہے ہم نے ان کے ساتھ اتنی عجلت کی کہ وہ اپنے ہونٹ سیراب نہ کر سکے۔ فرمایا اے ابن الاکوع غائب ہو تو نرمی کیا کر کیونکہ اب ان کو عطفان کی طرف روانہ کیا جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے حدیبیہ میں درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور کنارے بیٹھ گیا جب لوگ کم ہو گئے تو آپ نے فرمایا، اے سلمہ کیا ہوا تمہیں بیعت نہیں کرتے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے بیعت کر لی، راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا اے ابو مسلم تم لوگوں نے آپ سے کس امر پر بیعت کی تھی انھوں نے کہا کہ موت پر۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ سلمہ کنیت ابو یاس تھی۔

یاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ میں آئے پھر مدینہ کی واپسی کے لئے روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج ہمارے سب سے اچھے سوار ابو قتادہ ہیں اور ہمارے سب سے اچھے پیادے سلمہ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو حصے دیئے ایک حصہ سوار کا ایک حصہ پیادے کا۔

یاس بن سلمہ الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس سے اٹھا، خبر دی گئی کہ وہ مشرکین کا جاسوس ہے، فرمایا جو شخص اسے قتل کرے گا اس کا سامان اسی کا ہوگا۔ میں اس سے ملا اور قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا اسباب مجھے دیدیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ سے دیہات میں رہنے کی اجازت چاہی، آپ نے اجازت دیدی۔

عبدالرحمن بن زید العزازی سے مروی ہے کہ ربذہ میں ہمارے پاس سلمہ بن الاکوع آئے ہماری طرف اپنا ہاتھ نکالا جو ایسا بڑا تھا کہ گویا اونٹ کا پیر انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے اسی ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی ہم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیا۔

یاس بن سلمہ الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے۔ یعنی حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی۔ ان لوگوں کے بارے میں قرآن نازل ہوا، لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة (اللہ مومنین سے راضی ہوا ہے جب کہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے)

اولاد میں جعفر بن محمد بن عقبہ بن اہبان بن الاکوع ہیں، عثمان ابن عفان نے عقبہ میں اہبان بن الاکوع کو کلب و بلقین وغسان کے صدقات پر عامل بنا کے بھیجا تھا۔

ہشام نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن محمد کے بعض لڑکوں نے اسی طرح نسب بیان کیا، محمد بن الاشعث کہتے تھے کہ میں اور وہ سے زیادہ اسے جانتا ہوں، عقبہ بن اہبان مکلم الذئب (بھیڑیے سے کلام کرنے والے) ابن عباد ابن ربیعہ بن کعب بن امیہ بن یقط بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن اقصیٰ۔
محمد بن عمر کہتے تھے مکلم الذئب (بھیڑیے سے کلام کرنے والے) اہبان ابن اوس الاسلمی تھے، انھوں نے اس کا نسب نہیں بیان کیا۔

بین میں رہتے تھے جو بلاد اسلم میں ہے جس وقت وہ اپنی بکریاں حرۃ الوبرہ (نام صحرا) میں چرا رہے تھے تو ایک بھری پر بھیڑیا چھپنا (اور پکری) انھوں نے اس کو چھین لیا بھیڑیا کنارے سے ہٹ گیا۔ اپنی دم کے بل بیٹھ گیا اور کہا کہ تم پر افسوس ہے مجھ سے وہ رزق کیوں روکتے ہو جو مجھے اللہ نے دیا ہے۔

اہبان الاسلمی اپنے دونوں ہاتھوں سے نالیاں بجانے لگے اور کہنے لگے کہ میں نے اس سے زیادہ عجیب امر کبھی نہیں دیکھا۔ بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ عجیب رسول اللہ ﷺ ہیں جو ان کھجور کے درختوں کے درمیان ہیں اس نے مدینہ کی طرف اشارہ کیا۔

پھر اہبان اپنی بکریاں مدینہ بنکالائے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ سے انھوں نے بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اس سے تعجب فرمایا، اور حکم دیا کہ جب وہ عصر کی نماز پڑھیں تو اسے اصحاب سے بیان کریں، انھوں نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انھوں نے سچ کہا یہ علامات میں سے ہے جو قبل قیامت ہونگی۔
اہبان اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی ان کی کنیت ابو عقبہ تھی، وہ کوفے میں اترے اور وہاں بنی اسلم میں ایک مکان بنالیا۔ انکی وفات معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت اور مغیرہ بن شعبہ کی ولایت میں ہوئی۔

عبداللہ بن ابی حدرد ابی حدرد کا نام سلامۃ بن عمیر بن ابی سلامہ بن سعد بن مساب ابن الحارث بن عیس بن ہوازن بن اسلم بن اقصیٰ تھا۔ بعض نے کہا کہ ابو حدرد کا نام عبداللہ تھا عبداللہ کنیت ابو محمد تھی سب سے پہلا مشہور جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے حدیبیہ تھا پھر خیبر اور اس کے بعد کے مشہور۔

محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابو حدرد نے اپنی بیوی کے مہر میں رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی تھی۔
محمد بن عمر نے کہا کہ یہ وہم ہے، حدیث یہ ہے کہ ابو حدرد الاسلمی کے بیٹے نے اپنے بیوی کے مہر میں رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ان کا کتنا مہر باندھا ہے۔ انھوں نے کہا، دو سو درم، فرمایا کہ اگر تم لوگوں نے بطحان سے اخذ کیا ہوتا تو زیادہ نہ کرتے۔

عبداللہ بن ابی حدرد کی وفات ۱۷ء میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ اکاسی (۸۱) برس کے تھے، انھوں نے ابو بکر و عمر سے روایت کی ہے۔

ابو تمیم الاسلمی رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد اسلام لائے یہ وہی ہیں جنھوں نے اپنے

غلام مسعود بن ہندہ کو عرج سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیادہ بھیجا تھا کہ آپ کو غزوہ احد میں قریش کے آنے کی اور جو تعداد اور سامان اور تیاری اور لشکر اور ہتھیار ان کے ہمراہ ہیں اسکی خبر دے۔

مسعود بن ہندہ

مولائے اوس بن حجر ابی تمیم الاسلمی..... مسعود بن ہندہ سے مروی ہے کہ میں دو پہر کو الحذات میں تھا کہ ابو بکرؓ نظر آئے جو ایک اور شخص کو لارہے تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا، وہ ابو تمیم کے خالص دوست تھے۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ ابی تمیم کے پاس جاؤ۔ میرا سلام کہو اور کہو کہ مجھے ایک اونٹ اور تو شہر بہر بھیجیں۔ میں روانہ ہوا اور اپنے مولیٰ کے پاس آیا اور ابو بکرؓ کے پیام سے آگاہ کیا انھوں نے مجھے اپنے متعلقین کا ایک ہودے والا اونٹ جس کا نام الذیال تھا ایک مشک دودھ اور ایک صاع کھجور دی اور رہبر بنا کے مجھے بھیجا، مجھ سے کہا کہ انھیں راستہ بتا دو یہاں تک کہ تمھاری ضرورت نہ رہے۔

میں ان لوگوں کو کوہ رکوبہ تک لے گیا۔ جب ہم اس پر چڑھے تو نماز کا وقت آ گیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ابو بکرؓ آپ کی دہنی جانب تھے اسلام میرے قلب میں داخل ہو گیا میں اسلام لے آیا اور آپ کے دوسرے پہلو میں کھڑا ہو گیا، آپ نے ابو بکرؓ کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ کر ہٹایا ہم دونوں نے آپ کے پیچھے صف باند لی۔

مسعود نے کہا کہ میں سوائے بریدہ بن الحصیب کے بنی سہم میں سے کسی کو نہیں جانتا جو مجھ سے پہلے اسلام لایا ہو مسعود بن ہندہ سے مروی ہے کہ جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب قبا میں اترے تو ایک مسجد پائی جس میں اصحاب نبی ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور سالم مولائے ابو حذیفہ نماز پڑھاتے تھے رسول ﷺ نے اس میں اضافہ کیا۔ انھیں نماز پڑھائی، میں آپ کے ہمراہ قبا میں مقیم رہا یہاں تک کہ پانچ نمازیں پڑھیں۔ پھر میں رخصت ہونے کو آیا آپ نے ابو بکرؓ سے فرمایا، کہا انھیں کچھ دے دو، انھوں نے مجھے بیس درم دیئے اور ایک چادر اڑھائی میں اپنے مولیٰ کے پاس واپس آیا میرے پاس حله اطعمینہ (جوڑا) تھا۔ پھر میں قبلہ میں آیا میں مسلمان تھا۔ مجھ سے مولیٰ نے کہا کہ تم نے جلدی کی، میں نے کہا اے میرے مولیٰ میں نے ایسا کلام (قرآن مجید) سنا کہ اس سے اچھا کلام نہیں سنا تھا بعد کو میرے مولیٰ اسلام لائے۔

ابن مسعود بن ہندہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ نبی ﷺ کے ہرکاب الرسیع میں حاضر ہوئے، انھیں ان کے مولیٰ نے آزاد کر دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے دس اونٹ عطا فرمائے۔

سود مولائے الاسلمین..... عبد اللہ بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ العرج میں تھے، میں آپ کا رہبر تھا ہم لوگ رکوبہ میں چلے میں پہاڑوں میں چلا اور انھیں میں رہ گیا رسول اللہ ﷺ اخذوات سے گزرے جو العرج سے قریب ہے۔ ابو تمیم نے آپ کے پاس تو شہ اور اپنے غلام مسعود کو رہبر بنا کے بھیجا ہم سب روانہ ہو کے الجحشاہ پہنچے جو مدینہ سے ایک برید (۱۲ میل) کے فاصلے پر ہے رسول اللہ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی۔ آج اس جگہ آپ کی مسجد ہے۔ ہم نے اپنے دسترخوان کا بقیہ کھانا صبح کے وقت کھایا۔ شام کو ایک بکری ذبح کی تھی اور اسے

بھون لیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں بنی عمرو بن عوف کا راستہ کون بتائے گا۔ راوی نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کعب بن سعد بن خثعمہ کے پاس اترا، مسلمانین کے مولیٰ سعد اسلام لائے اور نبی ﷺ کے صحبت پائی۔

ربیعہ بن کعب الاسلمی۔ زمانہ قدیم میں اسلام لائے۔ نبی ﷺ کی صحبت پائی آپ ہی کے ساتھ رہتے تھے اہل صفہ میں سے تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔

ربیعہ بن کعب الاسلمی سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے پاس سوتا تھا۔ آپ کو وضو کا پانی دیتا تھا رات کے ایک حصے میں صبح اللہ لمن حمد، اور دوسرے حصے میں الحمد للہ رب العالمین، سنتا تھا ابو عمران الجونی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ابو بکرؓ و ربیعہؓ الاسلمی کو ایک زمین عطا فرمائی جس میں کھجور کا ایک درخت تھا جز اس کی ربیعہ کی زمین میں تھی اور شاخ ابو بکرؓ کی زمین میں..... ابو بکرؓ نے کہا کہ یہ درخت میرا ہے ربیعہ نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے۔

ابو بکرؓ نے ان کے ساتھ تیزی کی۔ ربیعہ کی قوم کو معلوم ہوا تو وہ ان کے پاس آئے، ربیعہ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں تم سے ہر شخص کو قطعاً منع کرتا ہوں جس سے وہ ناراض ہوں اور ان کی ناراضی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ناراض ہوں پھر اپنے رسول ﷺ کی ناراضی کی وجہ سے اللہ ناراض ہو۔

جن ابو بکرؓ کا غصہ فرو ہو گیا تو انھوں نے کہا کہ اے ربیعہ (درخت) مجھے واپس کر دو۔ انھوں نے کہا کہ میں آپ کو واپس نہ دوں گا۔ ابو بکرؓ نبی ﷺ کے پاس گئے۔ ربیعہ نے حاضر خدمت ہونے میں ان پر سبقت کی اور عرض کی میں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا واقعہ ہے انھوں نے آپ کو قصے کی خبر دی، نبی ﷺ نے فرمایا، ہاں تم انھیں واپس نہ کرنا۔ ابو بکرؓ اپنا بندہ دیوار کی طرف کر کے روئے گئے۔ نبی ﷺ نے اس شخص کے لئے شاخ کا حکم دیا جس کے لئے جڑ تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ربیعہ بن کعب مدینہ میں نبی ﷺ کے ساتھ رہ کر آپ سے ہمراہ کعب جہاد تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو ربیعہ مدینہ سے چلے گئے اور یمن میں اترے جو بلاد اسلم میں سے ہے۔ مدینہ سے ایک برید (۱۲) میل کے فاصلے پر ہے ربیعہ جنگ حرہ تک زندہ رہے اور حرہ کا واقعہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں ہوا۔

ناجیہ بن جندب الاسلمی..... اسلم کے ایک بطن بنی سہم میں سے تھے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کعب حدیبیہ میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ جب حدیبیہ روانہ ہوئے تو آپ نے اپنی بدی (قرانی حج) پر ان کو عامل بنایا اور حکم دیا کہ وہ اسے لے کے ذوالحلیفہ تک آگے جائیں۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرہ قضاء کے لئے روانہ ہوئے تو آپ نے اپنی بدی (قربانی حج) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر فرمایا، وہ بدی کو درختوں میں چارہ تلاش کرتے ہوئے آگے لے جانے لگے ان کے ہمراہ اسلم کے چار جوان بھی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابن جندب فتح مکہ میں شریک تھے۔ جبہ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنی ہدی پر عامل بنایا۔ ناجیہ بنی سلمہ میں اترے تھے، معاویہ بن ابی سفیان نے خلافت میں مدینہ میں انکی وفات ہوئی۔

ناجیہ بن الاعجم الاسلمی..... حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہم کاب تھے۔

عطاء بن ابی مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے چودہ اصحاب نے بیان کیا کہ ناجیہ بن الاعجم وہی شخص ہیں کہ حدیبیہ کے کنویں میں تیر ڈالا تو آپ شیریں ایلنے لگا اور لوگ پانی کے گرد اُگرو لوٹے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جنھوں نے تیر ڈالا وہ ناجیہ میں جندب تھے دوسری روایت ہے کہ ابراہ بن عازب تھے، یہ بھی مذکور ہے کہ عباد بن خالد الغفاری تھے۔ لیکن اول الذکر زیادہ ثابت ہے کہ ناجیہ بن الاعجم تھے، رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ میں قبیلہ اسلم کے لئے وہ جھنڈے باندھے جن میں ایک ناجیہ الاعجم نے اٹھایا۔ اور دوسرا بریدہ بن الحصیب نے۔

ناجیہ بن الاعجم کی وفات مدینہ میں آخر زمانے خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوئی۔ کوئی پسماندہ نہ تھا۔

حمزہ بن عمرو الاسلمی..... محمد بن حمزہ سے مروی ہے کہ حمزہ بن عمرو کی کنیت ابو محمد تھی، وفات ۶۱ھ میں ہوئی، اس وقت وہ اکتھتر سال کے تھے ابو بکر و عمرؓ سے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حمزہ بن عمرو نے کہا کہ جب ہم لوگ تبوک میں تھے اور منافقین نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی العقبہ میں بھگادی جس سے آپ کے کجادے کا کچھ سامان بھی گر پڑا تو میری پانچیں انگلیوں میں نور پیدا کر دیا گیا روشنی ہو گئی اور سامان میں سے جو چھوٹ گیا تھا، بوز اور گدھ وغیرہ وہ اٹھانے لگا۔

حمزہ بن عمرو شخص ہیں کہ کعب بن مالک کو انکی توبہ (قبول ہونے) اور جوان کے بارے میں قرآن نازل ہوا تھا اس کی بشارت دی تو انھوں نے اپنے بدن کی دونوں چادریں اتر کے انھیں اڑھا دیں۔

کعب نے کہا کہ واللہ میرے پاس ان دو چادروں کے سوا کچھ نہ تھا ورنہ وہ بھی دیدیتا۔ انھوں نے کہا کہ پھر میں نے ابو قتادہ سے دو چادریں مانگ لیں۔

عبدالرحمن بن الاشیم الاسلمی..... سلمہ بن وروان سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمن بن الاشیم الاسلمی کو کہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے سفید سر اور ڈاڑھی والے تھے۔

محجن بن الادرع الاسلمی..... بنی سہم میں سے تھے یہ وہی شخص کے لئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ رم کرو اور میں ابن الادرع کے ساتھ ہوں، مدینہ میں رہتے تھے خلافت معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں وہیں انکی وفات ہوئی۔

عبداللہ بن وہب الاسلمی..... نبی ﷺ کے صحبت سے فیضیاب ہوئے، جس وقت نبی ﷺ کی وفات

حدیث کی خبر دی تو ان دونوں نے فرمایا کہ سچ کہا۔

حجاج بن الحجاج نے اپنے والد سے روایت کی کہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے رضاع (دودھ پینے) کی مذمت کیا چیز لی جائے گی تو آپ نے فرمایا کہ لونڈی یا غلام۔

عمر و بن نہم الاسلمی..... رسول اللہ ﷺ ہر کاب حدیبیہ گئے ثبیہ ذات الحخل کے راستے پر آپ کے رہبر تھے رسول اللہ ﷺ کے ٹم سے آپ کے آگے آگے چلے اور آپ کو اس پر لے جا کے ٹھیرا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ آج کی شب اس ثبیہ کی مثال ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل کا وہ دروازہ (جس کے متعلق) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ:

”ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطة“

(دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو کہ گناہوں کو معاف کر)
فرمایا کہ آج کی شب جو شخص اس ثبیہ سے گزرے گا اسکی مغفرت کر دی جائے گی۔

زہرا بن الاسود بن مخلع..... نام عبد اللہ بن قیس بن دعلج اور انھیں تک پرورش پائی تھی۔ ابن انس ابن خزیمہ بن مالک بن سلمان بن لہی

مجزاة بن زہرا بن الاسود الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی، جو ان لوگوں میں سے تھے جو درخت حدیبیہ کے نیچے حاضر ہوئے تھے۔ میں آگ لگا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا دی کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو گدھے کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب مسلمان کوفے میں اترے تو زہرا بھی وہیں اترے ان کے بیٹے مجزاة بن زہرا کو نے کے شریف تھے عمرو بن الحق کے ساتھیوں میں سے تھے۔

ہانی بن اوس الاسلمی..... ہانی بن اوس سے مروی ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو درخت حدیبیہ کے نیچے حاضر ہوئے تھے، گھنٹے میں دور ہو گیا تو سجدہ کرتے تھے تو اپنے گھنٹے کے نیچے تکیہ رکھ لیتے تھے۔

ابو مروان الاسلمی..... نام مغیب بن عمرو تھا جن سے ان کے بیٹے عطاء بن ابی مروان نے روایت کی اور لوگوں نے عطاء بن ابی مروان سے روایت کی۔

مغیب بن عمرو الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ عز بن مالک حاضر ہوئے انھوں نے کہا کہ میں نے زنا کیا آپ نے تین مرتبہ منہ پھیر لیا۔ جب چوتھی مرتبہ کہا تو آپ انکی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ کیا تم نے اس سے نکاح کیا، عرض کی، جی ہاں یہاں تک کہ یہ عضو اس کے عضو میں پوشیدہ ہو گیا جس طرح سلائی سرمہ دانی میں اور ڈول کی رسی کنویں میں پوشیدہ ہو جاتی ہے۔

بشیر الاسلمی..... بشیر بن بشیر الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جو اصحاب شجرہ (درخت حدیبیہ والوں)

میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس ناپاک درخت سے کھائے تو وہ ہم سے سرگوشی نہ کرے۔
یہ حدیث یزید بن معاویہ کی بیعت اور رسول اللہ ﷺ سے حیا کے بیان میں حمید سے طول کے ساتھ مروی ہے۔

یثم بن نصر بن دہر الاسلمی..... محمد بن عمرو بن ذہر ع کہتے تھے

یثم بن زہری سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی پیشانی اور ریش بچے کو دیکھا۔ اندازہ کیا تو میں عد سفید بال ہو گئے۔

حارث بن حبال..... ابن ربیعہ بن دعلج بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم نبی ﷺ کی صحبت پائی یہ روایت ہشام بن محمد آپ کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔

مالک بن جبیر بن حبال..... ابن ربیعہ بن دعلج، نبی ﷺ کی صحبت پائی، برداشت ہشام بن محمد بن السائب الکھمی حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ کے ہمرکاب تھے
(کتاب ابن جویہ کے بارہویں جزو کا آخری حصہ اور اس کے بعد تیرہواں حصہ ہے اور بنی مالک بن اقصی کا ذکر ہے جو کمزور تھے۔

(الحمد لله رب العالمين والصلوة على محمد وآله)

بسم الله الرحمن الرحيم

بنی مالک بن اقصی جو اسلم کے بھائی تھے اور وہ بھی ان لوگوں میں تھے جو کمزور تھے۔

اسماء بن حارثہ ابن سعد بن عبد اللہ بن غیاث بن سعد بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ ابن مالک بن اقصی اور بنی حارثہ تک بنی مالک بن اقصی کا بیت ہے۔

اسماء بن حارثہ کی اولاد میں غیلان بن عبد اللہ بن اسماء بن حارثہ تھے جو ابو جعفر منصور کے قواد (فوجی سرداروں) میں سے تھے، ان کا بنی عباس کی دعوت میں (یعنی دفتر مجاہدین و طیفہ یافتگان میں) ذکر تھا۔

اسماء بن حارثہ الاسلمی سے مروی ہے کہ میں یوم عاشورہ (۱۰ محرم) کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ فرمایا اے اسماء کیا آج تم نے روزہ رکھا ہے؟ عرض کی نہیں، فرمایا، روزہ رکھو، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے صبح کا کھانا کھا دیا ہے، فرمایا، دن کے باقی حصہ میں روزہ رکھو، اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ عاشورہ کا روزہ رکھیں۔

میں نے اپنا جوتا اٹھا لیا اور اپنے پاس لایا اور اپنے آپ کو حکم دیا کہ تم لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں، ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو صبح کا کھانا کھا لیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے تم لوگوں کا حکم دیا ہے کہ باقی دن میں روزہ رکھو۔

سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسماء و ہند فرزند ان حارثہ کو قبیلہ اسلم کی جانب بھیجا کہ دونوں ان لوگوں سے کہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایم لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ رمضان

میں مدینہ میں حاضر ہو یہ اس وقت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ مکہ کا ارادہ فرمایا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسماء بن حارثہ کی وفات ۶۶ء میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ اتنی سال کے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے دوسرے اہل علم کو کہتے سنا کہ اسماء کی وفات بصرے میں معاویہ بن ابی

سفیان کی خلافت اور زیادہ کی ولایت میں ہوئی۔

ان کے بھائی:

ہند بن حارثہ الاسلمی..... حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو ہریرہ کہتے تھے کہ میں نے اسماء و ہند فرزند ان حارثہ کو رسول اللہ ﷺ کا خادم ہی

دیکھا، زمانہ دراز سے آپ کے دروازے پر رہنا اور دونوں کا آپ کی خدمت کرنا ان کا شیوہ تھا۔ دونوں محتاج تھے ان

کے پسماندہ یمن میں تھے۔ ہند ابن حارثہ کی وفات مدینہ میں معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت میں ہوئی۔

بعض اہل علم نے بیان کیا کہ یہ لوگ آٹھ بھائی تھے جنہوں نے نبی ﷺ کی صحبت پائی سب۔ سب

بیعتہ رضوان میں (جو درخت حدیبیہ کے نیچے لی گئی) حاضر تھے، وہ آٹھواں بھائی اسامہ، ہند، و خدش، و دیب، و حمران،

و خضالہ، و سلمہ، و مالک فرزند ان حارثہ ابن سعد بن عبد اللہ بن غیاث تھے۔

ذوئب بن حبیب الاسلمی..... بنی مالک بن اقصیٰ برادران اسلم میں سے تھے۔

ابن عباس کہتے تھے کہ ہم سے ذوئب صاحب ہدی رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ان سے

ہلاکت شدہ ہدی (جانوران قربانی) کو دریافت فرمایا۔

مدینہ میں ان کا مکان تھا معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے۔

ہزال الاسلمی..... وہ ابو نعیم بن ہزال تھے جو بنی مالک ابن اقصیٰ برادران اسلم میں سے تھے اور ماغر بن مالک

کے ساتھی تھے جن کو نبی ﷺ نے فعل زنا کی وجہ سے جو انہوں نے کیا تھا حکم دیا کہ آپ کے پاس آئیں اور آپ ہی

کے پاس ٹھہریں۔

یزید بن نعیم بن ہزال نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ماغر کے خالد نے اپنے بیٹے ماغر کے متعلق

مجھے وصیت کی تھی۔ وہ میری پرورش میں تھے، ان کی میں اس سے بھی زیادہ خوبی سے کفالت کرتا تھا جیسی کوئی کسی کرتا

ہے۔ ایک روز وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ میں ایک بڑے مہر والی عورت کا پیام دیتا تھا جسے میں پہچانتا تھا۔ میں

نے اس سے اپنا مقصود حاصل کر لیا۔ اب اپنے کئے پر نادم ہوں۔ تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ

رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور آپ کو اطلاع دیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور زنا کا اقرار کر لیا وہ شادی

شدہ تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں الحرا لے جانے کا حکم دیا ہمراہ ابو بکر صدیقؓ کو بھیجا کہ وہ انہیں سنگسار کر دیں جب

پتھر لگے تو العقیق کی طرف بھاگے انہیں انہیں میں پکڑ لیا گیا جس شخص نے انہیں وطیف حمادی پکڑا وہ عبد اللہ بن

انہیں تھے وہ برابر انہیں پتھر مارتے رہے یہاں تک کہ قتل کر دیا۔

عبداللہ بن انیس۔ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اطلاع دی، فرمایا کہ تم لوگوں نے انہیں کیوں نہ چھوڑ دیا۔ شاید وہ توبہ کرتے اور اللہ انکی توبہ قبول کر لیتا پھر فرمایا کہ اے ہزال تم نے اپنے یتیم کے ساتھ بہت برا کیا اگر تم اپنی چادر کے کنارے سے انکی ستر پوشی کرتے تو تمہارے لئے بہتر ہوتا۔

عرض کی یا رسول اللہ مجھے معلوم نہ تھا اس امر کی گنجائش ہے رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو بلایا جس سے انہوں نے یہ فعل کیا تھا۔ فرمایا چلی جا اور اس سے آپ نے کچھ باز پرس نہ کی لوگوں نے ماعز کے بارے میں چونکہ کوئی کسی کی اور بہت تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں ایسی توبہ کی کہ اگر ایسی توبہ میری امت کا ایک ایک گروہ کرتا تو میں ان سب سے درگزر کرتا۔

ماعز بن مالک الاسلمی..... اسلام لائے اور نبی ﷺ کی محبت پائی، یہ وہی شخص تھے جو ایک گناہ کے مرتکب ہوئے اور نادم ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اقرار کیا۔ وہ شادی شدہ تھے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق حکم دیا تو انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے ایسی توبہ کی کہ اگر وہ ویسی توبہ میری امت کا ایک گروہ کرتا تو میں ان سب سے درگزر کرتا۔

ابن ہریرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ماعز بن مالک کے لئے دعائے مغفرت کرو۔

(اور بقیہ قبائل الازد میں سے، پھر دوس بن عدنان بن عبداللہ بن زہران ابن کعب بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر الازد میں سے)۔

ابو ہریرہؓ..... محمد بن عمر نے کہا کہ ان کا نام عبد شمس تھا۔ اسلام لائے تو عبداللہ رکھا دوسروں نے کہا کہ ان کا نام عبد نهم تھا اور کہا جاتا ہے کہ عبد غنم تھا، یہ بھی کہتے ہیں کہ سکین تھا۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلمی نے کہا کہ ان کا نام عمیر بن عامر ابن عبد ذی الشری بن طریف بن غیاث بن ابی صعب بن ہنیہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن وہس تھا، ان کی والدہ دختر صفیح ابن الحارث بن شابی بن ابی صعب بن ہنیہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم ابن فہم بن وہس تھیں۔

ابو ہریرہؓ کے ماموں سعد بن صفیح بنی دوس کے سخت لوگوں میں سے تھے۔

قریش کے جس شخص کو پکڑا لیتے اسے ابی ازہر الدوسی کے بدلے قتل کر ڈالتے۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں آیا تو رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے بنی غفار کے ایک شخص کو پایا جو نماز فجر میں لوگوں کی امارت کر رہے تھے میں نے انہیں پہلی رکعت میں سورہ مریم اور دوسری رکعت میں ویل للمطفئین پڑھتے سنا۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو راستے میں یہ شعر کہا:

باليلة من طولها وعنائها
على انها من دارة الكفر نجت

(اے شب کی درازی اور اس کی مشقت۔ علاوہ اس کے کہ اس نے کفر کے مقام سے پھینک دیا)۔
راستے میں میرا غلام بھاگ گیا، جب میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپس سے بیعت کر لی تو آپ کے پاس ہی تھا کہ یکا یک غلام نظر آیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ یہ تمہارا غلام ہے، عرض کی کہ وہ اللہ کی راہ کے لئے ہے اور میں نے اسے آزاد کر دیا۔

میں یتیمی کی حالت میں پیدا ہوا..... ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میں یتیمی کی حالت میں پیدا ہوا۔
مسکینی کی حالت میں ہجرت کی بسرت بنت غزو ان کا اپنے پیٹ کے کھانے اور پاؤں کی نوبت پر اجیر، (مزدور و ملازم) تھا، جب وہ لوگ اترتے تھے تو میں خدمت کرتا تھا اور جب وہ لوگ سوار ہوتے تھے تو حدی (وہ اشعار جن سے اونٹ مست ہو کے خوب چلتا ہے) پڑھتا تھا۔
پھر اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے دین کو معدل، مستقیم بنایا اور ابو ہریرہ کو امام بنایا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دختر غزو ان کو پیٹ کے کھانے اور پاؤں کی نوبت پر کرائے کو دیدیا۔ وہ مجھے تکلیف دیتی تھی، مجبور کرتی تھی کہ میں کھڑا ہو کر چلوں اور برہنہ پاؤں پر چلوں اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا۔ تو میں اسے تکلیف دیتا تھا کہ وہ کھڑے ہو کر برہنہ پاؤں پر چلے۔
ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں ابن عفان اور دختر غزو ان کا اپنے پیٹ کے کھانے اور پاؤں کی نوبت پر نوکر تھا کہ جب وہ سوار ہوتے تھے تو میں انہیں چلاتا تھا اور جب اترتے تھے تو ان کی خدمت کرتا تھا۔ دختر غزو ان نے ایک روز مجھ سے کہا کہ تم ضرور ضرور کھڑے ہو کر چلو گے اور ضرور ضرور برہنہ پاؤں پر چلو گے بعد کو اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا تو میں نے کہا کہ تم ضرور ضرور برہنہ پاؤں پر چلو گے اور ضرور ضرور کھڑے ہو کر چلو گے۔

شاید ابو ہریرہؓ کو جنون ہے..... محمد سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ نے ناک چھنکی ان کے بدن پر کتان کی گیر دی رنگ کی چادر تھی انہوں نے اسی میں ناک چھنکی لی پھر انہوں نے کہا کہ واہ واہ ابو ہریرہ کتان کی ناک چھنکتا ہے حالانکہ میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر اور عائشہ کے حجرے کے درمیان آنے والا آتا تھا اور سمجھتا کہ ابو ہریرہ کو جنون ہے۔

حالانکہ مجھے جنون نہ تھا صرف بھوک تھی میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میں ابن عفان اور دختر غزو ان کا اپنے پیٹ کے کھانے اور اپنے پاؤں کی نوبت پر نوکر تھا کہ جب وہ لوگ کوچ کرتے تھے تو میں انہیں چلاتا تھا اور جب اترتے تھے تو میں انکی خدمت کرتا تھا، پھر ایک روز اس (دختر غزو ان) نے کہا کہ تمہیں ضرور پیادہ چلنا ہوگا اور ضرور کھڑے ہو کر چلنا ہوگا اس کے بعد اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا تو اس نے اس سے کہا کہ تمہیں ضرور پیادہ چلنا ہوگا اور ضرور ضرور کھڑے ہو کر چلنا ہوگا۔

عمار بن ابی عمار سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ میں جس مشہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہوا۔ آپ نے اس میں میرا حصہ ضرور لگایا سوائے اس کے کہ جو خمر میں تھا کیونکہ وہ اہل حدیبیہ کے لئے مخصوص تھا۔

ابو ہریرہ اور ابوموسیٰ حدیبیہ اور خیبر کے درمیان آئے تھے۔
عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو ہریرہؓ نے اس وقت آئے کہ نبی ﷺ خیبر میں تھے۔ وہ خیبر چلے گئے اور نبی ﷺ کے ہرکاب مدینہ آئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے چار سال نبی ﷺ کی رفاقت میں گزارے

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے تین سال نبی ﷺ کی صحبت پائی، ان سالوں میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے اس کے یاد کرنے سے اور سمجھنے سے زیادہ پسند مجھے کوئی چیز کبھی نہ تھی۔
حمید بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ نے چار سال تک نبی ﷺ کی صحبت پائی۔
عراک بن مالک کے والد نے اپنی قوم کے ایک گروہ سے روایت کی کہ ابو ہریرہؓ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ بطور وفد کے مدینہ آئے رسول اللہ ﷺ خیبر جا چکے تھے آپ نے مدینہ پر بنی غفار کے ایک شخص کو جن کا نام سباع بن عرفہ تھا اپنا جانشین بنایا تھا..... وہ نماز فجر میں تھے، انھوں نے پہلی رکعت میں، ”کہینعص“ اور دوسری رکعت میں ”ویل للمطففین“ پڑھی۔

ابو ہریرہؓ نے کہا کہ پھر میں نماز میں کہتا تھا کہ:

”ویل لابی فلان له میکالان اذا کتال بالوافی واذا کال کال بالناقص“

”فلاں کے والد کی خرابی ہے کہ جس کے پاؤں دو پیانے ہیں (ایک پورا اور ایک کم) کہ جب وہ تلوائے تو پورے سے (تلوائے) اور جب خود تول کے دے تو کم سے طول کر دے۔“

جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو سباع کے پاس آئے، پھر کچھ توشہ لے کے رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں آئے آپ ﷺ فرخ کر چکے تھے پھر آپ نے مسلمانوں سے گفتگو کی تو انھوں نے ہمیں اپنے حصوں میں شریک کر لیا۔
ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ کوئی مومن اور مومنہ ایسی نہیں جو مجھے سنے اور مجھ سے محبت نہ کرے، راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا یہ آپ کو کان بتاتا ہے۔

ام ابی ہریرہؓ کا قبول اسلام

انھوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا تو وہ انکار کرتی تھیں۔
ایک روز میں نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہ باتیں سنائیں جو میں پسند کرتا تھا۔

میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں والدہ ابی ہریرہؓ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا تو وہ انکار کرتی تھیں اور آج میں نے انھیں دعوت دی تو آپ کے بارے میں وہ باتیں سنائیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں۔ آپ اللہ سے دعا کیجئے وہ والدہ ابی ہریرہؓ کو اسلام کی طرف پھیر دے۔

آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی۔ میں اپنے گھر آیا تو دروازہ بجزا ہوتا تھا اور پانی کے بہنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔
والدہ نے اپنا شلو کا پہنا اور جلدی سے اوڑھنی اوڑھی۔ پھر کہا کہ اے ابو ہریرہؓ اندر آؤ اندر داخل ہوا تو کہا

کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔
میں دوڑتا ہوا رسول اللہ (ﷺ) کے پاس آیا۔ خوشی سے اسی طرح رو رہا تھا جس طرح غم سے رویا تھا۔ عرض
کیا یا رسول اللہ! خوش ہو جائیے اللہ نے آپ کی دعا قبول کر کے والدہ ابی ہریرہ کو اسلام کی ہدایت دی۔

پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اور میری والدہ کو مومنین و مومنات کا محبوب بنادے
، جو مومنہ و مومن مجھے سمجھتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں ایک روز اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا مجھے صرف بھوک نے نکالا تھا۔ میں
نے رسول اللہ (ﷺ) کے اصحاب کی ایک جماعت کو پایا۔ ان لوگوں نے بھی یہی کہا کہ واللہ ہمیں صرف بھوک نے نکالا
ہے۔

ہم لوگ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ (ﷺ) کے پاس گئے۔ فرمایا کہ تم لوگوں کو اس وقت کیا چیز لائی۔ عرض
کیا یا رسول اللہ! ہمیں بھوک لائی ہے۔

رسول اللہ (ﷺ) نے ایک طباق منگایا جس سے کھجوریں تھیں ہم میں سے ہر شخص کو دو دو کھجوریں عطا فرمائیں
اور فرمایا کہ یہی دو دو کھجوریں کھاؤ اور پانی پیو تو آج کے دن تمہیں کافی ہوگی۔

ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے ایک کھجور کھالی اور ایک کھجور اپنی قبیلہ میں رکھ دی رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ
اے ابو ہریرہؓ تم نے یہ کھجور کیوں اٹھالی عرض کی کہ اسے اپنی والدہ کے لئے اٹھالیا ہے۔ فرمایا اے کھالو۔ کیونکہ میں
تمہیں ان کے لئے دو کھجوریں دوں گا میں نے وہ کھالی اور آپ نے مجھے ان کے لئے دو کھجوریں عطا فرمائیں۔

ابن شہادت سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ اپنی والدہ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے تا وقتیکہ وہ وفات نہ پا گئیں حج
نہیں کرتے تھے۔

ابو ہریرہؓ کی کنیت کی وجہ..... عبداللہ بن رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ لوگوں نے آپ کی
کنیت ابو ہریرہؓ کیوں رکھ دی؟

انہوں نے کہا کیا تم مجھ سے ڈرتے نہیں، میں نے کہا کیوں نہیں واللہ آپ سے ضرور ڈرتا ہوں۔ انہوں
نے کہا کہ میں متعلقین کی بکریاں چراتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی بلی تھی۔ جب رات ہو جاتی تھی تو میں اسے درخت
پر رکھ دیتا تھا اور صبح ہوتی تھی میں اسے پکڑا کر اس سے کھیلتا تھا اسی لئے لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہؓ (بلی کا باپ)
رکھ دی۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) سے عرض کی کہ میں نے آپ سے بہت حدیثیں سنیں مگر انہیں
بھول جاتا ہوں۔

فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے اسے پھیلایا۔ رسول اللہ (ﷺ) نے مجھ سے دن بھر حدیث بیان فرمائی، میں
نے اپنی چادر اپنے سینے سے لگالی آپ نے مجھ سے جو کچھ بیان کیا تھا میں اسے نہیں بھولا۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے اسے پھیلا دیا۔
رسول اللہ (ﷺ) نے مجھ سے دن بھر حدیث بیان فرمائی۔ میں نے اپنی چادر اپنے سینے سے لگالی۔ آپ نے مجھ سے جو

کچھ بیان کیا تھا میں اسے نہیں بھولا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت کون حاصل کرے گا؟ فرمایا کہ اے..... ابو ہریرہ میرا گمان تھا کہ مجھ سے یہ حدیث تم سے پہلے کوئی نہیں پوچھے گا اس لئے کہ میں تمہارا شوق حدیث دیکھتا تھا، قیامت کے دن میرے شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت وہ شخص حاصل کریگا جو اخلاص کے ساتھ اپنے دل سے لا الہ الا اللہ کہے گا۔

ایک آیت کی تفسیر . . . الزہری سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ:

”ان الذین یکتُمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب الایۃ“
(بے شک جو لوگ ان دلائل و ہدایت کو اس کے بعد چھپاتے ہیں کہ ہم نے اسے کتاب میں لوگوں کے لئے واضح طور پر بیان کر دیا ہے یہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور ان لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں)۔
ابو ہریرہ نے کہا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ نے نبی ﷺ سے بہت روایت کی حالانکہ وعدہ کا مقام (قیامت) اللہ ہی کے لئے ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ مہاجرین کو کیا عذر ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے یہ احادیث نہیں روایت کرتے۔

میرے ساتھی مہاجرین کو بازار کے معاملات مشغول رکھتے تھے اور میرے ساتھی انصار کو انکی زمینیں اور ان کا انتظام مشغول رکھتا ہے۔ میں ایک مسکین آدمی تھا اور بہت زیادہ رسول اللہ ﷺ کی ہم نشینی اختیار کرتا تھا جب وہ لوگ باہر ہوتے تھے تو میں حاضر ہوتا تھا اور جب وہ لوگ بھولتے تھے تو میں یاد رکھتا تھا۔

کون اپنی چادر پھیلاتا ہے؟ ایک روز نبی ﷺ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی اور فرمایا کہ کون اپنی چادر پھیلاتا ہے کہ میں اس میں اپنی حدیث انڈیل دوں اور وہ اسے اپنے سینے سے لگالے، پھر جو سنا ہے اسے کبھی نہ بھولے۔

میں نے اپنی چادر کھینچ لی۔ آپ نے مجھ سے حدیث بیان کی میں نے اسے اپنے سینے سے لگالیا۔ واللہ میں جو کچھ سنتا تھا اسے کبھی نہیں بھولتا تھا۔ واللہ اگر کتاب اللہ میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تم سے کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت کی:

”ان الذین یکتُمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللعنون“

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ جس سے علم دریافت کیا گیا اور اس نے اسے چھپایا تو اسے قیامت کے دن آگ کی لگام ڈال کے لایا جائیگا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ اگر سورہ بقرہ میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تم لوگوں سے کبھی کوئی حدیث نہ بیان کرتا:

”ان الذین یکتُمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب
الئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللعنون“

لیکن وعدے کا دن (قیامت کا دن) اللہ ہی کے لئے ہے۔

علم کے چھپانے پر ایک کڑی وعید..... ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ جو اس علم کو چھپائے جس سے نفع حاصل ہوتا ہو تو قیامت کے دن اس کے آگ کی لگام ڈالی جائیگی۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو طرف بھر کر (حدیثیں) یاد رکھیں، لیکن ان میں سے ایک (طرف) کو تو میں نے پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ گلا کاٹ ڈالا جائے۔
ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ اگر میں تم لوگوں کو سب بتا دوں جو میں جانتا ہوں تو لوگ مجھے ڈھیلے ماریں اور کہیں کہ ابو ہریرہ مجنون ہے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جو کچھ میرے پیٹ میں پے اگر وہ سب میں تم لوگوں سے بیان کر دوں تو ضرور تم لوگ مجھے اونٹ کی منگیوں سے مارو گے۔

حسن نے کہا کہ انھوں نے سچ کہا، واللہ اگر ہمیں وہ بتاتے کہ بیت اللہ منہدم کیا جائے گا یا جلایا جائیگا تو لوگ ان کی تصدیق نہ کرتے۔

ابو ہریرہ کہتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں۔

اے ابو ہریرہ تم نے بہت زیادہ بیان کیا، قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم لوگوں سے وہ سب بیان کر دیتا ہے جو میں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تو تم لوگ مجھے تھلکے مارتے اور مجھ سے کلام نہ کرتے۔

عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ کعب سے مسئلہ دریافت کرنے آئے۔ کعب قوم میں تھے پوچھا کہ تم اس سے کیا چاہتے ہو۔

انھوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا حافظ نہیں ہے کعب نے کہی ہے کہ تم نے کسی چیز کا طلب گار ایسا نہ پایا ہوگا جو مانے کے کسی دن اس چیز سے سیراب نہ کر دیا جائے۔ سوائے طالب علم یا طالب دنیا کے، ابو ہریرہ نے کہا کہ میں اسی قسم کی حکیمانہ باتوں کے لئے تمھارے پاس آیا تھا۔

ابو ہریرہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ جو شخص جنازے کی نماز پڑھے گا تو اس کے لئے ایک قیراط (ثواب) ہے اور کی نماز پڑھے اور اس کے ساتھ جائے تو اس کے لئے دو قیراط (ثواب) ہے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ غور کرو کہ تم کیا بیان کرتے ہو، ابو ہریرہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور عائشہ کے پاس لے گئے انھوں نے ان سے اس کو دریافت کیا۔ تو عائشہ نے کہا کہ ابو ہریرہ نے سچ کہا۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ اے عبدالرحمن، مجھے بازار کے معاملات رسول اللہ ﷺ (کی صحبت) سے باز نہیں رکھتے تھے، مجھے تو رسول اللہ ﷺ جو کلمہ بتاتے تھے یا جو لقمہ کھلا دیتے تھے اہم معلوم ہوتا تھا۔

ابو ہریرہ کا لباس ابو ہریرہ سے (دوسرے طریق سے) نبی ﷺ سے اسی کے مثل مروی ہے۔ سوائے اس کے کہ انھوں نے کہا کہ خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) جو آپ نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو پہنایا ابو ہریرہ کو بھی ایک خاکی

رنگ کی چادر اڑھائی وہ اسے اس کی چوڑان سے دہرا کرتے تھے، پھر اسے کچھ کینز الگ کیا (یا پھٹ گئی تو اسے جوڑ لیا اور اس طرح رنو نہیں کیا جائے جس طرح لوگ رنو کرتے ہیں، گویا میں انکی ریشم کی چادروں کو دیکھتا ہوں۔

وہب بن کیسان سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) پہنتے دیکھا۔

المقمری سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کے بدن پر خز کی چادر دیکھی ہے۔

محمد زیاد سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کے بدن پر خز کی چادر دیکھی ہے۔

قنادہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ خز پہنتے تھے۔

سعید بن ابی سعید سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کے بدن پر ایک چادر دیکھی جس میں دیبا کی گنڈیاں لگی تھیں۔

جناب بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ گیسو رنگ ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ کے چادر اوڑھنے کا طریقہ بغل سے نیچے سے تھا۔

قرۃ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ کیا ابو ہریرہؓ سخت مزاج تھے، انھوں نے

کہا نہیں، بلکہ وہ نرم مزاج تھے، پوچھا ان کا رنگ کیسا تھا انھوں نے کہا کہ گورا میں نے کہا کیا وہ خضاب کرتے تھے،

انھوں نے کہا اس طرح کہ جیسا تم (میری داڑھی میں) دیکھتے ہو، محمد بن سیرین نے اپنا ہاتھ اپنی داڑھی کی طرف

جھکایا جو سرخ تھی، میں نے کہا ان کا لباس کیسا تھا۔ انھوں نے کہا کہ ایسا ہی جیسا تم (مجھے) دیکھتے ہو، اور محمد بن

سیرین کے بدن پر کتان کی دو گیسو کی رنگ کی دو چادریں تھیں انھوں نے کہا کہ ایک روز انھوں نے ناک چھنکی اور کہا

کہ واہ، واہ، ابو ہریرہؓ کتان میں ناک چھنکتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ وہ مہندی کا خضاب کرتے تھے، انھوں نے ایک روز اپنی داڑھی پکڑ کے کہا

کہ گویا میرا خضاب ابو ہریرہؓ کا خضاب ہے، میری داڑھی مثل ابو ہریرہؓ کی داڑھی کے ہے۔ میرے بال ان کے بالوں

کے ہیں، میری چادریں مثل انکی چادروں کے ہیں اور ان کے بدن پر دو گیسو کے رنگ کی چادریں تھیں۔

محمد سے مروی ہے کہ ایک روز ابو ہریرہؓ نے اپنی چادر میں ناک چھنکی، پھر کہا کہ واہ، واہ، کتان میں ناک

چھنکتا ہے۔

ابو ہلال نے کہا کہ غالباً ایک مدنی شیخ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ اپنے رخساروں

کے بال کترواتے تھے، اور انکی داڑھی زرد تھی۔

حکلی بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ کھڑے ہو کر جوتہ پہننے کو اور اپنے کرتے پر ہمند باندھنے کا ناپسند

کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا حلیہ مبارک عبدالرحمن بن ابی لہیہ الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے

ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ مسجد میں تھے ابن خثیم نے کہا کہ میں نے عبدالرحمن سے استدعا کی، مجھ سے انکا حلیہ بیان کیجئے تو

انھوں نے کہا کہ وہ گندم گوں آدمی تھے دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا دو کاکل والے تھے اور آگے کے،

دائینوں کے درمیان فاصلہ تھا۔

ضمضم بن جوس سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں گیا ایک شیخ نظر آئے جو سر کے بالوں کو گوندھے ہوئے تھے اور ان کے دانت خوب چمکدار تھے، میں نے کہا آپ کون ہیں آپ پر اللہ رحمت کرے، انھوں نے کہا کہ میں ابو ہریرہ ہوں

عثمان بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ وہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے اس وقت ہم لوگ مکتب میں (پڑھتے) تھے۔ قرۃ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ ابو ہریرہؓ خطاب کرتے تھے تو انھوں نے کہا کہ ہاں میرا یہ خطاب کرتے تھے، اور وہ اس روز مہدی کے خطاب میں تھے۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں بحرین کا عامل تھا۔

عمر بن الخطاب کے پاس آیا تو انھوں نے کہا کہ اے اللہ کے اور اسلام کے دشمن یا اے اللہ کے اور اسکی کتاب کے دشمن تم نے اللہ کا مال چرایا، میں نے کہا نہیں، میں اس کا دشمن ہوں جو ان دونوں (اللہ و اسلام یا کتاب اللہ) سے عداوت کرے۔ میں نے چوری نہیں کی بلکہ میرے گھوڑے کی نسل بڑھی اور میرے حصے جمع ہو گئے، انھوں نے مجھ سے بارہ ہزار درم لے لئے۔

بعد کو مجھ سے کہلا بھیجا کہ تم عامل کیوں نہیں بنتے، میں نے کہا نہیں پوچھا کیوں کیو یوسف نے عمل نہیں کیا ہے۔ (یعنی انتظام ملک) میں نے کہا کہ یوسف تو نین کے بیٹے بنی تھے، میں آپ لوگوں عمل (عہدہ) سے دو یا تین چیزوں سے ڈرتا ہوں پوچھا کہ پانچ سے کیوں نہیں کہتے، میں نے کہا کہ میں ان سے ڈرتا کہ لوگ میری آبرو کو بدنام کریں گے یا میرا مال لے لیں گے اور میری پشت پر مار دیں گے۔ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ بغیر حکم کے کلام کروں یا بغیر علم کے فیصلہ کروں۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن اور اس کی کتاب کے دشمن کیا تم نے اللہ کا مال چرایا۔ میں نے کہا کہ میں نہ اللہ کا دشمن ہوں نہ اس کی کتاب کا دشمن ہوں۔ البتہ میں اس کا دشمن ہوں جو ان دونوں..... کا دشمن ہے۔ میں نے اللہ کے مال کی چوری نہیں کی ہے۔ پوچھا کہ تمہارے پاس دس ہزار درم کہاں سے جمع ہو گئے، میں نے کہا کہ یا امیر المومنین میرے گھوڑے کی نسل بڑھی میرے حصے ملتے رہے اور میری عطا ملتی رہی، امیر المومنین نے ان کے متعلق حکم دیا تو وہ لے لئے گئے۔

راوی نے کہا کہ ابو ہریرہؓ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ امیر المومنین کی مغفرت فرما۔

اسحاق بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے ابو ہریرہؓ سے پوچھا کہ اے ابو ہریرہؓ تم نے امارت کو کیسا محسوس کیا۔ انھوں نے کہا کہ جس وقت آپ نے مجھے (امارت پر) بھیجا تھا تو میں اسے ناپسند کرتا تھا۔ اور آپ نے جس وقت معزول کیا ہے تو میں اسے پسند کرتا تھا۔ ابو ہریرہؓ بحرین سے عمرؓ کے پاس چار لاکھ درہم لائے، پوچھا کیا تم نے کسی پر ظلم کیا۔ انھوں نے کہا نہیں، پوچھا کیا تم نے کوئی چیز بغیر اس کے حق کے لی..... انھوں نے کہا نہیں، پوچھا تم نے اپنے لئے کتنا لائے، انھوں نے کہا میں ہزار پوچھا کہ تم نے وہ کہاں سے پایا، انھوں نے کہا میں تجارت کرتا تھا۔ حکم دیا کہ انہیں سرمائے اور تنخواہ کو دیکھو اور اسے لے لو اور جو زائد ہو اسے بیت المال میں داخل کر دو۔

ابو ہریرہؓ بحیثیت خلیفہ... سعید بن الحارث سے مروی ہے کہ مروان جب باہر ہوتا تھا یا حج کرتا تھا تو ابو

ہریرہؓ کو خلیفہ بنا جاتا تھا۔ ابی جعفر سے مروی ہے کہ مروان مدینے پر (امیر) رہا کرتا تھا۔ اور جب وہاں سے نکلتا تھا ابو ہریرہؓ کو خلیفہ بنا دیتا تھا۔

عبداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ مروان نے ابی ہریرہؓ کو مدینہ پر خلیفہ بنایا اور خود مکہ روانہ ہو گیا۔ ابی رافع سے مروی ہے کہ مروان اکثر مدینہ پر ابی ہریرہؓ کو خلیفہ بنا کے خود گھنٹے پر سوار ہوتا جس پر ایک چار جامہ کسا جاتا، اور اندر اس کے کھجور کی چھال کا گودا ہوتا تھا۔ اس طرح وہ روانہ ہوتا تھا۔ اگر کسی شخص سے ملتا تو کہتا کہ راستے سے بچو امیر آتا ہے۔ اکثر لڑکے شب کو برۃ الغراب (کوئے کا کھیل) کھیلتے تھے، وہ بے خبر ہوتے تھے اسی حالت میں مروان اپنے آپ کو ان کے درمیان ڈال دیتا تھا اور اپنے پاؤں سے مارتا تھا لڑکے ڈر کر بھاگ جاتے، اکثر وہ..... مجھے رات کو کھانے پر بلاتا اور کہتا کہ ہڈی امیر کے لئے چھوڑ دو میں دیکھتا تو روغن زیتون میں پکی ہوئی ٹرید (شوربے میں دم دی ہوئی روٹی) ہوتی تھی۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ مجھے بخار سے زیادہ کوئی بیماری پسند نہیں اس لئے کہ وہ ہر جوڑ کو درد کا حصہ دیدیتا ہے اور اللہ ہر جوڑ کو اس کے اجر کا حصہ دیدیتا ہے۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ راوی نے ان سے سنا جو قبیلہ اسلم کی مجلس میں تھے اور ان لوگوں کی مجلس منبر سے قریب تھی، ابو ہریرہؓ لوگوں کو خطبہ سنارہے تھے، وہ (ابو ہریرہؓ) مجلس اسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ کہنے لگے کہ مرجاؤ۔ اے سرداران اسلم، مرجاؤ اے گروہ اسلم مرجاؤ، تین مرتبہ کہا، اور ابو ہریرہؓ بھی مرے گا۔

عبید بن باب سے مروی ہے کہ میں برتن سے ابو ہریرہؓ پر پانی ڈال رہا تھا اور وہ وضو کر رہے تھے۔ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا تو انھوں نے کہا کہ تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو۔ اس نے کہا ازار کا۔ انھوں نے کہا کہ تم اپنی واپسی سے پہلے موت خرید سکو تو خریدنا پھر کہا کہ مجھے اس وجہ سے اللہ سے خوف ہے کہ اس نے موت کو عاجل کر دیا ہے۔

حبیب بن ابی نضالہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ نے اس طرح موت کا ذکر کیا کہ گویا انھیں اسکی آرزو ہے۔ بعض ساتھیوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد تم کیونکر موت کی تمنا کرتے ہو کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ موت کی تمنا کرے نہ نیکو کار کو نہ بدکار کو۔ نیکو کار کو تو اس لئے کہ اسکی نیکی میں اضافہ ہوگا اور بدکار تو وہ (توبہ کر کے اللہ) منالے گا۔ انھوں نے کہا کہ میں کیونکر موت کی تمنا نہ کروں جبکہ میں خوف کرتا ہوں کہ مجھے چھ چیزیں پالیں گی۔ گناہ کا خفیف سمجھنا، حکمتوں کا فروخت کرنا، رخصوں کا قطع کرنا، لشکروں کی اور نشے کی کثرت لوگ قرآن کو گانے کے آلات بنالیں گے۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ میں ابو ہریرہؓ کے پاس گیا جو بیمار تھے میں نے کہا اے اللہ ابو ہریرہؓ کو شفاء دے، ابو ہریرہؓ نے کہا اے اللہ تو مجھے واپس کر (صحت نہ دے) اس کو دو مرتبہ کہا پھر کہا کہ اے ابو سلمہ اگر تم سے مرنا ممکن ہو تو تم بھی مرجاؤ کیونکہ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں ابو ہریرہؓ کی جان ہے۔ عنقریب علماء پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ہر ایک شخص کو موت زور سرخ سے زیادہ محبوب ہوگی یا یا عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی مسلمان کی قبر پر گزرے گا اور کہے گا کہ مجھے پسند تھا کہ اس قبر والا میں ہوتا۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ بیمار ہوئے تو میں عیادت کے لئے ان کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ ابو ہریرہؓ کو شفاء دے ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اے اللہ تو اس (صحت) کو واپس نہ کر، پھر کہنے لگے کہ اے ابو سلمہ عنقریب

لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ ان میں سے ایک شخص کو موت زر سرخ سے زیادہ محبوب ہوگی اور اے ابو سلمہ، اگر میں کچھ دن اور زندہ رہا تو عنقریب آدمی قبر پر آئیگا اور کہے گا کہ کاش اس کے یا تمہارے بجائے (اس قبر میں) میں ہوتا۔
ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب ان کے پاس سے کوئی جنازہ گزرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ جاؤ بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔

ایک وصیت..... سعید سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ میری قبر پر شامیانہ نہ لگانا اور نہ میرے ساتھ آگ لے چلنا۔ جب مجھے تم لوگ اٹھانا تو جلدی لے چلنا کیونکہ اگر میں نیک ہوں گا تو تم مجھے میرے رب کے پاس لاؤ گے اور اگر میں اس سے سوا ہوں گا تو وہ صرف ایک ایسی چیز ہوگی جسے تم لوگ اپنے کندھوں سے پھینک دو گے۔

عبدالرحمن بن مہران مولائے ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب ابو ہریرہؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ میری قبر میں شامیانہ نہ نصب کرنا اور نہ میرے ساتھ آگ لے چلنا، مجھے جلدی لے چلنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ صالح یا مومن تابو سے رکھ دیا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے آگ گرد اور جب کافر یا بدکار اپنے تحت رکھ دیا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ ہائے میری خرابی تم لوگ مجھے کہاں لئے جاتے ہو۔

عبدالرحمن بن مہران سے مروی ہے کہ مروان ابو ہریرہؓ کی دیادت کے لئے آیا اس نے انہیں غشی میں پایا تو کہا کہ اللہ آپ کو صحت دے۔ ابو ہریرہؓ نے اپنا سر اٹھایا۔ اللہ سختی کر (یعنی مرض میں) اور قطع کر دے (یعنی زندگی کو) مروان نکلا تو اسے اصحاب القضا کے قریب ایک آدمی ملا جس نے کہا کہ ابو ہریرہؓ قضاء کر گئے۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ مروان ان کے مرض موت میں ان کے پاس آیا اور کہا کہ اللہ آپ کو شفا دے، ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اے اللہ میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں لہذا تو بھی میری ملاقات کو پسند کر۔ مروان اصحاب القضا تک بھی نہ پہنچا تھا کہ ابی ہریرہؓ کی وفات ہو گئی۔

سلم بن بشیر بن خیل سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ اپنی بیماری میں روئے تو ان سے کہا گیا کہ اے ابو ہریرہؓ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے انہوں نے کہا کہ میں تمہاری اس دنیا پر نہیں روتا ہوں میں اپنے سفر کی دوری اور توشے کی کمی پر روتا ہوں، میں نے جنت دوزخ کی منزل کی راہ پر صبح کی دوری اور توشے کی کمی پر روتا ہوں، میں جنت دوزخ کی منزل کی راہ پر صبح کی ہے، مجھے معلوم نہیں کہ ان میں سے کس کی طرف مجھے چلایا جائے گا۔ ابی سلمہ سے مروی ہے کہ میں ابو ہریرہؓ کے پاس گیا وہ انتقال کر رہے تھے انہوں نے اپنے متعلقین سے کہا کہ نہ میرے عمامہ باندھنا اور نہ کرتہ پہنانا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے کیا گیا۔

ثابت بن مسحل سے مروی ہے کہ لوگ عوالی (مدینہ) سے ابو ہریرہؓ کی نماز جنازہ کے لئے آئے ولید بن عتبہ مدینہ کا امیر تھا۔ اس ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھے اطلاع دیئے ان کو دفن نہ کرنا اور خود ظہر کے بعد سو گیا۔ ابن عمر اور ابو سعید الخدری نے جو موجود تھے کہا کہ ابو ہریرہؓ کو باہر نکالو۔ انہوں نے بعد ظہر باہر نکالا موضع الجنازہ تک لے گئے عصر کا وقت قریب آ گیا قوم نے کہ ابو ہریرہؓ پر نماز پڑھ لو ولید کے نکلا لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر ابو ہریرہؓ پر نماز پڑھی، حالانکہ لوگوں میں ابن عمر و ابو سعید الخدری بھی تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمر و بن حزم سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ پر ولید بن عتبہ نے نماز پڑھی جو امیر مدینہ تھا۔ جس روز ابو ہریرہؓ کی وفات ہوئی تو مروان بن الحکم عمل مدینہ سے معزول تھا۔

محمد ہلال نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس روز ابو ہریرہؓ کی وفات ہوئی میں حاضر تھا، ابو سعید الخدری اور مروان جنازے کے آگے چل رہے تھے۔ عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں ابو ہریرہؓ کے جنازے میں ابن عمر کے ساتھ تھا، وہ اس کے آگے چل رہے تھے اور کثرت سے ان پر رحمت کی دعا کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث یاد کر کے لوگوں تک پہنچائی۔

محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ جب ابو ہریرہؓ کی وفات ہوئی تو عثمان کے لڑکے ان کا جنازہ اٹھائے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ انکی اس رائے کی حفاظت کے لئے جو عثمان کے بارے میں تھی بقیع پہنچے۔ ثابت بن نخل سے مروی ہے کہ ولید بن عتبہ نے معاویہؓ کو خط لکھ کر ابو ہریرہؓ کی وفات کی اطلاع دی تو انہوں نے لکھا کہ دیکھوں انہوں نے کس کو چھوڑا۔ ان کے ورثہ کو دس ہزار درم دیدے، ان کے عہد کو اچھا کر دو اور ان لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کیونکہ وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے عثمانؓ کی مدد کی تھی اور مکان (محاصرے) میں ان کے ہمراہ تھے اللہ ان پر رحمت کرے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو ہریرہؓ ذوالحلیفہ میں اترا کرتے تھے، مدینے میں ان کا ایک مکان تھا جو انہوں نے اپنے مولیٰ کو دے دیا تھا۔ اس کے بعد لوگوں نے اسے عمر بن بزیع کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

وفات ابو ہریرہؓ نے ابو بکرؓ سے روایت کی ہے، انکی وفات ۵۹ء میں معاویہؓ بن ابی سفیان کے آخری زمانہ خلافت میں ہوئی۔ وفات کے روز اٹھتر سال کے تھے انہیں نے عائشہؓ زوجہ نبی ﷺ پر رمضان ۵۸ء میں نماز پڑھی اور ام سلمہؓ زوجہ نبی ﷺ پر شوال ۵۹ء میں نماز پڑھی حالانکہ ولید بن عتبہ وائی مدینہ تھا۔ وہ الغابہ سوار ہو کے چلا گیا اور ابو ہریرہؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دے گیا انہوں نے شوال میں ام سلمہؓ پر نماز پڑھی اس کے بعد اسی سال ابو ہریرہؓ کی وفات ہوئی۔

ابو الروی الدوسی از مدین سے تھے، ذوالحلیفہ میں رہا کرتے تھے، وہ عثمانی تھے، ابو بکر صدیقؓ سے روایت کی ہے اور معاویہؓ بن ابی سفیان سے پہلے انکی وفات ہوئی۔

سعد بن ابی ذباب الدوسی سعد بن ابی ذباب سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہوا، عرض کی یا رسول اللہ میری قوم کے وہ اموال کو بوقت قبول اسلام ان کے قبضہ میں تھے انہیں کے لئے کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کر دیا اور مجھے ان پر عامل بنا دیا، عمرؓ نے بھی مجھے عامل بنایا۔

سعد اہل السراۃ میں سے تھے، انہوں نے کہا کہ میں نے قوم سے شہد کے بارے میں گفتگو کی اور کہا کہ اس کی زکوٰۃ دو کیونکہ اس پیداوار میں یا مال میں کوئی خیر نہیں جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تم کتنی زکوٰۃ مناسب سمجھتے ہو۔ میں نے کہا کہ دسواں حصہ، میں نے ان لوگوں سے دسواں حصہ لے لیا۔ عمرؓ بن الخطاب کے پاس

لایا اور جو واقعہ تھا اس کی انھیں خبر دی، عمر نے اسے لے لیا اور فروخت کر کے قیمت صدقات مسلمین میں شامل کر دی۔

عبداللہ بن کسینہ..... تحسینہ انکی والدہ تھیں، وہ الارث کی بیٹی تھیں اور الارث حارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھے۔ عبداللہ کے والد مالک بن النشب تھے اور قشب جذب بن نعلہ بن عبداللہ بن رافع بن مخشب بن مبشر بن صعب بن وہمان بن نصر بن کعب بن الحارث بن عبداللہ بن نصر بن الازد تھے۔ وہ اپنی قوم بنی مخشب سے کسی امر میں ناراض ہوئے تو قسم کھائیکہ ایک گھرمالک کو ان لوگوں کو جمع نہیں کریگا۔ وہ مکہ چلے گئے۔ مطلب بن عبد مناف سے معاہدہ حلف کر لیا اور تحسینہ بنت الحارث بن المطلب سے نکاح کر لیا۔ ان کے پہاڑ ان سے عبداللہ پیدا ہوئے۔

عبداللہ کی کنیت ابو محمد تھی زمانہ قدیم میں اسلام لائے نبی ﷺ کی محبت پائی۔ حاجی اور بزرگ تھے، ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ مدینہ سے تیس میل پر بطن ریم میں رہتے تھے اور وہیں مردان بن الحکم کے آخر زمانہ عمل میں معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں وفات ہوئی۔ ان کے حقیقی بھائی:

جبیر بن مالک..... انکی والدہ تحسینہ بنت الحارث بن عبدالمطلب تھیں، نبی ﷺ کی محبت پائی جنگ یمامہ شہید ہوئے جو ۱۲ء میں ابو بکر صدیق کی خلافت کے زمانے میں ہوئی تھی۔ بنی مہلب کے ایک شخص:

حارث بن عمیر الازدی..... عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عمیر الازدی کو اپنے فرمان کے ساتھ بصرہ کے پاس بھیجا۔ جب وہ موتہ میں اترے تو شریل بن عمرو انصافی نے روکا، پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ شام کی طرف، پوچھا شاید تم محمد (ﷺ) کے قاصدوں میں ہو، انھوں نے کہا۔ ہاں میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں اس نے ان کے متعلق حکم دیا تو انھیں رسی میں جکڑ دیا گیا۔ پھر آگے کر کے زبر دستی گردن مار دی ان کے سوار رسول اللہ ﷺ کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا، رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ کو سخت ناگوار ہوا۔ لوگوں کو بلایا۔ حارث بن عمیر کی اور ان کے قتل کرنے کی خبر دی۔ لوگ بہت تیز روانہ ہوئے۔ غزوہ موتہ کا یہی سبب تھا۔

قضاء بن مالک بن عمرو بن مرہ بن زید بن حمیر کی شاخ جہینہ بن زید بن لیث بن سودا سلم بن الحاف بن قضاء عقبہ بن عامر بن عبس الجہنی کنیت ابو عمرو تھی:

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ مجھے نبی ﷺ کا آنا معلوم ہوا تو اپنی کمائی کے مقام پر تھا، میں نے اسے

ترک کر دیا اور آپ کے پاس آیا، عرض کی یا رسول اللہ! میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ سے بیعت کروں، فرمایا، بیعت عربیت چاہتے ہو یا بیعت ہجرت؟ میں نے آپ سے بیعت کر لیا اور مقیم ہو گیا۔

آنحضرت صلعم نے ایک روز فرمایا کہ یہاں جو شخص قبیلہ مور سے ہو کھڑا ہو جائے، لوگ کھڑے ہوئے میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم بیٹھو آپ نے میرے ساتھ یہی دو یا تین مرتبہ کیا، عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہم معد میں سے نہیں ہیں، فرمایا نہیں، عرض کی، ہم لوگ کن میں سے ہیں فرمایا تم لوگ قضاء بن مالک بن حمیر میں سے ہو۔

ابو عشانہ سے مروی ہے کہ میں عقبہ بن عامر کو دیکھا کہ سیاہ خضاب کرتے اور کہتے سفیر اعلا ہا و تا ہی اصولہا (ہم ان بالوں کا بالائی حصہ سفیر کر دیتے ہیں حالانکہ ان کی جڑیں (سیاہی سے) انکار کرتی ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عقبہ بن عامر صفین میں معاویہؓ کے ساتھ، پھر مصر چلے گئے وہیں رہتے تھے، وہاں انھوں نے ایک مکان بنالیا۔ خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان کے آخر زمانے میں ان کی وفات ہوئی۔

زید بن خالد الجہنی..... محمد بن عمر نے کہا کہ انکی کنیت ابو عبد الرحمن تھی، دوسروں نے کہا کہ انکی کنیت ابو طلحہ تھی۔

محمد بن الحجازی الجہنی سے مروی ہے کہ زید بن خالد الجہنی کی وفات ۸۷ھ میں مدینہ میں ہوئی اس وقت پچاس برس کے تھے، انھوں نے ابو بکر و عمر و عثمانؓ سے روایت کی ہے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے علاوہ محمد بن عمر کے کہتے سنا کہ زید بن خالد کی وفات کوفہ میں آخر زمانہ خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان میں ہوئی۔

نعیم بن ربیعہ بن عوفی..... ابن اجراء، ربیع بن طحیل بن عدی بن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ اسلام لائے، رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے، درخت کے نیچے بیعت کی۔

رافع بن مکیت بن عمرو..... ابن اجراء بن ربیع بن طحیل بن عدی بن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ، اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے انھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ اس سرے میں زید بن حارثہ کے ہمرکاب تھے جس میں انھیں رسول اللہ ﷺ نے حس کی جانب بھیجا تھا۔ اور جہادی الآخرۃ میں ہوا تھا۔

زید بن حارثہ نے رافع کو اسی قوم کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر بشیر بنا کے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، اونٹنی رافع سے علی بن ابی طالب نے راستہ میں لے لی اور اسی قوم کو واپس کر دی یہ اس وقت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی کو بھیجا کہ جو کچھ ان لوگوں سے لیا گیا ہے واپس کر دیں اس لئے کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے آپ نے ان کے لئے ایک فرمان لکھ دیا۔

کرز بن جابر انصیری کو جب رسول اللہ ﷺ نے ذی الجدر بھیجا تو رافع بن مکیت بھی ان کے ساتھ تھے عبد الرحمن کے سر یہ دومۃ الجندل میں بھی شریک تھے فتح مکہ کے دن انھوں نے جہینہ کے ان چار جھنڈوں میں سے

ایک جھنڈا اٹھایا تھا۔ جو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے باندھے تھے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں صدقات جہینہ پر (عامل بنا کے) بھیجا تھا کہ وہ ان سے زکوٰۃ وصول کریں، مدینے میں ان کا ایک مکان اور مدینے میں جہینہ کی مسجد تھی۔

جندب بن مکیت بن عمرو..... رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی کرز بن جابر القہری کو جب رسول اللہ ﷺ نے عربیوں کی جانب بطور سر یہ بھیجا جنہوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ ﷺ کی اوشنیاں لوٹی تھیں تو جندب بھی ان کے ہمراہ تھے۔

سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوہ مکہ کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے جندب و رافع فرزند ان مکیت کو قبیلہ جہینہ کی جانب بھیجا وہ انھیں رمضان میں مدینہ میں حاضر ہونے کا حکم دینے، جس وقت آپ نے روانگی تبوک کا ارادہ فرمایا تب بھی آپ نے ان دونوں کو جہینہ کی جانب بھیجا کہ ان سے اپنے دشمن کے جہاد کے لئے چلنے کو کہیں۔

جندب بن مکیت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب وفد آتا تھا تو آپ اپنے اچھے کپڑے پہنتے تھے اور اپنے بلند پایہ اصحاب کو بھی اس کا حکم دیتے تھے، جس روز وفد کندہ آیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ جسم مبارک پر حلقہ یمنی تھا اور ایسا ہی ابو بکر و عمر کے بدن پر بھی۔

عبداللہ بن بدر بن زید..... ابن معاویہ بن حسان بن اسعد و دلیہ بن مبذول بن عدی ابن غنم بن الربیعہ بن راشد ان بن قیس بن جہینہ۔

نام عبدالعزی تھا، اسلام لائے تو بدل کر عبداللہ رکھا گیا۔ ان کے والد بدر بن زید وہی ہیں جن کا ذکر عباس بن مرواس نے اپنے شعر میں کیا ہے کہ:

(وما کان بدر وما حابس . یفوقان مرداس فی المجمع . ص ۱۶)

جب رسول اللہ ﷺ نے کرز بن جابر القہری کو بطور سر یہ ان عربیوں کی جانب بھیجا جنہوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اوشنیاں لوٹی تھیں تو عبداللہ بن بدر بھی ان کے ساتھ تھے۔ فتح مکہ کے دن وہ ان چار آدمیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے جہینہ کے جھنڈے اٹھائے تھے۔ جو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے باندھے تھے۔

عبداللہ بن بدر مدینہ میں رہتے تھے، وہاں ان کا ایک مکان تھا۔ اور بادیہ قبیلہ میں بھی رہتے تھے جو جبال جہینہ میں تھا انھوں نے ابو بکرؓ سے روایت کی ہے، وفات معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی۔

عمرو بن مرہ بن عبس..... ابن مالک بن الحرث بن مازن بن سعد بن مالک بن رفاعہ بن نصر بن غطفان بن قیس بن جہینہ۔

زمانہ قدیم میں اسلام لائے، نبی ﷺ کی صحبت پائی آپ کے ہرکاب..... مشاہد میں حاضر ہوئے وہ پہلے شخص تھے جو یمن میں قضاہ میں شامل ہو گئے۔ بعض البلوین نے اسی کے بارے میں کہا کہ

فلا تہلکوا فی لجة ہلک فیہا عمرو (تم لوگ اس بحرِ عقیق میں ہلاک نہ ہو جس میں عمرو ہلاک ہوئے)
انکی اولاد و مشق میں تھی۔

عمرو بن مرہ الجہنی سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو قبیلہ معد کا ہو وہ کھڑا ہو جائے۔
میں کھڑا ہو گیا، فرمایا تم بیٹھ جاؤ، پھر فرمایا جو قبیلہ معد کا ہو وہ کھڑا ہو جائے تو میں کھڑا ہو گیا، تو فرمایا تم بیٹھ جاؤ، پھر فرمایا
کہ جو قبیلہ معد کا ہو کھڑا ہو جائے تو میں کھڑا ہو گیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم کن لوگوں میں سے ہیں، فرمایا تم لوگ
قضاعہ بن مالک بن حمیر میں سے ہو۔

سبرہ بن معبد الجہنی وہ ان ربیعہ بن سبرہ کے والد تھے جن سے زہری نے روایت کی ہے۔
ربیع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ چچہ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب تھے، آپ نے
معد (حج کے احرام سے عمرہ) کرنے کو منع فرمایا۔
سبرہ کا مدینہ میں قبیلہ جہینہ میں ایک مکان تھا، آخر عمر میں ذوالمرہ میں وہ ٹھہر گئے تھے ان کے پس ماندہ آج
تک وہیں ہیں۔

وفات معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت میں ہوئی۔

معبد بن خالد زریعہ الجہنی کے والد تھے۔ زمانہ قدیم میں اسلام لائے، جب رسول اللہ ﷺ نے کرب بن
جابر الفہری کو بطور سر یہ عربین کی جانب بھیجا جنہوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹیاں لوٹیں
تھیں تو معبد بھی ان کے ساتھ تھے۔ فتح مکہ کے روز وہ بھی ان چار میں سے ایک تھے جنہوں نے جہینہ کے چار
جھنڈے اٹھائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے باندھے تھے وہ ان سب سے زیادہ بادیہ میں رہنے
والے تھے۔ ابو بکرؓ سے روایت کی ہے وفات ۲۷ء میں ہوئی۔ اس وقت نو اسی سال کے تھے۔

ابو ضبیس الجہنی زمانہ قدیم میں اسلام لائے جس وقت رسول اللہ ﷺ نے کرب بن جابر الفہری کو بطور
سر یہ عربین کی جانب بھیجا جنہوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹیاں لوٹی تھیں تو وہ بھی ان کے ساتھ
تھے یہ واقعہ شوال چھ ہجری میں ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت
کے نیچے بیعت کی۔ فتح مکہ میں بھی حاضر ہوئے، بادیہ (دیہات) میں رہا کرتے تھے۔ معاویہ بن ابی سفیان کے آخر
زمانہ خلافت میں وفات ہوئی۔

کلیب الجہنی غنیم بن کثیر بن کلیب الجہنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو
حج میں دیکھا کہ عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ مزدلفہ میں آگ روشن تھی۔ آپ وہاں کا قصد فرما رہے
تھے یہاں تک کہ اس کے قریب اتر گئے۔

سوید بن ضحرا الجہنی زمانہ قدیم میں اسلام لائے جس وقت رسول اللہ ﷺ نے کرب بن جابر الفہری کو

بطور سر یہ عربین کی جانب بھیجا جنہوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے یہ سوال ۶۷ میں ہوا۔ اس کے بعد وہ حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی فتح مکہ میں وہ ان چار میں سے ایک تھے جنہوں نے جبینہ کے چار جھنڈے اٹھائے جو ان لوگوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے باندھے تھے۔

سنان بن وبرا لکھنی انصاری سلم کے حلیف تھے المہر مسیح میں رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب حاضر ہوئے یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے حجابہ ابن سعد سے اس روز ذول پر جھگڑا کیا، دونوں پانی بھرتے تھے کہ اختلاف ہو گیا۔ دونوں نے جھگڑا کیا اور اپنے قبائل کو آواز دی، سنان نے انصار کو پکارا اور حجابہ نے آواز دی کہ اے آل قریش! اس روز (سردار منافقین) عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کلام کیا۔ اپنے بہت مرتبہ کے کلام میں کہا کہ اگر ہم لوگ مدینہ واپس جائیں گے تو عزت والے لوگ ضرور ضرور وہاں سے ذلیل کو نکال دیں گے زید بن ارقم نے اس کی رسول اللہ ﷺ سے چغلی کھائی تو عبد اللہ بن ابی نے انکار کیا۔ زید کی تصدیق اور ابن ابی کی تکذیب میں قرآن نازل ہوا۔

خالد بن عدی لکھنی خالد اسلام لائے اور نبی ﷺ کی محبت پائی۔ انہوں نے آپ سے روایت کی۔ خالد بن عدی لکھنی نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ جس کے پاس اپنے بھائی سے کوئی احسان بغیر مانگے اور بغیر حرم کے آئے تو اسے قبول کر لے اور واپس نہ کرے کیونکہ وہ رزق ہے جو اللہ نے اس کے پاس بھیجا ہے۔

ابو عبد الرحمن لکھنی اسلام لائے اور نبی ﷺ کی محبت پائی، انہوں نے آپ سے روایت بھی کی ہے۔ ابی عبد الرحمن لکھنی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے کہ یکا یک دو سوار نظر آئے آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ (یہ دونوں) کندی مذحجی ہیں، وہ آپ کے پاس آئے تو دونوں (بنی) مذحج میں سے تھے ایک قریب آیا کہ آپ سے بیعت کرے جب اس نے آپ کا ہاتھ پکڑا تو کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے غور فرمایا کہ وہ شخص کون ہے جو آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے۔ اس کے لئے کیا (ثواب) ہے فرمایا کہ اس کے لئے خوشخبری ہے۔ اس نے آپ کے ہاتھ چھوا اور واپس ہو گیا۔ دوسرا شخص آیا آپ کا ہاتھ پکڑا کہ بیعت کرے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے غور فرمایا کہ اس شخص کے لئے کیا (ثواب) ہے جو اللہ پر ایمان لائے آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے حالانکہ اس نے آپ کو نہ دیکھا ہو۔ فرمایا کہ اس کے لئے خوشخبری ہے۔ پھر اس کے لئے خوشخبری ہے۔ اس نے آپ کا ہاتھ چھوا اور واپس ہو گیا۔ ابی عبد الرحمن لکھنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو سوار یہود کی طرف جائے تو تم لوگ انہیں پہلے سلام نہ کرو، جب وہ تمہیں سلام کریں تو کہو ”علیکم“

عبد اللہ بن خبیب لکھنی اسلام لائے اور نبی ﷺ کی محبت پائی آپ سے روایت کی۔

معاذ بن عبد اللہ بن خبیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ بارش کی تاریک شب میں نکلے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کریں کہ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں، میں نے آپ کو پایا تو فرمایا کہو مگر میں نے کچھ نہ کہا پھر فرمایا، مگر میں نے کچھ نہ کہا، پھر فرمایا کہو تو عرض کی یا رسول اللہ! کیا کہوں؟ فرمایا جس وقت شام کرو، اور جس وقت تم صبح کرو تو تین مرتبہ قل هو اللہ احد اور معوذتین قل أعوذ برب الفلق . قل أعوذ برب الناس پڑھو، یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہیں۔

حارث بن عبد اللہ الجہنی بعد الجہنی سے مروی ہے کہ ضحاک بن قیس نے حارث بن عبد اللہ الجہنی کو میرے ذریعے سے بیس ہزار درہم بھیجے اور کہا کہ ان سے کہنا کہ امیر المومنین نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ پر خرچ کریں، لہذا آپ ان درہموں سے مدد لیجئے، میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح کرے، امیر نے آپ کے ہاتھ کے پاس یہ درہم بھیجے ہیں، میں نے انھیں ان درہموں کا حال بتایا، پوچھا کون ہو، میں نے کہا کہ معبد بن عبد اللہ بن عویر ہوں انھوں نے کہا کہ اچھا کہا کہ امیر نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ آپ کے وہ کلمات دریافت کروں جو یمن کے (عیسائی) عالم نے فلاں فلاں دن کہے تھے۔ انھوں نے کہا اچھا۔

مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا۔ اگر یقین ہوتا کہ آپ کی وفات ہو جائے گی تو میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوتا۔ میں چلا گیا۔ میرے پاس عیسائی عالم آیا اور کہا کہ محمد (ﷺ) کی وفات ہو گئی، پوچھا، اس نے کہا آج، اگر میرے پاس ہتھیار ہوتا تو میں اس سے ضرور قتال کرتا۔

زیادہ زمانہ گزرا کہ میرے پاس ابو بکر صدیق کا خط آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور آپ کے بعد لوگوں نے بطور خلیفہ کے مجھ سے بیعت کر لی لہذا ان لوگوں سے بیعت لو جو تمہارے پاس ہیں، میں نے کہا کہ جس شخص نے مجھے اس روز اس بات کی خبر دی وہ اس کا زیادہ اہل ہے کہ اسے علم ہوگا۔

میں نے اسے بلا بھیجا اور کہا کہ تم نے جو کچھ کہا تھا سچ تھا۔ اس نے کہا کہ میں جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں پوچھا تم اسے کہاں سے جانتے ہو، اس نے کہا کہ وہ نبی جس کا حال ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں یہ ہے کہ وہ فلاں فلاں دن مرے گا، پوچھا، اس کے بعد ہم لوگ کیوں کر ہوں گے۔ اس نے کہا کہ تمہاری بچی (ترقی کے ساتھ) پچیس سال تک گھوے گی جس میں ایک دن کا بھی اضافہ نہ ہوگا۔

عوسجہ بن حرملة بن جذیمہ ابن سبرہ بن خدیج بن مالک بن الحرث بن مازن بن سعد بن مالک بن رفاعہ بن نصر بن غطفان بن قیس بن جمیہ۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ہشام بن محمد بن السائب الکلی نے اسی طرح ان کا نسب محمد سے بیان کیا اور ہشام نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے ایک ہزار آدمی پر عوسجہ بن حرملة کو امیر بنایا۔ انھیں ذامر (کی زمین) بطور جاگیر عطا فرمائی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے یہ امر کسی اور سے نہیں سنا۔

نبتہ الجہنی محمد بن سعد نے کہا کہ نبتہ الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، برہنہ تلواری کا ہا ہم تبادلہ نہ کیا جائے۔

ابن حدیدۃ الجہنی انھیں بھی صحبت حاصل تھی، یہ وہی شخص ہیں جنھیں عمر بن الخطابؓ ملے اور پوچھا کہ کہاں کا قصد کرتے ہو تو انھوں نے کہا کہ میں نے نماز عصر کا ارادہ کیا ہے عمرؓ نے کہا کہ جلدی جاؤ کیوں کہ وہ شروع ہو گئی ہے۔

رفاعہ بن اعرادۃ الجہنی بعضوں نے اہل اعراب کہا، ابن اعراب اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاء

رویف بن ثابت البلوی الجناب میں رہتے تھے اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی آپ سے روایت کی ہے۔

ابو الشموس البلوی حق میں رہتے تھے، اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

طلحہ بن البراء بن عمیر بن ویرہ بن ثعلبہ بن غنم بن سری بن سلمہ بن انیف بن حشم بن تمیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تمیم بن ارشہ بن عامر بن عبیدہ بن قسمل بن فران بن بلی، نبی عمرو بن عوف کے انصار میں ان کا معاہدہ حلف تھا۔ وہی شخص ہیں جن کے لئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! تو طلحہ سے اس طرح ملاقات کر کہ تو ان سے ہنستا ہو اور وہ تجھ سے ہنستے ہوں۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے کے نسب اور ان کے اس قبہ کی ہشام بن محمد بن السائب الکلسی نے خبر دی۔

ابو امامۃ بن ثعلبہ البلوی ابی بردہ بن نیار کے چچا زاد بھائی اور البراء بن عازب کے ماموں تھے۔ عبد اللہ بن حبیب بن عبد اللہ بن ابی امامہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ابو امامہ بن ثعلبہ کو صحبت حاصل تھی، وہ ابی بردہ بن نیار کے چچا زاد بھائی تھے انھیں بھرے ہوئے آب کثیر سے اپنے ہاتھ دھوتے ہوئے دیکھا گیا تو اعتراض کیا گیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس طور پر آب کثیر وضو کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس میں ہم میں سے کوئی کسی کو ایذا نہ دے۔

عبد اللہ بن صفی ویرہ ابن ثعلبہ بن غنم بن سری بن سلمہ بن انیف، نبی عمرو بن عوف میں تھے، رسول

ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی، محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے اس کے متعلق ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد کی روایت سے خبر دی۔

بنی عذرہ بن سعد بن زید بن لیث ابن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاہ۔

خالد بن عرفطہ..... ابن ابرہہ بن سنان بن صفی بن البہانہ بن عبد اللہ بن غیلان بن اسلم ابن حزار بن کابل بن عذرہ، نبی زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے۔ نبی ﷺ کی صحبت پائی اور آپ سے روایت کی، سعد بن ابی وقاص نے جنگ قادسیہ میں انھیں والی جنگ بنایا تھا۔ خالد وہی شخص ہیں جنہوں نے جنگ خیلہ میں خوارج کو قتل کیا تھا۔ وہ فی میں رہتے تھے اور وہاں ایک مکان بنا لیا تھا۔ آج ان کے بقیہ وہیں ماندگان ہیں۔

حمرہ بن النعمان بن ہوذہ..... ابن مالک بن سنان بن البیاع بن ولیم بن عدی بن حزار بن کابل ابن عذرہ کے سردار تھے اور اہل حجاز میں پہلے شخص تھے جو نبی ﷺ کے پاس نبی عذرا کی کو مائے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں وادی القری سے بقدر ان کا کوڑا مارنے اور ان کا گھوڑا دوڑانے کے زمین بطور جاگیر عطا فرمائی، وادی انقرئ ہی میں رہے اور وہاں مکان بنا لیا یہاں تک کہ انکی وفات ہوگئی۔

ابو خزیمۃ العذری..... البہانہ میں رہتے تھے جو عذروہلی کی زمین ہے، اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی، آپ سے روایت کی۔

(اشعریین میں سے اور وہ لوگ الاشعر کی اولاد ہیں جن کا نام بنت اود بن زید بن یثجب بن مریب بن زید بن کہلان سہاء ابن یثجب بن یعرب بن قحطان تھا)

ابو بردہ بن قیس..... ابن سلیم بن حضار بن خرب بن عامر بن غزہ بن بکر بن عامر بن عذرا بن وائل بن ناجیہ بن الجہاہر بن الاشعر، ابو موسیٰ الاشعری کے بھائی تھے، اسلام لائے اور اپنی قوم کے بلاد سے ہجرت کی، مدینے میں انکی آمد مع اشعریین کے جنہوں نے ہجرت کی تھی اور کہا جاتا ہے کہ وہ پچاس آدمی تھے ان دونوں کشتی والے (مہاجرین) کی آمد کے ساتھ ہوئی جو ملک حبشہ سے آئے تھے۔
ابو بردہ ابن قیس نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔

ابو عامر الاشعری..... ان اشعریین میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے آپ کے ہرکاب فتح مکہ و حنین میں حاضر ہوئے یوم حنین میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں قبیلہ ہوازن کے ان مشرکین کے پیچھے روانہ کیا جو اوطاس کی جانب چلے گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے جھنڈا باندھا۔

وہ ان لوگوں کے لشکر تک پہنچ گئے مشرکین میں سے ایک شخص آگے آیا اور کہا کہ کون جنگ کرتا ہے؟ ابو عامر نکلے اور اسے قتل کر دیا۔ انھوں نے ان لوگوں سے نو مرتبہ جنگ قبول کی۔ جب دسواں ہوا تو ابو عامر اس کے لئے

نکلے۔ اس نے ابو عامر کے تلوار کے آر پار کر دی۔

وہ اس حالت میں اٹھائے گئے کہ کچھ جان باقی تھی، ابو موسیٰ الاشعری کو اپنا قائم مقام بنایا اور اس کو خبر دی کہ زرد عمامہ والا شخص ان کا قاتل ہے، ابو عامر نے ابو موسیٰ کو وصیت کی، جھنڈا انھیں دیدیا۔ اور کہا کہ میرا گھوڑا اور ہتھیار نبی ﷺ کو دینا، ابو عامر کی وفات ہو گئی۔

ابو موسیٰ نے ان لوگوں سے قتال کیا یہاں تک کہ اللہ نے انھیں فتح دی ابو عامر کے قاتل کو بھی کر دیا۔ ان کا گھوڑا، ہتھیار اور تر کہ نبی ﷺ کے پاس لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ ان کے بیٹے کو دیدیا۔ اور فرمایا کہ اے اللہ! ابو عامر کی مغفرت کر اور انھیں جنت میں میری امت کے بلند ترین لوگوں میں کر۔ ان کے بیٹے۔

عامر بن ابی عامر..... انھوں نے بھی نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ آپ کے ہمراہ جہاد کیا اور آپ سے روایت کی۔

ابو مالک الاشعری..... اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی، آپ کی ہمراہی میں جہاد کیا اور آپ سے روایت کی۔

ابو موسیٰ الاشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو مالک الاشعریؓ کو تلاش کنندہ لشکر پر امیر بنایا اور جب ہوازن کے لوگ بھاگے تو آپ نے ابو مالک کو انکی تلاش کا حکم دیا۔

ابی مالک الاشعریؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ وضو ایمان کا جزو ہے۔

ابی مالک الاشعریؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے احباب کو جمع کیا اور کہا کہ ادھر آؤ۔ کیا تمہیں نماز پڑھادی گئی ہے یا بھلا دی گئی۔ راوی نے کہا کہ وہ مالک اشعریؓ میں سے ایک شخص تھے انھوں نے ایک تسلا پانی منگایا تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، کلی کی، ناک میں پانی ڈالا تین مرتبہ منہ اور تین مرتبہ دونوں ہاتھیں دھوئیں، سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا اور دونوں پاؤں دھوئے، پھر ظہر کی نماز پڑھی، اس میں انھوں نے دو مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھی اور بیس تکبیریں کہیں۔

حارث الاشعری..... اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ آنحضرت سے روایت بھی کی۔

حارث الاشعریؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اللہ نے یحییٰ بن زکریا کو پانچ کلمات کا حکم دیا کہ وہ ان پر عمل کریں اور نبی اسرائیل کو حکم دیں کہ وہ لوگ بھی ان پر عمل کریں۔

(اور حضارہ سے یعنی حضرموت کے باشندے اور وہ یمن کے علاقے سے تھے)

علاء بن الحضر می..... حضرمی کا نام عبد اللہ بن ضاد بن سلمی بن اکبر تھا جو حضرموت علاقہ یمن کے تھے اور نبی امیہ عبد شمس بن عبد مناف کے حلیف تھے، ان کے بھائی میمون بن الحضر می اس کنویں کے مالک تھے جو کہ بلند حصہ میں الانبج میں تھا جس کا نام بیر میمون تھا اور اہل عراق کے راستے پر مشہور تھا انھوں نے ان کو زمانہ ہلیت میں کھودا تھا، علاء بن الحضر می زمانہ قدیم میں اسلام لائے۔

علاء بن الحضرمی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے الجعرانہ سے واپسی میں مجھ کو منذر بن سادی کے پاس بحرین بھیجا، رسول اللہ ﷺ نے ایک فرمایا بنام منذر بن سادی لکھ کر انھیں کے ہاتھ بھیجا جس میں آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تھی اور ان کو اجازت دی کہ زکوٰۃ جمع کریں رسول اللہ ﷺ نے علاء کے لئے ایک یادداشت لکھ دی جس میں اونٹ اور گائے اور بکری اور پھلوں اور مالوں کی زکوٰۃ کے فرائض تھے تاکہ وہ اسی کے مطابق لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں یہ بھی حکم دیا کہ جن کے امرا سے زکوٰۃ وصول کریں انھیں کے فقرا کو دیدیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہمراہ ایک جماعت کو بھیجا جن میں ابو ہریرہؓ بھی تھے اور ان سے فرمایا کہ انکی صلاح کو قبول کریں۔

سالم مولائے نبی نصر سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے علاء بن الحضرمی کے ساتھ بھیجا اور انھیں میرے ساتھ نیکی کی وصیت فرمائی، جب ہم دونوں روانہ ہوئے تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ نے تمہارے متعلق مجھے نیکی کی وصیت فرمائی، لہذا بتاؤ کہ کیا چاہتے ہو، میں نے کہا کہ مجھے اپنا مؤذن بنالیتے اور امین نہ بنائے، انھوں نے یہ (خدمت) انھیں دے دی۔

عمرو بن عوف حلیف نبی عامر بن لوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علاء بن الحضرمی کو بحرین بھیجا، پھر انھیں معزول کر دیا اور ابان بن سعد کو عامل بنا کے بھیجا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے علاء بن الحضرمی کو عبدالقیس کے بیس آدمیوں کے ہمراہ اپنے پاس آنے کو تحریر فرمایا تھا وہ عبدالقیس کے بیس آدمیوں کو آپ کے پاس لائے، ان کے سردار عبداللہ بن عوف اراج تھے، علاء نے بحرین پر منذر بن سادی کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ ان بیس آدمیوں کے وفد نے علاء بن الحضرمی کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں معزول کر دیا اور ابان بن سعید بن العاص کو والی بنایا، ان سے فرمایا کہ تم عبدالقیس کے متعلق نیکی کی نصیحت قبول کرو اور ان کے سرداروں کی عزت کرنا۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علاء بن الحضرمی کے بدن پر ایک سنبلانی کرید دیکھا جس کی آستینیں لمبی تھیں تو آپ نے اسے انگلیوں کے کناروں کے پاس سے کاٹ ڈالا۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ میں نے سائب بن یزید سے پوچھا کہ آپ نے مکہ کی سکونت کے بارے میں کیا سنا ہے تو انھوں نے کہا کہ علاء بن الحضرمی کہا کہ مہاجر کے لئے ارکان حج سے نکلنے کے بعد تین دن کے قیام کا حق ہے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انھوں نے سائب بن یزید سے پوچھا تو سائب نے کہا کہ میں نے علاء بن الحضرمی سے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ارکان حج سے نکلنے کے بعد مکہ میں مہاجر تین رات ٹھہرے۔

(عود بحديث اول)

راوی نے کہا کہ ابان بن سعید رسول اللہ کی وفات تک بحرین کے عامل رہے رجبہ بحرین میں مرتد ہو گیا، ابان بن سعید مدینے آگئے اور انھوں نے اپنا نیا عہدہ ترک کر دیا۔ ابو بکر صدیق نے چاہا کہ انھیں بحرین واپس کر دیں مگر انھوں نے انکار کیا اور کہا میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کا عامل نہ بنوگا۔

ابو بکرؓ نے علاء بن الحضرمی کے بھیجنے کا تصفیہ کیا، انھیں بلایا اور کہا کہ میں نے تمہیں رسول اللہ ﷺ کے ان

عمال پایا جنہیں آپ نے والی بنایا ہے میں نے مناسب سمجھا کہ تمہیں کو اس کا والی بناؤں جس کا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں والی بنایا تھا۔ لہذا اللہ کا خوف تم پر لازم ہے۔

علاء بن الحضرمی مدینے سے سولہ سواروں کے ہمراہ اس طرح روانہ ہوئے کہ ان کے ساتھ فرات بن حیان العجلی رہبر تھے، ابو بکرؓ نے علاء بن الحضرمی کے لئے ایک فرمان لکھ دیا کہ جس مسلمان پر گزریں وہ ان کے ہمراہ اپنے دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو۔

علاء اپنے پیروں کے ساتھ چلے اور قلعہ حواما میں اترے، انھوں نے ان لوگوں اتنا قتال کیا کہ ان میں سے کوئی نہ بچا پھر القطف آئے وہاں عجمیوں کی ایک جماعت تھی۔ ان سے بھی لڑے اور ایک حصہ کو نقصان پہنچایا، وہ لوگ بھاگے اور الزارہ میں گھس گئے۔

علاء ان کے پاس آئے اور ساحل دریا کی ایک زمین پر اترے، انھوں نے ان لوگوں سے قتال کیا اور یہاں تک محاصرہ کیا کہ ابو بکر رحمہ اللہ کی وفات ہو گئی، عمر بن الخطاب والی ہوئے، اہل الزارہ نے صبح چاہی تو علاء نے ان سے صلح کر لی۔

اس کے بعد علاء نے اہل دارین کی جانب رخ کیا اور دریا عبور کر کے ان لوگوں سے جنگ کی مقاتلین کو قتل کر دیا اور ان کے اہل و عیال قید کر لئے گئے۔

علاء نے عرفجہ بن ہرثمہ کو سیاف فارس کی جانب روانہ کیا۔ انھوں نے کشتیوں میں سفر کیا وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ملک فارس کا ایک جزیرہ فتح کیا اور اس میں مسجد بنائی، باریخان اور سیاف کو لوٹ لیا، یہ واقعہ ۱۲ میں ہوا۔ شعی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے علاء بن الحضرمی کو جو بحرین میں تھے لکھا کہ تم عتبہ بن غزو ان کے پاس جاؤ کیونکہ میں نے تمہیں ان کے عہدے کا والی بنادیا اور خوب سمجھ لو کہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ جو مہاجرین اولین میں سے ہیں اور جن کے لئے اللہ کی جانب سے نیکیاں مقرر ہو چکی ہیں۔

میں نے انھیں اس لئے معزول نہیں کیا کہ وہ پارسا مضبوط اور سخت رعب والے نہ تھے، بلکہ میں نے یہ خیال کیا کہ اس نواح میں مسلمانوں کے لئے تم ان سے زیادہ کارآمد ہو گے، میں ان کے حقوق جانتا ہوں، میں نے تم سے پہلے ایک شخص کو والی بنایا تھا مگر وہاں پہنچنے سے پہلے انکی وفات ہو گئی اگر اللہ چاہے گا کہ تم والی ہو تو تم والی ہونا اور اگر اللہ چاہے کہ عتبہ والی ہو تو مخلوق اور حکم اللہ ہی کا ہے جو تمام عالموں کی پرورش کرنے والا ہے۔

جان لو کہ اللہ کا امر اسی حفاظت کے لئے محفوظ ہے جس کے ساتھ اس نے نازل کیا ہے، لہذا تم اس پر نظر رکھو جس کے لئے پیدا کئے گئے ہو اسی کے لئے عمل کرو اور ماسواک ترک کر دو، کیونکہ دنیا ختم ہونے والی ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی شے ہے، لہذا تمہیں وہ شے جس کا ثریا قی رہنے والا ہے اس شے سے غافل نہ کر دے جس کی خیر اس کے پیچھے آنے والی ہے۔

اللہ کی ناراضی سے اللہ ہی کی طرف بھاگو۔ اللہ اپنے حکم اور اپنے علم میں جس کے لئے چاہتا ہے فضیلت جمع کرتا ہے، ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے اس کی طاعت پر اور اس کے عذاب سے نجات پر مدد مانگتے ہیں۔

علاء بن الحضرمی ایک جماعت کے ساتھ جن میں ابو ہریرہؓ اور ابو بکرؓ بھی تھے بحرین سے روانہ ہوئے ابو بکرؓ کو جس وقت وہ بصرے آئے البحرانی کہا جاتا تھا، بحرین میں ان کے یہاں عبد اللہ بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے۔

جب یہ لوگ لباس میں تھے جو الصحاب کے قریب ہے اور الصحاب بنی تمیم کی زمین میں ہے تو علاء بن الحضرمی کی وفات ہو گئی ابو ہریرہؓ بحرین لوٹ گئے اور ابو بکرہ بصرے آ گئے۔ ابو ہریرہؓ کہا کرتے تھے کہ میں نے علاء بن الحضرمی کی تین باتیں دیکھیں کہ ہمیشہ ان سے محبت کروں گا، میں نے انھیں دیکھا کہ جنگ دار بن میں اپنے گھوڑے پر دریا کو عبور کیا۔

مدینہ سے بحرین کے ارادے سے چلے الہنا میں تھے کہ پانی ختم ہو گیا انھوں نے اللہ سے دعا کی تو ریت کے نیچے سے چشمہ پیدا کر دیا گیا، سب سیراب ہوئے اور کوچ کیا۔

ایک شخص کا کچھ اسباب رہ گیا تھا، وہ لوٹے، اسباب لے لیا اور پانی نہیں پایا۔
میں علاء کے ساتھ بحرین سے لشکر بصرہ کی جانب روانہ ہوا ہم لوگ لباس میں تھے کہ انکی وفات ہو گئی، ہم ایسی جگہ پر تھے جہاں پانی نہ تھا۔ اللہ نے ہمارے لئے ایک بادل ظاہر کیا اور ہم پر بارش ہوئی، ہم نے انھیں غسل دیا، اپنی تلواروں سے ان کے لئے قبر کھودی، ہم نے ان کے لئے لحد (بغلی قبر) نہیں بنائی تھی، واپس ہوئے کہ لحد بنائیں مگر انکی قبر کا مقام پایا۔ ابو بکرہ علاء بن الحضرمی کی وفات کی خبر بصرہ لے گئے۔

شرح الحضرمی..... سائب بن یزید سے مروی ہے کہ بنی ہاشم کے پاس شرح الحضرمی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایسے شخص ہیں جو قرآن کو تکیہ نہیں بناتے۔

عمر و بن عوف..... محمد بن عمر نے کہا کہ وہ یمنی تھے جو نبی عامر بن لوی کے حلیف تھے، زمانہ قدیم میں اسلام لائے، بنی ہاشم کی صحبت پائی اور آپ سے روایت کی۔

لبید بن عقبہ..... ابن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل۔

انکی والدہ ام النہین بنت حذیفہ بن ربیعہ بن سالم بن معاویہ بن ضرار بن ضبیان قضاعہ کے نبی سلمان بن سعد ہذیم میں سے تھیں۔ لبید بن عقبہ ہی کے متعلق (قرآن میں) اس شخص کے لئے مساکین کو کھانا کھلانے کی اجازت نازل ہوئی جو روزے پر قادر نہ ہو۔

محمود بن لبید فقیہ (عالم) لبید بن عقبہ کے بیٹے تھے جو نبی ہاشم کے زمانے میں پیدا ہوئے، دوسرے بیٹے منظور و میمون تھے ان سب کی والدہ ام منظور بنت محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی، ابن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھیں جو اوس میں سے تھیں۔

عثمان وامیہ۔ اور ام الرحمن، انکی والدہ ام ولد تھیں۔ ولید بن عقبہ کے پسماندہ تھے جس سب کے سب ختم ہو گئے، ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

حاجب بن بریدہ..... اہل راجع میں سے تھے وہ لوگ نبی زعموراء بن حشم براور ان عبدالاشہل ابن حشم تھے، جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو

براء بن عازب ابن الحارث بن عدی بن حشم بن مجد بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج۔
انکی والدہ حبیبہ بنت ابی الحباب بن انس بن زید بن مالک بن النجار بن الخزرج تھیں، کہا جاتا ہے کہ انکی والدہ ام خالدہ بنت ثابت بن سنان بن عبید بن الابرص تھیں اور ابو بکر خدرہ تھے۔
براء کے یہاں یزید اور عبید اور یونس اور عازب اور یحییٰ اور ام عبداللہ پیدا ہوئیں ہم سے انکی والدہ کا نام نہیں بیان کیا گیا۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ براء بن عازب کی کنیت ابوعمارہ تھی لوگوں نے بیان کیا کہ عازب بھی اسلام لائے تھے، انکی والدہ نبی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔

اور انکی اولاد میں براء و عبید تھے اور ام عبداللہ تھیں جو بیعت کرنے والی تھیں ان سب کی والدہ حبیبہ بنت ابی حبیبہ بن الحباب تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انکی والدہ ام خالدہ بنت ثابت تھیں ہم نے مغازی میں عازب کا کچھ بھی ذکر نہیں سنا۔ البتہ انکی حدیث اس کجاوے کے بارے میں سنی جس کو ابو بکرؓ نے ان سے خریدا تھا۔

براء سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے عازب سے تیرہ درہم میں ایک کجاوہ خریدا ابو بکرؓ نے عازب سے کہا کہ براء کو حکم دو کہ وہ میرے پاس کجاوہ اٹھالائیں۔ عازب نے ان سے کہا کہ نہیں تا وقتیکہ ہم آپ سے یہ بیان نہ کریں کہ جب آپ اور رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکلے اور مشرکین آپ لوگوں کو ڈھونڈتے تھے تو آپ دونوں صاحبوں نے کیا کیا۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ ہم لوگ پچھلی رات کو مکہ سے نکلے اس رات اور دن جاگتے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی اور آفتاب سر پر آ گیا تو میں نے اپنی نظر ڈالی کہ آیا مجھے کوئی ایسی جگہ نظر آتی ہے جہاں ہم لوگ پناہ لے سکیں مجھے ایک چٹان نظر آئی تو میں نے اس کے پاس پہنچا تو اس سے کچھ سایہ دیکھا بقیہ سائے کی طرف نظر کی تو اسے (سائے کے رخ سے) برابر کیا۔ میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک کبل بچھایا اور عرض کی یا رسول اللہ لیٹ جائیے آپ لیٹ گئے۔

میں جا کر اپنے گرد گرد دیکھنے لگا کوئی ڈھونڈنے والا تو نظر نہیں آتا مجھے ایک وہاں وہ نظر آیا جو اپنی بکریاں چٹان کی طرف ہانک رہا تھا، وہ بھی اس سے وہی چاہتا تھا جو ہم چاہتے تھے یعنی سایہ۔

میں نے پوچھا کہ تم کس کے غلام ہو۔ اس نے کہا کہ قریش کے ایک شخص کا۔ اس نے اس کا نام لیا تو میں نے پہنچانا پھر میں نے کہا کہ تمہاری بکریوں میں کچھ دودھ یہی ہے؟ اسنے کہا ہاں میں نے کہا کہ کیا تم دو ہو گے؟ اس نے کہا ہاں، میں نے اسے حکم دیا تو اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کو باندھا۔ پھر حکم دیا کہ اپنے ہاتھ جھاڑ ڈالے، ابو بکرؓ نے کہا کہ اس طرح اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ اس نے تھوڑا سا دودھ دوا۔

میں اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک چھوٹی سی مشک بھی لے گیا تھا جس کے منہ پر کپڑے کی ڈاٹ تھی میں نے دودھ پر پکایا جس سے اس کا نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ بیداری کے ساتھ ساتھ پہنچا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فرمائیے، رسول اللہ ﷺ نے اتنا نوش فرمایا کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر عرض

کی یا رسول اللہ! ہم لوگ روانگی کے لئے تیار ہیں۔

وہاں سے ہم لوگوں نے کوچ کیا۔ قوم کے لوگ ہمیں تلاش کرتے تھے مگر کسی نے ہمیں نہ پایا سوائے سراقہ مالک بن جشم کے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا، عرض کی یا رسول اللہ! یہ ڈھونڈنے والا ہم سے مل گیا فرمایا کہ غم نہ کرو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

جب وہ قریب آگیا تو اسکے اور ہمارے درمیان بقدر دو یا تین نیزوں کے فاصلہ رہ گیا۔ عرض کی یا رسول اللہ یہ تلاش کرنے والا ہم سے مل گیا، میں رونے لگا فرمایا کہ تم کیوں روتے ہو، میں نے کہا کہ واللہ میں اپنی جان پر نہیں روتا ہوں بلکہ میں آپ پر روتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس پر بددعا فرمائی کہ اے اللہ تو ہمیں اس سے جس طرح تو چاہے کافی ہو جا سے اس کے گھوڑے نے زمین میں اپنے پیٹ تک دھنسا دیا۔

وہ اس سے کود پڑا اور کہا کہ یا محمد (ﷺ) مجھے معلوم ہے کہ یہ تمہارا عمل ہے لہذا تم اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اس حالت سے نجات دے جس میں میں ہوں تو واللہ میں ان تلاش کرنے والوں کو جو میرے پیچھے میں بہکا دوں گا یہ میرا ترکش ہے لہذا ایک تیر اس میں سے بور علامت کے لئے لیجئے کیونکہ آپ غنقریب فلاں فلاں مقام میں میرے اونٹ اور بکریوں پر گذریں گے آپ ان میں سے اپنی ضرورت بھر لیتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں تمہارے اونٹوں کی کوئی حاجت نہیں ہے اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ وہ پلٹ کر اپنے ساتھیوں کی جانب روانہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور میں آپ کے ہر کا ب روانہ ہوئے ہم لوگ رات کو مدینہ آئے قوم نے آپ کے بارے میں جھگڑا کیا کہ آپ کس کے پاس اتریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آج شب کو بنی النجار کے پاس اتروں گا جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں ان کے ذریعے میں ان کا اکرام کروں گا۔

جس وقت ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو لوگ راستے اور اپنے مکانوں کی (چھتوں) پر اور لڑکے اور نوکر غل مچاتے ہوئے نکل آئے کہ محمد (ﷺ) آگئے رسول اللہ ﷺ، محمد (ﷺ)، رسول اللہ ﷺ آگئے، صحیح ہوئی تو آپ روانہ ہوئے اور وہاں اترے جہاں آپ کو حکم دیا گیا۔

تحویل قبلہ کے لئے آیت کا نزول

رسول اللہ ﷺ یہ چاہتے تھے کہ (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کریں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام

(ہم آسمان کی طرف آپ کا منہ اٹھانا دیکھتے ہیں ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ خوش ہوں گے لہذا آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے آپ نے (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

بعض بے وقوف لوگوں نے کہا کہ... عن قبلتهم التي كانوا عليها

(انہیں اس قبلہ سے کس نے پھیرا جس پر... وہ تھے) تو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا کہ: قل لله المشرق والمغرب يهدي من يشاء الى صراط مستقيم (آپ فرمادیجئے مشرق و مغرب اللہ ہی کی ہے اللہ جسے

چاہتا ہے راہ راست بتا دیتا ہے۔

نبی ﷺ کے ساتھ ایک شخص نے نماز پڑھی، نماز کے بعد وہ نکلے انصار کی ایک جماعت پر گزرے جو عصر کی نماز کے رکوع میں بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے تھے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے کعبہ کی طرف منہ کیا۔ قوم پھر گئی اور کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

براء نے کہا کہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیر برادر نبی عبدالدار بن قصی تھے، ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ آپ اپنی جگہ پر ہیں اور آپ کے اصحاب میرے پیچھے آتے ہیں۔

ان کے بعد مکتوم بن ابینا برادر نبی فہر آئے، ہم نے پوچھا کہ تمہارے پیچھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کیا کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ وہ لوگ قریب تر میرے پیچھے ہیں۔

ان کے بعد ہمارے پاس عمار بن یاسر اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود اور بلال آئے۔ ان لوگوں کے بعد عمر بن الخطاب بیس شرع سواروں کے ساتھ آئے۔ ان کے بعد ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ آئے، آپ کے ہمراہ ابو بکرؓ تھے۔

براء نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے ہی میں نے قرآن کی چند سورتیں پڑھیں پھر ہم لوگ نکلے قافلہ کا مقابلہ کریں مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ بچ کے نکل گئے۔

براء سے مروی ہے کہ میں اور ابن عمرؓ یوم بدر میں چھوٹے سمجھے گئے اس لئے ہم دونوں اس میں حاضر نہیں ہوئے۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ یوم بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور ابن عمرؓ کو چھوٹا سمجھ کر واپس کر دیا۔

براء سے مروی ہے کہ یوم بدر میں اور ابن عمرؓ چھوٹے سمجھے گئے۔

ابو اسحق سے مروی ہے کہ میں نے براء کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے آتے ہی میں نے قرآن کی سورتوں میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ" پڑھی۔

براء سے مروی ہے کہ یوم بدر میں اور عبداللہ بن عمرؓ چھوٹے تھے ابن اسحق سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب پندرہ غزوات کئے حالانکہ میں اور عبداللہ ہم عمر تھے۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ میں اٹھارہ سفروں میں رسول اللہ ﷺ کے ہرکاب رہا۔ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے قبل ظہر کے دور کعتیں ترک کی ہوں۔

ابی بسرۃ الجہنی سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھارہ غزوات کئے، آپ کو سفر یا حضر میں کبھی نہیں دیکھا کہ آفتاب ڈھلنے کے بعد دور کعتیں ترک کی ہوں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ نے براء بن عازب کو غزوہ کی اجازت دی اس وقت وہ پندرہ سال کے تھے، آپ نے اس کے قبل اجازت نہیں دی۔

ابی السفر سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ برائی کو فے میں رہتے تھے وہیں مصعب بن الزبیر کے زمانے میں انکی وفات ہوئی۔ ان کے پسماندہ تھے۔ براء نے ابو بکرؓ سے روایت کی ہے۔
ان کے بھائی:

عبید بن عازب..... ابن الحارث بن عدی۔ وہ انکی ماں کی طرف سے بھی بھائی تھے۔ عبید بن عازب کی اولاد میں لوط و سلیمان و نویرہ و ام زید تھیں جن کا نام عمرہ تھا۔ ان لوگوں کی والدہ کا نام ہم سے بیان نہیں کیا گیا۔ عبید بن عازب ان دس انصار میں سے ایک تھے جنہیں عمر بن الخطاب نے عمار بن یاسر کے ساتھ کو فے بھیجا تھا۔ کو فے میں انکی بقیہ اولاد دو پسماندگان تھے۔

بن ظہیر ابن رافع عدی بن زید بن جسم بن حارث بن الحارث بن الخزرج ابن عمرو اور عمرو بن النبیٹ تھے، انکی والدہ فاطمہ بنت بشر بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف خزرج کے نبی قوفل میں سے تھیں جو نبی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔

اسید کی اولاد میں ثابت و محمد و ام کلثوم و ام الحسن تھیں، انکی والدہ ام بنت خدیج بن رافع بن عدی، اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

سعد و عبدالرحمن (عثمان و ام رافع، انکی والدہ زینب بنت وبرہ بن اوس بنی تمیم میں سے تھیں۔
عبید اللہ، انکی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ انکی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ بن ابی معقل بن نہیل بن اساف تھیں۔
اسید بن ظہیر کی کفیت ابو ثابت تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو غزوہ احد میں چھوٹے سمجھے گئے اور خندق میں حاضر ہوئے ان کے والد ظہیر اہل عقبہ میں سے تھے۔

(یعنی جنہوں نے ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں بیعت کی تھی انکی بقیہ اولاد پسماندگان ہیں،

عرا بہ بن اوس..... ابن قنیطی بن عمرو بن زید بن جسم بن حارثہ بن الحارث، انکی والدہ شیبہ بنت الربیع بن عمرو بن عدی بن زید بن جسم تھیں۔

عرا بہ کی اولاد میں سعید تھے انکی والدہ کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔

ان کے والد اوس اور ان کے دونوں بھائی عبداللہ و کباشہ، فرزند ان اوس احد میں حاضر ہوئے۔ یوم احد میں عرا بہ چھوٹے سمجھے گئے، غزوہ خندق میں انہیں اجازت دی گئی۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ یوم احد میں عرا بہ بن اوس کا سن چودہ سال پانچ مہینے کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں واپس کر دیا۔ اور اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عرا بہ بن اوس وہی شخص ہیں جنکی الشماخ بن ضرار شاعر نے مدح کی ہے، وہ مدینے آیا تھا، انہوں نے اسکی سواری پر کھجوریں لا دی تھیں تو اس نے کہا۔

الی الخیرات منقطع القرین

رأیت عرا بہت الأومى یمنى

(میں نے عرابہ الاوی کو دیکھا کہ وہ خاندان سے بچھڑنے والے کی خیرات کی طرف بڑھتے ہیں

اذما رایہ رفعت لمجد تلقا ہاعر ابة بالمین

(جب بزرگی کے لئے کوئی جھنڈا بلند کیا جاتا ہے تو عرابہ اسے داسنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں)

علیہ بن یزید الحارثی..... انصار میں سے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے مشہور صحابی تھے۔ ہم نے بنی حارثہ کے انصار کے نسب میں تلاش کیا مگر کہیں ان کا نسب نہیں پایا۔

حرام بن سعد بن خبیصہ سے مروی ہے کہ علیہ بن یزید الحارثی اور ان کے (قربت) والے وہ قوم تھے جن کے پاس نہ مال تھا نہ بھل۔ جب ترکمبوریں آئیں تو ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس نہ کوئی کمبور ہے نہ سونا، نہ چاندی..... ہمارے پاس وہی گشت کرتا ہے جسے آپ بھیجتے ہیں اور آپ کے پاس سال اول سے بچ گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ان کے بدلے کمبوریں انکی لکڑی کے خرید لو۔ ان لوگوں نے یہی کیا۔ قوم کے لوگ یہ چاہتے تھے کہ اپنے عمال کو تنخواہ میں کمبوریں دیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ بنی تھلہ کی جانب سے ان لوگوں کے لئے اجازت تھی اور دوسری کے لئے مکروہ ہے۔ علیہ فقراء میں سے تھے۔ لوگ خیرات دینے لگے، ان کے پاس کچھ نہ تھا کہ خیرات کرتے، انھوں نے اپنی آبرو خیرات کی اور کہا کہ میں نے اس کو حلال کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ نے تمہارا صدقہ قبول فرمایا۔

علیہ ان رونے والوں میں سے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے روائگی ہو کر کا ارادہ فرمایا تو وہ لوگ آپ کے پاس سوار مانگنے آئے، فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تم لوگوں کو سوار کراؤں وہ لوگ اس غم سے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہمراہی میں ایک غزوہ چھوٹا ہے روتے ہوئے واپس گئے اللہ تعالیٰ نے آپ پر ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی "ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم قلت لا اجد ما احملکم علیہ تو لو اووا علیہم تفیض من الد مع حرنا ان لا یجد واما ینفقو" (اور ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جبکہ وہ آپ کے پاس آئے تاکہ آپ انھیں سوار کرائیں تو آپ نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تم کو سوار کراؤں تو وہ لوگ اس طرح واپس ہوئے کہ انکی آنکھیں اس غم سے آنسو بہا رہی تھیں کہ انھیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کو کچھ نہیں ملتا) علیہ بن یزید بھی انھیں میں سے تھے۔

مالک و سفیان فرزند ان ثابت..... دونوں انہیت کے انصار میں سے تھے، محمد بن عمر نے اپنی کتاب میں ان دونوں کا ذکر ان لوگوں میں کیا بیر معونہ میں شہید ہوئے، دوسروں نے ان کا ذکر نہیں کیا، ہم نے کتاب نسب النہیت میں ان دونوں کو تلاش کیا مگر نہ پایا۔

بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس

یزید بن حارثہ..... ابن عامر بن مجح بن العطف بن ضبیحہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف انکی والدہ نائلہ بنت قیس بن عبدہ بن امیہ بن زید ابن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں۔

یزید کے ہاں مجمع پیسا ہوئے، ان کی والدہ حبیبہ بنت الجنید بن کنانہ بن قیس بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث ابن قطعہ بن عیسیٰ بن عریض تھیں۔
عبدالرحمن، ان کی والدہ جمیلہ ثابت بن ابی اللاح بن عصمہ ابن مالک بن النضر بن ضیلہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں ان کے اخیاقی بھائی عاصم بن عمرو بن الخطاب تھے۔
عامر بن یزید، انکی والدہ ام ولد تھیں۔
یزید بن حارثہ کی وفات مدینہ میں ہوئی ان کے پسماندگان تھے۔

مجمع بن حارثہ..... ابن عامر بن مجمع بن العطف بن ضبیعہ بن زید، انکی والدہ نائلہ بنت قیس بن عبیدہ بن امیہ تھیں۔ مجمع بن حارثہ کے یہاں یحییٰ و عبید اللہ پیدا ہوئے، دونوں یوم الحمرہ میں مقتول ہوئے، عبداللہ اور جمیلہ، انکی والدہ جمیلہ بن ثابت بن الدحداحہ بن نعیم بن غنم بن ایاس تھیں جو بلعی میں سے تھیں۔
محمد عمرو غیرہ نے کہا کہ بنی عامر بن العطف بن ضبیعہ کو زمانہ جاہلیت میں اپنی قوم میں شرف کی وجہ سے سونے کا پتھر کہا جاتا تھا۔

مجمع بن حارثہ سے مروی ہے کہ مدینہ سے واپس ہوتے ہوئے ہم لوگ صحبان میں تھے کہ میں نے لوگوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا، وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پر (قرآن) نازل ہوا ہے، میں بھی لوگوں کے ساتھ دوڑا، ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ انا فتحنا لک فتحا مبینا (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی) پڑھ رہے تھے، جبریل نے اس کو نازل کیا تو کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ جبریل آپ کو مبارک باد (دیتے ہیں) جب آپ کو جبریل نے مبارک باد دی تو مسلمانوں نے بھی مبارک باد دی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعید بن عبید قاری بنی عمرو بن عوف کی مسجد کے امام تھے۔ جب وہ قادسیہ میں شہید ہو گئے تو بنی عمرو بن عوف امامت کے بارے میں عمر بن الخطاب کے سامنے جھگڑا کیا، سب نے اتفاق کیا کہ مجمع بن حارثہ کو آگے کریں، عمر مجمع پر عیب لگاتے تھے اور ان سے چشم پوشی کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ مسجد ضرار کے (جو منافقین نے قباء میں بنائی تھی) امام تھے، عمرؓ نے ان کو آگے کرنے سے انکار کیا۔

اس کے بعد انھوں نے ان کو بلایا اور کہا کہ اے مجمع میں تمہیں خوب جانتا ہوں اور لوگ تو جو کہتے ہیں وہ کہتے ہیں، انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین میں جوان تھا۔ اور میری نسبت باتیں لوگوں میں تیزی سے مشہور ہو گئی تھیں مگر آج تو میں نے دیکھ لیا ہے جس حالت میں ہوں میں نے اشیاء کو پہچان لیا۔

عمرؓ نے ان کی نسب دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم سوائے خیر کے ان کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ انھوں نے قرآن حفظ کر لیا ہے اور سوائے چند سورتوں کے کچھ یاد کرنا باقی نہیں ہے عمرؓ نے انھیں آگے کیا اور مسجد بنی عمرو بن عوف میں ان لوگوں کا امام بنادیا، مسجد بنی عمرو بن عوف کی طرح اور کوئی مسجد معلوم نہیں جس کے امام کے بارے میں رشک کیا گیا ہو۔

مجمع کی وفات مدینہ میں معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت میں ہوئی ان کے پسماندگان نہ تھے۔

ثابت بن وویعہ..... ابن خدام بن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ان کی والدہ امامہ بنت بجاد بن عثمان بن عامر بن مجمع بن العطف بن ضبیعہ بن زید تھیں۔

ثابت بن وویعہ کے یہاں یحییٰ و مریم پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ وہبہ بنت سلیمان بن رافع بن ہبل بن عدی بن زید بن امیہ بن مازن بن سعد بن قیس بن الایم بن غسان تھیں جو ساکنین زانج حلقائے بنی زعوراء بن جشم ہر اور عبید الاشہل بن جشم میں سے تھیں اور ان لوگوں کی دعوت (یعنی دفتر فوج و عینے میں نام) بنی عبدالاشہل میں تھا۔ ثابت کی کنیت ابو سعد تھی، ان کے والد وویعہ بن خدام منافقین میں سے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابن ابی وویعہ سے مروی ہے کہ بنی کریم صلعم نے فرمایا کہ جو جہد کو اس طرح غسل کرے جس طرح اسکا غسل جنابت ہوتا ہے اور تیل عطر لگائے بشرطیکہ یہ اسکے پاس ہو اور اپنے پاس کے کپڑوں میں سے سب سے اچھے کپڑے پہنے اور دو کے درمیان جدائی نہ کرے اور جب اس کے پاس امام آئے تو وہ اس کے (خطبے کے) لئے خاموش رہے تو اس کے دو جمعوں کے درمیان گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

سعید نے کہا کہ میں یہ حدیث ابن حزم سے بیان کی تو انھوں نے کہا کہ خدا اکی مفرت کرے تمہارے والد نے غلطی کی دو جمعوں کے درمیان اور چار کے اضافے میں۔

عامر بن ثابت..... ابن سلمہ بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف، انکی والدہ قتیلہ بنت مسعود الکظمی تھیں، مسعود وہی تھے جنھوں نے عامر بن مجمع ابن العطف کو قتل کر دیا عامر بن مجمع بن العطف جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ء میں ہوئی تھی ان کے پس ماندگان نہ تھے۔

عبدالرحمن بن شہل..... ابن عمرو بن زید بن نجدہ بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف بن مالک بن لوذان کو بنو سمیعہ کہا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں ان لوگوں کو بنی صماء کہا جاتا تھا۔ صماء مزیہ کی ایک عورت تھی جس نے ان کے والد مالک ابن لوذان کو دودھ پلایا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا نام سمیعہ رکھا (یعنی سننے والی کی اولاد) کیونکہ الصماء بہری کو کہتے ہیں عبدالرحمن بن شہل کی والدہ ام سعید بنت عبدالرحمن بن حارثہ ابن ہبل بن حارثہ بن قیس بن عامر بن مالک بن لوذان تھیں۔

عبدالرحمن کے یہاں عزیز مسعود موسیٰ و جیلہ پیدا ہوئیں، ہمیں انکی والدہ کا نام نہیں بتایا گیا۔ عبدالرحمن بن شہل نے بنی ہاشم سے روایت کی کہ آپ نے کوئے کی ٹھونک ماری ہوئی چیز اور درندے کے روندے ہوئے جانور (کے کھانے) سے منع فرمایا۔

عمیسر بن سعد..... ابن عبید بن (النعمان) بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن زید ابن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔

ان کے والد شمر کائے بدر میں سے تھے، سعد قاری وہی تھے جن کے متعلق اہل کوفہ روایت کرتے ہیں کہ ان

کے فرزند زید نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا، سعد کا دسیہ میں شہید ہوئے۔

ان کے بیٹے عمیر بن سعد نے بنی ہاشم کی صحبت پائی اور انھیں عمر بن الخطاب نے حمص کا والی بنایا۔

عمیر بن سعد سے مروی ہے کہ وہ امیر حمص اور اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے منبر پر کہا کرتے تھے کہ دیکھو کہ اسلام ایک محفوظ دیوار اور مضبوط دروازہ ہے اسلام کی دیوار عدل ہے اور اس کا دروازہ حق ہے، جب دیوار ڈھادی گئی اور دروازہ توڑ ڈالا گیا تو اسلام کو فتح کر لیا گیا، اسلام برابر محفوظ رہے گا، جب تک سلطان شدید رہے گا اور سلطان کی شدت تلوار سے قتل کرنا اور کوڑے سے مارنا نہیں ہے بلکہ حق کا ادا کرنا اور عدل کا اختیار کرنا ہے۔

عمیر بن سعید..... جلاس بن سوید بن الصامت کی بیوی کے بیٹے تھے، فقیر تھے جن کے پاس کوئی

ماک نہ تھا اور جلالہ کے آغوش میں جہیم تھے اور وہی ان کے کفیل تھے۔ اور ان پر خرچ کرتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انصار کے ایک شخص نے جن کا نام جلاس بن سوید تھا اپنے لڑکوں سے کہا کہ واللہ محمد جو کچھ کہتے ہیں اگر یہ حق ہو تو ہم بھی حمیر میں سے کچھ ہیں، یہ بات ایک لڑکے نے سنی جس کا نام عمیر تھا۔ وہ ان کا پروردہ اور بھتیجا تھا۔ لڑکے نے کہا کہ اے چچا اللہ سے تو بہ کرو اور بنی ہاشم کے پاس آیا اور آپ کے خبر دی بنی ہاشم نے انھیں بلا بھیجا وہ قسمیں کھانے لگے اور کہنے لگے کہ واللہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے نہیں کہا۔ لڑکے نے کہا کہ اے چچا بے شک کہا، واللہ تم نے کہا ہے لہذا اللہ سے تو بہ کرو، ایسا نہ ہو کہ قرآن نازل ہو اور جو کچھ تم نے کہا ہے وہ اس میں مجھے بھی تمھارے ساتھ کر دے۔

راوی نے کہا کہ قرآن نازل ہوا کہ یحلفون باللہ ما قالو او لقد قالو اکلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامہم و هموا بما لم یقالوا، الی آخر الایۃ " (یہ لوگ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہیں کہا حالانکہ انھوں نے کلمہ کفر کہا اور اپنے اسلام کے بعد کفر کیا اور اس چیز کا قصد کیا جو انھیں حاصل نہ ہوئی، اور یہ آیت بھی نازل ہوئی "..... وان یولوا یلعنہم اللہ عاہا الیما " (پھر اگر یہ لوگ تو بہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اگر انکار کریں تو اللہ انھیں دردناک عذاب دیگا) جلاس نے اعتراف کیا ہے کہ میں نے کہا اللہ نے میرے سامنے رو بہ پیش کی ہے میں تو بہ کرتا ہوں۔ انکی تو بہ قبول کر لی گئی اسلام میں ان کا ایک مقتول تھا رسول اللہ ﷺ نے انھیں ویت اس کا خون بہا عطا فرمایا اس کو انھوں نے خرچ کر ڈالا انھوں نے مشرکین میں مل جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ راوی نے کہا کہ بنی ہاشم نے لڑکے سے فرمایا کہ تمھارے کانوں نے وفا کی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جلاس کا یہ کلام غزوہ تبوک میں ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب غزوہ تبوک میں وہ شریک تھے غزوہ تبوک میں اس قدر منافقین آپ کے، راہ گئے تھے کہ تبوک سے زیادہ وہ لوگ کبھی کسی غزوہ میں نہیں گئے ان لوگوں نے نفاق کی باتیں کیں جلاس نے بھی جو کچھ کہا وہ کہا تو عمیر بن سعید نے جو اس غزوے میں ان کے ساتھ تھے ان کے قول کو رد کیا۔

عمیر نے ان سے کہا کہ مجھے کوئی شخص تم سے زیادہ محبوب نہیں اور نہ تم سے زیادہ مجھ پر کسی کا احسان ہے، میں نے تم سے وہ گفتگو سنی ہے کہ اگر میں اسے چھپاؤں تو واللہ میں ہلاک ہو جاؤں اور اگر اسے ظاہر کروں تو تم ضرور ضرور سوا ہو گے، ان دونوں میں سے ایک بات مجھ پر بہ نسبت دوسری کے آسان ہے، وہ بنی ہاشم کے پاس آئے اور

جلساں نے جو کچھ کہا تھا اسکی آپ کو خبر دی۔ جب قرآن نازل ہو گیا تو جلساں نے اپنے گناہ کا اعتراف کر لیا اور ان کی توبہ اچھی ہوئی انھوں نے اس چیز کو نہ روکا جو وہ عمیر بن سعید کے ساتھ کرتے تھے۔ یہی بات تھی جس سے ان کی توبہ معلوم ہوئی۔

جدی بن مرہا بن سراقہ بن الحباب بن عدی بن الجعد بن عجلان جو ملی قضاء خلفائے بنی عمرو بن عوف میں سے تھے، خیر میں شہید ہوئے انھیں ان کے دونوں پستانوں کے درمیان کسی نے نیزہ دیا جس وفات ہو گئی۔ ان کے والد مرہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ ہمراہ جنین میں شہید ہوئے۔

اوس بن حبیب بنی عمرو بن عوف میں سے تھے خیر میں قلعہ ناعم پر شہید ہوئے۔

انیف بن وائلہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھے خیر میں قلعہ ناعم پر شہید ہوئے۔

عروہ بن اسماء بن الصلت السلمی بنی عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔ عروہ مروی ہے کہ جنگ یرمعونہ میں مشرکین نے عروہ بن الصلت کو امن دینے کی خواہش کی مگر انھوں نے انکار کیا وہ عامر بن الطفیل کے دوست تھے باجود یکے انکی قوم بنی سلیم نے اسکی خواہش کی مگر انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں تم لوگوں کی امان قبول نہیں کرتا اور نہ اپنے آپ کو اپنے ساتھیوں کے قتل سے ہٹاتا ہوں، وہ آگے بڑھے اور قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے، یہ واقعہ ہجرت کے پختیسویں مہینے صفر میں پیش آیا۔

جز بن عباس بنی جہا بن کلفہ کے جو بنی عمر بن عوف میں سے تھے، حلیف تھے ۱۲ء میں جنگ یرامہ میں شہید ہوئے۔

بنی خطمہ بن جشم بن مالک بن الاوس

خزیمہ بن ثابت ابن القاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن خطمہ، خطمہ کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن الاوس تھا۔ خزیمہ کی والدہ کبوشہ بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ تھیں۔ خزیمہ بن ثابت کے یہاں عبداللہ و عبدالرحمن پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ جمیلہ بنت زید بن مالک تھیں جو بنی نوفل میں سے تھیں۔

عمارۃ بن خزیمہ، ان کی والدہ صفیہ بنت عامر بن طعمہ بن زید رضی اللہ عنہ تھیں۔

خزیمہ بن ثابت اور عمیر بن عدی بن خرشہ نے بنی خطمہ کے بت توڑے تھے، خزیمہ بن ثابت ہی ذوالشہار تین (دو شہادت والے) تھے (یعنی وہ ایک گواہ بجائے دو گواہ کے مانے گئے) عمارۃ بن خزیمہ بن ثابت نے اپنے چچا سے روایت کی، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسے اپنے ساتھ لے لیا تا کہ قیمت عطا فرمائیں، نبی ﷺ رفتار تیز کر دی اور اعرابی آہستہ چلا۔
لوگ اعرابی سے مل کر گھوڑے کا رخ پوچھنے لگے، انھیں معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے خرید لیا ہے
بعض لوگوں نے اعرابی کو گھوڑے کی قیمت اس سے بھی زیادہ پیش کی جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائی تھی، رخ جب
زیادہ ہو گیا تو اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا کہ اگر آپ یہ گھوڑا خریدتے ہیں تو خرید لیجئے ورنہ میں اس کو بیچتا
ہوں۔

نبی ﷺ نے جس وقت اعرابی کا کلام سنا تو آپ کھڑے ہو گئے اعرابی کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا میں
تجھ سے خرید چکا ہوں، اعرابی نے کہا نہیں واللہ میں نے اسے آپ کے ہاتھ نہیں بیچا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے
شک میں نے اسے تجھ سے خرید کیا ہے۔
لوگ نبی ﷺ اور اعرابی کے پاس جمع ہونے لگے اور وہ دونوں سوال و جواب کر رہے تھے اعرابی کہنے لگا
کہ آپ کوئی گواہ لائیں جو یہ شہادت دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ بیچا۔ جو مسلمان آیا اس نے اعرابی سے کہا تجھ پر
انفوس ہے، رسول اللہ ایسے نہیں ہیں کہ سوائے حق کے کوئی بات کہیں۔

خزیمہ کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے قائم مقام

اتنے میں خزیمہ بن ثابت آئے رسول اللہ ﷺ اور اعرابی کا سوال و جواب سنا اعرابی کہنے لگا کہ آپ کوئی
گواہ لائے جو یہ شہادت دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ بیچا ہے خزیمہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے آپ کے
ہاتھ بیچا ہے رسول اللہ ﷺ خزیمہ بن ثابت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم کیسے شہادت دیتے ہو؟ عرض کی
رسول اللہ ﷺ کی تصدیق سے رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ کی شہادت کو دو آدمیوں کی شہادت کے قائم مقام کر دیا۔
یہ حدیث بیان کی ہے ان کے دو بھائی تھے ایک کا نام وحوح تھا جن کا کوئی پس پسماندہ نہ تھا اعرابوں کے
نام عبد اللہ تھا جن کے پس مان گان تھے ان دونوں کی والدہ بھی خزیمہ کی والدہ کبیشہ بنت اوس بن عدی بن امیہ
تھیں۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خزیمہ تم کا ہے سے شہادت دیتے ہو
حالانکہ تم تو ہمارے ساتھ نہ تھے انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آسمان کی خبر میں آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ جو
فرماتے ہیں اس میں ہم آپ کی تصدیق نہ کریں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے انکی شہادت دو آدمیوں کی شہادت
(کے برابر) کر دی۔

ضحاک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ بن ثابت کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر
کر دی۔

عامر سے مروی ہے کہ خزیمہ بن ثابت وہ شخص تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت دو آدمیوں کی
شہادت کے برابر قرار دی رسول اللہ ﷺ نے کسی سے کچھ سودا خرید تو اس شخص نے کہا کہ آپ جو فرماتے ہیں اس پر
اپنے گواہ لائیے۔ خزیمہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے گواہی دیتا ہوں فرمایا کہ تمہیں کس نے بتایا عرض کی
میں جانتا ہوں کہ آپ سوائے حق کے کچھ نہیں کہتے ہم تو اس سے بھی زیادہ اپنے دین میں آپ پر ایمان لائے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے انکی شہادت جائز رکھی۔

قنادہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کچھ مانگا تو نبی ﷺ نے انکار کیا خزیمہ بن ثابت نے شہادت دی کہ نبی ﷺ اس کے مقابلہ میں سچے ہیں اور اس کا آپ پر کوئی حق نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے انکی شہادت جائز رکھی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم ہمارے پاموجود تھے انھوں نے کہا نہیں مگر مجھے معلوم ہے کہ آپ جھوٹ نہیں بولتے اس کے بعد خزیمہ کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر کر دی گئی۔

ابن خزیمہ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ خزیمہ بن ثابت نے خواب میں وہ دیکھا جو سونے والا دیکھتا ہے کہ گویا وہ نبی ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کر رہے ہے انھوں نے نبی ﷺ کو خبر دی تو آپ ان کے لئے لیٹ گئے اور فرمایا کہ اپنے خواب کی تصدیق کر لو انھوں نے آپ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ والد نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کرتا ہوں میں نے آپ کو اسکی خبر دی۔ فرمایا روح روح سے ملاقات نہیں کرتی، نبی ﷺ نے اپنا سر اس طرح بڑھا دیا تو انھوں نے اپنی پیشانی نبی ﷺ کی پیشانی پر رکھ دی۔

محمد بن عمر نے کہا غزوہ فتح میں بنی خطمہ کا جھنڈا خزیمہ بن ثابت کے پاس تھا خزیمہ بن ثابت صفیں میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ہمراہ تھے اور اسی روز ۳۷ میں مقتول ہوئے انکے پسماندگان تھے، کنیت ابو رمارہ تھی۔

عمیر بن حبیب ابن حباشہ بن جوہر بن عبید بن غیان بن عامر بن خطمہ انکی والدہ ام عمارہ تھیں جو جلیلہ بنت عمرو بن عبید بن غیان بن عامر بن خطمہ تھیں۔

ابی جعفر احمی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمیر بن حبیب ابن خماشہ (بروایت عفان حماشہ) نے کہا کہ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے۔ پوچھا گیا کہ اسکی بیشی کیا ہے اور کی کیا ہے

انھوں نے کہا کہ جب ہم اللہ کو یاد کریں اور اس ڈریں تو یہ اسکی بیشی ہے اور جب غفلت کریں اور بھول جائیں اور گم کر دیں تو یہ اسکی کمی ہے۔

عمارہ بن اوس ابن خالد بن عبید بن امیہ بن عامر بن خطمہ، انکی والدہ صفینہ بنت کعب بن مالک بن غطفان بن ثعلبہ میں سے تھیں۔

عمارہ کے یہاں صالح پیدا ہوئے جن کی کنیت ابو واصل تھی اور رجا و عامران کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمر و زیاد اور ام خزیمہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمارہ بن اوس الانصاری سے مروی ہے کہ ہم نے عشاء کی نماز پڑھی تھی کہ ایک شخص نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی اس وقت ہم لوگ نماز میں تھے کہ قبلہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔ ہمارے امام اور مرد اور عورتیں اور بچے کعبہ کی طرف پھر گئے۔

بنی اسلم بن امری القیس بن مالک بن الاوس

عبداللہ بن سعد ابن خثیمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النخاط کہا جاتا ہے کہ نخاط بن کعب بن حارث بن غنم بن اسلم، انکی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر الراہب تھیں ابو عامر عبد عمرو بن صفی بن النعمان بن مالک بن امہ بن صبیحہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھے اور اوس میں سے تھے۔

عبداللہ بن سعد کے یہاں عبدالرحمن اور ام عبید الرحمن پیدا ہوئیں انکی والدہ امامہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول بنی الحلی بن سالم ابن عوف بن الخزرج میں سے تھیں۔

مغیرہ حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن سعد بن خثیمہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ بدر میں شریک تھے تو انھوں نے کہا، ہاں، اور عقبہ میں بھی اپنے والد کے ساتھ ان کا ہم نشین (ردیف) ہو کر۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو انھوں نے کہا کہ وہ مجھے معلوم ہے اور یہ وہم ہے عبداللہ بن سعد نہ بدر میں حاضر ہوئے نہ احد میں۔

جائے وفات خثیمہ بن محمد بن عبداللہ بن سعد بن خثیمہ نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی کہ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حدیبیہ و حنین میں حاضر ہوئے جس روز نبی ﷺ کی وفات ہوئی وہ عمر میں ابن عمر سے کم تھے لوگوں کے عبدالملک بن مروان (کی خلافت) پر اتفاق کر لینے کے بعد مدینے میں انکی وفات ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب وہ حدیبیہ میں حاضر ہوئے تو غالباً اٹھارہ سال کے تھے بنی وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرہ بن مالک بن الاوس مرہ بن مالک بن الاوس کی اولاد الجحدورہ کہلاتی تھی۔

محسن بن ابی قیس ابن اسلم ابی قیس کا نام صلی تھا وہ شاعر تھے الاسلمت کا نام عامر بن جشم بن وائل تھا ان کے بھائی عامر بن ابی قیس کے پس ماند گان تھے جو سب ختم ہو گئے ان میں کوئی باقی نہ رہا ابو قیس اسلام کے قریب ہی تھے انھوں نے اپنے شعر میں ملت حنیفیہ کا ذکر کیا تھا اور نبی ﷺ کا حال بیان کیا تھا انھیں یثرب میں حنیف (بت پرستی) یکسور بنے والا کہا جاتا تھا عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے متعدد طرق سے ایک گروہ سے حدیث ابی قیس جمع کر کے روایت کی کہ اوس و خزرج میں سے کوئی شخص ابی قیس بن الاسلمت سے زیادہ ملت حنیفیہ کا بیان کرنے والا اور اس کا دریافت کرنے والا نہ تھا وہ یثرب کے یہود سے دین کو دریافت کیا کرتے تھے وہ لوگ انھیں یہودیت کی دعوت دیا کرتے تھے وہ ان کے قریب ہو چلے تھے کہ انکار کر دیا وہ شام کی طرف آل جفا کی طرف نکل گئے اور ان لوگوں سے باز پرس کی تو تو انھوں نے ان کو اپنے ساتھ شامل کر لیا ابو قیس نے درویشوں اور عیسائیوں اور علماء سے پوچھا تو انھوں نے ان کو دین کی دعوت دی مگر انھوں نے اس کا ارادہ نہ کیا اور کہا کہ میں اس میں کبھی بھی داخل نہ ہوں گا ان سے شام کے ایک راہب عیسائی درویش نے کہا کہ تم دین سے حنیفہ چاہتے ہو ابو قیس نے کہا یہی چیز ہے جسے میں چاہتا ہوں راہب نے کہا کہ یہ دین ابراہیم تمھارے پیچھے ہے جہاں سے تم نکلے ہو ابو قیس نے کہا کہ

میں دین ابراہیم پر ہوں اور میں اسی دین پر رہوں گا اور اسی پر مروں گا۔

ابوقیس حجاز واپس آ کے مقیم ہو گئے عمرے کے لئے مکہ روانہ ہوئے تو زید بن عمرو نفیل ملے ان سے ابوقیس نے کہا کہ میں دین ابراہیم دریافت کرنے ملک شام گیا تھا تو کہا گیا کہ وہ تمہارے پیچھے ہے زید بن عمرو نے کہا کہ میں نے شام اور جزیرے اور یہود یثرب سے معلوم کرنا چاہا مگر ان لوگوں کے دین کو باطل سمجھا اور دین تو دین ابراہیم ہی ہے جو اللہ کے سات کسی کو شریک نہیں کرتا، بیت (اللہ) کی طرف نماز پڑھتا ہے اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتا ہے، ابوقیس کہتے تھے کہ میں ابراہیم پر سوائے میرے اور زید بن عمرو بن نفیل کے کوئی نہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور قبیلہ خزرج اور قبیلہ اوس کے سردہوں میں سے پورے بنی عبد الاشہل اور ظفر و حارثہ و معاویہ و عمرو بن عوف سب اسلام لے آئے سوائے ان لوگوں کے جو اوس اللہ میں سے تھے اور وہ لوگ وائل اور بنو خطلمہ و واقف و امیہ بن زید تھے جو ابی قیس بن الاسلت کے ساتھ تھے۔

ابوقیس ابوقیس ان کاریں ان کا شاعر اور ان کا خطیب (مقرر) تھا جنگ میں وہی ان کی رہنمائی کرتا تھا وہ اسلام لانے کے قریب تھا اس نے اپنے شعر میں حنیفیت (ترک بت پرستی) کا ذکر کیا تھا اور بنی ہاشم کا حال اور آپ کے متعلق جو کچھ یہود خبر دیتے تھے وہ سب بیان کرتا تھا اور یہ بھی کہ آپ کی جائے ولادت مکہ میں اور جائے ہجرت یثرب ہے۔ اور یہ بھی کہ آپ کی جائے ولادت مکہ میں اور جائے ہجرت یثرب ہے چنانچہ اس نے بنی ہاشم کے مبعوث ہونے کے بعد کہا کہ یہی نبی ہیں جو زندہ ہیں اور یہی ان کا دارالہجرت ہے۔

جب جنگ بعاث ہوئی تو وہ اس میں شریک ہوا۔ جنگ بعاث اور رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے درمیان پانچ سال کا فاصلہ تھا، یثرب میں وہ مشہور تھا اور اسے حنیف (تارک بت پرستی) کہا جاتا تھا اس نے شعر کہے جس میں دین کا ذکر کیا۔

ولو شاء ربنا کنا یهودا وما دین الیہود بذی شکیل
(اگر ہمارا رب چاہتا تو ہم یہودی ہوتے۔ حالانکہ دین یہود درست نہیں ہے)
ولو شاء ربنا کنا نصاریٰ مع الہبان فی جبل الجلیل
(اور اگر ہمارا رب چاہتا تو ہم نصاریٰ ہوتے۔ راہبوں کے ساتھ کوہ جلیل میں ہوتے)
ولکنا خلقنا اذ خلقنا حنیفا دیننا عن کل جیل
(لیکن ہم جب پیدا کئے گئے تو اس طرح پیدا کئے گئے کہ ہمارا دین ہر گروہ سے ملکوت تھا)

نسوق الہدیٰ قرسف مذعنات نکشف عن منا کبھا الجلول

(ہم لوگ ہدیٰ قربانی حج کو مکے کی طرف ہنکاتے ہیں جو اپنے شانوں کی جھولیں کھولے ہوئے فرمانبردار ہو کر چلتی ہیں) رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس سے کہا گیا کہ اے ابوقیس یہی تو ہمارے صاحب ہیں جن کی تم صفت بیان کرتے تھے، اس نے کہا بے شک وہ حق کے ساتھ بھیجے گئے ہیں آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امر کی شہادت کی طرف کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول اللہ ہوں۔

اسلام کس قدر اچھا اور عمدہ ہے

آنحضرتؐ نے اسلام کے طریقے بیان فرمائے، ابو قیس نے کہا کہ یہ کس قدر اچھا اور کیسا عمدہ ہے میں اپنے معاملے میں غور کروں گا پھر آپ کے پاس آؤں گا۔

قریب تھا کہ وہ اسلام لاتا مگر عبد اللہ بن ابی (منافق) سے ملا اس نے پوچھا کہ کہاں سے (آتے ہو) اس نے کہا کہ محمد (ﷺ) کے پاس سے انھوں نے کیسا اچھا کلام میرے سامنے پیش کیا جو وہی ہے جیسے ہم جانتے ہیں اور جس کی علمائے یہود ہمیں خبر دیتے تھے۔

اس سے عبد اللہ بن ابی نے کہا کہ واللہ تم نے جنگ خزرج کو ناپسند کیا تو ابو قیس اور کہا کہ واللہ ایک سال تک اسلام نہ لاؤں گا وہ اپنے مکان واپس گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ سال سے پہلے ہی مر گیا۔ محمد بن کعب احظلی سے مروی ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو چھوڑ کے مرتا تھا تو اس کا بیٹا اگر چاہتا تو اس عورت سے نکاح کرنے کا زیادہ مستحق ہوتا تھا بشرطیکہ وہ عورت اسکی ماں نہ ہو۔

الحمد لله اختتام طبقات ابن

سعد حصہ چہارم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

